إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

الله داخل کرے گا ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ

ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں ان کو وہاں زیور پہنایا جائے گا

اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿٢٣﴾

سونے کے کنگن اور موتی۔ اور وہاں انکی پوشاک ریشمین ہوگی ف۱

وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ښ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ

اور ان کو ہدایت دی گئی عمدہ بات (یعنی کلمہ توحید) کی۔ اور ان کو دکھائی گئی الله سزاوار

الْحَمِيْدِ ﴿٢٤﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ

حمد کی راہ۔ جو لوگ کافر ہوئے اور روکتے ہیں الله کے راستے

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ

اور اس مسجد حرام سے جو ہم نے تمام لوگوں کے واسطے بنائی ہے

سَوَاۗءَۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ۭ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ

کہ یکساں ہے وہاں کا رہنے والا اور باہر کا۔ اور جو وہاں کجروی کرنا چاہے

بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٢٥﴾ ع وَاِذْ بَوَّاْنَا

شرارت سے تو ہم اس کو چکھائیں گے دردناک عذاب اور (یاد کر) جب ہم مقرر کر دی

لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ

ابراہیم کے لئے خانہ کعبہ کی جگہ (یہ کہہ کر) کہ نہ شریک کر میرے ساتھ کسی کو

ف۱ اگر کسی کو شبہ ہو کہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ سب جنتیوں کا لباس ریشم کا ہوگا اور حدیث میں آیا ہے جو مرد دنیا میں ریشم پہنے گا اس کو جنت میں نہ ملے گا گو وہ جنت میں بھی چلا جائے جواب یہ ہے کہ ممکن ہے ایسے لوگوں کو اول داخل ہوتے ہی نہ ملے پھر مل جائے اس پر اگر یہ شبہ ہو کہ اس کے نہ ملنے سے اگر حسرت نہ ہوگی تو پھر سزا کیا ہوئی اور اگر حسرت ہوگی تو جنت میں حسرت ہونا لازم آتا ہے جواب یہ ہے کہ تھوڑی دیر کیلئے حسرت ہوگی اس میں سزا بھی ہوگئی اور اشکال بھی نہیں کیونکہ اس کے بعد جو راحت دائمی ہوگی اس کے سامنے وہ حسرت کالعدم ہے پس تھوڑی دیر کے لئے بھی جنت میں حسرت نہ ہونا اس پر کوئی دلیل نہیں۔

ع ۳ ۱۰

خلاصہ رکوع ۳

اہل جنت کی نعمتوں اور آسائشوں کا ذکر فرمایا گیا۔ کفار مکہ کی ایک خصلت اور حرم میں بے دینی کی سزا ذکر کی گئی۔

بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿٢٦﴾

اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنے والوں اور کھڑے رہنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لئے۔ ف١

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ

اور لوگوں میں پکار دے حج کے لئے کہ وہ تیری طرف آئیں پیادے

ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿٢٧﴾ لِّيَشْهَدُوْا

اور سوار ہو کر دُبلے دبلے اونٹوں پر جو آویں گے ہر راہ دور (دراز) سے تا کہ حاضر ہو جاویں

مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ

اپنے فائدوں کے لئے اور اللہ کا نام لیں چند معلوم دنوں میں

عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا

ان چوپاؤں مویشی کے ذبح کرنے پر جو ان کو اللہ نے دیئے ہیں۔ ف٢ تو (لوگو) اس میں سے کھاؤ

وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿٢٨﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ

اور کھلاؤ مصیبت زدہ محتاجوں کو۔ پھر چاہئے کہ دور کر دیں اپنے میل کچیل اور پوری کریں

وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿٢٩﴾

اپنی منتیں اور طواف کریں اس قدیم گھر کا

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ

بات یہ ہے اور جو تعظیم کرے اللہ کی قابل حرمت چیزوں کی تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اس کے پروردگار کے نزدیک اور تمہارے لئے

رَبِّهٖ ۗ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ

حلال کردیئے گئے چوپائے ان چیزوں کے سوائے جو تم پر پڑھی جاتی ہیں

ف١ کعبہ کی ظاہری ومعنوی پاکی کا حکم

دوسرا حکم یہ دیا گیا وطھر بیتی (یعنی میرے گھر کو پاک کیجئے) اس وقت اگرچہ گھر موجود نہیں تھا مگر بیت اللہ دراصل در و دیوار اور تعمیر کا نام نہیں، وہ اُس بقعۂ مقدسہ کا نام ہے جس میں بیت اللہ پہلے بنایا گیا تھا اور اب دوبارہ بنانے کا حکم دیا جا رہا ہے وہ بقعہ اور مکان بہرحال موجود تھا اس کو پاک کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا کہ اس زمانے میں بھی قوم جُرہم اور عمالقہ نے یہاں کچھ بُت رکھے ہوئے تھے جن کی پُوجا پاٹ ہوتی تھی (ذکرہ القرطبی) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ حکم آئندہ آنے والوں کو سنانا ہو اور پاک کرنے سے مراد جیسے کفر وشرک سے پاک رکھنا ہے ایسے ہی ظاہری نجاسات اور گندگیوں سے پاک رکھنا بھی مراد ہے اور ابراہیم علیہ السلام کو اس کا خطاب کرنے سے دوسرے لوگوں کو اہتمام کی فکر دلانا مقصود ہے کہ جب خلیل اللہ کو اس کا حکم ہوا جو خود ہی اس پر عامل تھے تو ہمیں اس کا اہتمام کتنا کرنا چاہئے۔
(تفسیر معارف. مفتی اعظمؒ)

ف٢ قربانی کے ایام دسویں گیارہویں بارھویں ذی حجہ کے ہے اور مخصوص چوپایوں سے مراد گائے اونٹ بکری بھیڑ ہیں اور یہ منفعت کچھ دینی ہے کچھ دنیوی ہے دونوں سے مرکب ہے یہاں تک ابراہیم علیہ السلام کے خطاب کا مضمون ہو چکا جس سے حج اور قربانی کا اس وقت مقرر ہونا بھی یقیناً معلوم ہو گیا آگے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ تمہارے لئے بھی یہ حکم حج اور قربانی کا مشروع ہے اور چند احکام بطور تکمیل کے اور بتلاتے ہیں سو تم بھی قربانی پر بسم اللہ کہا کرو۔

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ
تو بچتے رہو بتوں کی پلیدی سے اور بچتے رہو جھوٹ بولنے سے
الزُّوْرِ ﴿٣٠﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ
ایک اللہ کے ہو کر کہ اس کا کسی کو شریک نہ کرو۔ اور جو اللہ کا شریک کرے
يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ
تو گویا وہ گر پڑا آسمان سے پھر اس کو پرندے اچک لے
الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿٣١﴾ ذٰلِكَ ۚ
جاتے ہیں یا اس کو ہوا لے جاکر ڈال دیتی ہے کسی دور جگہ میں یہ تو
وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿٣٢﴾
سن چکے اور جو تعظیم کرے اللہ کے نامزد چیزوں کی تو یہ دلوں کی
لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ
پرہیز گاری سے ہے۔ تمہارے لئے ان میں فائدے ہیں ایک وقت مقرر تک پھر
اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿٣٣﴾ ع وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا
ان کو پہنچنا ہے اس قدیم گھر تک وا اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کا طریق مقرر کیا تاکہ
اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ
وہ اللہ کا نام لیں ان مویشی چوپاؤں کے ذبح پر جوان کو اللہ نے دیئے۔ تو (لوگو) تم سب کا خدا
فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿٣٤﴾ لا
خدائے واحد ہے تو اسی کے فرمانبردار بنو۔ اور (اے محمد) خوشی سنا دے ان عاجزی کرنے والوں کو

وا کون سا جانور بہتر ہے:
ابن عباس فرماتے ہیں یعنی قربانی کے جانوروں کو فربہ اور عمدہ کرنا۔ سہلؓ کا بیان ہے کہ ہم قربانی کے جانوروں کو پال کر انہیں فربہ اور عمدہ کرتے تھے تمام مسلمانوں کا یہی دستور تھا (بخاری شریف) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ دو سیاہ رنگ کے جانوروں کے خون سے ایک سفید رنگ جانور کا خون خدا کو زیادہ محبوب ہے (مسند احمد، ابن ماجہ) پس گو اور رنگت کے جانور بھی جائز ہیں لیکن سفید رنگ کے جانور افضل ہیں صحیح بخاری شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ نے دو بھیڑے چتکبرے بڑے بڑے سینگوں والے اپنی قربانی میں ذبح کئے ابو سعیدؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ایک بھیڑا بڑے سینگ والا چتکبرا ذبح کیا جس کے منہ پر آنکھوں کے پاس اور پیروں پر سیاہ رنگ تھا (سنن) امام ترمذیؒ اسے صحیح کہتے ہیں۔
(تفسیر ابن کثیر)

خلاصہ رکوع ۴

ع ۴ / ۱۱

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کی تعمیر کا حکم اور کعبہ کی ظاہری و معنوی پاکی کا حکم دیا گیا۔ لوگوں کو بیت اللہ آنے کی دعوت اور اس کے دینی و اخروی منافع ذکر فرمائے گئے۔ ایام قربانی میں گوشت کے مصارف اور دسویں ذوالحجہ کے اعمال ذکر کئے گئے۔ جانوروں کی حلت اور ذبح حرام جھوٹی بات سے بچنے اور شرک کی مذمت جیسے امور ذکر کئے گئے۔ شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم اور قربانی کے جانوروں کے فوائد ذکر کئے گئے۔

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ

(جو ایسے نیک ہیں) کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور صبر کرنے والے

عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا

اس مصیبت پر جو ان کو پہنچے اور نماز کے قائم رکھنے والے اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ

خرچ کرتے ہیں۔ اور قربانی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لئے قرار دیا ہے اللہ کے نام کی نشانیاں

شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا

تمہارے لئے اس میں نفع ہے تو تم (ان کے قربانی کرنے) پر اللہ کا نام لو کھڑے رکھ کر۔

صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا

پھر جب ان کے پہلو زمین پر گر پڑیں تو کھاؤ اس میں سے ف۱ اور کھلاؤ بے سوال

الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ

اور سوال کرنے والے محتاج کو۔ اسی طرح ہم نے ان جانوروں کو تمہارے بس میں کر دیا ہے

تَشْكُرُوْنَ ﴿٣٦﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا

تاکہ تم شکر کرو اللہ تک نہ ان قربانیوں کے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ان کے خون

وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ

لیکن اس تک پہنچتی ہے تمہاری پرہیزگاری ف۲ اسی طرح اللہ نے ان کو تمہارے بس میں کردیا ہے تاکہ تم اللہ کی

لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٣٧﴾

بڑائیاں کرو (اس احسان کے شکریہ میں) کہ اس نے تم کو ہدایت دی۔ اور (اے محمد) خوشی سنا دے نیکوکاروں کو۔

ف۱ ذبح کے آداب:
پہلے مطلق شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم تھا۔ اب تصریحاً بتلا دیا کہ اونٹ وغیرہ قربانی کے جانور بھی شعائر اللہ میں سے ہیں جن کی ذوات میں اور ان کو ادب کے ساتھ قربان کرنے میں تمہارے لئے بہت سی دنیوی و اخروی بھلائیاں ہیں تو عام ضابطہ کے موافق چاہیے کہ اللہ کا پاک نام لے کر ان کو ذبح کرو۔ بالخصوص اونٹ کے ذبح کا بہترین طریقہ نحر ہے کہ اس کو قبلہ رخ کھڑا کر کے اور ایک ہاتھ داہنا یا بایاں باندھ کر سینہ پر زخم لگائیں جب سارا خون نکل چکے وہ گر پڑے تب ٹکڑے کر کے استعمال کریں اور بہت اونٹ ہوں تو قطار باندھ کر کھڑا کر لیں۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتے ہیں:
صحیح حدیث میں ہے کہ خدائے تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا نہ اس کی نظریں تمہارے مال پر ہیں بلکہ اس کی نگاہیں تمہارے دلوں پر اور تمہارے اعمال پر ہیں۔
ابن عمرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ برابر دس سال تک ہر سال قربانی کرتے رہے الترمذی۔ (تفسیر ابن کثیر)

إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا

اللہ ہٹاتا ہے مسلمانوں سے (ان کے دشمنوں کو) ف۱ اللہ نہیں

يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ﴿۳۸﴾ أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ

پسند کرتا کسی دغاباز ناشکر کو (جہاد کی) اجازت ہے ان کو جن سے (کفار) لڑتے ہیں

بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿۳۹﴾

اس لئے کہ ان پر ظلم ہوا۔ ف۲ اور بیشک اللہ انکی مدد کرنے پر قادر ہے

الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا

وہ لوگ کہ جو نکالے گئے اپنے گھروں سے ناحق صرف اتنی بات پر کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے!

رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ

اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے تو ضرور گرا دیئے جاتے

لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ

راہبوں کے خلوت خانے اور نصاریٰ کے معبد (یعنی گرجا) اور یہود کے معبد اور (مسلمانوں کی)

فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ ۗ

مسجدیں جس میں اللہ کا نام لیا جاتا ہے کثرت سے اور ضرور اللہ اس کی مدد کرے گا جو اللہ کی مدد

إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿۴۰﴾ الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي

کرے گا بیشک اللہ زبردست غالب ہے وہ (ایسے مظلوم ہیں) کہ اگر ہم ان کو قدرت دے دیں

الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ

زمین میں تو قائم رکھیں نماز اور زکوٰۃ دیں اور حکم کریں نیک کام کا اور منع کریں

ف۱ مسلمان مطمئن رہیں: ان الذین کفروا ویصدون عن سبیل اللہ والمسجد الحرام الخ میں ان کفار کا ذکر تھا جو مسلمانوں کو حرم شریف کی زیارت اور حج وعمرہ وغیرہ سے روکتے تھے درمیان میں مسجد حرام اور اس کے متعلقات کی تعظیم وادب کے احکام بیان فرمائے۔ اب پھر مضمون سابق کی طرف عود کیا گیا ہے یعنی مسلمان مطمئن رہیں اللہ تعالیٰ عنقریب دشمنوں سے ان کا راستہ صاف کردے گا مسجد حرام تک پہنچنے اور اس کے متعلق احکام کی تعمیل کرنے میں کوئی مخالفانہ رکاوٹ باقی نہ رہے گی۔ بیخوف وخطر حج وعمرہ ادا کریں گے گویا وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ میں جو بشارت دینے کا امر تھا اس کا ایک فرد یہ خوشخبری ہوئی۔ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ۵

بتایا گیا کہ قربانی ہر مذہب میں ہے۔ عاجزی کرنیوالوں کی صفات اور ذبح کے آداب ذکر کیے گئے۔ قربانی کا فلسفہ ذکر فرمایا گیا۔

ع ۵ ۱۲

وقف غفران ۱ منزل

ف۲ یہ علت ہے جہاد کے مشروع ہونے کی اور اس پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ جب کفار کا ظلم کرنا جہاد کی مشروعیت کی علت ہے تو جو کفار ظالم نہ ہوں مگر اسلام کے زیر فرمان بھی نہ ہوں ان سے جہاد جائز نہ ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ اس ایک علت میں انحصار کی کوئی دلیل نہیں بلکہ یکون الدین للہ سے دوسری علت جہاد کی یہ بھی معلوم ہوئی کہ کوئی کافر زیر فرمان اسلام نہ ہو تو اس وقت بھی جہاد کرنا چاہیے اور اس میں یہ راز ہے کہ ایسی صورت میں پھر کسی وقت اہل حق پر ظلم کی نوبت پہنچے گی پس جیسے بالفعل مظلوم ہونا جہاد کی علت ہے اسی طرح آئندہ اندیشہ مظلومیت بھی اس کی علت ہے۔ (تسہیل بیان)

وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿٤١﴾ وَاِنْ

بُرے کام سے۔ اور اللہ ہی کے اختیار میں ہر کام کا انجام ہے۔ اور اگر

يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ

(یہ کافر) تجھے جھٹلائیں۔ تو جھٹلا چکی ہے ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد

وَّثَمُوْدُ ﴿٤٢﴾ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ﴿٤٣﴾ وَّاَصْحٰبُ

اور ثمود اور ابراہیم کی قوم اور لوط کی قوم اور اہل مدین۔ اور موسیٰ جھٹلایا جا چکا ہے۔

مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ

تو میں نے ڈھیل دی کافروں کو پھر ان کو دھر پکڑا۔ تو (دیکھا) کیسی تھی میری سزا۔

فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿٤٤﴾ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا

پس بہتیری بستیاں ہیں کہ ہم نے ان کو ہلاک کر مارا اور وہ نافرمان تھیں

وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ

اب وہ گری پڑی ہیں اپنی چھتوں پر اور کتنے کنویں بیکار پڑے اور کتنے پکے

وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿٤٥﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ

محل (ویران پڑے ہیں) ف۱ کیا یہ لوگ نہیں چلے پھرے ملک میں پس اُن کے

لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ

ایسے دل ہوتے کہ ان سے سمجھتے۔ یا ایسے کان (ہوتے) کہ جن سے سنتے

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ

تو کچھ آنکھیں اندھی نہیں ہوا کرتیں لیکن دل اندھے ہو جایا کرتے ہیں

ف۱ حضرموت کا شہر:
ابوروق نے ضحاک کے حوالے سے بیان کیا وہ کنواں حضرموت کے ایک شہر میں تھا۔ شہر کا نام حاصورا تھا۔ یہ شہر ان چار ہزار مومنوں نے آباد کیا تھا جو حضرت صالح علیہ السلام کے ہم رکاب حضرموت میں آ گئے تھے اس حضرموت میں حضرت صالح علیہ السلام کی وفات ہوئی اس لئے اس بستی کو حضرموت کہنے لگے (یعنی حضرت صالح علیہ السلام یہاں آئے اور یہیں وفات پائی) آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے ایک حصار فصیل قائم کر دی یعنی حاصورا کی تعمیر کی اور کنوئیں پر مستقل قیام کر لیا۔ اور اپنے آدمیوں میں ایک شخص کو امیر اور حاکم بنا لیا مدت دراز تک رہتے رہے نسلیں بڑھیں اور آبادی وسیع ہو گئی۔ آخر کچھ لوگ بگڑ گئے اور بتوں کی پوجا کرنے لگے۔ اللہ نے ان کی ہدایت کے لئے حنظلہ بن صفوان کو نبی بنا کر بھیجا۔ حضرت حنظلہ قلی تھے لوگوں کا بوجھ اٹھایا کرتے تھے آپ علیہ السلام نے نصیحت کی، قوم نے نصیحت نہ مانی۔ تکذیب کی اور بازار میں آپ علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ نتیجہ میں اللہ نے ان کو بھی تباہ کر دیا۔ ان کے محل ویران اور کنوئیں بیکار پڑے رہ گئے۔ (تفسیر مظہری)

الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ﴿٤٦﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ

جو سینوں میں ہیں۔ ف۱ اور یہ لوگ تجھ سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں اور اللہ ہرگز

وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۭ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ

اپنا وعدہ خلاف نہ کرے گا۔ اور بیشک ایک دن تیرے پروردگار کے ہاں

كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿٤٧﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ

ایک ہزار برس کے برابر ہے جو تم گنتے ہو اور بہتیری بستیاں ہیں کہ میں نے

اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ

ان کو ڈھیل دی اور وہ نافرمان تھیں۔ پھر میں نے ان کو دھر پکڑا اور میری ہی طرف

الْمَصِيْرُ ﴿٤٨﴾ ع قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ

لوٹ کر آنا ہے۔ کہہ دے لوگو! بس میں تو تم کو

نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٤٩﴾ ج فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کھلم کھلا ڈر سنانے والا ہوں۔ تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٥٠﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا

ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔ اور جو دوڑے

فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿٥١﴾ وَمَآ

ہماری آیتوں میں ہرانے کو وہی دوزخی ہیں۔ اور ہم نے نہیں بھیجا

اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا

تجھ سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی مگر (اس کو ایسا ضرور پیش آیا)

ف۱ بات یہ ہے کہ ان کی آنکھیں اندھی نہیں ہیں بلکہ وہ نابینا ہیں جو سینوں کے اندر ہیں۔ یعنی ان کی آنکھیں بینائی سے محروم نہیں ہیں کہ اقوامِ ہالکہ کے فرسودہ آثارِ قدیمہ سفر کے دوران ان کو دکھائی نہ دیں مگر ان کی نظر عبرت اندوز نہیں ہے۔ آیاتِ توحید کو دیکھتے ہیں اور توحید کا عقیدہ نہیں رکھتے دلائل حق کو سنتے ہیں مگر دماغ میں ان کو جگہ نہیں دیتے۔ وجہ یہ ہے کہ آنکھیں بینا ہونے کے باوجود ان کے دل نابینا ہیں وہ فاقد البصر نہیں۔ فاقد البصیرت ہیں اور دل بھی وہ جو سینوں میں ہیں (یعنی دلوں سے مراد قوتِ مدرکہ نہیں بلکہ وہ دل مراد ہیں جو مرکزِ ایمان ہوتے ہیں جو نورِ توحید کو دیکھتے ہیں)۔
آیت میں تنبیہ ہے اس امر پر کہ حقیقی

خلاصہ رکوع ۶

ع ۶/۱۰ ۱۳

دشمنانِ اسلام سے قتال کی اجازت غلبہ کی بشارت اور مسلمان مہاجرین کا بے قصور ہونا ذکر فرمایا گیا۔ بقاء اصلح کا قانون اور خلفائے راشدین کی مقبولیت کا ذکر کیا گیا۔ سابقہ اقوام کا تذکرہ اور منکرین کی ہلاکت کو ذکر کیا گیا۔ عذاب میں جلدی کا مطالبہ کرنیوالوں کو جواب دیا گیا۔

نابینائی آنکھ کا اندھاپن نہیں بلکہ کورِ بصیرت ہوتا ہے۔ قتادہ نے کہا آنکھ کی بینائی (مرئی تک) پہنچنے اور فائدہ اٹھانے کا ایک ذریعہ ہے اور دل کی بینائی حقیقت میں فائدہ بخش بینائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ دل کا نابینا ہونا بدترین اندھاپن ہے

آیت میں دل کی نابینائی سے مراد ہے دل کے تمام آلاتِ علم و شعور کا مفقود ہو جانا گویا یوں فرمایا ان کے دلوں کی آنکھیں نابینا اور کان بہرے ہو گئے ہیں۔ (یعنی نابینائی سے صرف نابینائی ہی مراد نہیں جو آنکھوں کا عارضہ ہے بلکہ گوشِ قلب کا بہرا ہو جانا بھی اس میں داخل ہے)۔ (تفسیر مظہری)

تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ

کہ جب اس نے کچھ تمنا کی تو شیطان نے کچھ ڈال دیا اس کی تمنا میں تو اللہ

مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

اس کو مٹا دیتا ہے جو شیطان ڈال دیتا ہے پھر اللہ مضبوط کرتا ہے اپنی آیتوں کو اور اللہ سب کچھ جاننے

حَكِيْمٌ ۝٥٢ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ

والا حکمت والا ہے۔ ف۱ تا کہ اللہ اس کو جو شیطان ڈالتا ہے ان لوگوں کی آزمائش کا

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ

ذریعہ گردانے کہ جن کے دلوں میں مرض ہے اور جن کے دل سخت ہیں۔ اور بیشک گنہگار

لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ۝٥٣ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

پرلے درجے کی مخالفت میں (پڑے) ہیں اور تاکہ جان لیں وہ لوگ کہ

اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ

جن کو علم دیا گیا ہے کہ وہ وحی برحق ہے تیرے پروردگار کی طرف سے پس اس پر ایمان لے آویں

قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ

اور اللہ کے آگے عاجزی کرنے لگیں ان کے دل۔ اور کچھ شک نہیں کہ اللہ ہدایت کرنے والا ہے

مُّسْتَقِيْمٍ ۝٥٤ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ

ایمان والوں کو سیدھی راہ کی جانب اور کافر تو ہمیشہ وحی کی طرف سے شک ہی میں پڑے رہیں گے

حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ

یہاں تک کہ ان پر آپہنچے قیامت یکایک یا ان پر آپڑے ایک منحوس دن

ف۱ حضور ﷺ کی زبان سے حق ہی نکلتا ہے

ایک صحیح حدیث میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرا طریقہ یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ کی زبانِ مبارک سے جو نکلتا وہ میں لکھ لیا کرتا تھا۔ قریش مجھے منع کرتے اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں کبھی حالت رضا میں ہوتے ہیں اور کبھی حالت غضب میں ہوتے ہیں سو تم آپ ﷺ کی ہر بات نہ لکھا کرو معلوم نہیں کہ غصہ کی حالت میں زبان سے کیا نکل جائے۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے یہ حال آنحضرت ﷺ سے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ جو کچھ مجھ سے سنا کرو لکھ لیا کرو قسم ہے اس ذاتِ مبارک کی کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس زبان سے سوائے حق کے کچھ نہیں نکلتا اور اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔ پس آپ کی زبانِ مبارک سے سوائے حق کے اور کچھ نہیں نکل سکتا۔

نیز حدیث متواتر سے یہ ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا **من رانی فی المنام فقد رانی حقا فان الشیطن لایتمثل بی** یعنی جس شخص نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس نے حقیقتاً مجھ کو خواب میں دیکھا اس لئے کہ شیطان کو یہ قدرت نہیں کہ وہ میری صورت بنا سکے اور کسی کے سامنے میری شکل میں ظاہر ہو سکے، پس جب شیطان عام مؤمنین کے لئے بشکلِ نبی متمثل اور متشکل نہیں ہو سکتا تا کہ اہلِ ایمان مجھے خواب میں دیکھ کر کسی اشتباہ میں نہ پڑیں تو شیطان کا خود آنحضرت ﷺ کے لئے بشکلِ جبریل متمثل اور متشکل ہونا بدرجۂ اولیٰ محال اور ناممکن ہوگا۔ دیکھو تفسیر روح المعانی ص ١٦٨ ج ١٨۔ (معارف کاندھلوی)

يَوْمٍ عَقِيمٍ ﴿٥٥﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ

کا عذاب بادشاہی اُس دن اللہ ہی کی ہے وہ فیصلہ کر دے گا لوگوں میں۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ

تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے (وہ) نعمت کے باغوں میں ہوں گے

النَّعِيْمِ ﴿٥٦﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ

اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو وہی ہیں

لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿٥٧﴾ ع وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ

جن کے لئے ذلت کا عذاب ہے اور جنہوں نے وطن چھوڑے

اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ

اللہ کی راہ میں پھر مارے گئے یا مرگئے اللہ ان کو ضرور عمدہ روزی دے گا۔

وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿٥٨﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا

اور بیشک اللہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے اور ان کو داخل کرے گا

يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿٥٩﴾ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ

ایسی جگہ جس سے راضی ہو جائیں گے۔ اور بیشک اللہ جاننے والا بُردبار ہے

عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ

بات یہی ہے۔ اور جس نے بدلا لیا اسی قدر جتنا وہ ستایا گیا تھا پھر اس پر زیادتی کی گئی

لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿٦٠﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ

تو اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا۔ ف۱ بیشک اللہ بخشنے والا معاف کرنے والا ہے یہ اس واسطے کہ

نبی اور رسول کی تعریف: مشہور اور واضح یہ ہے کہ نبی تو اس شخص کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے منصب نبوت قوم کی اصلاح کے لئے عطا ہوا ہو اور اُس کے پاس اللہ کی طرف سے وحی آتی ہو خواہ اُس کو کوئی مستقل کتاب اور شریعت دی جائے یا کسی پہلے نبی ہی کی کتاب اور شریعت کی تبلیغ کے لئے مامور ہو۔ پہلے کی مثال حضرت موسیٰ و عیسیٰ اور خاتم الانبیاء علیہم السلام کی ہے اور دوسرے کی مثال حضرت ہارون علیہ السلام کی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات اور انہی کی شریعت کی تبلیغ و تعلیم کے لئے مامور تھے۔ اور رسول وہ ہے جس کو مستقل شریعت اور کتاب ملی ہو۔ اس سے

ع٧ ٩ ١٤

خلاصہ رکوع ۷

نبوت کے منصب ابلاغ کو ذکر فرمایا گیا اور اہل ایمان کو مغفرت کی بشارت دی گئی۔ منکرین کو عذاب کی وعید اور شیطانی وسوسہ اندازی کی وضاحت فرمائی گئی۔ کفار کو جلد یا دیر سے آنے والے عذاب سے ڈرایا گیا۔

یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے مگر ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں، یہ تقسیم انسانوں کے لئے ہے۔ فرشتہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی لیکر آتا ہے اس کو رسول کہنا اسکے منافی نہیں۔ اس کی تفصیل سورہ مریم میں آچکی ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

ف۱ اگر یہ شخص بدلہ لینا چاہے تو دنیا میں اس کی شرعی مدد یقینی ہے یعنی انتقام کی اس کو اجازت ہے اور اگر بدلہ نہ لے تو آخرت میں حسی مدد ضروری ہے یعنی ظالم کو عذاب ہوگا آگے بتلاتے ہیں کہ اوپر جو یہ قید لگائی گئی ہے کہ دشمن کو اسی قدر تکلیف پہنچاوے جس قدر اس کی طرف سے پہنچی ہے سو اس برابری کی رعایت کرنا مظلوم کی رائے اور اجتہاد پر ہے بشرطیکہ اس نے حتی الامکان اپنی طاقت برابری کرنے میں خرچ کردی ہو اس پر بھی اگر برابر سے کچھ زیادتی ہو جائے جو بوجہ غایت درجہ باریک اور پوشیدہ ہونے کے سمجھ میں نہ آسکے تو اس پر مواخذہ نہیں اور نہ اس کی وجہ سے وعدہ امداد میں کچھ خلل ہوگا بلکہ معاف ہے۔

١٩

اللّٰهَ يُوۡلِجُ الَّيۡلَ فِى النَّهَارِ وَيُوۡلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيۡلِ

اللہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں ف١

وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌۢ بَصِيۡرٌ ﴿٦١﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ

اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے یہ اس لئے کہ اللہ ہی برحق ہے

الۡحَـقُّ وَاَنَّ مَا يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ هُوَ الۡبَاطِلُ

اور جس کو یہ کافر پکارتے ہیں اللہ کے سوا وہی باطل ہے

وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡعَلِىُّ الۡكَبِيۡرُ ﴿٦٢﴾ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنۡزَلَ

اور اللہ ہی عالیشان بڑا ہے کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے اتارا

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصۡبِحُ الۡاَرۡضُ مُخۡضَرَّةً ؕ

آسمان سے پانی تو زمین سرسبز ہو جاتی ہے بے شک اللہ مہربان

اِنَّ اللّٰهَ لَطِيۡفٌ خَبِيۡرٌ ﴿٦٣﴾ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى

(اور) خبردار ہے اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

الۡاَرۡضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الۡغَنِىُّ الۡحَمِيۡدُ ﴿٦٤﴾ اَلَمۡ تَرَ

زمین میں ہے اور بلاشبہ اللہ ہی بے نیاز قابل حمد ہے ف٢ کیا تو نے دیکھا نہیں

اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمۡ مَّا فِى الۡاَرۡضِ وَالۡفُلۡكَ تَجۡرِىۡ

کہ اللہ نے تم لوگوں کے بس میں کر دیا جو کچھ زمین میں ہے

فِى الۡبَحۡرِ بِاَمۡرِهٖ ؕ وَيُمۡسِكُ السَّمَآءَ اَنۡ تَقَعَ عَلَى الۡاَرۡضِ

اور کشتی جو دریا میں چلتی ہے اللہ کے حکم سے۔ اور وہی تھامے رکھتا ہے آسمان کو اس بات سے کہ گر

ف١ قدرتِ خداوندی کی دلیل:

یعنی وہ اتنی بڑی قدرت والا ہے کہ رات دن کا الٹ پلٹ کرنا اور گھٹانا بڑھانا اسی کے ہاتھ میں ہے اسی کے تصرف سے کبھی کے دن بڑے کبھی کی راتیں بڑی ہوتی ہیں۔ پھر کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ایک مظلوم قوم یا شخص کو امداد دے کر ظالموں کے پنجہ سے نکال دے بلکہ ان پر غالب و مسلط کر دے۔ پہلے مسلمان مہاجرین کا ذکر تھا اس آیت میں اشارہ فرمادیا کہ عنقریب حالات رات دن کی طرح پلٹا کھانے والے ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ رات کو دن میں لے لیتا ہے اسی طرح کفر کی سرزمین کو اسلام کی آغوش میں داخل کر دے گا۔

ف٢ ہر چیز اللہ کی مملوک ہے:

یعنی آسمان و زمین کی تمام چیزیں جب اسی کی مملوک و مخلوق ہیں اور سب کو اس کی احتیاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں تو ان میں جس طرح چاہے تصرف اور ادل بدل کرے، کوئی مانع و مزاحم نہیں ہو سکتا۔ البتہ باوجود غنائے تام اور اقتدار کامل کے کرتا وہ ہی ہے جو سراپا حکمت و مصلحت ہو۔ اس کے تمام افعال محمود ہیں اور اس کی ذات تمام خوبیوں اور صفاتِ حمیدہ کی جامع ہے۔ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ٨

ع ٨ / ٧ / ١٥

مومنین کے خواص اور قدرت خداوندی کی دلیل ذکر کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کا مدبر اور ہر چیز کا اللہ کی مملوک ہونا ذکر کیا گیا۔

اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے (یعنی وہی سب کا خالق اور مالک اور حاکم ہے) اور بلاشبہ اللہ (اپنی ذات میں) ہر چیز سے بے نیاز ہے اور مستحق ستائش ہے۔ یعنی اس کی صفات و افعال مستحق ستائش ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ وہ بذات خود محمود ہے خواہ حمد کرنے والا اس کی ذات کے سوا کوئی اور موجود نہ ہو۔ (تفسیر مظہری)

اِلَّا بِاِذۡنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۶۵﴾ وَهُوَ

پڑے زمین پر مگر اس کے حکم سے بیشک اللہ لوگوں پر بڑا شفیق (اور) مہربان ہے۔ ف۱ اور وہی ہے

الَّذِىۡۤ اَحۡيَاكُمۡ ثُمَّ يُمِيۡتُكُمۡ ثُمَّ يُحۡيِيۡكُمۡ ؕ اِنَّ

جس نے تم کو زندہ کیا پھر وہی تم کو مارتا ہے پھر وہی تم کو جلائے گا بیشک

الۡاِنۡسَانَ لَكَفُوۡرٌ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلۡنَا مَنۡسَكًا هُمۡ

انسان ناشکر ہے ہر امت کے لئے ہم نے ایک عبادت کا طریقہ مقرر کر دیا ہے

نَاسِكُوۡهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِى الۡاَمۡرِ وَادۡعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ

کہ وہ اس پر چلتے ہیں تو ان کو چاہیے کہ تجھ سے نہ جھگڑیں اس امر (دین) میں اور تو بلائے جا اپنے پروردگار کی طرف۔

اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۶۷﴾ وَاِنۡ جَادَلُوۡكَ

بلا شبہ تو سیدھی راہ پر ہے اور اگر تجھ سے جھگڑیں تو

فَقُلِ اللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۶۸﴾ اَللّٰهُ يَحۡكُمُ بَيۡنَكُمۡ

کہہ دے کہ اللہ خوب جانتا ہے جو تم کر رہے ہو اللہ تم میں فیصلہ کر دے گا

يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فِيۡمَا كُنۡتُمۡ فِيۡهِ تَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ

قیامت کے دن جس میں تم اختلاف کر رہے ہو کیا تجھے معلوم نہیں کہ

اَنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ مَا فِى السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ؕ اِنَّ

اللہ جانتا ہے جو آسمان اور زمین میں ہے۔ بیشک یہ سب

ذٰلِكَ فِىۡ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ ﴿۷۰﴾

کچھ کتاب میں (لکھا ہوا) ہے۔ کچھ شک نہیں کہ یہ سب کچھ اللہ پر آسان ہے۔

ف۱ ہر چیز تمہارے لئے مسخر کر دی

سخر لکم مافی الارض یعنی زمین کی سب چیزوں کو انسان کا مسخر بنا دیا۔ مسخر بنانے کے ظاہری اور عام معنے یہ سمجھے جاتے ہیں کہ وہ اس کے حکم کے تابع چلے۔ اس معنے کے لحاظ سے یہاں یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ زمین کے پہاڑ اور دریا اور درندے پرندے اور ہزاروں چیزیں انسان کے حکم کے تابع تو نہیں چلتے مگر کسی چیز کو کسی شخص کی خدمت میں لگا دینا جو ہر وقت یہ خدمت انجام دیتی رہے یہ بھی درحقیقت اس کے لئے تسخیر ہی ہے اگرچہ وہ اس کے حکم سے نہیں بلکہ مالکِ حقیقی کے حکم سے یہ خدمت انجام دے رہی ہے۔ اسی لئے یہاں ترجمہ تسخیر کا کام میں لگا دینے سے کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں یہ بھی تھا کہ ان سب چیزوں کو انسان کا تابع حکم بھی بنا دیتے مگر اس کا نتیجہ خود انسان کے حق میں مضر پڑتا، کیونکہ انسانوں کی طبائع، خواہشات اور ضرورتیں مختلف ہوتی ہیں ایک انسان دریا کو اپنا رُخ دوسری طرف موڑنے کا حکم دیتا اور دوسرا اس کے خلاف تو انجام بجز فساد کے کیا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے ان سب چیزوں کو تابع حکم تو اپنا ہی رکھا مگر تسخیر کا جو اصل فائدہ تھا وہ انسان کو پہنچا دیا۔ (معارف مفتی اعظمؒ)

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ

اور وہ عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا ایسی چیز کی جس کی اس نے کوئی سند نہیں

سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ

اتاری اور جس کا ان کو کچھ علم نہیں۔ اور ان ظالموں کا کوئی

مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۷۱﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ

مددگار نہیں۔ اور جب ان پر پڑھی جاتی ہیں ہماری کھلی کھلی آیتیں

تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ

پہچانتا ہے ان کافروں کے چہروں میں ناخوشی نزدیک ہوتے ہیں

يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ

کہ حملہ کر پڑیں ان لوگوں پر جو ان پر ہماری آیتیں پڑھتے ہیں۔ کہہ دے

اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ

کہ میں تم کو بتاؤں اس سے برتر ایک چیز! وہ دوزخ ہے! اس کا وعدہ کیا ہے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۲﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

اللہ نے منکروں سے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔ لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے

ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ

تم اس کو سنو! ۱؎ جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ ہرگز نہیں پیدا کر سکتے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ

ایک مکھی بھی اگرچہ اس کے لئے سب اکٹھے ہو جائیں

۱؎ شرک کی احمقانہ حرکت کی ایک مثال:

ضُرِبَ مَثَلٌ، ضُرِبَ مثل کا لفظ عام طور پر جو کسی خاص قصہ کی تمثیل کے لئے استعمال ہوتا ہے یہاں ضرب مثل سے یہ صورت مراد نہیں بلکہ شرک و بت پرستی کی حماقت کو ایک واضح مثال سے بیان کرتا ہے کہ یہ بت جن کو تم لوگ اپنا کارساز سمجھتے ہو یہ تو ایسے بےکس بےبس ہیں کہ سب ملا کر ایک مکھی جیسی حقیر چیز بھی پیدا نہیں کر سکتے او رپیدا کرنا تو بڑا کام ہے تم روز ان کے سامنے مٹھائی اور پھل وغیرہ کھانے کی چیزیں رکھتے ہو اور مکھیاں اس کو کھا جاتی ہیں۔ ان سے اتنا تو ہوتا نہیں کہ مکھیوں سے اپنی چیز ہی کو بچا لیں یہ تمہیں کسی آفت سے کیا بچائیں گے اسی لئے آخری آیت میں ان کی جہالت اور بیوقوفی کو ان الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے ضعف الطالب و المطلوب یعنی جس کا معبود ہی ایسا بےبس ہو اس کا عابد اس سے بھی زیادہ کمزور ہوگا ما قدرو الله حق قدره یعنی کیسے بےوقوف اور احسان فراموش ہیں ان لوگوں نے اللہ کی کچھ قدر نہ پہچانی کہ ایسے عظیم الشان قدرت والے کے ساتھ ایسے بےبس بےشعور پتھروں کو برابر کر دیا۔ واللہ اعلم (معارف مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ)

ع ۹ ۸

خلاصہ رکوع ۹

۱۶ ہر چیز اللہ نے انسان کیلئے مسخر کر دی ہے۔ انسان کی ناشکری اور ہر امت کی علیحدہ شریعت کا ہونا بیان کیا گیا۔ اعمال کا حساب اور مشرکین کی حالت زار اور قرآن پر ناگواروں جیسے امور کے سبب عذاب جہنم کی وعید سنائی گئی۔

وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ

اور اگر ان سے مکھی کچھ چھین کر لے جائے تو اس کو چھڑا نہیں سکتے کمزور ہیں

ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ

طالب بھی اور مطلوب بھی ف۱ انہوں نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسا کہ

قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ

چاہئے تھی۔ بیشک اللہ زور آور زبردست ہے۔ اللہ منتخب کر لیتا ہے

مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

فرشتوں میں سے پیغام پہنچانے والوں کو اور آدمیوں میں سے بھی انتخاب فرمالیتا ہے بیشک اللہ

سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۷۵﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا

سنتا دیکھتا ہے۔ جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے۔

خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اور اللہ ہی کی جانب سب کام لوٹائے جاتے ہیں ف۲

اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا

اے ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو اور عبادت کرو اپنے پروردگار کی

الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾ ۩ وَجَاهِدُوْا فِى اللّٰهِ حَقَّ

اور بھلائی کرو تاکہ تم مراد کو پہنچو۔ اور محنت کرو اللہ کی (راہ) میں

جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى

جیسا کہ محنت کرنے کا حق ہے۔ اس نے تم کو انتخاب فرمایا اور نہیں کی تم پر دین کے

ف۱ سب سے بڑا ظالم:
مسند احمد کی حدیث قدسی میں فرمانِ خدا ہے اُس سے زیادہ ظالم کون ہے جو میری طرح کسی کو بنانا چاہتا ہے اگر واقعہ میں کسی کو یہ قدرت حاصل ہے تو ایک ذرہ یا ایک مکھی یا ایک دانہ اناج کا ہی خود بنا دیں۔ صحیحین میں الفاظ یوں ہیں کہ وہ ایک ذرہ یا ایک جَو ہی بنا دیں۔ اچھا اور بھی ان کے معبودانِ باطل کی کمزوری اور ناتوانی سنو! کہ یہ ایک مکھی کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے وہ ان کا حق ان کی چیز ان سے چھینے چلی جا رہی ہے یہ بے بس ہیں یہ بھی تو نہیں کر سکتے کہ اس سے اپنی چیز ہی واپس لے لیں۔ بھلا مکھی جیسی حقیر اور کمزور مخلوق سے بھی جو اپنا حق نہ لے سکے اس سے بھی زیادہ کمزور بودا ضعیف ناتواں بے بس اور گرا پڑا کوئی اور ہو سکتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ انبیاء علیہم السلام کے پاس پیغام خداوندی لانے والے مشہور قول پر جبریل علیہ السلام ہیں پھر فرشتوں میں چند رسول ہونے کا کیا مطلب جواب یہ ہے کہ آیات و روایات سے ثابت ہے کہ بعض پیغاموں کے واسطے دوسرے فرشتے بھی بھیجے گئے ہیں البتہ قرآن مجید پورا یقیناً حضرت جبرئیل ہی لائے ہیں کیونکہ ارشاد ہے نزل به الروح الامین بلکہ دوسری خدائی کتابیں بھی غالباً حضرت جبرئیل علیہ السلام ہی لائے ہیں لیکن وحی قرآن اور مشہور کتابوں ہی میں منحصر نہیں ان کے علاوہ کسی دوسرے پیغام کے واسطے دوسرے ملائکہ بھی بھیجے گئے ہیں۔

الدِّيۡنِ مِنۡ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيۡكُمۡ اِبۡرٰهِيۡمَ ؕ هُوَ

بارے میں کچھ تنگی ف۱ (تمہارے لئے تجویز کیا) تمہارے باپ ابراہیم کا دین اسی نے

سَمّٰٮكُمُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ ۙ مِنۡ قَبۡلُ وَفِىۡ هٰذَا

تمہارا نام مسلمان رکھا پہلے سے اور اس (قرآن) میں

لِيَكُوۡنَ الرَّسُوۡلُ شَهِيۡدًا عَلَيۡكُمۡ وَتَكُوۡنُوۡا شُهَدَآءَ

بھی تاکہ رسول گواہ بنے تم پر اور تم گواہ بنو لوگوں پر تو

عَلَى النَّاسِ ۖۚ فَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوۃ

وَاعۡتَصِمُوۡا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوۡلٰٮكُمۡ ۚ فَنِعۡمَ الۡمَوۡلٰى

اور مضبوط پکڑو اللہ (کا سہارا) وہی تمہارا کارساز ہے

وَنِعۡمَ النَّصِيۡرُ ۝٧٨ ع

تو کیا اچھا کارساز ہے اور کیا اچھا مددگار۔

ف۱ گناہوں سے نکلنے کا راستہ: بعض اہلِ تفسیر نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ مومن جب کسی گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اللہ اس کے لئے گناہ کی سزا سے نکلنے کا راستہ ضرور بنا دیتا ہے، توبہ کے ذریعہ سے ہو یا دنیوی سزا اور اداءِ حقوق کی صورت میں ہو یا کفارہ دے کر ہو، بہر حال اللہ نے دینِ اسلام میں ایسی تنگی نہیں رکھی کہ کسی طرح اس گناہ سے پاک ہونے کی گنجائش ہی نہ ہو۔ گزشتہ امتوں کے لئے بعض گناہوں سے توبہ کرنے اور توبہ قبول ہونے کا اللہ نے کوئی طریقہ مقرر نہیں کیا۔ بعض اہلِ علم نے کہا تنگی نہ کرنے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ نے اداءِ فرائض کے اوقات میں کوئی اشتباہ نہیں رکھا، فرائض کو ادا کرنے کے اوقات مقرر فرما دیئے مثلاً ہلالِ رمضان، ہلالِ فطر وقتِ حج وغیرہ۔

خلاصہ رکوع ١٠

١٠ ع ١٧ شرک کی احمقانہ حرکت کو ایک مثال سے واضح فرمایا گیا اور معبودانِ باطلہ کی ضعیفی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کو بیان کیا گیا۔ فرشتوں کے کام اور کامیابی کا نسخہ ذکر کرنے کے بعد اصل مقصد کیلئے کوشش کا حکم دیا گیا۔ امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب ملتِ ابراہیم کا تذکرہ اور اپنے نام مسلمین کی لاج رکھنے کیلئے اعمال کی بجا آوری کا حکم دیا گیا۔ آخر میں اللہ تعالیٰ کا بہتر مددگار ہونا بتایا گیا۔

تعبیر:

جس نے اس کو خواب میں پڑھا اس کی تعبیر یہ ہے کہ اسے حج اور عمرہ کی توفیق ہوگی اور اگر بیمار ہے تو مر جائے گا۔

(علامہ ابن سیرینؒ)

سورہ الانبیاء ستر ہواں پارہ

خاصیت آیت ۳۰ برائے دردزہ

اَوَلَمْ يَرَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ .(پارہ ۱۷، رکوع ۳)

خاصیت: جو عورت دردزہ میں مبتلا ہو اس کے شکم یا کمر پر اس کو دم کردیں یا لکھ کر باندھ دے تو ولادت بآسانی ہو۔(اعمال قرآنی)

بخار سے شفا: جس شخص کو بخار چڑھا ہوا ہو اُسکے سرھانے ایک ہزار مرتبہ یٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ پڑھنا نہایت مفید ہے۔

خاصیت آیت ۳۸ برائے فرزند صالح:- رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ. (پ۳ع۱۲)

خاصیت: جس کو اولاد سے مایوسی ہوگئی ہو اس آیت کو پڑھا کرے خداوند کریم اسکی برکت سے فرزند صالح عطا فرمائیگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ. (پ۱۷ع۶)

خاصیت: حفاظت حمل اور بچہ صحیح وسالم پیدا ہونے کیلئے یہ آیتیں لکھ کر شروع حمل میں چالیس روز تک حاملہ عورت کے باندھ دیں پھر کھول کر نویں مہینے پھر باندھ دیں۔ پھر بعد پیدائش تعویذ کھول کر بچہ کے باندھ دیں۔(اعمال قرآنی)

سورہ حج خاصیت آیت اول برائے حفاظت حمل

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ. (پ۱۷) خاصیت: حفظ حمل کیلئے مفید ہے۔(اعمال قرآنی)

سورۃ الحج: دشمن کو دفع کرنے کیلئے اس کی آیت نمبر ۳۸ کا پڑھنا نہایت مجرب ہے۔ کم سے کم ایک ہزار مرتبہ روزانہ پڑھے سات، گیارہ، یا اکتالیس روز میں مراد پوری ہوگی۔

تعارف سورۂ الانبیآء

اس سورت کا بنیادی مقصد اسلام کے بنیادی عقائد یعنی توحید، رسالت اور آخرت کا اثبات ہے، اور ان عقائد کے خلاف کفار مکہ جو اعتراضات اٹھایا کرتے تھے، سورت میں ان کا جواب بھی دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ان لوگوں کا ایک اعتراض یہ تھا کہ ایک ہم جیسے انسان کو پیغمبر بنا کر کیوں بھیجا گیا ہے۔ اس کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ انسانوں کے پاس انسان ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجنا مناسب تھا، اور اس ضمن میں بہت سے پچھلے پیغمبروں کا حوالہ دیا گیا ہے کہ وہ سب انسان ہی تھے، اور انہوں نے اپنی اپنی قوموں کو انہی عقائد کی تعلیم دی تھی جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقائد ہیں۔ انبیائے کرام کے اسی حوالے کی بناء پر اس سورت کا نام سورۃ الانبیاء رکھا گیا ہے۔

تعارف سورۂ الحج

اس سورت کا کچھ حصہ مدنی ہے، اور کچھ مکی۔ مطلب یہ ہے کہ اس سورت کا نزول مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے شروع ہو چکا تھا اور تکمیل ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اسی سورت میں یہ بتایا گیا ہے کہ حج کی عبادت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں کس طرح شروع ہوئی، اور اس کے بنیادی ارکان کیا ہیں؟ اسی وجہ سے اس کا نام سورۂ حج ہے۔ مکہ مکرمہ میں مشرکین نے مسلمانوں کو طرح طرح کے ظلم کا نشانہ بنایا تھا وہاں مسلمانوں کو صبر کی تلقین کی جاتی تھی، لیکن مدینہ منورہ آنے کے بعد اسی سورت میں پہلی بار مسلمانوں کو کفار کے ظلم وستم کے مقابلے میں جہاد کی اجازت دی گئی، اور فرمایا گیا کہ جن کافروں نے مسلمانوں پر ظلم کرکے انہیں اپنا وطن اور گھر بار چھوڑنے پر مجبور کیا ہے، اب مسلمان ان کے خلاف تلوار اٹھا سکتے ہیں۔ اس طرح جہاد کو ایک عبادت قرار دے کر یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ نہ صرف اس کا ثواب آخرت میں ملے گا، بلکہ دنیا میں بھی مسلمانوں کو ان شاء اللہ فتح نصیب ہوگی۔ اس کے علاوہ اسلام کے بنیادی عقائد بھی بیان کئے گئے ہیں۔(توضیح القرآن)

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّثَمَانَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورہ مومنون مکیہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو اٹھارہ یا ایک سو اٹھارہ آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِىْ صَلَاتِهِمْ

اپنی مراد کو پہنچ گئے ایمان والے کہ جو اپنی نماز میں وا

خٰشِعُوْنَ ﴿٢﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ﴿٣﴾

عاجزی کرتے اور جو نکمی بات سے منہ موڑتے

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ﴿٤﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ

اور جو زکوٰۃ دیا کرتے اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿٥﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا

مگر اپنی بیبیوں یا اپنے ہاتھ کے مال (یعنی لونڈیوں پر) کہ (ان میں)

مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿٦﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى

ان پر کچھ ملامت نہیں۔ پھر جو طلب کرے اس کے علاوہ تو وہی لوگ حد سے

وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿٧﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ

گزر جانے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور اپنے

لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿٨﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ

عہد کا پاس ملحوظ رکھتے اور جو اپنی نمازوں سے

وا شانِ نزول:

حاکم نے حسب شرط شیخین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا اور اس کو صحیح قرار دیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے میں اپنی نظر کو اوپر آسمان کی طرف اٹھا لیتے تھے اس پر آیات ذیل کا نزول ہوا۔ قد افلح المومنون الذین ہم فی صلاتہم خاشعون بیشک ان مؤمنوں نے (آخرت میں) فلاح پائی جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔

اس آیت کے نزول ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر نیچے جھکا لیا۔ ابن مردویہ کی روایت ان الفاظ کے ساتھ ہے، رسول اللہ ﷺ آسمان میں اِدھر اُدھر نظر گھما لیا کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

بغوی نے حضرت ابوہریرہؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی نماز کے اندر آسمان کی طرف اپنی نظر اٹھا لیا کرتے تھے جب آیت مذکورہ نازل ہوئی تو سجدہ گاہ پر نظر جمانے لگے۔ ابن ابی حاتم نے ابن سیرین کی مرسل روایت نقل کی ہے کہ صحابہ نماز کے اندر آسمان کی طرف نظریں اٹھا لیتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

خشوع کا معنی:

"خشوع" کے معنی ہیں کسی کے سامنے خوف و ہیبت کے ساتھ ساکن اور پست ہونا، چنانچہ ابن عباسؓ نے "خٰشِعُوْنَ" کی تفسیر "خائفون ساکنون" سے کی ہے اور آیت تری الارض خاشعۃً فاذا انزلنا علیہا الماء اھتزت وربت بھی دلالت کرتی ہے کہ "خشوع" میں ایک طرح کا سکون و تذلل معتبر ہے۔ قرآن کریم میں "خشوع" کو وجوہ، ابصار، اصوات وغیرہ کی صفت قرار دیا ہے۔ اور ایک جگہ آیت الم یان للذین امنو ان تخشع قلوبہم لذکر للہ میں قلب کی صفت بتلائی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اصل خشوع قلب کا ہے اور اعضائے بدن کا خشوع اس کے تابع ہے۔

يُحَافِظُوْنَ ﴿٩﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿١٠﴾ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ

محافظت کرتے ہیں یہی لوگ وارث ہیں ف۱ جو میراث پائیں گے

الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿١١﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا

فردوس کی۔ ف۲ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور ہم نے بنایا

الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿١٢﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ

آدمی کو سنی ہوئی مٹی سے۔ پھر ہم نے اس کو رکھا نطفہ بنا کر

نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿١٣﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً

مضبوط جگہ (عورت کے رحم) میں پھر ہم نے بنایا اس نطفہ کا

فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا

لوتھڑا پھر ہم نے اس لوتھڑے کی بنائی بوٹی پھر بنائی بوٹی کی ہڈیاں

فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۤ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ

پھر پہنا دیا ہڈیوں کو گوشت پھر اس کو بنا کھڑا کیا ایک نئی صورت میں۔

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿١٤﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ

تو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہتر بنانے والا ہے پھر تم اس کے بعد

لَمَيِّتُوْنَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿١٦﴾ وَلَقَدْ

ضرور مرو گے پھر تم قیامت کے دن اٹھا کھڑے کئے جاؤ گے۔ اور ہم نے

خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ڰ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ

پیدا کر دیئے تمہارے اوپر سات آسمان اور ہم خلق سے

ف۱ جنت کے وارث:
ان سب صفات کو بیان فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ یہی لوگ وارث ہیں، جو جنت الفردوس کے دائمی وارث ہوں گے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے خدا سے جب جنت مانگو جنت الفردوس مانگو وہ سب سے اعلیٰ اور اوسط جنت ہے۔ وہیں سے جنت کی سب نہریں جاری ہوتی ہیں اسی کے اوپر خدا تعالیٰ کا عرش ہے (صحیحین)

ف۲ فردوس:
فردوس رومی زبان میں باغ کو کہتے ہیں بعض سلف کہتے ہیں کہ اس باغ کو جس میں انگور کی بیلیں ہوں، واللہ اعلم۔ (تفسیر ابن کثیر)

اولٰک هم الوارثون الذین یرثون الفردوس ایسے ہی لوگ وارث ہونے والے ہیں جو فردوس کے وارث ہوں گے۔

اُولٰٓئِكَ یعنی یہی لوگ جو اوصاف مذکورہ کے حامل ہیں۔

الْوٰرِثُوْنَ یعنی اس بات کے مستحق ہیں کہ صرف انہی کو (فردوس کا) وارث کہا جائے گا۔

الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ یہ الوارثون کا وصف ہے اور جس چیز کے وارث ہوں گے ان کا بیان ہے پہلے بلا تعیین وراثت کا ذکر کیا گیا پھر تعیین کے ساتھ وراثتِ فردوس کا ذکر کیا۔ اس سے وراثت کی عظمت اور بلندیٔ شان ظاہر ہوگئی۔ (شبہ کیا جا سکتا ہے کہ وارث ہونے کا لفظ چاہتا ہے کہ پہلے فردوس کسی اور کی تھی پھر مؤمنوں کو دیدی جائے گی۔

غٰفِلِيْنَ ﴿١٧﴾ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ

غافل نہیں ہیں اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی ایک اندازے سے پھر اس کو ٹھہرا دیا

فِي الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿١٨﴾

زمین میں اور ہم اس کے لے جانے پر قادر ہیں ف۱

فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ لَكُمْ

پھر ہم نے بنا کھڑے کئے تمہارے لئے اس پانی سے باغ کھجور اور انگوروں کے۔

فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿١٩﴾ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ

اور تمہارے لئے اس میں بہت سے میوے ہیں اور ان ہی میں سے تم کھاتے ہو اور (ہم نے) وہ درخت (پیدا کیا)

مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿٢٠﴾

جو طور سینا پہاڑ میں سے نکلتا ہے اگتا ہے تیل اور سالن لئے ہوئے کھانے والوں کے لئے

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ

اور تمہارے لئے چوپایوں میں نصیحت ہے کہ ہم تم کو (دودھ) پلاتے ہیں ان کے پیٹوں کی

بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٢١﴾

چیز سے۔ اور تمہارے لئے ان میں بہتیرے نفع ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔

وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿٢٢﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

اور ان پر اور کشتیوں پر چڑھے چڑھے پھرتے ہو اور ہم نے بھیجا

نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ

نوح کو اس کی قوم کی جانب تو نوح نے کہا کہ اے قوم اللہ کی عبادت کرو تمہارا کوئی

ف۱ جنت سے جاری شدہ دریا: بغوی نے لکھا ہے حدیث میں آیا ہے کہ اللہ نے جنت سے چار دریا، نازل کیے ہیں۔ سیحون، جیحون، دجلہ، فرات۔ یہ بھی بغوی نے لکھا ہے کہ امام حسن بن سفیان نے سند کے ساتھ بوساطت عکرمہ حضرت ابن عباس کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے جنت کے ایک چشمہ سے جو جنت کے نچلے نشیبی حصہ میں تھا پانچ دریا جبرئیل کے دونوں بازوؤں پر نازل فرمائے۔ سیحون، جیحون، دجلہ، فرات، نیل۔ جبرئیل نے یہ دریا بطور امانت پہاڑوں کے سپرد کر دیئے اور زمین میں بہا دیئے۔ اور لوگوں کے لئے فائدہ بخش بنا دیئے۔ آیت وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسکنه فی الارض سے اسی طرف اشارہ ہے پھر جب یاجوج و ماجوج کا زمانہ آئے گا تو اللہ جبرئیل کو بھیج کر زمین سے قرآن اور تمام (دینی) علم کو اور سنگ اسود کو اور مقام ابراہیم کو اور تابوت موسیٰ کو مع اس کی اندرونی چیزوں کے اور ان پانچوں دریاؤں کو آسمان کی طرف اٹھا لے گا۔ وانا علی ذھاب به لقدرون اس آیت کا یہی مطلب ہے جب یہ چیزیں زمین سے اٹھالی جائیں گی تو اہل ارض دنیا اور دین کی ہر بھلائی سے محروم ہو جائیں گے۔

میں کہتا ہوں شاید زمین کے سارے دریا جنت ہی سے آئے ہیں۔ حدیث میں صرف پانچ کا تذکرہ بطور تمثیل کیا گیا ہے۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱ ۲۲ ۱ مومنین کی صفات کو ذکر فرمایا گیا اور انہیں جنت کا وارث قرار دیا گیا۔ انسانی تخلیق اور پیدائش کے مراحل کو بیان فرمایا گیا۔ موت اور بعث بعد الموت کو ذکر کیا گیا۔ آب رسانی کا نظام باغات پھل جیسی نعمتوں کی طرف متوجہ کیا گیا۔ نقل و حمل کے وسائل سے درس عبرت دیا گیا۔

اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

معبود نہیں اس کے سوا۔ تو کیا تمہیں ڈر نہیں لگتا تو بولے سردار جو کافر تھے

مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَفَضَّلَ

اس قوم میں کہ یہ (نوح) تو تم ہی جیسا بشر ہے ف۱ چاہتا ہے کہ تم پر فضیلت پائے

عَلَیْكُمْ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓىِٕكَةً ۖۚ مَّا سَمِعْنَا

اور اگر اللہ (رسول بھیجنا) چاہتا تو فرشتوں کو اتارتا ! ہم نے یہ نہیں سنا

بِهٰذَا فِیْۤ اٰبَآىِٕنَا الْاَوَّلِیْنَ ﴿۲۴﴾ ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ

اپنے اگلے باپ دادوں میں اور کچھ نہیں بس یہ ایک مرد ہے جس کو جنون ہوگیا ہے

جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِیْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ

تو اس کا انتظار کرو ایک وقت تک۔ نوح نے کہا کہ اے میرے پروردگار

انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾ فَاَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ اَنِ اصْنَعِ

میری مدد کر کہ اُنھوں نے مجھ کو جھٹلایا ہے تو ہم نے اس کی جانب وحی بھیجی کہ ایک کشتی

الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَ وَحْیِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ فَارَ

بنا ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے۔ پھر جب ہمارا حکم آئے اور

التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِیْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ

ابلنے لگے تنور ف۲ تو کشتی میں بٹھا لے ہر جنس میں سے (نر و مادہ) دو دو کا جوڑا۔

وَ اَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَ لَا

اور (نیز) اپنے گھر والوں کو۔ مگر ان میں سے جس کی نسبت پہلے ہو چکا (غرق ہونے کا) حکم

ف۱ حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت اور سرداران قوم کا خطاب: پس انہوں نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو، سوائے اس کے تمہارا اور کوئی معبود نہیں سو کیا تم (اس سے) ڈرتے نہیں۔ یعنی کیا تم کو اس بات کا اندیشہ نہیں کہ تم جو اس کے سوا دوسروں کی پوجا کرتے ہو اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہو۔ کہیں وہ تم سے یہ ساری نعمتیں چھین لے اور تم کو اس شرک کی وجہ سے (دنیا اور آخرت میں) عذاب میں مبتلا کردے۔ الملاء سرداران قوم نے آپس میں (یا عوام سے) کہا۔ کہ یہ نوح علیہ السلام تو تم ہی جیسا آدمی ہے تمہاری طرح کھاتا اور سوتا ہے پھر یہ اللہ کا بھیجا ہوا رسول کیسے ہو سکتا ہے۔ قوم نوح کا خیال تھا کہ پتھر بھی معبود ہونے میں اللہ کے شریک ہیں اور کوئی انسان اللہ کا رسول نہیں ہوسکتا اگر خدا کسی کو پیغمبر بنا کر بھیجنا چاہتا تو کسی فرشتے کو بھیج دیتا اسی خیال کے زیر اثر وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ نوح چونکہ رسالت کے مدعی ہیں اس لئے شاید ان کو اپنے آدمی ہونے کا انکار ہے یا فرشتہ ہونے کا دعویٰ ہے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ تنور چولہے کو بھی کہتے ہیں اور سطح زمین کو بھی بعض روایات میں ہے کہ طوفان نوح اس طرح شروع ہوا تھا کہ ایک چولہے سے پانی ابلنے لگا، اوپر سے بارش شروع ہوگئی اور رفتہ رفتہ وہ ایک ہولناک طوفان میں بدل گیا۔ (توضیح القرآن)

تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿٢٧﴾

(اس کو نہیں) اور کچھ نہ کہہ مجھ سے ان ظالموں کے بارے میں ! یہ ضرور ڈبوئے جائیں گے۔

فَاِذَا اسْتَوَیْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَی الْفُلْكِ فَقُلِ

پھر جب بیٹھ لے تو اور وہ لوگ جو تیرے ساتھ ہیں ! کشتی پر تو کہہ !

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿٢٨﴾

اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو نجات دی ظالم لوگوں سے۔

وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَیْرُ

اور کہہ اے میرے پروردگار مجھ کو اُتار برکت کا اُتارنا اور تو سب سے بہتر

الْمُنْزِلِیْنَ ﴿٢٩﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِیْنَ ﴿٣٠﴾

اتارنے والا ف۱ ہے بیشک اس واقعہ میں بہت سی نشانیاں ہیں اور ہم کو آزمائش منظور تھی۔

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ﴿٣١﴾ ۚ فَاَرْسَلْنَا

پھر ہم نے نکال کھڑی کی ان کے بعد اور امت۔ تو ہم نے بھیجا ان میں ان ہی میں سے ایک رسول

فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ

ف۲ کہ اللہ کی عبادت کرو تمہارا کوئی معبود نہیں۔

اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٣٢﴾ ع وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ

اس کے سوا۔ تو کیا تم ڈرتے نہیں۔ اور بولے اس کی قوم کے سردار جو

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِی

کافر تھے اور جھٹلاتے تھے آخرت کی ملاقات کو اور ہم نے ان کو آسودگی دے رکھی تھی

ف۱ حضرت نوحؑ کی عظمت: دعا کرنے کا حکم صرف حضرت نوح علیہ السلام کو دیا اپنے لئے بھی اور اپنے ساتھیوں کے لئے بھی اس میں حضرت نوح کی بزرگی کا اظہار ہے اور اس امر کی طرف ایماء ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا ساتھ والوں کے لئے بھی کافی ہے ساتھیوں کو اپنے لئے دعا کرنے کی ضرورت نہیں۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ یہاں قرآن کریم نے پیغمبر کا نام نہیں لیا، لیکن زیادہ ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت صالح علیہ السلام ہیں جنہیں قوم ثمود کی طرف بھیجا گیا تھا، کیونکہ آگے آیت نمبر 40 میں فرمایا گیا ہے کہ ان کی قوم کو چنگھاڑ سے ہلاک کیا گیا تھا۔ اور بعض مفسرین نے یہ احتمال بھی ذکر کیا ہے کہ شاید حضرت ہود علیہ السلام مراد ہوں جنہیں قوم عاد کی طرف بھیجا گیا تھا اور چنگھاڑ سے مراد ہوا کا وہ عذاب ہے جس کے ساتھ یقیناً خوفناک آواز بھی ہوگی۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۲

۲ ع ۲ حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت اور سردار ان قوم سے خطاب اور سرداروں کے تبصرہ کو بیان فرمایا گیا۔ حکم خداوندی سے کشتی بنانے اور عذاب کی تفصیل ذکر فرمائی گئی۔ حضرت ہود و نوح علیہم السلام کی دعوت کو ذکر فرمایا گیا۔

خاصیت: آیت ۲۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا

دنیا کی زندگی میں کہ بس یہ تو تم جیسا ایک بشر ہے ! کھاتا ہے اسی قسم میں سے

تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝۳۳ ۙ وَلَىِٕنْ اَطَعْتُمْ

جس میں سے تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جس قسم میں سے تم پیتے ہو۔ اور اگر تم نے اطاعت کی اپنے

بَشَرًا مِّثْلَكُمْ ۙ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝۳۴ ۙ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا

جیسے بشر کی تو تم اس صورت میں ضرور خراب ہوئے۔ ۱ کیا یہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ جب

مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝۳۵ ۙ هَيْهَاتَ

تم مرجاؤ گے اور ہو جاؤ گے مٹی اور ہڈیاں (تو) تم زندہ کر کے نکالے جاؤ گے۔ بعید ہے

هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ۝۳۶ ۙ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا

بعید ہے جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ ۲ بس یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے

نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝۳۷ ۙ اِنْ هُوَ اِلَّا

مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم کو پھر اٹھنا نہیں اور کچھ نہیں بس یہ ایک

رَجُلُ ۨ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝۳۸

مرد ہے جس نے افترا کیا اللہ پر جھوٹا اور ہم تو اس کو ماننے والے ہیں نہیں۔

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝۳۹ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ

پیغمبر نے کہا اے میرے پروردگار میری مدد کر کہ انھوں نے مجھ کو جھٹلایا اللہ نے فرمایا کہ عنقریب

نٰدِمِيْنَ ۝۴۰ ۚ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَاۗءً ۚ

یہ لوگ نادم ہوں گے۔ تو ان کو آ پکڑا ایک سخت آواز نے سچے وعدہ کے مطابق تو ہم نے ان کو

۱ سرداروں کا فیصلہ:
یعنی اس سے بڑی خرابی اور ذلت کیا ہو گی کہ اپنے جیسے ایک معمولی آدمی کو خواہ مخواہ مخدوم و مطاع ٹھہرا لیا جائے۔ (تفسیر عثمانی) ولئن اطعتم بشرًا مثلكم انكم اذا لخسرون اور بخدا اگر تم اپنے جیسے آدمی کے (کہے پر چلے اور) فرماں بردار بن گئے تو یقیناً اس وقت گھاٹے میں رہو گے۔ کہ اپنے جیسے آدمی کے فرماں بردار بنو گے اور خود اپنے کو ذلیل کرو گے۔ وہ لوگ عجیب بیوقوف اور جاہل تھے کہ اپنے جیسے آدمی کی بات ماننے کا تو انکار کرتے تھے اور بے جان پتھروں کی پوجا کر کے اپنے ذلیل ہونے کا مظاہرہ کرتے تھے۔ (تفسیر مظہری)

۲ بعث بعد الموت کا انکار:
یعنی کسی قدر بعید از عقل بات کہتا ہے کہ ہڈیوں کے ریزے مٹی کے ذرات میں مل جانے کے بعد پھر قبروں سے آدمی بن کر اٹھیں گے؟ ایسی مہمل بات ماننے کو کون تیار ہوگا۔ (تفسیر عثمانی)

فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤١﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ

خس وخاشاک جیسا کر دیا پس لعنت ظالم لوگوں پر! پھر ہم نے پیدا کیں ان کے بعد

قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿٤٢﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا

اور امتیں نہ آگے بڑھ سکتی ہے کوئی امت اپنے وقت سے اور نہ

يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿٤٣﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَاۗءَ

پیچھے رہ سکتی ہے۔ پھر ہم بھیجتے رہے اپنے رسول لگا تار! جب کبھی آیا کسی امت کے پاس

اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا

اس کا رسول تو انھوں نے اس کو جھٹلایا پس ہم بھی ایک کے پیچھے ہلاک کرتے رہے دوسرے کو!

وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٤٤﴾ ثُمَّ

اور بنا دیا ان کو کہانیاں! ف۱ پس لعنت ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے۔ پھر

اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ڏ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ

ہم نے بھیجا موسیٰ کو اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں

مُّبِيْنٍ ﴿٤٥﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا

اور دلیل ظاہر دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی جانب تو وہ تکبر کرنے لگے

قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿٤٦﴾ ۚ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا

اور وہ تھے سرکش لوگ! پس لگے کہنے کہ کیا ہم ایمان لے آویں اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر حالانکہ

لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿٤٧﴾ ۚ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿٤٨﴾

انکی قوم ہماری خدمت گار ہے! ف۲ غرض انھوں نے دونوں کو جھٹلایا تو ہلاک کر دیئے گئے۔

ف۱ رُسولوں کو جھٹلانے کی سزا: یعنی رسولوں کا تانتا باندھ دیا یکے بعد دیگرے پیغمبر بھیجتے رہے اور مکذبین میں بھی ایک کو دوسرے کے پیچھے چلتا کرتے رہے۔ اِدھر پیغمبروں کی بعثت کا اور اُدھر ہلاک ہونے والوں کا نمبر لگا دیا۔ چنانچہ بہت قومیں ایسی تباہ و برباد کر دی گئیں جن کے قصے کہانیوں کے سوا کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ آج اُن کی داستانیں محض عبرت کے لئے پڑھی اور سنی جاتی ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ یعنی ہم کو خود ان کی قوم پر ریاست حاصل ہے پھر ان دونوں کو ہم پر کیسے ریاست حاصل ہو سکتی ہے ان لوگوں نے ریاست دینیہ کو دنیوی ریاست پر قیاس کیا کہ جب ہم کو ایک ریاست حاصل ہے تو دوسری کے بھی ہم ہی مستحق ہیں اور جب ان کو ایک حاصل نہیں تو دوسری کیسے ہو سکتی ہے اور اسی قیاس کا غلط ہونا ظاہر ہے صاحب روح نے اس جگہ ایک لطیفہ خوب لکھا ہے کہ یہ منکرین بشر کے لئے تو نبوت کو محال سمجھتے تھے اور پتھروں کے لئے معبودیت کو جائز جانتے تھے کس قدر عجیب بات ہے اور باوجودیکہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل اور فرعون سب کی طرف مبعوث ہوئے تھے فرعون کی اور قوم فرعون میں سے رؤسا کی تخصیص اس لئے کی گئی کہ یہ لوگ انکار میں زیادہ سخت تھے پس ان کو خاص طور پر زیادہ قباحت ظاہر کرنے کے لئے ذکر فرمایا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾

اور ہم نے عطا فرمائی موسیٰ کو کتاب (یعنی توریت) تاکہ وہ لوگ ہدایت پائیں۔

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَاۤ اِلٰى

اور ہم نے بنایا مریم کے بیٹے (عیسیٰ) اور اس کی ماں (مریم) کو نشانی! اور دونوں کو ٹھکانا دیا

رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿۵۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ

ایک اونچی جگہ پر جو ٹھہرنے اور جاری پانی کی جگہ تھی (ہم نے فرمایا کہ) اے رسولو! کھاؤ

الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۵۱﴾ ؕ

ستھری چیزیں اور نیک عمل کرو! ۱ جو کچھ تم عمل کرتے ہو میں جانتا ہوں!

وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾

اور یہ تمہاری امت ایک امت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں پس مجھ سے ڈرو!

فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ

تو امتوں نے پھوٹ کر کے اپنا امر (دین) باہم ٹکڑے ٹکڑے کرلیا! ہر فرقہ اس (دین) سے

فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۵۴﴾ اَيَحْسَبُوْنَ

جو اس کے پاس ہے خوش ہے تو تو ان کو چھوڑ ان کی غفلت میں ایک وقت تک! کیا یہ لوگ

اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۵۵﴾ ۙ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي

ایسا خیال کرتے ہیں کہ ہم جو ان کی امداد کئے جارہے ہیں مال اور اولاد سے (تو) ان کے لئے جلدی کررہے ہیں

الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ

بھلائیوں میں! کوئی نہیں بلکہ یہ لوگ سمجھتے نہیں

خلاصہ رکوع ۳

دین کی دعوت پر سرداروں کا فیصلہ اور پیغمبر پر تہمت اور عذاب کی اطلاع جیسے امور ذکر فرمائے گئے۔ رسولوں کی تکذیب کی سزا اور اسی سلسلہ میں فرعون اور اس کے متکبر سرداروں کا ذکر کیا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور کفالت کو ذکر فرمایا گیا۔

۳ ع ۱۸ ۳

۱ جس طرح ہم نے تم کو اپنی نعمتوں کے استعمال کی اوپر اجازت دی اور عبادت کا حکم کیا اسی طرح سب پیغمبروں کو اور ان کے ذریعہ سے ان کی امتوں کو بھی یہی حکم دیا کہ خدا کی نفیس نعمتیں کھاؤ اور کھا کر شکر ادا کرو جس کا طریقہ عبادت ہے اور مسلم اور ترمذی کی حدیث مرفوع میں جو حلال روزی کے بارہ میں اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے اس سے یہ شبہ نہ کیا جائے کہ حدیث سے طیب کی تفسیر حلال روزی معلوم ہوتی ہے اور میں نے لذیذ اور نفیس کے ساتھ تفسیر کی ہے جواب یہ ہے کہ جو لذیذ حلال نہ ہو وہ گویا حلال ہی نہیں کیونکہ ان میں معنوی لذت نہیں خوب سمجھ لو۔

خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝۵۷ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ

جو لوگ اپنے پروردگار کے خوف سے ڈرتے اور جو لوگ اپنے پروردگار کی آیتوں کا

يُؤْمِنُوْنَ ۝۵۸ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۝۵۹ وَالَّذِيْنَ

یقین رکھتے اور جو لوگ اپنے پروردگار کا شریک نہیں کرتے اور جو دیتے ہیں

يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ

جو کچھ کہ دیتے ہیں در آنحالیکہ ان کے دل ڈرتے ہیں کہ ان کو پروردگار کی جانب

رٰجِعُوْنَ ۝۶۰ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا

لوٹنا ہے! یہی لوگ جلدی کرتے ہیں نیک کاموں میں اور وہی اس کے لئے

سٰبِقُوْنَ ۝۶۱ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ

سبقت کرنے والے ہیں ۱؎ اور ہم کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اس کی

يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۶۲ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ

طاقت کے موافق! اور ہمارے پاس (نامۂ اعمال) ہے جو سچ بولتا ہے اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔ بلکہ ان کے دل

غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ

ان باتوں کی طرف سے غفلت میں ہیں اور ان کے بہتیرے اعمال (بد ہیں)

هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ۝۶۳ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ

اس کے علاوہ جن کو یہ کر رہے ہیں (یہ غفلت ہی میں پڑے رہیں گے کہ) یہاں تک کہ جب ہم

اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ۝۶۴ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا

دھر پکڑیں گے ان کے آسودہ لوگوں کو عذاب میں تو یہ فوراً چلا اٹھیں گے کہ نہ چلاؤ آج!

۱؎ نیکی میں پیش قدمی کرنا:

آیت کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ طاعتوں کی بہت زیادہ رغبت رکھتے ہیں اس لئے جلدی جلدی طاعتیں کرتے ہیں تا کہ کوئی طاعت فوت نہ ہو جائے۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ طاعتوں میں پیش قدمی کرنے پر جن اُخروی بھلائیوں کا وعدہ کیا گیا ہے اور نیک اعمال میں تیزی کرنے سے جن دنیوی فوائد کو وابستہ کیا گیا ہے سب فائدوں کے حاصل کرنے کے لئے وہ تیزی سے کام لیتے ہیں اور جلدی جلدی حاصل کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، مصیبت کو کوئی چیز رد نہیں کرتی سوائے دعا کے اور عمر میں کوئی چیز زیادتی نہیں کرتی مگر نیکی (یعنی خیر، خیرات، حُسنِ سلوک)۔ اس تفسیر پر اس آیت کا مضمون ویسا ہی ہوگا جیسا آیت **فاتھم اللہ ثواب الدنیا و حسن ثواب الاخرۃ** کا ہے گویا ان کو وہ ثواب ملے گا جو ان کے مخالف لوگوں کو نہیں ملے گا۔

جن بھلائیوں کی طرف دنیا میں مؤمن تیزی سے بڑھتے ہیں ان سے مراد شاید یہ ہو کہ مؤمن کو اللہ کی یاد میں لذت آتی ہے اس کے دل کو چین ملتا ہے۔ وہ بقدر کفاف رزق پر قناعت کرتا اور سیر ہو جاتا ہے اس کو دنیوی نعمتوں کے زوال کا کوئی خوف نہیں ہوتا وہ سوائے اللہ کے نہ کسی سے امید وابستہ رکھتا ہے نہ ڈرتا ہے اس کو خواب میں یا بطور الہام مبشرات پہنچتی رہتی ہے۔ (تفسیر مظہری)

تُنْصَرُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ

تمہاری مدد نہیں کی جائے گی ف۱ میری آیتیں تم کو پڑھ کر سنائی جاتی تھیں تو اپنی ایڑیوں پر الٹے

عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿٦٦﴾ مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿٦٧﴾

بھاگتے تھے تکبر کرتے ہوئے قرآن کا افسانہ بنا کر بیہودہ بکواس کرتے تھے

اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ

تو کیا انھوں نے اس بات (یعنی قرآن) میں غور نہیں کیا یا ان کے پاس ایسی بات آئی تھی جو نہ آئی تھی ان کے اگلے

الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿٦٩﴾

باپ دادوں کے پاس یا انھوں نے نہیں پہچانا اپنے رسول کو سو وہ اس کا انکار کرتے ہیں

اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ

یا کہتے ہیں کہ اس کو جنون ہے! کوئی نہیں وہ تو ان کے پاس حق بات لایا ہے!

وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ

اور ان میں بہتیروں کو حق بات بُری لگتی ہے اور اگر حق پیروی کرے

لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ

ان کی خواہشوں کی تو درہم برہم ہوجائیں آسمان اور زمین اور جو ان میں ہیں ف۲ (سب)! بلکہ ہم نے

بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧١﴾ اَمْ تَسْــَٔـلُهُمْ خَرْجًا

ان کو پہنچا دی ان کی نصیحت تو وہ اپنی نصیحت سے منہ پھیرتے ہیں یا تو ان سے

فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ڰ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَاِنَّكَ

کچھ اُجرت مانگتا ہے! تو تیرے پروردگار کا اجر بہتر ہے اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ اور تو تو

ف۱ غزوہ بدر اور قحط کا عذاب:
حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس سے مُراد وہ عذاب ہے جو غزوہ بدر میں مسلمانوں کی تلوار سے ان کے سرداروں پر پڑا تھا۔ اور بعض حضرات نے اس عذاب سے مراد قحط کا عذاب لیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی بددعا سے مکہ والوں پر مسلط کر دیا گیا تھا یہاں تک کہ وہ مُردار جانور اور کتے اور ہڈیاں کھانے پر مجبور ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے کفار کے لئے بددعا بہت کم کی ہے لیکن اس موقع میں مسلمانوں پر اُن کے مظالم کی شدت سے مجبور ہو کر یہ بد دعا کی تھی۔ اللّٰھمّ اشدد وطاتک علیٰ مضرو اجعل ھا علیھم سنین کسنی یوسف (رواہ البخاری و مسلم) (قرطبی و مظہری) (معارف مفتی اعظم)

ف۲ ان کی ہر خواہش پرستی کیلئے شے حق نہیں بدل سکتی:
یعنی سچی بات بُری لگتی ہے تو لگنے دو۔ سچائی اُن کی خوشی اور خواہش کے تابع نہیں ہو سکتی۔ اگر سچا خدا ان کی خوشی اور خواہش ہی پر چلا کرے تو وہ خدا ہی کہاں رہے۔ معاذ اللہ بندوں کے ہاتھ میں ایک کٹ پتلی بن جائے۔ ایسی صورت میں زمین و آسمان کے یہ محکم انتظامات کیونکر قائم رہ سکتے ہیں۔ اگر ایک چھوٹے سے گاؤں کا انتظام محض لوگوں کی خواہشات کے تابع کر دیا جائے، وہ بھی چار دن قائم نہیں رہ سکتا چہ جائیکہ زمین و آسمان کی حکومت۔ کیونکہ عام خواہشات نظام عقلی کے مزاحم اور باہم گربھی متناقض واقع ہوئی ہیں عقل وہوٰی کی کشمکش اور اہوائے مختلفہ کی لڑائی میں سارے انتظامات درہم برہم ہو جائیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٧٣﴾ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا

ان کو بلاتا ہے سیدھی راہ کی جانب! اور جو لوگ آخرت کا یقین نہیں

يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿٧٤﴾ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ

رکھتے وہ رستہ سے مڑے ہوئے ہیں ول اور اگر ہم ان پر رحم فرماویں

وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٥﴾

اور دور کر دیں جو تکلیف ان پر ہے (تو) ضرور لگے جاویں اپنی سرکشی میں بھٹکتے ہوئے۔

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ

اور ہم نے ان کو پکڑا تھا عذاب میں پھر یہ نہ دبے اپنے رب کے آگے

وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿٧٦﴾ حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا

اور یہ گڑ گڑاتے ہی نہیں! یہاں تک کہ جب ہم نے ان پر کھول دیا دروازہ سخت

عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿٧٧﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ

عذاب کا! وہ فوراً اس وقت آس توڑ بیٹھے و۲ اور وہی ہے جس نے پیدا کر دیئے

اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا

تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل! تم بہت ہی کم

مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٨﴾ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ

شکر کرتے ہو اور وہی ہے جس نے تم کو پھیلا رکھا ہے زمین میں

تُحْشَرُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ

اور اسی کی جانب جمع ہوکر جاؤ گے اور وہی جلاتا اور مارتا ہے اور اسی کا کام ہے بدلنا

و۱ مطلب یہ کہ دین کا حق ہونا اور مستقیم ہونا اور نافع ہونا یہ سب ایمان لانے کے اسباب مجتمع ہیں اور پانچ وجوہ جو موانع ہو سکتے تھے وہ غلط ہیں پھر ایمان نہ لانا سخت درجہ کی گمراہی ہے آگے یہ بتلاتے ہیں کہ ان کی سنگدلی اور عناد کی یہ حالت ہے کہ جس طرح یہ لوگ شرعی احکام سے متاثر نہیں ہوتے اسی طرح قہر کی نشانیوں اور مصائب و بلیات سے بھی متاثر نہیں ہوتے گو تکلیف پہنچنے کے وقت بھی طبعی طور پر ہم کو پکارتے ہیں لیکن وہ دفع الوقتی ہوتی ہے۔

خلاصہ رکوع ۴

انبیاء علیہم السلام کو اکل حلال و صدق مقال کا حکم دیا گیا۔ اختلاف امت کے اسباب اور فرقہ پرستی چھوڑنے کا حکم دیا گیا۔ مومنین کی شان اور ان کے اوصاف ذکر کئے گئے۔ انسانی طاقت کے مطابق ہر شخص کو مکلف بنانے کا دستور ذکر فرمایا گیا۔ انسانی غفلت اور عذاب آنے پر چلانے کو بیان فرمایا گیا۔ غفلت اور اعراض کو یاد کرنے اور قرآن میں غور کرنے کی دعوت دی گئی۔ منکرین کی خصلتوں کو ذکر فرمایا گیا۔

ع ۴ ۲۷ ۶

و۲ یعنی جب کوئی عذاب فوق العادت آئے گا خواہ دنیا ہی میں کوئی غیبی قہر آپڑے جس کا آنا ممکن ہے یا موت کے بعد تو ضرور ہی واقع ہوگا اس وقت منہ تکتے رہ جائیں گے کہ یہ کیا ہو گیا اور سارا نشہ ہرن ہو جائے گا۔

الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٨٠﴾ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ

رات اور دن کا! تو کیا تم سمجھتے نہیں۔ بلکہ یہ بھی وہی کہتے ہیں جو اگلوں نے کہا تھا!

مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿٨١﴾ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا

کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مرجائیں گے اور ہو جائیں گے مٹی اور ہڈیاں!

ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿٨٢﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا هٰذَا

کیا ہم اٹھا کھڑے کئے جائیں گے؟ وعدہ مل چکا ہم کو اور ہمارے باپ دادوں کو اسی بات کا

مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٨٣﴾ قُلْ

پہلے سے! بس یہ تو اگلے لوگوں کے افسانے ہیں (اے محمد) تو کہہ!

لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٨٤﴾

کس کی ہے زمین اور جو اس میں ہیں اگر تم جانتے ہو تو (بتاؤ)

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٨٥﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ

وہ کہیں گے کہ (سب) اللہ کا ہے! کہہ دے پھر کیا تم غور نہیں کرتے۔ تو کہہ! کون مالک ہے سات

السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿٨٦﴾ سَيَقُوْلُوْنَ

آسمانوں کا اور عظیم الشان عرش کا مالک ف۱ (کون ہے)۔ وہ کہیں گے (سب کچھ)

لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٨٧﴾ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ

اللہ کا ہے! کہہ دے پھر کیا تم ڈرتے نہیں۔ کہہ! کون ہے جس کے ہاتھ میں

كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٨٨﴾

ہر چیز کی حکومت ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں کسی کو پناہ نہیں! اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ) ف۲

ف۱ عرش الٰہی:

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی شان بہت بڑی ہے۔ اس کا عرش آسمانوں پر اس طرح ہے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے قبہ کی طرح بنا کر بتلایا (ابو داؤد)۔ اور حدیث میں ہے ساتوں آسمان وزمین اور ان کی کل مخلوق کرسی کے مقابلے پر ایسی ہے جیسے کسی چٹیل میدان میں کوئی حلقہ پڑا ہو۔ اور کرسی اپنی تمام چیزوں سمیت عرش کے مقابلے میں بھی ایسی ہی ہے۔ بعض سلف سے منقول ہے کہ عرش کی ایک جانب سے دوسری جانب کی دوری پچاس ہزار سال کی مسافت کی ہے۔

بعض سلف کا قول ہے کہ عرش سرخ رنگ یاقوت کا ہے اس آیت میں عرش عظیم کہا گیا ہے اور اس سورت کے آخر میں عرش کریم کہا گیا ہے یعنی بہت بڑا اور بہت حُسن وخوبی والا پس لمبائی چوڑائی وسعت عظمت حسن وخوبی میں وہ بہت ہی اعلیٰ اور بالا ہے اسی لئے لوگوں نے اسے یاقوت سرخ کہا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ تمہارے رب کے پاس رات دن کچھ نہیں اس کے عرش کا نور اس کے چہرے کے نور سے ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ اللہ کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکتا

ہر چیز پر اُسی کا اختیار چلتا ہے۔ جس کو چاہے وہ پناہ دے سکتا ہے لیکن کوئی دوسرا اُس کے مجرم کو پناہ نہیں دے سکتا۔ (تفسیر عثمانی)

وھو یجیر ولا یجار علیہ یعنی اللہ تعالیٰ جس کو چاہے عذاب اور مصیبت رنج وتکلیف سے پناہ دیدے اور یہ کسی کی مجال نہیں کہ اسکے مقابلہ پر کسی کو پناہ دیکر اُس کے عذاب و تکلیف سے بچالے یہ بات دنیا کے اعتبار سے بھی صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو کوئی نفع پہنچانا چاہے اسکو کوئی روک نہیں سکتا اور جس کو کوئی تکلیف وعذاب دینا چاہے اُس سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ اور آخرت کے اعتبار سے بھی یہ مضمون صحیح ہے کہ جس کو وہ عذاب میں مبتلا کریگا اُس کو کوئی بچا نہ سکے گا اور جسکو جنت اور راحت دیگا اس کو کوئی روک نہ سکے گا۔ (قرطبی) (معارف مفتی اعظم)

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿٨٩﴾ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ

وہ کہیں گے کہ (یہ سب صفتیں) اللہ کی ہیں، کہہ دے پھر تم پر کہاں سے جادو پڑ جاتا ہے بلکہ

بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٩٠﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ

ہم نے ان کو پہنچا دی حق بات اور وہ بیشک جھوٹے ہیں نہ اللہ نے کوئی بیٹا

وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا

بنایا اور نہ اس کے ساتھ کوئی معبود ہے ورنہ لے جاتا ہر معبود اپنی

خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ

مخلوق کو اور چڑھائی کرتا ایک دوسرے پر! ف۱ اللہ پاک ہے

اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿٩١﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

اس سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔ جاننے والا ہے غائب و حاضر کا

فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٩٢﴾ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿٩٣﴾

وہ بالاتر ہے اس سے جو یہ شریک بتاتے ہیں۔ تو کہہ! اے میرے پروردگار اگر تو مجھ کو دکھائے جس سے ان

رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٩٤﴾ وَاِنَّا عَلٰۤى

کو ڈرایا جا رہا ہے تو اے پروردگار مجھے (شامل) نہ کریو ان ظالم لوگوں میں! ف۲ اور (اے محمد) ہم اس پر قادر

اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿٩٥﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ

ہیں کہ تجھ کو دکھلا دیں جو ان سے وعدہ کر رہے ہیں بدی کا دفعیہ اسی خصلت سے کر جو اچھی ہو۔ ہم خوب

اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَقُلْ

جانتے ہیں جو کچھ یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔ اور کہہ! اے میرے پروردگار میں

ف۱ (جب کوئی اور بھی الٰہ ہوتا تو وہ ضرور خالق بھی ہوتا) اور ہر الٰہ (خدا) اپنی مخلوق کو (تقسیم کر کے) جدا کر لیتا اور ایک دوسرے پر چڑھائی کر دیتا۔
اپنی مخلوق کو لے کر جدا ہو جاتا اور دوسرے کو اپنی مخلوق پر تصرف کرنے سے روک دیتا اور ہر ایک کی ملکیت دوسرے کی ملکیت سے علیحدہ ہو جاتی (اور ان کے باہم لڑائی ہوتی) اور (لڑائی میں) ایک دوسرے پر غالب آ جاتا۔ جیسے دنیا کے بادشاہوں کا طریقہ ہے تعدد آلہہ کے وقت باہمی جنگ و جدال ناممکن نہیں اور جنگ میں ایک دوسرے پر غلبہ ہونا ہی چاہئے نتیجہ میں ایک مغلوب ہوتا اور مغلوب خدا نہیں ہو سکتا۔ مغلوبیت کمزوری اور حدوث کی علامت ہے۔ اور اگر کوئی کسی پر غالب نہ آ سکتا تو دونوں غالب آنے سے عاجز ہوتے اور عجز علامت حدوث ہے الوہیت کے منافی ہے۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۵

ع ۵ ۱۵ ۵ اللہ کی عطا فرمودہ صلاحیات کو بروئے کار لانے کی دعوت دی گئی۔ رجعت پسندی اور اندھی تقلید کو چھوڑنے کا حکم دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر ذکر کر کے وحدانیت کا درس دیا گیا۔ شریک خداوندی کی نفی کی گئی۔

ف۲ اس دعا کی یہ وجہ نہیں کہ نعوذ باللہ آپ کی نسبت اس قسم کا احتمال تھا بلکہ محض عذاب کی ہول کا ظاہر کرنا مقصود ہے کہ جس پر اس کے آنے کا احتمال بھی نہیں جب اس کو پناہ مانگنے کا امر ہے تو جو عذاب کے مستحق ہیں ان کو تو بہت ہی ڈرنا چاہئے اور دعا کا صحیح ہونا اس پر موقوف نہیں کہ دعا کرنے والے پر عذاب کے آنے کا بھی احتمال ہو بلکہ صحت دعا کے لئے محض قدرت بھی کافی ہے۔

رَّبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿٩٧﴾ وَاَعُوْذُبِكَ

تیری پناہ مانگتا ہوں شیطان کے وسوسوں سے۔ ف۱ اور تیری پناہ مانگتا ہوں اے پروردگار اس سے کہ وہ

رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿٩٨﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ

میرے پاس آویں (کفار باز نہ آئیں گے) یہاں تک کہ جب آپہنچے گی ان میں سے کسی کو موت

قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿٩٩﴾ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا

تو کہے گا کہ اے میرے پروردگار مجھے پھر بھیج دو شاید میں نیک عمل کروں

تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ

اس دنیا میں جس کو میں پیچھے چھوڑ آیا ہوں! ہر گز نہیں یہ ایک (ان ہونی)

بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿١٠٠﴾ فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَلَآ

بات ہے جو وہ کہتا ہے اور ان کے ورے ایک پردہ ہے اس دن تک کہ

اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿١٠١﴾ فَمَنْ

وہ اٹھائے جاویں گے ف۲ پھر جب صور میں پھونک ماری جائے گی

ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٢﴾ وَمَنْ خَفَّتْ

تو نہ ان میں رشتہ داریاں اس دن (باقی رہیں گی) اور نہ ایک دوسرے کو پوچھے گا۔

مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِىْ جَهَنَّمَ

پھر جن کا پلہ بھاری ہوتو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جس کا پلہ ہلکا ہوا تو وہی لوگ ہیں جنہوں

خٰلِدُوْنَ ﴿١٠٣﴾ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا

نے آپ اپنا نقصان کیا! جہنم میں ہمیشہ رہیں گے جھلس دے گی ان کے مونہوں کو آگ اور وہ وہاں بدشکل

ف۱ نیند آنے کیلئے دُعاء: مسند احمد میں ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ ایک دعا سکھاتے تھے کہ نیند اچاٹ ہو جانے کی مرض کو دور کرنے کے لئے ہم سوتے وقت پڑھا کریں بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَ عِقَابِهٖ وَ مِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ. حضرت ابن عمرؓ کا دستور تھا کہ اپنی اولاد میں سے جو ہشیار ہوتے انہیں تو یہ دعا سکھا دیا کرتے اور جو چھوٹے نا سمجھ ہوتے یاد نہ کر سکتے ان کے گلے میں اس دعا کو لکھ کر لٹکا دیتے۔ ابو داؤد، ترمذی اور نسائی میں بھی یہ حدیث ہے امام ترمذیؒ اسے حسن غریب بتلاتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

شیاطین اور جنات کے دوسرے آثار اور حملوں سے بچنے کے لئے بھی یہ دعا مجرب ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو شب میں نیند نہ آتی تھی رسول اللہ ﷺ نے اُن کو یہ کلمات دعا تلقین فرمائے کہ یہ پڑھ کر لیٹا کریں، انہوں نے پڑھا تو یہ شکایت جاتی رہی وہ دعا یہ ہے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَ عِقَابِهٖ وَ مِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ. (معارف مفتی اعظم)

ف۲ اس سے یہ مقصود نہیں کہ قیامت کے دن دنیا میں واپس آ جائیں گے بلکہ مقصود اس سے ہر طرح مایوس کرنا ہے کہ کبھی واپس نہ آ سکیں گے کیونکہ قیامت میں زندہ ہونا دنیا میں واپس آنا نہیں ہے بلکہ وہ تو خود آخرت ہی ہے اور یہی کہہ سکتے ہیں کہ قیامت کے دن کو بظاہر مکان دنیا کی طرف واپس ہوگی مگر وہ واپسی عمل کے لئے نہ ہوگی بلکہ حساب کے لئے ہوگی۔

كَالِحُوْنَ ﴿١٠٤﴾ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا

ہو رہے ہوں گے ف۱ (ہم ان سے کہیں گے) کیا میری آیتیں تم پر نہیں پڑھی جاتی تھیں پھر تم ان کو

تُكَذِّبُوْنَ ﴿١٠٥﴾ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا

جھٹلاتے تھے وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو آدبایا ہماری کم بختی نے

ضَآلِّيْنَ ﴿١٠٦﴾ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿١٠٧﴾

اور ہم لوگ بہکے رہے! اے ہمارے پروردگار ہم کو یہاں سے نکال! پھر اگر (ہم ایسا) کریں

قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿١٠٨﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ

تو ہم قصوروار! اللہ فرمائے گا کہ دور ہوؤ اسی جہنم میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔

مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا

ایک گروہ میرے بندوں میں ایسا بھی تھا جو کہا کرتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے

وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰى

تو ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر مہربان ہے تو تم نے ان کی ہنسی بنائی یہاں تک کہ

اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿١١٠﴾ اِنِّيْ

انھوں نے تم کو میری یاد بھلا دی اور تم ان سے ہنستے رہے میں نے ان کو بدلا دیا

جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿١١١﴾

آج اُن کے صبر کا کہ وہی مراد کو پہنچے ف۲

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿١١٢﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا

(پھر اللہ) فرمائے گا! تم کتنی مدت رہے زمین میں برسوں کی گنتی (کے حساب) سے۔ وہ کہیں گے کہ ہم

ف۱ حضرت اویس قرنیؒ کا خوف آخرت سے بے ہوش ہو جانا

ابو منذر دمشقی فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنیؒ جب بھونی ہوئی سریوں کو دیکھتے تو انہیں یہ آیت یاد آجاتی ہے۔ "تلفح وجوههم النار وهم فيها كالحون" پھر آپ بے ہوش ہو کر گر پڑتے حتی کہ دیکھنے والے آپ کو دیوانہ سمجھتے۔

(ابن ابی الدنیا وغیرہ)

ف۲ اور تم اس ناکامی میں گرفتار ہوئے مطلب جواب کا یہ ہوا کہ تمہارا قصور اس قابل نہیں کہ سزا کے وقت اقرار کرنے سے معاف کر دیا جائے کیونکہ تم نے ایسا معاملہ کیا جس سے ہمارے حقوق کو بھی تلف کیا اور بندوں کے حقوق کو بھی اور بندے بھی کیسے ہمارے مقبول ومحبوب کیونکہ ان سے مسخرہ پن کرنے میں ان کی ایذاء تھی جو کہ حق العبد ضائع کرنا ہے پس اس کی سزا کے لئے عذاب دائمی اور سخت ہی مناسب ہے اور یہ شبہ نہ ہو کہ آخرت میں تو حقیقت منکشف ہو جائے گی تو دنیا کی طرف رجعت کا محال ہونا بھی معلوم ہو جائے گا پھر اس کی تمنا کیسے ہوگی جواب یہ ہے کہ یا تو تمنا طبعی ہے یا یوں کہا جاوے کہ اس جواب ہی سے یہ حقیقت منکشف ہوئی یا یہ کہا جاوے کہ جو حقائق شرعاً بالذات مقصود ہیں جیسے توحید ورسالت ومعاد وجنت وغیرہ ان کا انکشاف ضروری ہے سب کا انکشاف ضروری نہیں مثل حقائق مقصود بالغیر کے اور مسلمانوں کو کامیابی کی جزاء دینا بھی کفار کے لئے فی الجملہ سزا ہے کیونکہ دشمن کی راحت سے روحانی تکلیف ہوتی ہے یہ تو ان کی درخواستوں کا جواب ہو گیا آگے تنبیہ ہے ان کے اعتقاد اور مشرب کے باطل ہونے پر تا کہ ذلت پر ذلت اور حسرت پر حسرت ہونے سے سزا میں اور شدت ہو۔

يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿١١٣﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ

رہے تھے ایک دن یا ایک دن سے بھی کم! تو پوچھ لے شمار کرنے والوں سے۔ فرمائے گا کہ

اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿١١٤﴾ اَفَحَسِبْتُمْ

بیشک تم تھوڑی ہی دیر رہے کاش تم جانتے ہوتے تو کیا تمہارا یہ خیال ہے

اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿١١٥﴾

کہ ہم نے تم کو بیکار پیدا کر دیا ہے اور یہ کہ تم ہماری جانب لوٹائے نہ جاؤ گے۔ ف۱

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ

تو برتر ہے اللہ بادشاہ برحق! کوئی معبود نہیں اس کے سوا مالک ہے عرش

الْكَرِيْمِ ﴿١١٦﴾ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ

بزرگ کا۔ اور جو پکارے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿١١٧﴾

تو اس کا حساب اُس کے پروردگار کے پاس کافر فلاح نہ پائیں گے۔

وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿١١٨﴾ ع

اور کہہ! اے میرے پروردگار معاف کر اور رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے!

سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ نور مدینہ میں اتری اور اس میں چونسٹھ آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

ف۱ کان کی تکلیف دور کرنیکا نسخہ "افحسبتم" سے لے کر ختم سورت تک یہ آیتیں بڑی فضیلت رکھتی ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کیلئے ایک سریہ (چھوٹا لشکر) روانہ فرمایا اور یہ حکم دیا کہ صبح اور شام یہ آیتیں پڑھا کریں یعنی "افحسبتم انما خلقنا کم عبثا...... الخ" صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے حسب الارشاد یہ آیتیں پڑھیں تو ہم صحیح سالم مال غنیمت لے کر واپس آئے۔ "اخرجہ ابن السنی وابن مندہ وابونعیم بسند حسن" (روح المعانی)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ایک مصیبت زدہ شخص پر گزر ہوا جس کے کان میں تکلیف تھی، عبداللہ بن مسعودؓ نے "افحسبتم" سے لے کر آخر سورہ تک آیتیں پڑھ کر اس کے کان میں دم کیں تو وہ اچھا ہو گیا۔

تعبیر سورہ مومنون

جس نے اس کو خواب میں پڑھا اس کے دل میں زیادہ دیر تک عبادت میں کھڑے رہنے کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف عاجزی کرنے کی محبت ہوگی اور ایک ایسے مرض کا خوف ہے جو بڑا خطرناک ہے۔ (علامہ ابن سیرین رحمۃ اللہ)

خلاصہ رکوع ٦

ع ٦ ٦

عذاب الٰہی سے حفاظت کی دعا سکھائی گئی اور مخالفین سے برتاؤ کے سلسلہ میں اعلیٰ اخلاقی قدریں تعلیم فرمائی گئیں۔ شیطانی اثرات سے حفاظت کی دعا سکھائی گئی۔ عالم برزخ اور قیامت کا تذکرہ فرمایا گیا۔ دنیاوی زندگی کی قلت کیساتھ تخلیق انسانی کا عبث نہ ہونے کو بیان کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور مغفرت کی دعا سکھائی گئی۔

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ

یہ ایک سورۃ ہے جس کو ہم نے اتارا اور لازم کیا اور اس میں اتاریں کھلی نشانیاں

لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ① اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ

تاکہ تم یاد رکھو! ف۱ زانیہ عورت اور زانی مرد پس مارو ہر

وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۠ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا

ایک کو ان دونوں میں سے سو درّے اور تم کو ان دونوں پر ترس نہ آنا چاہیے

رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

اللہ کے حکم کی تعمیل میں اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ

اور روز آخرت پر اور چاہیے کہ آ موجود ہو ان کی سزا کے موقع پر

الْمُؤْمِنِيْنَ ② اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۡ

مسلمانوں کی ایک جماعت! بدکار مرد نہیں نکاح کرتا مگر بدکار عورت یا مشرک عورت سے

وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ

اور بدکار عورت سے نکاح نہ کرے گا مگر بدکار مرد یا مشرک اور

ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ③ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ

یہ حرام ہے مسلمانوں پر اور جو لوگ (زنا کی) تہمت لگائیں پاک دامن عورتوں کو

ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ

پھر نہ لائیں چار گواہ تو ان کو مارو اسی کوڑے

ف۱ سورۂ نور کے احکام کی اہمیت:

اس سورت کی پہلی آیت تو بطور تمہید کے ہے جس سے اسکے احکام کا خاص اہتمام بیان کرنا مقصود ہے اور احکام میں سب سے پہلے زنا کی سزا کا ذکر جو مقصود سورت عفت اور اُس کے لئے نگاہوں تک کی حفاظت، بغیر اجازت کسی کے گھر میں جانے اور نظر کرنے کی ممانعت کے احکام آگے آنیوالے ہیں زنا کا ارتکاب ان تمام احتیاطوں کو توڑ کر عفت کے خلاف انتہائی حد پر پہنچنا اور احکام الٰہیہ کی کھلی بغاوت ہے۔ اسی لئے اسلام میں انسانی جرائم پر جو سزائیں (حدود) قرآن میں متعین کردی گئی ہیں زنا کی سزا بھی ان تمام جرائم کی سزا سے اشد اور زیادہ ہے زنا خود ایک بہت بڑا جرم ہونے کے علاوہ اپنے ساتھ سینکڑوں جرائم لیکر آتا ہے اور اُسکے نتائج پوری انسانیت کی تباہی ہے دنیا میں جتنے قتل و غارت گری کے واقعات پیش آتے ہیں تحقیق کی جائے تو ان میں بیشتر کا سبب کوئی عورت اور اُس سے حرام تعلق ہوتا ہے اس لئے شروع سورت میں اس انتہائی جرم و بےحیائی کا قلع قمع کرنے کے لئے اس کی حد شرعی بتلائی گئی ہے۔ (معارف القرآن مفتی اعظم)

وہ لوگ جو رحمت سے محروم ہیں:

مسند احمد میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں تین قسم کے لوگ ہیں جو جنت میں نہ جائیں گے اور جن کی طرف اللہ تعالیٰ نظرِ رحمت سے نہ دیکھے گا (۱) ماں باپ کا نافرمان (۲) وہ عورتیں جو مردوں کی مشابہت کریں (۳) اور دیوث، اور تین قسم کے لوگ ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نظرِ رحمت سے نہ دیکھے گا (۱) ماں باپ کا نافرمان (۲) ہمیشہ کے نشے کا عادی (۳) اور راہِ خدا میں دے کر احسان جتانے والا۔ مسند میں ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں تین قسم کے لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کردی ہے ہمیشہ کا شرابی، ماں باپ کا نافرمان اور اپنے گھر والوں میں خباثت کو برقرار رکھنے والا۔ (تفسیر ابن کثیر)

جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ

اور نہ قبول کرو ان کی گواہی کبھی اور یہی لوگ

هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٤﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ

فاسق ہیں۔ ۱؎ مگر جنہوں نے توبہ کر لی ایسا کئے پیچھے اور

اَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٥﴾ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ

سنور گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جو (زنا کا) عیب لگائیں اپنی

اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ

بیبیوں کو اور ان کے پاس گواہ نہ ہوں بجز ان کے نفس کے

فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ

تو ایسے کسی شخص کی گواہی یہی ہے کہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ

الصّٰدِقِيْنَ ﴿٦﴾ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ

بلاشبہ سچا ہے اور پانچویں بار یوں (کہے) کہ اس پر اللہ کی لعنت اگر

كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٧﴾ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ

وہ جھوٹا ہو اور عورت سے سزا یوں ٹلتی ہے کہ وہ

تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٨﴾

گواہی دے چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہ بلاشک یہ (خاوند) جھوٹا ہے

وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ

اور پانچویں (دفعہ) اس طرح (کہے) کہ عورت پر اللہ کا غضب آوے اگر یہ شوہر سچا ہو!

۱؎ حضرت عائشہؓ کی فضیلت: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مائی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ان کے آخری وقت آئے تو فرمانے لگے اُم المومنین! آپ خوش ہو جائیے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ رہیں اور حضور ﷺ محبت سے پیش آتے رہے اور حضور ﷺ نے آپ کے سوا کسی اور باکرہ سے نکاح نہیں کیا اور آپ کی برأت آسمان سے نازل ہوئی۔

مؤمنوں والا کلمہ: ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ اور حضرت زینبؓ اپنے اوصاف حمیدہ کا ذکر کرنے لگیں تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میرا نکاح آسمان سے اُترا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میری پاکیزگی کی شہادت قرآن کریم میں آسمان سے اُتری جب کہ صفوان بن معطلؓ مجھے اپنی سواری پر بٹھا لائے تھے۔ حضرت زینبؓ نے پوچھا یہ تو بتلاؤ جب تم اس اونٹ پر سوار ہوئی تھیں تو تم نے کیا کلمات کہے تھے؟ آپ نے فرمایا حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اس پر وہ بول اُٹھیں کہ تم نے مؤمنوں کا کلمہ کہا تھا۔ پھر فرمایا جس جس نے پاک دامن صدیقہؓ پر تہمت لگائی ہے ہر ایک کو بڑا عذاب ہوگا اور جس نے اس کی ابتدا اُٹھائی ہے جو اسے اِدھر اُدھر پھیلاتا رہا ہے اس کے لئے سخت تر عذاب ہیں۔ اس سے مُراد عبداللہ بن اُبی بن سلول ملعون ہے۔ ٹھیک قول یہی ہے۔

الصّٰدِقِيْنَ ٩ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ

اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی مہربانی اور یہ کہ اللہ

وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ١٠ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ

معاف فرمانے والا حکمت والا ہے ف۱ (تو کیا کچھ نہ ہوگیا ہوتا)! جو لوگ یہ طوفان لائے ہیں

عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ

تم ہی میں کی ایک جماعت ہے تم اس کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو۔

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ

بلکہ وہ بہتر ہے تمہارے حق میں ان میں سے ہر ایک کے لئے وہی ہے جو اس نے

تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ١١ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ

گناہ کمایا اور جس نے طوفان کا بڑا حصہ لیا ان میں سے اس کے لئے

ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ

بڑا عذاب ہے ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے ایسا سنا تھا گمان کرتے مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں

وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ١٢ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ

اپنے (بھائی بہنوں کے) حق میں بہتر! اور کیوں نہ بول اٹھے کہ یہ صریح طوفان ہے

بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ

وہ (تہمت لگانے والے) لوگ کیوں نہ لائے اس پر چار گواہ! پھر جب

عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ١٣ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

وہ گواہ نہیں لائے تو بس یہی لوگ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر

ف۱ صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بنی المصطلق سے جو ۶ھ میں ہوا تھا واپس تشریف لا رہے تھے

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱ / ۱۰ / ۷

زانی کی سزا اور اس کا حکم دیا گیا۔ احکام الٰہی کو جاری کرنے میں پس وپیش کرنے سے روک دیا گیا۔ زانی کی طبیعت کا تجزیہ کیا گیا۔ پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت اور اس کی سزا ذکر فرمائی گئی۔ بیوی پر تہمت لگانے کے احکام بیان کئے گئے اور اس سلسلہ میں لعان اور اس کی شرائط ذکر کی گئیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں ایک روز ایک منزل میں مقام ہوا اور کوچ سے ذرا پہلے حضرت صدیقہ قضائے حاجت کے لئے جنگل کی طرف گئیں وہاں اتفاقاً آپ کو دیر لگی بوجہ ہار ٹوٹ جانے کے یہاں کوچ ہوگیا اونٹ والوں کو ہودج اٹھاتے ہوئے بوجہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہلکی پھلکی ہونے کے کچھ شبہ نہ ہوا غرض یہ لوٹ کر آئیں تو چادر اوڑھ کر وہیں لیٹ رہیں۔ حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہا گری پڑی چیز کی حفاظت کی غرض سے قافلہ سے پیچھے فاصلہ پر رہا کرتے تھے جب یہ آئے اور ان کو لیٹے ہوئے دیکھا تو غایت افسوس سے انا للہ پڑھا الحاصل وہ اپنے اونٹ پر سوار کر کے اور خود نکیل پکڑ کر چلے اور ان کو قافلہ میں پہنچا دیا عبداللہ بن ابی بڑا خبیث تھا اس نے واہی تباہی بکنا شروع کی اور بعض بھولے مسلمانوں کو اس تہمت میں پھانس لیا جیسے حضرت حسان و مسطح مردوں میں اور حضرت حمنہ عورتوں میں ایک ماہ کے بعد یہ آیت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءۃ میں نازل ہوئیں آپ نے تہمت لگانے والوں پر حد قذف جاری کی۔

وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ

اور اس کی رحمت دنیا اور آخرت میں (تو)تم پر آپڑتی اس کے چرچا کرنے میں

اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ

کوئی بڑی آفت جب تم اس کو لینے لگے اپنی زبانوں پر

وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ

اور بکنے لگے اپنے منہ سے ایسی بات جس کی تم کو خبر نہیں اور تم اس کو

هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ

ہلکی بات سمجھتے ہو۔ حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے۔ ف۱ اور ایسا کیوں نہ

قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ

ہوا کہ جب تم نے اس کو سنا تھا بول اٹھتے کہ ہمیں زیبا نہیں کہ ایسی بات زبان پر لائیں! (الٰہی) تو

هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا

پاک ہے یہ تو بڑا بہتان ہے۔ اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی ایسا نہ کرنا

لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ

اگر تم مسلمان ہو اور اللہ کھول کر بیان کرتا ہے تمہارے لئے

الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ

نشانیاں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے جو لوگ چاہتے ہیں

اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ

کہ چرچا ہو۔ بدکاری (کی تہمت) کا مسلمانوں میں (تو)ان کے لئے

ف۱ تمام نیکیوں کا مدار:

حضرت معاذ بن جبل کا بیان ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت میں لے جائے اور دوزخ سے دور کر دے فرمایا تم نے بڑی بات دریافت کی لیکن جن کے لئے اللہ آسان کر دے اس کے لئے آسان بھی ہے اللہ کی عبادت کرو۔ کسی چیز کو اس کے ساتھ (الوہیت و ربوبیت میں) ساجھی نہ بناؤ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو۔ رمضان کے روزے رکھو، کعبے کا حج کرو۔ آخر میں فرمایا کیا میں تم کو بھلائی کے دروازے نہ بتا دوں، (یاد رکھو) روزہ (عذاب سے بچنے کی) سپر ہے، خیرات گناہوں (کی آگ) کو اس طرح بجھا دیتی ہے جیسے پانی آگ کو اور رات کے جوف (وسط) میں نماز پڑھنا (بھی گناہ کی آگ کو بجھا دیتا ہے) پھر آپ نے آیت تتجافی جنوبهم عن المضاجع ... یعلمون تک تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا کیا میں تمہیں (دینی) امور کا سر اور ستون اور اس کے کوہان کی چوٹی نہ بتا دوں، اسلام اس کا سر ہے، نماز اس کا ستون ہے اور جہاد اس کے کوہان کی چوٹی ہے، پھر فرمایا، کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتا دوں جس پر ان سب کا مدار ہے۔ میں نے عرض کیا ضرور فرمایئے، حضور ﷺ نے اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا اس کو روکے رکھو۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا بات کرنے پر بھی ہماری پکڑ ہوگی، فرمایا، معاذ! تجھ پر تیری ماں روئے زبانوں کے نتائج ہی تو لوگوں کو اوندھے منہ دوزخ میں گرائیں گے (یعنی باتوں کی کھیتی دوزخ کی شکل میں کٹ کر سامنے آئے گی) رواہ احمد، والترمذی وابن ماجہ۔ (تفسیر مظہری)

اَلِيْمٌ ۙ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾

دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ

اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی اور یہ کہ اللہ شفقت رکھنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ

مہربان ہے (تو کیا کچھ نہ ہوجاتا) مسلمانو! نہ چلو شیطان کے قدموں پر اور جو چلے گا

الشَّيْطٰنِ ؕ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ

شیطان کے قدموں پر تو وہ تو بے حیائی اور بُرے ہی کام کو

بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ

کہے گا اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور

رَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ

اس کی مہربانی (تو) نہ پاک ہوتا تم میں سے کوئی کبھی و لیکن اللہ پاک

يُزَكِّىْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا

کردیتا ہے جس کو چاہے۔ اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اور نہ قسم کھا بیٹھیں تم میں سے بڑائی

الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْۤا اُولِى الْقُرْبٰى

والے اور صاحب مقدور اس بات کی کہ وہ کچھ نہ دیں گے قرابت داروں

وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ ۪ وَلْيَعْفُوْا

اور محتاجوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو اور ان کو چاہیئے کہ معاف کردیں اور درگزر کریں

ف۱ اللہ کی مہربانی سے فتنہ ختم ہوا: یعنی یہ طوفان تو ایسا اٹھا تھا کہ نہ معلوم کون کون اس کی نذر ہوتے لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و رحمت اور شفقت و مہربانی سے تم میں سے تائبین کی توبہ کو قبول فرمایا اور بعض کو حدِ شرعی جاری کر کے پاک کیا اور جو زیادہ خبیث تھے اُن کو ایک گونہ مہلت دی۔ (تفسیر عثمانی)

نصف ع ۲ ۱۰ ۸

خلاصہ رکوع ۲

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ افک کو بیان کیا گیا اور اس میں تہمت لگانے والوں کو عذاب عظیم کی وعید سنائی گئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کا اعلان فرمایا گیا۔ بدکاری کی خبریں پھیلانے والوں کیلئے دنیا وآخرت کے عذاب کی وعید ذکر کی گئی۔ آخر میں بتایا گیا کہ اللہ کے فضل سے یہ فتنہ ختم ہوا۔

یہ خطاب ان مسلمانوں کو ہے جنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قصہ میں کچھ دخل اندازی کی تھی۔ شرط کی جزاء محذوف ہے یعنی اگر اللہ کا فضل وکرم تم پر نہ ہوتا تو دنیا میں ایسا عذاب تم پر نازل کرتا کہ تمہاری بیخ وبُن اُکھڑ جاتی اور آخرت میں تم کو ہمیشہ کے لئے دوزخ میں ڈال دیتا۔

اللہ نے اس آیت میں دوبارہ عذاب سے ڈرایا ہے اور اپنی رحمت کا تذکرہ کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ بڑا اہم اور جرم بہت سنگین تھا۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا آیت ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ الخ میں عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی مراد ہیں اور لھم عذاب الیم فی الدنیا والاخرۃ سے مراد ہے دنیا میں حدِ قذف اور آخرت میں دوامی دوزخ اور ولولا فضل اللہ علیکم ورحمۃ میں مراد ہیں حسان، اور مسطح اور حمنہ۔ (تفسیر مظہری)

وَلْيَصْفَحُوْا ۗ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو بخش دے اور اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿٢٢﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ

مہربان ہے ولے جو شخص تہمت لگاتے ہیں پاک دامن عورتوں کو

الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ

جو محض بے خبر (اور) ایمان والی ہیں (تو) وہ لوگ ملعون ہیں دنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے

عَظِيْمٌ ﴿٢٣﴾ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ

دردناک عذاب ہے جس دن کہ ان پر گواہی دیں گی ان کی زبانیں

وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٤﴾ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ

اور ان کے ہاتھ پاؤں ان اعمال کی جو یہ کرتے تھے اس دن ان کو پورا دے دے گا

اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿٢٥﴾

اللہ پاک ان کی سزا جو چاہیے اور جان لیں گے کہ اللہ ہی سچا ظاہر ہے۔

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ

گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لئے۔ اور پاک

لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا

عورتیں پاک مردوں کے لئے اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے! یہ لوگ

يَقُوْلُوْنَ ۗ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٢٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اس سے بری ہیں جو لوگ بکتے پھرتے ہیں ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے ایمان والو!

ولے الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم (اے فضیلت اور دولت والو) کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ (تمہارے درگزر کرنے اور حسن سلوک کرنے اور معاف کر دینے کے بدلے میں) تمہارے قصور معاف کر دے۔ یعنی تم سے بھی تو اللہ کے حقوق ادا نہیں ہوتے تو کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہاری کوتاہیوں کو معاف کر دے تم پر اللہ کی نعمتیں اور حقوق بہت زیادہ ہیں اور وہ بدلہ لینے پر پوری پوری قدرت بھی رکھتا ہے اس کے باوجود وہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے۔ لہٰذا تم بھی اپنے اندر اللہ کی یہ پسندیدہ صفت پیدا کرو۔

شیخین وغیرہ کی روایت ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا خدا کی قسم میں تو دل سے خواستگار ہوں کہ اللہ میرے قصور بخش دے۔ اس کے بعد آپ نے دوبارہ حضرت مسطح کے مصارف جاری کر دیئے اور فرمایا واللہ! آئندہ کبھی میں یہ مصارف نہیں روکوں گا۔ حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صلۂ رحم جوڑنے والا وہ نہیں ہے جو برابر کا بدلہ لے بلکہ دراصل رحم وہ شخص ہے کہ اگر کوئی تم سے اپنا رشتہ توڑے تو تم اس کو جوڑے رکھو۔ (رواہ البخاری)

ایک اہم تنبیہ:

حضرت صدیقہ عائشہؓ پر تہمت کے قضیہ میں جو بعض مسلمان بھی شریک ہو گئے تھے یہ قضیہ اس وقت کا تھا جب تک آیات براءت قرآن میں نازل نہیں ہوئی تھیں۔ آیات براءت نازل ہونے کے بعد جو شخص حضرت صدیقہ عائشہؓ پر تہمت لگائے وہ بلاشبہ کافر منکر قرآن ہے جیسا کہ شیعوں کے بعض فرقے اور بعض افراد اس میں مبتلا پائے جاتے ہیں اُن کے کافر ہونے میں کوئی شک و شبہ کرنے کی بھی گنجائش نہیں وہ باجماع اُمت کافر ہیں۔ (معارف مفتی اعظم)

اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا

نہ جایا کرو دوسرے گھروں میں اپنے گھروں کے سوا تاوقتیکہ اجازت نہ لے لو

وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ

اور سلام علیک نہ کر لو ان گھر والوں پر ! یہ تمہارے لئے بہتر ہے! عجب نہیں کہ

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا

تم یاد رکھو پھر اگر تم نہ پاؤ ان گھروں میں کسی کو تو ان میں نہ جاؤ

حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا

جب تک کہ تمہیں اجازت نہ ہو اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ

هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لَيْسَ

تو لوٹ جایا کرو یہ تمہارے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے اور اللہ جو کچھ کرتے ہو سب جانتا ہے۔

عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا

تم پر اس میں کچھ گناہ نہیں کہ (بے اجازت) چلے جایا کرو غیر آباد گھروں میں جن میں تمہارا اسباب

مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾

رکھا ہو اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے اور جو چھپاتے ہو

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا

کہدے مسلمان مردوں سے کہ نیچی رکھا کریں اپنی نظریں اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی ۱؎ یہ ان کے لئے پاکیزہ تر ہے

فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾

بیشک اللہ کو خبر ہے جو یہ کرتے ہیں

ع ۴ ۹

خلاصہ رکوع ۴

اہل ایمان کو شیطانی جالوں سے ہوشیار رہنے کا حکم دیا گیا اور مسلمانوں کو احسان و مروت کی تعلیم دی گئی۔ عفیفہ پر تہمت کا گناہ کبیرہ ہونے کا ذکر کیا گیا۔ سلسلہ ازدواج کے سلسلہ میں بروں کیلئے برے اور اچھوں کیلئے اچھوں کا ہونا ذکر کیا گیا۔

۱؎ اچانک نظر پڑنا:

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کا مسئلہ دریافت کیا حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ نظر پھیر لیا کرو۔ رواہ مسلم۔

حضرت ابو امامہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو مسلمان کسی (اجنبی) عورت کی خوبصورتی پہلی مرتبہ (اچانک) دیکھ کر آنکھ بند کر لیتا ہے اللہ اس کے لئے عبادت میں احساسِ حلاوت پیدا کر دیتا ہے رواہ احمد۔ (تفسیر مظہری)

نابینا سے بھی پردہ ضروری ہے:

ابوداؤد اور ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت اُم سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیٹھی تھیں تو ابن اُم مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے۔ یہ واقعہ پردے کی آیتیں اُترنے کے بعد کا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پردہ کر لو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ تو نابینا ہیں نہ ہمیں دیکھیں گے نہ پہچانیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم تو نابینا نہیں ہو کہ اسے نہ دیکھو۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ

اور کہہ دے مسلمان عورتوں کو کہ نیچی رکھا کریں اپنی نظریں اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی اور نہ دکھائیں

فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

اپنا سنگار مگر جو کھلا رہتا ہے ف۱ اور ان کو چاہیے کہ ڈالیں

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ

اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر اور نہ ظاہر کریں

زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ

اپنا سنگار مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ پر یا اپنے شوہر کے باپ پر

اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ

یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے خاوند کے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے

اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ

بھتیجوں پر یا اپنے بھانجوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال

اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ

(یعنی غلام باندیوں پر) یا طفیلیوں پر کہ جو مرد صاحب شہوت نہیں

اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ

یا لڑکوں پر جو مطلع نہیں ہوئے عورتوں کی شرم گاہوں پر

وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ

اور نہ ماریں اپنے پاؤں (زمین پر) تاکہ معلوم ہو جاوے جو وہ اپنا سنگار

ف۱ شانِ نزول:
ابن ابی حاتم نے بحوالۂ مقاتل بیان کیا کہ حضرت جابر بن عبداللہ نے فرمایا، (ایک بار) حضرت اسماء بنت مرثد اپنے نخلستان میں تھیں کچھ عورتیں ان کے پاس آئیں جو ازار پہنے ہوئے نہ تھیں اس لئے جو کچھ وہ پاؤں میں پہنے ہوئی تھیں (یعنی پازیب وغیرہ) وہ کھلا نظر آرہا تھا ان کے سینے اور گیسو بھی کھلے ہوئے تھے۔ حضرت اسماء نے فرمایا یہ کیسی بُری ہیئت ہے اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔
وقل للمومنات يغضضن من ابصارهن
ایک بار حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھیں۔ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بھی آ گئے (یہ واقعہ حکم حجاب نازل ہونے کے بعد کا ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم دونوں پردے میں ہو جاؤ (حضرت ام سلمہ کا بیان ہے) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ نابینا نہیں ہیں۔ فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو کیا تم اس کو نہیں دیکھ سکتیں۔ رواہ احمد وابوداؤد والترمذی۔

چہرہ کا کھولنا جائز نہیں ہے:
حضرت عبداللہ بن مسعود کی تفسیر کے مطابق تو غیر محرم مردوں کے سامنے عورت کو چہرہ اور ہاتھ کھولنا بھی جائز نہیں صرف اوپر کے کپڑے برقع وغیرہ کا اظہار بضرورت مستثنیٰ ہے۔
یہ ظاہر ہے کہ حسن اور زینت کا اصل مرکز انسان کا چہرہ ہے اور زمانہ فتنہ وفساد اور غلبۂ ہوئی اور غفلت کا ہے اس لئے بجز مخصوص ضرورتوں کے مثلاً علاج معالجہ یا کوئی خطرہ شدیدہ وغیرہ عورت کو غیر محارم کے سامنے قصداً چہرہ کھولنا بھی ممنوع ہے اور مردوں کو اس کی طرف قصداً نظر کرنا بھی بغیر ضرورت شرعیہ کے جائز نہیں۔

زِيۡنَتِهِنَّ ؕ وَتُوۡبُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيۡعًا اَيُّهَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّكُمۡ

چھپاتی ہیں۔ اور توبہ کرو اللہ کی جناب میں تم سب اے مسلمانو! تاکہ

تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۳۱﴾ وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ وَالصّٰلِحِيۡنَ مِنۡ

فلاح پاؤ ف۱ اور نکاح کر دو اپنی قوم کی رانڈوں کا اور اپنے نیک بخت

عِبَادِكُمۡ وَاِمَآٮِٕكُمۡ ؕ اِنۡ يَّكُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ يُغۡنِهِمُ اللّٰهُ

غلاموں اور باندیوں کا۔ ف۲ اگر یہ محتاج ہوں گے تو اللہ ان کو غنی کر دے گا

مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۳۲﴾ وَلۡيَسۡتَعۡفِفِ

اپنے فضل سے اور اللہ گنجائش والا (سب کچھ) جانتا ہے۔ اور چاہئے کہ

الَّذِيۡنَ لَا يَجِدُوۡنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغۡنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنۡ

پاک دامن بنے رہیں وہ لوگ جو نکاح کا مقدور نہیں رکھتے یہاں تک کہ ان کو غنی بنا دے

فَضۡلِهٖ ؕ وَالَّذِيۡنَ يَبۡتَغُوۡنَ الۡكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ

اللہ اپنے فضل سے۔اور جو مکاتبت چاہیں تمہارے ہاتھ کے مال

فَكَاتِبُوۡهُمۡ اِنۡ عَلِمۡتُمۡ فِيۡهِمۡ خَيۡرًا ۖ وَّاٰتُوۡهُمۡ مِّنۡ مَّالِ

(یعنی غلاموں) سے تو مکاتب بنا دو اگر تم جانو ان میں شائستگی اور ان کو

اللّٰهِ الَّذِىۡۤ اٰتٰٮكُمۡ ؕ وَلَا تُكۡرِهُوۡا فَتَيٰتِكُمۡ عَلَى الۡبِغَآءِ اِنۡ

دو اللہ کے مال میں سے جو اس نے تم کو دے رکھا ہے اور نہ مجبور کرو اپنی لونڈیوں کو حرام کاری پر اگر

اَرَدۡنَ تَحَصُّنًا لِّتَبۡتَغُوۡا عَرَضَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ؕ وَمَنۡ

وہ بچا رہنا چاہیں کہ تم کماہ چاہو دنیا کی زندگی کا اسباب اور جو

ف۱ مزین برقع پہن کر نکلنا بھی ناجائز ہے

امام جصاصؒ نے فرمایا کہ جب زیور کی آواز تک کو قرآن نے اظہار زینت میں داخل قرار دے کر ممنوع کیا ہے۔تو مزین رنگوں کے کامدار برقعے پہن کر نکلنا بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا اور اسی سے یہ معلوم ہوا کہ عورت کا چہرہ اگرچہ ستر میں داخل نہیں مگر زینت کا سب سے بڑا مرکز ہے اس لئے اس کو بھی غیر محرموں سے چھپانا واجب ہے۔(معارف القرآن)

ف۲ نکاح میری سنت ہے:

ابن ماجہ نے حضرت عائشہؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت پر عمل نہیں کیا وہ مجھ سے (متعلق) نہیں ہے۔ (یعنی میری تعلیم سے اس کا تعلق نہیں) نکاح کرو۔ دوسری اُمتوں کے مقابلہ میں، میں تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔ جو استطاعت رکھتا ہو اس کو نکاح کرنا چاہیے جو استطاعت نہ رکھتا ہو اس کو روزہ رکھنا ضروری ہے۔اس حدیث کی سند میں ایک راوی عیسیٰ بن میمون ہے اور یہ راوی ضعیف ہے۔

پیغمبروں کی چار سنتیں:

صحیحین میں حضرت انسؓ کی روایت سے آیا ہے کہ (حضور ﷺ نے فرمایا) میں روزے رکھتا ہوں اور ناغہ بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جو میری سنت سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے (یعنی وہ میرا نہیں مجھ سے اس کا تعلق نہیں ہے) ترمذی نے ایوب کی روایت سے لکھا ہے کہ پیغمبروں کی چار سنتیں ہیں۔ حیاء، خوشبو کا استعمال مسواک اور نکاح۔ ابن ماجہ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص طاہر اور مُطہر ہونے کی حالت میں اللہ سے ملنے کا خواستگار ہو اس کو آزاد عورتوں سے نکاح کرنا چاہیے۔

يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٣﴾

ان کو مجبور کرے گا تو اللہ ان کے جبر کئے گئے پیچھے بخشنے والا مہربان ہے

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ

اور ہم نے اتاریں تمہاری جانب کھلی نشانیاں اور انکی مثالیں جو ہو گزرے

خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٣٤﴾ ع اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ

تم سے پہلے اور نصیحت پرہیزگاروں کے لئے اللہ نور آسمان

وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ

وزمین ہے! ول اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں ایک چراغ ہے! وہ چراغ

فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ

شیشہ کی قندیل میں دھرا ہوا ہے اور شیشہ گویا چمکتا ہوا ستارہ ہے! وہ روشن کیا جاتا ہے مبارک

شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ

درخت زیتون کے (تیل) سے کہ جو نہ پورب رخ ہے اور نہ پچھم رخ! قریب ہے

زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ

کہ اس کا تیل جل اٹھے اگرچہ اس کو آگ نہ بھی چھوئے! روشنی پر روشنی ہے!

يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ

اللہ راہ دکھاتا ہے اپنے نور کی جسے چاہتا ہے۔ اور اللہ بیان فرماتا ہے مثالیں لوگوں کے لئے

لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٣٥﴾ ۙ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ

اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے! (وہ چراغ روشن ہوتا ہے) ایسے گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا ہے

ول طائف میں حضور ﷺ کی دُعاء:

سیرۃ ابن اسحٰق میں ہے کہ طائف میں جب لوگوں نے حضور ﷺ کو ستایا تو یہ دعا زبان پر تھی ۔اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِىْ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ عَلَيْهِ اَمْرُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَنْ يَحِلَّ بِىْ غَضَبُكَ اَوْ يَنْزِلَ بِىْ

خلاصہ رکوع ۴

ع ۸ ۱۰

گھروں میں داخلہ کے آداب اور احکام استیذان ذکر فرمائے گئے۔ بدنظری سے حفاظت کی اہمیت اور اس کا طریقہ کار بتایا گیا اور انسداد فواحش وحفاظت عظمت کیلئے عورتوں کو خصوصی احکام متعلق پردہ ذکر کئے گئے۔ توبہ کا حکم دیا گیا۔ بیوہ رنڈوں اور غیر شادی شدہ لوگوں کا نکاح کرنے کا حکم دیا گیا۔ عفت کی حفاظت اور لونڈیوں کے بارہ میں احکام دیئے گئے۔ قرآن کا کامل نصیحت وعبرت ہونا بیان فرمایا گیا۔

سَخَطُكَ لَكَ الْعُتْبٰى حَتّٰى تَرْضٰى وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔رات کی تاریکی میں آپ ﷺ اپنے رب کو "اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" کہہ کر پکارا کرتے اور اپنے کان، آنکھ، دل، بر بر عضو بلکہ بال بال میں اُس سے نور طلب فرماتے تھے اور اخیر میں بطور خلاصہ فرماتے "وَاجْعَلْ لِّىْ نُوْرًا یا وَاَعْظِمْ لِىْ نُوْرًا یا "وَاجْعَلْنِىْ نُوْرًا" یعنی میرے نور کو بڑھا بلکہ مجھے نور ہی نور بنا دے۔ اور ایک حدیث میں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ خَلْقَهٗ فِىْ ظُلْمَةٍ ثُمَّ اَلْقٰى عَلَيْهِمْ مِنْ نُوْرِهٖ فَمَنْ اَصَابَهٗ مِنْ نُوْرِهٖ يَوْمَئِذٍ اهْتَدٰى وَمَنْ اَخْطَاَهٗ ضَلَّ (فتح الباری ص ۳۳۰) یعنی جس کو اس وقت اللہ کے نور (توفیق) سے حصہ ملا وہ ہدایت پر آیا اور جو اس سے چوکا گمراہ رہا۔ واضح رہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی دوسری صفات مثلاً سمع۔ بصر وغیرہ کی کوئی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی۔ ایسے ہی صفت نور بھی ہے ممکنات کے نور پر قیاس نہ کیا جائے۔ تفصیل کے لئے امام غزالیؒ کا رسالہ "مشکوٰۃ الانوار" دیکھو۔ (تفسیر عثمانی)

خاصیت: آیت ۳۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

۲۱

اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ

انکے درست کرنے کا اور اسکا کہ وہاں اسکا نام لیا جائے ول اس میں اللہ کی تسبیح کرتے رہتے ہیں

وَالْاٰصَالِ ﴿٣٦﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ

صبح وشام۔ ایسے لوگ کہ جن کو نہیں غافل کرتی سوداگری اور نہ خرید وفروخت

ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۪ۙ يَخَافُوْنَ

اللہ کی یاد کرنے اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے ! وہ لوگ

يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿٣٧﴾ لِيَجْزِيَهُمُ

اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں تاکہ ان کو

اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ

اللہ جزا دے ان کے بہتر سے بہتر کاموں کی اور ان کو اور زیادہ دے اپنے فضل سے! اور اللہ

يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ

روزی دیتا ہے جسے چاہے بے شمار اور جو لوگ کافر ہیں ان کے اعمال مانند

كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰٓى اِذَا

ریت کے ہیں جنگل میں کہ پیاسا اس کو پانی خیال کرتا ہے۔ یہاں تک کہ جب

جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ

اس کے پاس آیا تو اس کو کچھ بھی نہ پایا اور پایا اللہ کو اپنے پاس

وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿٣٩﴾ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ

پھر اللہ نے اس کو پورا پورا چکا دیا اس کا حساب! اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے یا اندھیروں کی مانند ہیں! گہرے دریا میں

ول مساجد کے پندرہ آداب

مسئلہ: علماء نے آداب مساجد میں پندرہ چیزوں کا ذکر فرمایا ہے (۱) مسجد میں پہنچنے پر اگر کچھ لوگوں کو بیٹھا دیکھے تو ان کو سلام کرے اور کوئی نہ ہو تو السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین کہے (لیکن یہ اس صورت میں ہے جبکہ حاضرین نفلی نماز یا تلاوت وتسبیح وغیرہ میں مشغول نہ ہوں ورنہ اس کو سلام کرنا درست نہیں)

(۲) مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد کی پڑھے (یہ بھی جب ہے کہ اس وقت نماز پڑھنا مکروہ نہ ہو مثلاً عین آفتاب کے طلوع یا غروب یا استواء نصف النہار کا وقت نہ ہو)۔

(۳) مسجد میں خرید وفروخت نہ کرے۔

(۴) وہاں تیر تلوار نہ نکالے۔

(۵) مسجد میں اپنی گم شدہ چیز تلاش کرنے کا اعلان نہ کرے۔

(٦) مسجد میں آواز بلند نہ کرے۔

(۷) وہاں دنیا کی باتیں نہ کرے۔

(۸) مسجد میں بیٹھنے کی جگہ میں کسی سے جھگڑا نہ کرے۔

(۹) جہاں صف میں پوری جگہ نہ ہو وہاں گھس کر لوگوں میں تنگی پیدا نہ کرے۔

(۱۰) کسی نماز پڑھنے والے کے آگے سے نہ گزرے۔

(۱۱) مسجد میں تھوکنے ناک صاف کرنے سے پرہیز کرے۔

(۱۲) اپنی انگلیاں نہ چٹخائے۔

(۱۳) اپنے بدن سے کھیل نہ کرے۔

(۱۴) نجاسات سے پاک صاف رہے اور کسی چھوٹے بچے یا مجنون کو ساتھ نہ لے جائے۔

(۱۵) وہاں کثرت سے ذکر اللہ میں مشغول رہے قرطبی نے یہ پندرہ آداب لکھنے کے بعد فرمایا ہے کہ جس نے یہ کام کر لئے اس نے مسجد کا حق ادا کر دیا اور مسجد اس کیلئے حرز وامان کی جگہ بن گئی۔ (معارف القرآن)

يَغۡشٰهُ مَوۡجٌ مِّنۡ فَوۡقِهٖ مَوۡجٌ مِّنۡ فَوۡقِهٖ سَحَابٌ ؕ

کہ اس کو لہر ڈھانکے لیتی ہے! لہر پر دوسری لہر! اس کے اوپر بادل! (غرض)

ظُلُمٰتٌۢ بَعۡضُهَا فَوۡقَ بَعۡضٍ ؕ اِذَاۤ اَخۡرَجَ يَدَهٗ لَمۡ

اندھیرے ہیں ایک کے اوپر ایک! جب اپنا ہاتھ نکالے تو لگتا نہیں کہ اس کو دیکھ سکے۔

يَكَدۡ يَرٰٮهَا ؕ وَمَنۡ لَّمۡ يَجۡعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوۡرًا فَمَا لَهٗ مِنۡ نُّوۡرٍ ﴿٤٠﴾ ع

اور جس کو اللہ ہی نے نور نہ دیا اس کے لئے کہیں نور نہیں ول

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ

کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں

وَالطَّيۡرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدۡ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسۡبِيۡحَهٗ ؕ

اور نیز پرند پَر پھیلائے ہوئے! ہر ایک نے جان رکھی ہے اپنی اپنی نماز اور تسبیح

وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِمَا يَفۡعَلُوۡنَ ﴿٤١﴾ وَلِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ

اور اللہ جانتا ہے جو کچھ یہ کرتے ہیں۔ اور اللہ ہی کی ہے حکومت آسمانوں اور زمین کی۔

وَاِلَى اللّٰهِ الۡمَصِيۡرُ ﴿٤٢﴾ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزۡجِىۡ سَحَابًا ثُمَّ

اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ ہانک لاتا ہے بادل کو پھر

يُؤَلِّفُ بَيۡنَهٗ ثُمَّ يَجۡعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الۡوَدۡقَ يَخۡرُجُ

ان کو باہم ملاتا ہے پھر ان کو رکھتا ہے تہہ بہ تہہ! پھر تو دیکھتا ہے مینہ کو کہ نکلتا ہے

مِنۡ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ جِبَالٍ فِيۡهَا مِنۡۢ

بادل کے بیچ میں سے اور وہ اتارتا ہے آسمان سے (یعنی) ان پہاڑوں سے جو آسمان میں ہیں

ول کیونکہ اول تو دریا گہرا کہ اس کی تہہ میں اندھیرا ہوتا ہے پھر موجوں کا تلاطم اس سے اور اندھیرا بڑھے گا پھر اوپر سے بادل گھٹا بھی ہو جس سے ستارے وغیرہ کی روشنی بھی نہیں پہنچتی

خلاصہ رکوع ۵ ع ۶ ۱۱

نور خداوندی کو مثال سے واضح فرمایا گیا۔ مساجد کی تعظیم وتعمیر خاص بندوں کی ایک صفت ذکر فرمائی گئی۔ فریب خوردہ لوگوں کی تاریکی کو بیان کیا گیا۔

غرض اندھیرا ہی اندھیرا ہے اسی طرح جو لوگ قیامت کے منکر ہیں ان کے اعمال خیر میں ایک تو فی نفسہ خود نور نہیں کیونکہ وہ اعمال ان کو نافع نہ ہوں گے پھر خیالی نور بھی نہیں کیونکہ وہ قیامت کا انکار کر کے خود بھی ان کے اعمال کے نافع نہ ہونے کا اقرار کرتے ہیں غرض ظلمت ہی ظلمت ہے وہمی روشنی بھی نہیں اور مراد ان اعمال سے وہ اعمال ہیں جن کو یہ کرنے والے اپنے خیال میں اچھا سمجھتے ہیں کیونکہ برے اعمال کے نافع نہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے نفع کا احتمال اچھے اعمال ہی میں ہوسکتا ہے پس ان لوگوں کو چاہئے تھا کہ احکام الٰہی کے اتباع کا ارادہ کرتے تو حق تعالیٰ اپنی عادت کے موافق کہ ارادہ کے بعد مقصود پیدا کر دیتا ہے ان کو ہدایت کا نور دے دیتا مگر انہوں نے احکام سے بے رخی کی تو اندھیروں میں رہ گئے کہیں سے بھی سہارا نہ لگا۔

بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ

اولے! پھر اولے ڈال دیتا ہے جس پر چاہتا ہے اور اس کو ہٹا دیتا ہے ف۱

يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ؕ ﴿٤٣﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ

جس سے چاہتا ہے! قریب ہے کہ بادل کی چمک لے جاوے آنکھوں کو اللہ بدلتا رہتا ہے رات

وَالنَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ﴿٤٤﴾ وَاللّٰهُ

اور دن کو! ف۲ بیشک اس میں عبرت ہے ان کے لئے جن کے آنکھیں ہیں اور اللہ نے

خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِیْ عَلٰی

پیدا کیا ہر جاندار کو پانی سے ف۳ پھر ان میں سے کوئی تو چلتا ہے

بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِیْ عَلٰی رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ

اپنے پیٹ کے بل اور کوئی ان میں سے چلتا ہے دو پاؤں پر!

مَّنْ يَّمْشِیْ عَلٰۤی اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی

اور کوئی ان میں سے چلتا ہے۔ چار پر۔ اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے! بیشک اللہ ہر

كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤٥﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ

چیز پر قادر ہے ہم نے نازل فرمائیں روشن آیتیں اور اللہ

يَهْدِیْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٤٦﴾ وَيَقُوْلُوْنَ

ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ کی جانب اور (منافق) کہتے ہیں

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰی فَرِيْقٌ

کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور رسول پر اور فرمانبردار بنے پھر رو گردانی کرتا ہے

ف۱ یعنی جیسے زمین میں پتھروں کے پہاڑ ہیں بعض سلف نے کہا کہ اسی طرح آسمان میں اولوں کے پہاڑ ہیں۔ مترجم رحمہ اللہ نے اسی کے موافق ترجمہ کیا ہے لیکن زیادہ راجح اور قوی یہ ہے کہ سماء سے بادل مراد ہو مطلب یہ ہے کہ بادلوں سے جو کثیف اور بھاری ہونے میں پہاڑوں کی طرح ہیں۔ اولے برساتا ہے، جس سے بہتوں کو جانی یا مالی نقصان پہنچ جاتا ہے اور بہت سے محفوظ رکھے جاتے ہیں مشہور ہے کہ اولے کی چھال بیل کے ایک سینگ پر پڑتی ہے اور دوسرا سینگ خشک رہ جاتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ نے فرمایا مجھے ابن آدم دکھ پہنچاتا ہے زمانے کو گالیاں دیتا ہے، حالانکہ میں ہی زمانہ (کو الٹنے پلٹنے والا) ہوں میرے ہی ہاتھ میں حکم ہے، میں ہی رات دن کا ادل بدل کرتا ہوں۔ (رواہ البخاری و مسلم فی صحیحیہما)۔ (تفسیر مظہری)

ف۳ بعض علماء نے کہا تمام (عنصری) مخلوق کی اصل پانی ہی ہے ارسطو اور اس کے پیرو کہتے ہیں کہ ہر جانور کی تخلیق کے اصل ارکان وعناصر چار ہیں پانی ہوا مٹی آگ ارسطو اور شیخ ابن سینا نے انہی کو اسطقسات بھی کہا ہے بعض یونانیوں کا خیال ہے کہ اجزاء تخلیقی دو ہیں۔ بعض نے کہا صرف گیس ہر تخلیق کی بنیاد ہے پانی مٹی وغیرہ اسی کے روپ ہیں۔

لیکن بعض علمائے اسلام قائل ہیں کہ سنگ بنیاد پانی ہے پانی جم کر پتھر بنا۔ پانی تحلیل و تبخیر کے ذریعہ ہوا بن گیا۔ پھر ہوا آگ ہوگئی سب حیوانوں کا اصل خمیر پانی ہی ہے اور پانی ہی بنیاد ہے۔ بغوی نے لکھا ہے کہ اللہ نے اول پانی کو پیدا کیا پھر اس کے کچھ حصہ کو ہوا بنا دیا، جس سے فرشتے بنے اور کچھ حصہ کو آگ میں تبدیل کر دیا جس سے جنات کی تخلیق ہوئی اور کچھ حصہ کو مٹی بنا دیا گیا جس سے حضرت آدمؑ کی ساخت ہوئی اور مٹی سے ہی تمام جانور بنائے گئے۔ (تفسیر مظہری)

مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿47﴾

ان میں سے ایک گروہ ان میں سے اس کے بعد اور یہ لوگ مومن نہیں

وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ

اور جب ان کو بلایا جاتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی جانب تاکہ وہ ان میں قضیہ

مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿48﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ

چکا دے یکا یک ان میں سے کچھ لوگ روگردانی کرتے ہیں! اور اگر حق ان کا ہے

مُذْعِنِيْنَ ﴿49﴾ ۭ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ

تو دوڑے چلے آتے ہیں رسول کی جانب مطیع بن کر وا کیا ان کے دلوں میں مرض ہے یا

يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ۭ بَلْ

شک میں پڑے ہوئے ہیں یا اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ان پر ظلم کرے گا اللہ اور اس کا رسول! کوئی نہیں بلکہ

اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿50﴾ ع اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا

یہی خود ظالم ہیں بس مسلمانوں کا قول جب ان کو بلایا جائے اللہ اور اس کے رسول کی جانب

دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا

تاکہ وہ فیصلہ کر دے ان میں! یہی ہے کہ وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے (حکم) سنا

وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿51﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ

اور مان لیا اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا

وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴿52﴾

اور ڈرتا ہے اللہ سے اور بچ کر چلے اس (کی ناراضمندی) سے تو یہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔ و۲

وا شانِ نزول:

ابن ابی حاتم نے حسن بصری کی مرسل روایت بیان کی ہے کہ بعض (منافق) لوگوں کا اگر کسی سے کچھ نزاع ہوتا تھا اور اس کو رسول اللہ ﷺ سے جھگڑے کا فیصلہ کرانے کی دعوت دی جاتی تھی تو وہ اگر حق پر ہوتا اور اس کو بجائے خود یہ یقین ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ بہر حال حق فیصلہ کریں گے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جانے اور مقدمہ پیش کرنے پر راضی ہو جاتا تھا لیکن اگر وہ حق پر نہ ہوتا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس معاملہ لے جانے کی اس کو دعوت دی جاتی تو کترا جاتا اور کہتا (رسول اللہ ﷺ کے پاس نہیں) فلاں شخص سے چل کر فیصلہ کراؤ۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۶

ع ۱۰ ۶ ۱۲

قدرت خداوندی میں سے پرندوں اور ان کی تسبیح ذکر کی گئی۔ بارشوں کے نظام سے عبرت حاصل کرنے کی دعوت دی گئی۔ مخلوقات کا جو ہر وجود پانی اور مخلوقات کی مختلف ہیئتیں ذکر فرمائی گئیں۔ منافقین کی مذمت فرمائی گئی۔

و۲ رومی کسان کا عجیب واقعہ:

تفسیر قرطبی میں اس جگہ ایک واقعہ حضرت فاروق اعظمؓ کا نقل کیا جس سے ان چاروں چیزوں کے مفہوم کا فرق اور وضاحت ہو جاتی ہے واقعہ یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ ایک روز مسجد نبوی میں کھڑے تھے اچانک ایک رومی دیہاتی آدمی بالکل آپ کے برابر آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا انا اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدًا رسول الله، حضرت فاروق اعظمؓ نے پوچھا کیا بات ہے تو کہا میں اللہ کے لئے مسلمان ہو گیا ہوں۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے پوچھا کیا اس کا کوئی

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ

اور (منافقین) قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی سخت قسمیں کہ اگر تو ان کو حکم دے تو ضرور گھر بار چھوڑ کر

لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ

باہر نکلیں گے۔ کہہ دے کہ قسمیں نہ کھاؤ! فرمانبرداری دستور کے مطابق (مطلوب ہے) ف۱ ! بیشک

اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۵۳ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا

اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو کہہ دے! کہنا مانو اللہ کا اور کہنا مانو

الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ

رسول کا پھر اگر تم منہ موڑو گے تو بس رسول کے ذمہ وہی ہے جو اس پر بوجھ رکھا گیا

مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ

اور تمہارے ذمہ وہ ہے جو تم پر بوجھ رکھا گیا اور اس کی اطاعت کرو! تو راہ پاؤ! اور رسول کے ذمہ

اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝۵۴ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ

تو بس کھول کر پہنچا دینا ہے اللہ نے وعدہ فرمایا ہے ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ

اور نیک عمل کئے کہ ان کو ضرور خلیفہ بنائے گا ملک میں جیسا کہ خلیفہ بنایا تھا

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى

ان سے اگلوں کو اور ضرور جمائے گا ان کے لئے ان کا وہ دین جس کو ان کے لئے پسند

ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ

فرمایا ہے اور ان کو عنایت فرمائے گا ان کے خوف کے بدلے میں امن! وہ

سبب ہے اس نے کہا ہاں۔ بات یہ ہے کہ میں نے تورات، انجیل، زبور اور انبیاء سابقین کی بہت سی کتابیں پڑھی ہیں۔ مگر حال میں ایک مسلمان قیدی قرآن کی ایک آیت پڑھ رہا تھا وہ سنی تو معلوم ہوا کہ اس چھوٹی سی آیت نے تمام کتب قدیمہ کو اپنے اندر سمو لیا ہے تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ فاروق اعظمؓ نے پوچھا کہ وہ کون سی آیت ہے تو اس رومی دہقان نے یہی آیت مذکورہ تلاوت کی اور اس کے ساتھ اس کی تفسیر بھی عجیب وغریب اس طرح بیان کی کہ من یطع اللہ فرائض الٰھیہ کے متعلق ہے ورسولہ سنتِ نبوی کے متعلق ہے. ویخش اللہ گزشتہ عمر کے متعلق ہے ویتقہ آئندہ باقی عمر کے متعلق ہے۔ جب انسان چار چیزوں کا عامل ہو جائے تو اس کو اولٰئک ھم الفآئزون کی بشارت ہے اور فائز وہ شخص ہے جو جہنم سے نجات پائے اور جنت میں اس کو ٹھکانا ملے۔ فاروق اعظمؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ (کے کلام میں اس کی تصدیق موجود ہے آپ) نے فرمایا ہے اوتیت جوامع الکلم یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسے جامع کلمات عطا فرمائے ہیں جن کے الفاظ مختصر اور معانی نہایت وسیع ہیں۔ (قرطبی) (معارف مفتی اعظم)

ف۱ جب جہاد کا موقع نہ ہوتا تو یہ منافق لوگ منہ بھر بھر کر قسمیں کھاتے تھے کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو یہ جہاد کیلئے گھروں سے نکل کھڑے ہوں گے لیکن جب وقت آتا تو کوئی نہ کوئی بہانہ کر کے جہاد سے جان چھڑا لیتے تھے۔ اس لئے فرمایا گیا کہ تمہاری فرماں برداری کی حقیقت تو سب کو معلوم ہے۔ بار بار تجربہ ہو چکا ہے کہ وقت پڑنے پر تمہاری ساری قسمیں دھری رہ جاتی ہیں۔ (توضیح القرآن)

يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ

میری عبادت کیا کریں گے! شریک نہ کریں گے میرا کسی چیز کو ف۱ !اور جو کوئی ناشکری کرے اس کے بعد

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٥٥﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ

تو وہی لوگ فاسق ہیں اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ

وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٥٦﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ

اور کہا مانو رسول کا تاکہ تم پر رحم کیا جائے ایسا خیال نہ کریو کہ یہ کافر (ہمیں)

كَفَرُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ

ہرا دیں گے ملک میں بھاگ کر! اور ان کا ٹھکانا آگ ہے۔

وَلَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٥٧﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنْكُمُ

اور وہ بری جگہ ہے لوٹ کر جانے کی! اے ایمان والو! تم سے اجازت لے کر آیا

الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ

کریں تمہارے ہاتھ کے مال ف۲ اور وہ لوگ جو نہیں پہنچے حد بلوغ کو تم میں سے!

ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۚ مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ

تین بار! فجر کی نماز سے پہلے! اور جس وقت تم اُتار رکھا کرتے ہو ا

ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ۚ

اپنے کپڑے دوپہر میں اور عشاء کی نماز کے بعد!

ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ

یہ تین وقت تمہارے پردے کے ہیں! کچھ گناہ نہیں تم پر اور ان پر ان

ف۱ کا شانِ نزول:

ابوالعالیہ کا بیان ہے کہ نزولِ وحی کے بعد رسول اللہ ﷺ مکہ میں صحابہ کے ساتھ رہے صحابہ کو حکم تھا کہ کافروں کی طرف سے پہنچنے والی ایذاؤں پر صبر رکھیں، پھر مدینے کو ہجرت کر جانے کا حکم ہو گیا لڑنے کا بھی حکم مل گیا، لیکن (ہر طرف سے خوف کی یہ حالت تھی کہ) کوئی ہتھیار اپنے بدن سے الگ نہ کرتا تھا آخر ایک شخص نے کہا کیا ہمارے لئے کوئی دن بھی ایسا نہ آئے گا کہ ہم امن سے رہیں اور ہتھیار کھول دیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۲ حضرت اسماءؓ کی ناگواری پر آیت کا نزول:

ابن ابی حاتم نے مقاتل بن حبان کی روایت سے بیان کیا ہے کہ حضرت اسماء

خلاصہ رکوع ۷

ع ۷ ۱۳

سچے مومنین کی صفات اور منافقوں کی جھوٹی قسمیں ذکر کی گئی۔ اطاعت وتصدیق کی ذمہ داری کو پورا کرنے کی تاکید فرمائی گئی اور اطاعت رسول کے دنیاوی ثمرات بیان فرمائے گئے۔ نماز زکوٰۃ اور اطاعت رسول کو مقبول بندوں کا شیوہ قرار دیا گیا۔

بنت مرشد کا ایک غلام تھا جو اکثر حضرت اسماء کے پاس ایسے وقت میں (بلا اجازت) آجاتا تھا کہ اس وقت غلام کا آنا حضرت اسماء کو ناگوار گزرتا تھا، حضرت اسماء رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے خادم اور غلام ایسے وقت ہمارے پاس آجاتے ہیں کہ اس وقت ان کا آنا ہم کو ناگوار ہوتا ہے اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

بَعْدَهُنَّ ۚ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۚ

اوقات کے بعد! اکثر آتے جاتے رہتے ہیں تمہارے پاس تم میں سے ایک دوسرے کے پاس ف۱

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾

یوں بیان فرماتا ہے اللہ تمہارے لئے آیتیں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا

اور جب پہنچ جائیں تم میں کے لڑکے حد بلوغ کو تو ان کو چاہئے کہ اسی طرح اجازت لیا کریں

اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ

جس طرح اجازت لیتے رہے ان کے اگلے! اسی طرح بیان فرماتا ہے اللہ تمہارے

اٰيٰتِهٖ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ

لئے اپنی آیتیں! اور اللہ سب کچھ جانتا ہے حکمت والا اور بڑی بوڑھی عورتیں

الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ

جو نکاح کی توقع نہیں رکھتیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں کہ اتار رکھیں اپنے کپڑے!

ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ۚ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ

یہ نہیں کہ دکھاتی پھریں اپنا سنگار! اور اس سے بھی بچیں تو ان کے لئے بہتر ہے۔ ف۲

لَّهُنَّ ۚ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۶۰﴾ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ

اور اللہ سننے والا ہے جاننے والا ہے نہ اندھے آدمی پر کچھ گناہ ہے

وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا

اور نہ لنگڑے پر کچھ گناہ ہے اور نہ بیمار پر کچھ گناہ ہے اور نہ

ف۱ اس کا مطلب مذہب حنفیہ کے موافق یہ ہے کہ غلام تو مردوں کے پاس آتے رہتے ہیں اور باندیاں اور بچے مردوں اور عورتوں سب کے پاس آتے رہتے ہیں اور غلام عورتوں کے پاس بکثرت نہیں آسکتے کیونکہ غلام نامحرم مرد کے حکم میں ہے غرض کہ غلام اور باندیاں تو کاروبار خدمت وغیرہ کے لئے اور بچے طبعی طور پر چونکہ بکثرت آتے رہتے ہیں اور یہ وقت پردہ کے نہیں اس لئے ان میں ستر چھپائے رکھنا کچھ مشکل نہیں پس انکا بے اجازت آنا درست ہے کیونکہ ہر وقت اجازت لینے میں دقت ہے اور ان تین وقتوں کی تخصیص باعتبار عادت کے ہے اگر ان کے ماسوا میں بھی کوئی مانع پیش آجائے تو اجازت لینا واجب ہے۔

ف۲ بوڑھی خواتین کا مسئلہ:
حضرت شاہ صاحب رح لکھتے ہیں "یعنی بوڑھی عورتیں گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو درست ہے اور پورا پردہ رکھیں تو اور بہتر" اور گھر سے باہر نکلتے وقت بھی زائد کپڑے مثلاً برقع وغیرہ اتار دیں تو کچھ مضائقہ نہیں بشرطیکہ اس زینت کا اظہار نہ ہو جس کے چھپانے کا حکم آیت " ولا یبدین زینتھن " میں دیا جا چکا ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جوان عورتوں کے ستر کے متعلق قرآن کریم کا منشأ کیا ہے۔ (تفسیر عثمانی) التی لا یرجون نکاح یعنی وہ عورتیں جو بڑی بوڑھی ہونے کی وجہ سے اس قابل نہ ہی ہوں کہ نکاح کی کوئی توقع کر سکیں۔ ربیعہ نے کہا اس سے مراد وہ بوڑھی عورتیں ہیں جن سے مرد نفرت کرتے ہیں بڑھاپے کی وجہ سے کوئی اس کی طرف رغبت نہیں کرتا۔ جو عمر رسیدہ عورت ایسی ہو کہ اس کے اندر کچھ رعنائی باقی ہو وہ اس آیت سے خارج ہے۔ کپڑے اتار دینے سے مراد ہے کچھ کپڑے اتار دینا لہذا کسی (آزاد) بوڑھی عورت کے لئے بھی اجنبی مردوں کے سامنے پشت یا پیٹ اور ناف سے نیچے کا بدن کھولنا جائز نہیں۔ سر، چہرہ اور دونوں بانہیں کھول سکتی ہے۔

عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآىِٕكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

خود تم پر! اس بات میں کہ کھاؤ اپنے گھروں میں سے یا اپنے باپ کے گھروں سے یا اپنی

اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

ماں کے گھر سیا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچوں کے

اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے

خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ

یا ان کے گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہوں یا اپنے دوست کے گھر سے

جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا

تم پر کچھ نہیں کہ کھاؤ سب مل کر یا الگ الگ! تو جب جانے لگو گھروں میں

فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ

تو سلام کرو اپنے لوگوں پر! دعائے خیر ہے اللہ کی طرف سے برکت والا عمدہ۔

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٦١﴾ ع اِنَّمَا

اسی طرح اللہ بیان فرماتا ہے تمہارے لئے آیتیں تاکہ تم سمجھو ؀ بس مسلمان تو وہی ہیں

الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا

جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر اور جب رسول کے ساتھ ہوتے ہیں کسی ایسے کام پر جس

مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ

میں جمع ہونے کی ضرورت ہے تو جاتے نہیں جب تک کہ اس سے اجازت نہ لے لیں! بیشک

---

٢ مسلمان کے حقوق:

حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں اگر کوئی بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔ اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں یہ حاضر ہو۔ اگر وہ دعوت کرے تو یہ دعوت کو قبول کرے۔ ملاقات ہو تو سلام کرے۔ اس کو چھینک آئے تو یہ یرحمک اللہ کہے اور وہ سامنے موجود ہو یا نہ ہو بہر حال اس کی خیر خواہی کرے۔ رواہ النسائی والترمذی۔ اور بزار نے بھی اسی طرح کی حدیث نقل کی ہے۔

خلاصہ رکوع ٨

ع ٨ ١٤

ماقبل کے مسئلہ استیذان کا تتمہ بیان کیا گیا۔ غلاموں اور باندیوں کے گھروں میں آنے کے آداب ذکر فرمائے گئے۔ بوڑھی عورتوں کے احکام ذکر کئے گئے۔ معذور حضرات کا عذر بیان کیا گیا۔ ان اہل قرابت کو بیان کیا گیا جن کے گھروں میں بغیر اجازت جانا جائز ہے۔

الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

جو لوگ تجھ سے اجازت لیتے ہیں وہی لوگ ہیں جو واقع میں ایمان لائے اللہ

وَ رَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ

اور اس کے رسول پر تو جب وہ تجھ سے اجازت مانگا کریں اپنے کام کے لئے تو تو

شِئْتَ مِنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۶۲﴾

اجازت دے دیا کر ان میں سے جسے چاہے اور ان کے لئے مغفرت مانگ اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ

(مسلمانو!) نہ سمجھو رسول کے بلانے کو آپس میں جیسے تم میں ایک ایک کو بلایا کرتا ہے اللہ

یَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ

ان کو جانتا ہے جو سٹک جاتے ہیں تم میں سے آنکھ بچا کر تو ڈرنا چاہیے ان لوگوں کو

یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ

جو خلاف کرتے ہیں رسول کے حکم کا اس بات سے کہ ان پر پڑے کوئی بلا یا ان کو پہنچے دردناک

اَلِیْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قَدْ یَعْلَمُ

عذاب! سن لو! اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے! اس کو معلوم ہے

مَاۤ اَنْتُمْ عَلَیْهِ ؕ وَ یَوْمَ یُرْجَعُوْنَ اِلَیْهِ فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا

جس حال پر تم ہو۔ اور جس دن لوٹائے جائیں گے اللہ کی جانب تو ان کو بتا دے گا

عَمِلُوْا ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۶۴﴾ ع

جو کچھ انہوں نے کیا ہے اور اللہ سب چیز جانتا ہے ف۲

ف۱ اجتماعی کاموں سے رخصت کا طریقہ:
مجاہد نے کہا جمعہ کے دن (خطبہ کے وقت) امام کی طرف سے ہاتھ سے اشارہ کر دینا ہی اذن ہے اہل علم کہتے ہیں، مسلمانوں کے ہر اجتماعی کام کا یہی حکم ہے۔ جب امام کے ساتھ لوگ کسی اجتماعی کام کے لئے جمع ہوں تو بغیر اجازت امام کے اجتماع کو چھوڑ کر نہ جائیں اور امام کو اختیار ہے کہ جب کوئی جانے کے لئے اجازت مانگے تو جس کو چاہے اجازت دے دے نہ چاہے نہ دے۔ اجازت طلب کرنے اور اجازت دینے نہ دینے کی تفصیل اس وقت ہے جب ٹھہرے رہنے سے کوئی اضطراری سبب مانع نہ ہو۔ اگر اضطراری سبب پیدا ہو گیا تو اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں ہے، مثلاً مسجد میں کسی عورت کو حیض شروع ہو گیا یا کوئی جنبی ہو گیا یا کسی کو کوئی (شدید) مرض لاحق ہو گیا۔ ایسے حالات میں اجازت طلب کرنا لازم نہیں۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ خواتین کو سورۂ نور سکھاؤ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ مرفوع حدیث مروی ہے۔ کہ خواتین کو بالاخانوں میں نہ ٹھہراؤ (تاکہ ان کی عادتیں خراب نہ ہوں۔ اور ان کو لکھنا پڑھنا (ضرورت سے زیادہ) نہ سکھاؤ بلکہ خواتین کو چرخا کاتنا سکھاؤ اور سورۂ نور سکھاؤ۔ (درمنثور)

خلاصہ رکوع ۹
اہل ایمان کی ایک صفت کو ذکر کیا گیا اجتماعی کاموں میں رخصت کا طریقہ بیان کیا گیا۔ مجلس نبوی اور عام معاشرت کے بعد آداب واحکام سکھائے گئے۔

ع ۹ ۳ ۱۵

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورہ فرقان مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ستتر آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ

بڑا بابرکت ہے جس نے نازل فرمایا قرآن ۱ اپنے بندے پر تاکہ ہو تمام جہان کے لئے

نَذِيْرًا ۝۱ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ

ڈرانے والا ۲ ۔ وہ (اللہ) کہ اسی کی ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور اُس نے نہیں بنایا کوئی

يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ

بیٹا اور نہیں اس کا کوئی شریک بادشاہی میں اور اس نے پیدا کیا

كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝۲ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ

ہر چیز کو پھر اس کا ایک اندازہ مقرر کیا۔ اور لوگوں نے اختیار کر لئے اس کے سوا

اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ

ایسے معبود جو کچھ نہیں پیدا کر سکتے اور وہ خود ہی پیدا کئے ہوئے ہیں

لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً

اور وہ نہیں مالک اپنے حق میں برے کے اور نہ بھلے کے اور نہ مالک ہیں مرنے کے اور نہ جینے کے

وَّلَا نُشُوْرًا ۝۳ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ

اور نہ جی اٹھنے کے! اور کہنے لگے کافر کہ یہ تو نرا جھوٹ ہے جس کو (محمد نے)

۱ قرآن کو فرقان کیوں فرمایا:
فرقان، قرآن کریم کا لقب ہے لغوی معنے اس کے تمیز اور فرق کرنے کے ہیں۔ قرآن چونکہ اپنے واضح ارشادات کے ذریعہ حق وباطل میں تمیز اور فرق بتلاتا ہے اور معجزہ کے ذریعہ اہلِ حق واہلِ باطل میں امتیاز کر دیتا ہے اس لئے اس کو فرقان کہا جاتا ہے۔ (معارف مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ)

۲ قرآن کا پیغام عالمگیر ہے:
یعنی قرآن کریم سارے جہان کو کفر وعصیان کے انجام بد سے آگاہ کرنے والا ہے۔ چونکہ سورہ ہذا میں مکذبین ومعاندین کا ذکر بکثرت ہوا ہے، شاید اسی لئے یہاں صفت "نذیر" کو بیان فرمایا۔ "بشیر" کا ذکر نہیں کیا۔ اور "للعلمین" کے لفظ سے بتلا دیا کہ یہ قرآن صرف عرب کے اُمیوں کے لئے نہیں اترا بلکہ تمام جن وانس کی ہدایت و اصلاح کے واسطے آیا ہے۔ (تفسیر عثمانی)
للعلمین، اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت ونبوت سارے عالم کے لئے ہے بخلاف پچھلے انبیاء کے کہ اُن کی نبوت و رسالت کسی مخصوص جماعت یا مخصوص مقام کے لئے ہوتی تھی۔ صحیح مسلم کی حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے جو اپنے چھ خصوصی فضائل کا ذکر فرمایا ہے اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کی بعثت سارے جہان کے لئے عام ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

افْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ

گھڑ لیا ہے اور اس کی مدد کی ہے گھڑت میں دوسرے لوگوں نے ول تو یہ لوگ آئے

ظُلْمًا وَّزُوْرًا ﴿۴﴾ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا

ناانصافی اور جھوٹ پر۔ اور کہنے لگے کہ یہ کہانیاں ہیں اگلوں کی جس کو اس نے لکھ لیا ہے

فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۵﴾ قُلْ اَنْزَلَهُ

سو وہی اس پر پڑھے جاتے ہیں صبح و شام! کہہ دے کہ یہ اس نے اتارا ہے

الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ

جو جانتا ہے چھپے بھید آسمانوں اور زمین میں! بیشک وہ

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۶﴾ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ

بخشنے والا مہربان ہے اور کہنے لگے کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھاتا ہے

الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ

کھانا اور چلتا ہے بازاروں میں! کیوں نہیں اتارا گیا اس کی جانب کوئی فرشتہ کہ وہ بھی رہتا

فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ﴿۷﴾ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ

اس کے ساتھ ڈرانے والا! یا ڈال دیا جاتا اس کی طرف خزانہ یا اس کے پاس ایک

جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا

باغ ہوتا کہ کھایا کرتا اس میں سے! اور کہا ظالموں نے کہ بس تم تو پیچھے پڑے ہوئے ہو

رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۸﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا

ایک جادو زدہ مرد کے! دیکھ! کیسی بیان کیں تیرے لئے مثالیں! پس گمراہ ہوگئے

ول انکارِ نبوت کفر ہے: صراحت کے ساتھ کفروا کہنے میں اس امر پر تنبیہ ہے کہ انکار توحید کی طرح انکار نبوت بھی کفر ہے۔

صحیحین میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے قبیلۂ عبدالقیس کے وفد کے قصہ میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا تم جانتے ہو کہ ایک اللہ کے ماننے کے معنی کیا ہیں اہلِ وفد نے کہا، اللہ اور اسکا رسول ﷺ ہی بخوبی واقف ہے۔ فرمایا (اللہ کی توحید کو) ماننا یہ ہے کہ **لا الٰہ الا اللہ محمد** ﷺ رسول اللہ کی شہادت دو۔

قوم اخرون مجاہد نے کہا قوم اخرون سے ان کی مراد تھی یہودیوں کی ایک جماعت۔ حسن نے کہا ایک حبشی (غلام) مراد تھا جس کا نام عبید بن الحضر تھا۔ یہ کاہن تھا۔ بعض نے کہا مکہ میں کچھ غلام تھے جن کے نام تھے، جبر، یسار عداس ۔ یہ لوگ کتابی تھے، قوم آخرون قوم آخرون سے یہی لوگ مراد تھے ۔مشرکوں کا خیال تھا کہ محمد ﷺ ان سے ہی قرآن سیکھ لیتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

مکہ مکرمہ کے بعض کافروں نے یہ الزام لگایا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھلے انبیائے کرام کے واقعات کچھ یہودیوں سے سیکھ لئے ہیں اور وہی واقعات لکھوا کر (معاذ اللہ) یہ قرآن بنالیا ہے۔ حالانکہ جن یہودیوں کا وہ ذکر کرتے تھے ۔وہ اسلام لا چکے تھے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ) انہی سے سیکھ کر اس کلام کے کلام الٰہی ہونے کا غلط دعویٰ کر رہے تھے تو یہ حقیقت سب سے پہلے ان یہودیوں پر ظاہر ہوتی، پھر وہ آپ کو اللہ تعالیٰ کا سچا پیغمبر مان کر آپ پر ایمان ہی کیوں لاتے۔

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ﴿٩﴾ تَبَارَكَ الَّذِي إِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ

اب راہ پا نہیں سکتے۔ بڑی بابرکت ہے وہ ذات جو اگر چاہے تو کر دے تیرے لئے اس سے

خَيْرًا مِنْ ذَٰلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلْ

بہتر باغ کہ بہہ رہی ہوں ان کے نیچے نہریں اور کردے تیرے لئے محل!

لَكَ قُصُورًا ﴿١٠﴾ بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ

کوئی نہیں! بلکہ یہ جھٹلاتے ہیں قیامت کو اور ہم نے تیار کی ہے اس کے لئے جو جھٹلاتا ہے

بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ﴿١١﴾ إِذَا رَأَتْهُمْ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا

قیامت کو! دوزخ! ف۱ جب وہ ان کو دیکھے گی دور جگہ سے! یہ لوگ سنیں گے اس کا جھنجھلانا اور چلّانا۔

لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ﴿١٢﴾ وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُقَرَّنِينَ

اور جب ڈال دیئے جائیں گے اس کی ایک تنگ جگہ میں

دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ﴿١٣﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا

مشکیں باندھ کر! وہاں پکاریں گے موت کو ف۲ (ہم کہیں گے) آج نہ پکارو ایک موت کو اور پکارو

كَثِيرًا ﴿١٤﴾ قُلْ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ

بہت سی موتوں کو۔ کہہ دے بھلا یہ (دوزخ) بہتر ہے یا ہمیشہ رہنے کی جنت کہ جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے

كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً وَمَصِيرًا ﴿١٥﴾ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خَالِدِينَ

کیا گیا ہے! وہ ان کا بدلہ اور پھر جانے کی جگہ ہے وہاں ان کے لئے ہوگا جو وہ چاہیں گے! ہمیشہ رہیں گے!

كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا مَسْئُولًا ﴿١٦﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا

ہو چکا تیرے پروردگار پر وعدہ مطلوبہ اور جس دن جمع کرے گا ان کافروں کو اور ان کو

ع ۹ ۱۶

خلاصہ رکوع ۱

قرآن کریم کی فضیلت اور اس کا عالمگیر ہونا بیان فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی شان خالقیت کو ذکر فرمایا گیا کفار و مشرکین کی مذمت اور معبودان باطلہ کی عاجزی بیان فرمائی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کفار کی بے بنیاد باتوں اور ان کی گمراہیوں کو بیان کیا گیا۔

ف۱ شانِ نزول:

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے نیز ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت خیثمہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ (اللہ کی طرف سے) رسول اللہ ﷺ سے فرمایا گیا اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو زمین کے خزانے اور خزانوں کی کنجیاں عطا کر دیں اور اس سے آپ کے اس اجر میں کمی نہ ہوگی جو قیامت کے دن ہمارے پاس سے آپ کو ملے گا اور اگر آپ چاہیں تو اس (نعمت) کو بھی ہم آخرت (کی نعمتوں) کے ساتھ جمع کر دیں حضور ﷺ نے جواب دیا نہیں (میں یہاں لینا نہیں چاہتا) میرے لئے آخرت میں دونوں (نعمتوں) کو جمع کر لیا جائے اس پر آیتِ ذیل نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ جیسا کہ مصیبت میں عادۃً موت کو بلاتے اور اس کی تمنا کیا کرتے ہیں اور اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ جہنم تنگ ہو جائے گی کیونکہ احادیث سے اس کا بے انتہا وسیع ہونا معلوم ہوتا ہے بلکہ جس طرح جیل خانہ بڑا ہوتا ہے اور ہر قیدی کے واسطے الگ الگ کوٹھڑی تنگ ہوتی ہے اسی طرح جہنم بے انتہا بڑی ہے مگر ہر طرح جہنمی کے رہنے کی خاص جگہ بہت تنگ ہوگی۔

يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ

جنہیں وہ پوجتے رہے اللہ کے سوا! پھر فرمائے گا کہ کیا تم نے گمراہ کیا تھا میرے ان

عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿١٧﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا

بندوں کو؟ یا وہ آپ رستے سے بھٹک گئے۔ وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے یہ بات

كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ

ہم کو زیبا ہی نہیں کہ بنالیں تیرے سوا دوسرے کارساز! لیکن تو نے

مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًا بُوْرًا ﴿١٨﴾

فائدے پہنچائے ان کو اور ان کے باپ دادا کو یہاں تک کہ بھلا بیٹھے تیری یاد! اور تھے یہ لوگ ہلاک ہونے والے

فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا

(ہم کہیں گے کہ اے کافرو) یہ تو تم کو جھٹلا چکے تمہاری باتوں

نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿١٩﴾ وَمَآ

میں اب تم نہ (ہمارے عذاب کو) پھیر سکتے ہو اور نہ (اپنی) مدد کر سکتے ہو۔ اور جو تم میں ظلم کرے گا

اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ

ہم اس کو چکھائیں گے بڑا عذاب اور جتنے ہم نے تجھ سے پہلے رسول بھیجے وہ سب کھاتے تھے

الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ

کھانا! اور چلتے تھے بازاروں میں اور ہم نے بنایا ہے تم میں ایک کو ایک کے لئے

لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۭ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿٢٠﴾ ع

آزمائش (کا ذریعہ) دیکھیں تم بھی صبر کرتے ہو؟ ف۱ تیرا پروردگار سب دیکھ رہا ہے۔

ف۱ شکر کی توفیق کا نسخہ:

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مال اور جسم کے لحاظ سے اپنے سے اونچے کو دیکھے تو اپنے سے نیچے کو بھی دیکھے (یعنی) اپنے سے اونچے کو مت دیکھو کہ حسرت ہو نیچے کو دیکھو کہ تسلی ہو اور شکر کی توفیق ہو۔ رواہ الشیخان۔

صحیح مسلم شریف میں ہے رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں خود تجھے اور تیرے ذریعہ سے اور لوگوں کو آزمانے والا ہوں۔ مسند میں ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہتا تو میرے ساتھ سونے چاندی کے پہاڑ چلتے رہتے۔ اور صحیح حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کو نبی اور بادشاہ بننے میں اور نبی اور بندہ بننے میں اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے بندہ اور نبی بننا پسند فرمایا (تفسیر ابن کثیر)

مسند احمد، ترمذی میں حضرت ابو اُمامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھ سے فرمایا کہ میں آپ کے لئے پورے بطحاء مکہ اور اس کے پہاڑوں کو سونا بنا دیتا ہوں، تو میں نے عرض کیا نہیں، اے میرے پروردگار مجھے تو یہ پسند ہے کہ مجھے ایک روز پیٹ بھرائی کھانا ملے (جس پر اللہ کا شکر ادا کروں) اور ایک روز بھوکا رہوں (اس پر صبر کروں) اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں چاہتا تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ پھرا کرتے۔ (مظہری)

خلاصہ رکوع ۲

شرارت پسند کفار کو عذاب کی وعید دی
۲ گئی اور بتایا گیا کہ روز قیامت
ع ۱۱ یہ سارے سہارے ٹوٹ جائیں
۱۷ گے۔ آگے کفار کے نبوت کے
متعلق اعتراض کی تردید کی گئی۔

سورۃ المؤمنون اٹھارہواں پارہ

خاصیت آیت ۲۹ برائے حفاظت

اس کی آیت رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَکًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ کو کسی نئے مکان یا اجنبی جگہ پر اترنے سے پہلے تین مرتبہ پڑھ لے ان شاء اللہ ہر قسم کی تکلیف سے محفوظ رہے گا۔

خاصیت آیات ۱۱۵ تا ۱۱۷ برائے آسیب

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ فَتَعٰلَی اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ. لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ. رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ وَمَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ لَا بُرْھَانَ لَہٗ بِہٖ فَاِنَّمَا حِسَابُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ (پ۱۸ ع۶)

خاصیت: جس شخص پر آسیب ہوان آیتوں کو تین بار پانی پر پڑھ کے منہ پر چھینٹا دے یا کان میں دم کرے ان شاء اللہ تعالیٰ فوراً دور ہو جائیگا۔ (اعمال قرآنی)

سورہ نور خاصیت آیات ۳۵ تا ۳۸ برائے آشوب چشم

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.... وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (پارہ ۱۸، رکوع ۱۱)

خاصیت: اگر آشوب چشم ہو روزمرہ صبح کے وقت اوپر کی آیتیں تین بار پڑھ کر دم کیا کرے ان شاء اللہ تعالیٰ آشوب چشم جاتا رہے گا۔ (اعمال قرآنی)

سورۃ النور: اس سورۃ کی آخری دو آیتیں چالیس دن تک ہر روز اکیس مرتبہ پڑھنا دل کی ساری بیماریوں مثلاً حسد، کینہ، عداوت، بخل، ذہن میں سستی، بزدلی وغیرہ کو باطن سے جلا کر خاک کر دینے والا مجرب جلالی عمل ہے۔

تعارف سورۃ المؤمنون: ۔ اس سورت کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے وہ بنیادی صفات ذکر فرمائی ہیں جو مسلمانوں میں پائی جانی چاہئیں۔ مسند احمد کی ایک حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ اس سورت کی پہلی دس آیتوں میں جو باتیں ذکر کی گئی ہیں، اگر کوئی شخص وہ ساری باتیں اپنے اندر پیدا کر لے تو وہ سیدھا جنت میں جائے گا۔ اسی لئے اس سورت کا نام "مومنون" ہے، یعنی وہ سورت جو یہ بیان کرتی ہے کہ مسلمانوں کو کیسا ہونا چاہئے۔ نیز نسائی میں روایت ہے کہ ایک صاحب نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور اوصاف کیسے تھے؟ اس کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سورۂ مومنون کی یہ دس آیتیں تلاوت فرما دیں کہ یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف تھے۔ سورت کا بنیادی مقصد انسان کو اس کی اصلیت کی طرف متوجہ کر کے اس بات پر غور و فکر کی دعوت دینا ہے کہ اس کے دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے، اور بالآخر مرنے کے بعد جو زندگی آنی ہے اس میں انسان کا انجام کیا ہوگا؟ اس کے علاوہ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بہت سے انبیائے کرام کے واقعات اس سورت میں دہرائے گئے ہیں، تا کہ یہ بات واضح ہو کہ ان سب پیغمبروں کی دعوت تواتر کے ساتھ ایک ہی تھی، اور جن لوگوں نے ان کا انکار کیا، انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا نشانہ بننا پڑا۔ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ انسانوں کو دوبارہ زندہ کر کے ان کی نیکیوں اور برائیوں کا حساب لیں گے، اور ہر انسان کو اپنے عقیدے اور عمل کے اعتبار سے جزا و سزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس عقیدے کو کائنات میں پھیلی ہوئی قدرت خداوندی کی نشانیوں کی طرف متوجہ کر کے ثابت کیا گیا ہے۔

تعارف سورۃ النور: ۔ اس سورت کا مرکزی موضوع معاشرے میں بے حیائی اور فحاشی کو روکنے اور عفت و عصمت کو فروغ دینے کیلئے ضروری ہدایات اور احکام دینا۔ پچھلی سورت کے شروع میں مؤمنون کی جو خصوصیات بیان فرمائی گئی تھیں، ان میں سے ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ وہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، یعنی باعفت زندگی گزارتے ہیں۔ اب اس سورت میں باعفت زندگی گزارنے کے ضروری تقاضے بیان فرمائے گئے ہیں۔ چنانچہ سورت کے شروع ہی میں زنا کی شرعی سزا بیان فرمائی گئی ہے، اور ساتھ ہی یہ بتایا گیا ہے کہ جسطرح زنا انتہائی گھناؤنا جرم ہے، اسی طرح کسی بے گناہ پر شرعی ثبوت کے بغیر زنا کا الزام لگانا بھی نہ صرف سخت گناہ ہے بلکہ اس پر بھی سخت قانونی سزا مقرر فرمائی گئی ہے۔ غالب گمان یہ ہے کہ یہ سورت ہجرت کے بعد چھٹے سال نازل ہوئی۔ اس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب کے ایک قبیلے بنو المصطلق کے بارے میں یہ اطلاع ملی تھی کہ وہ آپ پر حملہ کرنے کیلئے ایک لشکر جمع کر رہا ہے۔ آپ نے اسکے حملے سے پہلے ہی پیش قدمی کر کے اسکے عزائم کو خاک میں ملا دیا۔ اسی سفر سے واپسی پر منافقین نے حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خلاف بڑی کمینگی کیساتھ ایک بے بنیاد تہمت لگائی اور اسے مدینہ منورہ میں بڑے پیمانے پر شہرت دی جس سے کچھ مخلص مسلمان بھی متاثر ہو گئے۔ اس سورت کی آیات ۱۱ تا ۲۰ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی براءت کا اعلان کرنے کیلئے نازل ہوئیں، اور جن لوگوں نے تہمت لگانے کا گھناؤنا جرم کیا تھا، انکو اور معاشرے میں عریانی و فحاشی پھیلانے والوں کو سخت عذاب کی وعیدیں سنائی گئیں۔ نیز عفت و عصمت کی حفاظت کے پہلے قدم کے طور پر خواتین کو پردے کے احکام بھی اسی سورت میں دیئے گئے ہیں، اور دوسروں کے گھر جانے کیلئے ضروری آداب و احکام کی وضاحت فرمائی گئی ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا

اور کہا ان لوگوں نے جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے کہ کیوں نہ اترے ہم پر

الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

فرشتے یا ہم دیکھتے اپنے پروردگار کو! ‏وا یہ لوگ بہت بڑائی رکھتے ہیں اپنے جی میں

وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿٢١﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى

اور سر چڑھ رہے ہیں اپنی شرارت میں۔ جس دن دیکھیں گے فرشتوں کو! کوئی خوشی نہیں

يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿٢٢﴾

اس دن گنہگاروں کو۔ اور کہیں گے کہ روکی جائے کوئی اوٹ ‏وا

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً

اور ہم متوجہ ہوئے ان کے اعمال کی طرف جو انہوں نے کئے تھے تو ہم نے

مَّنْثُوْرًا ﴿٢٣﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا

اس کو بنا دیا بکھیری ہوئی دھول! جنت والے اس دن خوب ہیں ٹھکانے کے اعتبار سے

وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿٢٤﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ

اور بہتر ہیں خواب گاہ میں۔ اور جس دن پھٹ جائے گا آسمان بدلی پر سے

وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿٢٥﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ۨ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ

اور اُتارے جائیں گے فرشتے اُتارنا! حقیقی سلطنت اس دن رحمٰن کی ہو گی!

وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿٢٦﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ

اور وہ دن کافروں پر سخت ہو گا۔ اور جس دن کاٹ کاٹ کھائے گا نافرمان

وا منکرین آخرت کی بیہودہ گوئی:

یعنی جن کو یہ اُمید نہیں کہ ایک روز ہمارے رُوبرو حاضر ہو کر حساب و کتاب دینا ہے وہ سزا کے خوف سے بالکل بے فکر ہو کر معاندانہ اور گستاخانہ کلمات زبان سے بکتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کی طرح ہم پر فرشتے وحی لے کر کیوں نہ اُترے۔ یا خدا تعالیٰ سامنے آ کر ہم سے ہم کلام کیوں نہ ہو گیا۔ کم از کم فرشتے تمہاری تصدیق ہی کے لئے آ جاتے یا خود خداوند رب العزت کو ہم دیکھتے کہ سامنے ہو کر تمہارے دعوے کی تائید و تصدیق کر رہا ہے کما فی موضع آخر قالو لن نو من حتیٰ نوتیٰ مثل ما اوتی رسل الله (انعام رکوع ١٥) وفی سورة الاسرا او تاتی بالله والملئکة قبیلا رکوع ١٠۔ (تفسیر عثمانی)

وا مؤمن کی روح کا اعزاز:

صحیح حدیث میں ہے کہ فرشتے مؤمن کی رُوح سے کہتے ہیں اے پاک روح جو پاک جسم میں تھی تو اللہ تعالیٰ کے رحم اور رحمت کی طرف چل جو تجھ سے ناراض نہیں ہے۔ شہر بن حوشب ؒ کہتے ہیں کہ ان میں سے چار کی تسبیح تو یہ ہو گی۔ سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَکَ الْحَمْد عَلٰی حِلْمِکَ بَعْدَ عِلْمِکَ خدایا تو پاک ہے تو قابل ستائش و تعریف ہے باوجود علم کے پھر بھی بُردباری برتتا تیرا وصف ہے جس پر ہم تیری تعریف بیان کرتے ہیں اور چار کی تسبیح یہ ہو گی۔ سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی عَفْوِکَ بَعْدَ قُدْرَتِکَ خدایا تو پاک ہے اور اپنی تعریفوں کے ساتھ ہے تیرے ہی لئے سب تعریف ہے کہ تو باوجود قدرت کے معاف فرماتا رہتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ

اپنے ہاتھوں کو! کہے گا کہ اے کاش میں نے رسول کے ساتھ

سَبِيْلًا ﴿٢٧﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿٢٨﴾

راہ پکڑی ہوتی۔ ہائے میری کم بختی کاش میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا! ول

لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ

اس نے تو مجھ کو بہکا دیا نصیحت سے اس کے بعد کہ وہ مجھ تک پہنچ چکی تھی۔ اور شیطان

لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿٢٩﴾ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي

تو انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہے اور رسول نے کہا کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے

اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿٣٠﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ

ٹھہرایا اس قرآن کو بکواس! اور (اے محمد) اسی طرح ہم نے بنا دیئے ہیں

نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا

ہر نبی کے دشمن گنہگاروں میں سے اور کافی ہے تیرا پروردگار ہدایت دینے

وَّنَصِيْرًا ﴿٣١﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ

اور مدد کرنے کو۔ اور کہنے لگے وہ لوگ جو کافر ہیں کہ کیوں نہیں نازل کیا گیا

الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ

محمد پر قرآن سارا ایک دم سے! (اے محمد) ایسا ہی (ہم نے تھوڑا تھوڑا اتارا) تاکہ ثابت رکھیں اس سے

وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ

تیرے دل کو اور ہم نے اس کو پڑھ سنایا ٹھہر ٹھہر کر! اور وہ لوگ تیرے پاس کوئی مثل نہیں لاتے مگر کہ ہم تجھ کو

ول آئندہ آیت کا شانِ نزول:

بغویؒ نے لکھا ہے، عقبہ بن ابی معیط کا دستور تھا کہ جب سفر سے واپس آتا تھا تو کھانا تیار کراتا اور اپنی قوم کے بڑے بڑے لوگوں کی دعوت کرتا تھا، یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس زیادہ بیٹھتا تھا ایک روز سفر سے واپس آکر کھانا تیار کرایا اور لوگوں کی دعوت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی کھانے کیلئے بلایا (آپ تشریف لے گئے) جب عقبہ نے کھانا لاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں اس وقت تک تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک تم لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی شہادت نہ دو گے عقبہ نے کلمۂ شہادت پڑھ لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکا کھانا کھالیا عقبہ اُبی بن خلف کا دوست تھا (اور اُبی سخت کافر تھا) اُبی کو عقبہ کے کلمۂ شہادت پڑھنے کی اطلاع ملی تو اس نے عقبہ سے کہا عقبہ تم بے دین ہو گئے عقبہ نے کہا نہیں تو خدا کی قسم میں تو بے دین نہیں ہوا، بات صرف یہ تھی کہ میرے گھر ایک آدمی آیا اور بغیر کلمۂ شہادت پڑھوائے میرا کھانا کھانے سے اس نے انکار کر دیا میری غیرت نے گوارا نہیں کیا کہ وہ میرے گھر سے بغیر کھانا کھائے چلا جائے اس لئے میں نے شہادت دیدی اور اس نے کھانا کھالیا اُبی نے کہا میں اس وقت تک تم سے راضی نہیں ہوں گا جب تک تم جا کر اس کے منہ پر تھوک نہ دو گے، عقبہ نے جا کر ایسا کر دیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے بھی اگر مکہ کے باہر تجھے پالیا تو تیرے سر پر تلوار ماروں گا (یعنی تجھے قتل کر دوں گا۔ چنانچہ عقبہ کو بدر کے دن بندھوا کر قتل کر دیا گیا۔ رہا اُبی تو اسکو احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔ ابن جریر نے یہ روایت مرسل بھی نقل کی ہے اس روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔ اُبی نے عقبہ سے کہا میں تم سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک تم اسکی گردن کو پاؤں سے روند نہ دو گے، اور اسکے منہ پر تھوک نہ دو گے، چنانچہ عقبہ نے جب دارالندوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدے کی حالت میں پایا تو وہ ایسا کر گزرا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب میں مکہ کے باہر تجھ کو پاؤں گا تو تیرے سر پر تلوار ماروں گا بدر کے دن عقبہ قید کر لیا گیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو عقبہ کے قتل کر دینے کا حکم دیا اور مقابلہ کے وقت اُبی کے بھالا مارا پھر اُبی مکہ کو لوٹ گیا اور مر گیا۔ عقبہ اور اُبی کے متعلق آیت ذیل نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

ع

٢٢

بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿٣٣﴾ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى

پہنچا دیتے ہیں واقعی جواب اور اس سے بہتر کھول کر! جو لوگ اٹھائے جائیں گے اپنے مونھوں کے

وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ

بل دوزخ کی جانب! یہی لوگ بدترین ہیں جگہ کے اعتبار سے اور زیادہ گمراہ

سَبِيْلًا ﴿٣٤﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ

اور عطا فرمائی ہم نے موسیٰ کو کتاب! اور بنایا اس کے ساتھ

اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ﴿٣٥﴾ ج فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ

اس کے بھائی ہارون کو وزیر پھر ہم نے کہا کہ تم دونوں جاؤ ان لوگوں کی جانب جنہوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿٣٦﴾ ۭ وَقَوْمَ نُوْحٍ

جھٹلایا ہماری آیتوں کو پھر ہم نے ان لوگوں کو دے مارا اکھاڑ کر! اور نوح کی قوم کو

لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ

کہ جب انہوں نے جھٹلایا پیغمبروں کو! ہم نے ان کو ڈبو دیا اور ان کو بنایا لوگوں کے لئے نشانی

وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿٣٧﴾ ښ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟

اور ہم نے تیار کیا ہے ستم گاروں کے لئے دردناک عذاب! اور (ہم نے ہلاک کر مارا) عاد اور ثمود

وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿٣٨﴾ وَكُلًّا

اور کنویں والوں کو ف۱ اور بہت سی امتوں کو ان کے بیچ بیچ میں

ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۡ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ

اور سبھی سے ہم نے بیان کیں مثالیں اور سب کا ہم نے ستیاناس کر دیا۔ اور یہ

ف۱ اوّل جنت میں جانے والا غلام: ابن اسحاقؒ محمد بن کعبؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک سیاہ فام غلام سب سے اول جنت میں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بستی والوں کی طرف اپنا ایک نبی بھیجا تھا لیکن اس بستی والوں میں سے بجز اس کے کوئی بھی ایمان نہ لایا بلکہ انہوں نے اللہ کے نبیؑ کو ایک

ع ١٤ ٣ ١

خلاصہ رکوع ٣

منکرین آخرت کی بے ہودہ گوئی اور روز محشر ان کی گھبراہٹ کو ذکر کیا گیا۔ اہل جنت کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کا نزول اجلال اور بادشاہی جیسے امور کو ذکر کیا گیا روز قیامت کفار کی حسرت اور گمراہوں کی دوستی کا انجام ذکر کیا گیا۔ قرآن کے ترک اور دشمنوں کے اعتراض کا جواب دیا گیا اور بتدریج نزول قرآن کی حکمتیں اور گمراہی پسند لوگوں کا انجام ذکر کیا گیا۔

غیر آباد کنویں میں اوجڑ میدان میں ڈال دیا، اور اس کے منہ پر ایک بڑی ساری چٹان رکھ دی کہ یہ وہیں مر جائیں۔ یہ غلام جنگل میں جاتا لکڑیاں کاٹ کر لاتا انہیں بازار میں فروخت کرتا اور روٹی وغیرہ خرید کر کنویں پر آتا۔ اس پتھر کو سرکا دیتا جو کئی آدمیوں سے کھسک نہ سکتا تھا۔ لیکن خدائے تعالیٰ اس کے ہاتھوں اسے سرکا دیتے۔ یہ ایک رسی میں لٹکا کر روٹی اور پانی اس پیغمبرؑ کے پاس پہنچا دیتا جسے وہ کھا پی لیتے مدتوں تک یوں ہی ہوتا رہا۔ ایک مرتبہ یہ گیا لکڑیاں کاٹیں، گٹھیں جمع کیں، گٹھڑی باندھی، اتنے میں نیند کا غلبہ ہوا سو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر نیند ڈال دی سات سال تک وہ سوتا رہا۔ سات سال کے بعد آنکھ کھلی انگڑائی لی اور کروٹ بدل کر پھر سو رہا۔ سات سال کے بعد پھر آنکھ کھلی تو اس نے اپنی لکڑیوں کی گٹھڑی اٹھائی اور شہر کی طرف چلا اسے یہی خیال

أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ

(کفار مکہ) ہو آئے ہیں اس بستی پر جس پر برا برساؤ برسایا گیا! تو کیا یہ

يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ﴿٤٠﴾ وَإِذَا

اس کو دیکھتے نہ تھے بلکہ یہ لوگ توقع ہی نہیں رکھتے جی اٹھنے کی اور جب

رَأَوْكَ إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ

تجھ کو دیکھتے ہیں! بس تیری ہنسی ہی بناتے ہیں۔ (کہتے ہیں کہ) کیا یہی شخص ہے جس کو اللہ نے

رَسُولًا ﴿٤١﴾ إِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا أَنْ

بھیجا پیغمبر بنا کر! یہ تو قریب تھا کہ ہم کو بچلا دیں ہمارے معبودوں سے اگر

صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ

ہم نہ ثابت قدم رہتے ان پر! اور آگے چل کر یہ جان لیں گے جس وقت عذاب دیکھیں گے کہ

مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ

کون زیادہ گمراہ ہے۔ بھلا دیکھ تو جس شخص نے بنا لیا اپنا معبود اپنی خواہش کو۔

أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿٤٣﴾ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ

کیا تو اس پر نگہبان ہو سکتا ہے! یا تو خیال کرتا ہے کہ ان میں اکثر

يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ هُمْ

سنتے یا سمجھتے ہیں۔ وہ تو بس چوپاؤں کی مثل ہیں! بلکہ وہ (ان سے بھی)

أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٤﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَ

زیادہ گمراہ ہیں۔ کیا تو نے دیکھا نہیں اپنے رب کی جانب کہ کیوں کر اس نے سایہ پھیلا دیا!

تھا کہ ذرا سی دیر کے لئے سو گیا تھا۔ شہر میں آ کر لکڑیاں فروخت کیں حسب عادت کھانا خریدا اور وہیں پہنچا دیکھتا ہے کہ کنواں تو وہاں ہے ہی نہیں۔ بہت ڈھونڈا، لیکن نہ ملا۔ یہاں یہ ہوا تھا کہ قوم کے دل ایمان کی طرف راغب ہوئے انہوں نے جا کر اپنے نبیؑ کو کنویں سے نکالا سب کے سب ایمان لائے پھر وہ نبی علیہ السلام وفات پا گئے۔ نبی علیہ السلام بھی اپنی زندگی میں اس حبشی غلام کو تلاش کرتے رہے لیکن اس کا پتہ نہ چلا۔ پھر اس نبیؑ کے انتقال کے بعد یہ شخص اپنی نیند سے جگایا گیا۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں پس یہ حبشی غلام ہے جو سب سے پہلے جنت میں جائے گا۔ یہ روایت مرسل ہے اور اس میں غرابت و نکارت ہے اور شاید ادراج بھی ہے، واللہ اعلم۔ (تفسیر ابن کثیر)

خلاصہ رکوع ۴

قوم فرعون و دیگر اقوام کا تذکرہ فرمایا گیا اور مخاطبین قرآن کو عبرت پکڑنے اور آنکھیں کھولنے کی دعوت دی گئی۔ بدتر انسان کی ایک خصلت ذکر فرمائی گئی۔ دھوپ سائے رات دن اور مردہ زمینوں کی زندگی کے نظام جیسے قدرت خداوندی کے مظاہر فرمائے گئے۔ انسان کی پیدائش کو ذکر فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ زمین و آسمان کی پیدائش اور عرش پر جلوہ افروز ہونے کی قدرت خداوندی کو ذکر فرما کر بتایا گیا کہ لائق سجدہ صرف اللہ ہی کی ذات ہے۔

ع ۴ ۱۰ ۲

لَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ﴿٤٥﴾

اور اگر چاہتا تو اس کو بنا دیتا ٹھہرا ہوا! پھر ہم نے ٹھہرا دیا اس پر آفتاب کو راہ نما!

ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿٤٦﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ

پھر ہم نے اس کو کھینچ لیا اپنی طرف سہج سہج سمیٹ کر اور وہی ہے جس نے بنا دیا تمہارے لئے

لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ

رات کو پردہ اور نیند کو آرام اور دن بنا دیا اٹھنے کا وقت۔ فـــ

نُشُوْرًا ﴿٤٧﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ

اور وہی ہے جس نے بھیجا ہواؤں کو خوشخبری دینے والی

رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿٤٨﴾ لِّنُحْیِۦَ بِهٖ

اس کی رحمت کے آگے آگے۔ اور ہم نے اتارا آسمان سے پاک پانی

بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿٤٩﴾

تاکہ اس سے زندہ کر دیں مردہ شہر کو اور وہ پلائیں اپنے پیدا کئے ہوئے بہتیرے

وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ

چوپاؤں اور آدمیوں کو اور ہم نے اس کو طرح طرح پر ان میں بانٹا تاکہ نصیحت پکڑیں!

النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٥٠﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ

تو بہتیرے لوگ ناشکری کئے بغیر نہ رہے۔ اور اگر ہم چاہتے اٹھا کھڑا کرتے ہر

نَّذِيْرًا ﴿٥١﴾ ۖ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿٥٢﴾

بستی میں ایک ڈرسنانے والا۔ سو تو کہا نہ مان کافروں کا اور ان کا مقابلہ کر اس قرآن سے بڑے زور سے

فـــ حُسنِ تخلیق:

یہاں کئی چیزیں قابلِ غور ہیں اول یہ کہ نیند کا راحت ہونا بلکہ راحت کی جان ہونا تو ہر شخص جانتا ہے مگر انسانی فطرت یہ ہے کہ روشنی میں نیند آنا مشکل ہوتا ہے اور آ بھی جائے تو جلد آنکھ کھل جاتی ہے۔ حق تعالیٰ نے نیند کے مناسب رات کو تاریک بھی بنایا اور ٹھنڈا بھی۔ اسی طرح رات خود ایک نعمت ہے اور نیند دوسری نعمت، اور تیسری نعمت یہ ہے کہ سارے جہان کے انسانوں جانوروں کی نیند ایک ہی وقت رات میں جبری کر دی ورنہ اگر ہر انسان کی نیند کے اوقات دوسرے انسان سے مختلف ہوتے تو جس وقت کچھ لوگ سونا چاہتے دوسرے لوگ کاموں میں مصروف اور شور شغب کا سبب بنے رہتے۔ اسی طرح جب دوسروں کے سونے کی باری آتی تو اس وقت کام کرنے والے چلنے پھرنے والے ان کی نیند میں خلل انداز ہوتے۔ اس کے علاوہ ہر انسان کی ہزاروں حاجتیں دوسرے انسانوں سے وابستہ ہوتی ہیں باہمی تعاون و تناصر اور کاموں میں بھی شدید حرج ہوتا کہ جس شخص سے آپ کو کام ہے اس کے سونے کا وقت ہے اور جب اُس کے جاگنے کا وقت آئے گا تو آپ کے سونے کا وقت ہوگا۔ اگر ان مقاصد کی تکمیل کے لئے کسی بین الاقوامی معاہدہ سے کام لیا جاتا کہ سب لوگ اپنے سونے کا وقت ایک ہی مقرر کر لیں، اول تو ایسا معاہدہ اربوں کروڑوں انسانوں میں ہونا آسان نہ تھا پھر اُس پر کار بند رکھنے کے لئے ہزاروں محکمے کھولنے پڑتے اس کے باوجود عام قانونی اور معاہداتی طریقوں سے طے ہونے والی چیزوں میں جو خلل ہر جگہ رشوت، رعایت وغیرہ کے سبب پایا جاتا ہے وہ پھر بھی باقی رہتا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنی قدرت کاملہ سے نیند کا ایک وقت جبری طور پر مقرر کر دیا ہے کہ ہر انسان اور ہر جانور کو اُسی وقت نیند آتی ہے کبھی کسی ضرورت سے جاگنا بھی چاہتے تو اُس کے لئے مشکل سے انتظام کر پاتا ہے۔ فتبرک اللہ احسن الخالقین (معارف مفتی اعظمؒ)

وَهُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا

اور وہی ہے جس نے ملا دیا دو دریاؤں کو! یہ تو میٹھا پیاس بجھانے والا ہے اور یہ دوسرا

مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿٥٣﴾

کھاری کڑوا ہے! اور بنا دیا ان دونوں کے درمیان ایک پردہ اور مضبوط آڑ۔ ف۱

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ

اور وہی ہے جس نے پیدا کر دیا پانی سے آدمی کو! پھر اس کو بنا دیا ناتا اور سسرال

وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ﴿٥٤﴾ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا

اور تیرا رب قادر ہے۔ اور وہ پوجتے ہیں اللہ کے سوا ایسی چیز کو

لَا یَنْفَعُهُمْ وَلَا یَضُرُّهُمْ ؕ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰی رَبِّهٖ ظَهِیْرًا ﴿٥٥﴾

جو نہ اُن کو نفع پہنچا سکتی ہے اور نہ نقصان! اور کافر اپنے پروردگار کی (مخالفت) پر مددگار ہے

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ﴿٥٦﴾ قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ

اور ہم نے بس تجھ کو بھیجا ہے خوشی اور ڈر سنانے والا۔ کہہ دے کہ میں تم سے نہیں مانگتا اس پر کچھ

مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلًا ﴿٥٧﴾

مزدوری مگر جو کوئی چاہے کہ بنا لے اپنے رب کی طرف راستہ

وَتَوَكَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ

اور تو بھروسہ کر اس زندہ پر جس کو موت نہیں! اور تسبیح کر اس کی حمد کے ساتھ

وَكَفٰی بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِیْرًا ﴿٥٨﴾ ۚ الَّذِیْ خَلَقَ

اور وہ کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار جس نے پیدا کیا

ف۱ میٹھا اور کھاری پانی اللہ کی عظیم نعمت:

بعض ٹھہرے ہوئے سمندروں کا پانی کھاری اور بدمزہ ہوتا ہے۔ اللہ کی اس نعمت پر بھی شکر کرنا چاہیے کہ اس نے میٹھے پانی کی چاروں طرف ریل پیل کر دی کہ لوگوں کو نہانے دھونے اور اپنے کھیت اور باغات کو پانی دینے میں آسانی رہے۔ مشرقوں اور مغربوں میں محیط سمندر کھاری پانی کے اس نے بہا دیئے جو ٹھہرے ہوئے ہیں ادھر اُدھر بہتے نہیں۔ لیکن موجیں مار رہے ہیں تلاطم کر رہے ہیں۔ بعض میں مدوجزر ہے۔ ہر مہینے کی ابتدائی تاریخوں میں تو ان میں زیادتی اور بہاؤ ہوتا ہے پھر چاند کے گھٹنے کے ساتھ وہ گھٹتا جاتا ہے یہاں تک کہ آخر میں اپنی حالت پر آ جاتا ہے پھر جہاں چاند چڑھا یہ بھی چڑھنے لگا چودہ تاریخ تک برابر چاند کے ساتھ چڑھتا رہا پھر اُترنا شروع ہوا۔ ان تمام سمندروں کو اسی خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے وہ پوری اور زبردست قدرت والا ہے۔ کھاری اور گرم پانی گو پینے کے کام نہیں آتا لیکن ہواؤں کو صاف کر دیتا ہے جس سے انسانی زندگی ہلاکت میں نہ پڑے اس میں جو جانور مر جاتے ہیں ان کی بدبو دنیا والوں کو ستا نہیں سکتی اور کھاری پانی کے سبب سے اس کی ہوا صحت بخش اور اس کا مزہ پاک طیب ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ سے جب سمندر کے پانی کی نسبت سوال ہوا کہ کیا ہم اس سے وضو کر لیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردہ حلال ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

حجراً محجوراً پردہ سخت روک کہ کوئی اپنی حد سے آگے نہیں بڑھتا، اور نمکین سمندر، میٹھے سمندر کو بگاڑ نہیں سکتا۔ بیضاوی نے لکھا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ باہر سے کسی چیز نے داخل ہو کر سمندر کو بیچ سے پھاڑ دیا ہے اور اس طرح یہ دخیل (دھارا) میلوں تک گھستا چلا جاتا ہے اور اس کے مزے میں فرق نہیں۔ (تفسیر مظہری)

مع

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى

آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے (سب کو) چھ دن میں پھر قائم ہوا

عَلَى الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ

عرش پر! (وہ) بڑا مہربان ہے! تو پوچھ اس کو کسی باخبر سے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے

لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ

کہ سجدہ کرو رحمٰن کو (تو) وہ کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا چیز ہے! ف۱ کیا ہم سجدہ کرنے لگیں

لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾ تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ

جسے تو ہم کو کہے! اور ان کی نفرت بڑھتی ہے۔ بڑی بابرکت ذات ہے جس نے بنا دیئے

فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿۶۱﴾

آسمان میں برج اور رکھ دیا اس میں (سورج کا) چراغ اور روشن چاند!

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ

اور وہی ہے جس نے بنایا رات اور دن کو ایک دوسرے کا جانشین

يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿۶۲﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ

اس کے لئے جو غور کرنا چاہے یا ارادہ کرے شکر گزاری کا اور بندے رحمٰن کے

يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ

وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر آہستگی سے اور جب ان سے بات کرنے لگیں جاہل لوگ (تو)

قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾

کہہ دیں کہ سلام! اور وہ لوگ کہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدہ کرتے اور کھڑے

خلاصہ رکوع ۵

آسمانی برج چراغ اور رات و دن کے نظام کو ذکر فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے سچے بندوں کی صفات عالیہ کو ذکر فرمایا گیا۔ ان کے اقوال، احوال اور صدق مقال کو بیان کیا گیا۔ ایسے مومنین کے انعام میں جنت اور اس کی لازوال نعمتوں کو بیان فرمایا گیا۔ آخر میں تکذیب حق کی سزا کی وعید سنائی گئی۔

ع ۵ ۱۶ ۳

ف۱ جس کے سامنے سجدہ کرنے کو ہم سے کہتے ہو رحمٰن کا لفظ ان میں کم مشہور تھا مگر یہ نہیں کہ جانتے نہ ہوں خوب جانتے تھے کہ رحمٰن خدا کا نام ہے مگر چونکہ اسلامی تعلیم سے مخالفت بڑھی ہوئی تھی تو اس مخالفت کو لفظوں میں بھی نباہتے تھے تو قرآن میں جو یہ لفظ کثرت سے آیا اس میں بھی مخالفت کر بیٹھے اور محض اس وجہ سے کہ یہ لفظ قرآن میں آیا ہے۔ انجان بن کر اس میں گفتگو اور انکار کرنے لگے گو اس سے خدا ہی کا انکار اور بے ادبی ہو جائے۔

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ

اور وہ کہ جو کہتے ہیں ! اے ہمارے پروردگار ہم سے پرے رکھ

جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ

دوزخ کا عذاب بیشک اس کا عذاب لازم ہو جانے والا ہے بلاشبہ وہ بری آرام گاہ ہے اور برا مقام۔

مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا

اور وہ لوگ کہ جب وہ خرچ کرنے لگیں (تو) نہ فضول خرچی کریں اور نہ تنگی کریں ف۱

وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَالَّذِيْنَ

اور ان کا خرچ ان دونوں حالتوں میں میانہ ہے۔ اور وہ کہ جو نہیں پکارتے

لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ

اللہ کے ساتھ دوسرا معبود اور نہیں خون کرتے کسی جان کا

الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ

کہ اللہ نے حرام کر دیا مگر جہاں چاہیئے اور نہ وہ زنا کرتے ہیں۔ اور جو ایسا کرے گا ف۲

ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

وہ ملے گا بڑے وبال سے اسے دوگنا عذاب ہو گا قیامت کے دن

وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ

اور ہمیشہ اس میں رہے گا خوار ہو کر! مگر جس نے توبہ کر لی اور ایمان لایا اور

عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ

نیک عمل کیا تو یہی لوگ ہیں کہ اللہ بدل دے گا ان کی برائیوں کو بھلائیوں سے

ف۱ یعنی نہ گناہوں میں مال صرف کرتے ہیں اور نہ ضروری طاعت میں خرچ کی کمی کرتے ہیں اور اسراف میں وہ خرچ بھی داخل ہے کہ بلاضرورت طاقت سے زیادہ جائز کاموں یا غیر ضروری طاعات میں خرچ کرے کیونکہ اس کا انجام اخیر میں بے صبری اور حرص و بدنیتی ہوتی ہے اور یہ باتیں گناہ ہیں اور جو گناہ کا ذریعہ بن جائے وہ بھی گناہ ہے اور جب ضروری جگہ میں کم خرچ کرنے کی برائی معلوم ہوگئی تو بالکل خرچ نہ کرنا تو بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگا غرض کہ وہ خرچ کرنے میں افراط اور تفریط دونوں ہی سے پاک ہیں۔

ف۲ یعنی شرک کرے یا شرک کے ساتھ قتل ناحق یا زنا بھی کرے جیسے مکہ کے مشرک تھے پس یہ آیت کفار و مشرکین کے بارہ میں ہے۔ صحیحین میں ابن عباسؓ سے اس کا شان نزول ان ہی کے بارہ میں منقول ہے اور آیت کے الفاظ بھی اس پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ عذاب کا بڑھتا جانا اور ہمیشہ عذاب ہونا اور ذلیل و خوار ہونا یہ کفار کے لئے مخصوص ہے اور گنہگار مسلمانوں کو جو عذاب ہوگا اس میں زیادتی نہ ہوگی نہ ہمیشہ ہوگا اور نہ وہ عذاب ذلیل و خوار کرنے کے لئے ہوگا بلکہ پاکی و صفائی کے لئے ہوگا دوسرا قرینہ یہ ہے کہ آگے فرماتے ہیں الامن تاب و اٰمن مگر جو ایمان لے آئے اور توبہ کر لے تو اگر یہ آیت گنہگار مسلمانوں کے حق میں ہوتی تو وہاں صرف توبہ کا ذکر ہوتا ایمان کا ذکر نہ ہوتا کیونکہ مسلمان کے لئے گناہ کے بعد توبہ کافی ہے تجدید ایمان ضروری نہیں۔

اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٠﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱ اور جو شخص توبہ کرے اور نیک عمل کرے تو بیشک وہ رجوع کرتا ہے

يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿٧١﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ

اللہ کی طرف رجوع کرنا! اور وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے

وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿٧٢﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ

اور جب گزرتے ہیں بیہودہ مشغلہ پر (تو) گزر جاتے ہیں بزرگانہ طریقہ پر! اور وہ لوگ کہ جب

رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿٧٣﴾ وَالَّذِيْنَ

ان کو نصیحت کی جاتی ہے ان کے پروردگار کی آیتوں سے (تو) ان پر نہیں گرتے بہرے اندھے ہو

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ

کر اور وہ لوگ کہ جو کہتے ہیں! اے ہمارے پروردگار ہم کو عنایت فرما ہماری بیبیوں

اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿٧٤﴾ اُولٰٓئِكَ

اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک! اور ہم کو بنا پرہیزگاروں کا پیشوا! ف۲ یہ لوگ

يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً

جزا دیئے جاویں گے بالا خانے! اس پر کہ انہوں نے صبر کیا! اور ان کا استقبال کیا جائے گا

وَّسَلٰمًا ۙ﴿٧٥﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٧٦﴾

وہاں دعائے خیر اور سلام سے ہمیشہ اسی میں رہیں گے! خوب جگہ ہے ٹھہرنے اور رہنے کی۔

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاۗؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ

کہہ دے کہ نہیں پرواہ کرتا تمہاری میرا پروردگار اگر تم اس کو نہ پکارا کرو۔ سو تم جھٹلا چکے!

ف۱ برائیاں نیکیوں میں بدل جائیں گی:

حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ انسان کو قیامت کے دن نامۂ اعمال دیا جائے گا وہ پڑھنا شروع کرے گا تو اوپر اس کی بُرائیاں درج ہوں گی جنہیں پڑھ کر یہ کچھ نا امید سا ہونے لگے گا۔ اسی وقت اس کی نظر نیچے کی طرف پڑے گی تو اپنی نیکیاں لکھی ہوئی پائے گا جس سے کچھ ڈھارس بندھے گی۔ اب دوبارہ اوپر کی طرف دیکھے گا تو وہاں کی بُرائیوں کو بھی بھلائیوں سے بدلہ ہوا پائے گا حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ خدا تعالیٰ کے سامنے آئیں گے جن کے پاس بہت گناہ ہوں گے پوچھا گیا کہ وہ کون سے لوگ ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جن کی بُرائیوں کو اللہ تعالیٰ بھلائیوں سے بدل دے گا۔

ف۲ یعنی تو نے ہم کو خاندان کا افسر تو بنایا ہی ہے مگر ہماری دعا یہ ہے کہ ان سب کو متقی کردے تا کہ ہم متقی خاندان کے افسر کہلائیں بد دین خاندان کے افسر نہ کہلائیں پس اصل مقصود اپنے خاندان کے متقی ہونے کی درخواست ہے افسری مانگنا مقصود نہیں۔

تعبیر

جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ حق کو پسند کرے گا اور باطل اس کو ناگوار ہو گا۔ (ابن سیرینؒ)

خاصیت: آیت ۷۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾ ع ۱۷

پس اب اس کا وبال لازم ہوگا

سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَانِ وَّسَبْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاِحْدٰى عَشَرَ رُكُوْعًا

سورہ شعراء مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں دو سو ستائیس آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ

یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی شاید تو ہلاک کر بیٹھے اپنے آپ کو

نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳﴾ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ

اس وجہ سے کہ وہ مسلمان نہیں ہوتے! ول اگر ہم چاہیں (تو) اتار دیں ان پر

مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ﴿۴﴾ وَمَا

آسمان سے ایک نشانی پھر رہ جائیں ان کی گردنیں اس کے آگے جھکی ہوئی اور ان کے پاس

يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا

نہیں آتی کوئی نصیحت رحمن کی طرف سے نئی کہ جس سے

عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ﴿۵﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْبٰٓؤُا مَا كَانُوْا

منہ نہ موڑتے ہوں۔ سو یہ جھٹلا چکے اب ان پر آ پہنچے گی اس بات کی حقیقت

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْبَتْنَا

جس پر ٹھٹھے اڑاتے تھے۔ کیا انہوں نے دیکھا نہیں زمین کی جانب کہ کس قدر ہم نے

منزل ۵

ول نزول آیت کا زمانہ:
اس آیت کا نزول اس وقت ہوا جب اہل مکہ نے رسول اللہ کی تکذیب کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بہت شاق ہوئی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ تمنا اور رغبت تھی کہ اہلِ مکہ مسلمان ہو جائیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اہلِ مکہ کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے اس بات کا غم ہو کہ کہیں خدا تعالیٰ مجھ سے اس کی باز پرس نہ کرے اس صورت میں یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پیام تسلی ہے۔ لَعَلَّ کلمہ اُمید ہے لیکن اس جگہ رحم کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے یعنی اپنی جان پر آپ رحم کریں اور غم میں نہ پڑیں آپ اگر غم کریں گے تو شاید آپ غم کی وجہ سے اپنی جان ہلاک کر دیں۔ درحقیقت ہم ہی ان کا مومن ہونا نہیں چاہتے۔ (تفسیر مظہری)

فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝٧ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا

اگائیں اس میں ہر قسم کی عمدہ چیزیں۔ بیشک اس میں نشانی ہے۔ اور ان

كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝٨ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

میں بہتیرے ایمان لانے والے ہیں نہیں۔ اور بیشک تیرا پروردگار وہی زبردست

الرَّحِيْمُ ۝٩ ع وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ

حکمت والا ہے۔ ف۱ اور جب پکارا تیرے پروردگار نے موسیٰ کو کہ آ گنہگار قوم کے

الظّٰلِمِيْنَ ۝١٠ۙ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۭ اَلَا يَتَّقُوْنَ ۝١١ قَالَ رَبِّ

سامنے ف۲ (یعنی) فرعون کی قوم کے پاس۔ کیا یہ ڈرتے نہیں۔ عرض کیا کہ اے

اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ۝١٢ۭ وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا

میرے پروردگار میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھ کو جھٹلائیں اور میرا جی رکتا ہے اور نہیں

يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ۝١٣ وَلَهُمْ عَلَيَّ

چلتی میری زبان تو پیغام بھیج ہارون کی جانب۔ اور قوم فرعون کا مجھ پر ایک گناہ ہے

ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ۝١٤ۚ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ

تو میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھ کو مار ڈالیں اللہ نے فرمایا! ہرگز نہیں! تو تم دونوں جاؤ ہماری نشانیاں لے

اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ۝١٥ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا

کر ہم تمہارے ساتھ سنتے رہیں گے۔ تو دونوں آؤ فرعون کے

رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٦ۙ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ

سامنے پھر کہو کہ ہم رب العالمین کے بھیجے ہوئے ہیں کہ تو بھیج دے ہمارے ساتھ

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱ ‏ ۹ ‏ ۵ امت کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلسوزی اور تکذیب وانکار کرنیوالوں کو سزا کی وعید سنائی گئی۔ زمین کی تخلیق اور اس کی آبادکاری کو قدرت خداوندی کی نشانی بتا کر غور وفکر کی دعوت دی گئی۔

ف۲ تعلیم اور تبلیغ پر اجرت لینے کا حکم

مسئلہ: تعلیم اور تبلیغ پر اجرت لینا درست نہیں ہے۔ اس لئے سلف صالحین نے اجرت لینے کو حرام کہا ہے لیکن متاخرین نے اس کو بحالت مجبوری جائز قرار دیا ہے۔ (معارف القرآن)

ف۱ یعنی اگر ان کو جلدی عذاب نہ آنے سے یہ شبہ ہو کہ ہمارا شرک کرنا خدا کے نزدیک برا نہیں ورنہ عذاب جلدی آ جاتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کی رحمت عامہ دنیا میں کفار کو بھی شامل ہے جس کا اثر یہ ہے کہ ان کو مہلت دے رکھی ہے ورنہ کفر یقیناً برا اور عذاب کا سبب ہے اور ایسی ہی آیت آئندہ قصوں کے ختم پر آئی ہے وہاں بھی یہی حاصل ہے کہ جس طرح یہ دلیل عبرت حاصل کرنے کے قابل ہے وہ واقعات بھی اس لائق ہیں کہ ان سے خدا کی قدرت پر استدلال کیا جائے اور خدا سے ڈر کر احکام کی بجا آوری میں مستعد ہونا چاہئے مگر پھر بھی یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اور خدا تعالیٰ باوجود عذاب پر قادر ہونے کے رحمت کی وجہ سے مہلت دیتا ہے اور اہتمام کی وجہ سے اس آیت کو بار بار بیان فرمایا ہے۔ (تسہیل بیان)

إِسْرَآءِيلَ ﴿١٧﴾ قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَّلَبِثْتَ

بنی اسرائیل کو۔ ؎۱ فرعون بولا! کیا ہم نے تجھ کو نہیں پالا اپنے ہاں بچہ سا اور تو رہا

فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ﴿١٨﴾ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي

ہم میں اپنی عمر میں سے برسوں۔ اور تو نے کی اپنی

فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِينَ ﴿١٩﴾ قَالَ فَعَلْتُهَا إِذًا

وہ حرکت جو کی اور تو ناشکرا ہے۔ موسیٰ نے کہا میں اس وقت وہ حرکت کر بیٹھا

وَّأَنَا مِنَ الضَّآلِّينَ ﴿٢٠﴾ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ

اور میں چوکنے والا تھا۔ تو میں تم سے بھاگ گیا جب تم سے ڈر لگا

فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَّجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٢١﴾

پھر مجھے عطا فرمایا میرے پروردگار نے حکم اور مجھ کو بنا دیا پیغمبروں میں سے ؎۲

وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَّ بَنِي إِسْرَآءِيلَ ﴿٢٢﴾

اور یہ بھی کوئی نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان رکھتا ہے کہ تو نے غلام بنا رکھا بنی اسرائیل کو

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِينَ ﴿٢٣﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

فرعون نے کہا اور رب العالمین کیا؟ موسیٰ نے کہا کہ پروردگار آسمان

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ إِنْ كُنْتُمْ مُّوقِنِينَ ﴿٢٤﴾ قَالَ

اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں میں ہے (سب کا) اگر تم لوگ یقین کرو۔ فرعون نے کہا

لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا تَسْتَمِعُونَ ﴿٢٥﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ

ان لوگوں سے جو اس کے گرد تھے کیا تم نہیں سنتے؟ موسیٰ نے کہا (وہی) تمہارا پروردگار

؎۱ بنو اسرائیل اصل میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کا نام ہے۔ یہ فلسطین کے علاقہ کنعان کے باشندے تھے، لیکن حضرت یوسف علیہ السلام جب مصر کے حکمران بنے تو انہوں نے اپنے سارے خاندان کو مصر بلا کر آباد کر لیا تھا، جس کا واقعہ سورۃ یوسف میں گذر چکا ہے۔ کچھ عرصے یہ لوگ وہاں اطمینان سے رہے، لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد مصر کے بادشاہوں نے جنہیں فرعون کہا جاتا تھا، ان کو غلام بنا کر ان پر طرح طرح کے ظلم ڈھانے شروع کر دیئے۔ (توضیح القرآن)

؎۲ اور دانشمندی نبوت کے لئے لازم ہے خلاصہ یہ کہ میں اس وقت پیغمبر ہی کی حیثیت سے آیا ہوں جس میں دبنے کی کوئی وجہ نہیں اور یہ قتل کا واقعہ نبوت کے منافی نہیں۔ کیونکہ وہ خطا سے ہو گیا تھا اور بھول چوک سے نبوت کی لیاقت پر کوئی دھبہ نہیں آ سکتا۔

آبَآئِكُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿٢٦﴾ قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمُ الَّذِي أُرْسِلَ

اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا پروردگار! فرعون بولا کہ یہ تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے

إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ﴿٢٧﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا

ضرور دیوانہ ہے ف۱ موسیٰ نے کہا کہ وہی پروردگار مشرق اور مغرب کا اور جو کچھ

بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٢٨﴾ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلَٰهًا

ان دونوں میں ہے (سب کا) اگر تم کچھ عقل رکھتے ہو۔ ف۲ وہ بولا کہ اگر تو نے

غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ﴿٢٩﴾ قَالَ أَوَلَوْ

کوئی اور معبود ٹھہرایا میرے سوا تو میں ضرور تجھ کو قیدیوں میں کروں گا موسیٰ نے کہا کیا

جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُبِينٍ ﴿٣٠﴾ قَالَ فَأْتِ بِهِ إِنْ كُنْتَ

اگر میں لاؤں تیرے سامنے ایک روشن چیز (تب بھی؟) بولا تو اس کو لا

مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٣١﴾ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ

اگر تو سچا ہے۔ پس موسیٰ نے ڈال دیا عصا اپنا تو اسی دم وہ ایک صریح

مُبِينٌ ﴿٣٢﴾ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ﴿٣٣﴾ ع

اژدھا ہو گیا۔ اور اپنا ہاتھ نکالا تو وہ ناگہاں سفید تھا ناظرین کے لئے۔

قَالَ لِلْمَلَإِ حَوْلَهُ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ﴿٣٤﴾ يُرِيدُ

فرعون نے کہا اس جماعت سے جو اس کے گرد تھی کہ بیشک یہ تو کوئی ماہر جادوگر ہے چاہتا ہے کہ تم کو

أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ﴿٣٥﴾

نکال باہر کرے تمہارے ملک سے اپنے جادو کے باعث تو اب تم لوگ کیا کہتے ہو؟

ف۱ فرعون نے جو سوال کیا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ رب العالمین کی حقیقت و ماہیت بتاؤ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جواب کا حاصل یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقت و ماہیت کوئی نہیں جان سکتا، البتہ اس کو اس کی صفات سے پہچانا جاتا ہے، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں باری تعالیٰ کی صفات ہی بیان فرمائیں۔ اس پر فرعون نے کہا کہ "یہ بالکل دیوانہ ہے" کیونکہ سوال حقیقت کا کیا گیا تھا، اور جواب صفات سے دے رہے ہیں۔ (توضیح القرآن)

ف۲ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک اور ناقابل انکار دلیل

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر ایک بات کہی جس طرح کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے سامنے آخر میں کہی تھی۔ یعنی رب العالمین وہ ہے جو مشرق و مغرب کا مالک اور تمام سیارات طلوع و غروب کی تدبیر ایک محکم ومضبوط نظام کے موافق کرنے والا ہے۔ اگر تم میں ذرا بھی عقل ہو تو بتلا سکتے ہو کہ اس عظیم الشان نظام کا قائم رکھنے والا بجز خدا کے کون ہو سکتا ہے۔ کیا کسی کو قدرت ہے کہ اُس کے قائم کئے ہوئے نظام کو ایک سیکنڈ کے لئے

ع ۲ / ۲۴ / ۶

خلاصہ رکوع ۲

موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کو ذکر فرمایا گیا اور فرعون کیساتھ مکالمہ کو بیان کیا گیا۔

توڑ دے یا بدل ڈالے۔ یہ آخری بات سن کر فرعون بالکل مبہوت ہو گیا اور بحث و جدال سے گزر کر دھمکیوں پر اتر آیا۔ جیسا کہ آگے آتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بات کہے جاتے تھے اللہ کی قدرتیں بتانے کو اور فرعون بیچ میں اپنے سرداروں کو اُبھارتا تھا کہ اُن کو یقین نہ آ جائے۔" (تفسیر عثمانی)

قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِى الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿٣٦﴾

وہ بولے! مہلت دیجئے اس کو اور اس کے بھائی کو اور بھیجئے شہروں میں

يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿٣٧﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ

نقیب کہ آپ کے پاس لے آویں ماہر جادو گر کو۔ پھر جمع کئے گئے جادو گر ایک روز

يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٣٨﴾ وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿٣٩﴾

مقرر کے وعدے پر! اور لوگوں سے کہہ دیا گیا کہ تم بھی جمع ہوتے ہو؟

لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿٤٠﴾ فَلَمَّا

شاید ہم پیروی کر لیں جادوگروں کی اگر وہی غالب رہے پھر جب آ موجود ہوئے

جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ

جادو گر تو کہنے لگے فرعون سے! بھلا ہمارے لئے کچھ اجر بھی ہے اگر

كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿٤١﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا

ہم غالب رہیں۔ فرعون نے کہا کہ ہاں اور تم اس وقت مقرب قرار دیئے جاؤ گے۔

لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٤٢﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ

ان جادوگروں سے موسیٰ نے کہا کہ ڈالو جو تم ڈالتے ہو۔ وا پس انہوں نے

مُّلْقُوْنَ ﴿٤٣﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ

ڈال دیں اپنی رسیاں اور لاٹھیاں اور بولے کہ فرعون کے

فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٤٤﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ

اقبال سے ہم ہی غالب رہے پھر ڈال دیا موسیٰ نے اپنا عصا تو نا گہاں

وا اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے کہا کہ آپ جو کچھ جادو دکھانا چاہتے ہو وہ دکھاؤ، اس پر سرسری نظر ڈالنے سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اُن کو جادو کا حکم دے رہے ہیں، لیکن ذرا سا غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے جادو دکھانے کا حکم نہیں تھا بلکہ جو کچھ وہ کرنے والے تھے اس کا ابطال مقصود تھا لیکن اس کا باطل ہونا بغیر اس کے ظاہر کرنے کے ناممکن تھا اس لئے آپ علیہ السلام نے ان کو اظہار جادو کا حکم دیا جیسے کہ ایک زندیق کو کہا جائے کہ تم اپنے زندقہ، اور بے دینی کے دلائل پیش کرو تا کہ میں ان کو باطل ثابت کرسکوں ظاہر ہے کہ اسے کفر پر رضا مندی نہیں کہا جا سکتا۔ (معارف مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ)

فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾

وہ نگلنے لگا جو سانگ وہ بنا رہے تھے۔ پھر جادو گر ڈالے گئے سجدے میں۔

قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾

کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے رب العالمین پر جو پروردگار ہے موسیٰ اور ہارون کا۔

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ

فرعون بولا کہ کیا تم موسیٰ پر ایمان لے آئے اس سے پہلے کہ میں تم کو اجازت دوں ضرور یہ تمہارا بڑا

الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۥ لَاُقَطِّعَنَّ

ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے ول اچھا اب تم کو معلوم ہو جائے گا! البتہ میں کاٹوں گا

اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ

تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالف اور ضرور سولی چڑھاؤں گا

اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۹﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۡ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾

تم سب کو۔ وہ بولے! کچھ ڈر نہیں ہم کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جانا ہے!

اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ

ہم امید رکھتے ہیں کہ ہم کو بخش دے ہمارا پروردگار ہماری خطائیں۔ اسی لئے کہ ہم اول

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ

مسلمان ہوئے اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کی جانب کہ رات کو لے نکل میرے بندوں کو

اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَاۗىِٕنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۵۳﴾

بیشک تمہارا پیچھا کیا جائے گا! پھر بھیجے فرعون نے شہروں میں نقیب کہ یہ

ول حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ: یہاں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ یہ جادوگر جو عمر بھر جادوگری کے کفر میں مبتلا، اُس پر مزید فرعون کے دعوائے خدائی کو ماننے والے اور اس کی پرستش کرنے والے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھ کر اپنی پوری قوم کے خلاف، فرعون جیسے ظالم جابر بادشاہ کے خلاف ایمان کا اعلان کر دیں یہی ایک حیرت انگیز چیز تھی مگر یہاں تو صرف ایمان کا اعلان ہی نہیں بلکہ ایمان کا وہ گہرا رنگ چڑھ جانے کا مظاہرہ ہے کہ قیامت وآخرت گویا ان کے سامنے نظر آنے لگی۔ آخرت کی نعمتوں کا مشاہدہ ہونے لگا ہے جس کے مقابلے میں دُنیا کی ہر سزا اور مصیبت سے بے نیاز ہو کر فاقض ماانت قاض کہہ دیا یعنی جو تیرا جی چاہے کر لے ہم تو ایمان سے پھرنے والے نہیں۔ یہ بھی درحقیقت حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی کا معجزہ ہے جو معجزۂ عصا اور یدِ بیضاء سے کم نہیں، اسی طرح کے بہت سے واقعات ہمارے رسول محمد ﷺ کے ہاتھوں ظاہر ہوئے ہیں کہ ایک منٹ میں ستر برس کے کافر میں ایسا انقلاب آ گیا کہ صرف مؤمن ہی نہیں ہو گیا بلکہ غازی بن کر شہید ہونے کی تمنا کرنے لگا۔

(معارف مفتی اعظم)

ع ۳ ۱۸ ۷

خلاصہ رکوع ۳

واقعہ موسیٰ علیہ السلام کو ذکر فرمایا گیا اور فرعون کے جادوگروں کیساتھ مقابلہ اور جادوگروں کے ایمان لانے کو بیان فرمایا گیا اور ان کی دعا کو ذکر فرمایا گیا۔

إِنَّ هَٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ﴿٥٤﴾ وَإِنَّهُمْ لَنَا

(بنی اسرائیل) تھوڑی سی جماعت ہیں اور انہوں نے ہم کو ناراض کیا ہے! اور ہم سب صاحب

لَغَآئِظُونَ ﴿٥٥﴾ وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَٰذِرُونَ ﴿٥٦﴾ فَأَخْرَجْنَٰهُم

احتیاط ہیں پھر ہم نے نکال باہر کیا قوم فرعون کو باغوں اور چشموں

مِّن جَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٧﴾ وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿٥٨﴾

اور خزانوں اور پاکیزہ مکانوں سے!

كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَٰهَا بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿٥٩﴾ فَأَتْبَعُوهُم

اسی طرح (ہم نے کیا) اور ان چیزوں کا وارث بنالیا بنی اسرائیل کو ف۱ تو فرعون کے لوگوں نے اُن کا پیچھا کیا سورج نکلتے

مُّشْرِقِينَ ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا تَرَٰٓءَا ٱلْجَمْعَانِ قَالَ أَصْحَٰبُ مُوسَىٰٓ

پھر جب ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں دونوں جماعتیں! کہنے لگے موسیٰ کے لوگ کہ لو ہم تو پکڑے گئے۔

إِنَّا لَمُدْرَكُونَ ﴿٦١﴾ قَالَ كَلَّآ ۖ إِنَّ مَعِىَ رَبِّى سَيَهْدِينِ ﴿٦٢﴾

موسیٰ نے کہا کہ ہرگز نہیں! میرے ساتھ میرا پروردگار ہے وہ جلد مجھ کو راہ دکھائے گا ف۲

فَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ أَنِ ٱضْرِب بِّعَصَاكَ ٱلْبَحْرَ ۖ

پھر ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کی جانب کہ مار اپنا عصا دریا پر

فَٱنفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَٱلطَّوْدِ ٱلْعَظِيمِ ﴿٦٣﴾

پس دریا پھٹ گیا تو ہو گیا ہر ٹکڑا جیسے ایک بڑا پہاڑ!

وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ ٱلْءَاخَرِينَ ﴿٦٤﴾ وَأَنجَيْنَا مُوسَىٰ وَمَن

اور ہم نے پاس پہنچا دیا اس جگہ ان دوسروں کو اور ہم نے بچالیا موسیٰ کو اور ان کو جو اس کے

ف۱ اس پر یہ شبہ نہیں ہوسکتا کہ تواریخ سے ثابت ہے کہ اس وقت بنی اسرائیل مصر کو نہیں لوٹے بلکہ شام کی طرف بڑھتے رہے بیچ میں وادی تیہ کا قصہ ہوا پھر چالیس برس کے بعد شام پر قابض ہوئے اور وہیں رہ پڑے جواب یہ ہے کہ آیت میں یہ تصریح نہیں ہے کہ فرعون کے ہلاک ہوتے ہی بنی اسرائیل مصر پر قابض ہو گئے بلکہ صرف اتنا مذکور ہے کہ ان کو مالک بنا دیا اور مالک بنانا عام ہے خواہ اسی وقت مالک بنایا ہو یا کچھ زمانہ کے بعد سو حکومت مصر میں ایسے انقلابات ہوتے رہے کہ ایک وقت میں وہ بھی بنی اسرائیل کی سلطنت میں شامل ہو گیا اور یہ زمانہ سلیمان علیہ السلام کا تھا اور فرعونیوں کے زیور لینے کے متعلق اگر کسی کو پرایا مال لینے کا شبہ ہو تو اسکا ایک جواب سورہ طٰہٰ میں گزر چکا ہے اور ایک جواب یہ ہے کہ مصریوں نے خدا جانے ان غریبوں کا ظلم کر کے کتنا نقصان کیا ہوگا اور کتنی مزدوری ان کی ماری ہوگی اس طور پر تو شاید حساب بھی پورا نہ ہوا ہوگا۔ (تسہیل بیان)

ف۲ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام سے حق تعالیٰ نے پہلے ہی یہ فرمادیا تھا **فاضرب لهم طريقا فى البحر يبسًا لا تخاف دركًا ولا تخشى** کہ بنی اسرائیل کے لئے دریا میں سوکھا راستہ بنا دینا پھر نہ کسی کا خوف کیجیو نہ کوئی اندیشہ اگرچہ یہ کیفیت نہ بتلائی تھی کہ خشک راستہ کس طرح پیدا ہو جائے گا۔ پس موسیٰ علیہ السلام اس وعدہ پر مطمئن تھے اور بنی اسرائیل حقیقت معلوم نہ ہونے سے مضطرب تھے۔ (تسہیل بیان)

مَعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿٦٥﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿٦٦﴾ اِنَّ فِيْ
ساتھ تھے سب کو۔ پھر غرق کر دیا دوسروں کو! بیشک اس واقعہ
ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٦٧﴾ وَاِنَّ
میں نشانی ہے! اور ان میں بہتیرے ایمان لانے والے تھے بھی نہیں۔ ف۱ اور بیشک
رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٦٨﴾ ع وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾
تیرا پروردگار البتہ زبردست رحم والا ہے۔ اور ان کو پڑھ کر سُنا ابراہیم کا قصہ!
اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٠﴾ قَالُوْا نَعْبُدُ
جب اس نے کہا اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہ تم کیا پوجتے ہو؟ وہ بولے کہ ہم پوجتے ہیں بتوں کو
اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿٧١﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ
پس ان ہی پر جمے بیٹھے رہتے ہیں! ابراہیم نے کہا کیا وہ تمہاری سنتے ہیں جب تم پکارتے ہو؟
اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿٧٢﴾ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿٧٣﴾ قَالُوْا
یا تم کو فائدہ پہنچاتے ہیں یا نقصان کر سکتے ہیں۔ وہ بولے!
بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٤﴾ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ
(نہیں) بلکہ ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو اسی طرح کرتے تھے! ابراہیم نے کہا
مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٥﴾ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿٧٦﴾
بھلا تم دیکھتے ہو! جن کو پوجتے رہے ہو تم اور تمہارے اگلے باپ دادا۔
فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٧﴾ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ
سو وہ تو میرے دشمن ہیں مگر (ہاں) دنیا جہان کا پروردگار۔ جس نے مجھ کو پیدا کیا

ف۱ بلاشبہ اس میں (یعنی موسیٰ علیہ السلام کو ساتھیوں سمیت بچا لینے اور فرعون کو ساتھیوں سمیت غرق کر دینے میں) کھلی ہوئی دلیل ہے (موسیٰ علیہ السلام کی سچائی کی) اور ان میں (یعنی فرعون کے ساتھیوں میں) اکثر لوگ مؤمن نہ تھے۔ روایت میں آیا ہے کہ فرعون کے ساتھیوں میں سے صرف یہ لوگ ایمان لائے تھے آسیہ فرعون کی بی بی، ایک وہ شخص جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوا تھا یعنی خرئیل اور اس کی بی بی اور مریم بنت ناموسیا۔ یہ مریم وہی عورت تھی جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کی نشاندہی کی تھی۔ (تفسیر مظہری)

ع ٤ ١٧ ٨

خلاصہ رکوع ۴

موسیٰ علیہ السلام کو ہجرت کا حکم
موسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد واطمینان کو ذکر فرمایا گیا۔
عصائے موسیٰ علیہ السلام سے پانی میں راستوں کا بننا اور فرعونی لشکر کی غرقابی کو ذکر کر کے حق کی کامیابی کو واضح فرما دیا گیا۔

فَهُوَ يَهۡدِيۡنِ ۝٧٨ وَالَّذِىۡ هُوَ يُطۡعِمُنِىۡ وَيَسۡقِيۡنِ ۝٧٩

پھر وہی مجھ کو راہ دکھاتا ہے۔ اور وہ کہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے!

وَاِذَا مَرِضۡتُ فَهُوَ يَشۡفِيۡنِ ۝٨٠ وَالَّذِىۡ يُمِيۡتُنِىۡ

اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو وہی مجھ کو شفا دیتا ہے! اور جو مجھ کو مارے گا ف۱

ثُمَّ يُحۡيِيۡنِ ۝٨١ وَالَّذِىۡۤ اَطۡمَعُ اَنۡ يَّغۡفِرَ لِىۡ خَطِيۡٓـئَتِىۡ

پھر جلاوے گا! اور وہ کہ جس سے مجھ کو توقع ہے کہ بخش دے گا میری تقصیر

يَوۡمَ الدِّيۡنِ ۝٨٢ رَبِّ هَبۡ لِىۡ حُكۡمًا وَّاَلۡحِقۡنِىۡ بِالصّٰلِحِيۡنَ ۝٨٣

روز جزا کو ف۲ اے میرے پروردگار مجھ کو عطا فرما حکمت اور مجھ کو ملا نیک بندوں میں

وَاجۡعَلْ لِّىۡ لِسَانَ صِدۡقٍ فِى الۡاٰخِرِيۡنَ ۝٨٤ وَاجۡعَلۡنِىۡ

اور کر میرے لئے ذکر خیر پچھلوں میں اور مجھ کو بنا نعمت کی بہشت کے

مِنۡ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيۡمِ ۝٨٥ وَاغۡفِرۡ لِاَبِىۡۤ اِنَّهٗ كَانَ

وارثوں میں سے۔ اور بخش دے میرے باپ کو بیشک وہ گمراہوں میں سے تھا۔ اور مجھ کو رسوا نہ کیجو

مِنَ الضَّآلِّيۡنَ ۝٨٦ وَلَا تُخۡزِنِىۡ يَوۡمَ يُبۡعَثُوۡنَ ۝٨٧ يَوۡمَ

جس دن کہ لوگ اٹھا کھڑے کئے جائیں گے۔ جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے

لَا يَنۡفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوۡنَ ۝٨٨ اِلَّا مَنۡ اَتَى اللّٰهَ بِقَلۡبٍ

مگر ہاں جو آئے گا اللہ کے پاس بے عیب قلب لے کر (وہی نفع پائے گا) اور قریب لائی جائے گی

سَلِيۡمٍ ۝٨٩ وَاُزۡلِفَتِ الۡجَـنَّةُ لِلۡمُتَّقِيۡنَ ۝٩٠ وَبُرِّزَتِ الۡجَحِيۡمُ

جنت پرہیزگاروں کے۔ اور نکال سامنے کھڑی کر دی جائے گی دوزخ گمراہوں کے

ف۱ ادب کالحاظ:
بیماری اور شفا دونوں کا خالق اللہ ہی ہے لیکن بلحاظ ادب مریض کرنے کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی۔ حضرت خضر علیہ السلام کے قول کو نقل کیا ہے اور فرمایا فاردت ان اعیبها میں نے ارادہ کیا کہ اس کشتی کو عیب دار کردوں۔ فاراد ربک ان یبلغا اشدھما آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی بھرپور طاقت کو پہنچ جائیں (اول آیت میں ارادہ عیب کی نسبت حضرت خضر علیہ السلام نے اپنی طرف کی تقاضاء ادب یہی تھا اور دوسری آیت میں ارادہ کی نسبت اللہ کی طرف کی تقاضاء معرفت یہی تھا۔ مترجم
حضرت ابراہیم نے بیمار ہونے کو اپنا فعل اسی لحاظ سے بھی قرار دیا کہ (گو بیماری اللہ پیدا کرتا ہے مگر) ہر مصیبت جو انسان پر آتی ہے وہ اسی کے کرتوت کا نتیجہ ہوتی ہے۔

ف۲ حضور ﷺ کا واقعہ:
ایک بار ظہر کی دو رکعتیں پڑھنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کو سہو ہو گیا (آپ ﷺ نے خیال کیا میں پوری نماز پڑھ چکا اس لئے سلام پھیر دیا) ذوالیدین (ایک صحابی تھے) نے عرض کیا یارسول اللہ کیا نماز میں قصر کر دیا گیا یا حضور ﷺ بھول گئے فرمایا اس میں سے کوئی بات نہیں ہوئی۔ ذوالیدین نے عرض کیا (حضور) کچھ تو ہوا پس رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا تھا اس میں سے کوئی بات نہیں ہوئی حضور ﷺ کی یہ بات ہرگز ہرگز نہ جھوٹ ہو سکتی ہے نہ گناہ ہاں نسیان ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی دعا کی تھی رَبِّ اغۡفِرۡلِىۡ خَطِيۡٓـئَتِىۡ اے میرے رب میرے قصور کو معاف فرمادے اس دعا کی بنیاد بھی انکسار نفس ہے اور چونکہ یہ امر ہے اور امر انشاء کی قسم ہے اس لئے اس میں کذب کا احتمال بھی نہیں ہے۔ (تفسیر مظہری)

٢٣

لِلْغٰوِيْنَ ﴿٩١﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿٩٢﴾ مِنْ دُوْنِ

اور ان سے کہا جائے گا کہ وہ کہاں ہیں جن کو تم پوجا کرتے تھے اللہ کے سوائے کیا

اللّٰهِ ؕ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿٩٣﴾ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ

وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا بدلا لے سکتے ہیں؟ پھر اوندھے منہ ڈال دیئے جائیں گے

وَالْغَاوٗنَ ﴿٩٤﴾ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿٩٥﴾ قَالُوْا وَهُمْ

اس میں وہ اور تمام گمراہ۔ اور شیطان کے لشکر سب کے سب! کہیں گے

فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ﴿٩٦﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٩٧﴾

اور وہ وہاں جھگڑتے ہوں گے کہ بخدا ہم تو صریح گمراہی میں تھے

اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٨﴾ وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا

کہ ہم تم کو برابر کرتے تھے پروردگار عالم کے۔ اور ہم کو تو بس ان گنہگاروں نے گمراہ کیا

الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٩٩﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا صَدِيْقٍ

تو ہمارا نہ کوئی سفارش کرنے والا ہے اور نہ کوئی دوست مہربان۔

حَمِيْمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٢﴾

پس کاش ہم کو لوٹ کر جانا ہو تو ہم ہو جائیں ایمان والوں میں۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٣﴾

بیشک اس قصے میں ایک نشانی ہے اور ان میں بہتیرے ایمان لانے والے ہیں نہیں۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٠٤﴾ ع كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ

اور تیرا پروردگار البتہ وہی زبردست مہربان ہے۔ جھٹلایا نوح کی قوم نے

خلاصہ رکوع ۵

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا گیا اور قوم سے کئے جانے والے مکالمہ کو بیان فرمایا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور والد کیلئے طلب مغفرت کو ذکر فرمایا گیا۔ باطل پرست لوگوں کی ناکام حسرت اور قصہ ابراہیم علیہ السلام سے سبق سیکھنے کی دعوت دی گئی۔

ع ٥ ٢٦ ٩

الْمُرْسَلِينَ ﴿١٠٥﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٠٦﴾

پیغمبروں کو جب ان سے کہا ان کے بھائی نوح نے کہ کیا تم ڈرتے نہیں؟

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٠٨﴾

میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔ تو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو!

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ

اور میں تم سے نہیں مانگتا اس پر کچھ اجرت! میری اجرت تو پروردگار

الْعَالَمِينَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١١٠﴾ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ

عالم پر ہے تو تم ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو[1] وہ بولے کہ کیا ہم تجھ کو مان لیں

وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ﴿١١١﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا

حالانکہ تیری پیروی کی ہے کمینوں نے[2] نوح نے کہا اور میں کیا

يَعْمَلُونَ ﴿١١٢﴾ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ﴿١١٣﴾

جانوں جو وہ کرتے رہے ان کا حساب پوچھنا تو بس میرے رب ہی پر ہے کاش تم سمجھو!

وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٤﴾ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿١١٥﴾

اور میں تو مسلمانوں کو دور کرنے والا ہوں نہیں۔ بس میں تو کھول کر ڈر سنانے والا ہوں۔

قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ﴿١١٦﴾

وہ بولے کہ اگر تو باز نہ آیا اے نوح! تو ضرور سنگسار کر دیا جائے گا نوح نے کہا کہ اے میرے

قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ﴿١١٧﴾ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ

پروردگار میری قوم نے مجھے جھٹلایا پس تو فیصلہ کر دے میرے اور ان کے درمیان فیصلہ

النصف

[1] ایک پیغمبر کا انکار سب کا انکار ہے:
روایات میں آیا ہے کہ حسن بصریؒ سے دریافت کیا گیا۔ ابوسعید یہ تو بتائیے کہ اللہ نے کذبت نوح المرسلین کذبت عاد المرسلین کذبت ثمود المرسلین فرمایا ہے باوجود یکہ ان میں سے ہر قوم نے صرف اپنے ہی ایک پیغمبر کی تکذیب کی کیونکہ ان کی ہدایت کے لئے ایک ہی پیغمبر کو بھیجا گیا تھا۔ حسن بصری نے فرمایا ہر دوسرا پیغمبر انہی (عقائد و اعمال) کی تعلیم لے کر آیا جس کے لئے پہلا پیغمبر آیا اور جب انہوں نے ایک پیغمبر کی تکذیب کی تو حقیقت میں سب کی تکذیب کی۔ (تفسیر مظہری)

[2] قوم نوح کا احمق پن:
بغوی نے ترجمہ کیا ہے نچلے طبقہ والے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا سنار، عکرمہ نے کہا کپڑا بننے والے اور موچی۔ قوم نوح کے یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ وہ بہت خفیف العقل احمق تھے ان کے پیش نظر صرف حقیر متاع دنیا تھا وہ نادار مومنوں کے متعلق یہ ہی رائے رکھتے تھے کہ صرف مال کے لالچ اور کچھ اونچا اٹھنے کے لئے وہ ایمان لائے ہیں۔ غور و خوض اور فکر و بصیرت کے بعد مسلمان نہیں ہوئے ان لوگوں کا تمہاری دعوت قبول کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ تمہاری دعوت و نصیحت غلط اور باطل ہے ایسے کمینوں کے ساتھ ہم کیسا ایمان لا سکتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٨﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ

کرنا اور بچالے مجھ کو اور ان کو کہ جو میرے ساتھ مسلمان ہیں پس ہم نے

وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ

بچالیا نوح کو اور ان کو جو اس کے ساتھ تھے بھری کشتی میں۔ پھر ہم نے غرق کر دیا

الْبٰقِيْنَ ﴿١٢٠﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

اس کے بعد باقی لوگوں کو۔ بیشک اس واقعہ میں نشانی ہے! اور ان میں سے بہتیرے

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٢١﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٢٢﴾ ع

تو ماننے والے ہیں نہیں! اور بیشک تیرا پروردگار البتہ وہی زبردست مہربان ہے

كَذَّبَتْ عَادُ ﰳ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٢٣﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ

جھٹلایا عاد نے پیغمبروں کو جب ان سے کہا ان کے بھائی ہود نے کہ

هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٢٤﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٢٥﴾ فَاتَّقُوا

کیا تم ڈرتے نہیں! بیشک میں تمہارے لئے امانت دار پیغمبر ہوں تو تم

اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٢٦﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ

اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو! اور میں تم سے نہیں مانگتا اس پر کچھ

اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٢٧﴾ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ

اجرت! میری اجرت تو پروردگار عالم پر ہے کیا تم بناتے ہو ہر اونچی جگہ پر

اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿١٢٨﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿١٢٩﴾

ایک نشان کھیلنے کو اور تیار کرتے ہو مضبوط محل! شاید تم ہمیشہ رہو گے ف١

خلاصہ رکوع ٦

حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کو ذکر فرمایا گیا۔ پھر نوح علیہ السلام کی قوم کیلئے بددعا کو ذکر فرما کر اہل ایمان کی نجات اور منکرین کی ہلاکت کو بیان فرمایا گیا۔

٦ ع ١٨ ١٠

ف١ یعنی ایسی توسیع اور ایسے بلند محل اور اتنی مضبوطی اور ایسے یادگار اس وقت مناسب تھے کہ دنیا میں ہمیشہ رہنا ہوتا تو یہ خیال ہوتا کہ وسیع مکان بناؤ تاکہ آئندہ نسل میں تنگی نہ ہو کیونکہ ہم بھی رہیں گے اور وہ بھی ہوں گے اور اونچا بھی بناؤ تاکہ اگر نیچے جگہ نہ رہے تو اوپر رہنے لگیں گے اور مضبوط بناؤ تاکہ ہماری بڑی عمر تک کے لئے کافی ہو اور یادگاریں بناؤ تاکہ ہمارے زندہ رہنے سے ہمارا نام بھی زندہ رہے اور اب تو سب فضول ہے بڑی بڑی یادگاریں بنی ہیں اور بنانے والے کا نام تک معلوم نہیں موت نے سب کا نام مٹا دیا کسی کا جلدی کسی کا دیر میں اور اس تکبر کے سبب سے تمہاری طبیعت میں سختی اور بے رحمی بھی غایت درجہ ہے۔

وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ﴿١٣٠﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

اور جب ہاتھ ڈالتے ہو تو پکڑتے ہو ظالم بن کر ولے اور ڈرو اللہ سے

وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٣١﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٣٢﴾

اور میرا کہا مانو اور ڈرو اس ذات سے جس نے تمہاری مدد کی ان چیزوں سے جو تم کو معلوم ہیں۔

اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ﴿١٣٣﴾ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿١٣٤﴾ اِنِّيْٓ اَخَافُ

تمہاری مدد فرمائی چوپاؤں اور بیٹوں اور باغوں اور چشموں سے۔ میں تم پر خوف کرتا ہوں

عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٣٥﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ

ایک بڑے دن کے عذاب کا وہ بولے کہ ہم پر برابر ہے! تو نصیحت کرے یا

اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ﴿١٣٦﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٣٧﴾

نہ بنے نصیحت کرنے والا یہ تو بس عادت ہے اگلے لوگوں کی۔

وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿١٣٨﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ۭ اِنَّ فِيْ

اور ہم پر تو آفت آئے گی نہیں غرض انہوں نے ہود کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو ہلاک کر مارا۔ بیشک اس

ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٩﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ

میں نشانی ہے۔ اور ان میں سے بہتیرے تو ایمان لانے والے ہیں۔ بیشک تیرا پروردگار

لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٤٠﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٤١﴾ اِذْ

البتہ وہی زبردست مہربان ہے۔ جھٹلایا ثمود نے پیغمبروں کو۔ جب

قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٤٢﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ

ان سے کہا ان کے بھائی صالح نے کہ کیا تم ڈرتے نہیں! میں تمہارے لئے امانت دار پیغمبر ہوں۔

ولے یعنی ایک طرف تو تمہارا حال یہ ہے کہ ان نام ونمود کی عمارتوں پر پانی کی طرح پیسہ بہاتے ہو، اور دوسری طرف غریبوں کے ساتھ تمہارا رویہ انتہائی ظالمانہ ہے کہ ذرا سی بات پر کسی کو پکڑ لیا تو اس کی جان عذاب میں آگئی۔ حضرت ہود علیہ السلام کی یہ باتیں نقل کر کے قرآن کریم نے ہم سب کو توجہ دلائی ہے کہ کہیں ہمارا طرز عمل بھی اس زمرے میں تو نہیں آتا کہ بس دنیا کی شان وشوکت ہی کو سب کچھ سمجھ کر آخرت سے غافل ہوں، اور دولت مندی کے نشے میں غریبوں کو اپنے ظلم وستم کی چکی میں پیس رکھا ہو؟ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۷

ع ۷ ۱۸ ۱۱

قوم عاد اور ان کی عمارت پرستی کو ذکر کرکے ہود علیہ السلام کی دعوت کو ذکر فرمایا گیا۔ قوم کی بے حسی پر آندھی کے عذاب سے ہلاک کئے جانے کو بیان فرمایا گیا۔

خاصیت: آیت ۱۳۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

أَمِيْنٌ ﴿١٤٣﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ ﴿١٤٤﴾ وَمَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ

تو تم ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو! اور میں تم سے

مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٤٥﴾ أَتُتْرَكُوْنَ

نہیں مانگتا اس پر کچھ اجرت! بس میری اجرت تو پروردگار عالم پر ہے۔ کیا تم

فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ ﴿١٤٦﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿١٤٧﴾ وَّزُرُوْعٍ

چھوڑ دیئے جاؤ گے یہاں کی چیزوں میں امن سے باغوں اور چشموں اور کھیتوں

وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ﴿١٤٨﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ

اور کھجوروں میں جن کا خوشہ ٹوٹا پڑتا ہے اور تم تراشتے ہو پہاڑوں کے

بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ﴿١٤٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ ﴿١٥٠﴾ وَلَا تُطِيْعُوْٓا

گھر تکلف سے تو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو۔ اور نہ کہا مانو حد سے

أَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿١٥١﴾ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْأَرْضِ

گزر جانے والے لوگوں کا۔ کہ جو فساد کرتے ہیں ملک میں

وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿١٥٢﴾ قَالُوْٓا إِنَّمَآ أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿١٥٣﴾

اور اصلاح نہیں کرتے۔ یہ بولے کہ بس تجھ پر تو کسی نے جادو کر دیا ہے!

مَآ أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۖ فَأْتِ بِاٰيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ

تو بھی ایک ہم ہی جیسا آدمی ہے۔ تو لے آ کوئی نشانی اگر تو

الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٥٤﴾ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ

سچا ہے صالح نے کہا کہ یہ اونٹنی ہے پانی پینے کی ایک باری اس کی ف۱ اور ایک روز مقرر کے پانی پینے

ف۱ چونکہ اونٹنی کا معجزہ انہوں نے خود مانگا تھا، اس لئے ان سے کہا گیا کہ اس اونٹنی کے کچھ حقوق ہوں گے، اور ان میں سے ایک حق یہ ہے کہ ایک دن تمہارے کنویں سے صرف یہ اونٹنی پانی پیئے گی۔ اور ایک دن تم کنویں سے جتنا پانی بھر سکو بھر کر رکھ لو (توضیح القرآن)

يَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ ﴿١٥٥﴾ وَلَا تَمَسُّوۡهَا بِسُوۡٓءٍ فَيَاۡخُذَكُمۡ عَذَابُ

کی باری تمہاری اور اس کو نہ ہاتھ لگانا بری طرح ورنہ تم کو آ پکڑے گا

يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ﴿١٥٦﴾ فَعَقَرُوۡهَا فَاَصۡبَحُوۡا نٰدِمِيۡنَ ﴿١٥٧﴾

ایک بڑے دن کا عذاب۔ تو انہوں نے اس کے پاؤں کاٹ ڈالے پس پشیمان ہو گئے۔

فَاَخَذَهُمُ الۡعَذَابُ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ

پھر ان کو دھر پکڑا عذاب نے۔ بیشک اس قصے میں نشانی ہے۔ اور ان میں

اَكۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿١٥٨﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ﴿١٥٩﴾ ع

بہتیرے ماننے والے ہیں نہیں۔ اور بیشک تیرا پروردگار البتہ وہی زبردست مہربان ہے۔

كَذَّبَتۡ قَوۡمُ لُوۡطِ اۨلۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿١٦٠﴾ اِذۡ قَالَ لَهُمۡ اَخُوۡهُمۡ

جھٹلایا لوط کی قوم نے پیغمبروں کو۔ جب ان سے کہا ان کے بھائی

لُوۡطٌ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿١٦١﴾ اِنِّىۡ لَـكُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِيۡنٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

لوط نے کہ کیا تم ڈرتے نہیں میں تمہارے لئے رسول ہوں امانت دار! تو ڈرو اللہ سے

وَاَطِيۡعُوۡنِ ﴿١٦٣﴾ وَمَاۤ اَسۡـئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِىَ

اور میر اکہا مانو اور میں تم سے نہیں مانگتا اس پر کچھ اجرت! میری اجرت تو

اِلَّا عَلٰى رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿١٦٤﴾ اَتَاۡتُوۡنَ الذُّكۡرَانَ مِنَ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿١٦٥﴾

پروردگار عالم پر ہے کیا تم گرے پڑتے ہو دنیا کے لوگوں میں سے مردوں پر ف۱

وَتَذَرُوۡنَ مَا خَلَقَ لَـكُمۡ رَبُّكُمۡ مِّنۡ اَزۡوَاجِكُمۡ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ

اور چھوڑتے ہو جو تمہارے لئے پیدا کردیں تمہارے پروردگار نے تمہاری بیبیاں! بلکہ تم لوگ حد سے

خلاصہ رکوع ۸

حضرت صالح علیہ السلام کی تبلیغ اور قوم کے سرداروں کی بے پرواہی کو ذکر کیا گیا۔ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور اس کیساتھ قوم کا ظلم اور عذاب الٰہی کوذکرفرمایا گیا۔

ع ۸ ۱۹ ۱۲

ف۱ حضرت لوط علیہ السلام ان کا نام لوط بن ہاران بن آزر تھا یہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی حیات میں بہت بڑی امت کی طرف بھیجا تھا یہ لوگ سدوم اور اُس کے آس پاس بستے تھے بالآخر یہ بھی خدا تعالیٰ کے عذابوں میں پکڑے گئے سب کے سب ہلاک ہوئے اور ان کی بستیوں کی جگہ ایک جھیل سڑے ہوئے گندے کھاری پانی کی رہ گئی۔ یہ اب تک بھی بلادغور میں مشہور ہے جو کہ بیت المقدس اور کرک وشوبک کے درمیان ہے۔ ان لوگوں نے بھی رسول خدا علیہ السلام کی تکذیب کی ۔(تفسیر ابن کثیر)

قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ

بڑھنے والے ہو وا اور لگے کہنے کہ اگر تو باز نہ آئے گا اے لوط تو ضرور تو نکال باہر کیا جائے گا

الْمُخْرَجِيْنَ ﴿۱۶۷﴾ قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ رَبِّ

لوط نے کہا کہ میں تو تمہارے کام سے بیزار ہوں!

نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۷۰﴾

اے میرے پروردگار بچالے مجھ کو اور میرے گھر والوں کو ان کاموں (کے وبال) سے جو یہ کر رہے ہیں

اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَاَمْطَرْنَا

تو ہم نے بچالیا اس کو اور اس کے گھر والوں کو سب کو مگر ایک بڑھیا (رہی) رہنے والوں میں

عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

پھر ہم نے ہلاک کر مارا ان دوسروں کو اور ان پر برسایا برساؤ تو کیا برا برساؤ تھا ان لوگوں کا کہ جن کو

لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ

ڈرایا گیا تھا۔ بیشک اس (واقعہ) میں نشانی ہے اور ان میں بہتیرے ماننے والے ہیں نہیں! اور بیشک

لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۷۵﴾ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۶﴾

تیرا پروردگار البتہ وہی زبردست مہربان ہے! جھٹلایا بن کے رہنے والوں نے پیغمبروں کو!

اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ

جب ان سے کہا شعیب نے کہ کیا تم ڈرتے نہیں؟ میں تمہارے لئے امانت دار پیغمبر ہوں

اَمِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۷۹﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ

تو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور میں تم سے نہیں مانگتا اس پر

وا

غیر فطری فعل بیوی سے بھی حرام ہے

مسئلہ: "وتذرون ما خلق لکم ربکم من ازواجکم" لفظ من ازواجکم میں حرف من اصطلاحی الفاظ میں بیانیہ بھی ہوسکتا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہوگا کہ تمہاری خواہش کیلئے جو اللہ نے بیویاں پیدا فرمائی ہیں۔ تم ان کو چھوڑ کر اپنے ہم جنس مردوں کو اپنی شہوت نفس کا نشانہ بناتے ہو جو خباثت نفس کی دلیل ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حرف من کو تبعیض کیلئے قرار دیں تو اشارہ اس طرف ہوگا کہ تمہاری بیبیوں کا جو مقام تمہارے لئے بنایا گیا اور جو امر فطری ہے اس کو چھوڑ کر بیویوں سے خلاف فطرت عمل کرتے ہو جو کہ قطعاً حرام ہے۔ غرض اس دوسرے معنی کے لحاظ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوگیا کہ اپنی زوجہ سے خلاف فطرت عمل حرام ہے حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے شخص پر لعنت فرمائی ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ لوطی پر دیوار گرانے یا بلند مقام سے نیچے پھینکنے کی

ع ۹ / ۶ / ۱۳

خلاصہ رکوع ۹

قوم لوط علیہ السلام کا تذکرہ اور قوم کی بدکاری اور خلاف فطرت حرکات سے باز رہنے کی دعوت کو بیان فرمایا گیا۔ نوح علیہ السلام کی دعا اور عذاب الٰہی کے نزول کو بیان فرمایا گیا۔

تعزیر جائز ہے۔ جیسے حنفیہ کا مسلک ہے کیونکہ قوم لوط اسی طرح ہلاک کی گئی تھی کہ ان کی بستیوں کو اوپر اٹھا کر الٹا زمین پر پھینک دیا گیا تھا۔ (معارف القرآن)

مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۸۰﴾ اَوْفُوا

کچھ اُجرت! بس میری اجرت تو پروردگار عالم پر ہے پورا بھر دیا کرو

الْکَیْلَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِیْنَ ﴿۱۸۱﴾ ۚ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ

پیمانہ اور نہ بنو نقصان پہنچانے والے اور تو لا کرو سیدھی ترازو سے

الْمُسْتَقِیْمِ ﴿۱۸۲﴾ ۚ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا

اور کم نہ دیا کرو لوگوں کو ان کی چیزیں اور نہ پھرو

فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿۱۸۳﴾ ۚ وَاتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالْجِبِلَّةَ

زمین میں فساد پھیلاتے ف۱ اور ڈرو اس سے جس نے پیدا کیا تم کو

الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۸۴﴾ ؕ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ﴿۱۸۵﴾ ۙ وَمَآ اَنْتَ

اور اگلی خلقت کو وہ بولے! بس تجھ پر تو کسی نے جادو کر دیا ہے اور تو بھی ایک

اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّکَ لَمِنَ الْکٰذِبِیْنَ ﴿۱۸۶﴾ ۚ فَاَسْقِطْ

ہم ہی جیسا بشر ہے اور ہمارے خیال میں تو تو جھوٹا ہے تو ڈال دے

عَلَیْنَا کِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۸۷﴾ ؕ

ہمارے اوپر کوئی ٹکڑا آسمان سے اگر تو سچا ہے۔

قَالَ رَبِّیْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ فَکَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ

شعیب نے کہا کہ میر اپروردگار خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو! پس انہوں نے

عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ کَانَ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۸۹﴾

اس کو جھٹلایا تو ان کو آ پکڑا سائبان والے دن کے عذاب نے بیشک وہ ایک بڑے دن کا عذاب تھا ف۲

ف۱ ادائیگی کے حقوق:

ولا تبخسوا الناس اشیاء هم یعنی نہ کمی کرو لوگوں کی چیزوں میں مراد یہ ہے کہ معاہدہ کے مطابق جتنا کسی کا حق ہے اُس سے کمی کرنا حرام ہے خواہ وہ ناپنے تولنے کی چیز ہو یا کوئی دوسری۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی ملازم مزدور اگر اپنے مقررہ وقت میں چوری کرتا ہے وقت کم لگاتا ہے وہ بھی اسی وعید میں داخل ہے۔ امام مالکؒ نے مؤطا میں روایت نقل فرمائی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز عصر میں شریک نہیں ہوا، وجہ پوچھی تو اس نے کچھ عذر کیا تو حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا طففت یعنی تونے تولنے میں کمی کردی، چونکہ نماز کوئی تولنے کی چیز نہیں اس لئے یہ حدیث نقل فرما کر امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ وفاء وتطفیف یعنی حق کے مطابق کرنا یا کم کرنا ہر چیز میں ہے یعنی صرف ناپ تول ہی کے ساتھ یہ حکم مخصوص نہیں بلکہ کسی کے حق میں کمی کرنا خواہ کسی صورت سے ہو وہ تطفیف میں داخل ہے جس کا حرام ہونا **ویل للمطففین** میں بیان فرمایا گیا ہے۔

ف۲ خدا کا مجرم اپنے پاؤں چل کر آتا ہے:

فاخذ هم عذاب یوم الظلة عذاب یوم الظلہ، جس کا ذکر، اس آیت میں آیا ہے اس کا واقعہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اُن کی قوم پر سخت گرمی مسلط فرمائی کہ نہ مکان کے اندر چین آتا نہ باہر، پھر ان کے قریبی جنگل میں ایک گہرا بادل بھیج دیا جس کے نیچے ٹھنڈی ہوا تھی، ساری قوم گرمی سے پریشان تھی سب دوڑ دوڑ کر اس بادل کے نیچے جمع ہو گئے جب ساری قوم بادل کے نیچے آ گئی تو اس بادل نے ان پر پانی کے بجائے آگ برسا دی جس سے سب بھسم ہو کر رہ گئے۔ (کذا روی عن ابن عباس۔ روح) (معارف مفتی اعظم)

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٩٠﴾

بیشک اس میں نشانی ہے۔ اور ان میں اکثر ایمان لانے والے ہیں نہیں۔

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٩١﴾ وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ

اور بیشک تیرا پروردگار البتہ وہی زبردست مہربان ہے۔ اور بیشک یہ قرآن اتارا ہوا ہے

رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿١٩٣﴾ عَلَىٰ قَلْبِكَ

پروردگار عالم کا اسے لے کر اترا ہے روح الامین تیرے دل پر تاکہ

لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿١٩٥﴾

تو ڈر سنانے والوں میں ہو سلیس عربی زبان میں

وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٩٦﴾ أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ آيَةً

اور یہ پہلوں کی کتابوں میں ہے کیا اُن کے لئے یہ نشانی نہیں کہ اس کو جانتے ہیں بنی اسرائیل کے علماء

أَن يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٩٧﴾ وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ

اور اگر ہم یہ قرآن اتارتے کسی اوپری زبان والے پر

عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ﴿١٩٨﴾ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِم مَّا كَانُوا بِهِ

پھر وہ اس کو ان پر پڑھتا تو بھی یہ لوگ اس پر ایمان نہ لاتے!

مُؤْمِنِينَ ﴿١٩٩﴾ كَذَٰلِكَ سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ﴿٢٠٠﴾ لَا

اسی طرح ہم نے چلایا (انکار) کو گنہگاروں کے دلوں میں۔ وہ اس پر ایمان نہ

يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٢٠١﴾ فَيَأْتِيَهُم

لائیں گے جب تک کہ نہ دیکھ لیں دردناک عذاب کو پس وہ ان پر آپڑے

ع ١٠ ١٦ ١١

خلاصہ رکوع ١٠

حضرت شعیب علیہ السلام کی اہل مدین کو فساد فی الارض سے بچنے کی دعوت کو ذکر فرمایا گیا۔ قوم کے انکار پر زلزلے اور آگ کا عذاب بھیجنے کی خبر دی گئی۔

ف١ چنانچہ ان میں جو لوگ اسلام لے آئے ہیں وہ تو علی الاعلان اس کا اعتراف کرتے ہیں اور جو اسلام نہیں لائے وہ بھی خاص خاص لوگوں کے سامنے اس کا اقرار کرتے ہیں اور یہ دلیل ان پڑھ لوگوں کے اعتبار سے ہے ورنہ لکھے پڑھے خود اصل کتابوں سے دیکھ سکتے تھے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ پہلی کتابوں میں تحریف نہیں ہوئی بلکہ مطلب یہ ہے کہ باوجود تحریف کے ایسے مضامین کا رہ جانا جس میں آپ کی پیشین گوئی ہے زیادہ حجت ہے اور یہ احتمال نکالنا کہ شاید یہ مضامین ہی تحریف کا نتیجہ ہوں یا کسی نے تحریف کر کے بڑھا دیئے ہوں اس لئے غلط ہے کہ اپنے نقصان کے واسطے کوئی تحریف نہیں کیا کرتا یہ مضامین تو تحریف کرنے والوں کے لئے مضر ہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔

بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝٢٠٢ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ۝٢٠٣

اچانک اور ان کو خبر نہ ہو پھر کہنے لگیں کہ کیا ہم کو کچھ مہلت مل سکتی ہے؟

أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝٢٠٤ أَفَرَءَيْتَ إِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ۝٢٠٥

کیا ہمارے عذاب کی یہ لوگ جلدی مچا رہے ہیں بھلا دیکھو تو سہی اگر ہم ان کو فائدہ اٹھانے دیں چند برس۔

ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝٢٠٦ مَآ أَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

پھر ان پر آموجود ہو جس کا ان کو ڈراوا دکھایا جاتا ہے (تو) ان کے کیا کام آئے گا

يُمَتَّعُوْنَ ۝٢٠٧ وَمَآ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ۝٢٠٨

جس کے یہ فائدے دیئے جاتے ہیں ف۱ اور ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا

ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝٢٠٩ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ۝٢١٠

مگر کہ اس کے لئے ڈرانے والے ضرور تھے یاد دلانے کو! اور ہم ظالم نہیں ہیں۔

وَمَا يَنْبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝٢١١ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ

اور اس قرآن کو شیطان لے کر نہیں اترے اور نہ یہ کام ان کے کرنے کا ہے اور نہ وہ کر سکتے ہیں۔

لَمَعْزُوْلُوْنَ ۝٢١٢ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ

وہ تو سننے سے دور رکھے گئے ہیں۔ ف۲ پس تو نہ پکاریو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو ورنہ ہو جائے گا

مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ۝٢١٣ وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ ۝٢١٤

مبتلائے عذاب اور ڈرا اپنے قریب کے رشتہ داروں کو

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٢١٥

اور نیچا کر اپنا بازو ان کے لئے جو تیرے پیچھے ہوئے مسلمان

ف۱ لمبی عمر نعمت ہے:
افرءیت ان متعنھم سنین اس آیت میں اشارہ ہے کہ دنیا میں کسی کو عمر دراز ملنا بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے لیکن جو لوگ اس نعمت کی ناشکری کریں ایمان نہ لائیں اُن کو عمر دراز کی عافیت و مہلت کچھ کام نہ آئے گی۔ امام زہریؒ نے نقل فرمایا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ روز صبح کو اپنی داڑھی پکڑ کر اپنے نفس کو خطاب کر کے یہ آیت پڑھا کرتے تھے افرءیت ان متعنھم لآیۃ اس کے بعد ان پر گریہ طاری ہو جاتا اور یہ اشعار پڑھتے تھے
(ترجمہ) اے فریب خوردہ تیرا سارا دن غفلت میں اور رات نیند میں صرف ہوتی ہے حالانکہ موت تیرے لئے لازمی ہے، نہ تو بیدار لوگوں میں ہوشیار و بیدار ہے اور نہ سونے والوں میں اپنی نجات پر مطمئن ہے۔ تیری کوشش ایسے کاموں میں رہتی ہے، جس کا انجام عنقریب ناگوار صورت میں سامنے آئے گا، دنیا میں چوپائے جانور ایسے ہی جیا کرتے ہیں۔
(معارف مفتی اعظم)

ف۲ کیونکہ وہ جب آسمانی باتوں کا سننا چاہتے ہیں تو ایک چمکتا ہوا شعلہ یعنی شہاب ثاقب فوراً ان کا پیچھا کرتا ہے جس سے وہ ہلاک یا مخبوط الحواس ہو جاتے ہیں چنانچہ کاہنوں اور مشرکوں سے ان کے جنات نے ناکامی کا خود اقرار کیا جس کی ان لوگوں نے دوسروں کو بھی خبر دی چنانچہ بخاری میں ایسے قصے حضرت عمرؓ کے اسلام کے باب میں مذکور ہیں پس شیاطین کے سکھانے کا کسی طرح احتمال نہ رہا۔ جب اس کا خدا کی طرف سے نازل ہونا ثابت ہو گیا تو اس کی تعلیم واجب العمل ہوئی جس میں سب سے بڑی مہتم بالشان توحید کی تعلیم ہے۔

فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢١٦﴾ وَتَوَكَّلْ

پھر اگر وہ تیرا کہنا نہ مانیں تو کہہ دے کہ میں اس سے بیزار ہوں جو تم کرتے ہو۔ اور تو بھروسہ کر

عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿٢١٧﴾ الَّذِىْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٢١٨﴾

اس زبردست مہربان پر جو تجھ کو دیکھتا ہے جس وقت تو اٹھتا ہے۔

وَتَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيْنَ ﴿٢١٩﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٢٢٠﴾ هَلْ

اور (دیکھتا ہے) تیرا پھرنا سجدہ کرنے والوں میں بیشک وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ میں تم کو

اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴿٢٢١﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ

بتاؤں کس پر اترا کرتے ہیں شیاطین! وہ اترتے ہیں ہر

اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿٢٢٢﴾ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿٢٢٣﴾ وَالشُّعَرَآءُ

جھوٹے گنہگار پر لا ڈالتے ہیں سنی ہوئی بات کو اور ان میں بہتیرے جھوٹے ہیں اور شاعروں کی

يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿٢٢٤﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِىْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿٢٢٥﴾

پیروی گمراہ ہی کیا کرتے ہیں ف۱ تو نے دیکھا نہیں کہ وہ ہر میدان میں سرگرداں پھرا کرتے ہیں

وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٢٢٦﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اور یہ کہ وہ کہا کرتے ہیں جو خود کرتے نہیں مگر ہاں جو ایمان لائے اور نیک کام کیے

الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ

اور ذکر کیا اللہ کا کثرت سے اور بدلا لیا اس کے بعد کہ اس پر ظلم کیا گیا!

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَىَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿٢٢٧﴾

اور عنقریب جان لیں گے ظلم کرنے والے کہ کس جگہ لوٹ کر جائیں گے

ف۱ شانِ نزول:
حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو آدمیوں نے (یعنی دو شاعروں نے) باہم ہجو کا مقابلہ کیا ایک انصاری تھا دوسرا کسی اور قبیلہ کا ہر ایک کے ساتھ اس کی قوم کے کچھ غاوی (گمراہ یعنی اشعار کو نقل کرنے اور یاد رکھنے والے) بھی تھے اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔ (ابن جریر وابن ابی حاتم)

خلاصہ رکوع ۱۱

نزول قرآن اور اس کی صفات کو ذکر فرمایا گیا۔ مشرکین کے بہانوں کو ذکر فرما کر بتایا گیا کہ قانون مہلت کو ان مشرکین نے گنوا دیا اور عذاب مہلت کے بعد آیا کرتا ہے۔

قرآن کی خدائی حفاظت کو ذکر فرمایا گیا کہ یہ شیطانی دخل سے پاک ہے اور اسے چھوڑنا عذاب کو دعوت دینا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے قرابتداروں کو دعوت دینے کا حکم دیا گیا۔ قرآن وپیغمبر کی صداقت وعظمت کو ذکر فرمایا گیا اور بتایا گیا کہ یہ کلام عام شعراء جیسا نہیں کیونکہ پیغمبر کو شاعروں سے کوئی لگاؤ نہیں۔

ع ۱۱ ۲۶ ۱۵ آخر میں اچھے شعراء کا استثناء کیا گیا جو ایمان وعمل صالح سے متصف رہتے ہیں۔ آخر میں ظالموں کو عذاب کی دھمکی دیکر سورہ کو ختم فرمایا گیا۔

سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ نمل مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ترانوے آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝١ هُدًى

یہ آیتیں ہیں قرآن اور روشن کتاب کی ہدایت

وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝٢ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

اور مژدہ مسلمانوں کے لئے جو قائم رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ

وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝٣ اِنَّ

اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں بیشک جو لوگ یقین نہیں رکھتے

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ

آخرت کا ہم نے ان کو عمدہ کر دکھائے ان کے اعمال تو وہ بھٹکتے

يَعْمَهُوْنَ ۝٤ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ

پھرتے ہیں یہی ہیں جن کے لئے برا عذاب ہے اور آخرت میں وہی

فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝٥ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ

نقصان پانے والے ہیں اور تجھ کو القاء کیا جاتا ہے قرآن

مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝٦ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ

ایک حکمت والے باخبر کی طرف سے ۱؎ (یاد کر) جب موسیٰ نے کہا اپنے گھر والوں سے کہ

تعبیر

جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو رزق حاصل کرنے میں دقت ہوگی اور کوئی چیز بغیر مصیبت کے نہ پائے گا اور سفر کو دوست رکھے گا اور فائدہ کم اٹھائے گا۔(علامہ ابن سیرینؒ)

۱؎ علم و حکمت:

علم حکمت کے اندر داخل ہے کیونکہ علم عام مفہوم پر دلالت کرتا ہے اور حکمت کا لفظ عمل کے استحکام پر دلالت کرتا ہے لہذا دونوں اوصاف کو ظاہر کرنے کے لئے حکیم کے ساتھ علیم بھی فرما دیا پھر اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ کچھ علوم تو حکمت ہوتے ہیں جیسے علم العقائد علم شریعت وغیرہ اور بعض علوم حکمت نہیں ہوتے جیسے قصص اور آئندہ چیزوں کا بیان۔ گویا لفظ علیم سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس قرآن میں گزشتہ واقعات کو بھی بیان کیا گیا ہے چنانچہ اس سے آگے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کی تفصیل ہے۔(تفسیر مظہری)

اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ۭ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ

میں نے آگ دیکھی ہے میں جلد لاؤں گا تمہارے پاس وہاں سے کچھ خبر یا لاؤں گا

قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿٧﴾ فَلَمَّا جَاۗءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ

سلگتا ہوا انگارہ تاکہ تم تاپو! پھر جب پہنچا اس کے پاس (تو) اس کو آواز آئی کہ مبارک ہے

بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ

وہ جو اس آگ میں ہے اور جو اس کے آس پاس ہے ف۱ اور پاک ذات ہے اللہ جو دنیا

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨﴾ يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٩﴾ۙ

جہان کا پروردگار! اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں ہوں اللہ زبردست حکمت والا!

وَاَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا

اور تو ڈال دے اپنا عصا! پھر جب موسیٰ نے اس کو دیکھا کہ حرکت کرتا ہے گویا کہ

وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۣ اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ

وہ سانپ ہے منہ پھیرا پیٹھ دے کر اور پیچھے (مڑ کر) بھی نہ دیکھا (ہم نے فرمایا کہ) اے موسیٰ

الْمُرْسَلُوْنَ ﴿١٠﴾ڰ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْۗءٍ

ڈرو مت! ڈرا نہیں کرتے میرے حضور میں پیغمبر! ف۲ لیکن جس نے ظلم کیا پھر اس کے بدلے میں

فَاِنِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١﴾ وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ

نیکی بدی کے بعد تو میں بخشنے والا ہوں اور داخل کر اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں کہ نکلے گا سفید بغیر مرض

بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۣ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ۭ

کے (یہ دو معجزے) ان نو معجزوں میں (داخل ہیں) ان کو لے کر جا فرعون اور اس کی قوم

ف۱ یہ حقیقت میں آگ نہیں تھی، بلکہ ایک نور تھا، اور اس میں فرشتے تھے، ان کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت کی دعا دی گئی، اور اس کے آس پاس موسیٰ علیہ السلام تھے، ان کو بھی۔ (توضیح القرآن)

ف۲ ایسی تحریر جس میں کوئی آیت قرآنی لکھی ہو کیا کسی کافر مشرک کے ہاتھ میں دینا جائز ہے؟

مسئلہ: اپنا خط حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو اس وقت بھیجا ہے۔ جبکہ وہ مسلمان نہیں تھیں حالانکہ اس خط میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ایسا کرنا جائز ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو خطوط ملوک وعجم کو لکھے ہیں اور وہ مشرک تھے۔ ان میں بھی بعض آیات قرآن لکھی ہیں۔ وجہ دراصل یہ ہے کہ قرآن کریم کا کسی کافر کے ہاتھ میں دینا تو جائز نہیں لیکن ایسی کوئی کتاب یا کاغذ جس میں کسی مضمون کے ضمن میں کوئی آیت آگئی ہے۔ وہ عرف میں قرآن نہیں کہلاتا اس لئے اس کا حکم بھی قرآن کا حکم نہیں ہوگا۔ وہ کسی کافر کے ہاتھ میں دے سکتے ہیں اور بے وضو کے ہاتھ میں بھی۔ (معارف القرآن)

إِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝۱۲ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً

کی جانب۔ بیشک وہ لوگ فاسق تھے۔ تو جب ان کے پاس آئے ہمارے معجزے روشن

قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۳ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ

(تو) لگے کہنے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔ اور ان سے منکر ہوگئے ناانصافی اور تکبر کے باعث حالانکہ

اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

ان کا یقین کر چکے تھے ان کے دل۔ تو دیکھ کیسا ہوا انجام

الْمُفْسِدِيْنَ ۝۱۴ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ

مفسدوں کا اور ہم نے دیا داؤد اور سلیمان کو علم۔

وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ

اور دونوں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو فضیلت دی بہتیرے

عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۵ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ

اپنے بندوں ایمان والوں پر ف۱ اور جانشین ہوا سلیمان داؤد کا۔ اور کہا

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ

کہ لوگو! ہم کو سکھائی گئی ہے پرندوں کی بولی اور ہم کو

كُلِّ شَيْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ۝۱۶ وَحُشِرَ

ہر چیز میں سے دیا گیا ہے۔ بیشک یہ ظاہر فضل ہے۔ اور جمع کئے گئے

لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ

سلیمان کے لئے اس کے لشکر جن اور انسان اور پرند تو وہ مثل بمثل کھڑے کئے

ف۱ علم کی فضیلت:

آیت بتا رہی ہے کہ علم بڑی فضیلت ہے باعث شرف ہے اور علماء کو دوسروں پر فضیلت حاصل ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے چودھویں کے چاند کو باقی ستاروں پر فضیلت ہے۔ علماء انبیاء علیھم السلام کے جانشین ہیں اور

خلاصہ رکوع ۱

دنیا پرستی کے مریض اور ان کی اخروی سزا کو ذکر کیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدین سے واپسی کے سفر کا حال ذکر فرمایا گیا اور اس دوران موسیٰ علیہ السلام کو کس طرح خلعت نبوت عطا فرمائی گئی ذکر کیا گیا اور بعض موسوی معجزات کو ذکر کیا گیا۔ قوم کا انکار اور عذاب کو بیان فرمایا گیا۔

ع ۱ ۱۴ ۱۶

انبیاء نے کوئی دینار و درہم اپنی میراث میں نہیں چھوڑا بلکہ علم کی میراث چھوڑی پس جس نے اس میراث کو لیا (وہ بڑا خوش نصیب ہے) اس نے بڑی میراث پائی رواہ (احمد والترمذی وابوداؤد)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عابد پر عالم کی برتری ایسی ہے جیسے تم میں سے ادنیٰ آدمی پر میری برتری رواہ (الترمذی)۔

آیت میں نعمت علم کا شکر ادا کرنے کی ترغیب ہے اور اس بات کی تعلیم ہے کہ آدمی کو خواہ بہت لوگوں پر فضیلت حاصل ہو پھر بھی اس کو تواضع کرنا چاہیے اور یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اس پر بھی بہت لوگوں کو برتری حاصل ہے وفوق کل ذی علم علیم ہر عالم سے اونچا عالم ہے۔ (تفسیر مظہری)

فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿١٧﴾ حَتَّىٰٓ إِذَآ أَتَوْا۟ عَلَىٰ وَادِ ٱلنَّمْلِ قَالَتْ

جاتے تھے۔ یہاں تک کہ جب یہ پہنچے چیونٹیوں کے میدان پر۔ ف۱ تو ایک

نَمْلَةٌ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّمْلُ ٱدْخُلُوا۟ مَسَـٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ

چیونٹی نے کہا کہ اے چیونٹیو! گھس جاؤ اپنے گھروں میں تاکہ تمھیں کچل نہ ڈالیں

سُلَيْمَـٰنُ وَجُنُودُهُۥ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٨﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا

سلیمان اور ان کے لشکر اور ان کو خبر نہ ہو! تو سلیمان مسکرا کر ہنس پڑا چیونٹی کی

مِّن قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِىٓ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ

بات سے اور کہا کہ اے میرے پروردگار مجھے توفیق دے کہ میں شکر کروں تیری نعمت کا

ٱلَّتِىٓ أَنْعَمْتَ عَلَىَّ وَعَلَىٰ وَٰلِدَىَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَـٰلِحًا

جو تو نے کی مجھ پر اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ میں وہ نیک عمل کروں

تَرْضَىٰهُ وَأَدْخِلْنِى بِرَحْمَتِكَ فِى عِبَادِكَ ٱلصَّـٰلِحِينَ ﴿١٩﴾

جن کو تو پسند فرمائے۔ اور مجھ کو داخل فرما اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں ف۲

وَتَفَقَّدَ ٱلطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِىَ لَآ أَرَى ٱلْهُدْهُدَ أَمْ

اور سلیمان نے خبر لی پرندوں کی تو کہا! کیا بات ہے کہ میں نہیں دیکھتا ہدہد کو یا

كَانَ مِنَ ٱلْغَآئِبِينَ ﴿٢٠﴾ لَأُعَذِّبَنَّهُۥ عَذَابًا شَدِيدًا

وہ غیر حاضر ہے میں اس کو سزا دوں گا سخت سزا یا اس کو ذبح کر

أَوْ لَأَا۟ذْبَحَنَّهُۥٓ أَوْ لَيَأْتِيَنِّى بِسُلْطَـٰنٍ مُّبِينٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ

ڈالوں گا یا وہ لائے میرے سامنے کوئی ظاہر دلیل پھر ہدہد تھوڑی ہی دیر کے بعد (آ حاضر ہوا)

ف۱ حضرت سلیمانؑ کے سفری انتظامات:

وہب بن منبہ نے بحوالۂ کعب بیان کیا ہے کہ حضرت سلیمانؑ جب تخت پر سوار ہوتے تو اہل و عیال کو نوکروں چاکروں کو اور لاؤ لشکر کو بھی سوار کر لیتے تھے سالن پکانے کے برتن اور روٹیاں پکانے کی آہنی تنور بھی ساتھ ہوتے تھے اتنی بڑی بڑی دیگیں بھی ہوتی تھیں کہ ایک دیگ میں دس اونٹوں کا گوشت آجائے چوپایوں کے لئے میدان بھی اپنے سامنے بنواتے تھے اثنائے سیر میں آسمان و زمین کے درمیان چوپائے اپنے میدانوں میں دوڑتے تھے اور باورچی کھانا اور روٹیاں پکانے میں مشغول رہتے تھے ہوا ان سب کو لے کر چلتی تھی۔

ف۲ عمل صالح کیلئے قبولیت کی دُعاء:

وان اعمل صالحاً ترضٰه یہاں رضا بمعنے قبول ہے، معنے یہ ہیں کہ یا اللہ مجھے ایسے عمل صالح کی توفیق دیجئے جو آپ کے نزدیک مقبول ہو۔ روح المعانی میں اس سے اس پر استدلال کیا ہے کہ عمل صالح کے لئے قبولیت لازم نہیں ہے بلکہ قبولیت کچھ شرائط پر موقوف ہوتی ہے، اور فرمایا کہ صالح اور مقبول ہونے میں نہ عقلاً کوئی لزوم ہے نہ شرعاً۔ اسی لئے انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے کہ اپنے اعمال صالحہ کے مقبول ہونے کی بھی دُعا کرتے تھے جیسے حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کے وقت دُعا فرمائی، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اس سے معلوم ہوا کہ جو عمل نیک ہے صرف اس کو کر کے بے فکر ہونا نہیں چاہئے، اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دُعا کرے کہ اس کو قبول فرمائے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بھی ان کلمات میں دخول جنت کے لئے فضل ربی کی دُعا فرما رہے ہیں یعنی اے اللہ، مجھے وہ فضل بھی عطا فرما جس سے جنت کا مستحق ہو جاؤں۔ (معارف مفتی اعظم)

بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ

پس کہا کہ میں نے ایسی شے معلوم کی جو آپ کو معلوم نہیں ف۱ اور میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں

سَبَاٍۢ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿٢٢﴾ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ

سبا سے ایک تحقیقی خبر لے کر! میں نے پایا ایک عورت کو کہ وہ ان لوگوں پر حکمرانی کرتی ہے

مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا

اور اس کو ہر جنس (کی نعمت) دی گئی ہے اور اس کا ایک بڑا تخت ہے! میں نے پایا اس ملکہ اور اس کی

يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ

قوم کو کہ سجدہ کرتے ہیں آفتاب کو اللہ کو چھوڑ کر۔ اور ان کو عمدہ کر دکھائے ہیں

الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿٢٤﴾

شیطان نے ان کے اعمال پس ان کو روک دیا ہے راہ سے تو وہ راہ نہیں پاتے

اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ

کیوں نہ سجدہ کریں اللہ کو جو نکالتا ہے پوشیدہ چیزیں جو آسمان

وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿٢٥﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ

اور زمین میں ہیں اور جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو! اللہ (وہ ذات) ہے کہ کوئی

اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٦﴾ ۩ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ

معبود نہیں اس کے سوا عرش عظیم کا مالک ہے سلیمان نے کہا کہ ہم دیکھیں گے تو نے سچ کہا

اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٧﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ

یا تو جھوٹا ہے ف۲ لے جا میرا یہ خط پس اس کو ڈال دے ان کی طرف

ف۱ ہدہد کو ایک خاص محسوس واقعہ معلوم ہو جانے سے نبی کے علم پر فضیلت لازم نہیں آتی کیونکہ نبی علیہ السلام کے علوم دوسری قسم کے ہیں دنیا کے تمام واقعات کا علم ہونا نبی کے لئے ضروری نہیں اور مطلب ہدہد کے جواب کا یہ ہے کہ میری غیر حاضری نافرمانی کی وجہ سے نہ تھی بلکہ ایک درجہ میں اطاعت تھی کیونکہ میں آپ ہی کے کام میں لگا ہوا تھا۔

ف۲ حضرت سلیمانؑ کا خط: اس کے بعد ہدہد نے لوگوں کو پانی کا پتہ بتایا اور لوگوں نے گڑھے کھود کر پانی خود بھی پیا اور جانوروں کو بھی پلایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک خط اس طرح لکھا۔ بندۂ خدا سلیمان بن داؤد کی طرف سے بلقیس ملکہ سبا کے نام۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سلام ہو اس پر جو ہدایت پر چلے۔ امابعد۔ مجھ پر فخر نہ کرو اور میرے پاس اطاعت گزار ہو کر آ جاؤ۔ ابن جریج نے کہا حضرت سلیمان علیہ السلام نے صرف اتنے ہی الفاظ لکھے جتنے اللہ نے اپنی کتاب میں نقل کئے ہیں قتادہ نے کہا انبیاءؑ کی تحریریں ایسی ہی مختصر ہوتی ہیں وہ کلام کو طول نہیں دیتے نہ زیادہ بات لکھتے ہیں۔ خط لکھ کر حضرت سلیمانؑ نے اس پر مشک چسپاں کیا اور اس پر اپنی مہر لگا کر ہدہد کے حوالہ کیا۔ (تفسیر مظہری)

ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾ قَالَتْ يَا أَيُّهَا

پھر ان کے پاس سے ہٹ جا پس دیکھ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ بلقیس بولی کہ اے

الْمَلَؤُا إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ ﴿٢٩﴾ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ

اہل دربار میری طرف ڈالا گیا ہے ایک نامۂ گرامی یہ سلیمان کی جانب سے ہے

وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ﴿٣٠﴾ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي

اور اس کی عبارت یہ ہے کہ شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا

مُسْلِمِينَ ﴿٣١﴾ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَؤُا أَفْتُونِي فِي أَمْرِي

رحم والا ہے۔ کہ میرے مقابلہ میں سرکشی نہ کرو اور چلے آؤ میرے پاس مسلمان ہو کر۔ ف۱

مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ ﴿٣٢﴾ قَالُوا نَحْنُ أُولُو قُوَّةٍ

بلقیس نے کہا کہ اے اہل دربار مجھے مشورہ دو میرے معاملہ میں۔ میں کوئی کام فیصل نہیں کیا کرتی

وَأُولُو بَأْسٍ شَدِيدٍ وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانْظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ ﴿٣٣﴾

تاوقتیکہ تم حاضر (نہ) ہو جاؤ وہ بولے کہ ہم زور آور اور سخت لڑنے والے لوگ ہیں اور کام حضور کے اختیار

قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا

ہے پس دیکھ لیجئے جو حکم دیں بلقیس نے کہا کہ بادشاہ جب داخل ہوا کرتے ہیں کسی شہر میں اس کو خراب کر

أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً ۖ وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿٣٤﴾ وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ

دیتے ہیں اور کر ڈالتے ہیں وہاں کے معزز لوگوں کو ذلیل اور ایسا ہی یہ بھی کریں گے اور میں بھیجتی ہوں انکی

إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا

طرف کچھ تحفہ پھر دیکھتی ہوں کہ کیا جواب لے کر آتے ہیں بھیجے ہوئے (ایلچی) تو جب ایلچی آیا

ف۱ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یمن کا یہ علاقہ بھی اصل میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ماتحت تھا، لیکن کسی وقت اس عورت نے خفیہ طور پر اپنی حکومت قائم کر لی تھی، جس کی خبر آکر ہد ہد نے دی۔ اسی وجہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس مختصر مگر نہایت بلیغ خط میں کوئی تفصیلی بات کرنے کی بجائے بلقیس اور اس کی قوم کو سرکشی سے باز رہنے اور تابع دار بننے کا حکم دیا (توضیح القرآن)

ع ۱۷ ۳

خلاصہ رکوع ۲

۱۷ حضرت داؤد اور سلیمان علیہم السلام کے علوم وفضائل کو ذکر فرمایا گیا۔ سلیمان علیہ السلام کے لشکر اور چیونٹی کا اعلان ذکر کیا گیا۔ سلیمان علیہ السلام کی دعا اور ہد ہد کی غیر حاضری اور قوم سبا کے حالات کو ذکر فرمایا گیا کہ اس کی بادشاہت میں لوگ کفر وشرک میں مبتلا ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا بلقیس کو خط بھجوانے کا ذکر فرمایا گیا۔

خط مختصر اور بلیغ لکھنا چاہئے

حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ خط نویسی میں تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت بھی وہی ہے کہ تحریر میں طول نہ ہو مگر ضروری کوئی مضمون چھوٹے بھی نہیں۔ (معارف القرآن)

جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ

سلیمان کے پاس سلیمان نے کہا کیا تم میری مدد مال سے کرتے ہو سو جو مجھ کو دے رکھا ہے اللہ نے وہ

مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿٣٦﴾ اِرْجِعْ

اس سے بہتر ہے جو تم کو دے رکھا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفہ سے خوش ہوتے ہو ف۱ تو لوٹ جا ان کی جانب

اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ

اب ہم آئیں گے ان کے سامنے ایسے لشکر لے کر جن کا ان سے مقابلہ نہ ہو سکے گا اور ضرور ان کو نکال

مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿٣٧﴾ قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ

باہر کریں گے وہاں سے بے عزت کر کے اور وہ خوار ہوں گے سلیمان نے کہا کہ اے اہل دربار تم میں کوئی

يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿٣٨﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ

ایسا ہے کہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے اس سے پہلے کہ وہ میرے پاس مسلمان ہو کر آئیں بول اٹھا ایک دیو

مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ

جنوں میں سے کہ میں اس کو حضور کے سامنے لائے دیتا ہوں اس سے پہلے کہ آپ اٹھیں

عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿٣٩﴾ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ

اپنی جگہ سے۔ اور میں اس پر قوی اور امانت دار ہوں بولا ایک شخص جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں

اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ

اس کو حضور میں لائے دیتا ہوں اس سے پہلے کہ لوٹے آپکی طرف آپ کی آنکھ ف۲ تو جب سلیمان نے اس

مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۣ لِيَبْلُوَنِيْٓ

تخت کو دیکھا دھرا ہوا اپنے پاس (تو) کہا کہ یہ میرے پروردگار کے فضل سے ہے تاکہ مجھ کو آزمائے کہ

ف۱ کسی کافر کا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے یا نہیں

مسئلہ: حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کا ہدیہ قبول نہیں فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر کا ہدیہ قبول کرنا جائز نہیں یا بہتر نہیں اور تحقیق اس مسئلے میں یہ ہے کہ کافر کا ہدیہ قبول کرنے میں اگر اپنی یا مسلمانوں کی کسی مصلحت میں خلل آتا ہو یا ان کے حق میں رائے کی کمزوری پیدا ہوتی ہو تو ان کا ہدیہ قبول کرنا درست نہیں۔ ہاں اگر کوئی دینی مصلحت اس ہدیہ کے قبول کرنے کی داعی ہو۔ مثلاً اس کے ذریعہ کافر کے مانوس ہو کر اسلام سے قریب آنے پھر مسلمان ہونے کی امید ہو یا اس کے کسی شر و فساد کو اس کے ذریعہ دفع کیا جاسکتا ہو تو قبول کرنے کی گنجائش ہے۔ (معارف القرآن)

ف۲ آصف بن برخیا:

راجح یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص حضرت سلیمان علیہ السلام کا صحابی اور وزیر آصف بن برخیا ہے جو کتب سماویہ کا عالم اور اللہ کے اسماء اور کلام کی تاثیر سے واقف تھا، اُس نے عرض کیا کہ میں چشم زدن میں تخت کو حاضر کر سکتا ہوں۔ آپ علیہ السلام کسی طرف دیکھے قبل اس کے آپ علیہ السلام اُدھر سے نگاہ ہٹائیں تخت آپ علیہ السلام کے سامنے رکھا ہوگا۔ (تفسیر عثمانی)

ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ

میں شکر کرتا ہوں یا نا شکری! اور جو شکر کرے تو بس شکر کرتا ہے اپنے لئے اور

كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّىْ غَنِىٌّ كَرِيْمٌ ﴿٤٠﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ

جو ناشکری کرے تو میرا رب بے نیاز کریم ہے۔ ولے سلیمان نے کہا کہ صورت بدل ڈالو ملکہ (کی عقل

اَتَهْتَدِىْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿٤١﴾ فَلَمَّا

آزمائی) کے لئے اس کے تخت کی! دیکھیں راہ (شناخت) پاتی ہے یا ان میں ہوتی ہے

جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا

جو راہ نہیں پاتے پس جب وہ آ پہنچی (تو) کہا گیا کہ ایسا ہی ہے تیرا تخت۔ وہ بولی کہ یہ تو گویا وہی ہے۔

الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿٤٢﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ

اور ہم کو تو معلوم ہو چکا تھا پہلے سے اور ہم ہو چکے تھے مسلمان اور بلقیس کو روک رکھا تھا اس چیز نے

تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿٤٣﴾ قِيْلَ

جو وہ پوجا کرتی تھی اللہ کے سوا۔ بیشک وہ کافر لوگوں میں سے تھی بلقیس سے کہا گیا کہ داخل ہو محل

لَهَا ادْخُلِى الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ

میں۔ تو جب اس نے اس کو دیکھا! اسے خیال کیا گہرا پانی! اور کھول دیں اپنی دونوں پنڈلیاں!

سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ

سلیمان نے کہا! یہ تو ایک محل ہے جس میں جڑے ہوتے ہیں شیشے۔ بلقیس بولی! اے میرے

ظَلَمْتُ نَفْسِىْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٤﴾ ع

پروردگار میں نے اپنا ہی نقصان کیا اور میں ایمان لائی سلیمان کے ہمراہ اللہ رب العالمین پر۔

ولے روک رکھتا ہے اور غیر موجود نعمت کا شکار کرتا ہے (یعنی زیادت نعمت کا ذریعہ ہے) شکر کرنے سے صاحب نعمت کی ذمہ داری پوری ہو جاتی ہے وہ حق واجب کر دیتا ہے اور اس کا درجہ عنداللہ اونچا ہو جاتا ہے اور آخرت میں ثواب کا استحقاق پیدا ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کھانے والا شکر ادا کرنے والا (یعنی کھا کر شکر ادا کرنے والا) صابر روزہ دار کی مثل ہے رواہ احمد امام احمد اور ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت سنان بن سنہ کی روایت سے یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے کھانے والے (پھر اس کا) شکر کرنے والے کے لئے اتنا ہی اجر ہے جیسے صابر روزہ دار کا۔ غنی یعنی اس کے شکر سے بے پرواہ ہے کریم یعنی شاکر اور کافر سب کو دیتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۳

دربار بلقیس میں سلیمان علیہ السلام کے خط پہنچنے اور بلقیس کے فیصلہ کو ذکر کیا گیا۔ بلقیس کے تحائف اور ان کی واپسی کا ذکر کیا گیا اور حملہ کی اطلاع کی گئی۔ جنات کے ذریعے بلقیس کے تخت اٹھانے کا پروگرام اور فضل الٰہی سے آن واحد میں تخت کی حاضری کو ذکر فرمایا گیا۔ تخت کے رنگ و روپ میں تبدیلی اور اس کے ذریعے بلقیس کے امتحان کو ذکر فرمایا گیا۔ بلقیس کو توحید کی دعوت اور سلیمان علیہ السلام کی دعا کو بیان فرمایا گیا۔

ع ۳ ۱۸

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

اور ہم نے بھیجا ثمود کی جانب اس کے بھائی صالح کو کہ عبادت کرو اللہ کی

فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿٤٥﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ

پس ناگہاں وہ دو فریق ہو کر لگے جھگڑنے۔ صالح نے کہا کہ اے قوم تم کیوں جلدی مچاتے ہو

بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

برائی کی! بھلائی سے پہلے تم کیوں نہیں استغفار کرتے اللہ سے تاکہ تم پر رحم کیا جائے

تُرْحَمُوْنَ ﴿٤٦﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ

وہ بولے کہ ہم نے تو منحوس پایا تجھ کو اور تیرے ساتھ والوں کو؟ صالح نے کہا کہ تمہاری نحوست

اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَكَانَ فِى الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ

اللہ کے پاس ہے بلکہ تم لوگ آزمائے جاتے ہو اور تھے اس شہر میں نو آدمی کہ فساد کرتے تھے ملک

يُّفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿٤٨﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ

میں اور اصلاح نہ کرتے تھے وہ بولے باہم قسم کھاؤ اللہ کی کہ ہم ضرور رات کو جا پڑیں گے صالح

لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ

اور اس کے گھر والوں کو پھر ہم کہہ دیں گے اس کے وارث سے کہ ہم تو موجود ہی نہ تھے صالح کے گھر

وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٠﴾

والوں کے ہلاک ہوتے وقت اور ہم بیشک سچے ہیں! ف۱ اور وہ لوگ ایک داؤ چلے اور ہم نے بھی ایک

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ

داؤ چلا اور وہ نہیں جانتے اور پس دیکھ کیا ہوا ان کے داؤ کا انجام کہ ہم نے ہلاک کر مارا ان کو اور ان کی قوم کے

ف۱ جھوٹ کی برائی:

اس میں ایک بات یہ قابلِ نظر ہے کہ یہ کفار اور ان میں سے بھی چیدہ بد معاش جو فساد میں معروف تھے یہ سارے کام شرک کفر اور قتل و غارت گری کے کر رہے ہیں اور کوئی فکر نہیں، مگر ان کو بھی یہ فکر لاحق ہوئی کہ ہم جھوٹ نہ بولیں یا جھوٹے قرار نہ دیئے جائیں۔ اس سے اندازہ لگایئے کہ جھوٹ کیسا بڑا گناہ ہے کہ سارے بڑے بڑے جرائم کے مرتکب بھی اپنی شرافتِ نفس اور عزت کی حفاظت کے لئے جھوٹ بولنے پر اقدام نہ کرتے تھے۔ دوسری بات اس آیت میں یہ قابلِ غور ہے کہ جس شخص کو ان لوگوں نے حضرت صالح علیہ السلام کا ولی قرار دیا ہے وہ تو انہی اہلِ صالح میں شامل تھا اس کو قتل کے ارادہ سے کیوں چھوڑ دیا۔ جواب یہ ہے کہ ممکن ہے وہ ولی خاندانی اعتبار سے ولی ہو مگر کافر ہو کافروں کے ساتھ ملا ہوا ہو صالح علیہ السلام اور ان کے متعلقین کے قتل کے بعد وہ ان کے خون کا دعویٰ اپنے نسبی تعلق کی بناء پر کرے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ مسلمان ہی ہو مگر کوئی بڑا آدمی ہو جس کے قتل کرنے سے اپنی قوم میں اختلاف و انتشار کا خطرہ ہو اس لئے اس کو چھوڑ دیا، واللہ اعلم۔

(معارف مفتی اعظم)

أَجْمَعِينَ ﴿٥١﴾ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً

سب کو سو یہ پڑے ہیں ان کے گھر ڈھے ہوئے ان کے ظلم کے باعث۔ بیشک اس قصے میں نشانی ہے

لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٥٢﴾ وَأَنجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿٥٣﴾ وَلُوطًا

ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں اور ہم نے ان کو بچالیا جو ایمان لائے اور ڈرتے تھے اور لوط کو

إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ﴿٥٤﴾ أَئِنَّكُمْ

(ہم نے بھیجا) جب اس نے کہا اپنی قوم سے کہ کیا تم عمل میں لاتے ہو بے حیائی اور تم دیکھتے ہو؟ کیا تم

لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ

دوڑتے ہو مردوں پر شہوت کے ارادے سے عورتوں کو چھوڑ کر؟ کوئی نہیں بلکہ تم لوگ بے سمجھ ہو

تَجْهَلُونَ ﴿٥٥﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ

تو کوئی جواب نہ تھا لوط کی قوم کا اس کے سوا کہ کہنے لگے! نکال باہر کرو لوط کے گھر والوں کو اپنی بستی

لُوطٍ مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ﴿٥٦﴾ فَأَنجَيْنَاهُ

سے! یہ لوگ پاک صاف بننا چاہتے ہیں تو ہم نے بچالیا لوط کو اور اس کے گھر والوں کو مگر اس کی بی بی کو ہم

وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿٥٧﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم

نے اس کو ٹھہرا لیا تھا رہ جانے والوں میں اور ہم نے برسا دیا ان پر برساؤ تو کیا برا برساؤ تھا

مَّطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنذَرِينَ ﴿٥٨﴾ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ

ان کا جنہیں ڈرایا گیا تھا۔ کہہ دے کہ ہر طرح کی تعریف اللہ کو اور سلام اس کے بندوں پر

عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۗ آللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٥٩﴾

جن کو اللہ نے برگزیدہ کیا! ف۱ بھلا اللہ بہتر ہے یا وہ کہ جن کو وہ لوگ شریک ٹھہراتے ہیں

ف۱ مختلف پیغمبروں کے واقعات بیان فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ عقیدہ توحید کے دلائل بیان فرما رہے ہیں جو تمام پیغمبروں کا مشترک اور متفقہ عقیدہ تھا، کائنات میں پھیلی ہوئی قدرت خداوندی کی نشانیوں کی طرف توجہ دلا کر فرمایا جا رہا ہے کہ جو ذات اس کائنات کی تخلیق کر کے اس کا محیر العقول انتظام کر رہی ہے، کیا اسے اپنی خدائی کا نظام چلانے میں کسی اور کی مدد کی ضرورت ہو سکتی ہے؟ یہ توحید کے بارے میں ایک انتہائی بلیغ خطبہ ہے جس کے زور بیان کو کسی ترجمے میں منتقل کرنا ممکن نہیں، تاہم مفہوم ادا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ چونکہ یہ خطبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہی لوگوں تک پہنچنا تھا، اس لئے اس کے شروع میں آپ کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ اس کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام بھیج کر کیا جائے، اور اس طرح یہ ادب سکھایا گیا ہے کہ جب کوئی تقریر کرنی ہو تو اس کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے پیغمبروں پر درود و سلام بھیج کر کیا جائے۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۴

ع ٤ ٤ ١٩

قوم ثمود کو صالح علیہ السلام کی دعوت اور قوم کا پیغمبر علیہ السلام پر حملہ کے پروگرام کو ذکر کیا گیا اور اللہ کی تدبیر کا کامیاب ہونا واضح فرمایا گیا۔ قوم ثمود کے کھنڈرات کو دکھا کر عبرت کی دعوت دی گئی۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو دعوت اور انکار پر عذاب الٰہی کے نزول کو بیان فرمایا گیا۔

سورہ فرقان انیسواں پارہ

سورۃ الفرقان: اگر اس کو لکھ کر باندھ لے تو کوئی موذی جانور اژدھا وغیرہ ایذا نہ پہنچائے اور اگر شریر لوگوں کے درمیان جا پہنچے تو ان کا مجمع منتشر ہو جائے۔ اور کوئی مشورہ اس کا درست نہ ہونے پائے۔

خاصیت آیت ۷۴ برائے دینداری اہل وعیال

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

خاصیت: جو کوئی اس کو ایک مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھ لیا کرے اس کی اولاد اور بیوی دیندار ہو جائیں گے۔ (اعمال قرآنی)

نیز اکابر مشائخ نے اس آیت کو بچوں اور بچیوں کے مناسب رشتوں کیلئے بھی بکثرت پڑھنا مجرب لکھا ہے۔

سورہ شعراء خاصیت آیت ۱۳۰ برائے دم

وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ (پ ۱۹ ع ۱۵) خاصیت: اگر کسی کو زہریلا جانور کاٹے تو جہاں پر کاٹا ہو اس کے گرد انگلی گھماتا ہوا ایک سانس میں سات بار پڑھ کر دم کرے ان شاء اللہ تعالیٰ صحت ہو جائے گی۔ (اعمال قرآنی)

سورۃ الشعراء: اگر کسی شخص کو بچھو، بھڑ وغیرہ نے ڈنگ مارا ہو تو اس سورۃ کی آیت نمبر ۱۳۰ کو پڑھ کر دم کر دے۔ ترکیب یہ ہے کہ متاثرہ جگہ کو چٹکی سے دبائے اور تین مرتبہ پڑھ کر پھونکے پھر سات مرتبہ پھر گیارہ مرتبہ اور پھر اکیس مرتبہ پڑھے۔ ان شاء اللہ تکلیف بالکل دور ہو جائیگی۔

تعارف سورۃ الفرقان: ۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی تھی، اور اس کا بنیادی مقصد اسلام کے بنیادی عقائد کا اثبات اور ان کے بارے میں کفار مکہ کے مختلف اعتراضات کا جواب دینا ہے، نیز اللہ تعالیٰ نے کائنات میں انسان کے لئے جو بیشمار نعمتیں پیدا فرمائی ہیں، انہیں یاد دلا کر اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری، اس کی توحید کے اقرار اور شرک سے علیحدگی کی طرف دعوت دی گئی ہے۔ سورت کے آخر میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی خصوصیات بیان فرمائی گئی ہیں، اور ان کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آخرت میں جو اجر و ثواب رکھا ہے، اس کا بیان فرمایا گیا ہے۔

تعارف سورۃ الشعراء: ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت کے مطابق یہ سورت سورۂ واقعہ (سورت نمبر ۵۶) کے بعد نازل ہوئی تھی۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کا وہ زمانہ تھا جس میں کفار مکہ آپ کی دعوت کی بڑے زور شور سے مخالفت کرتے ہوئے آپ سے اپنی پسند کے معجزات دکھانے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اس سورت کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی بھی دی گئی ہے، اور کائنات میں پھیلی ہوئی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں کی طرف توجہ دلا کر اشارہ فرمایا گیا ہے کہ اگر کسی کے دل میں انصاف ہو اور وہ سچے دل سے حق کی تلاش کرنا چاہتا ہو تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی یہ نشانیاں اس کی توحید کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں، اور اسے کسی اور معجزے کی تلاش کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی ضمن میں پچھلے انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کی امتوں کے واقعات یہ بیان کرنے کے لئے سنائے گئے ہیں کہ ان کی قوموں نے جو معجزات مانگے تھے، انہیں وہی معجزات دکھائے گئے، لیکن وہ پھر بھی نہ مانے جس کے نتیجے میں انہیں عذاب الٰہی کا سامنا کرنا پڑا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ جب منہ مانگے معجزات دیکھنے کے باوجود کوئی قوم ایمان نہیں لاتی تو اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ اس بنا پر کفار مکہ کو مہلت دی جا رہی ہے کہ وہ نت نئے معجزات کا مطالبہ کرنے کے بجائے توحید و رسالت کے دوسرے دلائل پر کھلی آنکھوں سے غور کر کے ایمان لائیں، اور ہلاکت سے بچ جائیں۔

کفار مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کاہن کہتے تھے، کبھی جادوگر اور کبھی آپ کو شاعر کا نام دیتے تھے۔ سورت کے آخری رکوع میں ان باتوں کی مدلل تردید فرمائی گئی ہے، اور کاہنوں اور شاعروں کی خصوصیات بیان کر کے جتایا گیا ہے کہ ان میں سے کوئی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں پائی جاتی۔ اسی ضمن میں آیت: ۲۲۷ نے شعراء کی خصوصیات بیان کی ہیں۔ اسی وجہ سے سورت کا نام شعراء رکھا گیا ہے۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ

بھلا کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور اتارا تمہارے لئے

السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ

آسمان سے پانی، پھر ہم نے اگائے اس سے باغ رونق والے!

لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ

تمہارے بس کی بات نہ تھی کہ تم اُگا دیتے ان کے درختوں کو۔ کیا کوئی اور معبود ہے اللہ کے ساتھ! کوئی نہیں

يَّعْدِلُوْنَ ؕ ﴿۶۰﴾ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَاۤ

وہ لوگ کجروی کرتے ہیں۔ بھلا کس نے بنایا زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور پیدا کر دیں اس کے بیچ

اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ

میں نہریں اور بنا دیئے اس کے لئے پہاڑ اور رکھی دو دریاؤں

حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ ﴿۶۱﴾

میں اوٹ! کیا کوئی اور معبود ہے اللہ کے ساتھ۔ کوئی نہیں بلکہ ان میں بہتیرے جانتے نہیں۔

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ

بھلا کون بیقرار کی فریاد کو پہنچتا ہے۔ جب وہ اس کو پکارتا ہے اور اٹھا دیتا ہے سختی کو

وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا

وٗ اور تم کو بناتا ہے نائب زمین میں کیا کوئی

مَّا تَذَكَّرُوْنَ ؕ ﴿۶۲﴾ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ

اور معبود ہے اللہ کے ساتھ! تم بہت ہی کم غور کرتے ہو۔ بھلا کون تم کو راہ دکھاتا ہے جنگل اور دریا کے

وٗ ایک بے کس و مجبور کا
عجیب واقعہ:

ایک بہت ہی عجیب واقعہ حافظ ابن عساکرؒ نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے ایک صاحب فرماتے ہیں کہ میں ایک خچر پر لوگوں کو دمشق سے زبدانی لے جایا کرتا تھا اور اسی کرایہ پر میری گزر بسر تھی۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے خچر کرایہ پر لیا، میں نے اسے سوار کرایا اور لے چلا، ایک جگہ جہاں دو راستے تھے پہنچے تو اس نے کہا اس راہ چلو میں نے کہا میں اس سے واقف نہیں ہوں سیدھی راہ یہی ہے اس نے کہا نہیں میں پوری طرح واقف ہوں یہ بہت نزدیک کا راستہ ہے میں اس کے کہنے سے اسی راہ چلا تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک لق و دق بیابان میں ہم آ گئے ہیں جہاں کوئی راستہ نظر نہیں آتا نہایت خطرناک جنگل اور بن ہے اور ہر طرف لاشیں پڑی ہوئی ہیں میں سہم گیا۔ وہ مجھ سے کہنے لگا ذرا لگام تھام لو مجھے یہاں اترنا ہے میں نے لگام تھام لی وہ اُترا اور اپنا تہمد اُونچا کر کے کپڑے ٹھیک کر کے چھری نکال کر مجھ پر حملہ کیا، میں وہاں سے سرپٹ بھاگا لیکن اس نے میرا تعاقب کیا اور مجھے پکڑ لیا۔ میں اسے قسمیں دینے لگا لیکن اس نے خیال بھی نہ کیا۔ میں نے کہا اچھا یہ خچر اور کل سامان جو میرے پاس ہے تو لے لے اور مجھے چھوڑ دے۔ اس نے کہا یہ تو میرا ہو ہی چکا لیکن میں تو تجھے زندہ چھوڑنا چاہتا ہی نہیں۔ میں نے اُسے خدا کا خوف دلایا آخرت کے عذابوں کا ذکر کیا لیکن اس چیز نے بھی اس پر کوئی اثر نہ کیا اور وہ میرے قتل پر تلا رہا۔ اب میں مایوس ہو گیا اور مرنے کے لئے تیار ہو گیا اور اس سے بہ منت التجا کی کہ آپ مجھے دو رکعت نماز ادا کر لینے دیجئے، اس نے کہا اچھا جلدی پڑھ لے۔ میں نے نماز شروع کی لیکن خدا کی قسم میری زبان سے قرآن کا ایک حرف نہیں نکلتا تھا یونہی ہاتھ باندھے دہشت زدہ کھڑا ہوا تھا اور وہ جلدی مچا رہا تھا، اسی وقت

الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ

اندھیروں میں اور کون بھیجتا ہے ہوائیں خوشخبری دینے والیاں اپنی

رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۶۳

رحمت کے آگے آگے کیا کوئی اور معبود ہے اللہ کے ساتھ؟ اللہ اس سے بہت بلند ہے جو یہ لوگ شریک کرتے ہیں

اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ

بھلا کون اول بار پیدا کرتا ہے

مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا

خلوق کو پھر اس کو دوبارہ پیدا کرے گا اور کون تم کو رزق دیتا ہے آسمان اور زمین سے کیا کوئی اور معبود ہے اللہ کے ساتھ؟

بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۶۴ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ

کہہ دے کہ پیش کرو اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔ کہہ دے کہ نہیں

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ

جانتے وہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں غیب کو مگر اللہ۔ اور نہ لوگوں کو اس کی خبر ہے

اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۶۵ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۫ قف

کہ کب اٹھا کھڑے کئے جائیں گے بلکہ خاتمہ ہوگیا ان کے علم کا آخرت کے بارے میں

بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫ قف بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ۶۶ ع

بلکہ وہ شک میں پڑے ہوئے ہیں اس کی طرف سے۔ بلکہ وہ آخرت سے اندھے ہیں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا

اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں کہ کیا جب مٹی ہو جائیں گے ہم اور ہمارے باپ

اتفاق سے یہ آیت میری زبان پر آ گئی امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء یعنی خدا ہی ہے جو بے قراری کی بے قراری کے وقت کی دعا کو سُنتا اور قبول فرماتا ہے اور بے بسی بے کسی کو سختی اور مصیبت کو دور کر دیتا ہے پس اس آیت کا زبان سے جاری ہونا تھا جو میں نے دیکھا کہ بیچوں بیچ جنگل میں سے ایک گھوڑے سوار تیزی سے اپنا گھوڑا بھگائے نیزہ تانے ہماری طرف چلا آ رہا ہے اور بغیر کچھ کہے اس ڈاکو کے پیٹ میں اُس نے اپنا نیزہ گھسیڑ دیا جو اس کے جگر کے آر پار ہو گیا، وہ اسی وقت بے جان ہو کر گر پڑا۔ سوار نے باگ موڑی اور جانا چاہا لیکن میں اس کے قدموں سے لپٹ گیا اور بالحاح کہنے لگا خدا کے لئے یہ تو بتلاؤ کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا میں اس کا بھیجا ہوا ہوں جو مجبوروں بے کسوں اور بے بسوں کی دعا قبول فرماتا ہے اور مصیبت و آفت کو ٹال دیتا ہے میں نے خدا کا شکر کیا اور وہاں سے اپنا خچر اور مال لے کر صحیح سالم واپس لوٹا، رحمہ اللہ۔

خلاصہ رکوع ۵

مشرکین بھی خالقیت خداوندی کے قائل ہیں' زمین و آسمان کا نظام اور مظلوم کی فریاد رسی کے سلسلہ میں اللہ کو پکارنے کا بیان فرمایا گیا ہوا بارش کے نظام میں اللہ وحدہ کی قدرت کی طرف متوجہ کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے معبود ہونیکی دلیل ذکر کی گئی۔

۵ ع ۸ ۱

لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ

دادا کیا ہم پھر نکالے جائیں گے وعدہ کیا جا چکا ہے اس کا ہم سے اور ہمارے باپ دادا سے

قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ سِيْرُوْا

پہلے سے! بس یہ تو اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں کہہ دے کہ چلو پھرو

فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۶۹﴾

ملک میں پس دیکھو کیسا انجام ہوا گنہگاروں کا

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِىْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾

اور تو ان پر غمگین نہ ہو اور نہ ہو تنگ دلی میں ان کے مکر کرنے سے ف۱

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۷۱﴾

اور وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہو گا اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ)۔

قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِىْ

کہہ دے کہ شاید تمہارے پیچھے آ لگا ہو کچھ اس میں سے

تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ

جس کی تم جلدی مچا رہے ہو اور تیرا پروردگار تو فضل رکھتا ہے لوگوں پر

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ

و لیکن ان میں بہتیرے شکر نہیں کرتے۔ اور تیرا پروردگار بیشک جانتا ہے

مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَمَا

جو کچھ ان کے سینے چھپا رکھتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔

ف۱ حضور ﷺ کی شفقت:
ہمارے رسول کریم ﷺ تمام انسانوں کے ساتھ جو شفقت و ہمدردی کا جذبہ رکھتے تھے اس کا تقاضا تھا کہ سب کو اللہ کا پیغام سنا کر جہنم سے بچالیں جو لوگ اس پیغام کو قبول نہ کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت صدمہ پہنچتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے غمگین ہوتے تھے جیسے کسی کی اولاد اس کے کہنے کے خلاف آگ میں جارہی ہو اس لئے قرآن نے جابجا رسول اللہ ﷺ کی تسلی کے لئے مختلف عنوانات اختیار فرمائے ہیں۔ سابقہ آیات میں ولا تحزن علیهم ولا تکن فی ضیق مما یمکرون اسی سلسلہ کا ایک عنوان تھا۔ مذکورالصدر آیت میں بھی تسلی کا مضمون دوسرے انداز سے بیان فرمایا ہے کہ آپ کا کام ہے پیغام حق کو پہنچا دینا کا وہ آپ پورا کر چکے ہیں جن لوگوں نے اس کو قبول نہیں کیا اس میں آپ کا کوئی قصور اور کوتاہی نہیں جس پر آپ غم کریں بلکہ وہ اپنی صلاحیت قبول ہی کو کھو چکے ہیں۔ (معارف مفتی اعظم)

مِنْ غَآئِبَةٍ فِی السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ

اور کوئی چیز مخفی نہیں آسمان وزمین میں مگر کہ کتاب ظاہر (یعنی لوح محفوظ) میں

مُّبِیْنٍ ﴿٧٥﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ

موجود ہے۔ بیشک یہ قرآن بیان کرتا ہے بنی اسرائیل پر

اَكْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿٧٦﴾ وَ اِنَّهٗ لَهُدًی

اکثر باتوں کو جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں اور بیشک یہ قرآن ہدایت

وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿٧٧﴾ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ

اور رحمت ہے مسلمانوں کے لئے! تیرا پروردگار فیصلہ فرماتا ہے ان کے آپس کا

بِحُكْمِهٖ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ ﴿٧٨﴾ ۚ فَتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ ؕ

اپنے حکم سے۔ ف۱ اور وہی زبردست سب کچھ جانتا ہے۔ سو تو توکل کر اللہ پر۔

اِنَّكَ عَلَی الْحَقِّ الْمُبِیْنِ ﴿٧٩﴾ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی

بیشک تو صریح حق پر ہے۔ تو نہیں سُنا سکتا مُردوں کو

وَ لَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿٨٠﴾ وَ مَاۤ

اور نہیں سنا سکتا بہروں کو پکارتا جب کہ وہ روگردانی کریں منہ پھیر کر!

اَنْتَ بِهٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا

اور نہ تو راہ دکھا سکتا ہے اندھوں کو اُن کی گمراہی سے (روک کر) بس تو تو اسی کو سناتا ہے

مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿٨١﴾ وَ اِذَا وَقَعَ

جو یقین رکھتا ہو ہماری آیتوں کا پس وہ لوگ فرمانبردار ہیں ف۲ اور جب آ پڑے گا

ف۱ اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ دین حق کیا تھا اور غلط راستہ کیا تھا تو ایسے لوگوں پر کیا افسوس کیا جائے پس نہ آپ ان کی مخالفت کی فکر کیجئے نہ ان کی حالت پر افسوس کیجئے کیونکہ ان کی حالت سمجھانے کے دور سے گزر گئی ہے اب یہ عقلی اور شرعی فیصلہ کو نہ مانیں گے بلکہ عملی فیصلہ کی ضرورت ہے جو خدا کا کام ہے۔

ف۲ اس آیت سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے کہ مردے نہیں سنا کرتے اور اگرچہ یہاں مردوں سے کفار مراد ہیں لیکن تشبیہ جبھی درست ہو گی جب کہ مردے نہ سنتے ہوں لیکن چونکہ بعض احادیث سے مردوں کا قریب جگہ سے سننا نہ کہ دور سے معلوم ہوتا ہے اس لئے بعض علماء نے کہا ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ مردوں کو سننے سنانے سے نفع نہیں ہوتا چنانچہ ظاہر ہے کہ اگر کوئی مردوں کو نصیحت کرے تو بیکار ہے کیونکہ وہ جگہ عمل کی نہیں اور ثواب سے ان کو نفع ہونا یا تلاوت قرآن سے اُنس ہونا یہ دوسری بات ہے اس آیت سے اس کی نفی نہیں ہوتی اور قرینہ اس کا یہ ہے کہ کفار کا بالکل نہ سننا تو مشاہدہ کے خلاف ہے پس یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ وہ بالکل نہیں سنتے بلکہ مقصود یہ ہے کہ کفار کو حق بات سننے سے نفع نہیں ہو سکتا پس یہی مردوں کے نہ سننے سے بھی مراد ہے کہ ان کو سننے سنانے سے نفع نہیں ہوتا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مردے بالکل نہیں سنتے اس کے علاوہ حدیث اور قرآن کے تعارض کا رفع کرنا بھی ضروری ہے اور تعارض اس تقریر سے دفع ہوتا ہے اور بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ حقیقی مردہ تو بدن ہے وہ نہیں سن سکتا مگر اس سے روح کا بھی نہ سننا لازم نہیں آتا۔

الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ

ان پر وعدہ (عذاب تو) ہم نکالیں گے ان کے لئے ایک جانور زمین سے

تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ٨٢ وَيَوْمَ

جو ان سے کلام کرے گا کہ آدمی ہماری آیتوں کا یقین نہیں کرتے تھے اور جس دن

نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا

ہم جمع کریں گے ہر ایک امت میں سے اس گروہ کو جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو

فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ٨٣ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ

پھر وہ مثل بہ مثل کھڑے کئے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ حاضر ہوں گے اللہ فرمائے گا کہ کیا تم نے جھوٹ سمجھا

بِاٰيٰتِىْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ٨٤

میری آیتوں کو حالانکہ تم نے ان کے علم کا احاطہ نہ کیا تھا! یا تم کیا عمل کیا کرتے تھے۔

وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ٨٥

اور ثابت ہوا وعدہ (عذاب) ان پر ان کے ظلم کی وجہ سے تو وہ بول بھی نہ سکیں گے۔

اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ

کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ ہم نے بنائی رات! تاکہ اس میں آرام کریں

مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ٨٦

اور دن کو روشن (بنا دیا) بیشک اس میں لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو یقین کرتے ہیں۔ ف۱

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ

اور جس دن صور پھونکا جائے گا تو گھبرا جائیں گے جو آسمانوں میں ہیں

خلاصہ رکوع ٦

ع ٦ ١٦ ٢ منکرین بعث بعد الموت کیلئے دلیل ذکر کی گئی۔ منکرین کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی فرمائی گئی۔ اہل کتاب کے جھگڑوں کا قیامت کے دن فیصلہ کیا جائے گا۔ قیامت کی ایک نشانی بتائی گئی۔

ف۱ کیونکہ موت کی حقیقت یہ ہے کہ روح کا تعلق بدن سے جدا ہو جائے اور دوبارہ زندہ ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ وہ تعلق پھر لوٹ آئے اور نیند میں بھی وہ تعلق کسی درجہ میں زائل ہو جاتا ہے اور بیداری میں پھر وہ تعلق جو کمزور ہو کر فی الجملہ زائل ہو گیا تھا لوٹ آتا ہے پس نیند اور موت میں اور بیداری اور دوبارہ زندہ ہونے میں پوری مشابہت ہے اور یہ تعلق خدا ہی نے پیدا کیا ہے تو وہ پھر دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے اس کا محال ہونا کسی دلیل سے ثابت نہیں پس اول تو دوسری حیات کا ممکن ہونا خود بدیہی ہے پھر اس کی ایک نظیر رات دن تمہارے ساتھ ہے اس سے اس کا بدیہی ہونا اور زیادہ پختہ ہو گیا پھر دوبارہ زندہ ہونے کے متعلق خدا کی قدرت سے کیا انکار ہو سکتا ہے اور یہ چونکہ عقلی دلیل ہے اس لئے ہر شخص کے لئے عام ہے مگر اس سے نفع ایمان والے ہی حاصل کرتے ہیں کیونکہ وہ غور کرتے ہیں اور دوسرے غور نہیں کرتے۔

وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ اَتَوْهُ

اور جو زمین میں ہیں (سب) مگر جس کو اللہ چاہے ف۱ اور سب حاضر ہو جائیں گے

دٰخِرِیْنَ ﴿۸۷﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِیَ تَمُرُّ

اس کے حضور میں عاجزی سے۔ اور تو دیکھتا ہے پہاڑوں کو خیال کرتا ہے کہ وہ

مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَیْءٍ ؕ

اپنی جگہ جمے ہوئے ہیں اور وہ چلیں گے بادل کے چلنے کی مانند کاریگری اس اللہ کی جس نے مضبوط بنایا ہر شئے

اِنَّهٗ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ

کو بیشک وہ اس سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو جو کوئی نیکی لے کر آئے گا۔ تو اس کو اس سے

خَیْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ یَّوْمَىِٕذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَمَنْ

بہتر (ملے گا)۔ اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے امن میں ہوں گے۔

جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ ؕ هَلْ

اور جو بدی لے کر آیا تو وہ اوندھے منہ ڈالے جائیں گے آگ میں (ان سے کہا جائے گا کہ)

تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ

تم اُسی کی سزا دیئے جاتے ہو جو عمل کیا کرتے تھے (اے محمد کہہ دے کہ)

اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِیْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ

مجھ کو تو یہی حکم ہے کہ میں عبادت کروں اس شہر (مکہ) کے مالک کی جس نے اس کو حرمت دی اور اسی کی ہے ہر چیز!

شَیْءٍ ؗ وَّ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَنْ

اور مجھ کو حکم ہے کہ مسلمانوں میں رہوں۔ اور یہ کہ

ف۱ حضور ﷺ کا فکرِ آخرت:
حضرت زید بن ارقم راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کیسے چین پا سکتا ہوں سینگ (صور) والا تو سینگ منہ میں لئے پیشانی آگے کو جھکائے کان لگائے ہوئے ہے کہ کب اس کو (پھونکنے کا) حکم دیا جاتا ہے صحابہ کو یہ فرمان سن کر بڑی دشواری ہوئی (کہ جب رسول اللہ ﷺ کا یہ حال ہے کہ دل کو کسی وقت سکون میسر نہیں تو ہمارا کیا ٹھکانہ ہے) فرمایا کہو حسبنا اللہ و نعم الوکیل اللہ ہمارے لئے کافی ہے وہی اچھا ذمہ دار ہے۔
احمد حاکم بیہقی اور طبرانی نے حضرت ابن عباس کی روایت سے یہ حدیث اسی طرح بیان کی ہے اور ترمذی حاکم اور بیہقی نے حضرت ابوسعید کی روایت سے بھی یونہی نقل کیا ہے اور ابونعیم نے حضرت جابر کی روایت سے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے۔

شہداء کی فضیلت:
بغوی نے لکھا ہے مستثنیٰ کون لوگ ہوں گے اس کی تعیین میں علماء کے اقوال میں اختلاف ہے حضرت ابو ہریرہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے آیت الا من شاء اللہ کی بابت دریافت کیا گیا تو حضور نے فرمایا وہ شہداء ہوں گے کیونکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ موجود ہیں ان کو فزع لاحق نہ ہوگا۔

أَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ ۚ

پڑھوں قرآن۔ پھر جو کوئی راہ پر آگیا تو بس راہ پر آتا ہے اپنے بھلے کو۔

وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ

اور جو گمراہ ہوا تو کہہ دے کہ بس میں تو ڈر سنانے والوں میں سے ہوں اور کہہ!

الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ

ہر تعریف اللہ کو (سزاوار ہے) وہ عنقریب تم کو دکھائے گا اپنی نشانیاں۔ تو تم ان کو پہچان لوگے اور تیرا پروردگار ان اعمال سے

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ ع

بے خبر نہیں جو تم کر رہے ہو۔ ف۱

سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ قصص مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ نَتْلُوْا

یہ چند آیتیں ہیں روشن کتاب کی ف۲ ہم تجھ کو سناتے ہیں کچھ حال موسیٰ

عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ

اور فرعون کا واقعی ان لوگوں کے لئے

يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِى الْاَرْضِ

جو یقین کرتے ہیں۔ فرعون بڑھ چڑھ رہا تھا ملک میں اور بنا رکھا تھا

ف۱ اعمال کے مطابق بدلہ ملے گا:
وما ربک بغافل عما تعملون اور اے محمد ﷺ آپ کا رب ان کے کسی عمل سے بے خبر نہیں ہے جو یہ کرتے رہتے ہیں یعنی اعمال کے مطابق ہر ایک کو بدلہ دے گا اور وقت مقرر پر دے گا۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۷
گناہگاروں کی تقسیم اور منکرین کے تمام عذر ختم ہونے کا بیان فرمایا گیا اور انہیں رات دن کے نظام میں غور کر کے نیکی دعوت دی گئی۔ صور پھونکنے اور پہاڑوں کی حالت
۷ ذکر فرمائی گئی۔ نیکی اور بدی کا ذکر
ع ۱۱ فرمایا گیا۔ بیت اللہ کی عظمت کو ذکر
۳ کر کے کامل فرمانبرداری کی طرف
متوجہ کیا گیا۔ راہ راست کی ضرورت رہنمائی کے منصب پر شکر کو بیان فرمایا گیا۔

ف۲ سورۂ قصص کا تعارف:
سورۂ قصص مکی سورتوں میں سب سے آخری سورت ہے جو ہجرت کے وقت مکہ مکرمہ اور جحفہ (رابغ) کے درمیان نازل ہوئی۔ بعض روایات میں ہے کہ سفر ہجرت میں جب رسول اللہ ﷺ جحفہ یعنی رابغ کے قریب پہنچے تو جبرئیل امین تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اے محمد ﷺ کیا آپ کو آپ کا وطن جس میں آپ پیدا ہوئے یاد آتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ضرور یاد آتا ہے۔ اس پر جبرئیل امین نے یہ سورت قرآن سنائی جس کے آخر میں آنحضرت ﷺ کو اس کی بشارت ہے کہ انجام کار مکہ مکرمہ فتح ہو کر آپ کے قبضہ میں آئے وہ آیت یہ ہے **ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد** سورۂ قصص میں سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ پہلے اجمال کے ساتھ پھر تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ نصف سورت تک موسیٰ علیہ السلام کا قصہ فرعون کے ساتھ اور آخر سورت میں قارون کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ (مفتی اعظم)

وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ

وہاں کے لوگوں کو الگ الگ گروہ کمزور سمجھ رکھا تھا ان میں سے ایک فرقہ کو!

يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ

ذبح کر ڈالتا تھا ان کے بیٹوں کو اور زندہ رکھتا تھا ان کی عورت ذات (بیٹیوں) کو بیشک

مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴﴾ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا

وہ فساد کرنے والوں میں تھا۔ اور ہمارا ارادہ یہ تھا کہ احسان کریں ان لوگوں پر

فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ

جو کمزور سمجھے گئے تھے ملک میں! اور ان کو سردار بنائیں

الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵﴾ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ

اور ان کو وارث کردیں اور ان کو جمائیں ملک میں اور دکھائیں

فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ﴿۶﴾

فرعون اور ہامان اوران کے لشکروں کو بنی اسرائیل کے ہاتھوں وہ چیز کہ جس کا وہ خطرہ کرتے تھے

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا

اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کی ماں کی طرف کہ تو اس کو دودھ پلائے جا پھر جب

خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا

تو اس پر اندیشہ کرے تو اس کو ڈال دے دریا میں ف۱ اور نہ کچھ خوف کر اور نہ

تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷﴾

غم کر بیشک ہم اس کو پھر پہنچا دیں گے تیری جانب اور اس کو کریں گے پیغمبروں میں سے

ف۱ بغوی نے بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام یوخابذ بنت لاوی تھا اور لاوی حضرت یعقوب کا بیٹا تھا۔ علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ یہ وحی نبوت والی وحی نہیں تھی نہ کوئی عورت نبی ہوئی۔ قتادہ نے اس جگہ اَوْحَيْنَآ کا ترجمہ کیا ہم نے اس کے دل میں ڈال دیا صوفیہ کی اصطلاح میں اسی کو الہام کہتے ہیں الہام ہی کی ایک قسم وہ سچا خواب بھی ہے جس سے دل کو یقین اور اطمینان ہو جائے۔ یہ آیت دلالت کر رہی ہے کہ الہام بھی علم کا ایک ذریعہ ہے اگرچہ اس سے علم ظنی (غیر یقینی) حاصل ہوتا ہے لیکن الہام قلبی اور القاء انہی دلوں کا قابل اعتبار ہوتا ہے جو پاک صاف اور حامل اطمینان ہوں۔ وسوسے اور الہام کا فرق ہی یہ ہے کہ وسوسہ (دل کا کھٹکا) موجب اطمینان نہیں ہوتا اور الہام سے اطمینان قلبی حاصل ہو جاتا ہے اور (صاحب الہام کو اپنی جگہ) قلبی یقین ہو جاتا ہے۔

ان ارضیعہ یعنی موسیٰؑ کی ماں کے دل میں یہ بات ڈال دی اور کہہ دیا کہ جب تک پوشیدہ رکھنا ممکن ہو موسیٰؑ کو دودھ پلاتی رہ۔

موسیٰ علیہ السلام کی والدہ موسیٰ علیہ السلام کو گود میں لئے دودھ پلاتی رہتی تھیں اور وہ نہ روتے تھے نہ حرکت کرتے تھے۔ کذا ذکرالبغوی۔ (تفسیر مظہری)

خاصیت: آیت ۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا

پس اس کو اٹھا لیا فرعون کے لوگوں نے تاکہ آخر کار یہ ہو ان کا دشمن

وَّحَزَنًا ؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا

اور باعث غم! بیشک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر

كَانُوْا خٰطِئِيْنَ ۝٨ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ

خطا کرنے والے تھے اور فرعون کی عورت بولی کہ (یہ بچہ) آنکھوں کی ٹھنڈک ہے

لِّيْ وَلَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ

میرے اور تیرے لئے! ف۱ اس کو مارو نہیں! شاید ہم کو فائدہ پہنچائے یا ہم

وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝٩ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ

اس کو بیٹا بنا لیں اور وہ واقعی حال سے خبردار نہ تھے اور موسیٰ کی

مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ

ماں کا دل بیقرار ہوگیا قریب تھی کہ ظاہر کر بیٹھے تمام قصہ کو اگر

رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝١٠

ہم نہ گرہ دیتے اس کے دل پر تاکہ رہے یقین کرنے والوں میں

وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۫ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ

اور موسیٰ کی ماں نے موسیٰ کی بہن سے کہہ دیا کہ اس کے پیچھے پیچھے چلی جاتو وہ اس کو دور سے دیکھتی

وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝١١ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ

رہی اور ان لوگوں کو خبر نہ ہوئی اور ہم نے بند کر رکھا تھا موسیٰ پر دائیوں کا دودھ پہلے ہی سے۔

ف۱ حضرت آسیہ:

وہب بن منبہ نے بیان کیا جب فرعون کے سامنے صندوقچہ رکھا گیا اور لوگوں نے اس کو کھولا اور اس کے اندر سے موسیٰؑ برآمد ہوئے تو فرعون نے ان کو دیکھ کر کہا یہ تو عبرانی ہے دشمنوں میں سے ہے موسیٰؑ کو دیکھ کر اس کو غصہ آیا اور کہنے لگا یہ لڑکا کیسے بچ گیا فرعون نے ایک اسرائیلی عورت سے نکاح کرلیا تھا جس کو آسیہ بنت مزاحم کہا جاتا تھا یہ عورت بہت نیک تھی اور انبیاء کی نسل سے تھی مسکینوں کے لئے تو ماں تھی ان پر بڑا ترس کھاتی تھی بہت خیرات دیتی تھی، جب آسیہ فرعون کے پاس بیٹھی ہوئی تھی تو اس نے فرعون سے کہا یہ لڑکا تو ایک سال سے زائد کا ہے اور آپ کا حکم اس سال کے لڑکوں کو قتل کرنے کا ہے اس لئے اس کو چھوڑ دیجئے۔ (تفسیر مظہری)

قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ

تو موسیٰ کی بہن بولی کہ میں تم کو پتہ بتاؤں ایک گھرانے کا

يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ﴿۱۲﴾ فَرَدَدْنٰهُ

جو اس بچہ کی پرورش کریں تمہارے لئے اور وہ اس کے بڑے خیر خواہ ہیں! غرض ہم نے پھر پہنچا دیا موسیٰ کو ول

اِلٰٓى اُمِّهٖ كَىْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ

اس کی ماں جانب تا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور رنجیدہ نہ ہو اور تا کہ جان لے کہ

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع وَلَمَّا

اللہ کا وعدہ سچا ہے و لیکن بہتیرے لوگ جانتے نہیں۔ اور جب

بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ

موسیٰ پہنچا اپنی جوانی کو اور پورا ہوا! ہم نے اس کو عطا فرمایا حکم اور علم۔

وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ

اور اسی طرح ہم بدلا دیا کرتے ہیں نیکو کاروں کو۔ اور موسیٰ شہر کے اندر آیا ایسے وقت

عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا

کہ وہاں کے لوگ بے خبر تھے تو پایا وہاں دو آدمیوں کو

رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۫ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ

کہ آپس میں لڑ رہے ہیں! یہ ایک تو اس کی قوم میں کا تھا اور وہ دوسرا اس کے دشمنوں میں سے!

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِىْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِىْ مِنْ

پس موسیٰ سے مدد مانگی اس نے جو اس کی قوم میں کا تھا اس دوسرے شخص پر جو اس کے

ول درمنثور میں ابن جریج سے روایت ہے کہ اس بات سے فرعونیوں کو شبہ ہوا کہ یہ عورت اس بچہ کو پہچانتی ہے تو انہوں نے مجبور کیا کہ بتلاؤ یہ بچہ کس کا ہے ورنہ تم کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ اس کی خیر خواہی کریں گے انہوں نے فوراً ذہانت سے جواب دیا کہ هم له نصحون اس میں لہٗ کی ضمیر سے بادشاہ مراد ہے یعنی وہ لوگ سرکاری خیر خواہ ہیں اور دوسرا جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی طبیعت سے ہر ایک کے خیر خواہ ہیں اس لئے اس بچہ کے بھی خیر خواہ ہوں گے پس ان لوگوں نے ایسے وقت میں کہ دودھ پلانے کی مشکل پڑ رہی تھی اس مشورہ کو غنیمت سمجھا اور اس گھرانے کا پتہ پوچھا انہوں نے اپنی والدہ کا پتہ بتلایا چنانچہ وہ بلائی گئیں اور موسیٰ علیہ السلام ان کی گود میں دیئے گئے جاتے ہی دودھ پینا شروع کر دیا اور ان لوگوں کی اجازت سے چین سے اپنے گھر لے آئیں کبھی کبھی لے جا کر ان کو دکھلا آتیں۔

خلاصہ رکوع ۱

قبطیوں کا بنی اسرائیل پر تسلط اور فساد فی الارض کو ذکر فرمایا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کا نظام اور موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو تسلی دی گئی۔ فرعون کے محل میں آپ علیہ السلام کی پرورش اور والدہ کے دل کی کیفیت کو ذکر کیا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ والدہ کی آغوش میں آنے کو ذکر فرمایا گیا۔

عَدُوِّهٖ ۚ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۖ قَالَ هٰذَا

دشمنوں میں سے تھا۔ تو موسیٰ نے اس (دشمن کے) مکا مارا پس اس کا کام تمام کر دیا۔ بولا! یہ ہوئی

مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ

شیطانی حرکت! ف۱ بیشک شیطان (اور) صریح گمراہ کرنے والا ہے کہا کہ

رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ فَاغْفِرْ لِىْ فَغَفَرَ لَهٗ ۭ

اے میرے پروردگار میں نے اپنے اوپر ظلم کیا تو مجھ کو بخش دے۔ تو اللہ نے اس کو بخش دیا۔

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ

بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے کہا کہ اے میرے پروردگار جیسا کہ تو نے مجھ

عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۷﴾ فَاَصْبَحَ

پر فضل فرمایا پھر میں بھی ہرگز نہ بنوں گا گنہگاروں کا مددگار۔ پھر صبح کو

فِى الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِى اسْتَنْصَرَهٗ

اٹھا موسیٰ شہر میں ڈرتا ہوا خبر لیتا تو ناگہاں وہی شخص جس نے کل موسیٰ سے مدد مانگی تھی

بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ۭ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى اِنَّكَ

موسیٰ کو (اپنی مدد کے لئے پھر) پکار رہا ہے موسیٰ نے اس سے کہا کہ بیشک

لَغَوِىٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِىْ

تو صریح بد راہ ہے پھر جب موسیٰ نے چاہا کہ اس (قبطی) کو پکڑے کہ

هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِىْ

جو اُن دونوں کا دشمن تھا (تو اسرائیلی) بول اٹھا کہ موسیٰ! کیا تو یہ چاہتا ہے کہ مجھ کو بھی مار ڈالے

ف۱ قبطی کے قتل کی قانونی حیثیت:

هذا من عمل الشيطن انه عدو مضل مبين کہا یہ شیطانی حرکت ہوگئی بے شک شیطان (آدمی کا) کھلا ہوا دشمن ہے غلطی میں ڈال دیتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس فعل کو شیطانی حرکت اس لئے قرار دیا کہ اس وقت آپ علیہ السلام کو کافروں کے قتل کرنے کا حکم نہیں تھا اور ان لوگوں کے اندر آپ علیہ السلام محفوظ بھی تھے ان میں سے کسی کو اچانک قتل کر دینا آپ کے لئے جائز نہ تھا۔ لیکن یہ قتل خطأ تھا قصداً نہ تھا اس لئے اس کو عصمت انبیاء کے خلاف نہیں قرار دیا جا سکتا موسیٰ علیہ السلام نے اس فعل کو شیطانی حرکت شمار کیا اور ظلم سمجھا اور پھر استغفار کی اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ علیہ السلام مقرب بندوں میں سے تھے حقیر فروگزاشت کو بھی عظیم گناہ جانتے تھے اہلِ قرب کی یہی حالت ہوتی ہے (اگر ان سے ادنیٰ غلطی ہو جائے تو وہ اس کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں اور پھر استغفار کرتے ہیں)۔

فاغفرلی فغفرله انه هو الغفور الرحیم موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا (کہ تیرے حکم کے بغیر ایک شخص میرے ہاتھ سے مارا گیا) سو میرے اس قصور کو تو معاف فرما دے اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو معاف کر دیا بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ یعنی اللہ نے اپنا حق معاف کر دیا اور قبطی چونکہ معصوم الدم نہ تھا کہ جس کو قتل کرنا موجب قصاص و دیت ہوتا اس لئے وارثوں سے معاف کرانے کی ضرورت ہی نہ تھی نہ (قیامت کے دن) مقتول کے عفو کرنے کی ضرورت ہو گی۔ (تفسیر مظہری)

كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّاۤ اَنْ
جیسے مار چکا ہے ایک شخص کو کل! تو یہی چاہتا ہے
تَكُوْنَ جَبَّارًا فِى الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ
کہ زور ظلم کرتا پھرے ملک میں اور تو نہیں چاہتا کہ میل ملاپ
مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿١٩﴾ وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا
کرنے والا بنے! اور آیا ایک شخص شہر کے پرلے سرے سے
الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۫ قَالَ يٰمُوْسٰۤى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْ
دوڑتا ہوا! اس نے کہا کہ اے موسیٰ اہل دربار مشورہ کر رہے ہیں
تَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّىْ لَكَ مِنَ
تمہارے بارے میں کہ تم کو قتل کر ڈالیں سو تم نکل جاؤ! بیشک میں تمہارا
النّٰصِحِيْنَ ﴿٢٠﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ۫ قَالَ رَبِّ
بھلا چاہنے والا ہوں۔ پس موسیٰ نکلا وہاں سے ڈرتا ہوا خبر لیتا! کہا کہ اے میرے پروردگار
نَجِّنِىْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢١﴾ ۧ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ
مجھ کو نجات دے ان ظالم لوگوں سے اور جب متوجہ ہوا شہر
مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّىْۤ اَنْ يَّهْدِيَنِىْ سَوَآءَ
مدین کی جانب تو کہا! امید ہے کہ میرا پروردگار مجھ کو لے جائے
السَّبِيْلِ ﴿٢٢﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ
سیدھی راہ پر! اور جب پہنچا مدین کے پانی پر! پایا اس پانی پر لوگوں کا

۱ معارف ومسائل:

ولما توجه تلقا مدين مَدْيَن، ملک شام کے ایک شہر کا نام ہے جو مدین بن ابراہیمؑ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ علاقہ فرعونی حکومت سے خارج تھا، مصر سے مدین کی مسافت آٹھ منزل کی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب فرعونی سپاہیوں کے تعاقب کا طبعی خوف پیش آیا، جو نہ نبوت و معرفت کے منافی ہے نہ توکل کے، تو مصر سے ہجرت کا ارادہ کیا اور مَدْیَن کی سمت شاید اس لئے متعین کی کہ مَدْیَن بھی اولاد ابراہیم علیہ السلام کی بستی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اُن کی اولاد میں تھے، اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام بالکل بے سرو سامانی کے ساتھ اس طرح مصر سے نکلے کہ نہ کوئی توشہ ساتھ تھا نہ کوئی سامان اور نہ راستہ معلوم، اسی اضطرار کی حالت میں اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا عسى ربي ان يهديني سواء السبيل، یعنی امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھا راستہ دکھائے گا، اللہ تعالیٰ نے یہ دُعا قبول فرمائی۔ مفسرین کا بیان ہے کہ اس سفر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غذا صرف درختوں کے پتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ سب سے پہلا ابتلاء اور امتحان تھا۔

ع ۲ ۸ ۵

خلاصہ رکوع ۲

موسیٰ علیہ السلام کو علم و حکمت کی عطا اور قبطی کی موت کے سلسلہ میں خدائی نصرت کا اظہار فرمایا گیا۔ راز کا افشا فرعون کا مشورہ اور موسیٰ علیہ السلام کا مدین کی طرف سفر اور بکریوں کو پانی پلانے کو ذکر فرمایا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی دعا اور حضرت شعیب علیہ السلام سے ملاقات، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح وحق مہر جیسے امور کو ذکر فرمایا گیا۔

أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُونَ ۖ وَوَجَدَ مِن دُونِهِمُ

ایک گروہ کہ پانی پلا رہے ہیں اور پایا ان سے ورے دو عورتوں کو

امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ ۖ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۖ قَالَتَا لَا

کہ (اپنی بکریوں کو) روکے کھڑی ہیں۔ موسیٰ نے کہا کہ تمہارا کیا کام ہے؟ وہ بولیں کہ ہم پانی نہیں

نَسْقِي حَتَّىٰ يُصْدِرَ الرِّعَاءُ ۖ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ ﴿٢٣﴾

پلاتے یہاں تک کہ لوٹا جائیں چرواہے (اپنی بکریوں کو) اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے ف۱

فَسَقَىٰ لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰ إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا

تو موسیٰ نے ان کے لئے پلا دیا (ان کی بکریوں کو) پھر ہٹ کر آیا سایہ کی طرف پس کہا کہ اے

أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ ﴿٢٤﴾ فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا

میرے پروردگار تو جو میری طرف نازل فرمائے میں اس کا حاجت مند ہوں پھر موسیٰ کے پاس آئی

تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ قَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ

ان میں سے ایک عورت کہ چلتی تھی شرماتی! کہنے لگی کہ میرے باپ تمہیں بلاتے ہیں تا کہ تم کو

أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۚ فَلَمَّا جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ

اس کی مزدوری دیں جو تم نے ہمارے (جانوروں کو) پانی پلا دیا! ف۲ پھر جب موسیٰ آیا شعیب کے

الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ ۖ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ

پاس اور بیان کیا اس سے تمام قصہ تو شعیب نے کہا کہ خوف نہ کرو تم بچ آئے

الظَّالِمِينَ ﴿٢٥﴾ قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ ۖ إِنَّ

ان ظالم لوگوں سے ان دونوں (لڑکیوں) میں سے ایک بولی کہ ابا جان! ان کو نوکر رکھ لیجئے بیشک بہتر آدمی

ف۱ مطلب یہ تھا کہ ہمارے والد بوڑھے ہونے کی وجہ سے جانوروں کو پانی پلانے نہیں آسکتے، اور ہم چونکہ عورت ذات ہیں، اس لئے مردوں میں گھس کر پانی نہیں پلا سکتیں، اس لئے اس انتظار میں ہیں کہ مرد چلے جائیں اور کنواں خالی ہو جائے تو ہم اپنے جانوروں کو لے جا کر پانی پلائیں۔ واضح رہے کہ ان عورتوں کے والد حضرت شعیب علیہ السلام تھے جنہیں مدین کے لوگوں کی اصلاح کیلئے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا، اور جن کا واقعہ سورہ اعراف، سورہ ہود وغیرہ میں تفصیل سے آچکا ہے۔

اس واقعے سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت خواتین کا کسی کام گھر باہر نکلنا جائز ہے، البتہ اگر مرد وہ کام انجام دے سکتے ہوں تو مردوں ہی کو انجام دینا چاہیے، اسی لئے انہوں نے اپنے آنے کی وجہ یہ بیان کی کہ ہمارے والد ضعیف ہیں، اور گھر میں کوئی مرد نہیں ہے، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواتین سے بات کرنا جائز ہے، خاص طور پر اگر انہیں کسی مشکل میں مبتلا دیکھیں تو ان کی مدد کے لئے ان کا حال پوچھ کر حتی الامکان ان کی مدد کرنی چاہیے، بشرطیکہ کسی فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔ (توضیح القرآن)

ف۲ نیکی پر اُجرت کا مسئلہ:
صحیح فیصلہ یہ ہے کہ تعلیم قرآن یا امامت یا اذان غرض اس عمل پر جو خود عبادت مقصودہ ہے یا عبادت مقصودہ کی شرط ہے اجرت لینا اور ٹھہرانا جائز نہیں ہاں جو امر بجائے خود مباح ہے (عبادت اور نیکی نہیں ہے) اور نیت صالحہ کے بعد وہ طاعت بن جاتا ہے اس کی اجرت لینی اور ٹھہرانی جائز ہے امام شافعی نے تو اذان کی اجرت کو بھی جائز قرار دیا ہے۔ متاخرین حنفیہ نے بھی تعلیم قرآن کی اجرت کو درست مانا ہے۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر مظہری)

خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ﴿۲۶﴾ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ

جو آپ نوکر رکھنا چاہیں وہ ہے جو زور آور (اور) امانت دار ہو ۱ شعیب نے (موسیٰ سے) کہا کہ میں

أَنْ أُنْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَىٰ أَنْ تَأْجُرَنِي

چاہتا ہوں کہ تمہارے نکاح میں دوں اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کو اس شرط پر

ثَمَانِيَ حِجَجٍ ۚ فَإِنْ أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۖ وَمَا

کہ تم میری نوکری کرو آٹھ برس تک پھر اگر تم پورے کر دو دس برس تو تمہارا احسان ہے۔ اور میں

أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ ۚ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ

یہ نہیں چاہتا کہ تم پر مشقت ڈالوں! تم مجھ کو پاؤ گے ان شاء اللہ

مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذَٰلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ ۖ أَيَّمَا

نیک بخت لوگوں میں۔ موسیٰ نے کہا کہ یہ قرار ہو چکا میرے اور تمہارے درمیان! جونسی

الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۖ وَاللَّهُ عَلَىٰ مَا

بھی مدت ان دونوں میں سے پوری کر دوں سو مجھ پر زیادتی نہ ہو۔ اور اللہ اس پر

نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿۲۸﴾ ع فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ

گواہ ہے جو ہم کہہ رہے ہیں پھر جب موسیٰ پوری کر چکا مدت اور لے کر چلا

آنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ نَارًا ۚ قَالَ لِأَهْلِهِ

اپنی بی بی کو! دیکھی کوہ طور کی طرف سے ایک آگ۔ کہا اپنے گھر والوں سے

امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ

کہ تم ٹھہر جاؤ! میں نے آگ دیکھی ہے شاید تمہارے پاس لے آؤں وہاں سے

---

۱ تین زیرک آدمی:
حضرت ابن مسعود نے فرمایا تین آدمی بڑے زیرک اور ہوشیار تھے شعیب کی لڑکی۔ یوسف کا ساتھی جس نے کہا تھا عسیٰ ان ینفعنا اور ابوبکر جنہوں نے اپنی زندگی میں عمر کو خلیفہ بنا دیا۔

اکثر اہل علم نے کہا چھوٹی سے نکاح کرایا تھا جس کا نام صفورہ تھا یہی لڑکی موسیٰ کو بلانے گئی تھی۔ بزار اور طبرانی نے حضرت انس کی روایت سے بھی یہی نقل کیا ہے۔ بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت ابوذر کی مرفوع روایت ہے یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم سے دریافت کیا جائے کہ موسیٰ کا نکاح کس لڑکی سے کرایا تھا تو تم کہہ دینا چھوٹی سے کرایا تھا وہی موسیٰ کے پاس آئی تھی اور اس نے کہا تھا یٰاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ حضرت موسیٰ نے چھوٹی سے ہی نکاح کیا تھا۔ (تفسیر مظہری)

ملازم میں دو صفتیں ہونا چاہئیں ایک کام کی قوت وصلاحیت دوسرے امانتداری۔ ان کے پتھر اُٹھا کر پانی پلانے سے ان کی قوت وقدرت کا اور راستہ میں لڑکی کو اپنے پیچھے کر دینے سے امانتداری کا تجربہ ہو چکا ہے۔

خلاصہ رکوع ۳
تکمیل مدت کے بعد مصر واپسی اور سند نبوت کو ذکر کیا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے فرعون کی مرعوبیت اور موسیٰ علیہ السلام کی تقریر کو بیان فرمایا گیا۔ فرعون کی حماقت اور تکبر و ہلاکت کو ذکر کیا گیا۔ طور و مدین کی تاریخ کی طرف متوجہ فرمایا گیا اور بتایا گیا کہ پیغمبروں کا وجود اللہ کا احسان ہے۔ مشرکین کی حالت اور نفس کی غلامی کی مذمت ذکر فرمائی گئی۔

اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّآ

کچھ خبر یا ایک چنگاری آگ کی (لیتا آؤں) تاکہ تم لوگ تاپو!و۱ پھر جب

اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ

پہنچا آگ کے پاس (تو) آواز آئی میدان کے داہنے کنارے سے

الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ

مبارک جگہ میں درخت کے اندر سے کہ اے موسیٰ میں ہوں میں! اللہ دنیا جہان

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا

کا پروردگار! اور یہ کہ ڈال دے اپنی لاٹھی۔ جب موسیٰ نے اس کو دیکھا پھنپھناتے ہوئے گویا کہ

جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا

وہ سانپ ہے (تو) پھر چلا پیٹھ پھیر کر اور پیچھے کو مڑ کر بھی نہ دیکھا

تَخَفْ ۣ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ

(ہم نے فرمایا کہ) اے موسیٰ! آگے آ اور خوف نہ کر! تجھے کچھ خطرہ نہیں

جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۡ وَّاضْمُمْ

داخل کر اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں کہ نکلے گا سفید بغیر کسی روگ کے

اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ

اور ملا اپنی طرف اپنا بازو خوف سے و۲ پس یہ دو دلیلیں ہیں

رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا

تیرے پروردگار کی طرف سے فرعون اور اس کے درباریوں کی جانب!

و۱ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے دس سال حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پورے کئے تھے اس کے بعد غالباً انہوں نے اپنی والدہ اور دوسرے رشتہ داروں کے پاس مصر جانے کا ارادہ فرمایا، اور یہ سوچا کہ قبطی کے قتل کا قصہ اب بھولا بسرا ہو چکا ہوگا اور واپس مصر جانے میں کوئی خطرہ نہیں رہا۔ (توضیح القرآن)

و۲ خوف کا علاج:
عطاء نے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنا ہاتھ اپنے سے ملا لو تا کہ خوف دور ہو جائے حضرت ابن عباس نے فرمایا موسیٰ کے بعد جو خوف زدہ آدمی بھی اپنا ہاتھ اپنے سینہ پر رکھ لیتا ہے اس کا ڈر جاتا رہتا ہے۔ مجاہد نے کہا جو شخص بھی اپنے دونوں جناح اپنے بدن سے ملا لے گا اس کا خوف دور ہو جائے گا اور جناح پورا ہاتھ ہے۔
بغوی نے لکھا ہے یعنی اپنے خوف کو دور کرو اور اپنے پہلو کو اپنے لئے نرم کر لو خوف زدہ آدمی کا دل دھڑکتا اور بدن لرزتا ہے اسی معنی میں اللہ نے فرمایا ہے۔ (تفسیر مظہری)
لاٹھی کے سانپ بننے اور ہاتھ سے اچانک روشنی نکلنے کے واقعات سے جو طبعی گھبراہٹ ہوئی اس کا علاج بھی اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ جس ہاتھ سے نکالا تھا، اور وہ چمکنے لگا تھا، اسے دوبارہ اپنے جسم سے لپٹا لو، تو گھبراہٹ دور ہو جائے گی۔ (توضیح القرآن)

فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ

بیشک وہ لوگ نافرمان ہیں! موسیٰ نے کہا کہ اے میرے پروردگار میں نے خون کر دیا ہے

اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾ وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا

ان میں سے ایک شخص کا تو میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھ کو مار ڈالیں۔ اور میرا بھائی ہارون

فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ ۡ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ

وہ مجھ سے زیادہ صاف زبان ہے تو اس کو بھیج میرے ساتھ مددگار (بنا کر) کہ وہ میری تصدیق

يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ

کرے مجھ کو خوف ہے کہ وہ مجھے جھٹلانے لگیں! اللہ نے فرمایا کہ ہم قوت دیں گے

لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا

تیرے بازو کو تیرے بھائی سے اور دیں گے تم دونوں کو

وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى

غلبہ پھر وہ لوگ تم تک پہنچ بھی نہ سکیں گے ہماری نشانیوں کے باعث!

بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا

تم اور جو تم دونوں کی پیروی کرے غالب رہو گے ف۱ تو جب موسیٰ اُن کے پاس آیا ہماری کھلی نشانیاں

سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰى

لے کر! وہ لگے کہنے کہ بس یہ تو ایک جادو ہے جوڑا ہوا اور ہم نے تو یہ سنا نہیں اپنے اگلے باپ دادوں

رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ

میں اور موسیٰ نے کہا کہ میرا پروردگار خوب جانتا ہے جو ہدایت لے کر آیا ہے اس کے۔ پاس سے

ف۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعا اور فرعون کی مرعوبیت: حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابتدا میں حضرت موسیٰؑ کے دل پر فرعون کا بہت خوف تھا پھر آپ جب اسے دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَدْرَأُ بِکَ فِیْ نَحْرِهٖ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهٖ اے اللہ! میں تجھے اس کے مقابلہ میں کرتا ہوں اور اس کی بُرائی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل سے رُعب وخوف ہٹا لیا اور فرعون کے دل میں ڈال دیا۔ پھر تو اس کا یہ حال ہو گیا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی اس کا پیشاب خطا ہو جاتا تھا۔ یہ دونوں معجزے یعنی عصائے موسیٰ اور ید بیضا دے کر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اب فرعون اور فرعونیوں کے پاس رسالت لے کر جاؤ اور بطور دلیل یہ معجزے پیش کرو اور ان فاسقوں کو راہِ خدا تعالیٰ دکھاؤ۔ (ابن کثیر)

تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾

اور جس کا انجام بخیر ہوتا ہے۔ بے شک نہیں فلاح پاتے ستم گار۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ

اور فرعون نے کہا کہ اے دربار والو! مجھ کو معلوم نہیں تمہارا کوئی

اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ

معبود اپنے سوا۔ تو آگ لگا میرے لئے اے ہامان مٹی کو پھر تیار کر

لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ

میرے لئے ایک محل تاکہ میں جھانکوں موسیٰ کے معبود کو

لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ

اور میں تو اس کو جھوٹا ہی گمان کرتا ہوں۔ اور تکبر کرنے لگے فرعون اور اس کے لشکر

فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا

ملک میں ناحق ف۱ اور انہوں نے گمان کیا کہ وہ ہماری طرف لوٹائے

لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي

نہ جائیں گے۔ تو ہم نے دھر پکڑا اُس کو اور اُس کے لشکروں کو پھر اُن کو پھینک

الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ

مارا دریا میں پس دیکھ کیسا ہوا ظالموں کا انجام اور ہم نے ان کو

اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا

سردار بنایا کہ بلاتے تھے دوزخ کی طرف اور قیامت کے دن ان کو

ف۱ بڑائی فقط اللہ کی ہے: حق بمعنی استحقاق برحق بڑا ہونا اسی کو زیبا ہوتا ہے جس سے بڑا اور اس کے برابر بلکہ اس کی نسبت سے کچھ کم بھی کوئی دوسرا بڑا نہ ہو اور ایسا صرف خدا تعالیٰ ہے (اس کی بڑائی سے کسی کی کوئی نسبت ہی نہیں نہ زیادتی کی نہ برابری کی نہ کمی کی۔ درحقیقت وہی بڑا ہے کبریائی کے آخری درجہ پر پہنچا ہوا اسی لئے اللہ نے فرمایا بڑائی میری چادر ہے اور بزرگی میری ازار (یعنی عظمت و کبریائی میرا ہی لباس ہے) جو شخص بھی اس لباس کو مجھ سے کھینچے گا (اور اتار کر خود پہننا چاہے گا) میں اس کو دوزخ میں پھینک دوں گا۔ رواہ احمد وابو داؤد وابن ماجہ بسند صحیح عن ابی ہریرۃ وابن ماجہ عن ابن عباس۔ حاکم نے صحیح سند سے حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے حدیث مذکوران الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے بڑائی میری چادر ہے جو بھی میری چادر کو مجھ سے کھینچے گا میں اس کو توڑ دوں گا۔ (ہلاک کر دوں گا) سمویہ نے حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں جو شخص مجھ سے دونوں میں سے کسی کو بھی کھینچے گا میں اس کو عذاب دوں گا۔ (تفسیر مظہری)

يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِىْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ
مدد نہ ملے گی۔ اور ہم نے ان کے پیچھے اس دنیا میں پھٹکار لگادی
وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾ ع وَلَقَدْ
اور قیامت کے دن ان پر برائی ہے۔ اور ہم نے عطا فرمائی
اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْ بَعْدِ مَا اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ
موسیٰ کو کتاب اس کے بعد کہ ہم ہلاک کر چکے اگلی امتوں کو!
الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ
دلیلیں لوگوں کے لئے اور ہدایت اور رحمت تاکہ وہ
يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِىِّ اِذْ قَضَيْنَآ
نصیحت پکڑیں۔اور (اے محمد)تو موجود نہ تھا مغربی جانب جب ہم نے
اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ لا
بھیجا موسیٰ کی جانب حکم اور نہ تو حاضرین میں تھا
وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ
لیکن ہم نے پیدا کیں بہتیری امتیں پھر ان پر دراز ہوئی ان کی عمر
وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِىْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ
اور نہ تو رہتا تھا مدین والوں میں کہ ان پر پڑھتا ہماری
اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ
آیتیں ولیکن ہم رسول بھیجنے والے رہے ہیں۔ف۱ اور تو نہ تھا طور کے کنارے

ع ۱۴ / ۷

خلاصہ رکوع ۴

انصاف پسند اہل کتاب کو دوہرے اجر کی بشارت دی گئی اور اہل علم کے اوصاف ذکر کیئے گئے۔مشرکین کا عذر اور اس کا جواب ذکر کیا گیا اور اللہ کے عذاب سے ڈرنے کی تلقین کی گئی اور عذاب الٰہی کیلئے قانون قدرت کو بیان کیا گیا اور دنیاوی سامان کا فانی ہونا بیان کیا گیا۔

ف۱ خواب غفلت سے بیداری کا انتظام:

یعنی موسیٰ علیہ السلام کو مدین جا کر جو واقعات پیش آئے اُن کا اس خوبی وصحت سے بیان تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا اُس وقت تم شانِ پیغمبری کے ساتھ وہیں سکونت پذیر تھے اور جس طرح آج اپنے وطن مکہ میں اللہ کی آیات پڑھ کر سنا رہے ہو، اُس وقت ''مدین والوں کو سناتے ہو گے حالانکہ یہ چیز صریحاً منفی ہے۔بات صرف اتنی ہے کہ ہم ہمیشہ سے پیغمبر بھیجتے رہے ہیں جو دنیا کو غفلت سے چونکاتے اور گذشتہ عبرتناک واقعات یاد دلاتے رہیں۔اسی عام عادت کے موافق ہم نے اس زمانہ میں تم کو رسول بنا کر بھیجا کہ پچھلے قصے یاد دلاؤ۔اور خواب غفلت سے مخلوق کو بیدار کرو۔اس لئے ضروری ہوا کہ ٹھیک واقعات کا صحیح علم تم کو دیا جائے اور تمہاری زبان سے ادا کرایا جائے۔(تفسیر عثمانی)

الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ

جب ہم نے آواز دی لیکن یہ مہربانی ہے تیرے پروردگار کی تا کہ تو ڈراوے

قَوْمًا مَّآ اَتٰهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ

ان لوگوں کو جن کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تجھ سے پہلے تا کہ وہ

يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا

نصیحت پکڑیں ف۱ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ان پر آپڑے مصیبت

قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا

ان کرتوتوں کے بدلے جو آگے بھیج چکے ان کے ہاتھ پس کہنے لگیں کہ اے ہمارے پروردگار تو نے

رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾

کیوں نہ بھیج دیا ہماری جانب کوئی رسول تا کہ ہم پیروی کرتے تیری آیتوں کی اور ہو جاتے مسلمان

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ

(تو ہم رسول نہ بھیجتے) پھر جب اُن کے پاس پہنچا حق ہماری طرف سے لگے کہنے کہ کیوں نہ

اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ

ملا اس پیغمبر کو جیسا کہ ملا تھا موسیٰ کو! کیا یہ کفر نہیں کر چکے اس کا

اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۟ وقف

جو موسیٰ کو ملا تھا پہلے! کہنے لگے کہ دونوں جادو ہیں ایک دوسرے کے موافق

وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ

اور کہنے لگے کہ ہم دونوں کو نہیں مانتے۔ کہہ دے کہ اچھا تم لاؤ کوئی کتاب اللہ کی طرف سے

ف۱ سابقہ کتابوں کا مطالعہ:

حدیث میں یہ واقعہ معروف ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے اس کی اجازت طلب کی کہ وہ تورات میں جو نصائح وغیرہ ہیں ان کو پڑھیں تا کہ ان کے علم میں ترقی ہو، اس پر رسول اللہ ﷺ نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ اگر اس وقت موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو اُن کو بھی میرا ہی اتباع لازم ہوتا (جس کا حاصل یہ ہوتا ہے، کہ آپ کو صرف میری تعلیمات کو دیکھنا چاہیے، تورات وانجیل کا دیکھنا آپ کے لئے درست نہیں۔ مگر اس کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ تورات کا جو اس وقت اہلِ کتاب کے پاس نسخہ تھا وہ تحریف شدہ تھا اور زمانہ ابتداء اسلام کا تھا جس میں نزول قرآن کا سلسلہ جاری تھا، اس وقت آنحضرت ﷺ نے قرآن کی مکمل حفاظت کے پیش نظر اپنی احادیث لکھنے سے بھی بعض حضرات کو روک دیا تھا کہ ایسا نہ ہو لوگ قرآن کے ساتھ احادیث کو جوڑ دیں، ان حالات میں کسی دوسری منسوخ شدہ آسمانی کتاب کا پڑھنا پڑھانا ظاہر ہے کہ احتیاط کے خلاف تھا، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مطلقاً تورات و انجیل کے مطالعے اور پڑھنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ ان کتابوں کے وہ حصے جو رسول اللہ ﷺ سے متعلق پیشین گوئیوں پر مشتمل ہیں ان کا مطالعہ کرنا اور نقل کرنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت اور معروف و مشہور ہے حضرت عبداللہ بن سلام اور کعب احبار اس معاملہ میں سب سے زیادہ معروف ہیں۔ دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی ان پر نکیر نہیں کیا، اس لئے حاصل آیت کا یہ ہو جائے گا کہ تورات وانجیل میں جو غیر محرف مضامین اب بھی موجود ہیں اور بلاشبہ بصائر ہیں، ان سے استفادہ درست ہے مگر ظاہر ہے

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ

جو ان دونوں سے ہدایت میں بہتر ہو کہ میں اس کی پیروی کروں اگر تم

صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا

سچے ہو۔ پس اگر یہ لوگ تیرے کہنے کے موافق نہ کر لائیں تو

يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ

جان لے کہ بس وہ اپنی خواہشات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور اس سے زیادہ گمراہ کون جو پیچھے

بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ

پڑا اپنی خواہش کے بغیر راہ بتائے اللہ کے! بیشک اللہ نہیں ہدایت دیا کرتا

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ

ظالم لوگوں کو۔ اور ہم پے در پے ان کے لئے یہ قرآن لائے

يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ

تاکہ وہ نصیحت پکڑیں جن لوگوں کو ہم نے عنایت فرمائی کتاب اس سے پہلے

هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ

وہ قرآن پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جب وہ ان پر پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر یقین لائے!

اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾

بیشک یہ برحق ہے ہمارے ربّ کی طرف سے بیشک ہم اس سے پہلے بھی مسلمان تھے ف۱

اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ

یہی ہیں جن کو ان کا دوہرا اجر دیا جائے گا اس وجہ سے کہ انھوں نے صبر کیا

کہ ان سے استفادہ صرف ایسے ہی لوگ کر سکتے ہیں جو محرف اور غیر محرف میں فرق کر سکیں اور صحیح و غلط کو پہچان سکیں وہ علماء ماہرین ہی ہو سکتے ہیں، عوام کو بیشک اس سے اجتناب اس لئے ضروری ہے کہ وہ کسی مغالطے میں نہ پڑ جائیں، یہی حکم اُن تمام کتابوں کا ہے جس میں حق کے ساتھ باطل کی آمیزش ہے کہ عوام کو ان کے مطالعہ سے پرہیز کرنا چاہیے علماء ماہرین دیکھیں تو مضائقہ نہیں۔ (معارف مفتی اعظم)

ف۱ حضرت نجاشیؓ کی رعایا کے چند لوگ:

ابن ابی حاتم نے بروایت سعید بن جبیر بیان کیا ہے کہ جب حضرت جعفرؓ اور آپکے رفقاء نجاشی کے پاس پہنچے تو نجاشی نے انکی میز بانی کی اور اچھا سلوک کیا جب یہ لوگ لوٹنے لگے تو نجاشی کی حدود مملکت میں رہنے والوں

خلاصہ رکوع ۵

ع ۵ / ۸

مومن وکافر میں امتیاز اور مشرکین کا عذر لنگ کو ذکر کیا گیا۔ آخرت کی کامیابی کیلئے ایمان و عمل صالح کو ذکر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے نشانہائے قدرت کو ذکر کرکے حق واضح فرمایا گیا۔

النصف

نے نجاشی سے کہا ہم کو اجازت دیجئے کہ (ہم ان کیساتھ جائیں اور) سمندر میں انکی خدمت کریں اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر تجدید عہد کریں (نجاشی نے اجازت دیدی) وہ لوگ اپنے ملک سے روانہ ہوکر خدمت گرامی میں حاضر ہو گئے احد، حنین اور خیبر کی لڑائیوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ شریک ہوئے لیکن ان میں سے کوئی شہید نہیں ہوا اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گزارش کی کہ ہم کو اپنے دیس کو جانیکی اجازت مرحمت فرما دیجئے اپنے ملک میں ہمارے پاس مال ہے ہم وہاں سے مال لا کر مہاجرین کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ مہاجرین سخت محنت (ناداری) میں مبتلا ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دیدی وہ لوگ چلے گئے پھر مال لیکر آئے اور مہاجرین کو تقسیم کیا، اللہ نے انہیں کے بارے

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاِذَا

اور بدی کا دفعیہ کرتے ہیں نیکی سے اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب

سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ

بیہودہ بات سنتے ہیں (تو) اس سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ہم کو

اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿۵۵﴾

ہمارے عمل اور تم کو تمہارے عمل! تم پر سلام ہے! ہم جاہلوں کی صحبت نہیں چاہتے ١

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ

(اے محمد) تو ہدایت نہیں دے سکتا جس کو چاہے لیکن اللہ ہدایت دیتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَقَالُوْٓا

جسے چاہے اور وہی خوب جانتا ہے راہ پر آنے والوں کو اور کہنے لگے

اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ

کہ اگر ہم ہدایت کی پیروی کریں تیرے ساتھ تو ہم اُچک لئے جاویں اپنے ملک سے!

اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ

کیا ہم نے ان کو جگہ نہیں دی حرم امن والے میں کہ کھنچے چلے آتے ہیں اس کی طرف

كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾

ہر جنس کے پھل! رزق ہماری طرف سے! لیکن ان میں بہتیرے جانتے نہیں۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۢ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ

اور ہم نے بہتیری ہلاک کر ماریں بستیاں جو اترا چلی تھیں اپنی گزران میں۔ تو اب یہ

میں یہ آیت نازل فرمائی۔
بغوی نے سعید بن جبیر وغیرہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ انہیں کے بارے میں اللہ نے آیات اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ سے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ تک نازل فرمائیں۔

١ سلام علیکم اس سے مراد سلام تحیت و دعا نہیں بلکہ سلام ترک مراد ہے مطلب ہم گالیاں نہیں دیں گے برا نہیں کہیں گے۔ تم کو جواب نہیں دیں گے۔ لا نبتغی الجھلین یعنی ہم جاہلوں کا دین نہیں چاہتے تمہارے مذہب کو پسند نہیں کرتے بعض کے نزدیک یہ مطلب ہے کہ ہم جاہلوں کے ساتھ رہنا نہیں چاہتے۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا ہے ہم جاہلوں میں سے ہونا نہیں چاہتے یعنی تم ہم کو گالیاں دیتے ہو برا کہتے ہو اگر جواب میں ہم بھی تم کو گالیاں دیں گے تو تمہاری طرح جاہل ہو جائیں گے اور ہم ایسا ہونا نہیں چاہتے ہم جاہلوں میں سے ہو جانے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔
بغوی نے لکھا ہے یہ حکم اس وقت تھا جب جہاد کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ میں کہتا ہوں بغوی کا یہ قول واقعہ نزول کے مطابق نہیں ہے کیونکہ اس آیت کا نزول یا حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے حق میں ہوا یہ حضرات تو ہجرت کے بعد اسلام لائے تھے یا ان حبشیوں کی بابت ہوا جو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نجاشی کے پاس سے آئے تھے ان کی آمد بھی ٦ھ میں غزوہ خیبر کے وقت ہوئی تھی یا چالیس نجرانیوں اور آٹھ شامیوں کے متعلق نزول ہوا۔ یہ واقعہ بھی ہجرت کے بعد کا ہے اور اس وقت کا جب جہاد کا حکم آ چکا تھا۔ (تفسیر مظہری)

مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ؕ
ان کے گھر ہیں کہ ان میں کوئی بھی نہیں بسا ان کے بعد مگر تھوڑے۔

وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ۝۵۸ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى
اور ہم ہی وارث ہوئے اور تیرا پروردگار کسی بستی کو ہلاک کرنے والا نہیں

حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ
جب تک نہ بھیج دے ان کے بڑے شہر میں کوئی رسول جو ان پر پڑھے ہماری

اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا
آیتیں۔ وا اور ہم بستیوں کو ہلاک کرنے والے نہیں مگر جب کہ وہاں کے لوگ

ظٰلِمُوْنَ ۝۵۹ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ
ظالم ہوں۔ اور جو کچھ بھی تم کو دیا گیا ہے سو فائدہ ہے زندگانی

الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ؕ
دنیا کا اور یہیں کی رونق ہے۔ اور جو اللہ کے ہاں ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۶۰ ع اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ
تو کیا تم لوگ سمجھتے نہیں۔ و۲ بھلا وہ شخص جس سے ہم نے عمدہ وعدہ کیا ہے پس وہ

لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ
اس کو پانے والا ہے اس شخص کے برابر ہوسکتا ہے جس کو ہم نے پہنچادیا فائدہ دنیا کی زندگی کا پھر وہ

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ۝۶۱ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ
قیامت کے دن ان میں سے ہوگا جو حاضر کئے جائیں گے اور جس دن اللہ ان کو پکارے گا

وا اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کے انبیاء اور رُسُل عموماً بڑے شہروں میں مبعوث ہوتے ہیں وہ چھوٹے قصبات و دیہات میں نہیں آتے کیونکہ ایسے قصبات و دیہات عادۃً شہر کے تابع ہوتے ہیں اپنی معاشی ضروریات میں بھی اور تعلیمی ضروریات میں بھی، اور شہر میں جو بات پھیل جائے اس کا تذکرہ ملحقہ قصبات و دیہات میں خود بخود پھیل جاتا ہے۔ (معارف مفتی)

صحیحین میں حضور ﷺ کا ارشاد مروی ہے کہ میں تمام سیاہ و سفید کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اسی لئے نبوت و رسالت کو آپ ﷺ پر ختم کردیا۔ آپ ﷺ کے بعد سے قیامت تک نہ کوئی نبی آئے گا نہ رسول۔ کہا گیا ہے کہ مُراد اُم القری سے اصل اور بڑا قریہ ہے۔ (ابن کثیر)

خلاصہ رکوع ٦

قارون کا تذکرہ اور اس کی متکبرانہ زندگی کو ذکر کر کے نصیحت فرمائی گئی۔ قارون کی سرکشی اور عبرت انگیز ہلاکت کو ذکر فرمایا گیا۔

ع ٦ ١٠ ٩

و۲ عقلمند کون؟

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے مال و جائیداد کے متعلق یہ وصیت کر کے مرجائے کہ میرا مال اس شخص کو دے دیا جائے جو سب سے زیادہ عقلمند ہو تو اس مال کے مصرف شرعی وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت و طاعت میں مشغول ہوں، کیونکہ عقل کا تقاضا یہی ہے اور دنیاداروں میں سے سب سے زیادہ عقل والا وہی ہے۔ یہی مسئلہ فقہ حنفیہ کی مشہور کتاب دُرمختار باب الوصیت میں بھی مذکور ہے۔ (معارف مفتی)

فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٦٢﴾ قَالَ

پس فرمائے گا کہ کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کا تم دعوے کیا کرتے تھے؟ کہیں گے

الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا ج

وہ لوگ جن پر ثابت ہو چکا حکم ف۱ (عذاب کا) اے ہمارے پروردگار یہ لوگ ہیں جن کو ہم نے بہکایا!

أَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ج تَبَرَّأْنَآ إِلَيْكَ مَا كَانُوٓا إِيَّانَا

ہم نے ان کو بہکایا جیسے خود بہکے تھے! ہم (ان سے) بیزار ہوتے ہیں تیرے آگے! یہ لوگ ہم کو

يَعْبُدُونَ ﴿٦٣﴾ وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ

نہیں پوجتے تھے۔ ف۲ اور کہا جائے گا کہ پکارو اپنے شریکوں کو پس وہ ان کو

فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ ج لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا

پکاریں گے تو وہ ان کو جواب بھی نہ دیں گے اور دیکھ لیں گے عذاب کو (اور تمنا کریں گے) کاش وہ

يَهْتَدُونَ ﴿٦٤﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَآ أَجَبْتُمُ

راہِ راست پر ہوتے۔ اور جس دن ان کو پکارے گا پس فرمائے گا کہ کیا جواب دیا تم نے

الْمُرْسَلِينَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ

پیغمبروں کو؟ پس ان پر اندھا دھند ہو جائیں گی خبریں اُس دن تو وہ آپس میں بھی پوچھ گچھ

لَا يَتَسَآءَلُونَ ﴿٦٦﴾ فَأَمَّا مَن تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ صٰلِحًا

نہ کریں گے ف۳ سو جس نے توبہ کرلی اور ایمان لے آیا اور عمل نیک کئے

فَعَسٰٓى أَن يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿٦٧﴾ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ

تو امید ہے کہ وہ فلاح پانے والوں میں ہوا اور تیرا پروردگار کرتا ہے جو چاہتا ہے

ف۱ ان سے مراد بھی وہی شیاطین ہیں جن کو نفع نقصان کا مالک سمجھ کر کافر لوگ ان کی عبادت کرتے تھے۔ اور بات پوری ہونے سے مراد اللہ تعالٰی کا یہ ارشاد ہے کہ جو شیاطین دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں، انہیں آخر کار دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالٰی کے فرمان کے مطابق ان شیاطین کے دوزخ میں جانے کا وقت آچکا ہوگا، اس وقت وہ یہ بات کہیں گے۔ (توضیح القرآن)

ف۲ یعنی جس طرح ہم نے اپنے اختیار سے گمراہی اختیار کی، ان لوگوں نے بھی اپنے اختیار سے گمراہی اپنائی، ورنہ ہم نے ان پر کوئی زبردستی نہیں کی تھی کہ یہ ضرور ہماری بات مانیں۔ (توضیح القرآن)

ف۳ بیضاوی نے لکھا ہے کہ اس روز ڈر کے مارے جب پیغمبر جواب میں لڑکھڑائیں گے اور جواب کو اللہ کے علم کے سپرد کردیں گے (اور کہیں گے کہ تو جانتا ہے تیرے علم میں ہے کہ ہم نے ان کو شرک کا حکم نہیں دیا وغیرہ) تو کافر لوگ کس گنتی میں ہوں گے۔ وہ کیا کہہ سکیں گے۔ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُونَ وہ آپس میں سوال نہیں کریں گے دہشت اور خوف کی وجہ سے پوچھنے کی بھی ہمت نہ ہوگی یا اس خیال سے نہیں پوچھیں گے کہ جس سے سوال کیا جائے گا وہ بھی سائل کی طرح (لاجواب) ہوگا پھر پوچھنے کا کیا حاصل۔ (تفسیر مظہری)

مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

اور جسے چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے! اُن لوگوں کے ہاتھ اختیار نہیں۔ وا اللہ پاک ہے

وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۶۸ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ

اور بہت بلند ہے اس سے جو یہ شریک بتاتے ہیں اور تیرا پروردگار جانتا ہے

صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝۶۹ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

جو کچھ ان کے سینے چھپاتے ہیں اور جو کچھ یہ ظاہر کرتے ہیں اور وہی اللہ ہے کوئی

هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِى الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَلَهُ الْحُكْمُ

معبود نہیں اس کے سوا۔ اسی کی تعریف ہے دنیا اور آخرت میں اور اُسی کے ہاتھ حکم ہے

وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۷۰ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ

اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ کہہ! بھلا دیکھو تو سہی اگر کئے رہے اللہ

عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ

تم پر رات ہمیشہ کو قیامت کے دن تک (تو) کون معبود ہے

اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۝۷۱

اللہ کے سوا کہ تمہارے پاس لے آئے روشنی! تو کیا تم سنتے نہیں

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا

کہہ! بھلا دیکھو تو سہی اگر اللہ کئے رہے تمہارے اوپر دن ہمیشہ کو

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ

قیامت کے دن تک (تو) کون معبود ہے اللہ کے سوا کہ تمہارے پاس لے آوے رات کو

وا فضیلت کا معیارِ صحیح

اختیارِ خداوندی ہے:

حافظ ابن قیم نے اس آیت سے ایک عظیم الشان ضابطہ اخذ کیا ہے کہ دنیا میں جو ایک جگہ کو دوسری جگہ پر یا ایک چیز کو دوسری چیز پر فضیلت دی جاتی ہے یہ اُس چیز کے کسب و عمل کا نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ وہ بلاواسطہ خالق کائنات کے انتخاب و اختیار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اُس نے سات آسمان پیدا کئے ان میں سے سماءِ عُلیا کو دوسروں پر فضیلت دے دی حالانکہ مادہ ساتوں آسمانوں کا ایک ہی تھا۔ پھر اُس نے جنت الفردوس کو دوسری سب جنتوں پر اور جبرئیل و میکائیل و اسرافیل وغیرہ خاص فرشتوں کو دوسرے فرشتوں پر، اور انبیاء علیہم السلام کو دوسرے سارے بنی آدم پر اور اُن میں سے اولوالعزم رسولوں کو دوسرے انبیاء پر اور اپنے خلیل ابراہیم اور حبیب محمد مصطفےٰ ﷺ کو دوسرے سب اولوالعزم رُسولوں پر، پھر اولادِ اسماعیل علیہ السلام کو دوسری ساری دنیا کے لوگوں پر پھر قریش کو اُن سب پر اور بنی ہاشم کو سب قریش پر اور سید ولد آدم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو سب بنی ہاشم پر پھر اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دوسرے اسلاف اُمت کو دوسروں پر فضیلت دینا یہ سب حق تعالیٰ جل شانہٗ کے انتخاب واختیار کا نتیجہ ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں مدارِ فضیلت دو چیزیں ہیں ایک غیر اختیاری ہے جو صرف حق تعالیٰ کا انتخاب ہے دوسرا اختیاری جو اعمالِ صالحہ اور اخلاقِ فاضلہ سے حاصل ہوتا ہے علامہ ابن قیم نے اس موضوع پر بڑا تفصیلی کلام کیا ہے اور آخر میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے خلفاء راشدین کو تمام دوسرے صحابہ پر اور خلفاء راشدین میں

تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ

کہ تم اس میں آرام پاؤ! تو کیا تم دیکھتے نہیں؟ اور اپنی رحمت سے

جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ

اُس نے بنا دیئے تمہارے لئے رات اور دن تاکہ تم اس میں آرام بھی کرو

وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾

اور تلاش بھی کرو اس کا فضل ولے اور تاکہ تم شکر کرو

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ

اور جس دن اُن کو پکارے گا پس فرمائے گا کہ کہاں ہیں میرے

كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ

وہ شریک جن کا تم دعویٰ کیا کرتے تھے اور ہم نکال لیں گے ہر فرقے میں سے

شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ

ایک گواہ۔ پھر ہم کہیں گے کہ پیش کرو اپنی دلیل! اس وقت وہ جان لیں گے کہ حق

لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ ع اِنَّ

بجانب اللہ ہے اور اُن سے گئی گزری ہو جائیں گی وہ باتیں جو یہ بنایا کرتے تھے

قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۖ

قارون موسیٰ کی قوم سے تھا پھر وہ ان پر ظلم کرنے لگا۔

وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ

اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دے رکھے تھے کہ اس کی کنجیوں سے

صدیق اکبران کے بعد عمر بن خطاب ان کے بعد عثمان غنی ان کے بعد علی مرتضی رضی اللہ عنہم کی ترتیب کو ان دونوں معیاروں سے ثابت کیا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک مستقل رسالہ فارسی زبان میں اس موضوع پر ہے۔ جس کا اُردو ترجمہ احقر نے بنام بعض التفصیل لمسئلۃ التفضیل شائع کر دیا ہے اور احکام القرآن سورۃ قصص میں بھی اس کو بزبان عربی مفصل لکھ دیا ہے۔ اہلِ علم کے ذوق کی چیز ہے وہاں مطالعہ فرمائیں۔ (معارف مفتی رحمۃ اللہ علیہ)

ولے یہ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم انعام کا تذکرہ ہے کہ اس نے رات کے وقت کو سکون حاصل کرنے کا ذریعہ بنا دیا، اندھیرا طاری کر کے سب کو مجبور کر دیا کہ وہ اس وقت آرام کریں، ورنہ یہ ممکن نہیں تھا کہ سب لوگ کسی ایک وقت پر متفق ہو کر اسے آرام کا وقت قرار دے دیتے، اور نتیجہ یہ ہوتا کہ ایک شخص آرام کرنا چاہتا تو دوسرا اس وقت کام کرنا چاہتا ہے، اور اس کے کام میں مشغول ہونے سے پہلے شخص کے آرام میں خلل واقع ہوتا۔ اسی طرح دن کے وقت کو اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل تلاش کرنے

ع ۱۵ ۷

خلاصہ رکوع ۷

۱۰ اصل خوش بختی اور نیکی کے سلسلہ میں خدائی مشفقانہ قانون ذکر فرمایا گیا۔ منصب نبوت کا رحمت خداوندی ہونا اور آخرت میں سب کی خدائی عدالت میں حاضری کو ذکر فرمایا گیا۔

یعنی روزی روزگار کمانے کا وقت بنا دیا، تاکہ اس وقت سب کام میں لگیں، اگر تمام وقت دن رہتا تو سکون حاصل کرنا مشکل ہوتا، اور اگر تمام وقت رات رہتی تو سارے کام ناممکن ہو جاتے۔ (توضیح القرآن)

بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ ۖ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا
تھکتے تھے کئی زور آور مرد! ف۱ جب اس سے کہا اس کی قوم نے کہ
تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ﴿٧٦﴾ وَابْتَغِ فِيمَا
اتر امت! بیشک اللہ پسند نہیں کرتا اترانے والوں کو۔ اور طلب کر اس
آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۖ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ
(مال) میں جو تجھ کو اللہ نے دیا ہے آخرت کے گھر کو اور مت بھول اپنا حصہ
الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ
دنیا سے اور تو بھی احسان کر جیسے اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی اور خواہاں نہ ہو
الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٧٧﴾
فساد کا ملک میں! بے شک اللہ نہیں پسند کرتا فساد کرنے والوں کو
قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ۚ أَوَلَمْ
قارون بولا کہ یہ (مال) تو مجھ کو ایک علم سے ملا ہے جو میرے پاس ہے۔ کیا
يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ
اس نے جانا نہیں کہ اللہ ہلاک کر چکا اس سے پہلے بہتیری امتوں کو جو اس سے زیادہ تھیں
مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْأَلُ
قوت میں اور جمع والی تھیں۔ اور نہیں پوچھا جایا کرتا گنہگاروں سے ان کے
عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ﴿٧٨﴾ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي
گناہوں کی بابت! غرض قارون نکلا اپنی قوم پر

ف۱ یعنی ان سے بدقت اٹھتی تھیں تو جب کنجیاں اس کثرت سے تھیں تو ظاہر ہے کہ خزانے بہت ہی ہوں گے بعض کم عقلوں کو کنجیوں کے مضمون میں اشکال ہوا ہے لیکن اگر تھوڑا غور کیا جائے تو عادۃً بھی یہ بات کچھ بعید نہیں مثلاً اگر کنجیاں اٹھانے والی جماعت دس آدمیوں کی مان لی جائے جیسا کہ بعض اہل لغت نے عصبہ کے یہی معنے بیان کئے ہیں اور ایک ایک آدمی کے لئے پانچ پانچ سیر کا وزن فرض کیا جاوے تو جس طرح کنجیوں کو لے کر چلنے کا طریقہ ہے کہ ہاتھ میں یا جیب میں یا کمر بند وغیرہ میں رکھی جاتی ہیں یقیناً اتنی وزنی کنجیوں کو لے کر چلنا تکلف کا محتاج ہوگا پھر لوہا وغیرہ ٹھوس چیزیں گو وزن میں کم ہوں ان کا اٹھانا ویسے بھی بہ نسبت دوسری چیزوں کے تکلیف کا محتاج ہوتا ہے گو وزن دونوں کا برابر ہو اور ایک ایک کنجی ایک ایک تولہ کی مانی جاوے تو ایک ایک آدمی کے حصہ میں چار سو کنجیاں آتی ہیں اور دس آدمیوں کے مقابلہ میں چار ہزار کنجیاں ہوتی ہیں اگر ایک کنجی ایک ایک صندوق کی بھی جائے تو چار ہزار صندوق ہوئے اور ایک امیر کبیر کے پاس چار ہزار صندوق نقد مال سے بھرے ہوئے ہونا کوئی بعید بات نہیں یقیناً اتنے روپے والے اب بھی ہوں گے۔

٢٦ زِيۡنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيۡنَ يُرِيۡدُوۡنَ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا

آرائش میں! لگے کہنے وہ لوگ جو طالب تھے دنیا کی زندگی کے

يٰلَيۡتَ لَنَا مِثۡلَ مَاۤ اُوۡتِىَ قَارُوۡنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوۡ حَظٍّ

کہ اے کاش ہم کو بھی ملے جیسا کچھ قارون کو ملا ہے! بے شک قارون

عَظِيۡمٍ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ وَيۡلَكُمۡ

بڑا صاحب نصیب ہے اور بولے وہ لوگ جن کو علم ملا تھا کہ تم پر افسوس! اللہ کا

ثَوَابُ اللّٰهِ خَيۡرٌ لِّمَنۡ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا

ثواب بہتر ہے اس کے لئے جو ایمان لایا اور نیک عمل کئے ف۱ اور یہ بات

يُلَقّٰٮهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوۡنَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفۡنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ

ان ہی کے دل میں پڑتی ہے جو صبر کرنے والے ہیں۔ پھر ہم نے دھنسا دیا قارون کو اور اس کے

الۡاَرۡضَ قف فَمَا كَانَ لَهٗ مِنۡ فِئَةٍ يَّنۡصُرُوۡنَهٗ مِنۡ

گھر کو زمین میں۔ پس اس کے لئے کوئی جماعت نہ ہوئی جو اس کی مدد کرتی

دُوۡنِ اللّٰهِ ق وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُنۡتَصِرِيۡنَ ﴿۸۱﴾ وَاَصۡبَحَ

اللہ کے سوا اور نہ وہ خود بدلا لے سکا ف۲ اور ہر صبح کو لگے کہنے وہ لوگ جو تمنا کرتے تھے

الَّذِيۡنَ تَمَنَّوۡا مَكَانَهٗ بِالۡاَمۡسِ يَقُوۡلُوۡنَ وَيۡكَاَنَّ

اس کے مرتبہ کی کل شام کہ ارے خرابی! یہ تو اللہ فراخ کرتا ہے روزی

اللّٰهَ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ وَيَقۡدِرُ ۚ

جس کی چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اور تنگ کردیتا ہے۔

ف۱ دانا اہل علم کی نصیحت:

یعنی سمجھدار اور ذی علم لوگوں نے کہا کہ کم بختو اس فانی چمک دمک میں کیا رکھا ہے جو ریجھے جاتے ہو۔ مومنین صالحین کو اللہ کے ہاں جو دولت ملنے والی ہے اس کے سامنے یہ ٹیپ ٹاپ محض ہیچ اور لاشے ہے اتنی بھی نسبت نہیں جو ذرہ کو آفتاب سے ہوتی ہے۔

اور جن لوگوں کو (دین کا) علم عطا کیا گیا تھا انہوں نے کہا ارے تمہارا بُرا ہو اللہ کے گھر کا ثواب (ہزار درجہ) بہتر ہے جو ان لوگوں کو ملے گا جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور (کامل طور پر) انہی لوگوں کو دیا جائے گا جو (حرص وطمع سے) اپنے آپ کو روکنے والے ہیں۔

اوتو العلم یعنی جو لوگ اس ثواب سے واقف تھے جس کا وعدہ اللہ نے مومنوں سے کیا ہے انہوں نے ان تمنا کرنے والوں سے کہا۔ ویلکم لفظ ویل مصدر ہے اس کا معنی ہے ہلاکت۔ یہ فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے یعنی تم مرو۔ ہلاک ہو جاؤ۔ حقیقت میں اس لفظ کا مفہوم ہے بددعا لیکن اس کا استعمال ناپسندیدہ کام سے روکنے اور زجر کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ قارون نے زکوٰۃ کا انکار کردیا:

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا گیا (اور حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو وہ حکم سنایا) تو قارون نے ماننے سے انکار کردیا آخر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک فی ہزار کی شرط پر قارون سے مصالحت کرلی قارون نے وعدہ کرلیا کہ ہزار دینار میں ایک دینار ہزار درہم میں ایک درہم اور ہزار بکریوں میں ایک بکری مدزکوٰۃ میں ادا کرے گا جب قارون اس اقرار کے بعد اپنے گھر پہنچا اور حساب لگایا تو بڑی رقم ہوگئی اور اس کے دل نے اتنا کثیر مال دینے کی اجازت نہیں دی۔

لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا

اگر نہ احسان فرماتا اللہ ہمارے اوپر تو ضرور ہم کو بھی دھنسا دیتا! ارے خرابی!

يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ٨٢ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا ع ٨ ٧ ١١

یہ تو فلاح نہیں پاتے کافر۔ وہ آخرت کا گھر ہے جو ہم اُن کو دیں گے

لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ

جو نہیں چاہتے تکبر کرنا ملک میں اور نہ فساد! اور انجام

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ٨٣ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ

بخیر پرہیزگاروں ہی کا ہے۔ ف١ جو شخص آوے نیکی لے کر تو اس کے لئے اس سے

خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ

بہتر ہے۔ اور جو کوئی بدی لے کر آوے تو جن لوگوں نے بُرے

عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ٨٤ اِنَّ الَّذِىْ

عمل کئے ہیں وہی سزا پاویں گے جو وہ کیا کرتے تھے (اے محمد) جس اللہ نے نازل فرمایا تیرے

فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ قُلْ

اوپر قرآن وہ ضرور تجھ کو پھیر لانے والا ہے پہلی جگہ کہہ دے

رَّبِّىْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِىْ

کہ میرا پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون ہدایت لے کر آیا ہے اور کون

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ٨٥ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ

صریح گمراہی میں پڑا ہے ف٢ اور تجھ کو توقع نہ تھی کہ تیری جانب اتاری جائے گی

ف١ تواضع کرنے والا حاکم:
عطاء نے کہا لوگوں پر جبر اور چیرہ دستی نہیں کرتے اور ان کو حقیر نہیں جانتے حسن نے کہا حاکموں اور سرداروں کے پاس عزت و مرتبہ کے طلب گار نہیں ہوتے۔ حضرت علی نے فرمایا اس آیت کا نزول ان حاکموں کے متعلق ہوا جو باوجود قدرت کے تواضع کرتے ہیں۔ آپ کا مقصد یہ ہے کہ جو حاکم اور صاحب قدرت متواضع ہوتا ہے وہ ملک میں خود اونچا اٹھنے (اور سب پر فوقیت حاصل کرنے) کا خواستگار نہیں ہوتا۔ (تفسیر مظہری)

ف٢ شانِ نزول:
کفار مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا تم کھلی ہوئی گمراہی میں ہو اس کے جواب میں اللہ نے آیت ذیل نازل فرمائی۔ (تفسیر مظہری)

الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ

کتاب مگر مہربانی (ہوئی) تیرے پروردگار کی طرف سے۔ پس تو نہ ہو مددگار

ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ

کافروں کا اور ایسا نہ ہو کہ وہ تجھ کو روک دیں اللہ کی آیتوں (کی تبلیغ) سے

اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا

اس کے بعد کہ وہ تیری جانب اتر چکیں اور بلا اپنے پروردگار کی طرف اور نہ

تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا

ہو مشرکوں میں اور نہ پکار اللہ کے ساتھ دوسرا معبود! کوئی معبود نہیں اس کے سوا و

وقف لازم

اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۟ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا

سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں مگر اس کی ذات!

ع ۹ ۱۲ الثلثان

وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾

اسی کی حکومت ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — تِسْعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعٍ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا

کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ چھوٹ جائیں گے اتنا کہہ کر کہ

اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴿۲﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ

ہم ایمان لے آئے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا! ؁۲ اور ہم نے آزمایا تھا اُن لوگوں کو جو ان سے

؁۲ شانِ نزول:

شانِ نزول اس آیت کا اگرچہ از روئے روایات وہ صحابہ ہیں جو ہجرتِ مدینہ کے وقت کفار کے ہاتھوں ستائے گئے، مگر مراد عام ہے ہر زمانے کے علماء و صلحاء اور اولیاء امت کو مختلف قسم کی آزمائشیں پیش آتی ہیں اور آتی رہیں گی، (قرطبی) (معارف مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ)

خاصیت: مکمل سورہ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ

پہلے تھے پس اللہ معلوم کرے گا ان لوگوں کو جو سچے ہیں اور ضرور معلوم کرے گا

الْكٰذِبِيْنَ ۝۳ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ

جھوٹوں کو! ف۱ کیا یہ سمجھ رکھا ہے ان لوگوں نے جو بُرے عمل کرتے ہیں

السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝۴ مَنْ كَانَ

کہ ہم سے چڑھ جاویں گے! کیا برا حکم کرتے ہیں۔ جو شخص امید رکھتا ہے

يَرْجُوْا لِقَاۗءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ۭ وَهُوَ

اللہ سے ملنے کی تو اللہ کا وعدہ تو ضرور آنے والا ہے اور وہ

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۵ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ

سننے والا جاننے والا ہے۔ اور جو شخص محنت اٹھاتا ہے تو بس اپنے ہی لئے

لِنَفْسِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶ وَالَّذِيْنَ

محنت اٹھاتا ہے۔ بیشک اللہ دنیا جہان کے لوگوں سے بے نیاز ہے اور جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ

ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہم ضرور اُن سے دُور کر دیں گے

سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۷

اُن کے گناہ اور ضرور ان کو بدلا دیں گے بہتر سے بہتر کاموں کا۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۭ وَاِنْ

اور ہم نے حکم دیا انسان کو اس کے ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنے کا۔ اور (یہ کہہ دیا) اگر

ف۱ چنانچہ جو سچے اعتقاد سے مسلمان ہوتے ہیں وہ ان امتحانات میں ثابت قدم رہتے ہیں بلکہ اور زیادہ پختہ ہو جاتے ہیں اور جو دفع الوقتی کے لئے مسلمان ہو جاتے ہیں وہ ایسے وقت میں اسلام کو چھوڑ بیٹھتے ہیں تو یہ ایک حکمت ہے امتحان کی۔

اللہ کے جان لینے کا مطلب:

اللہ تعالیٰ کو تو ہر انسان کا صادق یا کاذب ہونا اس کے پیدا ہونے سے پہلے بھی معلوم ہے، امتحانات اور آزمائشوں کے جان لینے کے معنی یہ ہیں کہ اس امتیاز کو دوسروں پر بھی ظاہر فرما دیں گے، اور حضرت سیدی حکیم الامت تھانویؒ نے اپنے شیخ مولانا محمد یعقوب صاحبؒ سے اس کی توجیہ یہ بھی نقل فرمائی ہے کہ بعض اوقات عوام کے درجہ علم پر تنزل کر کے بھی کلام کیا جاتا ہے، عام انسان مخلص اور منافق میں فرق آزمائش ہی کے ذریعہ معلوم کرتے ہیں، ان کے مذاق کے مطابق حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ان مختلف قسم کے امتحانات کے ذریعہ ہم یہ جان کر رہیں گے کہ کون مخلص ہے کون نہیں، حالانکہ اس کے علم میں یہ سب پہلے ازل سے ہے، واللہ اعلم۔ (معارف مفتی اعظم)

اللہ تو ہمیشہ سے جانتا ہے سچوں کو بھی اور جھوٹوں کو بھی اس لئے حصول علم مقصود نہیں ہے بلکہ اس کے علم ازلی کا سچوں کی سچائی اور کاذبوں کے جھوٹ سے بالفعل (بعد العمل) تعلق پیدا کرنا مقصود ہے تاکہ سچے ایمان والے جھوٹے منافقوں سے ممتاز ہو کر الگ ہو جائیں اور ان سے ثواب یا عذاب کا تعلق ہو جائے۔ (تفسیر مظہری)

جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ

ماں باپ تیرے ساتھ کوشش کریں کہ تو شریک ٹھہرائے میرا ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں ول

فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

تو ان کا کہنا نہ ماننا میری طرف تم کو لوٹ کر آنا ہے تو میں تم کو بتاؤں گا جو تم

تَعْمَلُوْنَ ۝٨ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ

کیا کرتے تھے اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہم ان کو ضرور داخل

فِی الصّٰلِحِيْنَ ۝٩ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ

کریں گے نیک بندوں میں۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر۔

فَاِذَآ اُوْذِیَ فِی اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ

پھر جب اس کو ایذا پہنچتی ہے اللہ کی راہ میں تو ٹھہرا لیتا ہے لوگوں کی ایذا دہی کو اللہ کے عذاب کی

اللّٰهِ ؕ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا

مانند۔ اور اگر آپہنچے مدد تیرے پروردگار کی طرف سے! کہنے لگیں کہ

كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِیْ صُدُوْرِ

ہم تو تمہارے ساتھ تھے۔ بھلا کیا اللہ اس سے بخوبی واقف نہیں

الْعٰلَمِيْنَ ۝١٠ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ

جو جہان والوں کے دلوں میں ہے۔ اور اللہ ضرور معلوم کرے گا

الْمُنٰفِقِيْنَ ۝١١ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا

منافقوں کو اور کہنے لگے کافر لوگ مسلمانوں سے کہ تم ہماری

ول حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی والدہ کی بھوک ہڑتال:

مسلم۔ ترمذی۔ بغوی۔ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کی روایت سے بیان کیا ہے (حضرت سعد بن ابی وقاص عشرہ مبشر میں سے تھے سابقین اولین میں سے تھے اپنی ماں کے بڑے فرمانبردار اور اطاعت گزار تھے آپ کے باپ کا نام مالک تھا اور قبیلہ بنی زہرہ کے ایک ممتاز (شخص تھے) حضرت سعد سے ان کی ماں حمنہ بنت ابوسفیان بن عبدالشمس نے کہا تو نے یہ کیا نئی بات نکال رکھی ہے جب تک تو اس کا انکار نہیں کرے گا اس وقت تک بخدا میں نہ کھانا کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی یہاں تک کہ یونہی مرجاؤں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی فرمانبرداری (جائز) نہیں۔ رواہ احمد والحاکم وصحح عن عمران۔ صحیحین اور سنن ابو داؤد اور نسائی میں حضرت علی کی روایت سے آیا ہے کہ اللہ کی نافرمانی میں کسی کی فرمانبرداری (جائز) نہیں (والدین کی) اطاعت تو اچھے کاموں میں (لازم) ہے۔

بغوی نے لکھا ہے اس آیت کے نزول کے بعد حضرت سعد کی ماں نے ایک دن رات یا تین دن بغیر کھائے پیے گزار دیئے سعد ماں کے پاس گئے اور کہا اماں اگر تیری سو جانیں ہوں اور ایک ایک جان نکل جائے تب بھی میں اپنا مذہب نہیں چھوڑوں گا تیرا دل چاہے کھا نہ چاہے نہ کھا جب ماں ناامید ہوگئی تو اس نے کھانا پینا شروع کردیا۔ (تفسیر مظہری)

سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ

راہ چلو اور ہم اٹھا لیں تمہارے گناہ! حالانکہ یہ اٹھانے والے نہیں

مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَيَحْمِلُنَّ

ان کے گناہوں میں سے کچھ بھی! بلاشک وہ جھوٹے ہیں۔ اور وہ ضرور

اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ز وَلَيُسْـَٔلُنَّ

اٹھائیں گے اپنے بوجھ اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ بھی۔ اور ضرور ان سے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا — ع ۱ ۱۳ ۱۳

پوچھ گچھ ہوگی قیامت کے دن ان باتوں کی جو وہ بنایا کرتے تھے۔ اور ہم نے بھیجا نوح کو

اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ

اس کی قوم کی جانب تو وہ ان میں رہا پچاس برس کم ایک

عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ

ہزار برس پھر ان لوگوں کو پکڑا طوفان نے اور وہ ظالم تھے۔ اور ہم نے بچا لیا

وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾

نوح کو اور کشتی والوں کو اور ہم نے بنایا کشتی کو نشان دنیا جہان کے لئے

وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ

اور ابراہیم کو (ہم نے بھیجا) جب اس نے کہا اپنی قوم سے کہ عبادت کرو اللہ کی

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

اور اس سے ڈرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو بس تم تو عبادت کرتے ہو اللہ کے

خلاصہ رکوع ۱

ایمان میں امتحان کا ضروری ہونا اور سابقہ انبیاء اور ان کے متبعین کی آزمائشوں کی حکمت کو ذکر فرمایا گیا۔ موذی کفار کو عذاب کی وعید سنائی گئی۔ والدین کی اطاعت کی حد اور حق پر ثابت قدم رہنے والوں کا اجر ذکر کیا گیا۔ منافقین کی حالت اور کفار کے جھوٹے دعوؤں کو ذکر کیا گیا۔

اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ

سوائے بتوں کی اور جھوٹی باتیں بناتے ہو ف۱ بیشک جن کو پوجتے ہو اللہ کے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ

سوائے وہ مالک نہیں تمہاری روزی کے تو تم طلب کرو اللہ کے پاس

اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾

روزی اور اسی کی عبادت کرو اور اس کا شکر کرو اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ ف۲

وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا

اور اگر تم جھٹلاؤ تو جھٹلا چکی ہیں بہتیری امتیں تم سے پہلے! اور

عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ

رسول کے ذمہ تو صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔ کیا انھوں نے دیکھا نہیں

يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

کہ کیونکر اللہ اوّل پیدا کرتا ہے خلق کو پھر اس کو دوبارہ پیدا کرے گا! بیشک یہ اللہ پر

يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ

آسان ہے۔ کہہ دے کہ چلو پھرو ملک میں پھر دیکھو اللہ نے کیونکر شروع کیا

الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى

پیدائش کو پھر اللہ ہی اٹھائے گا آخری اُٹھانا! بیشک اللہ

كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ

ہر چیز پر قادر ہے عذاب دے جسے چاہے اور رحم فرمائے

ف۱ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت:

یعنی جھوٹے عقیدے تراشتے ہو اور جھوٹے خیالات و اوہام کی پیروی کرتے ہو، چنانچہ اپنے ہاتھوں سے یہ بُت بنا کر کھڑے کر لئے ہیں جنہیں جھوٹ موٹ خدا کہنے لگے۔ (تفسیر عثمانی)

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر تم اہل علم میں سے ہوتو ایسا کرو یعنی اگر تم خیر وشر کو جانتے ہو اور حق کا باطل سے امتیاز کرتے ہو یا یہ مطلب ہے کہ اگر تم علمی نظر رکھتے ہو اور تعصب وضد سے تمہاری نظر پاک ہے یا یہ مطلب ہے کہ اگر تم ان لوگوں میں سے ہو جو اہل علم وتمیز ہیں تو تم سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہوگی کہ اللہ کی عبادت اور اس کے عذاب کا خوف اس مذہب سے بہتر ہے جس پر تم چل رہے ہو۔ (مظہری)

ف۲ معیشت کی اہمیت:

حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں ''اکثر خلق روزی کے پیچھے ایمان دیتی ہے۔ سو جان رکھو کہ اللہ کے سوا روزی کوئی نہیں دیتا وہی دیتا ہے اپنی خوشی کے موافق لہذا اُس کے شکر گزار بنو اور اسی کی بندگی کرو۔ وہیں تم کو لوٹ کر جانا ہے، آخر اُس وقت کیا منہ دکھاؤ گے۔ (تفسیر عثمانی)

يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيۡهِ تُقۡلَبُوۡنَ ﴿۲۱﴾ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ

جس پر چاہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور نہ تم عاجز کرسکتے ہو

فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ۚ وَمَا لَـكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ

زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ تمہارے لئے اللہ کے سوائے

اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ﴿۲۲﴾ ع وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِ

کوئی حمایتی ہے اور نہ مددگار۔ اور جنہوں نے نہ مانا اللہ کی آیتوں کو

اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖۤ اُولٰٓـئِكَ يَئِسُوۡا مِنۡ رَّحۡمَتِىۡ وَاُولٰٓـئِكَ

اور اس کے ملنے کو وہی لوگ نا امید ہوئے میری رحمت سے اور وہی ہیں

لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۲۳﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوۡمِهٖۤ اِلَّاۤ

جن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ تو کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا اس کے سوا

اَنۡ قَالُوا اقۡتُلُوۡهُ اَوۡ حَرِّقُوۡهُ فَاَنۡجٰٮهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ

کہ لگے کہنے! اس کو مار ڈالو یا اس کو جلا دو! ف۱ تو اس کو اللہ نے بچالیا آگ سے

اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۲۴﴾ وَقَالَ اِنَّمَا

بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔ اور ابراہیم نے کہا

اتَّخَذۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَوۡثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيۡنِكُمۡ فِى

کہ بس تم نے بنا رکھے ہیں اللہ کے سوا بُت آپس کی محبت کے

الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۚ ثُمَّ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكۡفُرُ بَعۡضُكُمۡ

باعث دنیا کی زندگی میں! پھر قیامت کے دن منکر ہوجائے گا ایک

خلاصہ رکوع ۲

نوح علیہ السلام کی دعوت طوفان کو ذکر کیا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت اور معبودان باطلہ کی عاجزی ذکر کی گئی۔ بعث بعد الموت کی دلیل دی گئی۔ منکرین کی مایوسی رحمت کو بیان کیا گیا قوم ابراہیم کا انتظام اور قدرت خداوندی سے اہل حق کی کامیابی کو بیان کیا گیا۔ لوط علیہ السلام کا ایمان لانا اور ہجرت کیساتھ قوم کو دعوت اور ان کے جواب پر لوط علیہ السلام کی دعا کو بیان کیا گیا۔

۲ ع ۱۴

ف۱ قوم ابراہیم کی دہشت گردی:

یعنی ابراہیم کی تمام معقول باتیں اور دلائل و براہین سُن کر جب اُن کے ہم قوم جواب سے عاجز ہوئے تو قوت کے استعمال پر اُتر آئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ یا تو قتل کر کے ایک دم ان کا قصہ ہی تمام کر دو اور یا آگ میں جلاؤ شاید تکلیف محسوس کر کے اپنی باتوں سے باز آجائے تو نکال لیں گے ورنہ راکھ کا ڈھیر ہوکر رہ جائے گا۔ (تفسیر عثمانی)

بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۡ وَّمَاْوٰىكُمُ

دوسرے کا اور لعنت کرے گا ایک دوسرے کو اور تمہارا ٹھکانہ

النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۲۵ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ

آگ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں ۱؎ تو ایمان لے آیا ابراہیم پر لوط

وَقَالَ اِنِّىْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّىْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ

اور کہا کہ میں ہجرت کرتا ہوں اپنے پروردگار کی طرف! بیشک وہی زبردست

الْحَكِيْمُ ۝۲۶ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا

حکمت والا ہے۔ اور ہم نے عطا فرمایا ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب اور رکھی اس کی

فِىْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِى

اولاد میں پیغمبری اور کتاب اور ہم نے اس کو دیا اس کا اجر

الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۲۷

دنیا میں اور بیشک وہ آخرت میں نیک لوگوں میں سے ہے

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ

اور لوط کو (ہم نے بھیجا) جب اس نے کہا اپنی قوم سے کہ تم لوگ مرتکب ہوتے ہو ایسی

الْفَاحِشَةَ ۡ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ

بے حیائی کے جو تم سے پہلے کسی نے بھی دنیا کے لوگوں میں

الْعٰلَمِيْنَ ۝۲۸ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ

نہیں کی کیا تم دوڑتے ہو مردوں پر اور راہ مارتے ہو

۱؎ امت محمدیہ میں انقلابات:

حدیث میں ہے کہ ہجرت کے بعد کی ہجرت حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت گاہ کی طرف ہوگی۔ اُس وقت زمین پر بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جنہیں زمین تھوک دے گی اور خدا تعالیٰ ان سے نفرت کرے گا انہیں آگ سوروں اور بندروں کے ساتھ ہنکاتی پھرے گی۔ راتوں کو دنوں کو انہیں کے ساتھ رہے گی اور ان کی جھڑن کھاتی رہے گی۔ اور روایت میں ہے جو ان میں سے پیچھے رہے گا اُسے یہ آگ کھا جائے گی۔ اور مشرق کی طرف سے کچھ لوگ میری امت میں ایسے نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن اُن کے گلے سے نیچے نہیں اُترے گا ان کے ایک جتھے کے خاتمے کے بعد دوسرا گروہ کھڑا ہوگا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے بیس سے بھی زیادہ بار اسے دہرایا۔ یہاں تک کہ انہی کے آخری گروہ میں دجال نکلے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا بیان ہے کہ ایک زمانہ تو ہم پر وہ تھا کہ ہم ایک مسلمان بھائی کے لئے درہم و دینار کو کوئی چیز نہیں سمجھتے تھے اپنی دولت اپنے بھائی کی ہی سمجھتے تھے، پھر وہ زمانہ آیا کہ دولت ہمیں اپنے مسلم بھائی سے زیادہ عزیز معلوم ہونے لگی۔ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ اگر تم بیلوں کی دُموں کے پیچھے لگ جاؤ گے اور تجارت میں مشغول ہو جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کی راہ کا جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری گردنوں میں ذلت کے پٹے ڈال دے گا جو اُس وقت تک تم سے الگ نہ ہوں گے جب تک کہ تم پھر سے وہیں نہ آ جاؤ جہاں تھے اور تم توبہ نہ کر لو، پھر وہی حدیث بیان کی جو اُوپر گزری اور فرمایا کہ میری اُمت میں ایسے لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے اور بدعملیاں کریں گے قرآن ان کے حلقوم سے نیچے نہیں اُترے گا۔ ان کے علم کو دیکھ کر تم اپنے علموں کو حقیر سمجھنے لگو گے۔ وہ اہلِ اسلام کو قتل کریں گے پس جب یہ لوگ ظاہر ہوں تم انہیں قتل کر دینا، پھر نکلیں پھر مار ڈالنا پھر ظاہر ہوں پھر قتل کر دینا۔ وہ بھی خوش نصیب ہے جو انہیں قتل کرے اور وہ بھی خوش نصیب ہے جو ان کے ہاتھوں قتل کیا جائے جب ان کے گروہ نکلیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں برباد کرے گا پھر نکلیں گے پھر برباد ہو جائیں گے اسی طرح حضور ﷺ نے کوئی بیس مرتبہ بلکہ اس سے بھی زیادہ بار یہی فرمایا۔ (تفسیر ابن کثیر)

السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا
اور مرتکب ہوتے ہو اپنی مجلس میں ناشائستہ حرکت کی تو کچھ جواب نہ تھا
كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا
اس کی قوم کا مگر یہی کہ کہنے لگے! ہم پر
بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٢٩﴾
لے آ اللہ کا عذاب اگر تو سچا ہے
قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٣٠﴾ ع
لوط نے کہا کہ اے میرے پروردگار میری مدد فرما ان شریر لوگوں پر!
وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْۤا
اور جب ہمارے آئے (فرشتے) ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر (تو) کہنے لگے
اِنَّا مُهْلِكُوْۤا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا
کہ ہم ہلاک کرنے والے ہیں اس بستی کے رہنے والوں کو! بیشک اس کے
ظٰلِمِيْنَ ﴿٣١﴾ ۚ ۖ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ؕ قَالُوْا نَحْنُ
لوگ ظالم ہیں! ابراہیم نے کہا کہ اس میں تو لوط ہے !و۱ فرشتے بولے کہ ہم کو خوب
اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ۫ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا
معلوم ہے جو کوئی اس میں ہے ہم ضرور بچالیں گے لوط کو اور اس کے گھر والوں کو مگر
امْرَاَتَهٗ ۫ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٣٢﴾ وَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ
اس کی بی بی رہے گی رہ جانے والوں میں۔ اور جب پہنچے ہمارے بھیجے

خلاصہ رکوع ۳

ہلاکت کے فرشتوں کی ابراہیم علیہ السلام کے پاس آمد اور قوم لوط کی ہلاکت کے بارہ میں گفت وشنید ذکر فرمائی گئی۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی تبلیغ کے بعد قوم کی حماقت کو ذکر کیا گیا کہ عقل کے باوجود ہلاکت کے خریدار بنے۔ قارون فرعون اور ہامان کی ہلاکتوں کو ذکر کر کے بتایا گیا کہ ان پر آنیوالا عذاب خود انہی کا اپنی جانوں پر کیا ہوا ظلم ہے۔ مشرکین کی حالت کو مکڑی کے جالے سے تشبیہ دیکر ان کے ضعف کو بتایا گیا۔

ع ۳ ۸ ۱۵

و۱ حضرت ابراہیمؑ کا تعجب:
یعنی کیا لوط کی موجودگی میں بستی کو تباہ کیا جائے گا؟ یا انہیں وہاں سے علیحدہ کر کے تعذیب کی کارروائی عمل میں لائی جائے گی؟ غالباً حضرت ابراہیمؑ کو از راہ شفقت خیال آیا کہ اگر لوط کی آنکھوں کے سامنے یہ آفت نازل ہوئی تو عجب نہیں کہ عذاب کا ہولناک منظر دیکھنے سے وحشت اور گھبراہٹ ہو، فرشتوں نے اپنے کلام میں کوئی استثناء کیا نہ تھا، اُس سے اُن کے ذہن میں یہ ہی شق آئی ہو گی کہ لوط کی موجودگی میں کارروائی کریں گے۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر عثمانی)

رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا

ہوئے (فرشتے) لوط کے پاس (تو لوط) نا خوش ہوا ان کے سبب اور تنگ دل ہوا

وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ

اس کے باعث اور فرشتوں نے کہا کہ خوف نہ کرو اور غمگین نہ ہو ہم بچالیں گے تم کو اور تمہارے گھر

اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٣٣﴾ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ

والوں کو مگر تمہاری بی بی رہے گی رہ جانے والوں میں! ہم نازل کرنے والے ہیں

عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ

اس بستی والوں پر ایک آفت آسمان سے اس وجہ سے

بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿٣٤﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً

کہ بدکاری کرتے ہیں! اور ہم نے چھوڑ رکھا تھا اس کا نشان

لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا

ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۔ ولے اور (ہم نے بھیجا) مدین کی جانب ان کے بھائی شعیب کو

فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا

تو اس نے کہا کہ اے قوم عبادت کرو اللہ کی اور توقع رکھو روز آخرت کی اور نہ

تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿٣٦﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ

پھرو زمین میں فساد کرتے ہوئے۔ پس انہوں نے شعیب کو جھٹلایا تو ان کو

الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِىْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٣٧﴾ وَعَادًا

دھر پکڑا ایک زلزلے نے پس وہ رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے اور (ہم نے ہلاک کردیا) عاد کو

ولے قوم لوط کی بستیوں کے کھنڈرات:
یعنی اُن کی اُلٹی ہوئی بستیوں کے نشان مکہ والوں کو ملک شام کے سفر میں دکھائی دیتے تھے۔ (تفسیر عثمانی)
حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک آیت بینہ سے مراد ہیں قوم لوط کی بستیوں کے ویران کھنڈر۔ قتادہ نے کہا اس سے مراد وہ پتھر ہیں جو ان پر برسائے گئے تھے اللہ نے وہ پتھر باقی رکھے اس امت کے ابتدائی دور تک وہ پتھر موجود تھے اور اگلے لوگوں نے ان کو دیکھا تھا۔
مجاہد نے کہا زمین کے اندر سے سیاہ پانی برآمد کرنا آیت مبینہ سے مراد ہے۔ بعض نے کہا ان کے قصہ کی شہرت مراد ہے یعنی ہم نے قوم لوط کی تباہی کے قصہ کو ایک نشانی کر کے چھوڑ دیا۔ (تفسیر مظہری)

وَثَمُوْدَا۠ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۟ وَزَيَّنَ

اور ثمود کو اور تمہارے لئے ظاہر ہیں ان کے گھر ف۱ اور عمدہ کر دکھائے

لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ

ان کے لئے شیطان نے ان کے لئے ان کے عمل پس ان کو روک دیا راستہ سے

وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ۟ۙ﴿۳۸﴾ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۟

اور وہ ہوشیار لوگ تھے ف۲ اور (ہم نے ہلاک کر دیا) قارون اور فرعون اور ہامان کو!

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ

اور ان کے پاس آیا تھا موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر تو یہ تکبر کرنے لگے ملک میں

وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ۟ۚ﴿۳۹﴾ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ

اور وہ (ہم سے) آگے بڑھنے والے نہ تھے تو ہر ایک کو ہم نے دھر پکڑا اس کے گناہ پر پس ان میں

مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ

سے بعض تو وہ تھے جن پر ہم نے بھیج دیا پتھروں کا مینہہ! اور ان میں سے

الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ

بعض وہ تھے جن کو دھر پکڑا چنگھاڑنے! اور اُن میں سے کسی کو ہم نے

مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا

دھنسا دیا زمین میں! اور ان میں سے کسی کو ڈبو دیا اور اللہ ایسا نہ تھا کہ

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۟﴿۴۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ

ان پر ظلم کرے لیکن وہ آپ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے ف۳ ان لوگوں کی مثال جنھوں نے بنائے

ف۱ عقل پرستوں کی غلط فہمی:

اور جن کی عقل فلسفہ اور سائنس سے خراب ہو چکی ہے اور ان کا دائرہ ادراک محسوسات سے متجاوز نہیں ان کا گمان یہ ہے کہ اس تختہ زمین کے نیچے کوئلہ اور گندھک کی کان تھی باہمی رگڑ سے آتشی مادہ میں اشتعال پیدا ہوا اس لئے وہ بستی ہلاک اور تباہ ہو گئی۔ سبحان اللہ وہ خطہ زمین تو نہایت سرسبز او رشاداب تھا ہر طرف پانی کے چشمے جاری تھے وہاں آتشی مادہ کہاں سے آیا۔ اور کیا آگ اور پانی کا مادہ ایک جگہ جمع ہو سکتا ہے۔ (معارف کاندھلوی)

ف۲ عقل کے باوجود ہلاکت کے خریدار بنے:

یعنی دنیا کے کام میں ہشیار تھے اور اپنے نزدیک عقلمند تھے پر شیطان کے بہکائے سے نہ بچ سکے۔ (تفسیر عثمانی)

فراء نے مستبصرہ ہونے کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ لوگ اہل دانش و ہوش تھے بصیرت مند تھے غور و نظر کر سکتے تھے لیکن انہوں نے غور و فکر سے کام نہیں لیا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ ان پر واضح کر دیا گیا تھا کہ ان پر عذاب ضرور آئے گا۔ پیغمبروں کے اقوال سے ان پر ظاہر ہو چکا تھا کہ (اگر وہ تائب نہ ہوئے تو) عذاب میں مبتلا ہوں گے لیکن وہ اپنے افکار و اطوار پر جمے رہے اور نتیجہ میں تباہ کر دیئے گئے۔ (تفسیر مظہری)

ف۳ اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا:

یعنی اللہ تعالیٰ کی شان یہ نہیں کہ کوئی ناانصافی یا بے موقع کام کرے، اُس کی بارگاہ عیوب و نقائص سے بکلی مُبرا و منزہ ہے۔ ظلم تو وہاں متصور ہی نہیں، ہاں بندے خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، یعنی ایسے کام کرتے ہیں جن کا نتیجہ لامحالہ اُن کے حق میں بُرا ہو۔

دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ

اللہ کو چھوڑ کر دوسرے مددگار مکڑی کی سی ہے کہ اس نے بنا لیا ایک گھر

بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ

اور کچھ شک نہیں کہ تمام گھروں میں بودا مکڑی کا گھر ہے!

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤١﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ

کاش یہ لوگ سمجھتے ف۱ بیشک اللہ جانتا ہے جس چیز کو یہ لوگ

دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٤٢﴾ وَتِلْكَ

پکارتے ہیں کوئی بھی چیز ہو اور وہ زبردست حکمت والا ہے اور

الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿٤٣﴾

یہ مثالیں ہم بیان فرماتے ہیں لوگوں کے لئے! اور ان کو وہی سمجھتے ہیں جن کو علم ہے!

خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ

پیدا کیا اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو تدبیر سے بیشک اس میں

ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٤﴾ ع

نشانی ہے ایمان والوں کے لئے۔

وقف لازم

ف۱ مکڑی اور مشرک:
حکماء کا قول ہے کہ مکڑی کے آٹھ پاؤں اور چھ آنکھیں ہوتی ہیں اور اس کے اندر ایک زہریلا مادہ بھی ہوتا ہے اور زہر عنکبوت آدمی کو ہلاک کر ڈالتا ہے اسی طرح مشرکین ہر طرف دوڑتے ہیں اور ان کی نظریں چکاچوند رہتی ہیں اور اندر شرک کا زہریلا مادہ ہوتا ہے جو ان کی تباہی کا باعث بنتا ہے۔ (معارف کاندھلوی)

خلاصہ رکوع ۴
تلاوت قرآن کے نتائج اور اہل کتاب کو دعوت دینے کا طریقہ بتایا گیا اور بتایا گیا کہ ان میں سے سچے اور منصف لوگ قرآن کو مانیں گے۔ قرآن کے صداقت کی دلیل ذکر کی گئی اور منکرین کے طلب معجزہ کے سلسلہ میں بتایا گیا کہ یہ قرآن کا فی معجزہ ہے۔

ع ۴ ۱۴ ۱۶

تعبیر
جس نے سورہ عنکبوت کو خواب میں پڑھا اسکی تعبیر یہ ہے کہ اسکو اللہ تعالی بشارت دے رہا ہے کہ اسکو تنہائی مصیبت میں مبتلا نہ کریگا۔ (علامہ ابن سیرینؒ)

اضافه مفیده

سورۂ یونس....فضائل وخواص

اس کی آیت نمبر ۵۷-۵۸ کولکھ کر پانی سے دھوکر پلانا ہر قسم کے مریض کو حکم الٰہی سے سات دن میں شفا دیتا ہے۔ (طب روحانی)

پارہ ۱۱ سورۂ یونس آیت ۱۰.... حضرت آدم علیہ السلام کی زبان سے نکلا ہوا پہلا جملہ

علماء نے لکھا ہے کہ یہ "الحمدللہ" ایسی چیز ہے کہ حضرت آدمؑ کے وقت سے اس کی ابتدا ہوئی۔ کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے منہ سے جو پہلا جملہ نکالا وہ "**الحمدلله**" تھا۔ شاید آپ نے سنا ہوگا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا تو سب سے پہلے انہیں چھینک آئی، یہ بھی حدیث میں آتا ہے کہ چھینک آتے ہی اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ڈالا پھر انہوں نے کہا "**الحمدلله**" فرشتوں نے کہا "**یرحمک الله**" تو پہلا کلمہ جو حضرت آدم علیہ السلام کے منہ سے نکلا وہ "**الحمدلله**" تھا اب آخری کلمہ جنتیوں کا کیا ہوگا قرآن مجید میں ہے "**و آخر دعوٰهم ان الحمدلله رب العلمین**" یہ قرآن کی باتیں ہیں ادھر ادھر کی باتیں نہیں ہیں۔ جنتیوں کی آخری دعا یہ ہی جملہ ہوگا۔ جو حمد کے الفاظ ہیں۔ (بیان التفسیر)

پارہ ۱۱ سورۂ یونس آیت ۶۵ .... بدنامی سے بچنے کا عمدہ نسخہ

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا ۚ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

اگر کوئی کسی کو بدنام کرنے پر تلا ہے اور اس کو اپنی عزت کا خطرہ ہے تو وہ اس دُعا کو صبح وشام اکتالیس مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر پھونک دے۔ (انمول موتی)

پارہ ۱۱ سورۂ یونس آیت ۸۲....جھوٹے مقدموں، تہمتوں اور بے عزتی سے نجات پانے کا نسخہ

وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝

اگر کوئی جھوٹے مقدمہ میں پھنس گیا ہو، یا کس نے کسی پر جھوٹی تہمت لگائی ہو، یا کسی کی عزت پر کوئی حرف آیا ہو وہ اس آیت کو اٹھتے بیٹھتے کثرت سے پڑھے۔ ان شاءاللہ اسے کامیابی حاصل ہوگی۔ (انمول موتی)

سورۂ ہود....فضائل وخواص

ہرن کی جھلی پر لکھ کر جو شخص اپنے پاس رکھے اس کو قوت ونصرت عطا ہو اگر سو آدمیوں سے بھی مقابلہ ہو سب پر ہیبت غالب ہو جائے اور اس کے خلاف کوئی گفتگو اس سے نہ کر سکے اور اگر اس کو زعفران سے لکھ کر تین روز صبح وشام پی لے قلب قوی ہو جائے اور کسی کے مقابلہ سے اس کو خوف نہ ہو۔ (طب روحانی)

پارہ ۱۲ سورۂ ہود آیت ۵٦ .... نافرمان اولاد کی اصلاح کے لئے مجرب عمل

اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ وَرَبِّکُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا ھُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِہَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝

اگر آپ کی اولاد نافرمان ہے تو ان کی پیشانی کے بال پکڑ کر گیارہ مرتبہ یہ دعا پڑھیں اور ان پر دم کریں۔ (انمول موتی)

سورۂ یوسف .... فضائل و خواص

سورۂ یوسف کو لکھ کر یا تعویذ بنا کر بازو پر باندھے تو اسکی بیوی اس کو بہت چاہنے لگے۔ جو شخص اسکو لکھ کر پیئے اس کا رزق بڑھے اور ہر شخص کے نزدیک باقدر رہو۔

پارہ ۱۳ سورۂ یوسف آیت ۵٦ .... بیماری یا کمزوری کو دور کرنے کا نسخہ

وَکَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنْہَا حَیْثُ یَشَآءُ ؕ نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝

اگر کوئی بچہ یا شخص بیمار ہوُ یا کمزور ہوُ یا سوکھتا چلا جا رہا ہو اور بظاہر کوئی بیماری نظر نہ آتی ہو تو اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف پڑھے اور اکیس دن تک ایک سو اکتالیس دفعہ یہ آیت پڑھے اور مریض پر دم کرے۔ (انمول موتی)

سورۃ الرعد .... فضائل و خواص

اسکو کسی بڑی نئی رکابی پر شب تاریک میں جس میں رعد و برق ہو لکھ کر آب باراں سے دھو کر شب تاریک میں اس پانی کو حاکم ظالم کے دروازے پر چھڑک دیں انشاء اللہ تعالیٰ اسی روز معزول ہو جائے گا۔ امام کا قول ہے جو شخص اس کو عشاء کے بعد اندھیری رات میں آگ کی روشنی میں لکھ کر اسی وقت بادشاہ ظالم یا حاکم ظالم کے دروازے پر ڈال آئے اس کی رعایا اور لشکر اس سے برگشتہ ہو جائیں اور کوئی اس کا کہنا نہ مانے اور اس کا دل خوب تنگ ہو۔ (طب روحانی)

پارہ ۱۳ سورۂ رعد آیت ۲۴ .... مصائب سے نجات کا بہترین نسخہ

سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ ۝

اگر کسی شخص کو حوادث روزگار نے ستا رکھا ہوُ یا کسی شخص سے دکھ پہنچتا ہو تو وہ اس دعا کو پڑھے۔ ان شاء اللہ اس کے لئے دین و دنیا میں فتوحات کے دروازے کھل جائیں گے۔ (انمول موتی)

پارہ ۱۳ سورۂ رعد آیت ۲۸ .... دل کی گھبراہٹ اور بیماری سے نجات کا نسخہ

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُہُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ ؕ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝

اگر آپ کو دل کی گھبراہٹ اور بیماری دور کرنی ہو تو یہ آیت اکتالیس بار پانی پر دم کر کے پی لو۔ (انمول موتی)

سورۂ ابراہیم .... فضائل و خواص

سفید حریر کے ٹکڑے پر اس کو باوضو لکھ کر لڑکے کے باندھ دے تو رونا ڈرنا اور نظر بد سب دفع ہو جائے اور دودھ چھوڑنا آسان ہو۔ (طب روحانی)

پارہ ۱۳ سورۂ ابراہیم آیت ۴۲.... ایک آیت پڑھنے سے بدن لرز اٹھا

ابراہیم بصریؒ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ امام صاحب نماز فجر پڑھ رہے تھے میں بھی شریک جماعت تھا۔ جب آپؒ اس آیت پر پہنچے۔(**ولا تحسبن الله غافلا الخ**)''خدا کو ظالموں کے کاموں کی طرف سے غافل نہ سمجھنا''۔

تو آپ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ تمام بدن بید لرزاں کی طرح کانپنے لگا۔اے بھائیو! نماز ہم بھی پڑھتے ہیں' نماز میں قرآن مجید بھی پڑھتے ہیں' ہماری قرأت کے درمیان بھی یہ آیتیں آتی ہیں' لیکن ہمارے اندر ذرا بھی خوف خدا اور خوف آخرت پیدا نہیں ہوتا۔ خاصان خدا اپنے کو تو مامون نہ سمجھتے تھے۔لیکن ہم اپنے کو مامون سمجھتے ہیں' پیشہ ور واعظین شیطان کے ایجنٹ بن کر مسلمان کو اطمینان دلا دیتے ہیں کہ اطاعت رسول کو وعظ کہنے والے بدعقیدہ ہیں۔محبت رسولؐ ہی سب کچھ ہے اور تمہاری نجات کیلئے کافی ہے اور محبت رسول بھی بالکل سستی' تک بندوں کی نعتوں اور فضائل کے من گھڑت قصوں کی مجلسیں اور نعرہ صلوۃ۔(محبت الٰہی کے راستے)

سورۃ الحجر.... فضائل وخواص

جوشخص اس کو زعفران سے لکھ کر کسی عورت کو پلائے اس کا دودھ بڑھ جائے۔سورۂ الحجر کو جیب میں رکھے اس کی کمائی میں برکت ہو اور معاملات میں کوئی شخص اس کی مرضی سے عدول اور خلاف نہ کرے۔(طب روحانی)

سورۃ النحل.... فضائل وخواص

اگر اس کو لکھ کر کسی باغ میں رکھ دے تو تمام درختوں کا پھل جاتا رہے اور جو کسی مجمع میں رکھ دے سب پراگندہ اور تباہ ہو جائیں۔(طب روحانی)

پارہ ۱۴ سورۂ نحل آیت ۲۳.... تکبر سے نکلے ہوئے ایک ہی جملے نے محرم سے مجرم کر دیا

ایک حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک شخص اپنا تہبند لٹکائے فخر سے جا رہا تھا کہ اللہ نے زمین کو حکم دیا کہ اسے نگل جا' کتاب العجائب میں نوفل بن ماحق کہتے ہیں کہ نجران کی مسجد میں میں نے ایک نوجوان کو دیکھا بڑا لمبا چوڑا' بھرپور جوانی کے نشہ میں مست' گھٹے ہوئے بدن والا' بانکا ترچھا' اچھے رنگ روغن والا' خوبصورت' شکیل' میں نگاہیں جما کر اس کے جمال وکمال کو دیکھنے لگا' تو اس نے کہا کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا آپ کے حسن وجمال کا مشاہدہ کر رہا ہوں اور تعجب کر رہا ہوں' اس نے جواب دیا کہ تو ہی کیا خود اللہ تعالیٰ کو بھی تعجب ہے' نوفل کہتے ہیں کہ اس کلمہ کے کہتے ہی وہ گھٹنے لگا اور اس کا رنگ روپ اڑنے لگا اور قد پست ہونے لگا' یہاں تک کہ صرف ایک بالشت کے رہ گیا آخرکار اسکا کوئی قریبی رشتہ دار اپنے آستین میں ڈال کر لے گیا۔(ابن کثیر)

سورۃ بنی اسرائیل.... فضائل وخواص

اگر زعفران سے لکھ کر پانی سے دھو کر لڑکے کو پلائے جس کی زبان نہ چلتی ہو تو زبان چلنے لگے۔(طب روحانی)

پارہ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل آیت ۸۷.... غم' پریشانی اور مالی حالت کو درست کرنے کا نسخہ

اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ○

اگر کوئی شخص غم میں یا اور کسی پریشانی میں ہو' یا اس کی مالی حالت بگڑتی جا رہی ہو تو اٹھتے بیٹھتے اس آیت کا ورد جاری رکھے۔(انمول موتی)

۲۷

پارہ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل آیت ۸۱.... مقدمہ میں کامیابی حاصل کرنے کا نسخہ

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝

اگر آپ کو مقدمہ میں کامیابی حاصل کرنی ہو تو روزانہ کسی نماز کے بعد ایک سو تینتیس مرتبہ مذکورہ آیت پڑھ لو اگر حق پر ہو تو تب' ورنہ ناحق پڑھنے والا خود مصیبت میں گرفتار ہو سکتا ہے۔ (انمول موتی)

سورۃ الکہف.... فضائل وخواص

جوکوئی ہر جمعہ کو ایک بار پڑھ لے انشاء اللہ تعالیٰ دوسرے جمعہ تک اسکا دل نور سے منور ہوگا اور جوکوئی شروع کی دس آیتیں روزمرہ پڑھ لے گا، وہ دجال کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اس کو لکھ کر ایک بوتل میں رکھ کر گھر میں رکھنے سے محتاجی اور قرضے سے بےخوف رہے اور اس کے گھر والوں کو کوئی آزار نہ دے سکے اور جو اناج کی کوٹھی میں رکھ دے سب خطروں سے محفوظ رہے۔

ہر جمعہ کو رات میں یا دن میں سورۂ کہف ضرور پڑھا کریں اس لئے کہ: حدیث شریف میں آیا ہے کہ: ''جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھ لیتا ہے اس کیلئے اس جمعہ سے آنیوالے جمعہ کے درمیان (پورے ہفتہ میں) ایک نور روشن رہے گا۔'' (مشکوٰۃ جلد ا صفحہ ۱۸۹)

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ: ''جو شخص جمعہ کی رات سورۂ کہف پڑھ لیتا ہے، اس کے لئے اس کی جگہ اور بیت العتیق (خانہ کعبہ) کے درمیان ایک نور روشنی بخشتا رہتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے سورۂ کہف جس طرح اتری ہے اسی طرح (صحیح طریق) پر پڑھ لی تو اس کی جگہ اور مکہ کے درمیان وہ ایک (ضیا پاش) نور بنی رہتی ہے اور جو شخص اس کی آخری دس آیتیں پڑھتا رہے گا اگر دجال (اس کی زندگی میں) نمودار ہو گیا تو وہ اس شخص پر مسلط نہ ہو سکے گا۔'' (یعنی دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا) (سنن الکبریٰ للبیہقی)

ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص سورۂ کہف کی اوّل تین آیتیں پڑھتا رہے گا وہ بھی دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔'' (مسلم)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ: ''جو شخص دجال کو پالے (یعنی اس کے سامنے نکل آئے) اس کو چاہئے کہ وہ سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں اس کے منہ پر پڑھ دے۔'' اس لئے کہ یہ آیتیں پڑھنے والے کو اس کے فتنہ سے پناہ دینے والی ہے۔'' (ابوداؤد جلد ۲، صفحہ ۲۳۷)

اسی طرح اپنے بچوں اور بچیوں کو کم از کم سورۂ کہف زبانی یاد کرنے کی ترغیب دیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جمعہ کے روز جو شخص سورۃ کہف پڑھے گا اس کا دل دوسرے جمعہ تک ان شاء اللہ نور سے منور رہے گا، اور فتنۂ دجال سے بھی محفوظ رہے گا۔ شب جمعہ کو بھی اس کے پڑھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اس کے علاوہ جو شخص روزانہ اس سورۃ کی ابتدائی اور آخری دس آیات کی تلاوت کرے گا اس کے سر سے لے کر پیر تک نور ہو جائے گا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے۔ (ذخیرۂ آخرت)

سورۂ کہف کے خواص: جوکوئی ہر جمعہ کو ایک بار پڑھ لے ان شاء اللہ تعالیٰ دوسرے جمعہ تک اس کا دل نور سے منور ہوگا اور جوکوئی شروع کی دس آیتیں روزمرہ پڑھ لے گا، وہ دجال کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اس کو لکھ کر ایک بوتل میں رکھ کر گھر میں رکھنے سے محتاجی اور قرضے سے بے خوف رہے اور اس کے گھر والوں کو کوئی تکلیف نہ دے سکے اور جو اناج کی کوٹھی میں رکھ دے سب خطروں سے محفوظ رہے۔ (مبارک مجموعہ وظائف)

سورۃ مریم.... فضائل وخواص

اس کولکھ کر شیشے کے گلاس میں رکھ کر اپنے گھر میں رکھنے سے خیر و برکت زیادہ ہو اور خوشی کے خواب نظر آئیں اور جو شخص اس کے پاس سوئے وہ بھی اچھے خواب دیکھے اور جو شخص اسے لکھ کر مکان کی دیوار میں لگائے سب آفات سے حفاظت رہے اور جو خوف زدہ پی لے تو خوف سے مامون رہے۔ (طب روحانی)

سورۃ طٰہٰ .... فضائل وخواص

اس کولکھ کر حریر کے سبز کپڑے میں لپیٹ کر پاس رکھے۔ اگر نکاح کا پیغام بھیجے کامیابی ہو اگر دو شخصوں میں یا دو لشکروں میں صلح کرانا چاہے۔ انکار نہ کریں اور اس کو پی لے تو بادشاہ سے مطلب حاصل ہو اور جس عورت کی شادی نہ ہو تو اس کو اس کے پانی سے غسل دیں تو نکاح آسان ہو۔ صبح صادق کے وقت اس کے پڑھنے سے رزق ملے اور سب حاجات پوری ہوں اور لوگوں کے دل مسخر اور دشمنوں پر غلبہ ہو۔ اگر صبح کے وقت پڑھے تو لوگوں کے دل مسخر ہوں اور دشمنوں پر غلبہ حاصل ہو۔ (طب روحانی)

پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۶۸-۶۹ جادو کا روحانی علاج

قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ۝

اگر آپ کو شک ہے کہ آپ پر جادو کیا گیا ہے' یا علامتیں محسوس ہو رہی ہوں تو جادو کے اثر کو ختم کرنے کے لئے گیارہ دن تک سو دفعہ مذکورہ آیت پڑھ کر اپنے اوپر پھونکیں' یا اور کسی پر شک ہو تو اس پر پڑھ کر پھونکیں' اس عمل کے دوران کوئی دوسرا عمل نہ پڑھیں۔ (انمول موتی)

پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۸۵.... خوف آخرت میں جان دے دی

مسعود ابن مخرمہ اپنے خوف کی شدت کی بنا پر قرآن کریم کی تلاوت نہ سن سکتے تھے جب بھی کوئی شخص ان کے سامنے ایک لفظ یا ایک آیت پڑھتا تو چیخنے چلانے لگتے اور کئی روز تک اسی حالت میں رہتے۔ ایک مرتبہ قبیلہ خثعم کا ایک شخص ان کے پاس آیا اور اس نے یہ آیت تلاوت کی۔ (یوم نحشر المتقین الایۃ)

''جس روز ہم متقیوں کو رحمٰن کی طرف مہمان بنا کر جمع کریں گے اور مجرموں کو دوزخ کی طرف ہانکیں گے''۔

یہ آیت سن کر کہنے لگے میں مجرمین میں سے ہوں۔ متقین میں سے نہیں ہوں۔ اس کے بعد قاری سے کہا کہ اس آیت کو دوبارہ پڑھو۔ اس نے دوبارہ تلاوت کی دوسری بار یہ آیت سنی تو بے اختیار ہو کر چیخ پڑے اور اسی حال میں مولیٰ سے جا ملے۔ (خوف خدا کے سچے واقعات)

پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۹۶.... سلمہ بن دینار رحمہ اللہ کا آخری کلام

جب ابو حازم سلمۃؒ بن دینار کی موت کا وقت قریب آیا آپ کے ساتھیوں نے پوچھا ابو حازمؒ: ان نازک لمحات میں کیا محسوس کرتے ہیں؟ فرمایا: اگر ہم اس شر سے بچ جائیں جس کا ارتکاب دنیا میں کیا' تو یہ شر ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا جس کو ہم سے لپیٹ لیا گیا۔ پھر یہ آیت کریمہ تلاوت کی۔ ''ان الذین امنوا و عملوا الصلحت سیجعل الایۃ''

''یقیناً جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور عمل صالح کر رہے ہیں عنقریب رحمٰن ان کے دلوں میں محبت پیدا کرے گا''۔

یہ آیت بار بار پڑھتے رہے یہاں تک کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ (خوف خدا کے سچے واقعات)

سورۃ الانبیاء....فضائل وخواص

پارہ ۱۷ سورۂ انبیاء آیت ۳۰....قرآن کریم اور بگ بینگ

آپ قرآن کریم کی یہ آیت پڑھیے جس میں چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ پہلے نہ صرف اس واقعے کا بیان ہے بلکہ اس میں کچھ مزید سائنسی حقائق کی طرف اشارے اور سائنسدانوں کی تحقیق کیلئے ایسے نئے پہلوؤں کی نشاندہی ہے جو ابھی تک سائنسدانوں کی نظروں سے اوجھل ہیں اور اگر وہ تحقیق کریں تو ان کی تحقیق کیلئے یہ آیت نئے میدان فراہم کرتی ہے۔

دلچسپ حیرت انگیز اور ایمان افروز بات یہ ہے کہ قرآن کریم نے صدیوں پہلے تخلیق کے مختلف مراحل کو چھ حصوں میں نہ صرف تقسیم کر دیا تھا بلکہ ان چھ حصوں میں ہونے والے بعض بڑے بڑے واقعات کی مدت بھی متعین فرمادی تھی۔ قرآن کریم کا یہ ارشاد ملاحظہ ہو۔

''بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے سب آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا پھر عرش پر قائم ہوا۔ چھپا دیتا ہے رات سے دن کو (اس طرح) کہ وہ رات اس دن کو جلدی سے آلیتی ہے اور سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا۔ سب اس کے حکم کے تابع ہیں۔ یادرکھو! اللہ ہی کیلئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا بڑی برکت والا ہے اللہ جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے''۔ (سورۃ الاعراف)

اس آیت میں تخلیق کائنات کی کل مدت ''چھ روز'' بیان فرمائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ تخلیق کے بعد کے مدارج کا بھی بیان ہے۔ قرآن کریم میں روز کیلئے یوم کی جمع یعنی ایام کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یوم ہماری زمینی اصطلاح میں اس وقفے کا نام ہے جس میں زمین اپنے محور پر پورا چکر مکمل کرتی ہے۔ یہ چکر ۲۴ گھنٹے میں پورا ہوتا ہے۔ جو دن اور رات پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہاں تخلیق کائنات کے حوالے سے ایام کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس وقت نہ ہمارا نظام شمسی وجود میں آیا تھا اور نہ زمین۔ چنانچہ اسی آیت میں واقعات کی ترتیب یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر قائم ہوا۔ پھر سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا۔ اس لئے بظاہر یہاں زمینی دن مراد نہیں ہے۔ بلکہ ایام سے مراد مختلف عرصے ہیں جو وقت کے لحاظ سے چھوٹے اور بڑے ہو سکتے ہیں اور ان عرصوں میں تخلیق کے مختلف مراحل مکمل ہوئے ہیں۔

ہمارے نظام شمسی میں مختلف سیاروں کے دن کا عرصہ مختلف ہے۔ مثلاً مرکزی کے تین دن اس کے دو سال کے برابر ہیں یعنی ڈیڑھ دن کا ایک سال ہے خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایک دن کی مختلف مقداروں کا بیان فرمایا ہے۔ مثلاً سورۃ الحج میں ارشاد ہے۔

''اور یہ لوگ عذاب کا تقاضہ کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کبھی اپنا وعدہ خلاف نہیں کرے گا اور آپ کے رب کے پاس کا ایک دن تمہارے شمار کے مطابق ایک ہزار سال کے برابر ہے''۔ (الحج) بلکہ سورۃ المعارج میں ایک دن کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر بیان کی گئی ہے۔ ارشاد ہے۔

''فرشتے اور روح اس کے پاس چڑھ کر جاتے ہیں ایک (ایسے) دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہے''۔ (سورۃ المعارج)

غور فرمائیے کہ پچھلی آیات میں جہاں ایک ہزار سال کے برابر ایک دن کو قرار دیا گیا ہے وہاں یہ وضاحت بھی ہے کہ ''تمہارے شمار کے مطابق'' یعنی زمینی سال کے برابر جب کہ سورۂ معارج میں پچاس ہزار سال کے ساتھ یہ وضاحت نہیں ہے جس سے اس کا زمینی سال مراد ہونا یقینی نہیں ہے۔ (قرآن اور سائنسی انکشافات)

خاصیت آیت ۶۹....بخار کا علاج

جس شخص کو بخار چڑھا ہوا ہو اس کے سرہانے ایک ہزار مرتبہ یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ. پڑھنا نہایت مفید ہے۔ (طب روحانی)

پارہ ۱۷ سورۂ انبیاء آیت اوّل.... حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کا زمین کا ہدیہ قبول نہ کرنا

حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک عربی شخص حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کا مہمان بنا۔انہوں نے اس کی خوب خاطر تواضع کی اور اکرام کیا اوران کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (سفارش کی) بات بھی کی۔وہ آدمی (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے) حضرت عامرؓ کے پاس آیا اور کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک ایسی وادی بطور جاگیر مانگی تھی کہ پورے عرب میں اس سے اچھی وادی نہیں ہے۔

(حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ مجھے عطا فرمادی ہے) اب میں چاہتا ہوں کہ اس وادی کا ایک ٹکڑا آپ رضی اللہ عنہ کو دے دوں جو آپؓ کی زندگی میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہوگا اور وہ آپؓ کے بعد آپؓ کی اولاد کا ہوگا۔حضرت عامرؓ نے کہا مجھے تمہارے اس ٹکڑے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آج ایک ایسی سورۃ نازل ہوئی جس نے ہمیں دنیا ہی بھلادی اور وہ سورۃ یہ ہے۔ **اقترب للناس الایۃ** ''ان (منکر) لوگوں سے ان کا (وقت) حساب نزدیک آپہنچا اور یہ (ابھی) غفلت (ہی) میں (پڑے ہیں اور اعراض) کئے ہوئے ہیں''۔(اللہ والوں کی دُنیا سے بے رغبتی)

پارہ ۱۷ سورہ انبیاء آیت ۶۹.... بخار کی تیزی' غصہ اور ضد کو ختم کرنے کیلئے نہایت مفید عمل

یٰنَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝

بخار کی تیزی ختم کرنے کیلئے یہ دعا بار بار پڑھ کر مریض پر دم کریں' اور غصہ اور ضد کو ختم کرنے کیلئے بھی اس دعا کا استعمال مفید ہے۔(انمول موتی)

پارہ ۱۷ سورہ انبیاء آیت ۸۳.... نامعلوم اور لاعلاج بیماری سے شفا کیلئے مجرب عمل

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

اگر آپ ایسی بیماری میں مبتلا ہیں جو سمجھ میں آنے والی نہیں ہے۔یا لاعلاج ہے تو مریض بذات خود اس آیت کا کثرت سے ورد کرے۔(انمول موتی)

پارہ ۱۷ سورۂ انبیاء آیت ۸۷.... آیت کریمہ کی فضیلت

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب کوئی آدمی بیمار ہو جائے تو اسکو چاہئے کہ یہ پڑھ لے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ اسے آیت کریمہ کہتے ہیں۔اگر کوئی آدمی اپنی بیماری میں اس کو چالیس مرتبہ پڑھ لے تو اگر صحت ملی تو اللہ تعالیٰ گناہوں سے پاک فرمادیں گے اور اگر اس بیماری میں اس کی موت آ گئی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن شہداء کی قطار میں کھڑا فرمادیں گے۔جو شخص حالت مرض میں یہ دعا چالیس مرتبہ پڑھے، اگر مرا تو شہید کے برابر ثواب ملے گا، اور اگر اچھا ہو گیا تو تمام گناہ بخشے جائیںگے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (اسوۂ رسول اکرمؐ)

سورۃ الحج.... فضائل وخواص

دشمن کو دفع کرنے کیلئے اس کی آیت نمبر ۳۸ کا پڑھنا نہایت مجرب ہے۔کم سے کم ایک ہزار مرتبہ روزانہ پڑھے سات' گیارہ' یا اکتالیس روز میں مراد پوری ہوگی۔(طب روحانی)

پارہ ۱۷ سورۂ حج آیت ۳۸.... دشمن سے حفاظت کا نسخہ

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۝

اگر کسی شخص کو ہر وقت دشمن سے خوف رہتا ہو یا اس کی دشمنی بڑھتی جارہی ہو تو دشمن سے حفاظت کیلئے اس آیت کو گیارہ دفعہ روزانہ پڑھے۔(انمول موتی)

سورۃ المؤمنون.... فضائل وخواص

اس کی آیت رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ کو کسی نئے مکان یا اجنبی جگہ پر اترنے سے پہلے تین مرتبہ پڑھ لے ان شاء اللہ ہر قسم کی تکلیف سے محفوظ رہے گا۔ (طب روحانی)

پارہ ۱۸ سورۂ مومنون آیت ۱۰۴.... حضرت اویس قرنیؒ کا خوف آخرت سے بے ہوش ہو جانا

ابومنذر دمشقی فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنیؒ جب بھونی ہوئی سریوں کو دیکھتے تو انہیں یہ آیت یاد آجاتی ہے۔

"تلفح وجوههم النار وهم فيها كالحون" پھر آپ بے ہوش ہو کر گر پڑتے حتی کہ دیکھنے والے آپ کو دیوانہ سمجھتے۔ (ابن ابی الدنیا وغیرہ)

پارہ ۱۸ سورۂ مؤمنون آیت ۱۱۵ تا ۱۱۸.... جنات کی شرارت سے بچنے کا نبوی نسخہ

ابن ابی حاتم میں ہے کہ ایک بیمار شخص جسے کوئی جن ستا رہا تھا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درج ذیل آیت پڑھ کر اس کے کان میں دم کیا۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ .... وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ

وہ اچھا ہو گیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ! تم نے اس کے کان میں کیا پڑھا تھا؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتلا دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے یہ آیتیں اس کے کان میں پڑھ کر اسے جلا دیا واللہ! ان آیتوں کو اگر کوئی باایمان شخص بالیقین کسی پہاڑ پر پڑھے تو وہ بھی اپنی جگہ سے ٹل جائے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۴۷۴)

کان کی تکلیف دور کرنے کا نسخہ جلیلہ

"افحسبتم" سے لے کر ختم سورت تک یہ آیتیں بڑی فضیلت رکھتی ہیں' ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کیلئے ایک سریہ (چھوٹا لشکر) روانہ فرمایا اور یہ حکم دیا کہ صبح اور شام یہ آیتیں پڑھا کریں یعنی "افحسبتم انما خلقنا كم عبثا.....الخ" صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے حسب الارشاد یہ آیتیں پڑھیں تو ہم صحیح سالم مال غنیمت لے کر واپس آئے۔ "اخرجہ ابن السنی وابن مندہ وابونعیم بسند حسن" (روح المعانی)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ایک مصیبت زدہ شخص پر گزر ہوا جس کے کان میں تکلیف تھی' عبداللہ بن مسعودؓ نے "افحسبتم" سے لے کر آخر تک آیتیں پڑھ کر اس کے کان میں دم کیں تو وہ اچھا ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو یہ فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے' اگر یقین والا مرد اس کو پہاڑ پر پڑھ دے تو وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے۔ (روح المعانی)

سورۃ النور.... فضائل وخواص

اس سورۃ کی آخری دو آیتیں چالیس دن تک ہر روز اکیس مرتبہ پڑھنا دل کی ساری بیماریوں مثلاً حسد' کینہ' عداوت' بخل' ذہن میں سستی' بزدلی وغیرہ کو باطن سے جلا کر خاک کر دینے والا مجرب جلالی عمل ہے۔ (طب روحانی)

پارہ ۱۸ سورۂ نور.... اپنی عورتوں کو سورۂ نور سکھاؤ

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا سورۂ بقرہ، سورۂ نسا، سورۂ مائدہ، سورۂ حج اور سورۂ نور ضرور سیکھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو اعمال فرض کئے ہیں وہ سب ان سورتوں میں مذکور ہیں۔

حضرت حارثہ بن مضرب رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں خط میں یہ لکھا کہ سورۂ نساء، سورۂ احزاب اور سورۂ نور سیکھو..... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: سورۂ براءت سیکھو اور اپنی عورتوں کو سورۂ نور سکھاؤ اور انہیں چاندی کے زیور پہناؤ۔ (حیاۃ الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۲۶۰)

پارہ۱۸ سورۂ نور آیت ۳۵....دل اور چہرے کو نورانی بنانے کا مجرب عمل

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ........ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ

اگر آپ کو اپنے دل میں اور چہرے پر نور پیدا کرنا ہے تو روزانہ مذکورہ آیت ایک مرتبہ اپنے اوپر پڑھ کر پھونکیں۔(انمول موتی)

سورۃ الفرقان....فضائل وخواص

اگر اس کو لکھ کر باندھ لے تو کوئی موذی جانور اژدھا وغیرہ ایذا نہ پہنچائے اور اگر شریر لوگوں کے درمیان جا پہنچے تو ان کا مجمع منتشر ہو جائے۔ اور کوئی مشورہ اس کا درست نہ ہونے پائے۔(طب روحانی)

پارہ۱۹ سورۂ فرقان آیت ۵۴....بیٹا یا بیٹی کے نکاح کیلئے بہترین عمل

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا۝

اگر آپ کے بیٹے یا بیٹی کا عقد نہ ہوتا ہو تو آپ اپنی اس مراد کے لئے یہ آیت اکیس دن تک تین سو تیرہ دفعہ پڑھیں۔(انمول موتی)

سورۃ الشعراء....فضائل وخواص

اگر کسی شخص کو بچھو، بھڑ وغیرہ نے ڈنگ مارا ہو تو اس سورۃ کی آیت نمبر ۱۳۰ کو پڑھ کر دم کر دے۔ ترکیب یہ ہے کہ متاثرہ جگہ کو چٹکی سے دبائے اور تین مرتبہ پڑھ کر پھونکے پھر سات مرتبہ پھر گیارہ مرتبہ اور پھر اکیس مرتبہ پڑھے۔ ان شاء اللہ تکلیف بالکل دور ہو جائے گی۔(طب روحانی)

سورۃ النمل....فضائل وخواص

جو شخص اس کو ہرن کی جھلی پر لکھ کر مدبوغ چمڑے میں رکھ کر اپنے پاس رکھے کوئی نعمت اس کی قطع نہ ہو۔ اور اگر صندوق میں رکھ دے تو اس گھر میں سانپ بچھو، درندہ اور کوئی موذی جانور نہ آئے۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۱۸ برائے دفع حشرات

یٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ (پ۱۹ع۱۷)

خاصیت: اگر چیونٹیوں کی کثرت ہو تو اس آیت کو لکھ کر ان کے سوراخوں میں رکھ دے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ سب چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں داخل ہو جائیں گی۔(اعمال قرآنی)

پارہ۲۰ سورۂ نمل آیت ۶۲....اولاد کے رشتہ کے لئے مجرب عمل

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ

اگر آپکو اپنی اولاد کا رشتہ نہیں ملتا تو اٹھتے بیٹھتے مذکورہ آیت کا ورد جاری رکھیں۔(انمول موتی)

تعارف سورۃ النمل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت کے مطابق یہ سورت پچھلی سورت یعنی سورۂ شعراء کے فوراً بعد نازل ہوئی تھی۔ دوسری مکی سورتوں کی طرح اس کا موضوع بھی اسلام کے بنیادی عقائد کا اثبات اور کفر کے برے نتائج کا بیان ہے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت صالح علیہما السلام کے واقعات کی طرف مختصراً اشارہ کرتے ہوئے یہ بتایا گیا ہے کہ ان کی قوموں نے اس بنا پر ان کی بات نہیں مانی کہ

انہیں اپنی دولت اور اپنے سماجی رتبے پر گھمنڈ تھا۔ اسی طرح کفار مکہ بھی گھمنڈ میں مبتلا ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کر رہے تھے۔ دوسری طرف حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی دولت اور بے نظیر بادشاہت سے نوازا تھا، لیکن یہ دولت اور بادشاہت ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے سے مانع نہیں ہوئی۔ اسی طرح سبأ کی ملکہ بلقیس بھی بہت دولت مند تھی، لیکن حق واضح ہونے کے بعد اس نے اس کو فوراً قبول کرلیا۔ اس سیاق میں حضرت سلیمان علیہ السلام اور سبأ کی ملکہ کا واقعہ اس سورت میں تفصیل کیساتھ بیان کیا گیا ہے، اوراس کے بعد کائنات میں پھیلی ہوئی قدرت خداوندی کی نشانیوں کو بڑے موثر انداز میں ذکر فرمایا گیا ہے جن سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ثابت ہوتی ہے۔ نمل کے معنی عربی میں چیونٹی کے ہوتے ہیں، اور چونکہ اس سورت کی آیت نمبر ۱۸ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ چیونٹیوں کی وادی کے پاس سے گزر رہے تھے، اس لئے، اس کا نام سورۂ نمل رکھا گیا ہے۔ (توضیح القرآن)

سورۃ القصص....فضائل وخواص

جس شخص کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں لڑکا نہ ہوتا ہو یا پیدا ہو کر مر جاتا ہو وہ شخص، پورے نو ماہ تک حمل کے دوران روٹی کے ٹکڑے پر اس سورۃ کی ابتدائی آیات میں سے يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ سے وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ تک لکھ کر نہار منہ اپنی اہلیہ کو کھلائے۔ ان شاء اللہ اس دفعہ صاحب عمر لڑکا پیدا ہوگا۔ (طب روحانی)

پارہ ۲۰ سورۂ قصص آیت ۲۴....لڑکی کے رشتہ کیلئے ایک مجرب عمل

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ○

اگر آپ کی لڑکی کے لئے رشتہ نہ آتا ہو یا آتا ہو مگر رشتہ پسند نہ آتا ہو تو آپ ایک سو بارہ مرتبہ اس دعا کو اور تین مرتبہ سورۂ ضحیٰ پڑھیں، ہر مہینہ گیارہ دن تک پڑھیں اور تین مہینہ یہ عمل جاری رکھیں۔ (انمول موتی)

تعارف سورۂ القصص

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ یہ سورت سورۂ نمل (سورت نمبر ۲۷) کے بعد نازل ہوئی تھی، اور مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آخری سورت ہے جو مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی، کیونکہ اس کی آیت نمبر ۸۵ اس وقت نازل ہوئی تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کی غرض سے مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو چکے تھے۔ سورت کا مرکزی موضوع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آپ کی دعوت کی سچائی کو ثابت کرنا ہے۔ سورت کی پہلی ۴۳ آیتوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ابتدائی زندگی کی وہ تفصیلات بیان فرمائی گئی ہیں جو کسی اور سورت میں بیان نہیں ہوئیں۔ اس واقعے کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمانے کے بعد آیات ۴۴ تا ۴۷ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان واقعات کو اتنی تفصیل سے معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا، اس کے باوجود جب آپ یہ واقعات بیان فرما رہے ہیں تو اس سے یہ بات، بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے۔ کفار مکہ کی طرف سے آپ کی نبوت اور رسالت پر جو اعتراضات کئے جاتے تھے، ان کا شافی جواب بھی اس سورت میں دیا گیا ہے، اور آپ کو تسلی دی گئی ہے کہ جو لوگ ضد پر اڑے ہوئے ہیں، ان کے طرز عمل کی کوئی ذمہ داری آپ پر عائد نہیں ہوتی۔ پھر کفار مکہ جن جھوٹے خداؤں پر ایمان رکھتے تھے، ان کی تردید کی گئی ہے۔ قریش کے بڑے بڑے سردار اپنی دولت پر غرور کی وجہ سے بھی آپ کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کرتے تھے۔ ان کی عبرت کے لئے آیات ۷۶ تا ۸۲ میں قارون کا واقعہ بیان کیا گیا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں سب سے زیادہ دولت مند شخص تھا، لیکن اس کی دولت اسے تباہی سے نہ بچا سکی جو غرور اور ضد کے نتیجے میں اس پر آ کر

رہی۔سورت کے آخر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا گیا ہے کہ اگر چہ اس وقت آپ بے سروسامانی کی حالت میں مکہ مکرمہ چھوڑنے پر مجبور ہورہے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ آپ کو فاتح کی حیثیت سے دوبارہ مکہ مکرمہ واپس آنے کا موقع عنایت فرمائے گا۔ (توضیح القرآن)

سورۃ العنکبوت.... فضائل وخواص

چوتھیہ کے واسطے اس کو لکھ کر پانی سے دھو کر پئے۔ دفع غم وکسی اور حصول سرور وشرح صدر کیلئے بھی مفید ہے۔ (طب روحانی)

پارہ ۲۱ سورۂ عنکبوت آیت ۶۲.... رزق میں کشادگی کے لئے مجرب عمل

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۝

اگر آپ کو رزق میں کشادگی مطلوب ہے تو مذکورہ آیت گیارہ دفعہ فجر کی نماز کے بعد پڑھیں۔ (انمول موتی)

تعارف سورۃ العنکبوت

یہ سورت مکہ مکرمہ کے اس دور میں نازل ہوئی تھی جب مسلمانوں کو ان کے دشمنوں کے ہاتھوں طرح طرح کی تکلیفیں اٹھانی پڑ رہی تھیں۔ بعض مسلمان ان تکلیفوں کی شدت سے بعض اوقات پریشان ہوتے، اور ان کی ہمت ٹوٹنے لگتی تھی۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ایسے مسلمانوں کو بڑی قیمتی ہدایات عطا فرمائی ہیں۔ اول تو سورت کے بالکل شروع میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کے لئے جو جنت تیار فرمائی ہے وہ اتنی سستی نہیں ہے کہ کسی تکلیف کے بغیر حاصل ہوجائے۔ ایمان لانے کے بعد انسان کو مختلف آزمائشوں سے گزرنا ہی پڑتا ہے۔ دوسرے یہ تسلی بھی دی گئی ہے کہ یہ ساری تکلیفیں عارضی نوعیت کی ہیں، اور آخر کار ایک وقت آنے والا ہے جب ظالموں کو ظلم کرنے کی طاقت نہیں رہے گی، اور غلبہ اسلام اور مسلمانوں ہی کو حاصل ہوگا۔ اسی پس منظر میں اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں پچھلے کئی انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات سنائے ہیں جن میں سے ہر واقعے میں یہی ہوا کہ شروع میں ایمان لانے والوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، لیکن آخر کار اللہ تعالیٰ نے ظالموں کو برباد کیا، اور مظلوم مؤمنوں کو فتح عطا فرمائی۔ مکی زندگی کے اسی زمانے میں کئی واقعات ایسے پیش آئے کہ اولاد مسلمان ہوگئی، اور والدین کفر پر بضد رہے، اور اپنی اولاد کو واپس کفر اختیار کرنے پر مجبور کرنے لگے۔ ان کا کہنا تھا کہ والدین ہونے کی وجہ سے ان کی اولاد کو دین ومذہب کے معاملے میں بھی ان کی فرماں برداری کرنی چاہئے۔ اس سورت کی آیت نمبر ۸ میں اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں یہ معتدل اور برحق اصول بیان فرمایا کہ والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ انسان کا فرض ہے، لیکن اگر وہ کفر یا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم دیں تو ان کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ جن مسلمانوں کے لئے مکہ مکرمہ کے کافروں کا ظلم وستم ناقابل برداشت ہورہا تھا، ان کو اس سورت میں نہ صرف اجازت، بلکہ ترغیب دی گئی ہے کہ وہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے کسی ایسی جگہ چلے جائیں جہاں وہ اطمینان کے ساتھ اپنے دین پر عمل کرسکیں۔ بعض کافر لوگ مسلمانوں پر زور دیتے تھے کہ دین اسلام کو چھوڑ دو، اور اگر اس کے نتیجے میں تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی سزا آئی تو تمہاری طرف سے ہم اسے بھگت لیں گے۔ اس سورت کی آیات ۱۲ اور ۱۳ میں اس لغو پیشکش کی حقیقت واضح کردی گئی ہے کہ آخرت میں کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکے گا۔ اس کے علاوہ توحید، رسالت اور آخرت کے دلائل بھی اس سورت میں بیان ہوئے ہیں، اور اس سلسلے میں جو اعتراضات کافروں کی طرف سے اٹھائے جاتے تھے، ان کا جواب بھی دیا گیا ہے۔

''عنکبوت'' عربی میں مکڑی کو کہتے ہیں، اور اس سورت کی آیت نمبر ۴۱ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مشرکین کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے مکڑی کے جالے پر بھروسہ کر رکھا ہو، اس لئے اس سورت کا نام سورۂ عنکبوت ہے۔ (توضیح القرآن)

الدرر النظیم (سورۂ یونس تا سورۂ عنکبوت)

سورۃ یونس....فضائل وخواص

سورۃ یونس کوتانبے کے پرات میں لکھ لیں پھراس پرات میں اس پانی سے آٹا گوندھیں جو کھڑے ہوئے پانی سے تیزی کے ساتھ بھر لیا گیا ہو۔ آٹے کی مقدار ان لوگوں کے مطابق ہو جن پر چوری کا شبہ والزام ہے پھراس آٹے کے ملزموں کی تعداد کے مطابق ٹکڑے بنالیں اور ہر ایک کو ایک ٹکڑا کھانے کیلئے دیں جو چور ہوگا وہ نہیں کھا سکے گا۔

خاصیت آیت ۱ تا ۳

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ (۱) اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ (۲) اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ط مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ط ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ط اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ

شعبان کے مہینہ کے ایام بیض (13,14,15) کے تین روزے رکھے اور سرکہ وسبزی اور جو کی روٹی اور پسے ہوئے نمک سے افطاری کرے۔ پھر مغرب کی نماز کے بعد قبلہ رو خ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے اور درود شریف پڑھتا رہے۔ عشاء تک پھر عشاء کی نماز پڑھ کر جب تک چاہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس کرتا رہے پھر ایک کاغذ میں آس کے پانی اور زعفران کے ساتھ یہ آیت لکھے اور اسے سر کے نیچے رکھ کر سو جائے جب صبح ہو تو نماز پڑھے اور وہ لکھا ہوا اپنے پاس رکھ کر لوگوں کے پاس جہاں کام ہو جائے تو اس کا مرتبہ بلند ہوگا۔ اسے سرداری ملے گی اور وہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے صحیح ومناسب گفتگو کرے گا اور لوگوں کے ہاں وہ معزز ومقبول ہوگا۔

خاصیت آیت ۱۲

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا .... كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

یہ آیت پنڈلیوں، پاؤں اور پورے جسم کے درد کیلئے مفید ہے۔ استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کے کورے برتن میں سیاہی سے لکھ کر برتن کو زیتون کے تیل سے بھر لو اور اسے ہلا کر لکھے ہوئے کو دھولو پھر اسے دھیمی آنچ پر پکالیں۔ جب اور جہاں درد ہو اس جگہ پر اس تیل کی مالش کریں درد ختم ہو جائے گا۔

خاصیت آیت ۳۱

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ...... فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ

اسے میٹھے کدو کے چھلکے پر لکھ کر عورت کے دائیں بازو پر باندھنے سے بچہ کی ولادت آسانی سے ہو جائے گی۔

خالی پانی سے اگر اس آیت کو چاندی پر لکھا جائے اور پھر اسے آگ پر چڑھا کر مکھن ملائی ہوئی شہد سے دھولیا جائے جب کسی کے کان میں درد ہو تو اس کے تین قطرے ڈال دینے سے درد ختم ہو جائے گا۔

جو آدمی اس آیت کو کیلے کے پتے پر لکھ کر اس پر نیلے رنگ کا کپڑا چڑھا کر اپنے بازو سے باندھے گا تو اس کیلئے رزق آسان ہو جائے گا۔

خاصیت آیت ۵۷، ۵۸

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ ...... هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ

یہ آیت اس آدمی کے گھر کے برتن پر لکھی جائے جس نے کبھی جماع نہ کیا ہو اور خالص کوفی سیاہی سے لکھی جائے اور شمر کے سبز پودے کے پانی سے دھو کر اس میں سفید ملا کر رکھ دیا جائے۔ پیٹ کی تمام بیماریوں اور گھبراہٹ وکپکپی کیلئے اس کا پینا مفید ہے۔

خاصیت آیت ۸۰، ۸۱

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓی اَلْقُوْا .... اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ

بارش کا پانی پہاڑ کے دامن میں رکا ہوا ہو اس سے ایک گھڑا بھرا جائے اس طرح کہ کوئی دیکھ نہ رہا ہو اور ایک گھڑا ایسے کنویں سے بھرا جائے جو ویران پڑا ہو پھر جمعہ کے دن ایسے درختوں کے سات پتے لئے جائیں جن کا پھل نہ کھایا جاتا ہو پھر دونوں گھڑوں کے پانی کو ملا کر پتے ان میں ڈال دیئے جائیں اور اس آیت کو پانی کی سطح پر لکھے اور اس پانی سے نہائے اس طرح کہ نہر کے کنارہ پر جا کر پاؤں نہر میں لٹکا لے اور سر کے اوپر پانی ڈالے۔ اس عمل سے اس پر کئے گئے جادو کا اثر ختم ہو جائے گا۔

خاصیت آیت ۸۷، ۱۰۷

وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰی وَاَخِیْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِکُمَا .... وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

یہ آیات سفید مصری پر نئی سوئی سے لکھ کر مصری کو نہر کے اس میٹھے پانی میں پگھلا دیا جائے جو رات کو صبح کی اذان کے وقت نہر سے بھرا گیا ہو۔ یہ پانی جس قسم کے مریض کو پلایا جائے گا وہ تندرست ہو جائے گا۔

سورۃ ھود.... فضائل وخواص

جو اس سورۃ کو ہرن کی جھلی پر لکھ کر اپنے پاس رکھے گا۔ اسے ہر مد مقابل طاقت ونصرت حاصل ہوگی اگر سو آدمی بھی اس کے مقابلہ پر آئیں گے تو مغلوب ہو جائیں گے اگر کوئی اسے دیکھے تو اس سے ڈرے گا جو بھی بات کرے گا اس کی موافقت میں کرے گا۔

اگر زعفران سے لکھ کر صبح شام اس کا پانی پیئے گا تو دل مضبوط ہو جائے گا اگر جن بھی مقابلہ میں آئیں تو ان سے گھبراہٹ نہیں ہوگی۔

خاصیت آیت ۱ تا ۴

الٓرٰ کِتٰبٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ .... وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اروی کے سبز پتے پر طلوع فجر کے وقت کستوری اور زعفران اور عرق گلاب سے لکھ کر اس نہر کے پانی سے دھولے جس کا پانی اروی کو لگتا تھا پھر چار دن صبح شام اس پانی کو پیئے تو اس کا دل علوم کیلئے کھل جائے گا اور جو چاہے گا حاصل کرلے گا۔

خاصیت آیت ۴۱

وَقَالَ ارْکَبُوْا فِیْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

یہ آیت ساگوان کی لکڑی میں نقش کر کے کشتی کے اگلے سرے میں میخ ٹھونک کر لگا دے یا پچھلے حصہ میں تو یہ کشتی کیلئے حفاظت و بچاؤ ہوگا کشتی سمندر کے طوفانوں، گردابوں سے سلامت رہے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میری امت کے لوگوں کیلئے غرق ہونے سے تحفظ یہ ہے کہ جب وہ کشتی پر سوار ہوں تو وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا ط اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ آخر آیت تک پڑھ لیں۔

بعض عارفین نے لکھا ہے کہ جب کشتی پر سوار ہوتو قَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا (مکمل آیت) پڑھ لے اور کشتی کے پچھلے حصہ میں کھڑا ہو کر اگلے حصہ کی طرف منہ کر کے دائیں بائیں اشارہ کرے اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہ اور پیچھے کی طرف اشارہ کر کے کہے عثمان رضی اللہ عنہ اور سامنے کی طرف اشارہ کر کے کہے علی رضی اللہ عنہ اور کہے بِسْمِ اللّٰهِ سَمَّيْنَا بِكٓهٰيٰعٓصٓ كُفِيْنَا بِحٰمٓعٓسٓقٓ حُمِيْنَا وَاللّٰهِ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُحِيْطٌ (آخر سورہ تک)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا جو آدمی کسی چوپائے یا سواری پر سوار ہوتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ اَلْمُلْكُ لِلّٰهِ وَمَاقَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ (مکمل آیت) اور وَقَالَ ارْكَبُوْا (مکمل آیت) کہے تو اگر ان میں سے کوئی ہلاک ہو جائے یا ڈوب جائے تو اس کی دیت میرے ذمہ ہے۔

حضرت ابن شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ساحل پر پہنچا تو کشتی کے ساتھ پیوست تھی بائیس کشتیاں کھڑی تھیں جو غلہ سے بھری ہوئی تھیں میں ان میں سے ایک میں داخل ہوا اور مذکورہ بالا کلمات پڑھ لئے۔ تو تہائی رات تک کشتی موافق ہوا کے ساتھ چلتی رہی پھر تیز و تند ہوائیں چل پڑیں اور موجیں اٹھنے لگیں۔

چنانچہ جس کشتی میں میں سوار تھا اس کے سوا کوئی کشتی اندلس کے ساحل تک نہ پہنچ سکی اور نہ ہی ان کا کوئی نشان نظر آتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا غرق ہونے اور ہلاک ہونے سے تحفظ یہ ہے کہ جو کشتی پر سوار ہو تو وہ یہ پڑھ لے بسم الله الرحمن الرحيم وَمَاقَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ (مکمل آیت) فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ م بَعْدِهٖ ط اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ ط مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَاٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ط اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُحِيْطٌ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو آدمی سمندر میں سفر کرتا ہے وہ سوار ہوتے وقت یہ پڑھ لے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَلْمُلْكُ لِلّٰهِ يَامَنْ لَهٗ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ خَافِقَةٌ وَالْاَرْضُوْنَ السَّبْعُ طَائِعَةٌ وَالْجِبَالُ الشَّامِخَاتُ خَاشِعَةٌ وَالْبِحَارُ الزَّاخِرَاتُ خَاضِعَةٌ اِحْفَظْنِیْ اَنْتَ خَيْرٌ حَافِظًا وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ وَمَا قَدَرُوْاللّٰهِ حَقَ قَدْرِهٖ (مکمل آیت)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا (مکمل آیت)

پھر آپ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اگر ان کا پڑھنے والا غرق یا ہلاک ہو جائے تو اس کی دیت میرے ذمہ ہے۔

اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ ط مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَاٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ط اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

جس آدمی کو کسی شیر سے یا ظالم انسان سے یا دشمن سے یا بادشاہ وحاکم سے خوف ہو تو وہ سوتے وقت اور جاگتے وقت اور صبح وشام کو یہ آیت کثرت سے پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت وکفایت فرمائیں گے۔

جو آدمی سفر میں اور کشتی میں اس آیت کو کثرت سے پڑھتا رہے گا تو وہ ہر قسم کے شر و آفت اور مصیبت اور سمندری طوفانوں وغیرہ

سے محفوظ رہے گا۔ جو بادشاہ وافسر کے پاس اسے پڑھے گا تو وہ اس کے شر سے محفوظ ہو جائے گا اور اس کا مال و جان سب محفوظ ہو جائے گا۔ اگر اس آیت کو لکھ کر اور تعویذ میں محفوظ کر کے بچہ کے گلے میں لٹکا یا جائے تو وہ آفات سے محفوظ رہے گا۔

سورۂ یوسف.... فضائل و خواص

جو آدمی سورۂ یوسف کو لکھ کر پھر اسے پانی میں دھو کر وہ پانی پیئے اور اللہ تعالیٰ سے رزق اور تمام لوگوں میں عزت پانے کی دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے رزق و عزت نصیب کریں گے۔

اگر مرد اس سورۃ کو لکھ کر اور تعویذ بنا کر گلے میں لٹکائے تو اس کی بیوی اس سے بہت زیادہ محبت کرے گی۔

خاصیت آیت ۵۴ تا ۵۶

وَقَالَ الْمَلِکُ ائْتُوْنِیْ بِہٖٓ .... وَلَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ

اگر کوئی آدمی بے روزگار ہو تو وہ قمری مہینہ کی پہلی جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھے اور جمعہ کی رات میں سونے کے لئے بستر پر جانے کے وقت اس آیت کو پڑھے اور جمعہ کے دن ظہر و عصر کے درمیان اسے لکھے اور شام کو جب روزہ افطار کرنے لگے تو اس وقت بھی پڑھے اور رات کو سو سو مرتبہ لاالٰہ الا اللہ ' اللہ اکبر ' الحمد للہ اور سبحان اللہ اور استغفر اللہ کہہ کر سو جائے جب صبح کو اٹھے تو یہ نیت کرے کہ میں کسی پر ظلم نہیں کروں گا اور اپنے حق سے آگے نہیں بڑھوں گا پھر وہ لکھا ہوا گھر کے باہر لٹکا دے تو اسے روزگار ملے گا اور پورا ہفتہ اس کی مدد ہوتی رہے گی۔

خاصیت آیت ۹۱ تا ۹۳

قَالُوْا تَاللّٰہِ لَقَدْ اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلَیْنَا ...... بِاَھْلِکُمْ اَجْمَعِیْنَ

اصفہانی سرمہ ایک حصہ' مصر آدھا حصہ' زعفران چوتھائی حصہ' پانی چوتھائی حصہ' اور موسم خزاں کی پہلی بارش کا پانی نہر اور چشمہ کا پانی جو کہ ماہ دسمبر یا جنوری میں جمعرات کے دن طلوع آفتاب سے پہلے لیا گیا ہو۔ یہ اجزاء جمع کر لینے کے بعد ہر دوائی کو علیحدہ علیحدہ کوٹ لیں پھر سب کو ملا کر شمر کے سبز پودے کے پانی میں کھرل کر کے چھوڑ دیں جب خشک ہو جائے تو پھر دوسری مرتبہ خزاں کی بارش کے پانی میں کھرل کریں اور خشک کر لیں پھر تیسری بار دسمبر یا جنوری میں بھرے ہوئے پانی میں کھرل کریں پھر چوتھی مرتبہ ایسے شہد میں جو آگ کے قریب نہ گیا ہو اور سرکہ میں کھرل کر لیں۔ جب خشک ہو جائے تو مذکورہ بالا آیات کو شیشہ کے پیالہ میں زعفران کے ساتھ لکھیں اور دسمبر والے پانی سے دھولیں۔ پھر سرمہ کو دوائیوں کے کشتہ سمیت اسی پانی میں کھرل کریں اور اسے خشک کر لیں۔ اب اسے آنکھ کی ہر قسم کی تکلیف کے لئے استعمال کریں۔ خصوصاً آنکھ میں سفیدی آنے کے لئے شفاء ہوگی۔

خاصیت آیت ۹۹ ' ۱۰۰

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ...... اِنَّہٗ ھُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ

اگر کوئی آدمی ناحق قید میں ہو تو وہ یہ آیت لکھ کر اپنے دائیں بازو پر باندھ لے اور کثرت سے اس کی تلاوت بھی کرے رہا ہو جائے گا۔ اگر کوئی دشمن ستا رہا ہو تو بھی یہی عمل کرے اس کی اذیت سے چھٹکارا مل جائے گا۔

سورۃ الرعد.... فضائل و خواص

سخت اندھیری رات میں جبکہ بارش برس رہی ہو۔ بادل گرج رہے ہوں اور بجلی چمک رہی ہو تو اس وقت میں یہ سورۃ لکھے اور بارش کے پانی سے دھو کر یہ پانی اندھیری رات میں ظالم حکمران یا افسر کے دروازے کے باہر چھڑک دے تو اس دن کو جب وہ ظالم گھر سے باہر نکلے گا تو اپنے عہدہ سے معزول کر دیا جائے گا۔ اور اندھیری رات میں آگ کی روشنی میں یہ سورۃ لکھ کر اور پانی سے دھو کر اسی وقت ظالم عہدے دار کے دروازے پر چھڑک آئے تو بھی وہ ظالم اپنے عہدہ سے معزول کر دیا جائیگا۔

خاصیت آیت ۱ تا ۳

المرٓ..................یتفکرون

یہ آیت زیتون کے چار پتوں پر لکھ کر باغ یا گھر یا دکان وغیرہ جس کی ترقی و برکت اور آبادی مقصود ہو اس کے چاروں کونوں میں ایک ایک پتہ دفن کر دے تو ترقی و برکت حاصل ہوگی اور اگر کسی نے دکان تعمیر کرنا ہو اور اس میں مشکلات درپیش ہوں تو اپنے پلاٹ کے چاروں کونوں میں ایک ایک پتہ دفن کر دے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت جلد اس کے لئے مکان کی تعمیر کے اسباب ہوتے چلے جائیں گے۔

خاصیت آیت ۸، ۹

اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی ...... الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ

اگر کوئی آدمی یہ معلوم کرنا چاہے کہ حاملہ خاتون کے پیٹ میں کیا ہے۔ لڑکا یا لڑکی؟ یا اگر کسی نے زمین میں کہیں کوئی چیز دفن کی تھی یا کہیں کوئی چیز رکھی تھی اور اب وہ جگہ بھول گیا ہے اور اس جگہ کا پتا لگانا ہے یا کسی غائب شدہ کی واپسی کے بارے میں خبر حاصل کرنی ہے کہ وہ واپس آئے گا یا نہیں؟ یا مریض کے بارے میں یہ تجسس ہے کہ اب یہ صحت یاب ہو سکے گا یا نہیں؟ یا اسی طرح کا کوئی ایک اور مسئلہ ہے تو وہ آدمی نہا دھو کر باوضو ہو کر صاف ستھرا لباس پہنے خوشبو لگائے اور سوموار کے دن کا روزہ رکھے۔ رات کو باوضو ہو کر سو جائے اور منگل کی صبح کو طلوع آفتاب سے پہلے پہلے یہ آیات سبز کپڑے کے ٹکڑے میں زعفران اور عرق گلاب کے ساتھ لکھے اور اس ٹکڑے کو عود اور عنبر کی دھونی دے کر کسی ڈبیہ میں اس طرح سے بند کرے کہ سورج چاند اور کوئی انسان وغیرہ کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔ جب بدھ کی رات آئے تو عشاء کی نماز کے بعد اپنے بستر پر بیٹھ کر یہ پڑھے۔

یَا عَالِماً بِخُفِیَّاتِ الْاُمُوْرِ یَامَنْ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اِطَّلِعْنِیْ عَلٰی کُلِّ مَا اُرِیْدُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے سو جائے تو خواب میں کوئی آ کر اسے اس کی مطلوبہ چیز کے بارے میں بتائے گا۔ اگر اس رات میں کوئی نہ آئے تو یہی عمل جمعرات کے دن روزہ رکھے اور جمعہ کی رات میں پھر یہی عمل کرے تو یقیناً خواب میں اسے خبر دیدی جائے گی۔

خاصیت آیت ۱۸، ۲۱ تا ۲۵

الذین لم یستجیبوا لہ............ وبئس المھاد اور والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل......ولھم سوء الدار

اگر کسی دشمن کی ہلاکت اور بربادی مطلوب ہو تو قمری مہینہ کی اٹھائیس تاریخ کو روزہ رکھے اگر اٹھائیس کا یہ دن ہفتہ کا دن ہو تو بہت ہی خوب ہے۔ اس روزہ کی افطاری جو کی روٹی سے کرے۔ رات کو آدھی رات کو جس وقت کہ شدید اندھیرا ہوا ٹھے اور خالی جنگل بیابان میں یا کسی خالی گھر کی چھت پر جائے اور صنوبر کی لکڑی اور سندس (ایک قسم کا گوند جو دوا کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے) جلا کر مذکورہ آیات سات مرتبہ پڑھے اور ہر دفعہ یہ بھی ساتھ کہے۔

اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بفلد بن فلانۃ (یہاں دشمن کا نام اور اس کی ماں کا نام لے)

اَللّٰھُمَّ اعْکِسْ اَمْرَہٗ وَاَخْذُلَہٗ وَلَا تُثَبِّتْ قَدَمَہٗ وَاحْلُلْ بِہٖ مَا اَحْلَلْتَ بِکُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ

اس کے دشمن کے حالات خراب ہونے شروع ہو جائیں اور ہلاکت و بربادی کی طرف بڑھنا شروع ہو جائے گا۔

سورۂ ابراہیم .... فضائل وخواص

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو مومن سورۂ ابراہیم پڑھے اسے تمام بت پرستوں کی تعداد کے مطابق ثواب ملتا ہے۔

اگراس سورۃ کوسفید ریشم کے ٹکڑے پر باوضو ہوکر لکھا جائے اور بچہ کے بازو پر باندھ دیا جائے تو بچہ کا رونا' ڈرنا ختم ہو جائے گا نظر بد سے محفوظ رہے گا اور اس کا دودھ چھڑانا آسان ہوگا۔

خاصیت آیت ۱ تا ۴

الر .... وھوالعزیز الحکیم

جو آدمی ان آیات کوصاف پانی پر پڑھے اور اس پانی سے کھانا بنا کر اپنی اولاد یا اپنے شاگردوں کو کھلائے تو وہ انہیں بہت ہی ذہین و فطین اور فصیح پائے گا۔

خاصیت آیت ۱۲

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ

یہ آیت لکھ کر گلے میں لٹکانے سے ہاتھوں اور پاؤں کی تکلیف والا مریض صحت یاب ہو جاتا ہے اور جس کونظر بدلگی ہو خواہ کسی انسان کی یا جن کی تو وہ کسی بیکار چھوڑے ہوئے کنوئیں سے ایک گھڑا پانی کا بھر کر اس پر یہ آیت پڑھے اور کسی چوک پر جا کر اسی پانی سے تین راتیں نہائے تو اس پر سے نظر کا اثر ختم ہو جائے گا۔

جو آدمی مچھروں اور پسوؤں سے پریشان ہو وہ پانی پر سات مرتبہ یہ آیت پڑھے۔ سات مرتبہ یہ کہے ان کنتم آمنتم باللہ فکفوا شرکم عنا ایتھا البراغیث اور اس پانی کو اپنے سونے کی جگہ کے اردگرد چھڑک دے۔

بعض عارفین کی تحریروں میں دیکھا ہے کہ کتے پر وکلبھم باسط ذراعیہ بالوصید پڑھے تو وہ کچھ نہیں کہے گا اور بچھو پر سلام علیٰ نوح فی العالمین پڑھے تو وہ کچھ نہیں کہے گا اور پسوؤں پر ومالنا ان لانتوکل علیٰ اللہ والی پوری آیت پڑھے تو وہ بھی پریشان نہیں کریں گے۔

خاصیت آیت ۱۳ تا ۱۷

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ .... وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ

اگر کسی کھیت کو کیڑے یا چوہے یا ٹڈیاں وغیرہ خراب کر رہی ہوں تو وہ یہ آیات زیتوں کی لکڑی کی چار تختیوں پر بدھ کے دن سورج طلوع ہونے سے ذرا پہلے لکھے اور کھیت کے ہر ایک کونے میں ایک تختی دفن کرے اور ہر تختی دفن کرتے ہوئے یہ آیات تین مرتبہ پڑھے تو سب موذی جانور اس کے کھیت سے چلے جائیں گے۔

خاصیت آیت ۲۴

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِى السَّمَآءِ

بارش کے پانی پر یہ آیت اکیس مرتبہ پڑھ کر وہ پانی کھجوروں' درختوں اور کھیتوں کی جڑوں میں ڈالیں تو باغات اور کھیتی میں برکت ہوگی اور ان میں نقصان وخسارہ نہ ہوگا۔

خاصیت آیت ۳۲ تا ۳۴

اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ .....اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ

اگر کوئی آدمی صبح شام اور سوتے وقت اور اپنے ہمسایوں کے ہاں آتے جاتے وقت اور اپنے کھیت و باغ میں کام کرتے ہوئے اس آیت کو پڑھتا رہے تو اس کی ہر چیز میں برکت ہوگی اور اس کی ہر چیز محفوظ رہے گی۔

سورۂ حجر....فضائل وخواص

(۱) اگر کسی عورت کا دودھ کم ہوتو یہ سورۃ حجر زعفران سے لکھ کر اسے پلادی جائے تو اس کا دودھ بہت ہو جائے گا۔
(۲) اگر کوئی اس سورۃ کو زعفران سے لکھ کر اپنی جیب میں رکھے تو اس کے پاس بہت مال آئے گا اور خرید و فروخت میں کوئی اس سے ناراض نہ ہوگا لوگ اس کے معاملات سے خوش ہوں گے۔

خاصیت آیت ۹

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰـفِظُوۡنَ

(۱) اس آیت کو چاندی کی پتری پر لکھے جمعہ کی رات کو اس پتری پر چالیس دفعہ اس آیت کو پڑھ کر دم کر کے لپیٹ کر انگوٹھی کے نگینہ کے نیچے رکھ کر پہن لے تو اللہ کوئی ایسا بندوبست فرمادیں گے کہ جس سے اس کے مال واولاد اور سب چیزوں کی حفاظت ہوگی۔
اور اگر اس انگوٹھی سے خالص موم پر مہر لگا کر جس درد والے کو اس کی دھونی دی جائے گی اس کا درد فوراً ختم ہو جائے گا۔

خاصیت آیت ۱۶ ' ۱۷

وَلَقَدۡ جَعَلۡنَا فِى السَّمَآءِ بُرُوۡجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيۡنَ وَحَفِظۡنٰهَا مِنۡ كُلِّ شَيۡطٰنٍ رَّجِيۡمٍ

اس آیت کو انگوٹھی کے نگینہ پر کندہ کرالیا جائے تو جو آدمی وہ انگوٹھی پہنے یا اس آیت کو ہرن کی باریک کھال پر لکھ کر گلے میں لٹکایا جائے تو حاکم وافسر اور رؤساسب اس آدمی کی عزت کریں گے اور سب اس کی بات مانیں گے چاہے کوئی عورت پہنے یا مرد۔

سورۂ نحل....فضائل وخواص

(۱) جوشخص اس سورۃ کو لکھ کر باغ کی دیوار میں لگادے اس باغ میں جتنا پھل ہوگا سب گر پڑے گا۔
(۲) اگر یہ سورۃ لکھ کر دشمن کے گھر ڈالی جائے تو وہ سب ایک سال کے اندر اندر تباہ و برباد ہو جائیں گے۔
تنبیہ: ایسے اعمال میں سخت احتیاط اور خوف خدا کی ضرورت ہے سوائے ظالموں کے کسی کے ساتھ ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل....فضائل وخواص

(۱) اگر اس سورۃ کو زعفران کے ساتھ لکھ کر پانی میں گھول کر اس بچہ کو پلادیا جائے جو باتیں نہ کرتا ہو تو وہ فوراً باتیں کرنے لگے گا۔

خاصیت آیت ۴۵ تا ۶۷

واذا قرأت القرآن.......... کفوراً
(۱) اگر کوئی شخص ڈرتا ہو یا اسے برے خیالات آتے ہوں تو اس سورۃ کے پڑھنے سے یہ شکایت ختم ہو جائے گی۔
(۲) جس آدمی کے پیچھے کوئی جن لگا ہوا ہو۔ یہ سورۃ پشمینہ کے نیلے کپڑے کے ٹکڑے پر لکھ کر اس کے بازو پر باندھ دیں۔ جن بھاگ جائے گا۔
امام ابن قتیبہؒ فرماتے ہیں قرآن کریم کی چار آیتیں ضرور یاد کر لینی چاہئیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے ہیں۔ اور انہیں ہر خوف، بیماری اور مصیبت کے لئے لکھ لینا چاہئے۔ پہلی آیت سورۂ انعام میں ہے۔ ومنهم من يستمع اليک ......الاولين تک
دوسری آیت سورۂ نحل میں ہے اولئک الذين طبع الله ....الغافلون تک

تیسری آیت سورۂ کہف میں ہے۔ ومن اظلم ممن ذکر بآیات ربه......فلن یهتدوا اذا ابداً تک اور چوتھی سورۂ جاثیہ میں ہے۔افرأیت من اتخذالٰهه' هواه...........تذکرون تک

خاصیت آیت ۸۲

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

(۱) ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا بچہ لائی اورعرض کیا یا رسول اللہ۔ میرے اس بچہ کو مرگی ہے آپ دعا فرمائیں۔حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی وننزل من القرآن شفآء و رحمة للمؤمنین تو وہ لڑکا تندرست ہوگیا۔

(۲) امام غزالیؒ سے منقول ہے کہ بغداد میں ایک شخص ہرقسم کی بیماری کے لئے دم کیا کرتا اور مریض شفایاب ہوجاتے۔ایک دفعہ اس سے پوچھا گیا کہ آپ کیا پڑھتے ہیں؟ تو اس نے کہا بیماریاں کئی ہیں دم ایک ہے اورشفا دینے والا خود اللہ تعالیٰ ہے اوروہ دم یہ ہے۔ وننزل من القرآن ماهو شفآء و رحمة للمؤمنین

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بچوں کی نظر کے لئے پڑھتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ' وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَاهُوَ شِفَآءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ' فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا اَللّٰهُ لَااِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ هُوَاللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَعَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ سورۃ کےاخیر تک

خاصیت آیت ۱۰۵'۱۰۶

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا.....وَنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا

جوشخص غمگین اورتنگ دل ہواوروسوسوں اور برے خیالات میں مبتلا ہووہ دس دن یا جتنے رکھ سکے متفرق روزے رکھے اوراپنے ہاتھ کی حلال کمائی سے افطار کرے پھرعشاء کی نماز کے بعد پانی کے ایک کوزہ پراس آیت کودس باردم کرے چار دفعہ دم کرےاوراس میں سے کچھ پانی پی کرسوجائے اور جب رات کوجاگے تو بھی تھوڑا ساپی لےاس کی تمام پریشانی وتکلیف جاتی رہے گی۔

سورۂ کہف....فضائل وخواص

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی سورۃ بتاؤں جس کی عظمت سے آسمان اور زمین کا درمیانی خلا بھر گیا ہے اوراس کے پڑھنے والے کوبھی اسی قدر اجر وثواب ملتا ہے جوشخص اس سورۃ کو جمعہ کے دن پڑھے تو اس جمعہ سے لے کردوسرے جمعہ تک کے اس کے سارے گناہ اوراس سے تین دن زیادہ کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جوشخص جمعرات کے دن سوتے وقت اس سورۃ کی آخری آیات پڑھے اللہ تعالیٰ اس کواپنی نعمتوں کا شکر گزار بنادیتے ہیں۔

(۲) اورایک روایت میں ہے کہ جوشخص جمعہ کے دن پڑھے اس کو اتنا نورملتا ہے جو اس کے اور مکہ مکرمہ کے درمیان میں سماجائے۔

(۳) جوشخص اس سورۃ کولکھا کرکسی شیشہ کے برتن میں ڈال کر اپنے گھر میں رکھ دے تو اس کے گھر سے فاقہ وتنگ دستی دور رہتی ہے اورقرض اورلوگوں کی ایذا سے محفوظ رہتا ہے کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔

(۴) اگراس سورۃ کولکھ کرغلہ میں رکھ دیں تو وہ ہرقسم کے کیڑے وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے۔

سورۂ مریم....فضائل وخواص

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا جوشخص سورۂ مریم اورسورۂ طٰہٰ پڑھتا ہے اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جتنا مہاجرین کو ہجرت کرنے سے اورانصار کونصرت کرنے سے ملا ہے۔

۲۸ (۲) جوشخص سورۂ مریم کولکھ کرشیشی میں بند کر کے رکھ چھوڑے اس گھر میں خیر و برکت ہوتی ہے اور اس خوشحالی آتی ہے۔
(۳) اگرکوئی خوف زدہ آدمی اس سورۃ کو پانی میں گھول کر پی لے تو اس کا خوف جاتا رہتا ہے۔
(۴) اگر اس سورۃ کولکھ کرگھر کی دیوار پر لگایا جائے تو وہ گھر آفتوں سے محفوظ رہتا ہے۔
کھیعص: جو آدمی جمعرات کے دن پہلی ساعت میں چاندی کی انگوٹھی کے نگینہ پر **کھیعص** اور **حمعسق** اور باقی حروف مقطعات کندہ کرا کے پہن لے اس کی سب ضرورتیں پوری ہوتی ہیں اور سب لوگ اس سے محبت کرتے ہیں۔

خاصیت آیت ۲۵،۲۶

وَهُزِّيٓ اِلَيۡكِ بِجِذۡعِ النَّخۡلَةِ .... الۡيَوۡمَ اِنۡسِيًّا

تین کھجور کے تین مختلف رنگوں کے زرد سبز اور سرخ لے کر ہر پتہ پر لوہے کے قلم سے ان آیتوں کو لکھے اور ہر ایک پتہ کو ایک کھجور کی ٹہنی سے باندھ دے تو ان کھجوروں کو بہت زیادہ اور عمدہ پھل لگے گا۔

سورۂ طٰہٰ... فضائل وخواص

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جنت میں جنتی صرف طٰہٰ اور یٰسٓ کی تلاوت کریں گے۔
(۲) جوشخص کہیں شادی کرنا چاہتا ہو تو ریشم کے سبز کپڑے پر اس سورۃ کو لکھ کر اپنے پاس رکھ کر ان کے پاس جائے تو وہ رشتہ کی درخواست منظور کریں گے۔
(۳) اگر اس طرح لکھی ہوئی سورۃ طٰہٰ کو پاس رکھ کر لڑنے والے لوگوں کے پاس صلح کے لئے جائے تو صلح کرلیں گے۔
(۴) اگر اسے لے کر ظالم بادشاہ کے پاس جائے تو وہ بھی نرمی کرے گا۔

خاصیت آیت ۱۰۵ تا ۱۰۷

وَيَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡجِبَالِ ...... وَّلَآ اَمۡتًا

اگر کسی کے جسم پر پھوڑے ہوں تو وہ کسی پاک صاف برتن میں فارسی سیاہی سے اس آیت کو لکھ کر روغن بنفشہ سے دھو ڈالے اور پھر اسی روغن کو ان پھوڑوں پر لگائے تو پھوڑے ختم ہو جائیں گے۔

خاصیت آیت ۱۰۸ تا ۱۱۲

يَوۡمَئِذٍ يَّتَّبِعُوۡنَ الدَّاعِىَ .... فَلَا يَخٰفُ ظُلۡمًا وَّلَا هَضۡمًا

(۱) اس آیت کو ہرن کی کھال پر لکھ کر تانبے کے تعویذ میں بند کر کے بچہ کے گلے میں ڈالیں تو بچہ روئے گا نہیں اور اس کا رنگ و روپ اور زبان اچھی ہو جائے گی۔
(۲) جوشخص اس آیت کو لکھ کر اپنے بازو پر باندھے اس کے دشمن کی زبان اس کے خلاف بند ہو جائے گی اور وہ اس سے ڈرے گا۔

خاصیت آیت ۱۳۱،۱۳۲

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيۡنَيۡكَ اِلٰى مَا مَتَّعۡنَا بِهٖۤ .... وَالۡعَاقِبَةُ لِلتَّقۡوٰى

یہ آیات لکھ کر جس کے گلے میں پہنائی جائے اگر وہ رنڈوا ہے تو اس کی شادی ہو جائے گی اگر اسے نسیان کی بیماری ہے تو جاتی رہے گی جو بھی مرض ہے اس سے شفا ملے گی۔ اگر فقیر ہے تو مالدار ہو جائے گا۔

سورۂ انبیاء....فضائل وخواص

خاصیت آیت ۸۷

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادگرامی ہے جوآ دمی سورۂ انبیاء پڑھتا رہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا حساب جلدی سے لے لیں گے اور جن انبیاء کا اس سورۃ میں نام آیا ہے وہ اسے سلام کریں گے۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا حضرت ذوالنون علیہ السلام کی دعا جوانہوں نے مچھلی کے پیٹ میں مانگی تھی۔لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ہے جومسلمان اس سے دعا مانگے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتے ہیں۔

(۲) کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اورعرض کیایا رسول اللہ میں اللہ تعالیٰ سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔آپ ارشادفرمائیں اس کے طلب کرنے میں کس چیز کو وسیلہ بناؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے اپنی کسی حاجت کی درخواست کرنا چاہتا ہوا سے چاہیے کہ وضوکر کے سجدہ کرے اور چالیس باراپنی انگلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پڑھے۔لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ تو اس کی دعا قبول ہوگی۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایااللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جس کی برکت سے دعا قبول ہوتی ہےاور جو مانگا جائے ملتا ہے وہ یونس بن متی کی دعا ہے۔صحابیؓ نے عرض کیایارسول اللہ کیا یہ دعایونس بن متی کے ساتھ خاص ہے یا تمام مسلمان اس سے دعا مانگ سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایایونس بن متی کے لئے خاص ہےاورتمام مسلمانوں کے لئے عام ہے وہ جس وقت چاہیں اس سے دعا مانگ سکتے ہیں۔کیاتم نے سنانہیں کہ اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے''جب یونس نے تہہ بہ تہہ تاریکی میں ان کلمات سے ہم کوپکاراتو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے غم سے نجات بخشی اورہم اسی طرح ایمان والوں کونجات بخشتے ہیں''۔پس یہ دعا مانگنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ہے۔

(۴) ایک روایت میں ہے جومریض ان کلمات کو چالیس دفعہ پڑھ کر ہر بار ساتھ دعا مانگے وہ اگراس مرض میں مرجائے تو اسے ایک شہید کا ثواب ملے گا اگر تندرست ہوجائے تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(۵) جوشخص اس آیت کو ہرن کی کھال میں لکھ کر کمر سے باندھ کرسوجائے تو جب تک یہ نہ کھولیں گے وہ بیدار نہ ہوگا۔یہ عمل اس آدمی کیلئے ہے جو بیماری ڈر یا فکر کی وجہ سے سونہ سکا ہو۔

خاصیت آیت ۳۰

اَوَلَمْ یَرَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًافَفَتَقْنٰا هُمَا ....اَفَلا یُؤْمِنُوْنَ

(۱) جب عورت وضع حمل کے وقت بہت تکلیف میں مبتلا ہواور بچہ پیدانہ ہورہا ہوتو اس آیت کے ساتھ یہ لکھے۔

مَرْیَمُ وَلَدَتْ عِیْسیٰ سَیَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ یُسْراً اَللّٰهُمَّ کَمَا شَقَقْتَ الْاَرْضَ بِالنَّبَاتِ وَالسَّمَآءَ بِالْمَطَرِفَکَذٰلِکَ یَسِّرْ لِفُلَانَةِ بِنْتِ فُلَانَةِ الْوَضْعَ فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلیٰ طَعَامِه ....شَقاً

اورگھول کراسے پلادے۔(خط کشیدہ جگہ پرعورت اوراس کی ماں کا نام لکھے)

(۲) جوعورت دردزہ میں مبتلا ہواس کے لئے مذکورہ بالا آیت یومنون تک پڑھ کراس کے شکم پراور پیٹھ کے نیچی طرف پھونک دے۔

خاصیت آیت ۸۷،۸۸

وَذَاالنُّوْنِ اِذْذَّهَبَ مُغَاضِبًا .....نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ

جوآدمی کسی دنیاوی کام سےغمناک ہواورکامیاب نہ ہورہاہوتو اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوکرتوبہ کرے ۷۰ باراستغفارپڑھے۔درود

شریف بھی پڑھے پھر وضو کر کے دو رکعتیں پڑھے اور جہاں سے چاہے ان میں قرآن کریم پڑھے سلام پھیر کر پہلے کی طرح استغفار اور درود شریف پڑھے پھر سجدہ میں جا کر یہ پانچ آیتیں پڑھے اور غم کی دوری کی دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے سب غم اور آفتیں دور کر دے گا۔ وہ پانچ آیتیں یہ ہیں۔ (۱) الذین قال لھم الناس .... الوکیل (۲) وایوب اذ نادی ربہ.....العابدین (۳) وذاالنون اذذھب مغاضباً......... ننجی المومنین (۴) فستذکرون ماأقول لکم.........سوٓء العذاب (۵) انی مسنی الضد وانت ارحم الراحمین۔

(۲) جو شخص غم یا تنگی میں مبتلا ہو یا کسی اور مصیبت میں تو ان کلمات کو کاغذ پر لکھ کر جاری پانی میں چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کا غم اور تنگی وغیرہ دور کر دے گا۔ کلمات یہ ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنَ الْعَبْدِ الْفَقِيْرِ الذَّلِيْلِ اِلَى الرَّبِّ الْجَلِيْلِ رَبِّ اِنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ بِحُرْمَةِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامِ اَكْشِفْ ضُرِّيْ وَ هَمِّيْ وَ فَرِّجْ عَنِّيْ غَمِّيْ يَارَبَّ الْعَالِمِيْنَ اَلَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا......... كُلٌّ اِلَيْنَا رَاجِعُوْنَ .

اگر حاملہ عورت کو چالیس دن سے پہلے پہلے ان آیتوں کو لکھ کر گلے میں ڈال دے تو لڑکا پیدا ہوگا اور جب بچہ پیدا ہو جائے تو یہ تعویذ بچہ کے گلے میں پہنا دیں تو بچہ ہر قسم کی آفتوں سے محفوظ رہے گا۔

خاصیت آیت ۱۰۱ تا ۱۰۳

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ....تُوْعَدُوْنَ

(۱) اگر کسی کو بخار ہو یا کوئی اور بیماری تو کسی پاک برتن میں ان آیتوں کو روشنائی سے لکھ کر اس کنوئیں کے پانی سے جس پر دھوپ نہ پڑتی ہو دھو لے اور مریض کو تین گھونٹ پلائے اور باقی اس کی پیٹھ پر چھڑک دے تین دن اسی طرح کرے مریض تندرست ہو جائے گا۔

(۲) اگر کسی کی کمر میں یا پیٹھ میں یا گھٹنے میں درد ہو تو اس آیت کو پاک برتن میں لکھ کر روغن بابونہ سے مٹا کر درد کی جگہ پر وہ روغن لگائے درد جاتا رہے گا۔

سورۃ الحج....فضائل وخواص

خاصیت آیت ۴۴ تا ۴۶

ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ.........فِى الصُّدُوْرِ

اگر کسی ظالم فرعون کو ہلاک کرنا مقصود ہو تو درخت مدار کے ۷ پتے چاند کے آخری ہفتہ میں لانا شروع کرے ہر روز سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے ایک پتہ لائے پھر ان پتوں کو سایہ میں سکھائے ان کے سوکھنے سے پہلے ان کے اوپر اندر باہر دونوں طرف یہ آیتیں لکھے۔ جب وہ پتے سوکھ جائیں تو انہیں اچھی طرح کوٹے کوٹتے وقت اس ظالم اور اس کی ماں کا نام لے جب کوٹ لے تو اس سفوف کو اس گھر میں ڈال دے جس میں اس ظالم کی آمدورفت ہے۔ ظالم ذلیل و ہلاک ہو جائے گا۔

خاصیت آیت ۷۳، ۷۴

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ ....لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ

(۱) یہ آیت بھی ظالم کو پریشان کرنے کے لئے مفید ہے۔ خرنوب کی لکڑی کے برتن میں اس پانی سے جس میں شکر حل کی گئی ہو۔ ہفتہ کے دن سورج نکلنے سے پہلے لکھے اور کسی بے کار و ویران کنوئیں کے پانی سے دھو کر اس ظالم کے بیٹھنے کی جگہ میں چھڑک دے ظالم ہلاک ہو جائے گا۔

(۲) اگر کوئی شخص پوری سورۃ الحج ہرن کی باریک کھال میں لکھ کر اس پیالہ میں دھوئے جو کہ اس جہاز کی لکڑی سے بنایا گیا ہو جسے ہواؤں نے چاروں طرف سے گھیر کر غرق کر دیا ہو۔ پھر اس پانی کو ظالم بادشاہ کی جگہ میں چھڑک دے وہ ظالم جب تک اس جگہ میں رہے گا پریشان و بدحال رہے گا۔

سورۃ المؤمنون....فضائل وخواص

اس سورۃ کو اگر رات کے وقت سفید کپڑے کے ٹکڑے میں لکھ کر شرابی کے گلے میں ڈال دیا جائے تو وہ ہمیشہ کے لئے شراب چھوڑ دے گا۔

خاصیت آیت ۱۲ تا ۱۴

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ....فَتَبٰرَکَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ

(۱) اگر کسی عورت کو حمل نہ ہوتا ہو تو یہ آیت ریحان کے سات پتوں پر لکھ کر عورت کو یکے بعد دیگرے ہر ایک پتہ نگلوا کر اوپر سے ہر ایک پتہ کے ساتھ زرد رنگ کی گائے کے دودھ کا ایک گھونٹ پلوائے۔ تین دن تک اسی طرح کرے، بہت جلد اس عورت کو امید ہو جائیگی۔

(۲) اگر اس آیت کو روئی کے کپڑے پر توت کے شیرہ سے لکھ کر مرد اپنی پگڑی میں اور عورت اپنی اوڑھنی کے نیچے رکھے تو ہر ایک کے ہاں اسے قبولیت اور عزت ملے گی۔

خاصیت آیت ۲۸، ۲۹

فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَکَ عَلَى الْفُلْکِ .....وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ

دریا میں کشتی کی روانگی کے وقت تین بار سورۃ فاتحہ اور تین بار ان آیتوں کو پڑھ کر یہ دعا تین بار پڑھے۔

یامن فلق البحر لموسیٰ بن عمران و نجی یونس من بطن الحوت و سخرالفلک والعالم بعددقطرالبحر ورماله و خالق اصنافه وعجائبه الکفایة یا کافی من استکفاه یا مجیب من دعا و یامقبل و من رجاه انت الکافی لا کافی الاانت

تین دن تک اسی طرح کرے تو کشتی یا جہاز ہر قسم کی دریائی آفت اور حادثہ سے محفوظ رہے گی۔

خاصیت آیت ۶۳ تا ۶۵

بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا ....اِنَّکُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ

اگر یہ آیت اس کنوئیں کے پانی پر پڑھ کر دم کی جائے جس کنوئیں پر دھوپ نہ پڑتی ہو اور وہ پانی ہفتہ کے دن دشمن کے دروازے اور اس کے اس بستر پر جس پر وہ سوتا ہے چھڑک دے تو دشمن ذلیل وخوار ہوگا وہ راستہ بھول جائے گا۔

خاصیت آیت ۱۱۵، ۱۱۶

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِکُ الْحَقُّ. لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِيْمِ

اگر یہ آیت مصیبت زدہ کے کان میں پڑھی جائے تو اس کی مصیبت جاتی رہے گی۔

سورۃ نور....فضائل وخواص

(۱) اگر اس سورۃ کو لکھ کر آب زمزم کیساتھ دھو کر پی لی جائے تو جماع کی شہوت ختم ہو جائیگی۔

خاصیت آیت ۱۶ تا ۱۸

وَلَوْلَآ اِذْسَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَکُوْنُ لَنَآ ....وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَکِيْمٌ

اگر کوئی آدمی جھوٹ بولتا ہو، غیبت کرتا ہے یا کسی کی ہجو کرنے والا شاعر ہے تو ان آیتوں کو سفید انگوروں کے شیرہ پر پڑھ کر اس میں کچھ شکر ملائے اور اس سے حلوہ یا کوئی اور میٹھی چیز بنا کر کھلا دے پھر ان آیتوں کو اس شہد سے جس کو آگ کی حرارت نہ پہنچی ٹھیکری پر لکھ کر اور پانی سے دھو کر وہ پانی اس آدمی کو پلا دے۔

خاصیت آیت ۳۳، ۳۴

وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ ...... وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ

جو شخص زنا کا عادی ہو تو خالص صاف پانی پر ان آیتوں کو پڑھ کر اس پانی سے آٹا گوندھ کر روٹی پکائے ۷ روز تک اسی طرح پکا کر کھائے تو وہ آدمی یہ عادت چھوڑ دے گا۔

خاصیت آیت ۳۵ تا ۳۸

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ......... وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَاب

(۱) جو آدمی چاہے کہ اسے لوگوں میں عزت اور قبولیت ہو یا رزق وافر حاصل ہو یا عقل و سمجھ بڑھ جائے یا اچھا مذہب ہاتھ آئے تو وہ پاک صاف ہو کر جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھے اور جمعہ کے دن نماز عصر سے پہلے قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر سورۃ یٰسین پڑھے پھر ان آیتوں کو ہرن کی کھال پر کسی باعمل نیک آدمی کی دوات کی روشنائی سے لکھ کر لپیٹ دے اور نماز عصر پڑھ کر سورۂ کہف پڑھے اور پڑھتے وقت پہلے لکھے ہوئے کو کھول کر ہاتھ میں رکھے پھر لپیٹ لے اور ہمیشہ اسے اپنے پاس رکھے تو اس کا مقصود حاصل ہو جائے گا۔

(۲) اور اگر کسی کی آنکھیں دکھنے لگیں تو پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ دَخَلَ الرَّمَهُ بِسَلَامِهٖ وَيَخْرُجُ بِسَلَامِهٖ وَانْكَفَّتِ الدَّمْعَةُ وَانْجَلَتِ الْحُمْرَةُ وَارْتَحَلَتِ النِّقْمَةُ وَنَزَلَتِ الرَّحْمَةُ بِاَلْفِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ......نُوْر تک

ہر صبح کے وقت ۳ بار پڑھ کر دم کرے رمد جاتی رہے گی۔

(۳) جو شخص الله نور السمٰوات والارض کی تکسیر بنا کر اپنے پاس رکھے اس کا سینہ کھل جائے گا اور رزق بے شمار ہو جائے گا۔

سورۂ فرقان....فضائل وخواص

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص سورۂ فرقان پڑھتا ہے وہ بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوگا۔

(۲) جو شخص اس سورۃ کو تین بار لکھ کر اپنے گلے میں ڈال لے پھر وہاں جائے جہاں سانپ یا اور کوئی موذی جانور ہوں تو وہ اسے کوئی تکلیف نہ پہنچا سکیں گے۔ بلکہ وہ موذی جانور وہ جگہ چھوڑ کر چلے جائیں گے۔

خاصیت آیت ۴۸، ۴۹

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًام بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ.........اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا

اگر کوئی یہ چاہے کہ درختوں کو بہت پھل آئے یا کنوئیں میں پانی بہت ہو جائے تو بہتی نہر کے نیچے سے ریت لے کر اس پر ان آیتوں کو پڑھے پھر اس کو جہاں چاہے درخت کی جڑ میں یا کنوئیں میں پھینک دے تو برکت و کثرت ہو جائے گی۔

سورۃ شعراء....فضائل وخواص

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا جوآدمی صبح شام اپنے گھر سے نکلتے ہوئے آیت الذی خلقنی فھو یھدین پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے نیک اعمال کی توفیق دیتا ہے اور جب والذی ھو یطعمنی ویسقین پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے رزق آسان عطا فرماتا ہے اور جب واذا مرضت فھو یشفین پڑھے تو اگر اس کی موت نہیں آئی تو اللہ تعالیٰ اسے ہر مرض سے شفاء دیں گے اور اس کی اس مرض کو گذشتہ گناہوں کا کفارہ بنادیتے ہیں اور جب والذی یمیتنی ثم یحیین پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے شہیدوں کی موت دیتا ہے اور نیک بختوں کی سی زندگی عطا کرتا ہے اور جب والذیٓ اطمع ان یغفرلی خطیٓتی یوم الدین پڑھے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی بخشش فرمادیں گے اگر چہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔اللہ تعالیٰ اس کو ایسا کردے گا گویا آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور جب رب ھب لی حکماً و الحقنی بالصالحین پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں اس کا ایمان لکھ دیتا ہے پھر وہ اس کا ایمان عرش کے نیچے رکھ دیا جاتا ہے اور کہہ دیا جاتا ہے کہ صادقین میں سے فلاں شخص روز جزا کی تصدیق کرتا ہے اس کے بعد وہ ہمیشہ سچ بولنے کا شیوہ اختیار کرلیتا ہے اور جب واجعلنی من ورثۃ جنت النعیم پڑھے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے جنت میں ایک خاص جگہ عنایت فرمائے گا اور فرشتے اسے مل کر کہیں گے اے بندے تو جنت میں داخل ہوجا اپنے قول وعمل کے سبب جن کے عوض تجھے وہ ملے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ونودوا ان تلکم الجنۃ اورثتموھا بما کنتم تعملون

(۲) جوشخص اس سورۃ کو لکھ کر ایک سفید رنگ کے گنجے مرغے کے گلے میں جس کے سر کے اوپر سے تاج اتر گیا ہو ڈال کر چھوڑ دے تو وہ مرغا اسی جگہ پر جا کھڑا ہوگا جہاں جادو مدفون ہو۔

خاصیت آیت ۱ تا ۵

طٰسٓمٓ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ .... اِلَّا کَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِیْنَ

اگر دشمن کو ذلیل ورسوا کرنا مقصود ہو تو یہ آیت ایسی زمین کی مٹھی بھر مٹی پر پڑھ کر دم کرے جس زمین پر دھوپ نہ پڑی ہو اور دشمن کے منہ کی طرف پھینک دے دشمن ذلیل ومقہور ہوجائے گا۔

خاصیت آیت ۷۸ تا ۸۹

اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَیَهْدِیْنِ..... اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ

اگر کوئی آدمی وضو یا تیمم کر کے دو رکعت نفل نماز پڑھے اور ۷ بار یا ۲۱ بار یا ۲۸ بار اس آیت کو پڑھے تو اس کی بھوک پیاس مٹ جائے گی۔راستہ بھول گیا ہے تو راستہ مل جائے گا اگر وحشت طاری ہے تو وہ دور ہوجائے گی اور اس عمل سے وہ بھاگنے میں نہیں تھکے گا۔

خاصیت ۱۹۲ تا ۱۹۷

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.........اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِ یْلَ

اگر کوئی خزینہ یا دفینہ معلوم کرنا ہو تو ایک سفید گنجا مرغا یا نیلگوں مرغا لے کر اور ان آیات کو کیلے کے پتے پر لکھ کر نابالغ کنواری لڑکی کے کپڑے کے ٹکڑے میں کپڑے کے تار سے باندھ کر اس مرغے کے بازو سے باندھ دے اور جہاں خزانہ کا شبہ ہو اتوار کے دن سورج ڈھلے اس مرغے کو چھوڑ دے جہاں خزانہ ہوگا مرغا وہیں جا کر کھڑا ہوگا اور اس جگہ کو اپنے پاؤں اور چونچ سے کریدنے لگے گا اگر جادو کے دفن کی جگہ معلوم کرنی ہو تو بھی یہی طریقہ ہے۔ اسی مقصد کے لئے آیت فاخرجنا ھم من جنات و عیون و کنوز و مقام کریم بھی مفید ہے۔

سورۂ نمل....فضائل وخواص

جوشخص اس سورۃ کولکھ کرفورا رنگی ہوئی ثابت کھال میں جس سے کوئی ٹکڑا کاٹا نہ گیا ہوڈال کرصندوق میں بند کردے جس مکان میں وہ صندوق ہوگا اس کے قریب کوئی سانپ بچھو نہ آئے گا اور نہ ہی کوئی اور موذی جانور درندہ وغیرہ آئے گا۔

خاصیت آیت ۱۰ تا ۱۴

یا موسیٰ لاتخف.........رحیم تک **یا مفسدین** تک اور **لاتخف لاتخاف درکاً ولا تخشی لاتخف نجوت من القوم الظالمین** اور **لاتخافا اننی معکما اسمع واریٰ** اور **لاتخف انک انت الاعلیٰ**

جوشخص ان آیات کوانگوٹھی کے عقیقی نگینہ پر رجب کے مہینے کے پہلے جمعہ کے دن کندہ کرا کر پہنے تو لوگ اسے اپنا دوست بنائیں گے اس کی ناراضگی سے ڈریں گے اور مردوعورت سب اس کی عزت کریں گے۔

خاصیت آیت ۷۴ تا ۸۱

وَاِنَّ رَبَّکَ لَیَعْلَمُ مَا تُکِنُّ صُدُوْرُھُمْ ....اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَھُمْ مُّسْلِمُوْنَ

اگرکسی مردیاعورت سے اس کا کوئی رازمعلوم کرنا ہواوروہ نہ بتاتا ہوتو اس آیت کومرغی کی پوٹ میں بارش کے پانی اورگلاب وزعفران سے لکھے جب وہ آدمی سویا ہوا ہوتو اس کے سینہ پر رکھ دے تو اس شخص نے جوکام کیا ہوگا بتانے لگے گا مگرخوداسے اس کا کوئی علم نہ ہوگا۔

خاصیت آیت ۹۳

الحمدللہ.........اختتام سورۃ تک اگرکسی چیز کا کھرا یا کھوٹا ہونا معلوم نہ ہوتا ہوتو اس آیت کواس چیز پر پڑھے اوراسے الٹا پلٹا کرغور سے دیکھے تو اس کی حقیقت واضح نظرآنے لگے گی۔

سورۂ قصص....فضائل وخواص

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاارشادگرامی ہے جوشخص سورۂ قصص پڑھے فرشتے اس کے صدق کی گواہی دیتے ہیں۔

(۲) جوشخص سفر پر نکلے اوراس کے پاس کڑوے بادام کی لاٹھی ہو اور وہ ان آیتوں کو پڑھے **ولما توجه تلقاء مدين**......... **والله علیٰ مانقول وکیل** تک اللہ تعالیٰ اسے ہرظالم درندے اور چورڈاکواورزہریلے موذی جانور سے گھر واپس ہونے تک محفوظ رکھے گا۔اور جب وہ اس سفر سے واپس گھر کی طرف لوٹتا ہے تو ۷۰ فرشتے اس کے ساتھ ہوتے ہیں جواس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔حتیٰ کہ وہ گھر پہنچ جاتا ہےاورشیطان اس کے بالکل قریب نہیں آتا۔

(۳) اگراس آیت کولکھ کراس آدمی کے گلے میں لٹکایا جائے جو پیٹ یا تلی یا جگر کی کسی بیماری میں مبتلا ہو یا پیٹ میں دردہوتو اسے شفا ہوجائے گی۔اوراگراسے لکھ کر بارش کے پانی سے دھوکر پلائے مریض کی ہر بیماری اوردرداورورم اور پیاس جاتی رہے گی۔

خاصیت آیت ۲۳ تا ۲۵

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْیَنَ وَجَدَ عَلَیْهِ ....نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

علوم حاصل کرنے اور دل میں یقین بٹھانے اور حافظہ کو بڑھانے کے لئے مہینہ کی نوچندی جمعرات سے تین دن روزے رکھے اور ان آیتوں کو شیشہ کے پیالہ میں لکھ کر جاری نہر کے پانی سے دھو کر اس میں ہر رات سورج طلوع ہونے سے پہلے اور ایک نسخہ میں ہے کہ طلوع فجر سے پہلے پی لیا کرے۔

خاصیت آیت ۶۸ تا ۷۰

وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ ......وَلَهُ الْحُکْمُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ

اگر جج، حاکم یا افسر کے پاس جانا ہو اور اندیشہ ہو کہ وہ کوئی سخت حکم سنائے گا یا دشمن وہاں جھوٹی گواہی دے گا یا ناحق سزا کا خطرہ ہو تو اس کے پاس جانے سے پہلے ان آیات کو سات بار پڑھ لے اس کے بعد تین بار یہ پڑھے واللہ غالب علیٰ امرہ تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائیں گے۔

سورۂ عنکبوت....فضائل وخواص

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس سورۃ کو پڑھتا ہے اسے دس نیکیاں یا مسلمانوں کی تعداد کے برابر نیکیاں ملتی ہیں۔

(۲) اگر اس سورۃ کو لکھ کر اور دھو کر بخار کے مریض کو پلایا جائے تو بخار اتر جائیگا۔ دل میں فرحت و راحت محسوس ہوگی۔ سستی و کاہلی جاتی رہے گی۔

خاصیت آیت ۴۶

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْکُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُکُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ

اور سورۂ روم کی آیت ۱۶ تا ۲۰

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّ حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا. وَکَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ

اگر کسی مریض کے مرض کی پہچان نہ ہو سکے تو ان آیات کو کوڑیالوبان پر تین رات اور دن تک ہر روز رات کو ۶۳ یا ۳۷ بار پڑھے جب چوتھی رات آئے تو مریض کو سحری کے وقت آسمان کے نیچے لٹا کر اس لوبان کو ایک ہی انگور کی لکڑی پر چار انگیٹھیوں کو رکھ کر ایک انگیٹھی اس کے سر کے پاس ایک اس کے پاؤں کے پاس ایک اس کے دائیں طرف اور ایک اس کے بائیں طرف سلگائے حتیٰ کہ جب سحری کا وقت گزر جائے تو اسے اپنی جگہ پر لے آئیں۔ بیماری جو بھی ہے ختم ہو جائے گی۔

اور اگر جادو ہو تو ان آیات کو کثرت سے ہمیشہ پڑھا جائے تو جادو کا اثر ختم ہو جائیگا۔ (الدررالنظیم)

الحمدللہ فوائد القرآن کی دوسری جلد ختم ہوئی۔ تیسری اور آخری جلد سورۂ عنکبوت کے بقیہ حصہ سے شروع ہے۔

آسان ترجمہ وتفسیر

فوائد القرآن

جلد سوم

ترتیب وکاوش:

حضرت مولانا الحاج عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہ العالی

پارہ ۲۱ تا پارہ ۳۰

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فوائد القرآن.... مختصر تعارف

قرآن کریم کا آسان ترجمہ.... برصغیر کے مستند مفسرین کے عام فہم تفسیری فوائد ومعارف.... تلاوت قرآن کے ظاہری وباطنی آداب جن کا لحاظ رکھنے پر قرآن کی برکات کھلی آنکھوں دیکھی جاسکتی ہیں....

عہد نبوت سے عصر حاضر تک کے اسلاف کے ایسے واقعات جو دل میں قرآن کریم کی محبت وعظمت پیدا کردیں....

قرآنی آیات سے دینی ودنیاوی امور میں رہنمائی کیلئے.... چھ صدی قبل کے معروف بزرگ حضرت امام یافعی رحمہ اللہ کی نایاب تصنیف **الدر النظیم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم** .... ہر جلد کے آخر میں دے دی گئی ہے جو اپنے موضوع پر نہایت مستند وجامع ہے....علاوہ ازیں اکابر کی مستند کتب سے قرآنی آیات کے فضائل، خواص، فوائد وعملیات اور اسرار ورموز بھی دیدیئے گئے ہیں....اکابر مفسرین کے تفسیری افادات کی حامل یہ مختصر اور جامع تفسیر

دورِ جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ ایک جدید کاوش

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف سورۃ الروم

اس سورت کا ایک خاص تاریخی پس منظر ہے جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی سچائی اور حقانیت کا ناقابل انکار ثبوت فراہم کرتا ہے۔ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا ہوئی، اس وقت دنیا میں دو بڑی طاقتیں تھیں، ایک ایران کی حکومت جو مشرق کے علاقے میں پھیلی ہوئی تھی، اور اس کے ہر بادشاہ کو ''کسریٰ'' کہا جاتا تھا، یہ لوگ آتش پرست تھے، یعنی آگ کو پوجتے تھے۔ دوسری بڑی طاقت روم کی تھی جو مکہ مکرمہ کے شمال اور مغرب میں پھیلی ہوئی تھی۔ شام، مصر، ایشیائے کوچک اور یورپ کے علاقے اسی سلطنت کے ماتحت تھے، اور اس کے ہر بادشاہ کو ''قیصر'' کہا جاتا تھا، اور ان کی اکثریت عیسائی مذہب پر تھی۔ جس زمانے میں یہ سورت نازل ہوئی ہے، اس وقت ان دونوں طاقتوں کے درمیان شدید جنگ ہو رہی تھی، اور اس جنگ میں ایران کا پلہ ہر لحاظ سے بھاری تھا، اور اس کی فوجوں نے ہر محاذ پر روم کی فوجوں کو شکست دے کر ان کے بڑے بڑے شہر فتح کر لئے تھے، یہاں تک کہ وہ بیت المقدس میں عیسائیوں کا مقدس ترین کلیسا تباہ کر کے رومیوں کو مسلسل پیچھے دھکیلتی جا رہی تھیں، اور روم کے بادشاہ ہرقل کو جائے پناہ تلاش کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ ایران کی حکومت چونکہ آتش پرست تھی، اس لئے مکہ مکرمہ کے بت پرستوں کی ہمدردیاں ان کے ساتھ تھیں، اور جب کبھی ایران کی کسی فتح کی خبر آتی تو مکہ مکرمہ کے بت پرست اس پر نہ صرف خوشی مناتے، بلکہ مسلمانوں کو چڑاتے کہ عیسائی لوگ جو آسمانی کتاب پر ایمان رکھتے ہیں، مسلسل شکست کھاتے جا رہے ہیں، اور ایران کے لوگ جو ہماری طرح کسی پیغمبر یا آسمانی کتاب کو نہیں مانتے، انہیں برابر فتح نصیب ہو رہی ہے۔ اس موقع پر یہ سورت نازل ہوئی، اور اس کے بالکل شروع میں یہ پیشنگوئی کی گئی کہ روم کے لوگ اگرچہ اس وقت شکست کھا گئے ہیں لیکن چند سالوں میں وہ فتح حاصل کر کے ایرانیوں پر غالب آ جائیں گے، اور اس دن مسلمان اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے۔ اس طرح اس سورت کے شروع میں بیک وقت دو پیشینگوئیاں کی گئیں۔ ایک یہ کہ روم کے جو لوگ شکست کھا گئے ہیں وہ چند سالوں میں ایرانیوں پر غالب آ جائیں گے، اور دوسرے یہ کہ مسلمان جو اس وقت مکہ مکرمہ کے مشرکین کے ہاتھوں ظلم وستم کا شکار ہیں، اس دن وہ بھی مشرکین پر فتح منائیں گے۔ یہ دونوں پیشین گوئیاں اس وقت کے ماحول میں اتنی بعید از قیاس تھیں کہ کوئی بھی شخص جو اس وقت کے حالات سے واقف ہو، ایسی پیشینگوئی نہیں کر سکتا تھا۔ مسلمان اس وقت جس طرح کافروں کے ظلم وستم میں دبے اور پسے ہوئے تھے، اس کے پیش نظر بظاہر کوئی امکان نہیں تھا کہ وہ اپنی فتح کی خوشی منائیں۔ دوسری طرف سلطنت روما کا حال بھی یہ تھا کہ اس کے ایرانیوں کے مقابلے میں ابھرنے کا دور دور کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا

تھا۔ چنانچہ سلطنت روما کا مشہور مؤرخ ایڈورڈ گبن اس پیشینگوئی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ: ''جس وقت مبینہ طور پر یہ پیشینگوئی کی گئی، اس وقت کسی بھی پیشنگوئی کا پورا ہونا اس سے زیادہ بعید نہیں ہوسکتا تھا، اس لئے کہ قیصر ہرقل کی حکومت کے پہلے بارہ سالوں میں یہ بات کھل کر سامنے آ گئی تھی کہ رومی سلطنت کا خاتمہ بالکل قریب آ چکا ہے۔''

(Gibbon' The Decline and Fall of the Roman Empire, Chapter 46, Volume 2, p.125 Great Books, v.38, University (Chicago, 1990).

چنانچہ مکہ مکرمہ کے مشرکین نے اس پیشینگوئی کا بہت مذاق اڑایا، یہاں تک کہ ان کے ایک مشہور سردار اُبی بن خلف نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ شرط لگالی کہ اگر آئندہ نو سال کے درمیان روم کے لوگ ایرانیوں پر غالب آ گئے تو وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سو اونٹ دے گا، اور اگر اس عرصے میں وہ غالب نہ آئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو سو اونٹ دیں گے (اس وقت تک اس قسم کی دوطرفہ شرط لگانا حرام نہیں کیا گیا تھا)۔ چنانچہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد بھی ایرانیوں کی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا، یہاں تک کہ وہ قیصر کے پایۂ تخت قسطنطنیہ کی دیواروں تک پہنچ گئے، اور انہوں نے قیصر ہرقل کی طرف سے صلح کی ہر پیشکش کو ٹھکرا کر یہ جواب دیا کہ انہیں ہرقل کے سر کے سوا کوئی اور پیشکش منظور نہیں ہے، جس کے نتیجے میں ہرقل تیونس کی طرف بھاگنے کا منصوبہ بنانے لگا لیکن اس کے فوراً بعد حالات نے عجیب وغریب پلٹا کھایا، ہرقل نے مجبور ہو کر ایرانوں پر عقب سے حملہ کیا جس میں اسے ایسی کامیابی حاصل ہوئی جس نے جنگ کا پانسہ پلٹ کر رکھ دیا۔ اس پیشینگوئی کو ابھی سات سال گزر رہے تھے کہ رومیوں کی فتح کی خبر عرب تک پہنچ گئی۔ جس وقت یہ خبر پہنچی، یہ ٹھیک وہ وقت تھا جب بدر کے میدان میں سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ کے لشکر کو عبرتناک شکست دی تھی، اور مسلمانوں کو اس فتح پر غیر معمولی خوشی حاصل ہوئی تھی۔ اس طرح قرآن کریم کی دونوں پیشینگوئیاں کھلی آنکھوں اس طرح پوری ہوئیں جن کا بظاہر حالات کوئی امکان نظر نہیں آتا تھا، اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی سچائی روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی۔ اس وقت اُبی بن خلف جس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شرط لگائی تھی، مر چکا تھا، لیکن اس کے بیٹوں نے شرط کے مطابق سو اونٹ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ادا کئے، اور چونکہ اس وقت جوئے کی حرمت آ چکی تھی، اور دوطرفہ شرط جوئے ہی کی ایک شکل ہے، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ یہ اونٹ خود استعمال کرنے کے بجائے صدقہ کردیں۔

اس پیشینگوئی کے علاوہ اس سورت میں اسلام کے بنیادی عقائد توحید، رسالت اور آخرت کو مختلف دلائل سے ثابت کیا گیا ہے، اور مخالفین کی تردید کی گئی ہے۔

تعارف سورۂ لقمان

یہ سورت بھی مکہ مکرمہ کے اس دور میں نازل ہوئی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے بارے میں کفار مکہ کی مخالفت اپنے شباب پر تھی، اور کافروں کے سردار حیلوں بہانوں اور پرتشدد کارروائیوں سے اسلام کی نشر واشاعت کا راستہ روکنے کی کوششیں کر رہے تھے۔ قرآن کریم کا اثر انگیز اسلوب جب لوگوں کے دلوں پر اثر انداز ہوتا تو وہ ان کی توجہ اس سے ہٹانے کے لئے انہیں قصے کہانیوں اور شعروشاعری میں الجھانے کی کوشش کرتے تھے جس کا تذکرہ اس سورت کے شروع (آیت نمبر ۶) میں کیا گیا ہے حضرت لقمان اہل عرب ایک بڑے عقل مند اور دانشور کی حیثیت سے مشہور تھے۔ ان کی حکیمانہ باتوں کو اہل عرب بڑا وزن دیتے تھے، یہاں تک کہ شاعروں نے

اپنے اشعار میں ان کا ایک حکیم کی حیثیت سے تذکرہ کیا ہے۔ قرآن کریم نے اس سورت میں یہ واضح فرمایا ہے کہ لقمان جیسے حکیم اور دانشور جن کو عقل وحکمت کا تم بھی لوہا مانتے ہو، وہ بھی توحید کے قائل تھے، اورانہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی شریک ماننے کو ظلم عظیم قرار دیا تھا، اوراپنے بیٹے کو وصیت کی تھی کہ تم کبھی شرک مت کرنا۔ اس ضمن میں اس سورت نے ان کی اور بھی کئی قیمتی نصیحتیں ذکر فرمائی ہیں جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی تھیں۔ دوسری طرف مکہ مکرمہ کے مشرکین کا حال یہ تھا کہ وہ اپنی اولاد کو توحید اور نیک عمل کی نصیحت تو کیا کرتے، انہیں شرک پر مجبور کرتے تھے، اوراگر ان کی اولاد میں سے کوئی مسلمان ہوجاتا تو اس پر دباؤ ڈالتے تھے کہ وہ دوبارہ شرک کو اختیار کرلے۔ اس مناسبت سے حضرت لقمان کی نصیحتوں کے درمیان (آیات نمبر ۱۴ و ۱۵ میں) اللہ تعالیٰ نے ایک بار پھر وہ اصول بیان فرمایا ہے جو پیچھے سورۂ عنکبوت (۲۹: ۸) میں بھی گزرا ہے کہ والدین کی عزت اور اطاعت اپنی جگہ لیکن اگر وہ اپنی اولاد کو شرک اختیار کرنے کے لئے دباؤ ڈالیں تو ان کا کہنا ماننا جائز نہیں۔ اس کے علاوہ یہ سورت توحید کے دلائل اور آخرت کی یاددہانی کے مؤثر مضامین پر مشتمل ہے۔

تعارف سورۃ السجدۃ

اس سورت کا مرکزی موضوع اسلام کے بنیادی عقائد، یعنی توحید، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آخرت کا اثبات ہے، ۔نیز جو کفارِ عرب ان عقائد کی مخالفت کرتے تھے، اس سورت میں ان کے اعتراضات کا جواب بھی دیا گیا ہے، اوران کا انجام بھی بتایا گیا ہے۔ چونکہ اس سورت کی آیت نمبر ۱۵ سجدے کی آیت ہے، یعنی جو شخص بھی اس کی تلاوت کرے یا سنے، اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہے، اس لئے اس کا نام "تنزیل السجدۃ" یا "الم السجدۃ" یا صرف "سورۂ سجدہ" رکھا گیا ہے۔ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز فجر کی پہلی رکعت میں بکثرت یہ سورت پڑھا کرتے تھے۔ اور مسند احمد (۳: ۳۴۰) کی ایک حدیث میں ہے کہ آپ رات کو سونے سے پہلے دوسورتوں کی تلاوت ضرور فرماتے تھے، ایک سورۂ تنزیل السجدہ اور دوسری سورۂ ملک۔

تعارف سورۃ الاحزاب

یہ سورت حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد چوتھے اور پانچویں سال کے درمیان نازل ہوئی ہے۔ اس کے پس منظر میں چار واقعات خصوصی اہمیت رکھتے ہیں جن کا حوالہ اس سورت میں آیا ہے۔ ان چار واقعات کا مختصر تعارف درج ذیل ہے۔

پہلا واقعہ جنگ احزاب کا ہے جس کے نام پر اس سورت کا نام رکھا گیا ہے۔ بدر واُحد کی ناکامیوں کے بعد قریش کے لوگوں نے عرب کے دوسرے قبائل کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اکسایا، اوران کا ایک متحدہ محاذ بنا کر مدینہ منورہ پر حملہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے پر مدینہ منورہ کے دفاع کے لئے شہر کے اردگرد ایک خندق کھودی تاکہ دشمن اسے عبور کرکے شہر تک نہ پہنچ سکے۔ اسی لئے اس جنگ کو "جنگ خندق" بھی کہا جاتا ہے۔ اس جنگ کے اہم واقعات اس سورت میں بیان ہوئے ہیں، اوراس موقع پر مسلمانوں کو جس شدید آزمائش سے گزرنا پڑا اس کی تفصیل بھی بیان فرمائی گئی ہے۔

دوسرا اہم واقعہ جنگ قریظہ کا ہے۔ قریظہ یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ منورہ کے مضافات میں آباد تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد ان سے امن کا ایک معاہدہ کیا تھا جس کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ مسلمان اور یہودی ایک دوسرے کے دشمنوں کی مدد نہیں کریں گے۔ لیکن قریظہ کے یہودیوں نے معاہدے کی دوسری خلاف ورزیوں کے علاوہ جنگ "احزاب" کے نازک موقع پر خفیہ

سازباز کر کے پیچھے سے مسلمانوں کی پشت میں خنجر گھونپنا چاہا۔ اس لئے جنگ احزاب سے فراغت کے بعد اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ آپ فوراً بنو قریظہ پر حملہ کر کے اس آستین کے سانپوں کا قلع قمع فرمائیں، چنانچہ آپ نے ان کا محاصرہ فرمایا جس کے نتیجے میں ان کے بہت سے افراد قتل ہوئے اور بہت سے گرفتار۔ اس واقعے کی بھی کچھ تفصیل اس سورت میں آئی ہے۔

تیسرا اہم واقعہ یہ تھا کہ اہل عرب جب کسی کو اپنا منہ بولا بیٹا بنالیتے تو اسے ہر معاملے میں سگے بیٹے کا درجہ دیتے تھے، یہاں تک کہ وہ میراث بھی پاتا تھا، اور اس کے منہ بولے باپ کے لئے جائز نہیں سمجھا جاتا تھا کہ وہ اس کی بیوہ یا مطلقہ بیوی سے نکاح کرے، بلکہ اس کو بدترین معیوب عمل سمجھا جاتا تھا، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی کوئی ممانعت نہیں تھی۔ عرب کی یہ جاہلانہ رسمیں دلوں میں ایسا گھر کر گئی تھیں کہ ان کا خاتمہ صرف زبانی نصیحت سے نہیں ہوسکتا تھا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی رسموں کا خاتمہ کرنے کے لئے سب سے پہلے خود علی الاعلان ان رسموں کے خلاف عمل فرمایا، تاکہ یہ بات واضح ہوجائے کہ اگر اس کام میں ذرا بھی کوئی خرابی ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس بھی نہ جاتے۔ اس کی بہت سی مثالیں آپ کی سیرت طیبہ میں موجود ہیں۔ منہ بولے بیٹے کے بارے میں جو رسم تھی، اس کے سدباب کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ اپنے ایک منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مطلقہ بیوی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح فرمائیں۔ واضح رہے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی بیٹی تھیں، اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح خود آپ نے کروایا تھا، اس لئے اگرچہ اب ان سے نکاح کرنا آپ کے لئے ایک صبر آزما عمل تھا، لیکن آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم اور دینی مصلحت کے آگے سر جھکا دیا، اور ان سے نکاح کرلیا۔ اسی نکاح کے ولیمے میں حجاب (پردے) کے احکام پر مشتمل آیات نازل ہوئیں جو اس سورت کا حصہ ہیں۔

چوتھا واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ نے اگرچہ ہر طرح کے سرد و گرم حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھرپور ساتھ دیا لیکن جب آپ کے پاس مختلف فتوحات کے نتیجے میں مالی طور پر وسعت ہوئی تو انہوں نے اپنے نفقے میں اضافے کا مطالبہ کردیا۔ یہ مطالبہ عام حالات میں کسی بھی طرح کوئی ناجائز مطالبہ نہیں تھا، لیکن پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کا شرف رکھنے والی ان مقدس خواتین کا مقام بلند اس قسم کے مطالبات سے بالاتر تھا۔ اس لئے اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہراتؓ کو یہ اختیار دیا ہے کہ اگر وہ دنیا کی زیب و زینت چاہتی ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اعزاز و اکرام کے ساتھ علیحدہ کرنے کو تیار ہیں، اور اگر وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی ساتھی ہیں، اور آخرت کے انعامات کی طلبگار ہیں تو پھر اس قسم کے مطالبے ان کو زیب نہیں دیتے۔

چونکہ حضرت زینبؓ سے نکاح کے واقعے پر کفار اور منافقین نے آپ کے خلاف اعتراضات کئے تھے، اس لئے اسی سورت میں حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بلند بتایا گیا ہے، اور آپ کی تعظیم و تکریم اور اطاعت کا حکم دے کر یہ واضح فرمایا گیا ہے کہ آپ جیسی عظیم شخصیت پر نادانوں کے یہ اعتراضات آپ کے مقام بلند میں ذرہ برابر کمی نہیں کرسکتے۔ اس کے علاوہ ازواج مطہرات کے ساتھ آپ کے طرز عمل اور اس سے متعلق بعض تفصیلات بھی اسی سورت میں بیان ہوئی ہیں۔ (توضیح القرآن)

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ

(اے محمد) پڑھ جو وحی کی جاتی ہے تیری طرف کتاب ف۱ اور قائم رکھو نماز

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لَذِكْرُ

بیشک نماز روکتی ہے بے حیائی کے کام اور بری بات سے ف۲ اور

اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ لَا تُجَادِلُوْۤا

اللہ کی یاد سب سے بڑی چیز ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور نہ جھگڑا کرو

اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِیْنَ

اہل کتاب سے مگر ایسی طرح کہ ف۳ وہ نہایت عمدہ ہو مگر ہاں جو لوگ ان میں سے

ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا

ظلم کریں (تو ان سے سختی کا مضائقہ نہیں) اور یوں کہو کہ ہم مانتے ہیں جو ہماری طرف

وَ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَ اِلٰهُنَا وَ اِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾

اترا اور نیز اس کو جو تمہاری طرف اترا اور ہمارا معبود اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں

وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ

اور (جیسے ہم نے اگلے پیغمبروں پر کتابیں اتاری تھیں) اسی طرح ہم نے اتاری تیری طرف

الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَ مِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ

کتاب! تو جن کو ہم کتاب دی ہے وہ اس کو مانتے ہیں اور ان (اہل مکہ) میں سے بھی

بِهٖ ؕ وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ مَا

بعض اس کو مانتے ہیں اور انکار ہماری آیتوں کا وہی کرتے ہیں جو کافر ہیں اور نہ تو

ف۱ تلاوتِ قرآن کے نتائج:

یعنی قرآن کی تلاوت کرتے رہیے تاکہ دل مضبوط اور قوی رہے۔ تلاوت کا اجر و ثواب الگ حاصل ہو۔ اس کے معارف و حقائق کا انکشاف بیش از بیش ترقی کرے۔ دوسرے لوگ بھی سن کر اس کے مواعظ اور علوم و برکات سے منتفع ہوں، جو نہ مانیں اُن پر خدا کی حجت تمام ہو، اور دعوت واصلاح کا فرض بحسن وخوبی انجام پاتا رہے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ عنقریب نماز برائی سے روک دے گی:

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ فلاں آدمی رات کو تہجد پڑھتا ہے اور جب صبح ہو جاتی ہے تو چوری کرتا ہے، آپ نے فرمایا کہ عنقریب نماز اس کو چوری سے روک دے گی، (ابن کثیر)

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کے بعد وہ اپنے گناہ سے تائب ہو گیا۔ (معارف مفتی اعظم)

اَلْفَحْشَآءِ وہ بری بات جس کی برائی شرعاً اور عقلاً کھلی ہوئی ہو۔ نماز اللہ کی یاد دلاتی ہے اور نفس کے اندر خشیہ (خوفِ عذاب) پیدا کرتی ہے اس لئے گناہوں سے روکتی ہے۔

ف۳ یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ثابت ہے تو اے مسلمانو رسالت کا انکار کرنیوالے جو اہل کتاب ہیں ہم ان سے گفتگو کا طریقہ تم کو بتلاتے ہیں اور اہل کتاب کی خصوصیت اس وجہ سے ہے کہ اول تو وہ بوجہ اہل علم ہونے کے بات کو سنتے ہیں اور مشرکین تو بات سننے سے پہلے ہی تکلیف پہنچانے کے درپے ہو جاتے تھے۔ دوسرے اہل علم کے ایمان لے آنے سے عام لوگوں کے ایمان لانے کی زیادہ توقع ہو سکتی ہے اور وہ طریقہ یہی ہے کہ ان سے تہذیب کے ساتھ گفتگو کرو۔

كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ

پڑھتا تھا اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھتا تھا اپنے داہنے ہاتھ سے

بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ

اس وقت تو ضرور شبہ کرتے یہ جھوٹے لوگ ف۱ بلکہ یہ قرآن روشن آیتیں ہیں

بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ

ان لوگوں کے دلوں میں جن کو عطا کی گئی ہے عقل اور ہماری

بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ

آیتوں کا وہی انکار کرتے ہیں جو ظالم ہیں اور کہتے ہیں کہ کیوں نہیں نازل ہوئی

اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَآ

اس پیغمبر پر نشانیاں اس کے ربّ کی طرف سے کہہ دے کہ بس نشانیاں تو اللہ ہی کے اختیار ہیں

اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ

اور میں تو ظاہر ڈرانے والا ہوں اور بس! کیا ان کے لئے یہ کافی نہیں کہ ہم نے نازل فرمائی

الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى

تیرے اوپر کتاب جو ان پر پڑھی جاتی ہے بیشک اس میں رحمت اور نصیحت ہے

لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ ع قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ

ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں ف۲ کہہ دے کہ اللہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان

شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ

گواہ! وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو لوگ ایمان لائے

ف۱ یعنی اگر آپ لکھے پڑھے ہوتے اس وقت تو شبہ کرنے کا کچھ منشاء بھی ہوتا کہ یہ لکھے پڑھے آدمی ہیں آسمانی کتابیں دیکھ کر ان کی مدد سے مضامین سوچ کر فرصت میں بیٹھ کر لکھ لئے اور ہم کو یاد کر کے سنا دیئے ہوں گے اگرچہ جب بھی یہ شبہ کرنے والے غلطی پر ہوتے کیونکہ قرآن کا اعجاز پھر بھی نبوت کے لئے کافی دلیل تھا لیکن اب تو اتنا منشا بھی شبہ کرنے کے واسطے نہیں اس لئے اس کتاب میں شک و شبہ کی ذرا بھی گنجائش نہیں۔

ف۲ شانِ نزول۔۔اپنے پیغمبر کو چھوڑ کر دوسروں کی باتوں پر توجہ کرنا: مسند میں دارمی نے اور ابو داؤد نے مراسیل میں اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بطریق عمرو بن دینار یحییٰ بن جعدہ کی روایت سے مرسلاً بیان کیا ہے کہ کچھ مسلمان شانہ کی ایک ہڈی لے کر آئے جس میں یہودیوں سے سنی ہوئی کچھ باتیں لکھی ہوئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں کے گمراہ ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ جو کچھ ان کا نبی لے کر آیا ہو اس سے تو گریز کریں اور دوسروں کے لئے جو دوسرے (انبیاء) لے کر آئے ہوں اس کی طرف راغب ہو جائیں اس پر آیت اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتٰب یتلی علیھم نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۵

ع ۵ ۷ ۱

اس امت کے کفار کا عذاب اور خدا کی قدرت کو ذکر کیا گیا۔ ہجرت کا حکم اور ایمان و عمل پر ثابت قدم رہنے والوں کا اجر ذکر فرمایا گیا اللہ کی صفت رزاقیت و اسباب رزق خدائی تصرف میں ہونے کو بیان کیا گیا۔

اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۵۲

جھوٹ پر اور کفر کیا اللہ کا وہی لوگ نقصان پانے والے ہیں

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى

اور تجھ سے جلدی مچاتے ہیں عذاب کی! اور اگر ایک وقت مقرر نہ ہوتا

لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ

تو ضرور ان پر آ نازل ہوتا عذاب! اور ضرور ان پر آئے گا

لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۵۳ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ

ناگہاں اور ان کو خبر بھی نہ ہوگی تجھ سے جلدی مچاتے ہیں عذاب کی اور بے شک دوزخ

لَمُحِيْطَةٌ ۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝۵۴ يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ

گھیر رہی ہے کافروں کو ف۱ جس دن کہ ان کو چھپا لے گا عذاب ان کے اوپر سے

فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا

اور ان کے پاؤں تلے سے اور (اللہ) فرمائے گا کہ چکھو! جیسا کچھ

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۵۵ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ

تم کیا کرتے تھے ف۲ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین کشادہ ہے

اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ۝۵۶ كُلُّ نَفْسٍ

تو میری ہی عبادت کرو! ف۳ ہر نفس موت (کا ذائقہ) چکھے گا

ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۣ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝۵۷ وَالَّذِيْنَ

پھر ہماری طرف لوٹائے جاؤگے اور جو لوگ

ف۱ جہنم کہاں ہے؟

ابنِ عباسؓ سے منقول ہے کہ وہ جہنم یہی بحر اخضر ہے۔ ستارے اسی میں جھڑیں گے اور سورج چاند اسی میں بے نور کر کے ڈال دیا جائے گا اور یہ بھڑک اُٹھے گا اور جہنم بن جائے گا۔ مسند احمد میں مرفوع حدیث ہے کہ سمندر ہی جہنم ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ پس وہ عذاب جہنم کا عذاب اور وہ میعاد قیامت کا دن ہے اور قیامت کے عذاب کا اچانک آنا اس طرح ہوسکتا ہے کہ قبر میں گو عذاب کا مشاہدہ ہوگا لیکن قیامت کا عذاب اس سے بھی سخت ہوگا اس کا مشاہدہ نہیں ہوا تھا اس لئے اس کا آنا اچانک ہی ہوگا۔

ف۳ مسئلہ: جس شہر یا ملک میں انسان کو اپنے دین پر قائم رہنے کی آزادی نہ ہو، وہ کفر و شرک یا احکام شرعیہ کی خلاف ورزی پر مجبور ہو وہاں سے ہجرت کر کے کسی دوسرے شہر یا ملک میں جہاں دین پر عمل کی آزادی ہو چلا جانا بشرطیکہ قدرت ہو واجب ہے البتہ جس کو سفر پر قدرت نہ ہو یا کوئی ایسی جگہ میسر نہ ہو جہاں آزادی سے دین پر عمل کر سکے وہ شرعاً معذور ہے۔

مسئلہ: جس دار الکفر میں عام احکام دینیہ پر عمل کرنے کی آزادی ہو وہاں سے ہجرت فرض و واجب تو نہیں، مگر مستحب بہر حال ہے اور اس میں دار الکفر ہونا بھی ضروری نہیں، دار الفسق جہاں احکام الٰہیہ کی خلاف ورزی اعلاناً ہوتی ہو اس کا بھی یہی حکم ہے اگر چہ وہاں کے حکمران کے مسلمان ہونے کی بناء پر اس کو دار الاسلام کہا جاتا ہو، یہ تفصیل حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں تحریر فرمائی ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

اور ابن جریرؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سعید بن جبیرؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جس شہر میں معاصی اور فواحش عام ہوں اس کو چھوڑ دو، اور امام تفسیر حضرت عطاءؒ نے فرمایا کہ جب تمہیں کسی شہر میں معاصی کے لئے مجبور کیا جائے تو وہاں سے بھاگ کھڑے ہو (ابن جریر طبری فی التفسیر)۔ (معارف مفتی اعظم)

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ

ایمان لائے اور نیک عمل کئے! ہم ضرور ان کو جگہ دیں گے جنت کے

غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

بالاخانوں میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں ہمیشہ وہیں رہیں گے

فِيْهَا ؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۖ ﴿۵۸﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى

کیا اچھا اجر ہے ان عمل کرنے والوں کا جنہوں نے صبر کیا اور اپنے پروردگار پر

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ

بھروسہ کرتے ہیں اور بہتیرے جانور ہیں کہ نہیں لادے پھرتے اپنا

رِزْقَهَا ۗ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾

رزق! اللہ ہی روزی دیتا ہے ان کو اور تم کو اور وہ سننے والا جاننے والا ہے وا

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

اور اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى

اور مسخر کیا سورج اور چاند کو تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے! پھر کدھر

يُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ

یہ لوگ لوٹائے جاتے ہیں۔ اللہ فراخ کر دیتا ہے روزی جس کے لئے چاہتا ہے

عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾

اپنے بندوں میں سے اور نپی تلی کر دیتا ہے جس کی چاہے بیشک اللہ ہر چیز سے واقف ہے

وا کوے کے بچوں کی پرورش:
یہ مشہور ہے کہ کوے کے بچے جب نکلتے ہیں تو ان کے پَر و بال سفید ہوتے ہیں یہ دیکھ کر کوا اُن سے نفرت کر کے بھاگ جاتا ہے کچھ دنوں کے بعد ان پروں کی رنگت سیاہ پڑ جاتی ہے۔ تب ان کے ماں باپ آتے ہیں اور انہیں دانہ وغیرہ بھراتے ہیں۔ ابتدائی ایام میں جب کہ ماں باپ ان چھوٹے بچوں سے متنفر ہو کر بھاگ جاتے ہیں اور ان کے پاس بھی نہیں آتے اس وقت اللہ تعالیٰ چھوٹے چھوٹے مچھر ان کے پاس بھیج دیتا ہے وہی ان کی غذا بن جاتے ہیں۔ عرب کے شعراء نے اسے نظم بھی کیا ہے۔

سفر وسیلۂ ظفر:
حضور علیہ السلام کا فرمان ہے سفر کرو تا کہ صحت اور روزی پاؤ۔ اور روایت میں ہے کہ سفر کرو تا کہ صحت وغنیمت ملے۔ اور حدیث میں ہے سفر کرو نفع اُٹھاؤ گے روزے رکھو تندرست رہو گے، جہاد کرو غنیمت ملے گی اور روایت میں ہے جد والوں اور آسانی والوں کے ساتھ سفر کرو۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی باتیں سننے والا اور ان کی حرکات وسکنات کو جاننے والا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

اور اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے اتارا آسمان سے پانی پھر اس سے زندہ کر دیا

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ

زمین کو اس کے مرے پیچھے تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے!

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَمَا هٰذِهِ

کہہ دے کہ الحمدللہ! بلکہ ان میں بہتیرے سمجھتے نہیں اور یہ

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ

دنیا کی زندگی تو بس لہو و لعب ہے۔ اور دار آخرت

لَهِىَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاِذَا رَكِبُوْا فِى

وہی زندگی ہے!ول کاش یہ لوگ سمجھ رکھتے پھر جب وہ سوار ہوتے ہیں

الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ

کشتی میں تو اللہ کو پکارنے لگتے ہیں اس کے لئے عبادت کو خالص

اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚۙ

کر کے پھر۔ جب وہ ان کو بچالاتا ہے خشکی کی طرف تو اسی وقت وہ شرک کرنے لگتے ہیں تاکہ ناشکری

وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۛ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا

کریں ہمارے دیئے ہوئے کی اور تاکہ فائدہ اٹھالیں تو آگے چل کر معلوم کرلیں گے۔ ول کیا انھوں نے

حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ

نہیں دیکھا کہ ہم نے بنایا ہے حرم کو امن کی جگہ اور لوگ اچکے جارہے ہیں ان کے آس پاس سے

ع ۶

خلاصہ رکوع ۶

۲ فکر آخرت کی ضرورت اور انسانی فطرت کوذکرفرمایا گیا۔اللہ کیلئے جہاد کاثمرہ اور خدائی نصرت وحمایت کوذکرفرمایا گیا۔

ول چنانچہ دنیا کے فانی ہونے اور آخرت کے پائیدار ہونے سے یہ دونوں باتیں ظاہر ہیں پس فنا ہونے والی چیز میں اس قدر مشغولی کہ باقی رہنے والی چیز سے غفلت اور محرومی ہو جائے یہ خود بے عقلی کی بات ہے۔

ول حقیقت ماننی پڑتی ہے:
عکرمہ کا بیان ہے کہ دور جاہلیت والے جب سمندر میں سفر کرتے تھے تو اپنے بتوں کو ساتھ رکھتے تھے لیکن جب ہوا میں طوفان آتا تھا تو بتوں کو سمندر میں پھینک دیتے تھے اور پکارتے تھے۔اے رب۔اے رب۔ مطلب یہ کہ سخت مصائب کے وقت تو خالص طور پر دل سے اللہ کے اطاعت گزار ہو جاتے تھے اور شرک چھوڑ دیتے تھے اور نجات پا جاتے تو شرک کی طرف لوٹ آتے تھے۔(تفسیر مظہری)

اَفَبِالۡبَاطِلِ يُؤۡمِنُوۡنَ وَ بِنِعۡمَةِ اللّٰهِ يَكۡفُرُوۡنَ ﴿۶۷﴾

تو کیا یہ لوگ جھوٹ پر ایمان لاتے اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں

وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوۡ

اس سے زیادہ ظالم کون جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یا

كَذَّبَ بِالۡحَـقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَيۡسَ فِىۡ جَهَـنَّمَ

جھٹلائے حق کو جبکہ وہ اس کو پہنچے! کیا دوزخ میں

مَثۡوًى لِّلۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۶۸﴾ وَالَّذِيۡنَ جَاهَدُوۡا فِيۡنَا

ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے کافروں کی؟ ف۱ اور جن لوگوں نے محنتیں کیں

لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۶۹﴾ ع ۷ ۳

ہماری راہ میں ہم ان کو ضرور دکھائیں گے اپنے راستے اور بیشک اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے

سُوۡرَةُ الرُّوۡمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّوۡنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوۡعَاتٍ

سورۂ روم مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ساٹھ آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓمّٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ﴿۲﴾ فِىۡۤ اَدۡنَى الۡاَرۡضِ وَهُمۡ

ف۲ مغلوب ہوگئے ہیں روم۔ قریب کے ملک (یعنی اطراف شام) میں اور وہ

مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِهِمۡ سَيَغۡلِبُوۡنَ ﴿۳﴾ فِىۡ بِضۡعِ سِنِيۡنَ ؕ

اپنے مغلوب ہوئے پیچھے غالب آجائیں گے چند سال میں! اللہ ہی

ف۱ سب سے بڑی ناانصافی:

یعنی سب سے بڑی ناانصافی یہ ہے کہ اللہ کا شریک کسی کو ٹھہرائے۔ یا اس کی طرف وہ باتیں منسوب کرے جو اُس کی شان کے لائق نہیں۔ یا پیغمبر جو سچائی لے کر آئے ہیں اُسے سنتے ہی جھٹلانا شروع کردے۔ کیا ان ظالموں کو معلوم نہیں کہ منکروں کا ٹھکانا دوزخ ہے جو ایسی بیبا کی اور بے حیائی سے عقل و انصاف کے گلے پر چھری پھیرنے پر آمادہ ہوگئے ہیں۔

ف۲ ایرانیوں کی فتح پر مشرکین کی خوشی:

ابن ابی حاتم نے ابن شہاب زہری کی روایت سے اور ابن جریر نے عکرمہ اور یحیٰی بن یعمر اور قتادہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ مسلمان جب مکہ میں تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ہجرت نہیں کی تھی تو مشرک مسلمانوں سے جھگڑتے تھے اور کہتے تھے کہ تم شہادت دیتے ہو کہ رومی اہلِ کتاب ہیں لیکن (ایران کے) مجوسی ان پر غالب آگئے۔ اسی طرح تمہارا خیال ہے کہ تمہارے نبی ﷺ پر کتاب اتاری گئی ہے اور تم اس کتاب کی برکت سے ہم پر غالب آجاؤ گے اگر تمہارا یہ خیال ہے تو بتاؤ رومی تو اہلِ کتاب ہیں ان پر مجوسی کیسے غالب آگئے۔ پس جس طرح فارس والے رومیوں پر غالب آگئے اسی طرح ہم تم پر غالب آئیں گے۔ (تفسیر مظہری)

لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ۢبَعْدُ ؕ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ

کے ہاتھ اختیار ہے پہلے اور پیچھے! اور اس دن خوش ہو جائیں گے

الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۴﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ

مسلمان! اللہ کی مدد سے وہ مدد فرماتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہ

الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۙ﴿۵﴾ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ

زبردست رحم والا ہے اللہ نے وعدہ فرمایا ہے! اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کیا کرتا

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶﴾ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا

لیکن بہتیرے آدمی جانتے نہیں یہ لوگ جانتے ہیں دنیا کی

مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖۚ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۷﴾

زندگی کے ظاہر کو اور وہ آخرت سے بالکل بے خبر ہیں ف۱

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ ۫ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ

کیا انہوں نے غور نہیں کیا اپنے دل میں کہ اللہ نے نہیں پیدا فرمایا آسمانوں

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ

اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے۔ مگر تدبیر سے اور ایک وقت مقرر پر ف۲

وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ﴿۸﴾

اور بیشک بہتیرے آدمی اپنے پروردگار سے ملنے کے منکر ہیں

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

کیا یہ لوگ چلے پھرے نہیں ملک میں تو دیکھتے کہ کیا انجام

ف۱ معیشت میں پڑ کر آخرت سے غفلت دانائی نہیں:

قرآن کریم اقوام دنیا کے عبرتناک قصوں سے بھرا ہوا ہے، جو مکاسب دنیا اور عیش و عشرت کے سامان جمع کرنے میں بڑے نام آور تھے، پھر ان کا انجام بد بھی دنیا ہی میں لوگوں کے سامنے آیا، اور آخرت کا دائمی عذاب ان کا حصہ بنا، اس لئے ان کو کوئی سمجھدار آدمی عقلاء یا حکماء نہیں کہہ سکتا، افسوس ہے کہ آجکل عقل و حکمت کا سارا انحصار اسی میں سمجھ لیا گیا ہے کہ جو شخص زیادہ سے زیادہ مال جمع کرے اور اپنی عیش و عشرت کا سامان سب سے بہتر بنا لے وہ سب سے بڑا عقلمند کہلاتا ہے، اگرچہ اخلاق انسانیت سے بھی کورا ہو، عقل و شرع کی رو سے اس کو عقلمند کہنا عقل کی توہین ہے، قرآن کریم کی زبان میں عقل والے صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ کو اور آخرت کو پہچانیں، اس کے لئے عمل کریں، دنیا کی ضروریات کو بقدر ضرورت رکھیں، اپنی زندگی کا مقصد نہ بنائیں۔

دنیا کا چندروزہ قیام درحقیقت ایک مسافرانہ قیام ہے، انسان یہاں کا مقامی آدمی (نیشنل) نہیں، بلکہ دوسرے ملک آخرت کا باشندہ ہے، یہاں کچھ مدت کے لئے ویزا پر آیا ہوا ہے، اس کا اصلی کام یہ ہے کہ اپنے اصلی وطن کے لئے یہاں سے سامان راحت فراہم کر کے وہاں بھیجے، اور وہ سامانِ راحت ایمان اور عمل صالح ہے، اس دوسرے رخ سے بڑے بڑے عاقل کہلانے والے بالکل غافل اور جاہل ہیں۔ (مفتی اعظم رحمہ اللہ)

ف۲ غور و فکر کا حاصل:

نظام عالم پر غور کرنے والے جانتے ہیں کہ اس کا خالق حکیم ہے اور حکیم بیکار کام نہیں کرتا تخلیق عالم کی حکمت خالق کی ذات و صفات کی معرفت ہے اب اگر قیامت نہ آئے اور جزا سزا نہ ملے تو عارف و کافر دونوں برابر ہیں۔ اس کائنات پر غور کرنے والا ہی آخرت کو جانتا ہے اور علم آخرت حاصل ہونے کے بعد اس کے دل سے غفلت دور ہو جاتی ہے۔ (تفسیر مظہری)

خاصیت: آیت ۴،۵،۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا

ہوا ان سے اگلوں کا! وہ ان سے زیادہ تھے زور میں اور انہوں نے جو تا

الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَاۗءَتْهُمْ

زمین کواور اس کو آباد کیا تھا اس سے بھی زیادہ جس قدر ان لوگوں نے آباد کیا ہے اوران کے پاس

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ

آئے ہمارے پیغمبر معجزے لے کر وا تو اللہ تو ایسا تھا نہیں کہ ان پر ظلم کرے لیکن

كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۹ۭ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ

وہ آپ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔ پھر ان کا انجام جنہوں نے

اَسَاۗءُوا السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا

برا کیا برا ہی ہوا اس لئے کہ انہوں نے جھٹلایا اللہ کی آیتوں کو

بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۱۰ۧ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ

اور ان کی ہنسی اُڑایا کرتے تھے! وا اللہ اول بار پیدا فرماتا ہے پھر

اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۱۱ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ۱۲

وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے!

وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَاۗىِٕهِمْ شُفَعٰۗؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَاۗىِٕهِمْ

اورجس دن قیامت قائم ہووے گی (اس دن) ناامید ہوجائیں گے گنہگار اوران کا نہ ہوگا ان کے شریکوں میں

كٰفِرِيْنَ ۱۳ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ۱۴

سے کوئی سفارش کرنے والا! اور یہ لوگ اپنے شریکوں کے منکر ہوجائیں گے اور جس دن قیامت برپا ہوگی

وا اہلِ مکہ کیلئے دعوتِ فکر:

اہلِ مکہ ایسی زمین پر آباد تھے جہاں کوئی کھیتی باڑی نہیں ہوسکتی تھی بالکل وادی غیر زرع تھی۔ اِدھر اُدھر ان کا پھیلاؤ نہ تھا۔ آیت میں ایک طرح کا طعن ہے مکہ والوں پر، کہ وہ دنیا پر ریجھے ہوئے ہیں فریفتہ ہیں، غرور سے سرمست ہیں باوجودیکہ ان کا حال کمزور ہے۔ دنیا کی فراخی ان کو حاصل نہیں۔ دنیا نام ہے وسعتِ ملک کا، تسلط عام کا، تعمیرات کی کثرت کا اوران کو کچھ بھی میسر نہیں ان کی بستی میں کسی چیز کی پیداوار نہیں اگر موسم سرما وگرما میں یمن وشام کا سفر نہ کریں اور وہاں سے غلہ کپڑا نہ لائیں تو بھوکے ننگے مر جائیں۔ ان تمام باتوں کے باوجود اپنی حقیر دنیا پر پھولے نہیں سماتے۔ (تفسیر مظہری)

وا گناہ کا اثر:

حضرت ابو ہریرہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مؤمن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہی کا ایک نکتہ پیدا ہوجاتا ہے پھر اگر وہ توبہ کرلیتا ہے اور گناہ سے نکل آتا ہے اور مغفرت کا طلبگار ہو جاتا ہے تو (دل سے وہ سیاہ نکتہ دور ہوجاتا ہے) دل صاف ہوجاتا ہے اور اگر مزید گناہ کرتا رہا تو سیاہی کا نکتہ بھی بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ (پورے) دل پر سیاہی چڑھ جاتی ہے یہی وہ زنگ ہے جس کا ذکر اللہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ اور فرمایا ہے بَلْ ۜ رَانَ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ بلکہ جو اعمال وہ کرتے تھے ان کا زنگ ان کے دلوں پر چڑھ گیا۔ رواہ احمد والترمذی والنسائی (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱ ۱۰ ۷

روم کے غلبہ کی پیشین گوئی کیساتھ تخلیق کائنات کا مقصد اور اس میں غور وفکر کرنے اور ماضی کی طاقتور اقوام سے عبرت پکڑنے کی دعوت دی گئی۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ

اس دن پراگندہ ہو جائیں گے پس جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے

يُّحْبَرُوْنَ ﴿١٥﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ

تو وہ باغ میں ہوں گے ان کی خاطر داری کی جائے گی

الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿١٦﴾ فَسُبْحٰنَ

اور جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیتوں اور آخرت کے ملنے کو تو وہ لوگ عذاب میں حاضر کئے

اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿١٧﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي

جائیں گے پس اللہ کی تسبیح کرو جس وقت شام کرو اور صبح کرو اور اسی کو حمد (سزاوار ہے)

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿١٨﴾ يُخْرِجُ

آسمانوں اور زمین میں ف۱ اور تیسرے پہر اور جس وقت تم کو دوپہر ہو وہ نکالتا ہے ف۲

الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ

زندہ کو مردے سے اور نکالتا ہے مردے کو زندہ سے اور زندہ کرتا ہے

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿١٩﴾ وَمِنْ

زمین کو اس کے مرے پیچھے اور اسی طرح تم بھی (قبروں سے) نکالے جاؤ گے

اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تم کو پیدا کیا مٹی سے

تَنْتَشِرُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ

پھر اب تم انسان ہو کہ (جابجا) پھیلے ہوئے ہو اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے پیدا کر دیا

ف۱ یعنی آسمان میں تو سب فرشتے اس کی حمد کرتے ہیں اور زمین میں بعض انسان تو اپنے اختیار سے کرتے ہیں اور جو نہیں کرتے ان کی عاجزی اور احتیاج کی حالت سے خدا کی حمد ظاہر ہوتی ہے پس جب وہ ذات وصفات میں ایسا کامل ہے تو تم کو بھی ضرور اس کی تسبیح کرنی چاہئے۔

ف۲ نیند نہ آنے کا علاج:

طبرانی میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ راتوں کو میری نیند اُچاٹ ہو جایا کرتی تھی تو میں نے آنحضرت ﷺ سے اس امر کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو اَللّٰهُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَهَدَأَتِ الْعُيُوْنُ وَاَنْتَ حَيٌّ قَيُّوْمٌ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اَنِمْ عَيْنِيْ وَاَهْدِئْ لَيْلِيْ میں نے جب اس دعا کو پڑھا تو نیند نہ آنے کی بیماری بفضلِ خدا دور ہوگئی۔ (تفسیر ابن کثیر)

سبحان اللہ کیا ہے؟

حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک روز فرمایا الحمد للہ کو تو ہم جانتے ہیں لوگ ایک دوسرے کی تعریف کرتے ہیں اور لاالٰہ الا اللہ کو بھی ہم جانتے ہیں اللہ کے سوا بتوں کی پوجا ہوتی ہی تھی اور اللہ اکبر کو بھی جانتے ہیں نمازی تکبیر کہتا ہی ہے لیکن سبحان اللہ کا کیا مطلب ہے حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا اللہ اعلم۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، اگر عمرؓ اتنا بھی نہ جانے کہ اللہ اعلم ہے تو بڑا بدنصیب ہے (یعنی اللہ کا عالم کل ہونا تو میں بھی جانتا ہوں) حضرت علیؓ نے فرمایا، امیر المؤمنین یہ ایسا نام ہے کہ اس کو کوئی مخلوق اپنے لئے استعمال نہیں کر سکتی۔ ساری مخلوق کا اسی کی طرف رجوع ہے اسی کے واسطے یہ کلمہ کہنا واجب ہے۔) (از مفسر رحمۃ اللہ علیہ)

خلاصہ رکوع ۲

۲ ع ۹ ۵ شان قدرت کے ساتھ اہل ایمان کی جزا اور کفار کی سزا کو ذکر فرمایا گیا۔ یادِ الٰہی کیلئے پانچوں نمازوں کا حکم اور قدرت الٰہی کی کارسازیاں ذکر فرمائی گئیں۔

خاصیت: آیت ۱۷ تا ۱۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ

تمہارے لئے تمہاری جنس میں سے بیبیوں کو تاکہ تم آرام پاؤ ان کی طرف اور پیدا کردیا تمہارے

اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۲۱ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ

درمیان پیار اور مہربانی! بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان کے لئے جو غور کرتے ہیں ف۱ اور اس کی نشانیوں

خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ

میں سے آسمان و زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری بولیوں

وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ۝۲۲ وَمِنْ

اور تمہاری رنگتوں کا مختلف ہونا بھی ہے! بیشک اس میں نشانیاں ہیں سمجھنے والوں کے لئے اور اس کی

اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ

نشانیوں میں سے ہے تمہارا سونا رات کے وقت اور دن کے وقت اور تمہارا طلب کرنا اس کے

فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝۲۳ وَمِنْ

فضل سے (یعنی معاش کو) ف۲ بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان کے لئے کہ جو سنتے ہیں

اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تم کو دکھاتا ہے بجلی ڈرنے اور امید کرنے کو اور اتارتا ہے

السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِىْ

آسمان سے پانی! پھر اس سے زندہ کر دیتا ہے زمین کو اس کے مرے پیچھے! بیشک اس

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۲۴ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ

میں نشانیاں ہیں ان کے لئے جو سمجھتے ہیں اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ قائم ہیں

ف۱ سامانِ راحت:

لتسکنوا یعنی تم عورتوں کی طرف مائل ہو اور ان سے انسیت حاصل کرو۔ اتحادِ جنسیت موجب انسیت ہے اور اختلافِ جنسیت باعثِ نفرت۔ بینکم تمہارے درمیان یعنی مردوں اور عورتوں کے درمیان یا افرادِ جنس کے درمیان۔ مودة ورحمة یعنی صنفی خواہش کے غلبہ کے وقت ازدواجی تعلق قائم کرنے کے ذریعہ سے۔ تمہارے اندر اللہ نے باہم محبت اور شفقت پیدا کر دی تاکہ معاشی نظم درست ہو جائے۔ یا باہمی رحمت و محبت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس پر تعاون موقوف ہے اور باہمی تعاون پر انسانی معیشت کا مدار ہے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ سونا اور تلاش معاش

اس آیت سے ثابت ہوا کہ سونے کے وقت سونا اور جاگنے کے وقت تلاش معاش انسان کی فطرت بنائی گئی ہے، اور ان دونوں چیزوں کا حاصل کرنا انسانی اسباب وکمالات کے تابع نہیں، بلکہ درحقیقت یہ دونوں چیزیں خالص عطاء حق ہیں، جیسا کہ رات کا مشاہدہ ہے کہ بعض اوقات نیند اور آرام کے سارے بہتر سے بہتر سامان جمع ہونے کے باوجود نیند نہیں آتی، بعض اوقات ڈاکٹری گولیاں بھی نیند لانے میں فیل ہو جاتی ہیں، اور جس کو مالک چاہتا ہے کھلی زمین پر دھوپ اور گرمی میں نیند عطا فرما دیتا ہے۔

خاصیت: آیت ۲۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

۴

السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ڰ مِّنَ

آسمان و زمین اس کے حکم سے وا پھر جب تم کو بلائے گا ایک بار آواز دے کر

الْاَرْضِ ڰ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

زمین میں سے تب ہی تم نکل پڑو گے اور اسی کے ہیں جو آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ

اور زمین میں ہیں!سب اسی کے تابعدار ہیں! اور وہی ہے جو اول بار پیدا کرتا ہے

ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۭ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى

پھر اس کو دوبارہ پیدا کردے گا اور یہ (دوہرانا) اس پر زیادہ آسان ہے اور اسی کی صفت بہت بلند ہے

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ ع ضَرَبَ

آسمانوں اور زمین میں اور وہ زبردست حکمت والا ہے

لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ

اس نے ایک مثال بیان فرمائی تمہارے لئے تمہارے ہی اندر سے۔

اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاۗءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ

کہ جن (غلاموں کے) تمہارے ہاتھ مالک ہیں کیا ان میں کوئی شریک ہے اس (روزی) میں جو

سَوَاۗءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ

ہم نے تم کو عطا فرمائی کہ تم سب اس میں برابر ہو جاؤ (اور) تم ان سے ڈرنے لگو جیسا کہ اپنوں

نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ

سے ڈرتے ہو! اسی طرح ہم بہ تفصیل آیتیں بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں و۲

وا مقصود یہ ہے کہ ان چیزوں کی پیدائش اور بقا سب خدا تعالیٰ کی قدرت اور ارادہ سے متعلق ہے آگے بتلاتے ہیں کہ یہ تمام نظام عالم جو اوپر مذکور ہوا یعنی انسانوں میں سلسلہ توالد و تناسل کا جاری ہونا اور ان میں باہم میاں بیوی کا تعلق ہونا اور آسمان زمین کا اس خاص ہیئت پر موجود اور قائم ہونا اور زبانوں اور رنگوں میں اختلاف ہونا اور لیل و نہار کے انقلاب میں خاص مصلحتوں کا ہونا اور بارش کا نازل ہونا اور اس کے ابتدائی آثار کا ظاہر ہونا یہ سب سلسلہ زمانہ کے باقی رہنے تک ہے اور ایک روز یہ سب کارخانہ ختم ہو جائے گا۔

ع ۴ خلاصہ رکوع ۳

انسانی تخلیق اور نظام توالد اور دیگر قدرت خداوندی کی نشانیوں کو ذکر فرمایا گیا۔

و۲ شانِ نزول:

طبرانی نے نقل کیا ہے کہ اہل شرک حج کی لبیک کہنے کے موقع پر لبیک کے ساتھ کہا کرتے تھے لاشریک لک الا شریکا ھولک تملکه وما ملک ، اے اللہ تیرا کوئی شریک نہیں سواء اس شریک کے جس کو تو نے شریک کرلیا ہے تو اس کا مالک ہے وہ تیرا مالک نہیں۔ اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ

بلکہ پیچھے پڑ گئے یہ ستم گار اپنی خواہشوں کے! بغیر سمجھے! تو کون اس کو ہدایت کرے

اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ٢٩ فَاَقِمْ وَجْهَكَ

جسے اللہ نے گمراہ کیا! اور ان کے لئے کوئی مدد گار نہیں پس تو اپنا منہ سیدھا رکھ

لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ

دین پر ایک ہی طرف کا ہو کر! وہی اللہ کی پیدائش کہ جس پر لوگوں کو

عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ

پیدا کیا ف۱ بدلنا نہیں ہے اللہ کے بنائے کو! ف۲ یہی سیدھا دین ہے

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ٣٠ ڎ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ

لیکن بہتیرے آدمی جانتے نہیں (عبادت کرو) اس کی طرف متوجہ ہو کر

وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ٣١

اور اس سے ڈرو اور قائم رکھو نماز اور مشرکوں میں سے نہ ہوو!

مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ

جنہوں نے پراگندہ کر لیا اپنے دین کو اور فرقے فرقے ہو گئے! ہر

حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ٣٢ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ

فرقہ جو ان کے پاس ہے اسی میں خوش ہیں اور جب آ پہنچتی ہے لوگوں کو

ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ

کوئی تکلیف (تو) پکارنے لگتے ہیں اپنے پروردگار کو اسکی طرف متوجہ ہو کر پھر جب وہ ان کو

ف۱ طبیعت نہیں بدل سکتی: حضرت ابو درداء کا بیان ہے ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تذکرہ کر رہے تھے کہ کیا ہو گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر تم سنو کہ کوئی پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل گیا ہے تو سچ مان لینا اور اگر یہ سنو کہ کوئی آدمی اپنی جبلت (سرشت) سے بدل گیا ہے تو سچ نہ ماننا کیونکہ (آخر کار ہر) آدمی اسی کی طرف لوٹے گا جو اس کی سرشت ہے۔ رواہ احمد۔ اس تفسیر پر آیت کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ نے ہر شخص کو ایک فطرت پر پیدا کیا ہے جس سے وہ بدل نہیں سکتا اور آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو خوش نصیب بنایا ہے لہٰذا اپنا رُخ دین کی طرف سیدھا کر لیجئے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ فطرت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص میں یہ پیدائشی استعداد رکھی ہے کہ اگر وہ حق کو سنے اور سمجھنا چاہے تو سمجھ میں آ جاتا ہے اور اس فطرت کی اتباع کا مطلب یہ ہے کہ اس قابلیت اور استعداد سے کام لے اور حق کو سمجھ کر عمل کرے۔ ف یہ شبہ نہ کیا جائے کہ جس لڑکے کو خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا اس کے بارہ میں حدیث میں آیا ہے کہ وہ پیدائشی کافر تھا کیونکہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ اس کی قسمت میں یہ تھا کہ وہ بڑا ہوگا تو کافر ہوگا یہ مطلب نہیں کہ اس میں حق کے سمجھنے اور قبول کرنے کی قابلیت ہی نہ تھی۔

خاصیت: آیت ۳۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

چکھاتا ہے اپنی طرف سے مہربانی تب ہی کچھ لوگ ان میں سے اپنے پروردگار کا شرک کرنے لگتے

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۪ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾

ہیں تا کہ اس (نعمت) کی ناشکری کریں جو ہم نے ان کو دی! اچھا فائدہ اٹھا لو پھر آگے چل کر معلوم

اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ

کر لو گے۔ ول کیا ہم نے اتاری ہے ان پر کوئی سند؟ پس وہ ان سے بیان کرتی ہے

يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ۭ

جو یہ شریک کرتے ہیں اور جب ہم چکھاتے ہیں لوگوں کو مہربانی (تو)

وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ

وہ اس سے خوش ہو جاتے ہیں اور اگر آ پڑی کوئی سختی اس کی وجہ سے

يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ

جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں (تو) فوراً آس توڑ دیتے ہیں کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ

يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾

فراخ کرتا ہے روزی جس کے لئے چاہے اور تنگی کر دیتا ہے بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان کے

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ

لئے جو ایمان لاتے ہیں! پس تو دے رشتہ دار کو اس کا حق اور مسکین کو

ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ

اور مسافر کو یہ بہتر ہے ان کے لئے جو طالب ہیں اللہ کی ذات کے و۲ اور وہی لوگ

ول مؤمن کی حالت:
صحیح حدیث میں ہے کہ مؤمن پر تعجب ہے اس کے لئے خدا تعالیٰ کی ہر قضا بہتر ہی ہوتی ہے، راحت پر شکر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے بہتر ہوتا ہے اور مصیبت پر صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

و۲ مال کے مستحقین:
آیت مذکورہ میں رسول اللہ ﷺ کو اور بقول حسن بصری ہر مخاطب انسان کو جس کو اللہ نے مال میں وسعت دی ہو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ جو مال اللہ نے آپ کو دیا ہے اس میں بخل نہ کرو بلکہ اس کو ان کے مصارف میں خوش دلی کے ساتھ خرچ کرو اس سے تمہارے مال اور رزق میں کمی نہیں آئے گی، اور اس حکم کے ساتھ اس آیت میں مال کے چند مصارف بھی بیان کر دیئے، اوّل ذوی القربیٰ دوسرے مساکین تیسرے مسافر، کہ خدا تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے مال میں سے ان لوگوں کو دو اور ان پر خرچ کرو، اور ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا کہ یہ ان لوگوں کا حق ہے جو اللہ نے تمہارے مال میں شامل کر دیا ہے اس لئے ان کو دینے کے وقت ان پر کوئی احسان نہ جتلاؤ، کیونکہ حق والے کا حق ادا کرنا مقتضائے عدل و انصاف ہے کوئی احسان و انعام نہیں ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاۡ فِیْٓ
فلاح پانے والے ہیں اور یہ جو تم سود دیتے ہو تاکہ بڑھے لوگوں کے
اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ
مال میں تو وہ نہیں بڑھتا اللہ کے ہاں اور یہ جو تم
زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾
زکوٰۃ دیتے ہو کہ طلب کرتے ہو اللہ کی رضا مندی تو
اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ
یہی لوگ دوگنے کرنے والے ہیں ول اللہ وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا پھر
يُحْيِيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ
تم کو مار دے گا پھر تم کو زندہ کر دے گا بھلا کوئی تمہارے شریکوں میں سے ایسا ہے جو کر سکے ان
مِّنْ شَیْءٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ ع ظَهَرَ الْفَسَادُ
کاموں میں سے کچھ! وہ (اللہ) پاک ہے اور اس سے بہت بلند ہے جو یہ لوگ شریک کرتے ہیں
فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِی النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ
ظاہر ہو گیا ہے فساد خشکی اور تری میں لوگوں ہی کی کمائی کے باعث تاکہ
بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ سِيْرُوْا
کچھ ان کو اس کا مزہ چکھائے جو یہ عمل کر رہے ہیں تاکہ وہ لوٹ آویں کہہ دے
فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ
کہ چلو پھرو ملک میں پھر دیکھو کیسا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے

ول ہدیہ دینے اور لینے کے احکام

مسئلہ: ہدیہ اور ہبہ دینے والے کو اس پر نظر رکھنا کہ اس کا بدلہ ملے گا یہ تو ایک بہت مذموم حرکت ہے۔ لیکن بطور خود جس شخص کو کوئی ہبہ عطیہ کسی دوست عزیز کی طرف سے ملے اس کیلئے اخلاقی تعلیم یہ ہے کہ وہ جب بھی اس کو موقع ملے اس کی مکافات کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریفہ یہی تھی کہ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی ہدیہ پیش کرتا تو اپنے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس کو ہدیہ دیتے تھے۔ (کذا روی عن عائشہؓ) (قرطبی) ہاں اس مکافات کی صورت ایسی نہ بنائے کہ دوسرا آدمی یہ محسوس کرے کہ یہ میرے ہدیہ کا بدلہ دے رہا ہے۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ۴ ع ۴ ۷

شرک کی برائی کیلئے مثال ذکر فرمائی گئی۔ فرقہ پرستی کے خلاف فطرت ہونے کو بیان کیا گیا انسان کا مصیبت میں اللہ کو یاد کرنا اور اہل قرابت کے حقوق کی نگہداشت کو بیان کیا گیا۔ زکوٰۃ اور سود میں فرق واضح کیا گیا۔

قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ﴿۴۲﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ

پہلے ہو گزرے! ان میں بہتیرے مشرک تھے! ف۱ تو سیدھا کر اپنا منہ سیدھے

لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ

دین پر اس سے پہلے کہ وہ دن آموجود ہو کہ جسے ٹلنا نہیں! اللہ کی طرف سے!

لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ

اس دن لوگ جدا جدا ہو جائیں گے جو کافر ہوا تو اس پر اس کے کفر کا وبال!

كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ

اور جس نے نیک عمل کئے تو وہ اپنے ہی لئے آرامگاہ سنوارتے ہیں تاکہ

يَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اللہ جزا دے ان کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اپنے فضل سے! ف۲

مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ

بیشک وہ نہیں پسند کرتا کافروں کو اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے

يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ

کہ وہ بھیجتا ہے ہواؤں کو جو خوشخبری لانے والی ہیں اور تاکہ تم کو چکھائے کچھ مزہ اپنی رحمت کا

وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ

اور تاکہ کشتیاں چلیں اس کے حکم سے اور تاکہ تم تلاش کرو اس کا فضل

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا

(یعنی معاش) اور تاکہ تم شکر کرو اور ہم بھیج چکے ہیں تجھ سے پہلے بہت سے

ف۱ سو دیکھ لو وہ عذاب آسمانی سے کس طرح ہلاک ہوئے جس سے صاف واضح ہے کہ شرک بڑی وبال کی چیز ہے اور یہ جو فرمایا کہ ان میں اکثر مشرک ہی تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ بعضے علاوہ شرک کے کفر کی دوسری اقسام میں مبتلا تھے جیسے قوم لوطؑ اور قارون اور وہ لوگ جو مسخ ہو کر بندر اور سور ہو گئے تھے کہ انہوں نے آیات کی تکذیب کی اور جن باتوں سے ان کو منع کیا گیا تھا ان کی مخالفت کی اس لئے کفر اور لعنت میں مبتلا ہوئے ف حوادث اور بلیات کے گناہوں کے سبب سے آنے پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ بعض دفعہ نیک بندوں پر بھی تو بلائیں آتی ہیں کیونکہ آیت کا یہ مطلب نہیں کہ ہر بلا کی علت ہمیشہ گناہ ہی ہوتا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ جو مصیبت سزا کے طور پر ہو اس کی علت گناہ ہوتا ہے اور جو سزا کے طور پر نہ ہو بلکہ درجے بڑھانے اور اخلاق درست کرنے کے لئے ہو اس کی علت گناہ نہیں ہوتا اور دونوں صورتوں میں فرق کی علامت یہ ہے کہ جس مصیبت سے پہلے گناہ اور معصیت ہوئی ہو اس کی علت گناہ ہے اور جس سے پہلے گناہ نہ ہوا ہو (جیسے انبیاء علیہم السلام میں) تو اس کا سبب گناہ نہ ہوگا۔

ف۲ مسلمان کی آبرو کی حفاظت:

حضرت ابو درداء کا بیان ہے، میں نے خود سنا، رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے جو مسلم اپنے بھائی کی آبرو کی طرف سے دفاع کرتا ہے اللہ پر اس کا حق ہو جاتا ہے کہ وہ قیامت کے دن دوزخ کی آگ کو اس کی طرف سے لوٹا دے پھر حضور ﷺ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ طبرانی اور اسحاق بن راہویہ نے یہ حدیث حضرت اسماء بنت یزید کی روایت سے بیان کی ہے۔ (تفسیر مظہری)

خاصیت: آیت ۴۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اِلٰی قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ

پیغمبر ان کی قوم کی جانب تو وہ ان کے پاس آئے معجزے لے کر پھر ہم نے بدلا لیا

الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۷﴾

ان لوگوں سے جنہوں نے جرم کیا! اور ہم پر لازم تھی مسلمانوں کو مدد دینی! ف۱

اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیْحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَیَبْسُطُهٗ

اللہ وہ ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو پھر وہ ابھارتی ہیں بادلوں کو پھر اللہ ان کو پھیلا دیتا ہے

فِی السَّمَآءِ كَیْفَ یَشَآءُ وَیَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَی الْوَدْقَ

آسمان میں جس طرح چاہتا ہے اور اس کو کر دیتا ہے تہہ بہ تہہ پس تو دیکھتا ہے کہ مینہ

یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ

نکلتا ہے اس کے درمیان میں سے پھر جب اس کو پہنچا دیتا ہے جس پر چاہتا ہے

عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ

اپنے بندوں میں تب ہی وہ لوگ خوشیاں منانے لگتے ہیں اگرچہ وہ لوگ اس سے

قَبْلِ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِیْنَ ﴿۴۹﴾

پہلے کہ ان پر مینہ اتارا جاوے پہلے ہی سے نا امید ہو رہے تھے

فَانْظُرْ اِلٰۤی اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَیْفَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ

پس دیکھ رحمت الٰہی کے آثار کی جانب کہ وہ کیونکر زندہ کرتا ہے زمین کو

مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰی ۚ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ

اس کے مرے پیچھے! ف۲ بیشک وہ مُردوں کا زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر

ف۱ مؤمنین کی مدد اور اس کی شرط:
فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا وَكَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ "ہم نے مجرموں کافروں سے انتقام لے لیا، اور ہمارے ذمہ تھا کہ ہم مؤمنین کی مدد کرتے" اس آیت سے معلوم ہوا کہ مؤمنین کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اپنے ذمہ لے لیا ہے، اس کا تقاضا بظاہر یہ تھا کہ مسلمانوں کو کفار کے مقابلہ میں کبھی شکست نہ ہو، حالانکہ بہت سے واقعات اسکے خلاف بھی ہوئے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں، اسکا جواب خود اسی آیت میں موجود ہے کہ مؤمنین سے مراد وہ مجاہدین فی سبیل اللہ ہیں جو خالص اللہ کے لئے کفار سے جنگ کرتے ہیں، ایسے لوگوں کا ہی انتقام اللہ تعالیٰ مجرمین سے لیتے ہیں اور ان کو غالب کرتے ہیں، جہاں کہیں اس کے خلاف کوئی صورت پیش آتی ہے وہاں عموماً مجاہدین کی کوئی لغزش ان کی شکست کا سبب بنتی ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

ف۲ رحمتِ الٰہی کے کرشمے:
یعنی چند گھنٹے پہلے ہر طرف خاک اڑ رہی تھی اور زمین خشک، بے رونق اور مُردہ پڑی تھی ناگہاں اللہ کی مہربانی سے زندہ ہو کر لہلہانے لگی۔ بارش نے اُسکی پوشیدہ قوتوں کو کتنی جلد اُبھار دیا۔ یہ ہی حال روحانی بارش کا سمجھو، اُس سے مُردہ دلوں میں جان پڑ جائیگی اور خدا کی زمین ظهرا الفساد فی البر والبحر والی موت کے بعد دوبارہ زندہ ہو جائیگی۔ ہر طرف رحمت الٰہی کے نشان اور دین کے آثار نظر آئیں گے جو قابلیتیں مدت سے مٹی میں مل رہی تھیں، بارانِ رحمت کا ایک چھینٹا اُن کو اُبھار کر نمایاں کر دیگا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے بعثت محمدی ﷺ کے ذریعہ سے یہ جلوہ دنیا کو دکھلا دیا۔

قَدِيرٌ ﴿٥٠﴾ وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوا مِنْ

قادر ہے اور اگر ہم بھیج دیں ہوا! پھر وہ لوگ اس کھیتی کو دیکھیں زرد پڑا ہوا تو ضرور اس کے

بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ ﴿٥١﴾ فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ

بعد ناشکری کرنے لگیں پس (اے محمد) تو نہیں سنا سکتا مُردوں کو اور نہ بہروں کو پکارنا

الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿٥٢﴾ وَمَا أَنتَ بِهَادِ

سنا سکتا ہے جب کہ وہ روگردانی کریں پیٹھ پھیر کر اور نہ تو راستہ

الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ

دکھا سکتا ہے اندھوں کو ان کی گمراہی سے بس تو تو ان ہی کو سناتا ہے جو ایمان لاتے ہیں

بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ﴿٥٣﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن

ہماری آیتوں پر تو وہ مطیع ہو جاتے ہیں اللہ وہ ہے جس نے تم کو پیدا کر دیا

ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِن بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ

کمزور حالت سے پھر (تم کو) دی ناتوانی کے بعد توانائی پھر کر دی

مِن بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَشَيْبَةً ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۖ وَهُوَ

قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا! پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے اور وہ

الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ ﴿٥٤﴾ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ ۙ

جاننے والا صاحب قدرت ہے ف۱ اور جس دن قائم ہوگی قیامت (اس دن) قسمیں کھائیں گے

مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ ﴿٥٥﴾

گنہگار کہ (وہ دنیا میں) نہیں ٹھہرے ایک گھڑی سے زیادہ! اسی طرح یہ پھیرے جاتے تھے

ف۱ انسانی زندگی کے اُتار چڑھاؤ: یعنی بچہ شروع میں پیدائش کے وقت بیحد کمزور و ناتوان ہوتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ قوت آنے لگتی ہے حتیٰ کہ جوانی کے وقت اُس کا زور انتہا کو پہنچ جاتا ہے اور تمام قوتیں شباب پر ہوتی ہیں، پھر عمر ڈھلنے لگتی ہے اور زور و قوت کے پیچھے کمزوری کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں جس کی آخری حد بڑھاپا ہے۔ اُس وقت تمام اعضاء ڈھیلے پڑ جاتے اور قویٰ معطل ہونے لگتے ہیں۔ قوت و ضعف کا یہ سب اُتار چڑھاؤ اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جس طرح چاہے کسی چیز کو بنائے۔ اور قوت و ضعف کے مختلف اَدوار میں گذارے۔ اُسی کو قدرت حاصل ہے اور وہ ہی جانتا ہے کہ کس چیز کو کس وقت تک کن حالات میں رکھنا مناسب ہے۔ لہٰذا اُسی خدا کی

ع ۵ ۱۴ ۸

خلاصہ رکوع ۵

بحر و بر میں فساد کی علت ذکر فرمائی گئی اور شرک کی شامت اور اس کا علاج بیان کیا گیا۔ حق و باطل کا ظاہر فرق اور خدائی قدرت کے آثار ذکر فرمائے گئے۔

اور اُس کے پیغمبروں کی باتیں ہمیں سننی چاہئیں۔ شاید اس میں یہ بھی اشارہ کر دیا کہ جس طرح تم کو کمزوری کے بعد زور دیا، مسلمانوں کو بھی ضعف کے بعد قوت عطا کریگا اور جو دین بظاہر اس وقت کمزور نظر آتا ہے کچھ دنوں بعد زور پکڑیگا اور اپنے شباب و عروج کو پہنچے گا۔ اُس کے بعد پھر ہو سکتا ہے کہ ایک زمانہ مسلمانوں کے ضعف کا آئے سو یاد رکھنا چاہئے کہ خدائے قادر و توانا ہر وقت ضعف کو قوت سے تبدیل کر سکتا ہے۔ ہاں ایسا کرنے کی خاص صورتیں اور اسباب ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ

اور کہیں گے وہ لوگ کہ جن کو دیا گیا ہے علم اور ایمان کہ تم تو ٹھہرے اللہ کی

فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ

کتاب کے موافق جی اُٹھنے کے دن تک سو یہ جی اٹھنے ہی کا دن ہے لیکن

كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

تم جانتے نہ تھے۔ ف۱ تو اس دن نہ فائدہ دے گی ان ظالموں کو

مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا

ان کی عذر خواہی اور نہ ان سے توبہ طلب کی جاوے گی اور ہم نے بیان کر دی ہے

لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَلَئِنْ

لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال! اور اگر تو ان کے پاس لائے

جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ

کوئی نشانی تو ضرور کہیں گے وہ لوگ جو کافر ہیں کہ بس

اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ

تم جھوٹے ہو اسی طرح اللہ مہر لگا دیتا ہے ان کے دلوں پر

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ

جو سمجھ نہیں رکھتے پس تو صبر کر بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور تجھ کو ہلکا نہ بنا دیں

الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع

وہ لوگ کہ جو یقین نہیں لاتے

ف۱ قبر میں کوئی جھوٹ نہ بول سکے گا:

قبر کے سوال وجواب میں احادیث صحیحہ میں مذکور ہے کہ جب کافر سے پوچھا جائے گا کہ تیرا رب کون ہے اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ تو وہ کہے گا، هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ، ''ہائے ہائے میں کچھ نہیں جانتا'' اگر وہاں جھوٹ بولنے کا اختیار ہوتا تو کیا مشکل تھا کہہ دیتا کہ میرا رب اللہ ہے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، تو یہ ایک عجیب بات ہے کہ کافر لوگ اللہ کے سامنے تو جھوٹ بولنے پر قادر ہوں اور فرشتوں کے سامنے جھوٹ نہ بول سکیں، مگر غور کیا جائے تو کچھ تعجب کی بات نہیں، وجہ یہ ہے کہ فرشتے نہ تو عالم الغیب ہیں، نہ ان کو اختیار ہے کہ ہاتھ پاؤں کی گواہی لے کر اس پر حجت تمام کردیں، اگر ان کے سامنے جھوٹ بولنے کا اختیار ہوتا تو سب کافر فاجر عذاب قبر سے بے فکر ہو جاتے، بخلاف اللہ جل شانہ کے کہ وہ دلوں کے حال سے بھی واقف ہیں، اور اعضاء وجوارح کی شہادت سے اس کا جھوٹ کھول دینے پر قادر بھی ہیں، اس لئے محشر میں یہ آزادی دیدینا عدالتی انصاف میں کوئی خلل پیدا نہیں کرتا۔ واللہ اعلم۔ (معارف مفتی اعظم)

خلاصہ رکوع ٦

انسانی زندگی کے نشیب وفراز ذکر کر کے قیامت کی طرف متوجہ کیا گیا اور مشرکین کی غلط سوچ کی تردید کی گئی۔ تفہیم قرآن اور دعوت کیلئے صبر وتحمل کی ضرورت کو بیان فرمایا گیا۔

ع ٦ ۷ ۹

خاصیت : آیت ۵۹، ۶۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ لقمان مکہ میں نازل ہوئی اوراس میں چونتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ هُدًى وَّرَحْمَةً

یہ آیتیں ہیں حکمت والی کتاب کی ہدایت اور رحمت ہے

لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ

نیکو کاروں کے لئے جو قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں

الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ

زکوٰۃ اور وہ آخرت کا بھی یقین کرتے ہیں! وہی لوگ

عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾

ہدایت پر ہیں اپنے پروردگار کی طرف سے اور وہی فلاح پانے والے ہیں!

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ

اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو مول لیتا ہے کھیل کی باتوں کو

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ

تا کہ بھٹکا دے اللہ کے راستہ سے بغیر سمجھے اور اس کی ہنسی بناتا ہے!

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۶﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ

وہی ہیں جن کے لئے ذلت کا عذاب ہے ف۱ اور جب اس پر پڑھی جاتی ہیں

ف۱ مباح اور جائز کھیل

مسئلہ: مذموم اور ممنوع وہ لہو اور کھیل ہے جس میں کوئی دینی دنیوی فائدہ نہیں جو کھیل بدن کی ورزش، صحت اور تندرستی باقی رکھنے کیلئے ہوں اور ان میں غلو نہ کیا جائے کہ انہی کو مشغلہ بنالیا جائے اور ضروری کاموں میں ان سے حرج پڑنے لگے تو ایسے کھیل شرعاً مباح اور دینی ضرورت کی نیت سے ہو تو ثواب بھی ہے۔ (معارف القرآن)

شانِ نزول

ان آیتوں کا شان نزول یہ ہے کہ نظر بن الحارث ایک رئیس کافر تھا وہ تجارت کے لئے فارس آتا تو وہاں سے شاہان عجم کے قصے اور تواریخ خرید کر لاتا اور قریش سے کہتا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو عاد ثمود کے قصے سناتے ہیں میں رستم و اسفندیار اور شاہان فارس کے قصے سناتا ہوں لوگ اس کے قصوں کو شوق سے سنتے اور قرآن سے اعراض کرتے نیز اس نے ایک گانے والی لونڈی خرید کی تھی تو جب کسی کو اسلام کی طرف راغب پاتا اس کو اپنی لونڈی کے پاس لے جاتا اور اس سے کہتا کہ اس کو کھلا پلا اور گانا سنا اور اس شخص سے کہتا کہ یہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بلاتے ہیں کہ نماز پڑھو روزہ رکھو اور اپنی جان دو پس شان نزول اگرچہ خاص ہے مگر آیت کے الفاظ عام ہونے کی وجہ سے حکم عام ہے۔

اٰیٰتُنَا وَلّٰی مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِیْۤ

ہماری آیتیں (تو) منہ پھیر لیتا ہے تکبر کرتا ہوا کہ گویا ان کو سنا ہی نہیں!

اُذُنَیْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ

گویا اس کے دونوں کانوں میں گرانی ہے پس تو اس کو خوشخبری سنا دے دردناک عذاب کی! جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِیْمِ ﴿۸﴾ خٰلِدِیْنَ

ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے نعمت کے باغ ہیں! اس میں ہمیشہ رہیں گے!

فِیْهَا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۹﴾ خَلَقَ

اللہ کا وعدہ ہوچکا سچا! اور وہ زبردست حکمت والا ہے! اس نے پیدا کیا

السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ

آسمانوں کو بغیر ستون کے! تم ان کو دیکھتے ہی ہو اور ڈال دیئے زمین میں

رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ

بوجھ کہ کہیں تم کو لے کر جھک نہ پڑے اور پھیلا دیئے اس میں ہر طرح کے جانور

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ

اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی پھر ہم نے اگائی زمین میں ہر قسم کی

كَرِیْمٍ ﴿۱۰﴾ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ

عمدہ چیز۔ یہ تو اللہ کی خلق ہے! اب تم مجھ کو دکھاؤ کہ انھوں نے کیا پیدا کیا

مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۱﴾ ع وَلَقَدْ

جو اس کے سوا ہیں! ف۱ بلکہ ظالم صریح گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور ہم نے عطا فرمائی

ف۱ تاکہ ان کا خدائی میں شریک ہونا اور عبادت کا مستحق ہونا ثابت ہو اس دلیل سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ خدائی کے استحقاق کے لئے ممکنات کا پیدا کرنا لازم ہے کیونکہ خدائی کا استحقاق قدیم ہے (یعنی ہمیشہ سے ہے) اگر ممکنات کا پیدا کرنا اس کے لئے لازم ہوگا تو ممکنات بھی سب قدیم ہو جاویں گے حالانکہ عالم حادث ہے پس مطلب یہ ہے کہ ممکنات کے موجود ہونے کی صورت میں یہ لازم ہے کہ ان کا پیدا کرنے والا وہی ہو جو خدائی کا مستحق ہے پس اگر یہ باطل معبود تمہارے نزدیک خدائی کے مستحق ہیں تو موجود چیزوں میں سے بتلاؤ کہ ان کی بنائی ہوئی کون سی چیزیں ہیں اور جب ان کی بنائی ہوئی ایک بھی چیز نہیں تو معلوم ہوا کہ وہ عبادت کے مستحق نہیں ہو سکتے اور اس دلیل کا مقتضا یہ تھا کہ وہ لوگ ہدایت پر آ جاتے مگر انہوں نے ہدایت کو قبول نہیں کیا۔

خلاصہ رکوع ۱

اہل ایمان کی صفات اور ان کی فلاح کو ذکر کیا گیا اور فضولیات کے خریداروں کو عذاب کی وعید سنائی گئی۔ زمین و آسمان کی پیدائش کو ذکر کر کے مشرکین کو توحید کی دعوت دی گئی۔

ع ۱ ۱

اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ

لقمان کو عقلمندی ف۱ (اور ارشاد فرمایا) کہ شکر کر اللہ کا! اور جو شکر کرتا ہے

فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۱۲﴾

اور جو ناشکری کرتا ہے تو اللہ بے پروا سزا وارِ حمد ہے اور (یاد کر)

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ

جب لقمان نے کہا اپنے بیٹے سے اور وہ اس کو نصیحت کرتا تھا کہ بیٹا! شریک نہ ٹھہرائیو

بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ

اللہ کا! کچھ شک نہیں کہ شرک بڑا ظلم ہے! اور ہم نے حکم کیا انسان کو

بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ

اس کے ماں باپ کے حق میں! اس کو پیٹ میں رکھا اس کی ماں نے

فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾

تھک تھک کر! اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے! کہ شکرگزار رہ میرا اور اپنے ماں باپ کا!

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ

آخر میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے ف۲ اور اگر ماں باپ تجھ سے اس بات پر شدت کریں کہ

عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ

تو میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے کچھ علم نہیں تو ان کا کہنا نہ ماننا اور ان کا ساتھ دے

سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ

دنیا میں عمدہ طور پر! اور چل اس کی راہ جو میری طرف رجوع لایا پھر میری طرف تم کو لوٹ کر آنا ہے

ف۱ جس کی حقیقت یہ ہے کہ علم مع عمل کے ہو اور حضرت لقمان علیہ السلام کو عکرمہ اور لیث نے نبی کہا ہے لیکن حکیم ترمذی نے نوادر میں حدیث مرفوع نقل کی ہے کہ ان کو داؤد علیہ السلام سے پہلے خلافت (یعنی نبوت) دی جانی تھی انہوں نے عرض کیا کہ اگر حکم ہے تو سر آنکھوں پر اور اگر میری مرضی پر ہے تو میں معافی چاہتا ہوں پھر بعد میں داؤد علیہ السلام کو خلافت دی گئی اس سے معلوم ہوا کہ لقمان علیہ السلام نبی نہ تھے لیکن بہت بڑے ولی تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کا زمانہ داؤد علیہ السلام کے قریب تھا۔

وقف النبی

ف۲ حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا میرے حسنِ معاشرت (یعنی حسنِ سلوک) کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے فرمایا، تیری ماں۔ پھر تیری ماں۔ پھر تیری ماں پھر تیرا باپ اس کے بعد اقارب حسب درجہ۔

حضرت مغیرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ نے تمہارے لئے ماؤں کی نافرمانی حرام کر دی ہے۔ (متفق علیہ)

حضرت ابن عباس نے وھنا علیٰ وھن کا ترجمہ، سختی پر سختی کیا ہے۔ ضحاک نے ضعف بالائے ضعف اور مجاہد نے مشقت بر مشقت۔ جب عورت حاملہ ہو جاتی ہے تو اس پر کمزوری اور مشقت طاری ہو جاتی ہے۔ حمل کا ضعف خون چھوٹنے (وضع حمل) کا ضعف اور دودھ پلانے کا ضعف (اسی طرح ضعف پر ضعف بڑھتا جاتا ہے)

خاصیت: آیت ۱۲...۱۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ
پس میں تم کو بتاؤں گا جو تم عمل کرتے تھے! بیٹا! اگر کوئی چیز رائی کے
حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ
دانے کی برابر ہو پھر وہ کسی پتھر کے اندر یا آسمانوں میں
اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾
یا زمین میں (تو) اس کو لا حاضر کرے گا اللہ! بیشک اللہ باریک بین باخبر ہے۔
يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ
بیٹا قائم رکھو نماز کو اور حکم کر اچھے کام کا اور منع کر
الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ
بُرے کام سے اور صبر کر اس مصیبت پر جو تجھے پہنچے! بیشک یہ ہیں ہمت کے
الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي
کام اور نہ موڑ اپنا رخسارہ لوگوں سے اور نہ چل
الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾
زمین پر اترا کر! بیشک اللہ نہیں پسند کرتا کسی اترانے والے شیخی خورے کو
وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ
اور میانہ روی اختیار کر اپنی رفتار میں اور نرم کر اپنی آواز! بیشک
اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾ ع اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ
بری سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے! ۱؎ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے تمہارے کام میں

۱؎ حضور علیہ کے اخلاق واوصاف مبارک:
حضرت رسول اللہ علیہ کے عادات وشمائل میں یہ سب چیزیں جمع تھیں، شمائل ترمذی میں حضرت حسینؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد علی مرتضیٰؓ سے دریافت کیا کہ آنحضرت علیہ جب لوگوں کے ساتھ بیٹھتے تھے تو آپس میں آپ کا کیا طرز ہوتا تھا؟ انہوں نے فرمایا:
''کہ رسول اکرم علیہ ہمیشہ خوش وخرم معلوم ہوتے تھے آپ علیہ کے اخلاق میں نرمی اور برتاؤ میں سہولت مندی تھی، آپ علیہ کی طبیعت سخت نہ تھی بات بھی درشت نہ تھی، آپ علیہ نہ شور مچانے والے تھے نہ فحش گو تھے، نہ کسی کو عیب لگاتے تھے، نہ بخل کرتے تھے، جو چیز دل کو نہ بھاتی اس کی جانب سے غفلت برتتے تھے (مگر دوسرے کو اس کی طرف سے ناامید بھی نہ کرتے تھے، (اگر حلال ہو اور اس کی رغبت ہو) اور جو چیز اپنی مرغوب نہ ہو دوسرے کے حق میں اس کی کاٹ نہ کرتے تھے، (بلکہ خاموشی اختیار فرماتے تھے) تین چیزیں آپ علیہ نے بالکل چھوڑ رکھی تھیں۔
جھگڑنا...... تکبر کرنا...... جو چیز کام کی نہ ہو اس میں مشغول ہونا''

خلاصہ رکوع ۲
حضرت لقمان کی باتیں شرک کی قباحت اور والدین سے حسن سلوک کو بیان فرمایا گیا اور متکبرانہ کردار وگفتار سے ممانعت ذکر کی گئی۔
ع ۲ ۸ ۱۱

سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ

لگا دیئے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (سب) ف۱ اور پوری کر دیں تم پر اپنی

نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۭ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ

نعمتیں ظاہری اور باطنی! ف۲ اور کوئی آدمی ایسا بھی ہے جو جھگڑتا ہے

فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿٢٠﴾ وَاِذَا

اللہ کے بارے میں بغیر علم اور بلا ہدایت اور بلا روشن کتاب کے اور جب

قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا

ان سے کہا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل فرمایا (تو) کہتے ہیں! بلکہ ہم تو اس کی

عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ

پیروی کریں گے جس پر ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو! بھلا اور

السَّعِيْرِ ﴿٢١﴾ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ

جو شیطان ان کو بلاتا ہو دوزخ کے عذاب کی طرف (تو بھی ان ہی کی پیروی کریں گے) ف۳

فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۭ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ

اور جو متوجہ کر دے اپنے منہ کو اللہ کی طرف اور وہ ہو نیکوکار تو اس نے تھام لیا مضبوط کڑا! اور اللہ ہی کی

الْاُمُوْرِ ﴿٢٢﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ۭ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ

طرف ہر کام کا انجام ہے اور جو کفر کرے تو (اے محمد) تجھ کو اس کا کفر غمگین نہ کرے! ہماری طرف

فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٢٣﴾

ان کو لوٹنا ہے پھر ہم ان کو بتا دیں گے جو کچھ انھوں نے کیا! بیشک اللہ جانتا ہے دلوں کے بھید!

ف۱ سورج کا سجدہ:
حضور ﷺ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول۔ خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ جا کر خدا تعالیٰ کے عرش کے نیچے سجدے میں گر پڑتا ہے اور اپنے رب تعالیٰ سے اجازت چاہتا ہے۔ قریب ہے کہ ایک دن اس سے کہہ دیا جائے جہاں سے آیا ہے وہیں کو لوٹ جا۔
ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ سورج بمنزلہ ساقیہ کے ہے۔ دن کو اپنے دوران میں جاری رہتا ہے غروب ہو کر رات کو پھر زمین کے نیچے گردش میں رہتا ہے یہاں تک کہ اپنی مشرق سے ہی طلوع ہو۔ اسی طرح چاند بھی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خبردار ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ ظاہری نعمت وہ جو حواس سے معلوم ہو سکے اور باطنی وہ جو عقل سے معلوم ہوتی ہے اور ان نعمتوں سے وہ نعمتیں مراد ہیں جو آسمان اور زمین کے مسخر کرنے سے حاصل ہوئیں پس یہ لازم نہیں آتا کہ اس آیت کے مخاطب مسلمان ہی ہوں کیونکہ وہ نعمتیں تو سب پر ہیں۔

ف۳ مطلب یہ کہ ایسے سرکش ہیں کہ باوجودیکہ ان کو دلیل کی طرف بلایا جاتا ہے مگر پھر بھی بلا دلیل اپنے گمراہ باپ دادوں کی راہ پر چلتے ہیں یہ حالت تو گمراہوں کی ہے۔

خاصیت: آیت ۲۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿۲۴﴾

ہم ان کو فائدہ دیں گے تھوڑے دنوں پھر ان کو پکڑ بلائیں گے سخت عذاب کی جانب

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

اور اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو؟

لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۲۵﴾

تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے! کہہ دے الحمدللہ! بلکہ ان میں بہتیرے جانتے نہیں!

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿۲۶﴾

اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے! بیشک اللہ وہی بے پرواہ سزا وارِ حمد ہے

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ

اور اگر جتنے کچھ زمین میں درخت ہیں (سب) قلم ہوں اور سمندر سیاہی ہو کہ

مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ

اس کے پیچھے سات سمندر اس کی مدد کریں تمام نہ ہوں گی اللہ کی باتیں بیشک

اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۲۷﴾ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ

اللہ زبردست حکمت والا ہے ف۱ تمہارا پیدا کرنا اور تمہارا جلا اٹھانا تنِ

وَّاحِدَةٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُولِجُ

واحد (کے پیدا کرنے اور جلا اٹھانے) جیسا ہے۔ بیشک اللہ سنتا

الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ

دیکھتا ہے۔ کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ داخل کر دیتا ہے رات کو دن میں اور داخل کر دیتا ہے

ف۱ اللہ کی نعمتوں اور تصرفات کی ایک مثال:

اس آیت میں حق تعالیٰ نے اپنے معلومات اور اپنی قدرت کے تصرفات اور اپنی نعمتوں کی ایک مثال دی ہے کہ وہ غیر متناہی ہیں، نہ کسی زبان سے وہ سب ادا ہو سکتے ہیں نہ کسی قلم سے سب کو لکھا جا سکتا ہے، مثال یہ فرمائی کہ ساری زمین میں جتنے درخت ہیں اگر ان کی سب شاخوں کے قلم بنائے جائیں اور ان کے لکھنے کے لئے سمندر کو روشنائی بنا دیا جائے اور یہ سب قلم حق تعالیٰ کی معلومات اور تصرفاتِ قدرت کو لکھنا شروع کریں تو سمندر ختم ہو جائے گا اور معلومات وتصرفات ختم نہ ہوں گے، اور ایک سمندر نہیں اس جیسے سات سمندر اور بھی شامل کر دیئے جائیں، جب بھی سب سمندر ختم ہو جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کے کلمات ختم نہ ہوں گے، کلمات اللہ سے مراد اس کے علم وحکمت کے کلمات ہیں (روح ومظہری) اور شیونِ قدرت اور نعمائے الٰہیہ بھی اس میں داخل ہیں، اور سات سمندر سے مطلب یہ نہیں کہ کہیں سات سمندر موجود ہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ ایک سمندر کے ساتھ فرض کر لو اور سات سمندر مل جائیں جب بھی ان سب سے سب کلمات اللہ کو ضبطِ تحریر میں نہیں لایا جا سکتا، اور سات کا عدد بھی بطور مثال ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا

دن کورات میں اور اس نے مطیع کررکھا ہے سورج اور چاند کو! ہر ایک چلتا ہے وعدہ مقرر تک اور یہ اللہ اس سے

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۲۹ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا

باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔ ف۱ یہ اس لئے کہ اللہ وہی برحق ہے اور جو کچھ

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ

وہ پکارتے ہیں اللہ کے سوا (وہ سب) بے اصل ہے! ف۲ اور یہ کہ اللہ وہی بلند

الْكَبِيْرُ ۝۳۰ ع اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ

مرتبہ بزرگ ہے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ کشتیاں چلتی ہیں دریا میں اللہ کی نعمت سے

لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝۳۱

تاکہ تم کو دکھائے کچھ اپنی نشانیاں! بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے لئے

وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ

اور جب ان کو چھپا لیتی ہے موج سائبانوں کی مانند (تو) وہ پکارتے ہیں اللہ کو اسی کے لئے عبادت

فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ

خالص کرکے! پھر جب وہ ان کو بچالاتا ہے خشکی کی جانب تو بعض ان میں میانہ رو ہوتے ہیں!

اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۝۳۲ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا

اور انکار ہماری آیتوں کا وہی کرتے ہیں جو قول کے جھوٹے (اور) ناشکرے ہیں لوگو! ڈرو اپنے

يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ

پروردگار سے اور ڈرو اس دن سے کہ نہ کام آئے گا باپ اپنے بیٹے کے اور نہ کوئی بیٹا ہی ایسا ہے

ف۱ جن لوگوں کی سائنسی واقفیت اور علم سے مدد لے کر یہ سب معلومات آپ تک پہنچ رہی ہیں۔ حیرت ہے کہ ان تمام "ظاہری اور باطنی" نشانیوں کو دیکھ کر وہ اللہ رب العالمین کے وجود کے منکر ہیں اس آیت نے ان کو "بے علم" اور بے دلیل جھگڑا کرنے والا اقرار دیا ہے۔ اس انکار کو سائنسی ہٹ دھرمی اور بے علمی کی ضد کے سوا کیا نام دیا جاسکتا ہے۔

ع ۳ ۱۱ خلاصہ رکوع ۳

۱۲ تسخیر کائنات اور ظاہری و باطنی نعمتیں بیان کی گئی۔ مشرکین کی اندھی تقلید اور اس کے مقابلہ میں مخلصین کی حالت ذکر فرمائی گئی۔ اللہ تعالیٰ کی لامحدود وضاحت وکمالات کو بیان فرمایا گیا۔

ف۲ اللہ کی صفات کے ذکر کا مقصد:

یعنی حق تعالیٰ کی یہ شئون عظیمہ اور صفات قاہرہ اس لئے ذکر کی گئیں کہ سننے والے سمجھ لیں کہ ایک خدا کو ماننا اور صرف اس کی عبادت کرنا ہی ٹھیک راستہ ہے۔ اس کے خلاف جو کچھ کہا جائے یا کیا جائے باطل اور جھوٹ ہے۔ یا یہ مطلب ہو کہ اللہ تعالیٰ کا موجود بالذات اور واجب الوجود ہونا جو "بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ" سے سمجھ میں آتا ہے اور دوسروں کا باطل وہالک الذات ہونا اس کو مستلزم ہے کہ اکیلے اُسی خدا کے واسطے یہ شئون و صفات ثابت ہوں پھر جس کے لئے یہ شئون وصفات ثابت ہوں گی وہ ہی معبود بننے کا مستحق ہوگا۔ (تفسیر عثمانی)

خاصیت: آیت ۳۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْئًا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ

جو کام آئے اپنے باپ کے کچھ! ف۱ بیشک اللہ کا وعدہ برحق ہے تو تم کو دھوکا نہ دے

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝۳۳ اِنَّ اللّٰهَ

دنیا کی زندگی! اور تم کو فریب نہ دے اللہ کے بارے میں وہ دغا باز۔ بیشک اللہ ہی ہے

عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي

جس کو قیامت کا علم ہے اور وہی اتارتا ہے بارش کو اور جانتا ہے

الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ

جو ماں کے پیٹ میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کیا کرے گا کل کو

نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝۳۴ ع

اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا بیشک اللہ سب جاننے والا باخبر ہے۔

سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ سجدہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں تیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

الٓمّٓ ۝۱ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲

اس کتاب کا اتارنا اس میں کچھ شک نہیں کہ رب العالمین کی طرف سے ہے!

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ

کیا یہ کہتے ہیں کہ (محمد) اس کو باندھ لایا ہے! ایسا نہیں ہے بلکہ وہ برحق ہے تیرے

ف۱ فائدہ: یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ اس آیت میں باپ، بیٹے کو نفع نہ پہنچا سکے گا یہاں تو جملہ فعلیہ کی صورت میں لَا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِہٖ کے الفاظ سے ذکر فرمایا اور دوسری جانب میں دو تغیر کئے گئے، ایک یہ کہ اس کو جملہ اسمیہ کی صورت میں بیان فرمایا، دوسرے اس میں وَلَد کے بجائے لفظ مَوْلُوْد اختیار فرمایا، حکمت اس میں یہ ہے کہ جملہ اسمیہ بہ نسبت فعلیہ کے زیادہ مؤکد ہوتا ہے، اس تغیر جملہ میں اس فرق کی طرف اشارہ کر دیا جو باپ اور اولاد میں ہے کہ باپ کی محبت اولاد کے ساتھ اشد ہے، اس کے برعکس اولاد کی محبت کا یہ درجہ دنیا میں بھی نہیں ہوتا محشر میں نفع رسانی کی نفی تو دونوں سے کر دی گئی، مگر اولاد کی عدم نفع رسانی کو مؤکد کر کے بیان فرمایا، اور لفظ وَلَد کے بجائے مَوْلُود اختیار کرنے میں یہ حکمت ہے کہ مولود صرف اولاد کو کہا جاتا ہے اور لفظ وَلَد عام ہے اولاد کی اولاد کو بھی شامل ہے، اس میں دوسرے رُخ سے اسی مضمون کی تائید اس طرح ہوگئی کہ خود صلبی بیٹا بھی باپ کے کام نہ آئے گا، تو پوتے پڑپوتے کا حال معلوم ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

خلاصہ رکوع ۴ ع ۴ / ۱۳

بحری جہاز اور سمندر کی موجوں میں مشرکین بھی توحید کا اقرار کرتے ہیں اور انسان کو فکر آخرت کی طرف متوجہ کیا گیا اور ان پانچ چیزوں کی نشاندہی کی گئی جن کا یقینی علم صرف اللہ کے پاس ہے۔

۳

قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝۳

پروردگار کی طرف سے تا کہ تو ڈراوے ان لوگوں کو جن کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تجھ سے پہلے! تا کہ وہ راہ پر آ جاویں

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا

اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ

فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ

ان کے درمیان ہے (سب کو) چھ دن میں پھر قائم ہوا عرش پر! نہ کوئی تمہارا اس کے

مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۴

سوا حمایتی ہے اور نہ کوئی سفارشی تو کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے!

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ

وہ انتظام کرتا ہے کام کا آسمان سے زمین تک پھر وہ کام اس کی طرف چڑھ جاتا ہے

فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝۵

ایک دن میں جس کی مقدار ایک ہزار برس ہے اس حساب سے کہ جو تم شمار کرتے ہو! ف۱

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۶ الَّذِيْۤ

یہی ہے غائب اور حاضر کا جاننے والا زبردست مہربان جس نے

اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ

خوب ہی بنائی جو چیز بھی بنائی! اور شروع کی انسان کی پیدائش

طِيْنٍ ۝۷ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝۸

مٹی سے پھر پیدا کیا اس کی نسل کو ایک حقیر پانی کے خلاصہ سے! پھر اس کو

ف۱ یعنی قیامت میں تمام امور اور طاعات وگناہ سب اس کے حضور میں پیش ہوں گے اور یہاں قیامت کے دن کی مقدار ایک ہزار برس بیان ہوئی ہے اور دوسری آیت میں خمسین الف سنۃ یعنی پچاس ہزار سال کی مقدار آئی ہے سو دونوں میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ بعضوں کو سختی اور پریشانی کی وجہ سے وہ دن بہت زیادہ بڑا معلوم ہوگا ان کے اعتبار سے پچاس ہزار سال کہا گیا ہے کہ وہ ایسا ہی سمجھیں گے۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی سزا:

بخاری و مسلم نے صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو خزانے والا اپنے خزانے کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا اس کا خزانہ جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس کی چٹانیں بنائی جائیں گی اور چٹانوں سے اس شخص کے دونوں پہلوؤں اور پیشانی پر داغ لگائے جائیں گے (اور ایسا) اس وقت تک ہوتا رہے گا جب تک اللہ اپنے بندوں کا فیصلہ اس دن کرے گا جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی مدت کے برابر ہوگی۔

بعض لوگوں کے لئے وہ پچاس ہزار برس کا دن ہوگا اور بعض کے لئے ایک ہزار برس کا اور بعض لوگوں کے لئے دنیا کے اس دن سے بھی کم مدت محسوس ہوگی۔ حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے مرفوعاً اور موقوفاً بیان کیا ہے کہ مومنوں کے لئے قیامت کے دن کا طول اتنا ہوگا جتنی مدت ظہر وعصر کے درمیان ہوتی ہے۔

خاصیت : آیت ۶ تا ۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ

درست کیا اور اس میں پھونکی اپنی روح اور پیدا کر دیئے تمہارے لئے کان

وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿٩﴾ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا

اور آنکھیں اور دل! تم بہت کم شکر کرتے ہو اور وہ کہتے ہیں کہ جب

ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ڛ بَلْ هُمْ

ہم رل جائیں گے زمین میں تو کیا ہم نئی پیدائش میں آئیں گے؟ نہیں نہیں بلکہ وہ

بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٠﴾ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ

اپنے پروردگار کی ملاقات کے منکر ہیں۔ کہہ دے کہ تمہاری روح قبض کرے گا ملک الموت

الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿١١﴾ ع وَلَوْ تَرٰٓى

جو تم پر تعینات ہے پھر اپنے پروردگار کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ولے اور اگر تو دیکھے

اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا

جب گنہگار اپنے سر جھکائے کھڑے ہوں اپنے پروردگار کے پاس (اور عرض کر رہے ہوں) کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے دیکھ لیا

وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿١٢﴾ وَلَوْ شِئْنَا

اور سن لیا تو اب ہم کو پھر بھیج کہ ہم نیک عمل کریں! بیشک ہم کو یقین آیا

لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ

اور اگر ہم چاہتے تو عطا کر دیتے ہر شخص کو

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٣﴾ فَذُوْقُوْا

اس کی ہدایت لیکن ٹھیک پڑا قول میری طرف سے کہ میں ضرور بھروں گا دوزخ کو جنات اور آدمی سب سے

ولے موت کے قاصد:
بغوی نے لکھا ہے کہ عکرمہؒ نے حضرت ابن عباس کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام درد، دکھ موت کے قاصد ہیں۔ جب وقت مقرر آ جاتا ہے تو موت کا فرشتہ آ پہنچتا ہے اور کہتا ہے اے بندے کتنی ہی خبروں کے بعد خبریں آتی رہیں، قاصدوں کے بعد قاصد اور پیاموں کے بعد پیام بھی آتے رہے۔ اب میں آخری خبر ہوں میرے بعد (تیرے پاس) کوئی خبر نہیں آئے گی میں (آخری) قاصد ہوں میرے بعد کوئی قاصد نہیں آئے گا۔ اب چار و ناچار حکم رب پر تجھے لبیک کہنا ہے۔ جب موت کا فرشتہ روح قبض کر لیتا ہے اور (اقرباء اعزہ) اس پر چیختے پیٹتے ہیں تو موت کا فرشتہ کہتا ہے تم کس پر چیختے ہو، کس پر رو رہے ہو۔ خدا کی قسم میں نے اس کی مدت حیات میں کوئی کمی نہیں کی، نہ میں نے اس کا رزق کھایا، بلکہ اس کے رب نے اس کو بلا لیا ہے رونے والا اپنے اوپر روئے خدا کی قسم میرے بار بار لوٹ لوٹ کر پھیرے ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ میں تم میں سے کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔

ع ۱ ۱۴

خلاصہ رکوع ۱

قرآن کریم کی صفات اور اس کے بارہ میں کفار کی بے ہودہ باتوں کا تجزیہ کیا گیا۔ احکام الٰہیہ کی تنقید اور نظام کائنات کی ترتیب ذکر فرمائی گئی۔ اللہ کا کمال علم وقدرت کو ذکر کر کے شکر کی تعلیم دی گئی۔ کفار کے شبہات کا ازالہ فرمایا گیا۔

بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا

پس اب تم مزہ چکھو جیسے تم نے بھلا دیا تھا اپنے اس دن کا ملنا۔ بیشک ہم نے تم کو بھلا دیا اور تم چکھو

عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا

ہمیشہ کا عذاب اس کا بدلہ جو تم کرتے تھے بس ہماری آیتوں پر

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ

تو وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب ان کو ان کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے (تو) سجدے

رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ ۩ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ

میں گر پڑتے ہیں اور تسبیح کرتے ہیں اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ

عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا

وہ تکبر نہیں کرتے! ف۱ الگ رہتے ہیں ان کے پہلو بستروں سے!

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ

پکارتے ہیں اپنے پروردگار کو ڈر اور اُمیدواری سے اور ہمارے دیئے

قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ اَفَمَنْ كَانَ

ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں! تو کوئی شخص بھی نہیں جانتا جو ان کے لئے چھپا رکھی گئی ہے

مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾ اَمَّا الَّذِيْنَ

آنکھوں کی ٹھنڈک بدلا ان اعمال کا جو وہ کرتے تھے ف۲ کیا جو شخص مومن ہو وہ اس کی برابر ہے جو فاسق ہو؟

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۫ نُزُلًا

برابر نہیں ہوتے تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے پس ان کے لئے رہنے کے باغ ہیں

ف۱ جنت میں لے جانے والا عمل

امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، ابن راہویہ اور حاکم نے حضرت معاذؓ کی روایت سے بیان کیا ہے۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت میں لے جائے اور دوزخ سے دور رکھے، فرمایا تو نے بڑی بات دریافت کی اور اللہ جس کو توفیق دے اس کے لئے دشوار بھی نہیں ہے۔ تو اللہ (ہی) کی عبادت کر اسکے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ قرار دے۔ نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر
السجدۃ ۱۵
رمضان کے روزے رکھ، اور کعبہ کا حج کر، پھر فرمایا کیا میں تجھے خیر کے دروازے نہ بتا دوں (سُن) روزہ ڈھال ہے (گناہوں سے اور دوزخ سے بچانے والا۔ مترجم) خیرات گناہوں کو اس طرح بجھا دیتی ہے جیسے پانی آگ کو۔ اور وسط رات میں نماز پڑھنی بھی خیر کا دروازہ ہے) اس کے بعد حضور ﷺ نے آیت تتجافیٰ جنوبھم ..یعملون تک تلاوت فرمائی۔

ف۲ اَن دیکھی واَن سنی نعمتیں،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے صالح بندوں کے لئے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں کان نے اُس کا ذکر سنا نہ کسی انسان کے دل میں ان کا تصور آیا اگر تم چاہتے ہو تو پڑھو فلا تعلم نفس الخ (متفق علیہ) حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا، یہ وہ (نعمت) ہے جس کی کوئی تشریح نہیں (بیان کی گئی)۔ (تفسیر مظہری)

بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ

بطریق مہمانی کے اور جو لوگ نافرمان ہیں تو ان کا ٹھکانا

النَّارُ ؕ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا

آگ ہے! جب جب چاہیں گے کہ اس سے نکل پڑیں تو اس میں لوٹا دیئے جائیں گے

وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾

اور ان سے کہا جائے گا کہ چکھو عذاب آگ کا جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے

وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ

اور ضرور ہم اس کو چکھائیں گے عذاب نزدیک (یعنی دنیا میں) اس بڑے

الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ

عذاب سے ورے تاکہ وہ رجوع کریں اور اس سے زیادہ ظالم کون کہ جس کو نصیحت کی گئی

رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ع

اس کے پروردگار کی آیتوں سے پھر وہ ان سے منہ موڑ گیا! ف۱ بیشک ہم گنہگاروں سے بدلہ لینے والے ہیں

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ

اور ہم نے عطا فرمائی موسیٰ کو کتاب! پس تو شک میں نہ رہ اس کے ملنے سے

لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۳﴾ ج وَجَعَلْنَا

ف۲ اور ہم نے اس کو بنایا ہدایت بنی اسرائیل کے لئے

مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۣؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا

اور ہم نے بنائے ان میں سے پیشوا کہ ہدایت کرتے تھے ہمارے حکم سے جبکہ انھوں نے

ف۱ تین گناہوں کی نقد سزا:
روایاتِ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تین گناہ ایسے ہیں کہ ان کی سزا آخرت سے پہلے دنیا میں بھی ملتی ہے، ایک حق کے خلاف جھنڈوں اور نعروں کے ساتھ اعلائے کوشش کرنا، دوسرے والدین کی نافرمانی، تیسرے ظالم کی امداد۔
(معارف مفتی اعظم)

ف۲ شبِ معراج کے نظارے:
شیخین نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ / ۱۱ / ۱۵

اہل ایمان کی عبادت اور دلی حالت کو ذکر فرمایا گیا اور ان کے اجر وثواب کو ذکر فرمایا گیا۔ منکرین کی حالت اور اخروی عذاب کو ذکر کیا گیا۔

فرمایا شب معراج میں میں نے موسیٰؑ کو دیکھا گندمی رنگ دراز قامت گھونگریالے بال ایسا معلوم ہوتا تھا کہ (قبیلۂ ازد شنوأۃ کے ایک مرد ہیں۔ میں نے عیسیٰؑ کو بھی متوسط القامت سرخی سفیدی مائل رنگ اور سیدھے بالوں والا پایا، میں نے منجملہ دوسری آیاتِ قدرت کے جو اللہ نے مجھے دکھائیں، دوزخ کے داروغہ مالک کو اور دجال کو بھی دیکھا فلا تکن فی مریة من لقائه (یہ آیت حضور ﷺ نے بیان مذکور کے بعد تلاوت فرمائی)۔

خاصیت: آیت ۲۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

يُوقِنُونَ ﴿٢٤﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

صبر کیا اور وہ ہماری آیتوں کا یقین لاتے تھے! تیرا پروردگار وہی فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان قیامت کے دن

فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٢٥﴾ أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ

ان باتوں کا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے! کیا ان کو اس سے ہدایت نہ ہوئی

أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي

کہ کس قدر ہم نے ہلاک کر ماریں ان سے پہلے امتیں! یہ لوگ چلتے پھرتے ہیں

مَسَاكِنِهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ ۚ أَفَلَا يَسْمَعُونَ ﴿٢٦﴾ أَوَلَمْ

ان کے گھروں میں! بیشک اس میں بہتیری نشانیاں ہیں! تو کیا وہ سنتے نہیں کیا انھوں نے

يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ

دیکھا نہیں کہ ہم ہانک دیتے ہیں پانی کو چٹیل زمین کی جانب پھر اس سے نکالتے ہیں

زَرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ ۖ أَفَلَا يُبْصِرُونَ ﴿٢٧﴾

کھیتی کو کہ اس میں سے کھاتے ہیں ان کے چوپائے اور وہ خود!

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْفَتْحُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٨﴾ قُلْ

تو کیا وہ دیکھتے نہیں اور کہتے کہ کب ہوگی یہ فتح؟ اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ) کہہ دے

يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ وَلَا هُمْ

کہ فتح کے دن کام نہ آئے گا کافروں کو ان کا ایمان لانا اور نہ

يُنْظَرُونَ ﴿٢٩﴾ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ إِنَّهُمْ مُنْتَظِرُونَ ﴿٣٠﴾ ع

ان کو مہلت دی جائے گی! پس تو ان سے منہ پھیر لے اور منتظر رہ وہ بھی منتظر ہیں۔ ف۱

ف۱ شب قدر کی عبادت کا ثواب:
حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے الٓمّٓ تنزیل اور تبٰرک الذی پڑھی اس کو اتنا ثواب ملا کہ گویا شب قدر میں اس نے رات بھر عبادت کی۔ رواہ الثعلبی وابن مردویہ۔ ابن مردویہ نے حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے بھی حدیث اسی طرح بیان کی ہے۔ سیوطی نے کہا یہ حدیث موضوع ہے۔ (تفسیر مظہری)

گناہگار کی بخشش:
حضرت خالد بن معدان کا بیان ہے کہ الم تنزیل کے متعلق مجھے یہ خبر پہنچی ہے اور یہی اطلاع تبرک الذی بیدہ الملک کے متعلق بھی ملی ہے کہ ایک شخص یہی دونوں سورتیں پڑھتا تھا اور کچھ نہیں پڑھتا تھا اور تھا بڑا گنہگار (مرنے کے بعد) انہی سورتوں نے (اس کو اپنے سایہ میں لے لیا) اس پر اپنے پر پھیلا دیئے اور دعا کی اے رب اس کو بخش دے یہ مجھے بہت پڑھا کرتا تھا اللہ نے ان سورتوں کی شفاعت قبول فرمائی (اور اس کو بخشدیا) اور فرمایا ہر بدی کے عوض) اس شخص کے لئے نیکی لکھ دو اور اس کے درجہ کو اونچا کردو۔

سورہ سجدہ
اگر خواب میں دیکھے کہ سورۂ سجدہ پڑھتا ہے تو یہ دلیل ہے کہ سجدہ کرتا ہوا دنیا سے رحلت کرلے گا اور حق تعالیٰ کو بہت سجدے کرے گا۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع ۳
ع ۳ ۸ ۱۶
موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ اور بنجر زمین میں خدائی قدرت کے مناظر ذکر فرمائے گئے۔ فریضہ تبلیغ کے سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی وتشفی فرمائی گئی۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثَلٰثٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ

اے پیغمبر ڈر اللہ سے اور نہ کہا مان کافروں کا اور منافقوں کا!

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ

بیشک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور اسی پر چل جو وحی کی جاتی ہے تیری طرف

مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ﴿۲﴾ وَّتَوَكَّلْ

تیرے پروردگار کی طرف سے! بیشک اللہ ان اعمال سے جو تم کرتے ہو باخبر ہے اور بھروسہ رکھ

عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۳﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ

اللہ پر! اور اللہ کارساز کافی ہے۔ ف۱ اللہ نے نہیں پیدا کئے کسی شخص کے لئے

مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ

دو دل اس کے اندر اور نہیں بنایا تمہاری بیبیوں کو جن سے تم ظہار کر بیٹھتے ہو

تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ

واقعی تمہاری ماں اور نہیں کیا تمہارے لے پالکوں کو تمہارے

اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ

بیٹے! یہ تمہاری بات ہے اپنے منہ کی! اور اللہ حق بات فرماتا ہے

وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ﴿۴﴾ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ

اور وہی راستہ دکھاتا ہے! اُن لے پالکوں کو پکارا کرو ان کے باپ کی طرف منسوب کر کے!

ف۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ سے نکاح کیا تھا جن کو حضرت زید بن حارثہ نے طلاق دی تھی اور ان زید بن حارثہ کو حضور نے کسی وقت اپنا متبنیٰ (بیٹا) بنالیا تھا اس لئے زمانہ نبوت سے پہلے اور اس کے بعد بھی آیت ادعوھم لآباءھم کے نازل ہونے تک یہ زید بن محمد کہلاتے تھے پھر جب اس آیت میں متبنیٰ بنانے کی ممانعت نازل ہوئی تو زید بن حارثہ پکارے جانے لگے غرض جب آپ نے حضرت زینب سے نکاح کیا تو مخالفین نے طعن کیا کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلیا آگے اس طعن کا اجمالی جواب دینا مقصود ہے اور تفصیلاً یہ مضمون نصف سورۃ پر آئے گا اور جواب کی تاکید کے لئے دو مضمون اور بیان فرما دیئے کہ ان دونوں مضمونوں میں بھی مسئلہ متبنیٰ کی طرح جاہلیت کے غلط خیالات کی اصلاح کرنا منظور ہے حاصل یہ کہ متبنیٰ کو بیٹا سمجھنا اور اس وجہ سے اس کی مطلقہ بی بی سے نکاح کرنے پر کسی کو طعن کرنا ایسا ہی غلط خیال ہے جیسا کہ بی بی کو زبان سے ماں کہہ دینے پر اس کو ماں کی طرح سمجھ لینا اور اس وجہ سے اس کو نکاح سے باہر سمجھنا یا کسی شخص کو زیادہ ہوشیار ہونے کی وجہ سے یہ سمجھنا کہ اس کے دو دل ہیں تو جس طرح یہ دونوں خیال غلط ہیں ایسے ہی یہ بھی غلط ہے کہ متبنیٰ کی بی بی سے نکاح کرنا طعن کی بات ہے۔

خاصیت: آیت ۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ

یہی پورا انصاف ہے اللہ کے نزدیک! پھر اگر تم کو نہ معلوم ہوں ان کے باپ تو تمہارے دینی بھائی

وَمَوَالِيْكُمْ ۗ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ

اور تمہارے آزاد کئے ہوئے غلام ہیں! اور تم پر کچھ گناہ نہیں جس میں تم خطا کر جاؤ!

وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

ولیکن جس کا تم دل سے ارادہ کرو (تو یہ گناہ ہے) اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اَلنَّبِىُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ

نبی زیادہ حق رکھتا ہے مسلمانوں پر خود ان کی جانوں سے بھی اور نبی کی بیبیاں

اُمَّهٰتُهُمْ ۗ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ

مسلمانوں کی مائیں ہیں! ف۱ اور رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں۔

فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ

اللہ کی کتاب میں تمام مسلمانوں اور ہجرت کرنے والوں سے! مگر یہ

اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ۗ كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ

کہ کرنا چاہو اپنے دوستوں کے ساتھ احسان! یہ کتاب (یعنی لوح محفوظ)

مَسْطُوْرًا ۝ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ

میں لکھا ہوا ہے اور (یاد کر) جب ہم نے لیا پیغمبروں سے ان کا

وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠

عہد اور (خاص کر) تجھ سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے!

ف۱ کیونکہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کے ساتھ تعلق ان کی جان سے بھی زیادہ ہے تو آپ معنیً سب مسلمانوں کے باپ ہیں اس تعلق کی فرع یہ ہے کہ آپ کی ازواج مطہرات باعتبار تعظیم کے ان کی ماں ہیں اور اسی طرح ہر نبی اپنی امت کا باپ ہے اور ان کی بیبیاں ماں ہیں اور چونکہ ازواج مطہرات کا ماں ہونا تعظیم کے اعتبار سے ہے تو جن احکام کا تعلق تعظیم سے نہ ہوگا ان میں ماں ہونے کا اثر ظاہر نہ ہوگا مثلاً پردہ نہ کرنا اور ان کو دیکھنا یا تنہائی میں ان کے پاس بیٹھنا وغیرہ کہ ان امور کو تعظیم سے کوئی تعلق نہیں اس لئے ازواج مطہرات سے مسلمانوں کو پردہ کرنا واجب اور ان کو دیکھنا اور تنہائی میں ان کے پاس بیٹھنا بدستور حرام رہا البتہ حضور کے بعد ان سے نکاح کرنا حرام کیا گیا کیونکہ تعظیم کی یہ بھی ایک فرع ہے لیکن تمام انبیاء کی بیویوں سے امتیوں کا نکاح حرام ہونا ثابت نہیں بلکہ روح میں مواہب سے نقل کیا ہے کہ یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے آگے بتلاتے ہیں کہ چونکہ حضورؐ کا اپنی امت کے لئے باپ ہونا حقیقت نہیں ہے بلکہ معنیً ہے اس لئے یہ لازم نہ سمجھا جائے کہ تمام مسلمان آپس میں حقیقی بھائی ہو جائیں کہ ان میں ہر شخص دوسرے کا وارث ہو سکے بلکہ وراثت کا مدار صرف رشتہ داری پر ہے۔

وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿٧﴾ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ

اور ہم نے ان سے لیا پکا عہد تاکہ اللہ پوچھے سچوں سے ان کا سچ

عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿٨﴾ يٰٓاَيُّهَا

اور تیار کیا ہے کافروں کے لئے دردناک عذاب ایمان والو!

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ

یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر جب تم پر آچڑھے

جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ

لشکر تو ہم نے بھیجی ان پر ہوا اور وہ فوجیں جو تم نے نہیں دیکھیں!

اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿٩﴾ اِذْ جَاۗءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ

اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا ہے جب وہ تم پر آچڑھے

وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ

تمہارے اوپر کی جانب سے اور تمہارے نیچے کی طرف سے اور جب پھر گئیں آنکھیں ف۱ اور پہنچ گئے

الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴿١٠﴾ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ

دل گلوں تک اور تم گمان کرتے تھے اللہ کی طرف طرح طرح کے گمان اس جگہ آزمائش کی گئی

الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿١١﴾ وَاِذْ يَقُوْلُ

مسلمانوں کی اور جھڑ جھڑائے گئے خوب زور سے! اور جب کہتے تھے

الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ

منافقین اور وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں مرض تھا کہ جو کچھ ہم سے وعدہ کیا تھا

خلاصہ رکوع ۱

کفار ومنافقین کیلئے لچک نہ کرنیکی ضرورت اور جاہلیت کی ایک رسم کی تردید فرمائی گئی۔ مومنین وازواج مطہرات کا مقام اور انبیاء علیہم السلام کے میثاق کو ذکر فرمایا گیا۔ ع ۱ ۸ ۱۷

ف۱ غزوہ خندق کا موسم اور فرشتوں کا رعب:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں مجھے میرے ماموں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خندق والی رات سخت جاڑے اور تیز ہوا میں مدینہ شریف بھیجا کہ کھانا اور لحاف لے آؤں۔ میں نے حضور ﷺ سے اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میرے جو صحابی تمہیں ملیں انہیں کہنا کہ میرے پاس چلے آئیں۔ اب میں چلا۔ ہوائیں زنائے کی شائیں شائیں چل رہی تھیں۔ مجھے جو مسلمان ملا میں نے اُسے حضور ﷺ کا پیغام پہنچادیا اور جس نے سنا اُلٹے پاؤں فوراً حضور ﷺ کی طرف چل دیا یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔ ہوا میری ڈھال کو دھکے دے رہی تھی اور وہ مجھے لگ رہی تھی یہاں تک کہ اُس کا لوہا میرے پاؤں پر گر پڑا جسے میں نے نیچے پھینک دیا۔ اس ہوا کے ساتھ ہی ساتھ خدا تعالیٰ نے فرشتے بھی نازل فرمائے تھے جنہوں نے مشرکین کے دل اور سینے خوف اور رُعب سے بھر دیئے۔ یہاں تک کہ جتنے سرداران لشکر تھے اپنے ماتحت سپاہیوں کو اپنے پاس بُلا بُلا کر کہنے لگے نجات کی صورت تلاش کرو، بچاؤ کا انتظام کرو۔ یہ تھا فرشتوں کا ڈالا ہوا ڈر اور رعب اور یہی وہ لشکر ہے جس کا بیان اس آیت میں ہے کہ اس لشکر کو تم نے نہیں دیکھا۔ (تفسیر ابن کثیر)

خاصیت: آیت ۷، ۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَرَسُولُهُۥٓ إِلَّا غُرُورًا ﴿١٢﴾ وَإِذْ قَالَت طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ

اللہ اور اس کے رسول نے وہ تو سب دھوکہ تھا! ف۱ اور جب کہنے لگا ان میں سے ایک گروہ کہ

يَٰٓأَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَٱرْجِعُوا ۚ وَيَسْتَـْٔذِنُ

اے یثرب کے لوگو! تم کو ٹھہرنے کی جگہ نہیں پس لوٹ چلو! اور اجازت

فَرِيقٌ مِّنْهُمُ ٱلنَّبِىَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا

مانگنے لگے ان میں سے کچھ لوگ پیغمبر سے! لگے کہنے کہ ہمارے گھر خالی ہیں!

هِىَ بِعَوْرَةٍ ۖ إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ﴿١٣﴾ وَلَوْ دُخِلَتْ

حالانکہ وہ خالی نہیں! ان کا ارادہ تو صرف بھاگنے ہی کا ہے

عَلَيْهِم مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا ٱلْفِتْنَةَ لَءَاتَوْهَا

اور اگر یہ (لشکر) ان پر آگھسیں مدینہ کے اطراف سے پھر ان سے طلب کی جائے

وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَآ إِلَّا يَسِيرًا ﴿١٤﴾ وَلَقَدْ كَانُوا عَٰهَدُوا

خانہ جنگی تو ضرور اس کو دے دیں گے اور اس میں توقف نہ کریں مگر تھوڑا سا!

ٱللَّهَ مِن قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ ٱلْأَدْبَٰرَ ۚ وَكَانَ عَهْدُ ٱللَّهِ

اور وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے پہلے سے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے! اور اللہ کے عہد کی

مَسْـُٔولًا ﴿١٥﴾ قُل لَّن يَنفَعَكُمُ ٱلْفِرَارُ إِن فَرَرْتُم مِّنَ

پوچھ ہونی ہے کہہ دے کہ ہرگز تم کو فائدہ نہ دے گا بھاگنا اگر تم بھاگو گے

ٱلْمَوْتِ أَوِ ٱلْقَتْلِ وَإِذًا لَّا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٦﴾ قُل

موت یا قتل سے اور اس وقت نہ فائدہ دیئے جاؤ گے مگر تھوڑا سا

ف۱ مستند روایات میں ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ جس جگہ خندق کھود رہے تھے وہاں ایک سخت چٹان بیچ میں آ گئی جو کسی طرح ٹوٹ نہیں رہی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو آپ بہ نفس نفیس وہاں تشریف لے گئے اور اپنے دست مبارک میں کدال لے کر یہ آیت پڑھی وتمت کلمت ربک صدقا اور کدال سے چٹان پر ضرب لگائی تو ایک تہائی چٹان ٹوٹ گئی اور اس میں سے ایک روشنی نمودار ہوئی جس میں آپ کو یمن اور کسریٰ کے محلات دکھائے گئے پھر دوسری ضرب لگاتے وقت آپ نے اسی آیت کو پورا پڑھا وتمت کلمت ربک صدقا و عدلا اس پر چٹان کا ایک اور حصہ ٹوٹا اور دوبارہ روشنی ظاہر ہوئی جس میں آپ نے روم کے محلات دیکھے پھر تیسری ضرب پر چٹان پوری ٹوٹ گئی اس موقع پر آپ نے فرمایا کہ مجھے یمن، ایران اور روم کے محلات دکھا کر یہ بشارت دی گئی ہے کہ یہ سارے ملک میری امت کے ہاتھوں فتح ہوں گے منافقین نے یہ سنا تو کہا کہ حالت تو یہ ہے کہ خود اپنے شہر کا بچاؤ کرنے میں مشکل پیش آ رہی ہے اور خواب یہ دیکھے جا رہے ہیں کہ ایران اور روم ہمارے ہاتھوں فتح ہوں گے مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں منافقین کی اس بات کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ (توضیح القرآن)

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا

کہہ دے کون ہے جو تم کو بچا لے گا اللہ سے اگر وہ چاہے تمہارے حق میں برائی

اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ

یا ارادہ کرے تم پر مہربانی کا اور وہ نہ پائیں گے اپنے لئے

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ﴿۱۷﴾ قَدْ یَعْلَمُ

اللہ کے سوا کوئی حامی اور نہ مددگار اللہ ان کو جانتا ہے

اللّٰهُ الْمُعَوِّقِیْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِیْنَ لِاِخْوَانِهِمْ

جو تم میں سے روکنے والے ہیں اور کہتے ہیں اپنے بھائیوں سے کہ چلے آؤ

هَلُمَّ اِلَیْنَا ۚ وَلَا یَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۱۸﴾ لا اَشِحَّةً

ہمارے پاس اور وہ لڑائی میں نہیں آتے مگر کبھی! ف۱ بخل کرتے ہیں

عَلَیْكُمْ ۚ صلے فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَیْتَهُمْ یَنْظُرُوْنَ

تم پر! ف۲ پھر جب آتا ہے ڈر (کا موقع) تو ان کو دیکھتا ہے کہ وہ تکتے ہیں

اِلَیْكَ تَدُوْرُ اَعْیُنُهُمْ كَالَّذِیْ یُغْشٰی عَلَیْهِ مِنَ

تیری طرف! گھومتی ہیں ان کی آنکھیں جیسے کسی پر طاری ہو

الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ

موت کی بے ہوشی پھر جب جاتا رہے خوف تو تم پر زبان درازی کرتے ہیں

اَشِحَّةً عَلَى الْخَیْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ یُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ

تیز زبانوں سے بخل کرتے ہوئے مال پر! یہ لوگ ایمان ہی نہیں لائے پس اکارت کر ڈالے ف۳

ف۱ یہ ایک منافق کی طرف اشارہ ہے جو اپنے گھر میں کھانے پینے میں مشغول تھا، اور اس کا مخلص مسلمان بھائی جو جنگ میں جانے کیلئے تیار تھا، اسے کہہ رہا تھا کہ اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالنے کیوں جا رہے ہو؟ یہاں میرے پاس آؤ، اور اطمینان سے میرے ساتھ کھانے میں شریک ہو (ابن جریر طبری) (توضیح القرآن)

ف۲ یعنی اگر نام کرنے کو کچھ دیر کے لئے لڑائی میں حصہ لینے آتے بھی ہیں تو اس لالچ میں آتے ہیں کہ اگر لڑائی میں مسلمانوں کو مال غنیمت ملا تو وہ بھی اپنا لگائیں (توضیح القرآن)

ف۳ منافقوں کے عمل بے جان ہیں:

یعنی جب اللہ و رسول پر ایمان نہیں تو کوئی عمل مقبول نہیں ہو سکتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "جہاں حبط اعمال کا ذکر ہے تو فرمایا کہ یہ اللہ پر آسان ہے یعنی بظاہر اللہ تعالیٰ کے عدل و حکمت کو دیکھتے ہوئے تعجب ہوتا ہے اور یہ بات بھاری معلوم ہوتی ہے کہ وہ کسی کی محنت کو ضائع کر دے لیکن اس لئے بھاری نہیں رہتی کہ خود عمل ہی کے اندر ایسی خرابی چھپی ہوتی ہے جو کسی طرح اُس کو درست نہیں ہونے دیتی۔ جیسے بے ایمان کا عمل کہ ایمان شرط اور روح ہے ہر عمل کی، بدون اُس کے عمل مُردہ ہے پھر قبول کس طرح ہو۔ کافر کتنی ہی محنت کرے سب اکارت ہے۔ (تفسیر عثمانی)

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿١٩﴾ يَحْسَبُوْنَ

اللہ نے ان کے اعمال اور یہ اللہ پر آسان ہے خیال کرتے ہیں

الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ

کہ (کافروں کے) لشکر ابھی نہیں گئے اور اگر آموجود ہوں

يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ

فوجیں تو آرزو کریں کہ کاش صحرا نشیں ہوتے گاؤں میں! پوچھا کرتے

عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ۗ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٢٠﴾ ع

تمہاری خبریں اور اگر وہ تم میں ہوتے تو نہ لڑتے مگر تھوڑا سا!

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ

تمہارے لئے موجود ہے اللہ کے پیغمبر میں نیک پیروی اس شخص کے لئے

كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿٢١﴾ ط

جو امید رکھتا ہے اللہ اور روز آخرت کی اور یاد الٰہی کرتا ہے کثرت سے! ف۱

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا

اور جب دیکھا مسلمانوں نے لشکروں کو تو بول اٹھے کہ یہ وہی ہے جس کا ہم سے وعدہ کیا تھا

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ

اللہ اور اس کے رسول نے اور سچ فرمایا تھا اللہ اور اس کے رسول نے!

اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿٢٢﴾ ط مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا

اور اس واقعہ نے ان کا ایمان اور فرمانبرداری ہی بڑھائی مسلمانوں میں کچھ مرد ایسے ہیں جنہوں نے

ف۱ حضور علیہ ﷺ کی سیرت مکمل نمونہ ہے

اُسوۃ بمعنی قدوہ یعنی وہ طریقہ جس کی اقتداء کی جائے اس جگہ مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں تمہارے لئے خصائل حمیدہ موجود ہیں جو تمہارے لئے واجب العمل ہیں مثلاً لڑائی میں ثابت قدم رہنا اور شدائد کو برداشت کرنا۔ یا یہ مطلب ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے مقتدا ہیں تمہارے لئے ان کی اقتداء ہی مناسب ہے بعض نے کہا اُسوۃ بروزن فُعْلَةٌ ائتساء (باب افتعال) سے مشتق ہے جیسے قُدوۃ اقتداء سے بنا ہے یہ اسم ہے جو مصدر کا قائم مقام ہے یعنی تم لوگوں کیلئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اچھی ہمدردی (لازم) ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے دین کی مدد کی تم بھی ویسی ہی دین کی مدد کرتے رہو۔ ان کا دانت جنگ میں ٹوٹا چہرہ زخمی ہوا ان کے چچا شہید ہوئے ان کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی گئیں مگر انہوں نے ہر دکھ پر صبر کیا اور تمہاری ہمدردی کی لہٰذا تم بھی ان کی طرح مصائب و شدائد پر صبر رکھو اور ان سے ہمدردی کرو اور ان کے طریقہ پر چلو۔ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا اور اللہ کی بہت یاد کرتا ہے۔ دکھ میں بھی اور سکھ میں بھی کثرت ذکر دوام طاعت کا سبب ہے اسی لئے رجاء کے ساتھ کثرت ذکر کا ذکر کیا رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کرنے والا وہی ہو سکتا ہے جو امید بھی رکھتا ہو اور اللہ کا ہمیشہ اطاعت گزار بھی ہو۔ حضرت ابن عباس راوی ہیں کہ حضرت عمر نے حجر اسود پر سر جھکا کر فرمایا میں بلاشبہ جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے لیکن اگر میں نے اپنے پیارے ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے اور چومتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے نہ چومتا نہ بوسہ دیتا۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ.

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ ۱۲ ۱۸

غزوہ احزاب میں مسلمانوں کی غیبی مدد کو ذکر فرمایا گیا اور منافقین کے مشوروں اور بہانوں کا پردہ چاک کیا گیا اور ان کی بزدلی کو بیان کیا گیا۔

مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ

اس عہد کو سچ کر دکھایا جو اللہ سے کیا تھا! تو ان میں کوئی ایسا ہے

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ لِّيَجْزِيَ

جو پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی منتظر ہے! ف۱ اور انھوں نے رد و بدل نہیں کیا ذرا سا بھی

اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ

تاکہ اللہ جزا دے سچوں کو ان کے سچ کی اور سزا دے منافقوں کو

اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا

اگر چاہے یا ان کو توبہ کی توفیق دے ف۲ بیشک اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا

مہربان ہے اور اللہ نے لوٹا دیا ان کافروں کو اپنے غصے میں بھرے ہوئے!

خَيْرًا ۭ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ

کچھ بھی بھلائی ہاتھ نہ لگی! ف۳ اور کافی ہوگیا اللہ مومنین کی طرف سے لڑائی کے بارے میں اور اللہ

قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ

زبردست غالب ہے اور نیچے اتار لایا ان لوگوں کو جو ان فوجوں کے مددگار ہوئے تھے اہل

الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ

کتاب میں سے ان کی گڑھیوں سے اور ڈال دیا ان کے دلوں میں

الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ

خوف! بہتیروں کو قتل کرنے لگے اور قید کرنے لگے

ف۱ نذر سے مراد عہد ہی ہے جس کا پورا کرنا مثل نذر کے واجب ہے مطلب یہ کہ وہ عہد پورا کر چکے اور شہید ہو گئے اور اخیر دم تک منہ نہیں موڑا چنانچہ حضرت انس احد میں شہید ہو گئے تھے اور حضرت مصعب بھی اور ابھی شہید نہیں ہوئے یعنی اپنے ارادہ پر بدستور قائم ہیں پس تمام جماعت کی اول دو قسمیں ہوئیں ایک منافق دوسرے مومنین پھر مومنین میں دو قسمیں ہوئیں ایک عہد کرنے والے دوسرے عہد نہ کرنے والے (اور ثابت قدم دونوں رہے) پھر عہد کرنے والوں کی دو قسمیں ہیں ایک شہید دوسرے شہادت کے منتظر پس ان آیتوں میں کل چار قسمیں مذکور ہیں۔

ف۲ کیونکہ ایسے حوادث میں مخلص اور بناوٹ کرنے والے میں امتیاز ہو جاتا ہے اور کبھی ملامت سے متاثر ہو کر بناوٹ کرنے والے بھی مخلص ہو جاتے ہیں اور بعضے اسی حالت میں رہتے ہیں

ف۳ کفار کی ذلت و ناکامی: یعنی کفار کا لشکر ذلت و ناکامی سے پیچ و تاب کھاتا اور غصہ سے دانت پیستا ہوا میدان چھوڑ کر واپس ہوا۔ نہ فتح ملی نہ کچھ سامان ہاتھ آیا۔ ہاں عمرو بن عبدود جیسا اُن کا نامور سوار جسے لوگ ایک ہزار سواروں کے برابر گنتے تھے اس لڑائی میں حضرت علی کرم اللہ وجہ کے ہاتھ سے کھیت رہا۔ مشرکین نے درخواست کی کہ دس ہزار لے کر اس کی لاش ہمیں دے دی جائے۔ آپ نے فرمایا وہ تم لے جاؤ، ہم مردوں کا ثمن کھانے والے نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوهَا ۚ

ایک فریق کو! اور تم کو وارث بنا دیا ان کی زمین اور ان کے مال کا اور ایک ایسی زمین کا جس میں

وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ﴿٢٧﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل

تم نے قدم تک نہیں رکھا تھا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اے پیغمبر کہہ دے

لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا

اپنی بیبیوں سے کہ اگر تم چاہتی ہو دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش تو آؤ کہ

فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿٢٨﴾ وَإِن

میں تم کو کچھ فائدہ پہنچاؤں اور تم کو رخصت کر دوں خوش اسلوبی سے اور اگر

كُنتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ

تم خواہاں ہو اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کی تو اللہ نے تیار کر رکھا ہے

أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٩﴾ يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَن

تم میں سے نیکو کاروں کے لئے بڑا اجر! وا اے پیغمبر کی بیبیو!

يَأْتِ مِنكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ لَهَا

جو کوئی تم میں سے مرتکب ہو گی صریح بدکاری کی تو اس کو دُہرا

الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿٣٠﴾

عذاب دیا جائے گا دو چند! اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

خلاصہ رکوع ۳

ع ۳ / ۱۹

سیرت طیبہ کا نمونہ بنانے اور مخلص مسلمانوں کی شان ذکر فرمائی گئی۔ کفار کی ذلت و ناکامی اور قبائل یہود کی عہد شکنی اور اس کی سزا ذکر فرمائی گئی۔

وا یعنی جو تم میں سے حضور کو اختیار کرے گی اس کے لئے خاص ثواب کا وعدہ ہے جو دوسری نیک بیبیوں کے ثواب سے بڑھا ہوا ہے اور جس سے وہ عورت محروم رہے گی جو حضور کی زوجیت کو اختیار نہ کرے بلکہ دنیوی سامان کو اختیار کرے اگرچہ ایمان اور اعمال صالحہ کا ثواب اس صورت میں بھی حاصل ہوگا جیسا کہ دوسری آیات کے عام الفاظ سے معلوم ہوتا ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے اپنی بیبیوں کو پڑھ کر سنا دی آپ کی جو نو بیبیاں مشہور ہیں۔ ۱۔ حضرت عائشہؓ ۲۔ حفصہؓ ۳۔ ام حبیبہؓ ۴۔ ام سلمہؓ ۵۔ سودہؓ (یہ پانچوں تو قریش میں سے ہیں) اور ۶۔ صفیہؓ ۷۔ خیبریہؓ ۸۔ میمونہ ہلالیہؓ ۹۔ زینبؓ اسدیہ جویریہؓ مصطلقیہ رضی اللہ عنہن۔ ان سب نے آپ کی زوجیت میں رہنا قبول کیا اور دنیا کی طرف التفات نہیں کیا اور بعض روایات میں ہے کہ ایک عورت عامریہ حمیریہ نے اس اختیار کے بعد آپ کی زوجیت میں رہنا نہیں چاہا یہاں تک وہ مضمون تھا جس کا خطاب حضور کی طرف سے بیبیوں کو ہوگا آگے خود حق تعالی ان کو خطاب کر کے وہ احکام بیان فرماتے ہیں جن کا اہتمام کرنا حضور کے نکاح میں رہنے کے بعد ان پر ضروری ہوگا۔

اکیسواں پارہ

فضائل، خواص، فوائد و عملیات

سورۃ روم.... فضائل و خواص

خاصیت آیت ۴-۵ ہر مشکل کی آسانی کے لئے مجرب عمل

يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۙ

ہر جائز مراد کیلئے اور ہر مشکل کی آسانی کے لئے ان آیتوں کو ایک سو تیرہ دفعہ پڑھیں۔

اس سورۃ کی آیت وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ کو روزانہ گیارہ سو مرتبہ پڑھنے والا لوگوں نظروں میں بڑی عزت پائے گا۔ کبھی کسی کام میں دقت یا تنگدستی نہ ہوگی۔

خاصیت آیت ۶.. برائے حب زوجین

وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

میاں بیوی میں محبت پیدا کرنے کے لئے اس آیت شریفہ کو سات سو دفعہ سات دن تک پھر جو مقصود ہو اس کو پانی یا کسی اور چیز پر دم کر کے کھلانا پلانا نہایت مجرب ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۲۱.... میاں بیوی میں محبت پیدا کرنے کا نسخہ

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ

اگر آپ کو اپنی بیوی سے اختلاف ہے، آپس میں محبت نہیں ہے تو اس آیت کو ننانوے دفعہ کسی مٹھائی پر تین دن پڑھ کر دم کریں اور دونوں کھائیں۔

خاصیت آیت ۲۷... عزت و آبرو برقرار رکھنے کا مجرب نسخہ

وَهُوَ الَّذِیْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۭ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

جو شخص چاہے کہ میری عزت و آبرو برقرار رہے وہ اس آیت کو روزانہ گیارہ سو مرتبہ پڑھے ان شاء اللہ خلقت کی نظر میں بڑی عزت پائے گا کبھی کسی کام میں تنگ دستی اور مشکل نہ ہوگی۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۳۰.... مرتے دم تک صحیح سلامت رہنے کا نسخہ

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ

جو شخص چاہے کہ مرتے دم تک اس کے تمام اعضاء درست رہیں اور وہ تندرست رہے تو یہ آیت روزانہ تین مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے۔

خاصیت آیت ۴۶... بارش کیلئے مفید نسخہ

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

اگر کسی جگہ بارش نہ ہوتی ہو سفید کاغذ پر اس آیت مبارک کو لکھ کر کسی درخت میں لٹکانا یا جنگلی کبوتر کے گلے میں ڈالنا نہایت مفید ہے۔ (طب روحانی)

سورۃ لقمان.... فضائل وخواص

اس کو لکھ کر پینے سے پیٹ کی سب بیماریاں، بخار، تجاری اور چوتھیہ جاتا رہتا ہے اور اس کو پڑھنے سے غرق سے مامون رہے۔

خاصیت آیت ۱۲.... حضرت لقمان علیہ السلام کی حکمت کا عجیب قصہ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ''اور ہم نے یقیناً لقمان کو حکمت دی تھی کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کر''۔

حضرت لقمان علیہ السلام اللہ کے نیک بندے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حکمت یعنی عقل وفہم اور دینی بصیرت میں ممتاز مقام عطا فرمایا تھا ان سے کسی نے پوچھا تمہیں یہ فہم وشعور کس طرح حاصل ہوا؟ انہوں نے فرمایا: راست بازی امانت داری اختیار کرنے اور بے فائدہ باتوں سے اجتناب کیجیے۔

انکی حکمت کا ایک واقعہ یہ بھی مشہور ہے کہ یہ غلام تھے ان کے آقا نے کہا کہ بکری ذبح کر کے اس کے دو بہترین حصے لاؤ، چنانچہ وہ زبان اور دل نکال کر لے گئے ایک مدت کے بعد پھر آقا نے ان سے کہا کہ بکری ذبح کر کے اس کے سب سے بدترین حصے لاؤ، وہ پھر وہی زبان اور دل لے کر آئے۔ پوچھنے پر انہوں نے بتلایا کہ زبان اور دل اگر صحیح ہوں تو یہ سب سے بہترین ہیں، اور اگر یہ بگڑ جائیں تو ان سے بدتر کوئی چیز نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

خاصیت آیت ۲۰.... فائدہ جدیدہ

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ

جن لوگوں کی سائنسی واقفیت اور علم سے مدد لے کر یہ سب معلومات آپ تک پہنچ رہی ہیں۔ حیرت ہے کہ ان تمام ''ظاہری اور باطنی'' نشانیوں کو دیکھ کر وہ اللہ رب العالمین کے وجود کے منکر ہیں اس آیت نے ان کو ''بے علم'' اور بے دلیل جھگڑا کرنے والا قرار دیا ہے۔ اس انکار کو سائنسی ہٹ دھرمی اور بے علمی کی ضد کے سوا کیا نام دیا جا سکتا ہے۔

خاصیت آیت ۲۶... رزق کی فراخی کیلئے عمل

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ

رزق کی فراخی کے لئے سات دفعہ روزانہ عشاء کی نماز کے بعد اس آیت کو ہمیشہ پڑھنا نہایت مجرب ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۲۸...مرگی کے مرض کا علاج

مَاخَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ م بَصِيْرٌ

مرگی کے مریض کواس آیت مبارک کولکھ کر پلانا یابطور تعویذ گلے میں ڈالنا نہایت مفید ہے۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۳۱ برائے حفاظت بحری سفر

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ط اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

طوفان دریا کے واسطے سات پرچوں پرلکھ کر دریا میں جانب مشرق میں یکے بعد دیگرے ایک ایک ڈال دیا جائے۔(اعمال قرآنی)

سورۃ سجدہ....فضائل وخواص

خاصیت آیت ۶...قرار حمل کیلئے عمل

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ

جس عورت کے حمل قرار نہ پاتا ہو اسے اکتالیس روز تک مشک وزعفران سے چینی کی طشتریوں پرلکھ کرایک طشتری صبح وشام بلا ناغہ پلانا نہایت مفیداور مجرب نسخہ ہے۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۲۲...ظالم کے جھوٹے مقدمہ کودفع کرنے کا نسخہ

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ

اگر کسی بدمعاش نے کسی نیک آدمی پر مقدمہ کیا ہو کسی جھوٹے نے کسی سچے کو گرفتار کرایا ہو تو اس مقدمہ کے درمیان اس آیت مبارک کا سات کوری ٹھیکریوں پرلکھ کر پرانے کنویں میں ڈالنا جس میں پانی موجود ہو نہایت مفید ہے۔

سات روز تک برابر اس عمل کو کیا جائے ان شاء اللہ تعالیٰ جلد مصیبت رفع ہوگی اور ظالم برباد ہوگا۔(طب روحانی)

سورۃ الاحزاب....فضائل وخواص

لڑکیوں کے پیغام بکثرت آنے کیلئے اس کو ہرن کی جھلی یا کاغذ پرلکھ کرایک ڈبہ میں بند کر کے گھر میں رکھ دے۔

خاصیت آیت ۳...مصیبت سے چھٹکارے کیلئے مجرب وظیفہ

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ. وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا

ہر مصیبت میں سات سو مرتبہ سات دن تک اس مبارک آیت کا پڑھنا ہر بڑی مشکل کے لئے نہایت مفید ہے۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۷...نافرمان کو مطیع بنانے کا آسان نسخہ

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا

اگر کسی کا لڑکا یا نوکر شرارت کرتا ہو اور بھاگ بھاگ جاتا ہو اور والدین یا آقا کی اطاعت نہ کرتا ہو ایسے نافرمان کو مطیع کرنا اگر مقصود ہو تو اس آیت کریمہ کو تین سو تیرہ مرتبہ پڑھ کر پانی پر یا کسی اور چیز پر دم کر کے کھلانا یا بطور تعویذ گلے میں ڈالنا مجرب ہے۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۴۵ تا ۴۸ برائے عزت

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا کَبِیْرًا وَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَدَعْ اَذٰهُمْ وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ. وَکَفٰی بِاللّٰهِ وَکِیْلًا

روغن چنبیلی میں مشک وزعفران حل کر کے بعد نماز صبح ان آیات کو سات روز تک اس پر دم کر کے شیشی میں رکھ چھوڑے ابرو اور رخساروں کو لگا کر جس کے روبرو جائے وہ اس کی عزت کرے اور سب پر اس کی ہیبت ہو۔ (اعمال قرآنی)

فضائل وخواص از کتاب

اَلدُّرَرُ النَّظِیْم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم

سورۂ روم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو آدمی سورۂ روم کو پڑھتا ہے اسے تسبیح پڑھنے والے فرشتوں کے برابر اجر ملتا ہے۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا. وَکَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ

(۱) جو آدمی صبح کے وقت یہ آیات پڑھے تو اسے اس دن کی فوت شدہ نیکیوں کا بھی اجر ملتا ہے اور جو شخص شام کو پڑھے اسے رات کی فوت شدہ نیکیوں کے برابر اجر ملتا ہے اور وہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں۔

(۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے احباب سے فرمایا کرتے تھے جو شخص صبح کے وقت فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ تک اور سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تک تین مرتبہ پڑھے تو اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ یا صحرا کی ریت کے برابر کیوں نہ ہوں۔

(۳) جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر تنگ منہ والی بوتل میں ڈال کر کسی گھر میں رکھ دے تو اس گھر کے سب آدمی بیمار ہو جائیں گے اور اگر وہاں کوئی اجنبی آئے گا تو وہ بھی بیمار ہو جائیگا۔

(۴) اگر اسے لکھ کر بارش کے پانی سے دھو کر مٹی کے برتن میں ڈال لے تو اس پانی سے جسے پلائے گا وہ بیمار ہو جائے گا اور اگر کوئی اس پانی سے منہ دھوئے گا تو اس کی آنکھیں ایسی خراب ہوں گی کہ اندھا ہونے کا اندیشہ ہے۔

کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا یَسْتَخِفَّنَّکَ الَّذِیْنَ لَا یُوْقِنُوْنَ

اس آیت کو دشمن کے کپڑے پر لکھ کر پھر یہ لکھے۔ کذلک یطبع الله علیٰ قلب فلان بن فلانة اور اپنے گلے میں ڈال لے تو اس کا دشمن اس سے ڈرے گا اور اس کے سامنے خاموش رہے گا۔

سورۂ لقمان

جوشخص اس سورۃ کولکھ کر پیٹ کے مریض کو پلادے تو وہ تندرست ہو جائے گا اگر بخار ہے تو وہ بھی اتر جائے گا۔
(۲) جوشخص اس سورۃ کی تلاوت کرتا رہے وہ غرق نہیں ہوگا۔

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ

جوآدمی اپنے اہل وعیال سے دور ہو اوران کا حال معلوم کرنا چاہے تو وہ اس آیت کولکھ کر شعبان کے پہلے جمعہ کی رات کوعشاء کی نماز سے فارغ ہوکراس کو...... کے نیچے رکھ کرسوجائے اور رکھتے وقت پڑھے **سبحان من لایخفیٰ علیه خافیه سبحان الذی الخیر بقدرته ما کتمته ضرائر وخلقه سبحان الذی بیده القلوب والافواه بامره اللهم بین لی کذافی منامی** تو اس پر گھر کا سب احوال ظاہر ہوجائے گا۔

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ م بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ مَاخَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ط اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌم بَصِيْرٌ

جس آدمی کے دل میں بشاشت نہ ہو۔ ذہن حاضر نہ ہو اور زبان صحیح کام نہ کرتی ہو تو کوڑلوبان پران دو آیتوں کو پڑھ کر ہر روز نہار منہ اس میں ۲/ امثقال شہد یا شکر سے کھالیا کرے۔ ذہن تیز اور زبان فصیح ہوجائے گی۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ. فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ط وَمَايَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ

جوآدمی دریا میں سفر کرتا ہو اور دریا میں طغیانی ہو تو وہ سات پتوں پر اس آیت کولکھ کر ایک ایک کر کے دریا میں مشرق کی طرف پھینک دے تو دریا کا جوش وطغیانی کم ہوجائے گی۔

سورۂ الم سجدہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ قیامت کے دن سورۂ الم السجدہ کے دو بازو ہوں گے۔ جن سے وہ اپنے پڑھنے والے پر سایہ کرے گی اور کہے گی کہ تجھے آج کوئی خطرہ نہیں ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود ہر رات الم السجدہ اور سورۂ تبارک الذی پڑھا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے کہ اس سورۃ کوقرآن کریم کی دوسری سورتوں پر ستر درجہ فضیلت حاصل ہے پھر آپ ان سات ناموں **یا قدیم ' یا حی یا دائم و یا فرد یا واحد یا احد یا صمد** سے دعا مانگتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جوشخص رات کو الم تنزیل ' یٰسین ' تبارک الذی اور سورۃ اقتربت پڑھے تو یہ سورتیں اس کے لئے نور ہوجاتی ہیں اور اسے شیطان سے بچاتی ہیں۔ قیامت کے دن اس کے درجے بلند کئے جائیں گے۔

اس سورۃ کولکھ کر گلے میں ڈالنے سے بخار آدھے سر کا درد اور مرگی کا مرض جاتا رہتا ہے۔

الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ثُمَّ سَوّٰهُ

وَنَفَخَ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـِٕدَةَ ؕ قَلِيۡلًا مَّا تَشۡكُرُوۡنَ

یہ آیت شیشہ کے گلاس یا پیالہ میں لکھ کر بارش کے پانی سے دھوکر اس پانی کے دو حصے کر لے ایک حصہ بچہ کی غذا میں ملا دے اور دوسرا حصہ شیشی میں ڈال کر محفوظ کر لے اور اس میں سے تھوڑا تھوڑا روزانہ بچہ کو پلائے اور اس کے منہ پر ملے۔ سات دن تک یا ایک روایت کے مطابق سات ہفتوں تک ایسا کریں۔ بچہ اپنی پیدائش سے نوے دن کے بعد صحت مند و چست ہو جائے گا۔

سورۂ احزاب

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے عالم ملکوت میں اس سورۃ کو پڑھنے والے کا نام شکور ہے۔

(۲) جو شخص اس سورۃ کو ہرن کے چمڑے یا کیلے کے پتہ پر لکھ کر ڈبیہ میں بند کر کے رکھ دے تو اس جگہ کے سب لوگوں میں زیادہ معزز با وقار ہو جائے گا۔

وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيۡثَاقَهُمۡ وَمِنۡكَ وَمِنۡ نُّوۡحٍ وَّاِبۡرٰهِيۡمَ وَمُوۡسٰى وَعِيۡسَى ابۡنِ مَرۡيَمَ وَاَخَذۡنَا مِنۡهُمۡ مِّيۡثَاقًا غَلِيۡظًا لِّيَسۡـَٔلَ الصّٰدِقِيۡنَ عَنۡ صِدۡقِهِمۡ ۚ وَاَعَدَّ لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابًا اَلِيۡمًا

جو شخص عہد کا کچا ہو یا دشمنی کرنے لگتا ہو تو اس کے کپڑے کا ایک ٹکڑا لے کر اس پر ان آیات کو زعفران اور شبنم کے پانی سے لکھ کر ان کے بعد تین لکھے فلان بن فلانة نقض عهدها و غدرولم كيف بما كان منه لفلان بن فلانة والله غالب علىٰ امره اللهم عليك یہ ۳ مرتبہ اور اس کی دیوار کے کونہ میں دفن کر دے۔ (الدر النظیم)

پارہ ۲۲ میں آنے والی سورتوں کا تعارف

تعارف سورۂ سبا

اس سورت کا بنیادی موضوع اہل مکہ اور دوسرے مشرکین کو اسلام کے بنیادی عقائد کی دعوت دینا ہے۔ اس سلسلے میں ان کے اعتراضات اور شبہات کا جواب بھی دیا گیا ہے، اور ان کو نافرمانی کے برے انجام سے بھی ڈرایا گیا ہے۔ اسی مناسبت سے ایک طرف حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کی اور دوسری طرف قوم سبا کی عظیم الشان حکومتوں کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کو ایسی زبردست سلطنت سے نوازا گیا جس کی کوئی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی، لیکن ان برگزیدہ پیغمبروں کو کبھی اس سلطنت پر ذرہ برابر غرور نہیں ہوا، اور وہ اس سلطنت کو اللہ تعالیٰ کا انعام سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرتے رہے، اور اپنی حکومت کو نیکی کی ترویج اور بندوں کی فلاح و بہبود کے کاموں میں استعمال کیا، چنانچہ وہ دنیا میں بھی سرخرو رہے، اور آخرت میں بھی اونچا مقام پایا۔ دوسری طرف قوم سبأ کو جو یمن میں آباد تھی، اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی خوشحالی سے نوازا، لیکن انہوں نے ناشکری کی روش اختیار کی، اور کفر و شرک کو فروغ دیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا، اور ان کی خوشحالی ایک قصۂ پارینہ بن کر رہ گئی۔ ان دونوں واقعات کو ذکر فرما کر سبق یہ دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اقتدار حاصل ہو، یا دنیوی خوشحالی نصیب ہو تو اس میں مگن ہو کر اللہ تعالیٰ کو بھلا بیٹھنا تباہی کو دعوت دینا ہے۔ اس سے مشرکین کے ان سرداروں کو متنبہ کیا گیا ہے جو اپنے اقتدار کے گھمنڈ میں مبتلا ہو کر دین حق کے راستے میں روڑے اٹکا رہے تھے۔

تعارف سورۂ فاطر

اس سورت میں بنیادی طور پر مشرکین کو توحید اور آخرت پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے، اور فرمایا گیا ہے کہ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ کی جو نشانیاں چاروں طرف پھیلی ہوئی ہیں، ان پر سنجیدگی سے غور کرنے سے اول تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ جس قادرِ مطلق نے یہ کائنات پیدا فرمائی ہے، اسے اپنی خدائی کا نظام چلانے میں کسی شریک یا مددگار کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اور دوسرے یہ کہ وہ یہ کائنات کسی مقصد کے بغیر فضول پیدا نہیں کرسکتا، یقیناً اس کا کوئی مقصد ہے، اور وہ یہ کہ جو لوگ یہاں اس کے احکام کے مطابق نیک زندگی گزاریں، انہیں انعامات سے نوازا جائے، اور جو نافرمانی کریں، ان کو سزا دی جائے، جس کے لئے آخرت کی زندگی ضروری ہے۔ تیسرے یہ کہ جو ذات کائنات کے اس عظیم الشان کارخانے کو عدم سے وجود میں لے کر آئی ہے، اس کے لئے اس کو ختم کرکے نئے سرے سے آخرت کا عالم پیدا کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے جسے ناممکن سمجھ کر اس کا انکار کیا جائے۔ اور جب یہ حقیقتیں مان لی جائیں تو اس سے خود بخود یہ بات ثابت ہوسکتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اس دنیا میں انسان اس کی مرضی کے مطابق زندگی گزارے تو ظاہر ہے کہ اپنی مرضی لوگوں کو بتانے کے لئے اس نے رہنمائی کا کوئی سلسلہ ضرور جاری فرمایا ہوگا، اسی سلسلے کا نام رسالت، نبوت یا پیغمبری ہے، اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی سلسلے کے آخری نمائندے ہیں۔ اس سورت میں آپ کو یہ تسلی بھی دی گئی ہے کہ اگر کافر لوگ آپ کی بات نہیں مان رہے ہیں تو اس میں آپ پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی، بلکہ آپ کا فریضہ صرف اتنا ہے کہ لوگوں تک حق کا پیغام واضح طریقے سے پہنچادیں۔ آگے ماننا نہ ماننا ان کا کام ہے، اور وہی اس کے لئے جواب دہ ہیں۔ سورت کا نام ''فاطر'' بالکل پہلی آیت سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہیں پیدا کرنے والا۔ اسی سورت کا نام سورۂ ملائکہ بھی ہے، کیونکہ اس کی پہلی آیت میں فرشتوں کا بھی ذکر آیا ہے۔

تعارف سورۂ یٰسین

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کی وہ نشانیاں بیان فرمائی ہیں جو نہ صرف پوری کائنات میں بلکہ خود انسان کے اپنے وجود میں پائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ان مظاہر سے ایک طرف یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جو ذات اتنی قدرت اور حکمت کی مالک ہے، اس کو اپنی خدائی کا نظام چلانے کے لئے نہ کسی شریک کی ضرورت ہے، نہ کسی مددگار کی، اس لئے وہ اور صرف وہ عبادت کے لائق ہے، اور دوسری طرف قدرت کی ان نشانیوں سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جس ذات نے یہ کائنات اور اس کا محیر العقول نظام پیدا فرمایا ہے اس کے لئے یہ بات کچھ بھی مشکل نہیں ہے کہ وہ انسانوں کے مرنے کے بعد انہیں دوسری زندگی عطا فرمائے۔ اس طرح قدرت کی ان نشانیوں سے توحید اور آخرت کا عقیدہ واضح طور پر ثابت ہوجاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو یہی دعوت دینے کے لئے تشریف لائے ہیں کہ وہ ان نشانیوں پر غور کرکے اپنا عقیدہ اور عمل درست کریں۔ اس کے باوجود اگر کچھ لوگ اس دعوت کو قبول نہیں کررہے ہیں تو وہ اپنا ہی نقصان کررہے ہیں، کیونکہ اس کے نتیجے میں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کے مستحق بن رہے ہیں۔ اسی سلسلے میں آیات نمبر ۱۳ سے ۲۹ تک ایک ایسی قوم کا واقعہ ذکر فرمایا گیا ہے جس نے حق کی دعوت کو قبول نہ کیا، بلکہ حق کے داعیوں کے ساتھ ظلم و بربریت کا معاملہ کیا جس کے نتیجے میں حق کے داعی کا انجام تو بہترین ہوا، لیکن حق کے یہ منکر اللہ تعالیٰ کے عذاب کی پکڑ میں آگئے۔ چونکہ اس سورت میں اسلام کے بنیادی عقائد کو بڑے فصیح و بلیغ اور جامع انداز میں بیان فرمایا گیا ہے، اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے اس سورت کو ''قرآن کا دل'' قرار دیا ہے۔ (توضیح القرآن)

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ

اور جو تم میں سے اطاعت کرے گی اللہ اور اس کے رسول کی اور

صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا

نیک عمل کرے گی تو ہم اس کو عطا فرمادیں گے اس کا اجر دو بار اور ہم نے مہیا کر رکھی ہے

كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ

اس کے لئے عزت کی روزی! ف۱ اے پیغمبر کی بیبیو! تم نہیں ہو عام عورتوں میں سے کسی کی مانند! اگر

اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ

تم پرہیزگار ہو تو دب کر بات نہ کرو کہ پھر طمع کرنے لگے وہ شخص جس کے

قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرْنَ فِيْ

دل میں مرض ہے! اور کہا کرو معقول بات ف۲ اور جمی بیٹھی رہو اپنے

بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى

گھروں میں اور بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو اگلے زمانہ جاہلیت کے بناؤ سنگھار کی طرح

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ

اور قائم رکھو نماز اور دیتی رہو زکوٰۃ اور فرمانبردار رہو اللہ اور رسول کی۔ اللہ

وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ

تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کرے گندگی کو اے

اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَاذْكُرْنَ

اہل بیت! اور تم کو خوب پاک صاف بنائے اور یاد کیا کرو

ف۱ امہات المؤمنین پر انعامات:

ازواج مطہرات پر حق تعالیٰ کے انعامات بڑے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی زوجیت کے لئے انتخاب فرما لیا، اُن کے گھروں میں وحیِ الٰہی نازل ہوتی رہی تو ان کی ادنیٰ غلطی کوتاہی بھی بڑی ہوگی، اگر دوسروں سے رسول اللہ ﷺ کو ایذاء پہنچے تو اس سے کہیں زیادہ اشد ہوگا کہ ان سے کوئی بات ایذاء و تکلیف کی سرزد ہو، قرآن کریم کے ان الفاظ میں خود اس سبب کی طرف اشارہ ہے و ذکرن مایتلی فی بیوتکم۔

ف۲ عورت کی آواز کا حکم

مسئلہ: عورت کی آواز ستر میں داخل نہیں۔ لیکن اس پر بھی احتیاطی پابندی یہاں بھی لگادی اور تمام عبادات اور احکام میں اس کی رعایت کی گئی ہے کہ عورتوں کا کلام جہری نہ ہو جو مرد نشیں، امام کوئی غلطی کرے تو مقتدیوں کو لقمہ زبان سے دینے کا حکم ہے۔ مگر عورتوں کو زبان سے لقمہ دینے کی بجائے یہ تعلیم دی گئی کہ اپنے ہاتھ کی پشت پر دوسرا ہاتھ مار کر تالی بجا دیں جس سے امام متنبہ ہو جائے زبان سے کچھ نہ کہیں۔

مسئلہ: اگر بضرورت کبھی عورت کو گھر سے نکلنا ہی پڑے تو زینت کے اظہار کے ساتھ نہ نکلے بلکہ برقع یا جلباب جس میں پورا بدن ڈھک جائے وہ پہن کر نکلے۔ (معارف القرآن)

خاصیت: آیت ۳۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتیں اور دانائی (کی باتیں) بیشک اللہ

كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۳۴ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ

بھید جاننے والا باخبر ہے بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں

وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ

اور ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں

وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ

اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صابر مرد اور صابر عورتیں

وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ

اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنیوالی عورتیں اور خیرات کرنیوالے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں

وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ

اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں

وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ

اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں! ف۱ اللہ نے تیار کر رکھی ہے ان کے لئے

مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۳۵ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا

مغفرت اور بڑا اجر اور نہ کسی مسلمان مرد کو شایان ہے اور نہ

مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ

کسی مسلمان عورت کو کہ جب ٹھہرا دے اللہ اور اس کا رسول کوئی امر کہ ان کو

ف۱ نزول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ سے کرنا چاہا کیونکہ حضرت زید عام لوگوں میں غلام مشہور ہو

ع ۴ ۷ ۱

خلاصہ رکوع ۴

ازواج مطہرات کا معاملہ اور ان کے اجر اور عظیم درجہ کو بیان فرمایا گیا مرتبہ عظیمہ کے لوازمات اور خواتین کو خاص احکام سے نوازا گیا۔

چکے تھے اس لئے حضرت زینب اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش نے اس نکاح کی منظوری سے عذر کیا اس پر مضمون اول کی آیۃ **وماکان لمؤمن ولا مؤمنة الخ** نازل ہوئی اور دوسرے مضمون کا سبب نزول یہ ہے کہ جب پہلی آیۃ کے نازل ہونے پر نکاح منظور کر لیا گیا تو اتفاق سے باہم مزاجوں میں موافقت نہ ہوئی حضرت زیدؓ نے طلاق دینی چاہی اور حضورؐ سے مشورہ کیا آپ نے سمجھایا کہ طلاق مت دو۔ مگر جب کسی طرح موافقت نہ ہوئی تو آخر طلاق کا ارادہ ظاہر کیا اس وقت آپ کو وحی سے معلوم ہوا کہ زید ضرور طلاق دیں گے اور زینب کا نکاح آپ سے ہوگا (روح المعانی میں حکیم ترمذی کی روایت سے امام زین العابدین کے واسطے سے یہ حدیث مذکور ہے) اور اس وقت بھی مصلحت یہی تھی کہ زینبؓ سے حضورؐ نکاح کر لیں کیونکہ اول تو یہ نکاح خلاف مرضی ہونے سے طبعی رنج کا سبب ہوا تھا پھر اس پر طلاق دینا اور زیادہ دل شکنی کا سبب تھا اس کا تدارک اس سے بہتر اور کوئی نہ تھا کہ حضورؐ ان سے نکاح کر کے ان کی دل جوئی اور عزت افزائی فرمائیں مگر ساتھ ہی آپ کو عوام کے طعن کا خیال تھا مگر حکم الٰہی سے نکاح ہوا جس میں علاوہ مصلحت مذکورہ کے خاص شرعی مصلحت یہ تھی کہ متبنّٰی کی زوجہ سے نکاح کا حلال ہونا حضورؐ کے فعل سے بھی ثابت ہو جائے۔

لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اختیار رہے اپنے کام کا اور جو نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿٣٦﴾ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ

تو وہ پڑ گیا صریح گمراہی میں۔ ف۱ اور (یاد کر) جب تو کہنے لگا اس شخص سے کہ جس پر

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ

اللہ نے انعام فرمایا اور تو نے بھی اس پر احسان کیا کہ رہنے دے اپنے پاس اپنی بی بی کو

وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى

اور ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل میں اس بات کو جسے اللہ ظاہر فرما دینے والا ہے اور تو ڈرتا تھا

النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ

لوگوں سے حالانکہ اللہ زیادہ حق دار تھا کہ تو اس سے ڈرے! پھر جب زید پوری کر چکا

مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

اس سے اپنی حاجت (یعنی طلاق) ہم نے وہ تیرے نکاح میں دے دی تا کہ نہ رہے مسلمانوں پر

حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ

کسی طرح کی تنگی اپنے لے پالکوں کی بیبیوں سے (نکاح کر لینے) میں! جبکہ وہ ان سے پوری کر چکیں اپنی غرض

وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿٣٧﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ

اور اللہ کا حکم تو ہونا ہے۔ ف۲ نبی پر کچھ مضائقہ نہیں

حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ

اس بات میں جو اللہ نے اس کے لئے ٹھہرا دی! یہی اللہ کا دستور رہا ہے

ف۱ نبی کی حکم عدولی گمراہی ہے

مسئلہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو کسی کام کا حکم بطور وجوب دیدیں تو اس پر وہ کام کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اس کو نہ کرنے کا اختیار شرعاً نہیں رہتا اگرچہ فی نفسہ وہ کام شرعاً واجب و ضروری نہ ہو۔ مگر جس کو آپ نے حکم دیدیا اس کے ذمہ لازم و واجب ہو جاتا ہے اور جو ایسا نہ کرے اس کو کھلی گمراہی فرمایا ہے۔ (معارف القرآن)

ف۲ نکاح کے بارے میں ضروری حکم

مسئلہ: نکاح ایک ایسا عمل ہے جس میں اگر زوجین کی طبائع میں موافقت نہ ہو تو مقاصد نکاح میں خلل آتا ہے۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے میں خلل آتا ہے۔ باہمی جھگڑے نزاع پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے شریعت میں کفایت یعنی باہمی مماثلت کی رعایت کرنے کا حکم دیا گیا۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ کوئی اعلیٰ خاندان کا آدمی اپنے سے کم خاندان والے آدمی کو رذیل یا ذلیل سمجھے ذلت و عزت کا اصل مدار اسلام میں تقویٰ اور دینداری ہے جس میں یہ چیز نہیں اس کو خاندانی شرافت کتنی بھی حاصل ہو اللہ کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

حاصل یہ ہے کہ نکاح میں کفایت و مماثلت کی رعایت کرنا دین میں مطلوب ہے۔ تا کہ زوجین میں موافقت رہے لیکن کوئی دوسری اہم مصلحت اس کفایت سے بڑھ کر سامنے آجائے۔ تو عورت اور اس کے اولیاء کو اپنا یہ حق چھوڑ کر غیر کفو میں نکاح کر لینا جائز ہے۔ (معارف القرآن)

خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۨ ﴿٣٨﴾
ان لوگوں میں جو گزر چکے پہلے اور اللہ کا حکم اندازے پر مقرر کیا ہوا ہے
الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ
وہ پیغمبر جو پہنچاتے ہیں اللہ کا پیغام اور اس سے ڈرتے ہیں اور نہیں ڈرتے
اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿٣٩﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ
کسی سے اللہ کے سوا ! اور اللہ کافی ہے حساب لینے والا۔ محمد کسی کا باپ نہیں
اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ
تمہارے مردوں میں سے ف۱ اور لیکن اللہ کا رسول ہے اور مُہر ہے تمام
النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿٤٠﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
پیغمبروں کی ف۲ اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے
اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿٤١﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً
ایمان والو! یاد کرو اللہ کو کثرت سے یاد کرنا اور اس کی تسبیح کرو صبح و شام وہی ہے
وَّاَصِيْلًا ﴿٤٢﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ
جو رحمت بھیجتا ہے تم مسلمانوں پر اور اس کے فرشتے (تمہارے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں)
لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ
تاکہ تم کو نکالے اندھیروں سے اجالے کی جانب اور وہ ایمان والوں پر
رَحِيْمًا ﴿٤٣﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا
مہربان ہے ان کی دعائے خیر جس دن وہ اللہ سے ملاقات کریں گے سلام ہے اور اس نے تمہارے لئے

ف۱ یعنی جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اولاد ہونے کا علاقہ نہیں رکھتے تھے آپ ان کے ایسے باپ نہیں ہیں کہ ان کی بیبیاں آپ کے لئے قطعاً حرام ہوجائیں ہاں آپ مسلمانوں کے روحانی باپ بیشک ہیں۔

ف۲ اور جو نبی ایسا ہوگا وہ روحانی باپ ہونے میں سب سے بڑھ کر ہوگا کیونکہ دوسرے انبیاء کی تربیت دائمی نہ ہوگی اور ایسے نبی کی تربیت دائمی ہوگی نیز خاتم الانبیاء کی نبوت تمام عالم کے لئے عام ہوگی تو وہ سب کے لئے روحانی باپ ہوگا اور دوسرے انبیاء خاص خاص قوموں کے لئے نبی ہوتے ہیں تمام عالم کے مربی نہیں ہوتے اور حضور کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے خاتم النبیین پر شبہ نہ کیا جائے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام گو اس وقت بھی نبی ہوں گے مگر ان کی نبوت پہلے سے ہے حضور کے بعد نہیں ملی دوسرے وہ مستقل ہو کر نہ آئیں گے بلکہ آپ ہی کا اتباع کریں گے غرض

خلاصہ رکوع ۵

ع

ایمان دار مرد و عورت کی صفات ذکر فرمائی گئیں اور اللہ کی نافرمانی کرنا اہل ایمان کا شیوہ نہیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا واقعہ اور حضرت زینبؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح کے اسباب ذکر فرمائے گئے۔ بتایا گیا کہ منہ بولے بیٹے سے نکاح کرنا جائز ہے۔ ختم نبوت کا مسئلہ ذکر فرمایا گیا۔

آپ مسلمانوں کے جسمانی باپ تو ہیں نہیں جو اعتراض ہو سکے البتہ روحانی باپ ہونے میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں اور اس سے کوئی اعتراض اس نکاح پر نہیں ہوسکتا۔

كَرِيمًا ﴿۴۴﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ شَٰهِدًا وَمُبَشِّرًا

تیار کر رکھا ہے بزرگ ثواب اے پیغمبر! ہم نے تجھ کو بھیجا ہے گواہی دینے والا اور خوشی سنانے والا ۱

وَنَذِيرًا ﴿۴۵﴾ وَدَاعِيًا إِلَى ٱللَّهِ بِإِذْنِهِۦ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ﴿۴۶﴾

اور ڈرانے والا اور بلانے والا اللہ کی جانب اس کے حکم سے اور چمکتا ہوا چراغ (بنا کر)

وَبَشِّرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُم مِّنَ ٱللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ﴿۴۷﴾

اور خوشی سنا دے مسلمانوں کو کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے

وَلَا تُطِعِ ٱلْكَٰفِرِينَ وَٱلْمُنَٰفِقِينَ وَدَعْ أَذَىٰهُمْ

اور تو نہ کھا مال کافروں اور منافقوں کا اور چھوڑ دے

وَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ وَكِيلًا ﴿۴۸﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ

ان کا ستانا اور بھروسہ کر اللہ پر اور اللہ کافی ہے کار ساز۔

ءَامَنُوٓا۟ إِذَا نَكَحْتُمُ ٱلْمُؤْمِنَٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن

ایمان والو! جب تم نکاح کرو مسلمان عورتوں سے پھر ان کو طلاق دے دو

قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ

اس سے پہلے کہ ان کو ہاتھ لگاؤ تو تمہارا ان پر عدت کا کچھ حق نہیں کہ عدت کی

تَعْتَدُّونَهَا ۖ فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿۴۹﴾

گنتی پوری کراؤ سو ان کو کچھ دے دو اور ان کو رخصت کر دو خوش اسلوبی سے

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِنَّآ أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَٰجَكَ ٱلَّٰتِىٓ ءَاتَيْتَ أُجُورَهُنَّ

ہم نے حلال کی ہیں تیرے لئے تیری بیبیاں جن کے تو مہر دے چکا اور (لونڈیاں)

۱ خوشخبریاں سناؤ، آسانی کرو: ابن ابی حاتم میں ہے کہ آپ ﷺ حضرت علیؓ اور حضرت معاذؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیج رہے تھے جو یہ آیت اُتری۔ تو آپ نے اُن سے فرمایا جاؤ خوشخبریاں سُنانا نفرت نہ دلانا، آسانی کرنا سختی نہ کرنا، دیکھو مجھ پر یہ آیت اُتری ہے الخ طبرانی میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا، مجھ پر یہ اترا ہے کہ اے نبی! ہم نے تجھے تیری اُمت پر گواہ بنا کر جنت کی خوشخبری دینے والا بنا کر اور جہنم سے ڈرانے والا بنا کر اور اللہ کے حکم سے اس کی توحید کی شہادت کی طرف لوگوں کو بُلانے والا بنا کر اور روشن چراغ قرآن کے ساتھ بنا کر بھیجا ہے پس آپ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر کہ اس کے ساتھ اور کوئی معبود نہیں، گواہ ہیں، اور قیامت کے دن آپ لوگوں کے اعمال پر گواہ ہوں گے۔ جیسے ارشاد ہے وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰٓؤُلَآءِ شَهِيدًا یعنی ہم تجھے ان پر گواہ بنا کر لائیں گے۔ اور آیت میں ہے کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور تم پر یہ رسول گواہ ہیں۔ آپ مومنوں کو بہترین اجر کی بشارت سنانے والے اور کافروں کو بدترین عذاب کا ڈر سنانے والے ہیں اور چونکہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے اس کی بجا آوری کے ماتحت آپ مخلوق کو خالق کی عبادت کی طرف بلانے والے ہیں۔ آپ کی سچائی اس طرح ظاہر ہے جیسے سورج کی روشنی۔ ہاں کوئی ضدی اڑ جائے تو اور بات ہے۔ اے نبی کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانو نہ ان کی طرف کان لگاؤ اور ان سے درگزر کرو یہ جو ایذائیں پہنچاتے ہیں انہیں خیال میں بھی نہ لاؤ اور خدا پر پورا بھروسہ کرو۔ وہ کافی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ

جو تیرے ہاتھ کا مال ہو ف۱ جو اللہ لوٹائے تجھ پر اور تیرے چچا کی بیٹیاں

وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ

اور تیری پھوپھی کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور تیری خالاؤں کی بیٹیاں

الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ

جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی اور کوئی مسلمان عورت اگر دیدے

نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً

(بلامہر) اپنے آپ کو نبی کو اگر نبی چاہے کہ اس کو نکاح میں لے آئے یہ خاص تیرے ہی لئے ہے

لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ

نہ عام مسلمانوں کے لئے ہم کو معلوم ہے جو ہم نے ان پر فرض کر دیا ہے

فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ

ان کی بیبیوں اور ان کے ہاتھ کے مال (یعنی باندیوں) کے حق میں تاکہ نہ رہے تجھ پر

حَرَجٌ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ تُرْجِيْ مَنْ تَشَاۗءُ

کچھ تنگی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ف۲ تو موقوف رکھے جسے چاہے

مِنْهُنَّ وَتُـــْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ

ان میں سے اور جگہ دے اپنی طرف جس کو چاہے۔ اور جس کو تیرا جی چاہے

مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ

ان عورتوں میں سے جن سے تو الگ تھا تو تجھ پر گناہ نہیں! اس میں لگتا ہے کہ ان کی

ف۱ غنیمت کی تقسیم سے پہلے آپ کو ایک چیز کے لینے کا اختیار تھا اور وہ صفی کہلاتی تھی چنانچہ غزوۂ خیبر میں حضرت صفیہؓ کو آپ نے اسی طرح لیا تھا اور یہ حق دوسروں کے لئے نہیں دوسرے یہ کہ اہل حرب کی طرف سے جو ہدیہ خاص آپ کے لئے آتا تھا وہ آپ ہی کا ہوتا تھا جیسے مقوقس نے ماریہ قبطیہ کو دیا تھا اور آپ کے بعد اگر کسی امام یا خلیفہ کو اہل حرب ہدیہ دیں تو وہ عام مسلمانوں کا حق ہوتا ہے اسی طرح جو باندی وفات تک آپ کے پاس ہو جیسے ماریہ قبطیہ وہ دوسروں کے لئے حرام ہے (جیسا کہ روح المعانی میں نقل کیا ہے) اور ممکن ہے کہ کوئی اور خصوصیت ہو جو اس زمانہ کے لوگوں کو معلوم ہو کہ انہی کے جاننے کی ضرورت بھی تھی۔

ف۲ آنحضرت ﷺ نے انسانیت کی قدردانی کا اعلیٰ ترین نمونہ قائم فرمادیا:

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ کوئی ایسی عورت حضور ﷺ کے پاس نہ تھی جس نے اپنا نفس آپ کو ہبہ کر دیا ہو۔ حضرت یونس بن بکیرؒ فرماتے ہیں گو آپ کے لئے یہ مباح تھا کہ جو عورت اپنے تئیں آپ کو سونپ دے آپ اُسے اپنے گھر میں رکھ لیں، لیکن آپ نے ایسا کیا نہیں کیونکہ یہ امر آپ کی مرضی پر رکھا گیا تھا۔ یہ بات کسی اور کے لئے جائز نہیں۔ ہاں مہر ادا کر دے تو بے شک جائز ہے۔ چنانچہ حضرت بروع بنت واشقؓ کے بارے میں جنہوں نے اپنا نفس سونپ دیا تھا، جب اس کے شوہر انتقال کر گئے تو رسول اللہ ﷺ نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ ان کے خاندان کی اور عورتوں کے مثل انہیں مہر دیا جائے جس طرح موت مہر کو مقرر کر دیتی ہے اسی طرح صرف دخول سے بھی مہر واجب ہو جاتا ہے۔ ہاں حضور ﷺ اس حکم سے مستثنیٰ تھے، ایسی عورتوں کو کچھ دینا آپ پر واجب نہ تھا۔ گو اسے شرف بھی حاصل ہو چکا ہو اس لئے کہ آپ کے بغیر مہر کے اور بغیر ولی کے اور بغیر گواہوں کے نکاح کر لینے کا اختیار تھا جیسے کہ حضرت زینب بنت جحشؓ کے قصے میں ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ

آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور رنجیدہ نہ ہوں اور راضی رہیں اس پر جو تو نے دیا

كُلُّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَكَانَ

سب کی سب اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے! اور

اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿٥١﴾ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ

اللہ جاننے والا بردبار ہے ۱۰ تجھ کو حلال نہیں عورتیں اس کے

بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ

بعد اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کو بدل کر اور بیبیاں کرے اگرچہ

اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۭ وَكَانَ

تجھ کو اچھا لگے ان کا حسن مگر اپنے ہاتھ کا مال (یعنی باندیاں جائز ہیں) اور

اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿٥٢﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے اے ایمان والو نہ جایا کرو نبی

لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ

کے گھروں میں مگر یہ کہ تم کو اجازت دی جائے کھانے کے لئے

اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ

نہ انتظار کرنے والے اس کے پکنے کا و لیکن جب تم بلائے جاؤ تب

فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ

جاؤ پھر جب کھا چکو تو آپ آپ کو چل دو اور (نہ بیٹھے رہو)

---

۱۰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دینے کی حکمت:

حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ کسی مرد کے کئی عورتیں ہوں تو اُس پر باری سے سب کے پاس برابر رہنا واجب ہے، حضرت پر یہ واجب نہ تھا۔ اس واسطے کہ عورتیں اپنا حق نہ سمجھیں، تو جو دیں راضی ہو کر قبول کریں (ورنہ روز یہ ہی کشمکش اور جھنجھٹ رہا کرتی، مُہماتِ دین میں خلل پڑتا، اور ازواج کی نظر بھی دنیا سے بالکل یکسو ہو کر مقصدِ اصلی کی طرف نہ رہتی۔ اسی غم و فکر میں مُبتلا رہا کرتیں) پر حضرت نے اپنی طرف سے فرق نہیں کیا سب کی باری برابر رکھی۔ ایک حضرت سودہؓ نے (جب عمر زیادہ ہو گئی اپنی باری حضرت عائشہؓ کو بخش دی تھی۔" (تفسیر عثمانی)

ع ٦ / ٢

خلاصہ رکوع ٦

٣ ذکر اور ہمہ وقتی عبادت کی برکات ذکر فرمائی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کیلئے گواہ ہونا اور دیگر صفات ذکر فرمائی گئی۔ کفار و منافقین کے بارہ میں ہدایات اور طلاق کا ایک مسئلہ ذکر فرمایا گیا۔ ازواج مطہرات کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات اوران کے بارہ میں اختیار کو ذکر فرمایا گیا۔

لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ

باتوں میں جی لگائے بیشک یہ بات نبی کو ایذا پہنچاتی ہے پس وہ تم سے شرماتا ہے

مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ

اور اللہ نہیں شرماتا حق کے کہنے میں۔ ف۱ اور جب پیغمبر کی

مَتَاعًا فَسْـَٔــلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاۗءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ

بیبیوں سے کچھ چیز مانگنی چاہو تو مانگ لو پردے کے پیچھے سے! یہ زیادہ پاک کرنے والا ہے

لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ

تمہارے دلوں کو اور ان کے دلوں کو اور تم کو سزاوار نہیں کہ ایذا دو اللہ کے رسول کو

اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ

اور نہ یہ کہ نکاح کرو اس کی بیبیوں سے اس کے بعد میں کبھی بیشک

كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝٥٣ اِنْ تُبْدُوْا شَـيْـــًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ

یہ اللہ کے نزدیک بڑا (گناہ) ہے ف۲ اگر تم ظاہر کرو کسی چیز کو یا اس کو چھپاؤ

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝٥٤ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ

تو اللہ تو ہر چیز سے واقف ہے ان عورتو ں پر کچھ گناہ نہیں

فِيْٓ اٰبَاۗىِٕهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗىِٕهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗءِ

اپنے باپوں (کے سامنے ہونے) میں اور نہ اپنے بیٹوں کے اور نہ اپنے بھائیوں کے

اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَاۗىِٕهِنَّ وَلَا

اور نہ اپنے بھتیجوں کے اور نہ اپنے بھانجوں کے اور نہ اپنی (ہم جنس) عورتوں کے اور نہ

ف۱ اللہ تعالیٰ بندوں کو حق بتلاتا ہے:

یعنی تم کو ادب سکھانا حق ہے اور حق بات سے اللہ نہیں جھجکتا اس لئے تم کو ادب سکھانا ترک نہیں کرتا۔ بیضاوی نے یہ مطلب لکھا ہے کہ نبی کے گھر سے تمہارا نکالنا حق ہے اور حق بات کو اللہ ترک نہیں کرتا اس لئے تم کو نکلنے کا حکم دے رہا ہے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ شانِ نزول:

ابن ابی حاتم نے ابن زید کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ کسی شخص نے کہا ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو (آپ کے بعد) فلاں (بی بی) سے میں نکاح کر لوں گا اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔

وما كان لكم ان تؤذوا رسول الله ولا ان تنكحوا ازواجه من بعده ابداً ان ذلكم كان عند الله عظيماً

اور تمہارے لئے اللہ کے رسول کو دکھ پہنچانا جائز نہیں اور نہ ان کی بیبیوں سے کبھی نکاح کرنا تمہارے لئے جائز ہے (نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نہ طلاق دینے کے بعد) تمہارا یہ فعل اللہ کے نزدیک بڑا جرم ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس کی روایت سے بیان کیا ہے کہ اس آیت کا نزول اس شخص کے متعلق ہوا جس نے کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں آپ کی کسی بیوی سے نکاح کرلوں گا۔ سفیان نے کہا ایسی بات حضرت عائشہؓ کے متعلق کہی گئی تھی۔ سدی کا بیان ہے ہم کو اطلاع ملی ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ نے کہا تھا کیا محمد ہمارے چچا کی بیٹیوں سے تو ہمارا پردہ کرا رہے ہیں اور ہمارے بعد ہماری بیویوں سے خود نکاح کر لیتے ہیں اگر کوئی ایسی ویسی بات ہوگئی تو ہم ان کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح کریں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى

اپنے ہاتھوں کے مال کے اور تم ڈرتی رہو اللہ سے۔ بیشک اللہ

كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿٥٥﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ

ہر چیز کا شاہد ہے بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے رہتے ہیں

عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا

نبی پر اے ایمان والو! تم بھی درود بھیجو اس پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر ف۱

تَسْلِيْمًا ﴿٥٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ

جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر لعنت کی

اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا

اللہ نے دنیا اور آخرت میں او ر ان کے لئے تیار کیا ہے ذلت کا

مُّهِيْنًا ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

عذاب اور جو لوگ ایذا دیتے ہیں مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں کو (تہمت لگا کر)

بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٥٨﴾ ع

بغیر اس کے کہ انہوں نے قصور کیا ہو۔ تو انھوں نے بوجھ اٹھایا بہتان

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ

اور صریح گناہ کا۔ ف۲ اے پیغمبر کہہ دے اپنی بیبیوں اور بیٹیوں

الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ

اور مسلمانوں کی بیبیوں سے کہ نیچے لٹکالیں اپنے اوپر اپنی چادریں یہ اس کے

ف۱ مسئلہ: اگر ایک مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک بار بار آئے تو صرف ایک مرتبہ درود پڑھنے سے واجب ادا ہو جاتا ہے۔ لیکن مستحب یہ ہے کہ جتنی بار ذکر مبارک خود کرے یا کسی سے سنے ہر مرتبہ درود شریف پڑھے۔ حضرات محدثین سے زیادہ کون آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرسکتا ہے کہ ان کے وقت کا مشغلہ ہی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جس میں ہر وقت بار بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آتا ہے۔ تمام ائمہ حدیث کا دستور یہی رہا ہے کہ ہر مرتبہ درود وسلام پڑھتے اور لکھتے ہیں تمام کتب حدیث اس پر شاہد ہیں۔ انہوں نے اس کی بھی پروا نہیں کی کہ اس تکرار صلوٰۃ وسلام سے کتاب کی ضخامت کافی بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ اکثر تو چھوٹی چھوٹی حدیثیں آتی ہیں جن میں ایک دو سطر کے بعد نام مبارک آتا ہے اور بعض جگہ تو ایک سطر میں ایک سے زیادہ مرتبہ اسم مبارک مذکور ہے۔ حضرات محدثین کہیں صلوٰۃ وسلام ترک نہیں کرتے۔

ف۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی طرح کی ایذا پہنچانا کفر ہے

مسئلہ: جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی طرح کی ایذا پہنچائے آپ کی ذات یا صفات میں کوئی عیب نکالے خواہ صراحۃً ہو یا کنایۃً وہ کافر ہوگیا اور اس آیت کی رو سے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت دنیا میں بھی ہوگی اور آخرت میں بھی۔ "کذا قال القاضی ثناء اللہ فی التفسیر المظہری" مسئلہ: عام مومنین کو ایذا پہنچانے کے حرام اور بہتان عظیم ہونے کو بیان کیا ہے۔ جب کہ وہ شرعاً اس کے مستحق نہ ہوں تمام مومنین میں یہ قید اس لئے لگائی کہ ان میں دونوں صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کسی نے کوئی ایسا کام کیا ہے جس کے بدلے میں اس کو ایذا دینا شرعاً جائز ہے۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ۷

مجلس کے آداب، دعوت کے آداب اور معاشرت کے احکام ذکر فرمائے گئے۔ محرم مردوں سے پردہ نہ ہونے کو ذکر فرمایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کا حکم فرمایا گیا۔ ایذائے رسول کی سزا اور بہتان تراش منافقین کا پردہ چاک کیا گیا۔

ع ۷ / ۴

اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا

زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچان پڑیں تو ایذا نہ دیجاویں اور اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِىْ

مہربان ہے ف۲ اگر نہ باز آئے منافقین اور وہ لوگ کہ جن کے

قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِى الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ

دلوں میں مرض ہے اور خبر بد پھیلانے والے مدینہ میں تو تجھ کو ان کے پیچھے

بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَاۤ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾

لگا دیں گے پھر تیرے پڑوسی نہ رہیں گے مدینہ میں مگر تھوڑے دنوں لعنت مارے!

مَّلْعُوْنِيْنَ ۚۛ اَيْنَمَا ثُقِفُوْۤا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾

جہاں پائے جائیں پکڑے جائیں اور خوب قتل کئے جائیں۔ دستور پڑا ہوا ہے

سُنَّةَ اللّٰهِ فِى الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ

اللہ کا ان لوگوں میں جو پہلے ہو گزرے ہیں! اور تو نہ پائے گا

لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾ يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ

اللہ کے دستور میں تغیر و تبدل تجھ سے لوگ پوچھتے ہیں قیامت کی بابت!

قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ

کہہ دے کہ بس اس کی خبر تو اللہ ہی کے پاس ہے اور تو کیا جانے

السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ

شاید قیامت قریب ہی ہو بیشک اللہ نے پھٹکار دیا ہے کافروں کو

ف۱ آزاد عورتوں کا امتیاز:
حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی پہچانی پڑیں کہ لونڈی نہیں بی بی ہے صاحب ناموس، بدذات نہیں نیک بخت ہے، تو بدنیت لوگ اُس سے نہ اُلجھیں۔ گھونگھٹ اُس کا نشان رکھ دیا۔ یہ حکم بہتری کا ہے۔ آگے فرما دیا اللہ ہے بخشنے والا مہربان یعنی باوجود اہتمام کے کچھ تقصیر رہ جائے تو اللہ کی مہربانی سے بخشش کی توقع ہے۔ (تکمیل) یہ تو آزاد عورتوں کے متعلق انتظام تھا کہ انہیں پہچان کر ہر ایک کا حوصلہ چھیڑنے کا نہ ہو۔ اور جھوٹے عذر کرنے کا موقع نہ دے۔ آگے عام چھیڑ چھاڑ کی نسبت دھمکی دی ہے خواہ بی بی سے ہو یا لونڈی سے۔ (تفسیر عثمانی)

ع ۱۲

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا
یعنی جو کچھ پہلے ہو چکا اللہ اس کو معاف کرنے والا ہے اور اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ بندوں کے مصالح کا لحاظ رکھتا ہے یہاں تک کہ جزئی جزئی مسائل میں بھی بندوں کی مصلحتوں کی پاسداری کرتا ہے۔
حضرت انسؓ راوی ہیں کہ ایک نقاب پوش باندی حضرت عمرؓ کی طرف سے گزری آپ نے اس کا پردہ اُٹھایا اور فرمایا کیا کمینی تو آزاد عورتوں جیسی بنتی ہے۔ پھر اس کا نقاب پھینک دیا۔ (تفسیر مظہری)

افواہیں پھیلانا حرام ہے
مسئلہ: مسلمانوں میں ایسی افواہیں پھیلانا حرام ہے جس سے ان کو تشویش اور پریشانی ہو اور نقصان پہنچے۔ (معارف القرآن)

وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ۝٦٤ خٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۚ لَّا

اور ان کے لئے تیار کر رکھی ہے دوزخ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ نہ

يَجِدُونَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيرًا ۝٦٥ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ

پائیں گے کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار جس دن اُلٹ پلٹ کئے جائیں گے ان کے مُنہ

فِى النَّارِ يَقُولُونَ يٰلَيْتَنَآ أَطَعْنَا اللّٰهَ وَأَطَعْنَا

آگ میں کہیں گے کہ اے کاش ہم کہا مانتے اللہ کا اور کہا مانتے

الرَّسُولَا ۝٦٦ وَقَالُوا رَبَّنَآ إِنَّآ أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا

رسول کا اور کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے کہا مانا اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کا پس

فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ۝٦٧ رَبَّنَآ ءَاتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ

انھوں نے ہم کو گمراہ کر دیا راستہ سے۔ اے ہمارے پروردگار ان کو

الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ۝٦٨ ع يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا

دوگنا عذاب دے اور ان پر لعنت فرما بڑی لعنت اے ایمان والو

لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ ءَاذَوْا مُوسٰى فَبَرَّأَهُ اللّٰهُ مِمَّا

نہ بنو ان جیسے جنھوں نے ایذا دی موسیٰ کو پھر اس کی برأت کی اللہ نے

قَالُوا ۚ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيهًا ۝٦٩ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ

اس (عیب) سے جو انھوں نے کہا تھا ول اور وہ اللہ کے نزدیک باآبرو تھا

ءَامَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝٧٠ يُصْلِحْ

مسلمانو ڈرو اللہ سے اور کہو سیدھی بات کہ اصلاح کر دے گا

ول بخاری وغیرہ میں اس طرح مذکور ہے کہ بنی اسرائیل غلبہ جہالت سے کھلم کھلا ننگے نہایا کرتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام حکم شرعی کے موافق بدن چھپا کر کسی آڑ میں غسل فرماتے۔ بنی اسرائیل نے چرچا کیا کہ انکے بدن میں کوئی عیب اور مرض ضرور ہے اس لئے یہ سب کے سامنے بدن نہیں کھولتے یہ بات ایذارسانی کی تھی اللہ تعالیٰ کو اس عیب سے آپکی برأت ظاہر کرنا تھی آپ نے ایک بار تنہائی میں کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیئے اور غسل کرنے لگے خدا کے حکم سے وہ پتھر کپڑوں سمیت وہاں سے چلا آپ کپڑے اٹھانے کیلئے اسکے پیچھے ہولئے (آپکا گمان تھا کہ یہاں خالی میدان میں کوئی آدمی نہ ہوگا) اتفاق سے بنی اسرائیل کا ایک مجمع موجود تھا وہ پتھر وہاں جاکر ٹھہرا اور سب نے سر سے پاؤں تک دیکھ لیا کہ کسی قسم کا کوئی عیب آپکے بدن میں نہیں پھر آپ نے کپڑے پہن لئے اس قصہ میں موسیٰ علیہ السلام پر تو اس لئے اعتراض نہیں ہوسکتا کہ آپکے اختیار کو اس میں کوئی دخل نہ تھا اور اللہ تعالیٰ پر اس لئے اعتراض

خلاصہ رکوع ۸

پردہ کا حکم اور اس کے ثمرات ذکر فرمائے گئے۔

ع ۸ ۱۰ ۵

قیام قیامت کا علم اور کفار کی آخرت میں حسرت کو ذکر کیا گیا۔ اہل ایمان کو بنی اسرائیل کی طرح بننے سے روکا گیا۔ انسان کی عظیم ذمہ داری منافق کافر اور مومن کا انجام ذکر فرمایا گیا۔

نہیں ہوسکتا کہ وہ کسی قانون کے محکوم نہیں اور یہاں تو موسیٰ علیہ السلام کو بری کرنیکی حکمت بھی ظاہر ہے اور خود اس برأت میں یہ حکمت ہے کہ نبی سے کسی کو نفرت نہ ہو جو کہ طبعاً اتباع سے مانع ہو جاتی ہے اس آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو کہلا بھیجا کہ تمہارے قول کی تصدیق اللہ نے نازل فرمادی مترفین خوش حال لوگ، خوش حال لوگوں کا خصوصی تذکرہ انکار رسالت کیلئے کیا کہ عموماً غرور اور دنیوی دولت مندی پر فخر اور لذت اندوزی میں انہماک اور غریبوں کو ذلیل جاننا انکار رسالت کا موجب ہوتا ہے اسی لئے منکروں نے تکذیب کیساتھ استہزاء اور فخر کو بھی ملا دیا۔ (تفسیر مظہری)

يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ

تمہارے لئے تمہارے اعمال کی اور تمہارے لئے بخش دے گا تمہارے گناہ۔ اور جو کہا مانتا ہے اللہ

وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧١﴾ اِنَّا عَرَضْنَا

اور اس کے رسول کا تو بیشک اس نے پالی بڑی مراد

الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ

ہم نے پیش کیا امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انھوں نے اس بات سے

اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ

انکار کیا کہ اس کو اٹھائیں اور اس سے ڈر گئے اور اس کو اٹھا لیا انسان نے!

اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿٧٢﴾ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ

بیشک وہ بڑا بے باک نادان تھا ف۱ تاکہ اللہ عذاب دے منافق مردوں

وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ

اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو اور رجوع فرمائے

اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٣﴾ ع

اللہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں پر! اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

سُوْرَةُ سَبَاٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورہ سبا مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چون آیتیں اور چھ رکوع ہیں!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

ف۱ ذمہ داری کی اہمیت:

امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں خیال کرو آسمان باوجود اس پختگی اور زینت اور نیک فرشتوں کا مسکن ہونے کے خدا کی امانت برداشت نہ کر سکا جب اس لئے یہ معلوم کر لیا کہ بجا آوری اگر نہ ہوئی تو عذاب ہوگا۔ زمین باوجود صلابت اور سختی کے لمبائی اور چوڑائی کے ڈر گئی اور اپنی عاجزی ظاہر کرنے لگی۔ پہاڑ باوجود اپنی بلندی اور طاقت اور سختی کے اس سے کانپ گئے اور اپنی لاچاری ظاہر کرنے لگے۔

امانت کے اٹھ جانے کا اندیشہ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے دو حدیثیں سنی ہیں، ایک کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور دوسری کے ظہور کا انتظار ہے، ایک تو یہ کہ آپ نے فرمایا، امانت لوگوں کی جبلت میں اتاری گئی، پھر قرآن اترا حدیثیں بیان ہوئیں پھر آپ نے امانت کے اُٹھ جانے کی بابت فرمایا۔ انسان سوئے گا جو اس کے دل سے امانت اُٹھ جائے گی اور ایسا نشان رہ جائے گا جیسے کسی کے پیر پر کوئی انگارہ لُڑھک کر آ گیا ہو اور پھپولا پڑ گیا ہو
٩ ع ٥ ٦
کہ اُبھرا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اندر کچھ بھی نہیں۔ پھر آپ نے ایک کنکر لے کر اسے اپنے پیر پر لُڑھکا کر دکھا دیا کہ اس طرح لوگ لین دین خرید و فروخت کیا کریں گے۔ لیکن تقریباً ایک بھی ایماندار نہ ہوگا یہاں تک کہ مشہور ہو جائے گا کہ فلاں قبیلے میں کوئی امانت دار ہے اور یہاں تک کہ کہا جائے گا یہ شخص کیسا عقلمند کس قدر زیرک دانا اور فراست والا ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔

٥

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی
سب تعریف اس اللہ کو (زیبا) ہے کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے
الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِیْمُ
اور جو کچھ زمین میں ہے اور اسی کی تعریف ہے آخرت میں اور وہ حکمت والا
الْخَبِیْرُ ① یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ
باخبر ہے جانتا ہے ول جو داخل ہوتا ہے زمین میں اور جو اس سے نکلتا ہے
مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا ؕ
اور جو اترتا ہے آسمان سے اور جو اس میں چڑھتا ہے
وَهُوَ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ ② وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
اور وہی مہربان بخشنے والا ہے اور کہنے لگے کافر کہ
لَا تَاْتِیْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰی وَرَبِّیْ لَتَاْتِیَنَّكُمْ ۙ
ہم کو قیامت پیش نہ آئے گی۔ کہہ دے ہاں ہاں قسم ہے اپنے پروردگار کی وہ ضرور تم پر آئے گی وہ
عٰلِمِ الْغَیْبِ ۚ لَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ
پروردگار جو عالم الغیب ہے اس سے پوشیدہ نہیں ہو سکتا ذرہ برابر آسمانوں میں
وَلَا فِی الْاَرْضِ وَلَاۤ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْبَرُ
اور نہ زمین میں اور نہ اس سے چھوٹا اور نہ اس سے بڑا
اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ③ لِّیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
مگر کہ سب کتاب ظاہر (یعنی لوح محفوظ) میں موجود ہے و۲ تا کہ اللہ ان کو جزا دے جو ایمان لائے

ول گذشتہ سورۃ سے
گذشتہ سورت کے آخیر میں امانت کا ذکر تھا اب اس سورت میں یہ بتلایا کہ نفسانی شہوتیں اور دنیاوی لذتیں ہی امانت میں خیانت کا سبب بنتی ہیں جیسا کہ قوم سبا جن کو اللہ تعالیٰ نے قسم قسم کی نعمتوں سے نوازا مگر وہ دنیاوی عیش وعشرت میں ایسے مست ہوئے کہ اللہ کی امانت میں خیانت کر بیٹھے جس کا انجام تباہی اور بربادی ہوا، حق تعالیٰ نے قوم سبا کو جو نعمتیں دی تھیں وہ جنت کا نمونہ تھیں۔ کفرانِ نعمت کی وجہ سے وہ جنت مبدل بہ جہنم ہوگئی اور رحمت و راحت مبدل بہ لعنت و زحمت ہوگئی، اور عزت مبدل بہ ذلت ہوگئی۔ (معارف کاندھلوی)

و۲ قیامت کے متعلق کفار کے کئی شبہے تھے ایک یہ کہ اگر وہ آنے والی ہے تو اس کا وقت بتلایا جائے دوسرے یہ کہ ہمارے بدن کے اجزاء کا تو کہیں نشان بھی نہ رہے گا پھر وہ جمع کیسے ہوں گے پس ان آیتوں میں خدا کے لئے علم غیب ثابت کرنے سے پہلے شبہ کا جواب ہوگیا کہ قیامت کے وقت کا علم بعض حکمتوں کی وجہ سے خداتعالیٰ ہی کے ساتھ مخصوص ہے پس نبی کے نہ جاننے سے یہ لازم نہیں آتا کہ قیامت واقع ہی نہ ہو اور خدا کے علم کا محیط ہونا ثابت کر کے دوسرے شبہ کا جواب دے دیا کہ وہ اجزاء چاہے زمین میں مل جائیں یا ہوا میں منتشر ہو جائیں کسی طرح ہمارے علم سے باہر نہ ہوں گے ہم جب چاہیں گے جمع کرلیں گے تیسرا شبہ یہ تھا کہ وہ قیامت کو محال سمجھتے تھے اس کا جواب آگے آئے گا۔

الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ④

اور نیک اعمال کئے وہی ہیں جن کے لئے مغفرت اور عزت کی روزی ہے اور جنھوں نے کوشش کی

وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

ہماری آیتوں (کے توڑ) میں ہرانے کو یہی ہیں جن کے لئے بلا کا دکھ دینے والا عذاب ہے۔

مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ⑤ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ

اور دیکھتے ہیں جن کو علم دیا گیا ہے کہ جو تیری طرف

اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى

نازل ہوا ہے تیرے ربّ کی طرف سے وہی حق ہے اور ہدایت کرتا ہے

صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ⑥ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ

زبردست سزاوارِ حمد کے راستہ کی جانب ف۱ ۔ اور کافر (ایک دوسرے سے) کہنے لگے۔ کہ (کہوتو) ہم

نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ

تم کو بتائیں ایک ایسا شخص جو تم کو خبر دیتا ہے کہ جب تم پھٹ کر بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے

اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ⑦ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ

تو ضرور تم کو ازسر نو پیدا ہونا ہے کیا اس نے بہتان باندھا ہے اللہ پر جھوٹا یا

بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي

اس کو جنون ہے؟ ف۲ کوئی نہیں بلکہ جو لوگ نہیں ایمان لاتے آخرت پر

الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ⑧ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ

وہ آفت اور پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں کیا انھوں نے اس کی طرف نظر نہیں کی

ف۱ ایمان والوں کو عین الیقین حاصل ہوگا:

یعنی اس واسطے قیامت آتی ہے کہ جن کو یقین تھا انہیں عین الیقین حاصل ہو جائے اور آنکھوں سے دیکھ لیں کہ قرآن کی خبریں مُو بہ مُو صحیح و درست ہیں۔ اور بے شک قرآن ہی وہ کتاب ہے جو اُس زبردست خوبیوں والے خدا تک پہنچنے کا ٹھیک راستہ بتاتی ہے بعض مفسرین نے "ویری الذین الخ" کا مطلب یہ لیا ہے کہ والذین سعو فی آیتنا معجزین" کے برخلاف جو اہل علم ہیں (خواہ مسلمان یا اہل کتاب) وہ جانتے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ قیامت وغیرہ کے متعلق قرآن کریم کا بیان بالکل صحیح ہے اور وہ آدمی کو وصول الی اللہ کے ٹھیک راستہ پر لے جاتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ کافروں نے عقیدۂ آخرت کا استہزاء کیا:

کفار قریش نبی کریم ﷺ کی شان میں یہ گستاخی کرتے تھے یعنی آؤ تمہیں ایک شخص دکھلائیں جو کہتا ہے کہ تم گل سڑ کر ریزہ ریزہ ہو کر جب خاک میں مل جاؤ گے پھر تم کو ازسر نو بھلا چنگا بنا کر کھڑا کر دیا جائے گا۔ بھلا ایسی مہمل بات کون قبول کرسکتا ہے۔ دو حال سے خالی نہیں، یا تو یہ شخص جان بوجھ کر اللہ پر جھوٹ لگاتا ہے کہ اُس نے ایسی خبر دی۔ نہیں تو سودائی ہے۔ دماغ ٹھکانے نہیں دیوانوں کی سی بے تکی باتیں کرتا ہے۔ (العیاذ باللہ) (تفسیر عثمانی)

أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ

جو ان کے آگے اور ان کے پیچھے ہے آسمان و زمین!

إِن نَّشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ

اگر ہم چاہیں تو ان لوگوں کو دھنسا دیں زمین میں یا ان پر ڈال

كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّكُلِّ

دیں ٹکڑے آسمان سے بیشک اس میں نشانی ہے ہر ایک بندے کے لئے

عَبْدٍ مُّنِيبٍ ﴿٩﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا ۖ

جو رجوع کرتا ہے۔ اور ہم نے عطا فرمائی داؤد کو اپنی طرف سے بزرگی (ہم نے فرمادیا) کہ اے

يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ﴿١٠﴾

پہاڑو رجوع سے تسبیح کرو داؤد کیساتھ اور پرندوں کو (بھی اس کا تابع بنایا) ف۱ اور ہم نے نرم کر دیا ف۲

أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ ۖ وَاعْمَلُوا

اس کے لئے لوہے کو کہ بنا کشادہ زرہیں اور اندازہ کا لحاظ رکھ کڑیوں کے جوڑنے میں ف۳ اور (اے داؤد کے گھر

صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١١﴾ وَلِسُلَيْمَانَ

والو) نیک عمل کرو میں جو کچھ تم کرتے ہو دیکھ رہا ہوں اور سلیمان کے لئے ہوا کو (ہم نے تابع بنادیا تھا) اس

الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۖ وَأَسَلْنَا

کی صبح کی منزل ایک مہینہ کی راہ اور شام کی منزل بھی ایک مہینہ کی راہ ہوتی تھی اور ہم نے اس کے لئے بہادیا

لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ ۖ وَمِنَ الْجِنِّ مَن يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ

تھا پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ اور ہم نے اس کے تابع جن (بنادیئے) جو کام کرتے تھے اس کے سامنے

ف۱ حضرت داؤد علیہ السلام خود بھی بہت خوش آواز تھے، اور اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں اور پرندوں کو بھی ان کیلئے مسخر کر دیا تھا کہ جب وہ ذکر اور تسبیح میں مشغول ہوں تو پہاڑ اور پرندے بھی انکے ساتھ تسبیح اور ذکر کرنے لگتے تھے، اور ماحول میں ایک پر کیف سماں بندھ جاتا تھا۔ پہاڑوں اور پرندوں کو ذکر و تسبیح کی صلاحیت عطا ہونا حضرت داؤد علیہ السلام کا خاص معجزہ تھا۔ (توضیح القرآن)

ف۲ خلیفہ وقت کی اجرت

خلیفہ وقت یا سلطان کو جو اپنا پورا وقت امور سلطنت کی انجام دہی میں صرف کرتا ہے۔ شرعاً جائز ہے کہ اپنا متوسط گزارہ بیت المال سے لے لے لیکن کوئی دوسری صورت گزارہ کی ہو سکے تو وہ زیادہ پسند ہے۔ (معارف القرآن)

ع ٩/١ ٧

خلاصہ رکوع ١

اللہ تعالیٰ کی تعریف اور قیامت کی ضرورت کو بیان کیا گیا۔ نظام کائنات اور اس کی نشانیاں ذکر فرمائی گئیں۔

ف۳ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ایک اور معجزے کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو لوہے کی وہ زرہیں بنانے کی خصوصی مہارت عطا فرمائی تھی جو اس زمانے میں جنگ کے موقع پر دشمن کے وار سے بچاؤ کے لئے پہنی جاتی تھیں۔ اس صنعت کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ خصوصیت عطا فرمادی تھی کہ لوہا ان کے ہاتھ میں پہنچ کر نرم ہو جاتا تھا، اور وہ اسے جس طرح چاہے موڑ لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس بات کا بھی خاص ذکر فرمایا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو ہدایت دی گئی کہ وہ زرہ کی کڑیوں میں توازن قائم رکھیں۔ اس میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر کام اور ہر صنعت میں سلیقے اور توازن کا خیال رکھنا پسند ہے۔ (توضیح القرآن)

بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ

اس کے پروردگار کے حکم سے اور جو پھرے ان میں ہمارے حکم سے ہم اس کو چکھائیں گے

مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۱۲﴾ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ

دوزخ کا عذاب۔ وہ جنات بناتے تھے سلیمان کے لئے جو وہ چاہتا تھا

مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ

قلعے اور صورتیں ول اور لگن تالاب جیسے اور دیگیں جو ایک جگہ جمی رہیں (اور ہم نے حکم دیا)

اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾

عمل کرو اے داؤد کے گھر والو شکر گزار بن کر اور تھوڑے ہیں میرے بندوں میں شکر گزار

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ

پھر جب ہم نے حکم جاری کیا سلیمان پر موت کا تو مطلع نہ کیا جنات کو

اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ

اس کے مرنے پر وٖ مگر گھن کے کیڑے نے کہ کھاتا رہا سلیمان کے عصا کو تو جب وہ گر پڑا جان لیا

الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي

جنات نے کہ اگر غیب جانتے ہوتے تو نہ رہتے

الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱۴﴾ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ

ذلت کی تکلیف میں قوم سبا کے لئے ان کے گھروں میں

اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۬ؕ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ

ایک نشانی تھی دو باغ تھے دائیں اور بائیں (ہم نے ان سے کہہ دیا) کہ کھاؤ اپنے پروردگار کا

ول فوٹو کی تصویر بھی تصویر ہی ہے مسئلہ: بعض لوگوں کا یہ کہنا قطعاً غلط ہے کہ فوٹو تصویر سے خارج ہے۔ کیونکہ وہ تو ظل اور عکس ہے۔ جیسے آئینہ اور پانی وغیرہ میں آجاتا ہے تو جس طرح آئینہ میں اپنی صورت دیکھنا جائز ہے ایسے ہی فوٹو ہے فوٹو کی تصویر بھی جائز ہے جواب واضح ہے کہ عکس اور ظل اس وقت تک عکس ہے جب تک وہ کسی ذریعہ سے قائم اور پائیدار نہ بنا لیا جائے۔ جیسے آئینہ پانی میں اپنا عکس۔ جس وقت پانی کے مقابلہ سے آپ ہٹ جائیں گے ختم ہوجائے گا اگر آئینہ کے اوپر کسی مسالہ یا آلہ کے ذریعہ اس صورت کے عکس کو پائیدار بنا دیا جائے تو یہی تصویر ہوجائے گی جس کی حرمت وممانعت احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ (معارف القرآن)

وٖ یعنی ایسے طریقہ پر موت واقع ہوئی کہ جنات کو ان کے مرنے کی خبر نہ ہوئی اور وہ طریقہ یہ تھا کہ سلیمان علیہ السلام موت کے قریب اپنے عصا کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر ٹھوڑی کے نیچے لگا کر کرسی پر بیٹھ گئے اور اسی حالت میں روح قبض ہوگئی اسی طرح سال بھر تک بیٹھے رہے جنات آپ کو بیٹھا دیکھ کر زندہ سمجھتے رہے اور رعب کی وجہ سے کسی کو مجال نہ تھی کہ پاس جا کر خوب گھور کر دیکھ سکے خصوصاً جب کہ کوئی وجہ شبہ کی بھی نہ ہو۔ غرض وہ زندہ سمجھ کر بدستور کام کرتے رہے اور کسی نے ان کی موت کی اطلاع جنوں کو نہ دی۔

رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾

رزق اور اس کا شکر کرو! شہر ہے پاکیزہ اور پروردگار ہے بخشنے والا ف۱

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ

پھر انہوں نے روگردانی کی تو ہم نے اُن پر بھیج دیا بڑے زور کا سیلاب اور ان کو ان دو باغوں کے

بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ

بدلے میں دیئے ایسے دو باغ جن کے پھل بدمزہ تھے اور جھاؤ کے درخت

مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ

اور کچھ تھوڑی سی بیری ف۲ یہ ہم نے ان کو اس کی سزا دی کہ انہوں نے ناشکری کی

وَهَلْ نُجٰزِيْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ

اور ہم اسی کو سزا دیتے ہیں جو ناشکر ہو اور ہم نے کر رکھی تھیں سبا والوں اور ان بستیوں کے درمیان

الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا

جن میں ہم نے برکت رکھی تھی بہتیری بستیاں جو نظر آتی تھیں اور ہم نے

السَّيْرَ ؕ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ﴿۱۸﴾ فَقَالُوْا

ان میں منزلیں ٹھہرا دی تھیں چلنے کی چلو اور پھرو راتوں اور دنوں کو امن و امان سے پھر کہنے لگے

رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ

کہ اے ہمارے پروردگار دوری ڈال دے ہمارے سفروں میں اور انہوں نے آپ کو اپنے اوپر ظلم

اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

کیا ہم نے ان کو کر ڈالا کہانیاں اور ان کو چیر کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا بیشک اس میں بہتیری

ف۱ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ پاکیزہ شہر جہاں پھلوں کی کثرت تھی اور زمین زرخیز تھی شوریلی نہ تھی، سدی اور مقاتل نے کہا کہ اگر کوئی عورت سر پر ٹوکرا رکھے باغ کی قطاروں کی طرف سے گزرتی تھی تو خود بخود درختوں سے ٹوٹ کر اتنے پھل گرتے تھے کہ اس کا ٹوکرا بھر جاتا تھا ہاتھ سے توڑنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی ابن زید نے کہا ان کے شہر میں نہ مچھر تھے نہ مکھیاں اور نہ پسو، نہ بچھو سانپ اگر کسی شخص کے کپڑوں میں جوئیں ہوتیں اور اس شہر کی طرف گزر جاتا ہے تو ہوا کی پاکیزگی کی وجہ سے ساری جوئیں مر جاتی تھیں بلد طیبہ سے یہی مراد ہے یعنی وہاں کی ہوا پاکیزہ تھی۔ رَبٌّ غَفُوْرٌ مقاتل نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اگر خدا کے عطا کردہ رزق کا تم شکر ادا کرو گے تو اللہ تمہارے گناہ معاف فرما دے گا۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ ناشکری اور بے پرواہی کا نتیجہ:

یعنی نصیحتوں کو خاطر میں نہ لائے اور منعم حقیقی کی شکر گذاری سے منہ موڑے رہے تب ہم نے پانی کا عذاب بھیج دیا وہ بند ٹوٹا تمام باغات اور زمینیں غرقاب ہو گئیں اور ان اعلیٰ درجہ کے نفیس میووں اور پھولوں کی جگہ نکمے درخت اور جھاڑ جھنکاڑ رہ گئے جہاں انگور چھوارے اور قسم قسم کی نعمتیں پیدا ہوتی تھیں اب وہاں پیلو، جھاؤ، کیسلے اور بدمزہ پھل والے درختوں کے ساتھ کچھ نہ تھا جن میں بہترین چیز تھوڑی سی جھڑبیریوں کو سمجھ لو یہ واقعہ حضرت مسیح ؑ اور نبی کریم ﷺ کے درمیانی عہد کا ہے محققین آثار قدیمہ کو ابرہۃ الاشرم کے زمانہ کا ایک بہت بڑا کتبہ سد عرم کی بقیہ دیوار پر ملا ہے اس میں بھی اس بند کے ٹوٹنے کا ذکر ہے مگر یہ غالباً اس واقعہ کے بعد ہوا جس کا ذکر قرآن میں ہے واللہ اعلم، حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ "جب اللہ نے چاہا عذاب بھیجے، گھونس پیدا ہوئی اس پانی کے بند میں اس کی جڑ کرید ڈالی ایک بار پانی نے زور کیا بند کو توڑ ڈالا اور وہ پانی عذاب کا تھا جس زمین پر پھر گیا کام سے جاتی رہی کہتے ہیں کہ بند ٹوٹنے کی پیشین گوئی ایک کاہن نے کی تھی اس پر بہت لوگ وطن چھوڑ کر ادھر ادھر چلے گئے جو باقی رہے انہیں ان باغوں کے بدلہ یہ نکمی اور کڑوی کسیلی چیزیں ملیں۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر عثمانی)

لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿١٩﴾ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ

نشانیاں ہیں ہر صبر کرنیوالے شکر گزار کے لئے۔ اور سچ کر دکھایا ان پر شیطان نے

ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَمَا

اپنے گمان کو پس انہوں نے اس کی پیروی کی مگر تھوڑے سے ایماندار (اس کے بہکائے نہ بہکے)

كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ

اور ابلیس کا ان پر کچھ زور نہ تھا (مگر ہم نے ان کو آزمایا تھا) تا کہ ہم معلوم کرلیں اس کو جو ایمان لاتا

بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ؕ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ

ہے آخرت پر الگ اس شخص سے جو آخرت کی طرف سے شک میں ہے ول اور تیرا پروردگار ہر

شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿٢١﴾ ع قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ

چیز پر نگہبان ہے۔ کہہ دے کہ تم پکارو ان کو جنہیں تم گمان کرتے ہو

دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ

اللہ کے سوا و۲ نہ وہ اختیار رکھتے ہیں ذرہ برابر آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا زمین و آسمان

وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا

میں کچھ ساجھا ہے اور نہ اللہ کا ان میں سے کوئی مددگار ہے

لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿٢٢﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ

اور نہیں کام آتی سفارش اللہ کے ہاں مگر اسی کو کہ جس کے واسطے وہ اجازت دیدے۔

اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا

یہاں تک کہ جب گھبراہٹ دور کی جاتی ہے ان کے دلوں سے تو (آپس میں) کہتے ہیں

و۱ یعنی ہم کو امتحان اور آزمائش مقصود ہے کہ مومن اور کافر متعین ہو جاویں کیونکہ بعض کو ثواب اور بعض کو عذاب دینا مقتضائے حکمت ہے اور وہ حکمت صفات الٰہی کا ظاہر ہونا ہے یا اور کچھ ہو جو انسان کو معلوم نہ ہو اور ظاہری طور پر جاننے کا مطلب شروع پارۂ سیقول میں گزر چکا ہے اور ایمان میں آخرت کی تخصیص کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ آخرت کے اعتقاد کو طلب حق اور درستی دین میں زیادہ دخل ہے۔

خلاصہ رکوع ۴

داؤد علیہ السلام کا ذکر اور ان کی تسبیح کی کیفیت کو بیان فرمایا گیا۔ سلیمان علیہ السلام کیلئے ہوا اور جنات کی تسخیر کو ذکر فرمایا گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت اور قوم سبا کا ذکر فرمایا گیا۔ شکر کی تعلیم اور ناشکری کا نتیجہ ذکر فرمایا گیا۔ شیطان کے ذریعے انسانی آزمائش کو ذکر کیا گیا۔

ع ۲ ۱۲ ۸

و۲ کہ جن کو تم سوائے خدا کے اپنے (معبود اور کارساز) سمجھ رہے ہو ان کو پکار دیکھو وہ ذرہ برابر اختیار نہیں رکھتے آسمانوں میں نہ زمین میں اور نہ ان دونوں کے پیدا کرنے اور انتظام قائم رکھنے میں) ان کی مصیبت کے لئے تم ان کو پکار دیکھو اگر (ان کی الوہیت و حکمرانی کے متعلق) تمہارا قول صحیح ہے تو وہ تمہاری مدد کریں گے (یہ قیاس استثنائی شرطیہ ہے) لیکن وہ تو چھوٹی چیونٹی کے برابر آسمان و زمین میں ہونے والی خیر و شر کا اختیار نہیں رکھتے اس لئے تمہاری دعا قبول نہیں کر سکتے اور نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں حاصل یہ کہ تمہارا یہ (مخلوق کے معبود اور شریک ہونے کا) خیال ہی غلط ہے آسمان و زمین کا ذکر عموم عرفی کی وجہ سے کیا یہ وجہ ہے کہ کافروں کے معبود کچھ سماوی تھے جیسے ملائکہ اور ستارے اور کچھ ارضی تھے جیسے بت یا ان دونوں کے ذکر کرنے کی یہ وجہ ہے کہ خیر و شر کے ظاہری اسباب کچھ آسمانی ہوتے ہیں اور کچھ زمینی۔ (تفسیر مظہری)

مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا الْحَقَّ ۖ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٢٣﴾ قُلْ

کہ کیا فرمایا تمہارے پروردگار نے؟ (ملاء الاعلیٰ) کہتے ہیں کہ برحق (فرمایا) اور وہ عالیشان

مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ وَإِنَّا

سب سے بڑا ہے ف۱ کہہ کون تم کو روزی دیتا ہے آسمان اور زمین سے؟ تو خود ہی کہہ دے کہ اللہ! اور ہم

أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلَىٰ هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٢٤﴾ قُلْ

یا تم ضرور ہدایت یا صریح گمراہی میں ہیں ف۲ کہہ دے

لَا تُسْأَلُونَ عَمَّا أَجْرَمْنَا وَلَا نُسْأَلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٥﴾

تم سے اس کی باز پرس نہ ہوگی جو ہم نے گناہ کئے اور ہم سے اس کی باز پرس نہ ہوگی جو تم کرتے ہو۔

قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۖ وَهُوَ

کہہ دے کہ جمع فرمائے گا ہم سب کو ہمارا پروردگار پھر فیصلہ فرمائے گا ہمارے درمیان انصاف

الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ﴿٢٦﴾ قُلْ أَرُونِيَ الَّذِينَ أَلْحَقْتُمْ بِهِ

سے۔ اور وہی فیصلہ فرمانے والا دانا ہے۔ کہہ دے کہ انہیں مجھے دکھاؤ

شُرَكَاءَ ۖ كَلَّا ۚ بَلْ هُوَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٧﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ

تو جن کو تم اللہ کے ساتھ ملاتے ہو شریک ٹھہرا کر (رب کا شریک) ہرگز نہیں۔ بلکہ وہی اللہ

إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ

زبردست حکمت والا ہے اور ہم نے تجھ کو بھیجا ہے تمام لوگوں کے لئے خوشی اور ڈر سنانے والا

النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٨﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ

ولیکن بہتیرے آدمی نہیں جانتے ف۳ اور کہتے ہیں کہ کب ہو گا یہ وعدہ؟

ف۱ مسند احمد میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صحابہؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جو ایک ستارہ جھڑا اور زبردست روشنی ہوگئی آپ نے دریافت فرمایا کہ جاہلیت میں تمہارا خیال ان ستاروں کے جھڑنے کی نسبت کیا تھا؟ انہوں نے کہا ہم اس موقع پر سمجھتے تھے کہ یا تو کوئی بہت بڑا آدمی پیدا ہوا یا مرا۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ دونوں سچے نہیں ہو سکتے:

توحید کا معنی ہے نفی شرک توحید شرک کی نقیض ہے جس طرح ضلال اور ہدایت کے درمیان تناقض ہے کیوں کہ ضلال نفی ہدایت کا نام ہے ایسا نہیں ہو سکتا کہ دونوں باتیں (توحید و شرک اور گمراہی و ہدایت) صحیح ہوں، یا دونوں میں کوئی صحیح نہ ہو، آیت سابقہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ روزی دینے والا صرف اللہ ہے کوئی اور رازق نہیں، اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اہل توحید ہدایت پر ہیں اور مشرک کھلی ہوئی گمراہی میں پڑے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

ف۳ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات:

حضرت جابر راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں (خصوصیت کے ساتھ) عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں (۱) مجھے یہ بات دی گئی کہ ایک ماہ کی مسافت پر میرا رعب (دشمنوں کے دلوں میں) ڈالا گیا۔ (۲) تمام زمین کو میرے لیے مسجد اور حصول طہارت کا ذریعہ بنا دیا گیا، لہٰذا میری امت میں سے جس کسی کے لئے نماز کا وقت آپہنچے وہ (جس پاک جگہ پر) نماز پڑھنا چاہے (وضو کر کے اور پانی کے فقدان کی صورت میں مٹی سے تیمم کر کے) نماز پڑھ لے۔ (۳) میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کیا گیا۔ (۴) مجھے شفاعت (کبریٰ) عطا کی گئی۔ (۵)

اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿٢٩﴾ قُلۡ لَّكُمۡ مِّيۡعَادُ يَوۡمٍ

اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ) کہہ دے تمہارے لئے ایک دن کا

لَّا تَسۡتَاۡخِرُوۡنَ عَنۡهُ سَاعَةً وَّلَا تَسۡتَقۡدِمُوۡنَ ﴿٣٠﴾ ع وَقَالَ

وعدہ ہے کہ نہ تم اس سے ایک ساعت پیچھے رہ سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو۔

الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ بِهٰذَا الۡقُرۡاٰنِ وَلَا بِالَّذِىۡ

اور کافر کہنے لگے کہ ہم ہرگز نہ ایمان لائیں گے اس قرآن پر اور نہ

بَيۡنَ يَدَيۡهِ ؕ وَلَوۡ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوۡنَ مَوۡقُوۡفُوۡنَ

اس کتاب پر جو اس سے آگے ہے۔ اور تو (تعجب کرے) اگر دیکھے جب ظالم کھڑے کئے

عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۖۚ يَرۡجِعُ بَعۡضُهُمۡ اِلٰى بَعۡضِ ۨالۡقَوۡلَ ۚ

جائیں گے اپنے پروردگار کے حضور میں لوٹائے گا ایک دوسرے کی طرف بات کو ف۱

يَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا لِلَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا لَوۡلَاۤ اَنۡتُمۡ

کمزور لوگ کہیں گے سرکش لوگوں سے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم

لَكُنَّا مُؤۡمِنِيۡنَ ﴿٣١﴾ قَالَ الَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا لِلَّذِيۡنَ

ضرور ایماندار ہوتے ف۲ کہیں گے سرکش لوگ ناتوانوں سے

اسۡتُضۡعِفُوۡۤا اَنَحۡنُ صَدَدۡنٰكُمۡ عَنِ الۡهُدٰى بَعۡدَ اِذۡ

کہ کیا ہم نے تم کو روک رکھا تھا ہدایت سے اس کے بعد کہ

جَآءَكُمۡ بَلۡ كُنۡتُمۡ مُّجۡرِمِيۡنَ ﴿٣٢﴾ وَقَالَ الَّذِيۡنَ

وہ تمہارے پاس آئی (ایسا نہ تھا) بلکہ تم ہی گنہگار تھے اور کہیں گے

ہر نبی کو صرف اس کی قوم کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا لیکن مجھے سب لوگوں (کی ہدایت) کیلئے بھیجا گیا ہے۔ (متفق علیہ)

خلاصہ رکوع ۳

ع ۳ ۹

کفار مکہ کو بت پرستی سے روکا گیا اور فرشتوں کی تابعداری کو بیان کیا گیا۔ معبودان باطلہ کی عاجزی اور اللہ کی زمین وآسمان کی قدرت کو ذکر فرمایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت عامہ وتامہ کو ذکر فرمایا گیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے آگ جلا رکھی ہو جب چاروں طرف آگ کی روشنی پھیل گئی ہو تو پتنگے اور یہ کیڑے مکوڑے اس میں گرنے لگے ہوں وہ شخص کتنا ہی ان کو آگ میں گرنے سے روکتا ہو مگر پتنگے اس میں زبردستی گر رہے ہوں میں بھی اسی طرح پیچھے سے تمہاری کمر پکڑ کر آگ میں گھسنے سے روک رہا ہوں مگر تم آگ میں گھسے پڑتے ہو، حدیث متفق علیہ ہے، الفاظ بخاری کے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

ف۱ کہتے ہیں ہم کتابوں کو نہیں مانتے:

یعنی ہم نہ قرآن کو مانیں نہ اگلی کتابوں کو جنہیں تم آسمانی کتابیں بتلاتے ہو، مثلاً تورات و انجیل وغیرہ یہ سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں جہاں دیکھو وہی حساب کتاب اور قیامت کا مضمون، سوان چیزوں کو ہم ہرگز تسلیم کرنیوالے نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ محشر میں پتہ چلے گا:

یعنی جیسے ناکامی کے وقت ہوتا ہے کہ ہر ایک دوسرے کو ناکامیابی کا سبب گردانتا ہے محشر میں بھی کفار ایک دوسرے کو مورد الزام بنائیںگے جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ

کمزور لوگ سرکش لوگوں سے بلکہ (تمہارے) رات دن کے مکر نے (ہم کو روکا)

اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا

جبکہ تم ہم کو اس کا حکم کرتے تھے کہ ہم اللہ کو نہ مانیں اور ٹھہرائیں اس کے شریک۔ اور چھپے چھپے

النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ

پشیمان ہوں گے جب دیکھیں گے عذاب کو اور ہم طوق ڈال دیں گے کافروں کی

اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٣٣﴾

گردنوں میں ان کو اسی کی سزا دی جائے گی جو عمل وہ کرتے تھے ف۱

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ

اور ہم نے نہیں بھیجا کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا مگر کہنے لگے وہاں کے آسودہ لوگ کہ جو تمہارے

اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿٣٤﴾ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا

ہاتھ بھیجا گیا ہم تو اس کو نہیں مانتے۔ اور کہنے لگے کہ ہم زیادہ تر ہیں مال

وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿٣٥﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ

اور اولاد میں اور ہم کو عذاب نہیں دیا جائے گا۔ کہہ دے بیشک میرا پروردگار

الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

فراخ کر دیتا ہے روزی جس کے لئے چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے ولیکن بہتیرے آدمی

يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٦﴾ ع وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ

نہیں جانتے اور تمہارے مال اور اولاد ایسے نہیں کہ تم کو ہمارا مقرب بنا دیں

ف۱ آگ سارا گوشت جلا دے گی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جہنمی جب ہنکا کر جہنم کے پاس پہنچائے جائیں گے تو جہنم کے ایک ہی شعلے کی لپیٹ سے سارے جسم کا گوشت جھلس کر پیروں پر آپڑے گا (ابن ابی حاتم) حسن بن یحیٰ خشنیؒ فرماتے ہیں کہ جہنم کے ہر قید خانے ہر غار ہر زنجیر ہر قید پر جہنمی کا نام لکھا ہوا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

هل يجزون الا ما كانو يعملون

ان کو سزا نہیں دی جائے گی مگر ان ہی اعمال کی جو وہ کرتے تھے۔ ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے بوساطت سفیان عاصم کی روایت سے ابو رزین کا بیان نقل کیا ہے کہ دو آدمی شریک تھے جن میں سے ایک ملک شام کو چلا گیا دوسرا (مکہ میں ہی) رہا جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو مقیم شخص نے مسافر کو یہ خبر لکھ کر بھیجی مسافر نے مقیم کو لکھا کہ اس شخص کا (جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے) کیا بنا مقیم نے جواب میں لکھا قریش میں سے صرف نچلے طبقہ اور غریب لوگ اس کے پیرو ہوئے ہیں، جونہی یہ تحریر مسافر کو ملی وہ اپنی تجارت چھوڑ کر اپنے ساتھی (مقیم شخص) سے آکر ملا اور کہا مجھے اس شخص کا پتہ بتا دو، یہ مسافر شخص بعض (سابقہ آسمانی) کتابیں پڑھا کرتا تھا، غرض رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گیا اور سوال کیا آپ کس بات کی دعوت دیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا فلاں فلاں (اوامر و نواہی) کی یہ سنتے ہی وہ بول اٹھا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تم نے کیسے جانا کہنے لگا، جو نبی بھی مبعوث ہوا (پہلے پہلے) نچلا طبقہ اور غریب لوگ ہی اس کے پیرو ہوئے۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۴

ع ۴ ۱۰

کفار کی ہٹ دھرمی اور سرداروں کی کٹ حجتی کو ذکر فرمایا گیا اور روز محشر ان کی حالت کی منظر کشی کی گئی۔

عِنْدَنَا زُلْفٰۤى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ

قریب کے مرتبہ میں مگر ہاں جو ایمان لایا اور نیک عمل کئے وا تو وہی ہیں

لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِى الْغُرُفٰتِ

جن کے لئے دو چند جزا ہے ان کے اعمال پر اور وہ بالاخانوں میں اطمینان سے (بیٹھے)

اٰمِنُوْنَ ٣٧ وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِىْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ

ہوں گے اور جو لوگ کوشش کرتے ہیں ہماری آیتوں کے (رد) میں ہرانے کو یہی لوگ

فِى الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ٣٨ قُلْ اِنَّ رَبِّىْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

عذاب میں حاضر کئے جائیں گے۔ کہہ دے میرا پروردگار فراخ کرتا ہے روزی

لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ وَمَاۤ اَنْفَقْتُمْ

جس کے لئے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اور جس کو چاہے تنگ کر دیتا ہے اور جو کچھ تم خرچ کرو

مِّنْ شَىْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ٣٩ وَيَوْمَ

کسی جنس سے تو وہ اس کا عوض دیتا ہے اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ و۲ اور جس دن

يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ

وہ جمع فرمائے گا ان سب کو پھر فرمائے گا فرشتوں سے کہ کیا یہی لوگ تمہاری پرستش کیا

كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ٤٠ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ

کرتے تھے؟ فرشتے عرض کریں گے کہ تو پاک ذات ہے تو ہی ہمارا کارساز ہے نہ وہ۔

بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ٤١

بلکہ وہ پرستش کرتے تھے جنات کی۔ ان میں اکثر ان ہی کا اعتقاد رکھتے تھے۔

و۱ مال کے مصارف:

حضرت جابرؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نیک کام صدقہ ہے، اور کوئی آدمی جو اپنے نفس یا اپنے عیال پر خرچ کرتا ہے وہ بھی صدقہ کے حکم میں ہے موجب ثواب ہے اور جو شخص کچھ خرچ کر کے اپنی آبرو بچائے وہ بھی صدقہ ہے اور جو شخص اللہ کے حکم کے مطابق کچھ خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ اس کا بدل اس کو دے گا مگر وہ خرچ جو (فضول زائد از ضرورت) تعمیر میں یا کسی گناہ کے کام میں کیا ہو اس کے بدل کا وعدہ نہیں۔

حضرت جابرؓ کے شاگرد ابن المنکدر نے یہ حدیث سن کر ان سے پوچھا کہ آبرو بچانے کے لئے خرچ کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ جس شخص کے متعلق یہ خیال ہو کہ نہیں دیں گے تو عیب جوئی کرے گا برا کہتا پھرے گا یا بدگوئی کرے گا اس کو اپنی آبرو بچانے کے لیے دینا مراد ہے۔ (رواہ الدار قطنی، قرطبی) (معارف القرآن مفتی اعظم)

و۲ خرچ کرنے سے نعمت بڑھتی ہے:

جس چیز کا خرچ گھٹ جاتا ہے اس کی پیداوار بھی گھٹ جاتی ہے اس آیت کے اشارہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جو اشیائے صرف انسان اور حیوانات کے لئے پیدا فرمائی ہیں جب تک وہ خرچ ہوتی رہتی ہیں ان کا بدل منجانب اللہ پیدا ہوتا رہتا ہے جس چیز کا خرچ زیادہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی پیداوار بڑھا دیتے ہیں جانوروں میں بکرے اور گائے کا سب سے زیادہ خرچ ہے کہ ان کو ذبح کر کے گوشت کھایا جاتا ہے۔ (معارف القرآن)

حضرت بلالؓ سے ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا اے بلال! خرچ کر اور عرش والے کی طرف سے تنگی کا خیال بھی نہ کر۔

فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ

تو آج مالک نہیں تم میں ایک دوسرے کے بھلے کا اور نہ برے کا

وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ

اور ہم کہہ دیں گے ظالموں سے کہ چکھو اس آگ کا عذاب جس کو تم

بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ

جھٹلایا کرتے تھے اور جب ان پر پڑھی جاتی ہیں ہماری صاف صاف آیتیں تو

قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا

کہتے ہیں کہ بس یہ پیغمبر تو ایک مرد ہے جو چاہتا ہے کہ تم کو اس سے روک دے جس کی پرستش کرتے

كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ

رہے تمہارے باپ دادا ف۱ ۔ اور کہتے ہیں کہ بس یہ (قرآن) تو ایک باندھا ہوا جھوٹ ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا

اور کہتے ہیں کافر حق بات کو جبکہ وہ ان کے پاس آئی کہ بس یہ تو

سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا

صریح جادو ہے اور نہ ہم نے ان کو کچھ کتابیں دیں کہ وہ ان کو پڑھتے ہوں

وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ؕ ﴿۴۴﴾ وَكَذَّبَ

اور نہ انکی طرف بھیجا تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا ف۲ اور جھٹلایا تھا

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ

ان کے اگلوں نے بھی اور یہ نہیں پہنچے اس کے دسویں حصہ کو بھی جو ہم نے اگلوں کو دے رکھا تھا

ف۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کافروں کی بدگمانی:

یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت آپس میں کہتے تھے کہ یہ شخص نبی کچھ نہیں بس اتنی غرض ہے کہ ہمارے باپ دادوں کا طریقہ چھڑا کر جس کو ہم قدیم سے حق جانتے چلے آئے ہیں اپنے ڈھب پر لے آئے اور خود حاکم و متبوع بن کر بیٹھ جائے گویا صرف حکومت و ریاست مطلوب ہے۔ (العیاذ باللہ) (تفسیر عثمانی)

ف۲ کفار مکہ کی کوئی علمی حیثیت نہیں ہے:

یعنی بعض امی تھے نہ کوئی کتاب سماوی ان کے ہاتھ میں تھی نہ اتنی مدت دراز سے کوئی نبی ان میں آیا تھا، اللہ تعالیٰ نے ایسا عظیم الشان پیغمبر اور ایسی جلیل القدر کتاب مرحمت فرمائی چاہئے کہ اسے غنیمت جانیں اور انعام الٰہی کی قدر کریں خصوصاً جبکہ پہلے سے خود کہا بھی کرتے تھے کہ اگر ہم میں کوئی پیغمبر اترا یا کوئی کتاب ہم پر اتاری جاتی تو اوروں سے بڑھ کر ہم فرمانبردار ہوتے اب وہ چیز آئی تو لگے انکار و استکبار کرنے یا یہ مطلب ہے کہ ہم نے ان کے پاس کوئی کتاب یا ھادی ایسا نہیں بھیجا جو آپ کی تعلیم دیتا ہو پھر کس دلیل نقلی یا عقلی کی بناء پر یہ لوگ آپ کی مخالفت کرتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

من کتب، یعنی ایسی کتابیں نہیں دی تھیں جن میں شرک کو صحیح قرار دیا گیا ہو۔

من نذیر اور نہ کوئی ایسا پیغمبر بھیجا تھا جس نے ان کو شرک کی دعوت دی ہو اور ترکِ شرک پر عذاب سے ڈرایا ہو پھر شرک کے مدعی یہ کہاں سے بن بیٹھے اور قرآن کو جھوٹ کہنے اور جادو قرار دینے اور نبی پر خود ساختہ اور افتراء بندی کا الزام رکھنے کی اجازت ان کو کس نے دی اس آیت میں مشرکوں کی جہالت و سبک سری کا اظہار ہے اس سے آگے تہدید عذاب دینے کے لئے فرمایا۔ (تفسیر مظہری)

فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۵﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ

تو جھٹلایا میرے پیغمبروں کو تو کیسا ہوا میرا عذاب کہہ دے بس میں تم کو

بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫

ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں (وہ) یہ کہ تم اٹھ کھڑے ہو اللہ واسطے دو دو اور ایک ایک پھر غور کرو کہ

مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ

تمہارے اس رفیق کو کچھ جنون نہیں ہے بس وہ تو تم کو ڈر سنانے والا ہے

يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ

ایک بڑے سخت عذاب کے آگے آگے کہہ دے کہ جو کچھ میں نے تم سے مزدوری مانگی ہو

فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ

تو وہ تم ہی کو (مبارک رہے) میری مزدوری تو اللہ ہی کے ذمہ ہے ؎۱ اور وہ ہر

شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۴۷﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ

چیز پر خبردار ہے۔ کہہ دے کہ میرا پروردگار ڈالتا جاتا ہے سچا دین وہ جاننے والا

الْغُيُوْبِ ﴿۴۸﴾ قُلْ جَاۗءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا

غیب کی باتوں کا کہہ دے آ پہنچا دین۔ برحق اور باطل کو تو پہلا وار اور نہ دوسرا کہہ دے کہ

يُعِيْدُ ﴿۴۹﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰي نَفْسِيْ ۚ

اگر میں گمراہ ہوں تو بس اپنے ہی بُرے کو گمراہ ہوتا ہوں اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو اس سبب سے

وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ

کہ وحی بھیجتا ہے میری جانب میرا پروردگار۔ بیشک وہ سننے والا (اور ہر ایک کے) قریب ہے۔

ع ۹ ۔ ۱۱

خلاصہ رکوع ۵

قرب الٰہی کا حقیقی ذریعہ ایمان و عمل صالح کو قرار دیا گیا اور منکرین کو عذاب سنایا گیا۔ اللہ کی صفت رزاقیت کو ذکر کیا گیا۔ کفار کی بدگمانیوں کا ازالہ فرمایا گیا۔ غور و فکر کر نیکی کی دعوت دی گئی۔ حق کی عالمگیریت اور باطل کی کمزوری کو ذکر فرمایا گیا۔ برائی کا برا انجام ذکر فرمایا گیا۔

؎۱ اللہ کا حق اور بندوں کا حق:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذؓ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے حضرت معاذؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو ہی پورا علم ہے فرمایا بندوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ اسی کی عبادت کریں کسی اور کو اللہ کا شریک نہ قرار دیں اور بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ جو شرک نہ کرتا ہو اللہ اس کو عذاب نہ دے، متفق علیہ۔ (تفسیر مظہری)

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ نبی ﷺ ایک دن صفا پہاڑی پر چڑھ گئے اور عرب کے دستور کے مطابق یا صباحاہ کہہ کر آواز بلند کی جو علامت تھی کہ کوئی شخص کسی اہم بات کے لئے بلا رہا ہے عادت کے مطابق اسے سنتے ہی لوگ جمع ہو گئے آپ نے فرمایا، سنو اگر میں تمہیں خبر دوں کہ دشمن تمہاری طرف چڑھائی کرنے چلا آ رہا ہے اور عجب نہیں کہ صبح و شام ہی تم پر حملہ کر دے تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے؟ سب نے بہ یک زبان جواب دیا کہ ہاں بے شک ہم آپ کو سچا جانیں گے آپ نے فرمایا، سنو میں تمہیں اس عذاب سے ڈرا رہا ہوں جو تمہارے آگے ہے یہ سن کر ابولہب ملعون نے کہا، تیرے ہاتھ ٹوٹیں کیا اسی لئے تو نے ہم سب کو جمع کیا تھا اس پر سورۂ تبت یدا الخ اتری۔ (تفسیر ابن کثیر)

قَرِيْبٌ ﴿٥٠﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا

اور تو (تعجب کرے) اگر دیکھے جب یہ لوگ گھبرا اٹھیں گے پھر بھاگے بچ نہ سکیں گے

مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿٥١﴾ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ

اور پکڑ لئے جائیں گے پاس کے پاس سے۔ اور کہنے لگیں گے کہ ہم ایمان لے آئے قرآن پر

التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ﴿٥٢﴾ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ

اور اب کہاں ان کا ہاتھ پہنچ سکتا ہے دور جگہ سے اور اس کا کفر کرتے رہے

قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ﴿٥٣﴾ وَحِيْلَ

پہلے سے۔ اور (اٹکل کے تکے) چلاتے رہے بے دیکھے دور جگہ سے اور آڑ کر دی گئی

بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ

ان کے اور ان چیزوں کے درمیان جن کی یہ خواہش کریں جیسا کہ کیا گیا

قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴿٥٤﴾

ان جیسے لوگوں کے ساتھ ان سے پہلے ! ول بیشک وہ لوگ قوی شک میں (پڑے) تھے۔ و۲

سُوْرَةُ فَاطِرٍ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ فاطر مکہ میں اتری اور اس میں پینتالیس آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ

ہر طرح کی تعریف اللہ کو زیبا ہے جس نے بنا نکالا آسمانوں اور زمین کو

ول کافروں کی روح دنیاوی لذتوں میں انکی رہتی ہے:
آیت کا مطلب ظاہر ہے کہ کافروں کی جب موت آتی ہے ان کی روح حیات دنیا کی لذتوں میں انکی رہتی ہے لیکن موت مہلت نہیں دیتی اور ان کی خواہش کے اور ان کے درمیان وہ حائل ہو جاتی ہے جیسے اس شخص مغرور ومفتون کا حال ہوا کہ گیا تو عورت ڈھونڈھنے کو اور ملاقات ہوئی ملک الموت سے امید پوری ہو اس سے پہلے روح پرواز کر گئی۔ (تفسیر ابن کثیر)

تعبیر سورہ سبا

اگر کوئی خواب میں یہ سورۃ پڑھے تو دلیل ہے کہ عابد و زاہد ہوگا (حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ)

ع ۶ / ۹ / ۱۲

و۲ یہاں شک اور تردد یقین کے مقابل ہے جو پختہ انکار کو بھی شامل ہے کیونکہ کفار کو تو شک نہ تھا وہ تو بڑی پختگی سے انکار کرتے تھے اور لفظ شک سے تعبیر کرنے میں یہ نکتہ ہو سکتا ہے کہ اگر حق میں شک بھی ہو تب بھی مہلک ہے چہ جائیکہ پختہ انکار ہو یا یوں کہا جائے کہ حق جب بار بار کان میں پہنچتا ہے تو طبعی طور پر کچھ نہ کچھ احتمال جانب مخالف کا اکثر ہو ہی جاتا ہے پس شک اور تردد دونوں اپنے معنی پر رہیں گے مگر چونکہ حق کا یقین حاصل نہ ہوا تھا اس لئے باطل کا اتناول سے اکھڑ جانا مقبول نہ ہوگا۔ (تسہیل بیان)

خاصیت: آیت ۴۹، ۵۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ
اس نے بنایا فرشتوں کو پیغام بر جن کے پر ہیں دو دو اور تین تین اور چار چار! ف۱
يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
وہ زیادہ کر دیتا ہے پیدائش میں جو چاہتا ہے۔ بیشک اللہ ہر چیز پر
قَدِيْرٌ ۝١ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ
قادر ہے جو اللہ کھول دے لوگوں کے لئے رحمت تو کوئی
لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَ
اس کا روکنے والا نہیں۔ اور جو بند کردے تو کوئی اس کا بھیجنے والا نہیں اس کے (بند کئے) پیچھے۔ اور
هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٢ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ
وہ زبردست حکمت والا ہے! ف۲ لوگو یاد کرو اللہ کا احسان
اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ
اپنے اوپر! کیا کوئی پیدا کرنے والا ہے اللہ کے سوا کہ تم کو روزی دے
السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝٣
آسمان سے اور زمین سے؟ کوئی معبود نہیں مگر وہی پھر کہاں سے پھیرے جاتے ہو
وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ؕ
اور اگر یہ لوگ تجھ کو جھٹلائے جا چکے ہیں پیغمبر تجھ سے پہلے!
وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝٤ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
اور اللہ ہی کی طرف تمام کام لوٹائے جاتے ہیں لوگو! بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے

ف۱ فرشتوں کے یہ بازو ان کی خلقت کے مناسب ہیں جیسے ان کی خلقت نورانی ہے اسی طرح ان کے بازو بھی نورانی ہیں اور اصل حقیقت اور کیفیت تو اللہ ہی کو معلوم ہے اور پھر خدا کے پیغمبر جنہوں نے فرشتوں کو دیکھا ہے وہی کچھ ان کا حال بتا سکتے ہیں فلسفی اور سائنس دان دائرۂ محسوسات میں صرف اتنا بتلا سکتے ہیں کہ کبوتر کے دو بازو ہیں اور دو پر ہیں جن سے وہ ہوا میں اڑتا ہے مگر کس طرح اڑتا ہے اور اس کے طیران (اڑنے کی) حقیقت اور کیفیت کیا ہے یہ بیان نہیں کرسکتا۔ (معارف کاندھلوی)

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پَر والے بازو عطا فرمائے ہیں، جن سے وہ اڑ سکتے ہیں حکمت اس کی ظاہر ہے کہ وہ آسمان سے زمین تک کی مسافت بار بار طے کرتے ہیں، یہ جب ہی ہوسکتا ہے کہ ان کو سُرعت سیر کی قوت عطا کی جائے اور وہ اڑنے ہی کی صورت میں ہوتی ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

جبرئیل علیہ السلام کے پَر:

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لیلۃ المعراج میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا ان کے چھ سو پر تھے اور ہر دو پر کے درمیان مشرق و مغرب جتنا فاصلہ تھا۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ یعنی وہی کشادہ اور بند کرنے پر قادر ہے اور ان میں سے جس صورت کو وہ اختیار کرتا ہے اس میں حکمت ہوتی ہے آگے بتلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کامل قدرت والا ہونے کے علاوہ انعام کرنے میں بھی کامل ہے چنانچہ تم پر اس نے بے شمار نعمتیں فائض کی ہیں۔ (تسہیل بیان)

حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ

تو تم کو فریب نہ دے دنیا کی زندگی اور تم کو نہ دھوکا دے اللہ کے بارے میں

الْغَرُوْرُ ۝٥ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ

وہ دغا باز (شیطان) بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم دشمن ہی

اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝٦ ؕ

اس کو سمجھے رہو بس وہ تو بلاتا ہے اپنے گروہ کو تاکہ وہ دوزخ والوں میں

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ہو جاویں ف۱ جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝٧ ع اَفَمَنْ

اور نیک عمل کئے ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر ہے بھلا وہ شخص کہ

زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ

اس کو بھلا کر دکھایا گیا اس کا عمل بد پھر اس نے اس کو اچھا دیکھا (کہیں مومن صالح کی مثل ہو سکتا

مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ

ہے) بس اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔ تو تیری جان نہ

عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝٨

جاتی رہے ان پر حسرتیں کر کر کے بیشک اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ف۲

وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ

اور اللہ وہ ہے جس نے ہوائیں چلائیں پھر وہ ہوائیں اٹھاتی ہیں بادلوں کو پھر ہم نے اس کو ہانک دیا

ف۱ شیطان سے بچنا ضروری ہے:

یعنی قیامت آنی ہے اور یقیناً سب کو اللہ تعالیٰ کی بڑی عدالت میں حاضر ہونا ہے۔ اس دنیا کی ٹیپ ٹاپ اور فانی عیش و بہار پر نہ پھولو اور اس مشہور دغا باز شیطان کے دھوکہ میں مت آؤ۔ وہ تمھارا ازلی دشمن ہے کبھی اچھا مشورہ نہ دیگا۔ یہ ہی کوشش کرے گا کہ اپنے ساتھ تم کو بھی دوزخ میں پہنچا کر چھوڑے طرح طرح کی باتیں بنا کر خدا اور آخرت کی طرف سے غافل کرتا رہے گا۔ چاہیے کہ تم دشمن کو دشمن سمجھو اس کی بات نہ مانو۔ اس پر ثابت کر دو کہ ہم تیری مکاری کے جال میں پھنسنے والے نہیں۔ خوب سمجھتے ہیں کہ تو دوستی کے لباس میں بھی دشمنی کرتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ۱

اللہ کی تعریف فرشتوں کی ساخت کو ذکر فرمایا گیا اور اللہ کا معبود حقیقی ہونا ذکر فرمایا گیا۔ شیطان سے حفاظت کی ضرورت اور کفار کیلئے عذاب اور اہل ایمان کیلئے مغفرت کا ذکر فرمایا گیا۔

ع ۱ ۷ ۱۳

ف۲ سبب نزول:

جبیر نے بوساطت ضحاک حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا نزول اس وقت ہوا جب رسول اللہ ﷺ نے دعاء کی تھی اے اللہ اپنے دین کو عمر بن خطاب یا ابوجہل بن ہشام (کے ایمان) سے غلبہ عطا فرما چنانچہ اللہ نے حضرت عمر کو ایمان کی توفیق عنایت کر دی اور ابوجہل کو گمراہ چھوڑ دیا ان ہی دونوں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

إِلَىٰ بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَحْيَيْنَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ

مردہ شہر کی جانب پھر اس سے زندہ کر دیا زمین کو اس کے مر گئے

كَذَٰلِكَ النُّشُورُ ﴿٩﴾ مَن كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ

پیچھے اسی طرح جی اٹھنا ہے!ف۱ جو عزت چاہتا ہے تو اللہ ہی کے لئے ہے تمام عزت

جَمِيعًا ۚ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ

اسی کی طرف چڑھتے ہیں پاکیزہ کلمات اور عمل صالح

يَرْفَعُهُ ۚ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ

اللہ اس کو بلند کرتا ہے اور وہ لوگ بری تدبیریں سوچتے رہتے ہیں ان کے لئے سخت

شَدِيدٌ ۖ وَمَكْرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ ﴿١٠﴾ وَاللَّهُ خَلَقَكُم مِّن

عذاب ہے اور ان کا مکر وہی نابود ہو گا اور اللہ نے تم کو پیدا فرمایا

تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا ۚ وَمَا تَحْمِلُ

مٹی سے پھر نطفہ سے پھر تم کو بنا دیا جوڑے جوڑے! اور نہ کسی عورت کو

مِنْ أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَمَا يُعَمَّرُ مِن مُّعَمَّرٍ

پیٹ رہتا ہے اور نہ وہ جنتی ہے مگر اللہ ہی کے علم سے! اور نہ عمر دیا جاتا ہے کوئی بڑا عمر والا

وَلَا يُنقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى

اور نہ کسی کی عمر کم کی جاتی ہے مگر کتاب میں (لکھا ہوا ہے) بیشک

اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿١١﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ

یہ اللہ پر آسان ہے اور برابر نہیں ہوتے دو دریا یہ ایک تو میٹھا ہے پیاس بجھاتا ہے

ف۱ مُردوں کے زندہ ہونے کی کیفیت:

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی روایت سے مسلم نے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں بعث کی کیفیت ان الفاظ کے ساتھ بیان کی گئی ہے پھر اللہ ایک بارش شبنم کی طرح بھیجے گا جس کی وجہ سے اجسام اگیں گے۔الحدیث

ابوالشیخ نے العظمت میں وہب کی روایت سے بیان کیا ہے کہ بحر مسجور (آتشیں سمندر) کی ابتداء اللہ کے علم میں ہو گی اور اس کا آخر (کنارہ) اللہ کے ارادہ میں ہو گا اس کے اندر مادۂ منویہ کی طرح گاڑھا پانی ہو گا جس کو رابعہ اور رادفہ (زمین کے دو زلزلے) کے درمیان اللہ برسائے گا جس سے لوگ اس طرح اگیں گے جس طرح سیلابی مٹی سے سبزہ اگتا ہے پھر اللہ مومنوں کی روحوں کو جنت سے (لاکر) اور کافروں کی روحوں کو دوزخ سے (لاکر) یکجا کریگا تاکہ ان کو صورتیں عطا فرمائے اسرافیل بحکم خدا (صور) پھونکیں گے جس سے ہر روح اپنے بدن میں داخل ہو جائے گی۔ الحدیث (تفسیر مظہری)

صحیح حدیث میں ہے ابن آدم تمام کا تمام گل سڑ جاتا ہے لیکن ریڑھ کی ہڈی نہیں سڑتی، اسی سے پیدا کیا گیا ہے اور اسی سے ترکیب دیا جائے گا، یہاں بھی نشان بتا کر فرمایا، اسی طرح موت کے بعد کی زیست ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ

اس کا پانی خوشگوار ہے اور دوسرا کھاری کڑوا ہے! اور دونوں میں سے تم کھاتے ہو

لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى

تازہ گوشت اور زیور نکالتے ہو جس کو تم پہنتے ہو ۱ اور تو دیکھتا ہے

الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ

کشتیوں کو دریا میں کہ پھاڑتی چلی جا رہی ہیں تاکہ تم طلب کرو اللہ کا فضل اور تاکہ

تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي

تم شکر کرو داخل فرمادیتا ہے رات کو دن میں اور داخل کر دیتا ہے دن کو

الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ

رات میں اور تابعدار بنایا سورج اور چاند کو ہر ایک چل رہا ہے وعدہ

مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ

مقرر تک! ۲ یہ اللہ ہے تمہارا پروردگار اسی کی بادشاہی ہے! اور جن کو تم پکارتے ہو

مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾ اِنْ تَدْعُوْهُمْ

اس کے سوا وہ مالک نہیں ایک چھلکے کے بھی اگر تم ان کو پکارو تو نہ سنیں گے

لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ

تمہارے پکارنے کو! اور اگر سن لیں تو تمہاری فریاد کو پہونچیں گے نہیں

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ

اور قیامت کے دن منکر ہو جائیں گے تمہارے شرک سے اور تجھ کو کوئی نہ بتادے گا (اللہ) خبردار

۱ مچھلی کا حکم:

اس آیت میں مچھلی کو گوشت کے لفظ سے تعبیر کرنے میں اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ مچھلی خود بخود حلال گوشت ہے اس کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں، بخلاف دوسرے بری جانوروں کے کہ جب تک ان کو اللہ کے نام پر ذبح نہ کرو وہ حلال نہیں، مچھلی میں یہ شرط نہیں اس لئے وہ بنا بنایا گوشت ہے۔

موتی کھاری اور میٹھے دونوں طرح کے پانی میں ہوتے ہیں:

حلیہ کے معنی زیور کے ہیں، مراد اس سے موتی ہیں، آیت سے معلوم ہوا کہ موتی جس طرح دریائے شور میں پیدا ہوتے ہیں شیریں دریاؤں میں بھی ہوتے ہیں جو عام شہرت کے خلاف ہے، کیونکہ معروف و مشہور یہی بات ہے کہ موتی دریائے شور (سمندر) میں پیدا ہوتے ہیں۔

۲ مغرب کے فلاسفروں کا شوشہ:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آفتاب و ماہتاب حسب حکم خداوندی گردش کرتے رہتے ہیں، فلاسفہ مغرب نے ایک شوشہ یہ چھوڑا ہے کہ آفتاب زمین کے گرد نہیں گھومتا بلکہ زمین آفتاب کے گرد گھومتی ہے۔

اگر فلاسفہ مغرب کا یہ خیال صحیح ہوتا کہ زمین آفتاب کے گرد گھومتی ہے تو لامحالہ زمین کے گھومنے سے قطب ستارہ ضرور متبدل ہوتا رہتا حالانکہ وہ ہمیشہ اپنے حال پر رہتا ہے اور ٹھیک اسی جگہ رہتا ہے جہاں پہلے تھا بلکہ جو لوگ زمین کے شمال اور جنوب میں رہتے ہیں ہر ایک کی جہت متبدل ہو جانی چاہئے حالانکہ تمام سال میں ہم کسی وقت کسی کی جہت کو متبدل نہیں پاتے پس ثابت ہوا کہ زمین کی گردش کا خیال بالکل غلط ہے۔

نیز اگر زمین گردش کرتی تو لازم تھا کہ دریاؤں اور کنوؤں کے پانی منقلب ہو جاتے بلکہ گھڑوں اور کٹوروں کے پانی بھی پلٹ جاتے لہٰذا یہ کہنا کہ کرۂ زمین آفتاب کے گرد بہت زور سے چکر لگاتا ہے بالکل غلط اور باطل ہے۔ (معارف کاندھلوی)

خَبِيْرٍ ﴿١٤﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ

کے مانند وا لوگو تم حاجت مند ہو اللہ کی طرف اور اللہ

هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿١٥﴾ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ

وہی بے پروا سزا وار حمد ہے اگر چاہے تو تم کو لے جائے اور لے آئے نئی

جَدِیْدٍ ﴿١٦﴾ ۚ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ ﴿١٧﴾ وَلَا تَزِرُ

خلقت اور یہ اللہ پر دشوار نہیں ہے اور نہ اٹھائے گا

وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ؕ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰی حِمْلِهَا

کوئی اٹھانے والا دوسرے کے بوجھ کو! اور اگر پکارے وہ شخص جس پر بھاری بوجھ ہو

لَا یُحْمَلْ مِنْهُ شَیْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰی ؕ اِنَّمَا تُنْذِرُ

اپنا بوجھ بٹانے کو اس سے کچھ بھی تو نہ اٹھایا جائے گا گرچہ رشتہ دار ہو! ف۲

الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنْ

بس تو ان ہی کو ڈراتا ہے جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے غائبانہ اور قائم رکھتے ہیں نماز کو

تَزَكّٰی فَاِنَّمَا یَتَزَكّٰی لِنَفْسِهٖ ؕ وَاِلَی اللّٰهِ الْمَصِیْرُ ﴿١٨﴾

اور جو سنورتا ہے تو بس اپنے ہی بھلے کو سنورتا ہے اور اللہ کی

وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ ﴿١٩﴾ وَلَا الظُّلُمٰتُ

طرف لوٹ جانا ہے اور برابر نہیں ہوتا اندھا اور بینا اور نہ اندھیرے

وَلَا النُّوْرُ ﴿٢٠﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿٢١﴾ ۚ وَمَا یَسْتَوِی

اور نہ اُجالا اور نہ سایہ اور دھوپ اور نہیں برابر ہوتے

خلاصہ رکوع ۲ (ع ۲ / ۷ / ۱۴)

نیک وبد میں امتیاز۔ مردوں کا زندہ کرنا ذکر فرمایا گیا۔ کلمات کا پاک ہونا اور عمل کا صالح ہونا دونوں ضروری ہیں۔ انسانی توالدوتناسل اور مقررہ عمر کو ذکر فرمایا گیا۔ غلبہ اسلام کے اشارے اور معبودان باطلہ کی بیزاری و عاجزی کوذکر فرمایا گیا۔

ف۱ غیر اللہ کو مدد کیلئے پکارنا بیکار ہے

مسئلہ: یہ بت بعض انبیاء یا فرشتے جن کو تم خدا سمجھ کر پرستش کرتے ہو اور اگر ان کو مصیبت کے وقت پکاروگے تو اولاً یہ تمہاری بات سن ہی نہ سکیں گے، کیونکہ بتوں میں تو سننے کی صلاحیت ہے ہی نہیں، انبیاء اور فرشتوں میں اگرچہ صلاحیت ہے مگر نہ وہ ہر جگہ موجود ہیں نہ ہر ایک کے کلام کو سنتے ہیں آگے فرمایا کہ اگر بالفرض وہ سن بھی لیں جیسے فرشتے اور انبیاء تو پھر بھی وہ تمہاری درخواست پوری نہ کریں گے۔ کیونکہ ان کو خود قدرت نہیں اور اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر اس سے کسی کی سفارش نہیں کرسکتے۔ (معارف القرآن)

ف۲ قرابت ورشتہ کا واسطہ نہیں چلے گا:

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں، پڑوسی پڑوسی کے پیچھے پڑ جائے گا، اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا کہ اس سے پوچھ تو سہی کہ اس نے مجھ سے اپنا دروازہ کیوں بند کرلیا تھا۔ کافر مؤمن کے پیچھے لگ جائے گا اور جو احسان اس نے دنیا میں کئے تھے وہ یاددلا کر کہے گا کہ آج میں تیرا محتاج ہوں۔ مومن بھی اس کی سفارش کرے گا اور ہو سکتا ہے کہ اس کا عذاب قدرے کم ہو جائے گو جہنم سے چھٹکارا محال ہے، باپ بیٹے کو اپنے احسان جتائے گا اور کہے گا کہ

الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ

زندے اور نہ مردے! بیشک اللہ سناتا ہے جس کو چاہتا ہے

اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿٢٢﴾ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ﴿٢٣﴾

اور تو ان کو سنانے والا نہیں جو قبروں میں (پڑے) ہیں بس تو تو ڈرانے والا ہے ف۱

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ

ہم نے تجھ کو بھیجا ہے دین حق دے کر خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا اور کوئی امت

اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿٢٤﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ

ایسی نہیں جس میں نہیں گزرا کوئی ڈرانے والا اور اگر وہ تجھ کو جھٹلائیں تو جھٹلا چکے ہیں

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ

وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے۔ ان کے پاس آئے تھے ان کے پیغمبر کھلی نشانیاں اور صحیفے

وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ

اور روشن کتاب لے کر پھر میں نے دھر پکڑا کافروں کو تو کیسا ہوا

كَانَ نَكِيْرِ ﴿٢٦﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ

میرا عذاب! کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی

فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ۭ وَمِنَ الْجِبَالِ

پھر ہم نے نکالے ایسے میوے کہ طرح طرح کے ان کے رنگ ہیں اور پہاڑوں میں

جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿٢٧﴾

گھاٹیاں سفید اور سرخ مختلف ہیں ان کے رنگ اور کالے بھجنگ! اور آدمیوں

رائی کے دانے برابر مجھے آج اپنی نیکیوں میں سے دے دے وہ کہے گا، ابا! آپ چیز تو تھوڑی سی طلب فرمارہے ہیں لیکن آج تو جو کھٹکا آپ کو ہے وہی مجھے بھی ہے میں تو کچھ بھی نہیں دے سکتا، پھر بیوی کے پاس جائے گا اس سے کہے گا میں نے تیرے ساتھ دنیا میں کیسے سلوک کیے ہیں؟ وہ کہے گی بہت ہی اچھے، یہ کہے گا آج میں تیرا محتاج ہوں، مجھے ایک نیکی دے دے تاکہ عذابوں سے چھوٹ جاؤں، جواب ملے گا کہ سوال تو بہت ہلکا ہے لیکن جس خوف میں تم ہو وہی ڈر مجھے بھی لگا ہوا ہے میں تو کچھ بھی سلوک آج نہیں کر سکتی۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۱ پیغمبر کی ذمہ داری:

یعنی اللہ تعالیٰ چاہے تو مُردوں کو بھی سنا دے یہ قدرت اوروں کو نہیں۔ اسی طرح سمجھ لو کہ پیغمبر کا کام خبر پہنچانا اور بھلے برے سے آگاہ کر دینا ہے کوئی مُردہ دل کافر ان کی بات نہ سنے تو یہ انکے بس کی بات نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی سب خلق برابر نہیں جنہیں ایمان دینا ہے ان ہی کو ملے گا۔ تو بہتیری آرزو کرے تو کیا ہوتا ہے اور یہ جو فرمایا" نہ اندھیرا نہ اُجالا" یعنی نہ اندھیرا برابر اُجالے کے اور نہ اُجالا برابر اندھیرے کے (یہ "لا" کے تکرار کا فائدہ بتلا دیا) اور فرمایا تو نہیں سنانے والا قبر میں

ع ٣ / ٢ / ١٥

خلاصہ رکوع ٣

انسانی محتاجگی اور قرابت رشتہ کا کارآمد نہ ہونیکو بیان فرمایا گیا۔ کفار و مومنین میں امتیاز اور پیغمبرانہ ذمہ داری کو بیان فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صفات ذکر فرمائی گئیں۔

پڑے ہوؤں کو"۔ حدیث میں آیا کہ مُردوں سے سلام علیک کرو۔ اور بہت جگہ مُردوں کو خطاب کیا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ مُردے کی روح سنتی ہے اور قبر میں پڑا ہے دھڑ، وہ نہیں سنتا"۔ (تفسیر عثمانی)

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ

اور چوپاؤں اور مویشیوں میں کہ کئی کئی طرح کے ان کے رنگ ہیں

اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ

اسی طرح ف۱ بس اللہ سے اس کے بندوں میں عالم ہی ڈرتے ہیں۔ ف۲

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ

بیشک اللہ زبردست ہے بخشنے والا جو لوگ تلاوت کرتے ہیں کتاب اللہ کی

اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا

اور قائم رکھتے ہیں نماز اور خرچ کرتے ہیں اس میں سے جو ہم نے ان کو دے رکھا ہے

وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ

پوشیدہ اور ظاہر وہ امیدوار ہیں ایسے بیوپار کے جو کبھی ہلاک ہی نہ ہو۔ تاکہ ان کو

اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾

پورا پورا دے ان کے اجر اور ان کو زیادہ بھی دے اپنے فضل سے بیشک وہ بخشنے والا

وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا

قدر دان ہے اور جو ہم نے وحی کی تیری جانب کتاب وہی برحق ہے تصدیق کرتی ہے

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۳۱﴾

اپنے سے اگلی (کتابوں کی) بیشک اللہ اپنے بندوں سے باخبر دیکھ رہا ہے

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ

پھر ہم نے وارث بنایا کتاب کا ان لوگوں کو کہ جنہیں ہم نے منتخب کیا اپنے بندوں میں سے

ف۱ پس جیسا کہ آدمیوں کی رنگوں میں اختلاف ہے اسی طرح ان کے اوصاف بھی مختلف ہیں کہ کوئی کافر ہے کوئی مومن ہے پس آپ کافروں کے ایمان نہ لانے سے افسوس نہ کریں کیونکہ سارے آدمی یکساں نہیں ہو سکتے آگے فرماتے ہیں کہ آپ کے ڈرانے سے صرف ان ہی لوگوں میں خدا کا خوف اور خوف سے اطاعت پیدا ہو سکتی ہے جو ان مضامین میں غور کر کے حق تعالیٰ کی عظمت کا علم حاصل کرتے ہیں۔

ف۲ اگر عظمت کا علم محض اعتقادی ہے تو خوف بھی اعتقادی ہوگا اور اگر عظمت کا علم حال کے درجہ میں ہے تو خوف بھی حال کے درجہ میں ہوگا اس تقریر پر اس شبہ کی گنجائش نہ رہی کہ بعض اہل علم کو خشیت سے خالی دیکھا جاتا ہے کہ وہ بہت بیباک ہوتے ہیں جواب ظاہر ہے کہ ان کا علم محض اعتقاد کے درجہ میں ہے حال کے درجہ میں نہیں اس لئے خوف بھی اعتقاد ہی کے درجہ میں ہے۔

علماء کی تین قسمیں:

مروی ہے کہ علماء کی تین قسمیں ہیں عالم باللہ، عالم بامر اللہ، اور عالم باللہ و بامر اللہ، عالم باللہ عالم بامر اللہ نہیں اور عالم بامر اللہ عالم باللہ نہیں، ہاں عالم باللہ و بامر اللہ وہ ہے جو اللہ تعالے سے ڈرتا ہو اور حدود و فرائض کو جانتا ہو، عالم باللہ وہ ہے جو اللہ تعالے سے ڈرتا ہو لیکن حدود و فرائض کو نہ جانتا ہو، عالم بامر اللہ وہ ہے جو حدود و فرائض کو تو جانتا ہو لیکن دل اس کا خشیت خدا سے خالی ہو۔ (تفسیر ابن کثیر)

خاصیت: آیت ۲۹، ۳۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ

تو ان میں سے کوئی تو اپنے اوپر ظلم کرنے والا ہے! اور ان میں سے کوئی بیچ کی

سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾

چال چل رہا ہے اور ان میں سے کوئی آگے گیا نیکیاں لے کر اللہ کے حکم سے! یہی تو بڑا فضل ہے ف۱

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ

ہمیشگی کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے وہاں پہنائے جائیں گے

مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَقَالُوا

سونے کے کنگن اور موتی اور ان کا لباس وہاں ریشمی ہو گا۔ ف۲ اور کہیں گے

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ

اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے دور کیا غم! بیشک ہمارا پروردگار بخشنے والا

شَكُوْرُ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا

قدر دان ہے جس نے ہم کو اتارا سدا رہنے کے گھر میں اپنے فضل سے نہ پہنچے گا

يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾

ہم کو وہاں کچھ رنج اور نہ وہاں ہم کو کچھ تکان پہنچے گا اور جنہوں نے کفر کیا

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ

ان کے لئے جہنم کی آگ ہے! نہ ان پر حکم کیا جائے گا کہ وہ

فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ

مر ہی رہیں اور نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے کچھ دوزخ کا عذاب! اسی طرح ہم

ف۱ منتخب بندے:

یعنی پیغمبر کے بعد اس کتاب کا وارث اس اُمّت کو بنایا جو بحیثیت مجموعی تمام اُمتوں سے بہتر و برتر ہے۔ یہاں اُمّت کے سب افراد یکساں نہیں۔ ان میں وہ بھی ہیں جو باوجود ایمان صحیح کے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں ("یہ ظالم لنفسہٖ" ہوئے) اور وہ بھی ہیں جو میانہ روی سے رہتے ہیں۔ نہ گناہوں میں منہمک، نہ بڑے بزرگ اور ولی۔ (ان کو "مقتصد" فرمایا) اور ایک وہ کامل بندے جو اللہ کے فضل و توفیق سے آگے بڑھ بڑھ کر نیکیاں سمیٹتے اور تحصیل کمال میں مقتصدین سے آگے نکل جاتے ہیں۔ وہ مستحب چیزوں کو بھی نہیں چھوڑتے۔ اور گناہ کے خوف سے مکروہ تنزیہی بلکہ بعض مباحات تک سے پرہیز کرتے ہیں۔ اعلیٰ درجہ کی بزرگی اور فضیلت تو ان کو ہے۔ ویسے چنے ہوئے بندوں میں ایک حیثیت سے سب کو شمار کیا۔ کیونکہ درجہ بدرجہ بہشتی سب ہیں۔ گنہگار بھی اگر مومن ہے تو بہرحال کسی نہ کسی وقت ضرور جنت میں جائیگا۔ حدیث میں فرمایا کہ ہمارا گنہگار معاف ہے یعنی آخرکار معافی ملے گی۔ اور میانہ سلامت ہے اور آگے بڑھے سو سب سے آگے بڑھے اللہ کریم ہے اس کے یہاں بخل نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ حضرت حذیفہؓ کا بیان ہے میں نے خود سنا رسول اللہ ﷺ فرمارہے تھے ریشم اور دریائی نہ پہنو سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیو نہ ان کی رکابیوں میں کھاؤ، یہ ان (کافروں) کیلئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں۔ رواہ الشیخان فی الصحیحین۔

ابن ابی حاتم اور ابن ابی الدنیا نے حضرت کعب کی روایت سے بیان کیا ہے کہ اگر جنت کا کوئی کپڑا آج دنیا میں پہن لیا جائے تو جس کی نظر اس پر پڑے گی وہ بیہوش ہو جائے گا کسی کی نظر اس کو برداشت نہ کر سکے گی۔ (تفسیر مظہری)

نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ﴿٣٦﴾ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا

سزا دیا کرتے ہیں ہر ناشکر کو ف۱ اور دوزخی وہاں چلائیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو نکال

نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ

کہ ہم عمل صالح کریں ان اعمال کے سوا جو ہم کرتے رہے تھے۔ کیا ہم نے تم کو اتنی عمر

مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ فَذُوْقُوْا

نہ دی تھی جس میں سوچ لے جس کو سوچنا ہو اور تمہارے پاس پہنچا تھا ڈرانے والا ف۲

فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿٣٧﴾ اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ

تو اب چکھو پس ظالموں کا کوئی مددگار نہیں اللہ آسمان

وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٣٨﴾ هُوَ الَّذِيْ

و زمین کی مخفی چیزوں کو جاننے والا ہے! بیشک وہ جانتا ہے سینوں کے بھید کو وہی ہے

جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ؕ

جس نے تم کو بنا دیا جانشین زمین میں! پس جو کوئی کفر کرے

وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا

تو اسی پر اس کے کفر کا وبال ہے اور کافروں کے حق میں ان کا

يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿٣٩﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ

کفران کے پروردگار کے نزدیک غصہ ہی زیادہ کرتا ہے اور کافروں کے حق میں ان کا کفر نقصان ہی

شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِيْ مَاذَا

بڑھاتا ہے۔ کہہ دے بھلا دیکھو تو اپنے شریکوں کو جنہیں تم پکارتے ہو اللہ کے سوا! مجھ کو دکھاؤ انہوں نے

ف۱ موت کی موت:

شیخین نے صحیحین میں حضرت ابن عمر کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب جنتی جنت کو چلے جائیں گے اور دوزخی دوزخ کو تو پھر موت کو لا کر جنت اور دوزخ کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا اور منادی ندا دے گا اے اہل جنت (آئندہ) موت نہیں اے دوزخ والو (آئندہ) موت نہیں یہ سن کر جنتیوں کو مسرت بالائے مسرت ہوگی اور دوزخیوں کو غم بالائے غم۔

خلاصہ رکوع ۴

زمین و آسمان میں قدرت خداوندی کے مظاہر اور اہل علم کی شان بتائی گئی۔ اس تجارت کی تعریف فرمائی گئی جو قرب خداوندی کا ذریعہ بنے۔ اہل جنت کے زیور اور ان کا ترانہ حمد ذکر فرمایا گیا۔ کفار کو دائمی عذاب کی وعید اور ناکام حسرت کو ذکر کیا گیا۔

ع ٤ ١١ ١٦

ف۲ ساٹھ سال کی عمر اور سفید بال سامان عبرت و نصیحت ہیں:

ابو ہریرہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ کسی شخص کی عمر ساٹھ سال تک پہنچا دے تو پھر اس کی طرف سے کسی عذر کو قبول نہیں کرتا۔ (رواہ البخاری) ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے اور ابو یعلی نے مسند میں حضرت انس کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (عام طور پر) میری امت کی عمریں ساٹھ سے ستر برس تک ہوں گی اور ستر سے آگے بڑھنے والے بہت کم ہوں گے یہ مطلب نہیں کہ ساٹھ سال سے پہلے گناہ کرنے کا عذر قابل قبول ہوگا کیونکہ بالغ ہونے کے بعد ہی آدمی مکلف ہو جاتا ہے اور غور و تامل کر کے نصیحت پکڑنے کا اس کو موقع ہوتا ہے۔ اور حضرت ابن عباسؓ، عکرمہ، اور امام جعفر باقر سے منقول ہے کہ نذیر سے مراد بڑھاپے کے سفید بال ہیں، کہ جب وہ ظاہر ہو جائیں تو وہ انسان کو اس کی ہدایت کرتے ہیں کہ اب رخصت کا وقت قریب آ گیا ہے، یہ قول بھی پہلے قول سے متعارض نہیں کہ سفید بال بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نذیر ہوں اور انبیاء و علماء بھی۔ (معارف مفتی اعظم)

خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ

کیا کچھ پیدا کیا زمین میں سے یا ان کی شرکت ہے آسمانوں میں یا ہم نے ان کو

اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ

کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس کی سند رکھتے ہیں! کوئی نہیں بلکہ جو دعویٰ کرتے ہیں ستم گار

بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۴۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ

ایک دوسرے سے سب فریب ہے بیشک اللہ تھامے ہوئے ہے آسمانوں

وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ

اور زمین کو کہ کہیں اپنی جگہ سے ٹل نہ جاویں۔ اور اگر وہ ٹل جاویں تو ان کو کوئی بھی نہ

اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾ وَاَقْسَمُوْا

تھام سکے سوائے اللہ کے! و۱ بیشک وہ مہربان بخشنے والا ہے اور قسم کھایا کرتے تھے

بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ

اللہ کی بڑی پکی قسمیں کہ اگر ان کے پاس آئے گا کوئی ڈرانے والا تو وہ ضرور زیادہ

اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ

راہ پانے والے ہوں گے ہر ایک امت سے پھر جب ان کے پاس آیا ڈرانے والا تو انکی

اِلَّا نُفُوْرَا ﴿۴۲﴾ اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۭ وَلَا

اور نفرت ہی بڑھی و۲ بسبب تکبر کرنے کے ملک میں اور برائی کی تدبیر کرنے کے اور نہیں

يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۭ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا

وبال پڑتا بری تدبیر کا مگر بری تدبیر کرنے والوں پر! تو کیا یہ اگلوں کے دستور

و۱ حرکت آسمان وزمین:

جمہور علماء اسلام کا یہ مذہب ہے کہ نہ آسمان حرکت کرتا ہے اور نہ زمین، روح المعانی ص ۱۸۸ قدیم فلاسفہ آسمان کو متحرک اور زمین کو ساکن کہتے ہیں اور جدید فلاسفہ آسمان کے وجود کے قائل نہیں اور زمین کو آفتاب کے گرد متحرک مانتے ہیں جس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

حکماء اسلام یہ کہتے ہیں کہ عالم کو اپنے وجود اور بقاء میں باری تعالیٰ کے ساتھ وہی نسبت ہے جو زمین کو اپنے روشن ہونے اور روشن رہنے میں آفتاب کی شعاعوں سے نسبت ہے زمین اپنی روشنی کے باوجود اور حدوث میں بھی آفتاب کی تجلی اور اس کے طلوع کی محتاج اور اپنی روشنی کی بقاء میں بھی آفتاب کی محتاج ہے۔ آفتاب اپنی حرکت طلوعی میں زمین کو روشنی عطا کرتا ہے اور حرکت غروبی میں اپنے عطیہ کو زمین سے واپس لے لیتا ہے معلوم ہوا کہ جس طرح زمین ابتداءً اپنے روشن ہونے میں آفتاب کی محتاج ہے اسی طرح زمین اپنی روشنی کی بقاء میں بھی آفتاب کی محتاج ہے۔ (معارف القرآن کاندھلوی)

و۲ یعنی یہود و نصاریٰ وغیرہ کی طرح ہم رسول کی تکذیب نہ کریں چنانچہ درمنثور میں ابن ابی حاتم کے واسطے سے ابو ہلدل سے یہ روایت منقول ہے کہ قریش کے لوگ آپ کی نبوت سے پہلے کہتے تھے کہ اگر حق تعالیٰ ہمارے میں سے کوئی نبی بھیجیں تو ہم سے زیادہ کوئی امت خدا کی تابعدار اور نبی کی بات کو ماننے والی اور کتاب خداوندی کو مضبوطی کے ساتھ لینے والی نہ ہوگی اس پر یہ آیت اور اس قسم کی چند اور آیتیں نازل ہوئیں۔

سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ڬ وَلَنْ

ہی کے منتظر ہیں؟ سو تو ہرگز نہ پائے گا اللہ کے دستور میں تبدل اور ہرگز نہ

تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

پائے گا اللہ کے دستور میں تغیر ف۱ کیا یہ چلے پھرے نہیں ملک میں

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا

کہ دیکھیں کیونکر انجام ہوا ان کا جو ان سے پہلے تھے اور وہ ان سے زیادہ

اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ

زور آور تھے اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ اس کو عاجز کردے کوئی چیز

فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿۴۴﴾

آسمانوں میں اور نہ زمین میں! بیشک وہ جاننے والا قادر ہے ف۲

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰي ظَهْرِهَا مِنْ

اور اگر اللہ دھر پکڑے لوگوں کو اس کی سزا میں جو انھوں نے کمایا تو نہ چھوڑے پشت زمین پر

دَاۗبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓي اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ

کسی جاندار کو ولیکن ان کو مہلت دیتا ہے وعدہ مقرر تک پھر جب آپہنچے گا ان کا وقت

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ ع

تو اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے!

سُوْرَةُ يٰسٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ یٰس مکہ میں نازل ہوئی یا مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں تراسی آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

ف۱ دستور میں تبدیلی کا تو یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو عذاب کے بجائے ثواب دینے لگے، اور دستور کے ٹلنے کا مطلب یہ ہے کہ کافروں کے بجائے ایمان والوں کو عذاب دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے دستور میں ان میں سے کوئی صورت ممکن نہیں ہے۔ (توضیح القرآن)

ف۲ پس علم سے وہ اپنے ارادہ کے نافذ کرنے کا طریقہ جانتا ہے اور قدرت سے اس کو نافذ کرسکتا ہے اور دوسرا کوئی ایسا نہیں ہے پھر اس کو کون چیز ہرا سکتی ہے آگے فرماتے ہیں کہ اگر یہ لوگ اس دھوکہ میں ہوں کہ ہم کو عذاب ہونا ہوتا تو ہو چکتا دیر کیوں ہو رہی ہے اور اس سے وہ کفر کے برانہ ہونے پر استدلال کریں تو یہ بھی ان کی غلطی ہے کیونکہ حکمت کی وجہ سے ان کیلئے سزا جلدی تجویز نہیں کی گئی

خلاصہ رکوع ۵

اللہ کا عالم الغیب ہونا ذکر کر کے انسانی خلافت کا حق ادا کرنیکی ترغیب دی گئی۔ ناشکری کا خسارہ بتا کر معبودان باطلہ کی تردید فرمائی گئی۔ کائنات میں خدائی قدرت کو ذکر فرمایا گیا۔ مشرکین کی فریب کاریاں ذکر کر کے انہیں متنبہ کیا گیا۔ زمین و آسمان میں قدرت خداوندی اور حکمت باری تعالیٰ کا ذکر فرمایا گیا کہ مجرمین کی گرفت وقت مقررہ پر ہوگی۔

ع ۵ ۸ ۱۷

تعبیر سورہ فاطر

جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں سے ایک ولی ہوگا (علامہ سیر بن رحمہ اللہ)

خاصیت: آیت ۴۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

يٰسٓ ۚ ﴿١﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ ﴿٢﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ ﴿٣﴾

و۱ قسم ہے قرآن محکم کی بیشک تو پیغمبروں میں سے ہے

عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۭ ﴿٤﴾ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ

سیدھے راستہ پر! اُتارا ہوا ہے غالب مہربان کا تاکہ

الرَّحِيْمِ ۙ ﴿٥﴾ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَاۗؤُهُمْ فَهُمْ

تو ڈرائے ایسے لوگوں کو کہ نہیں ڈرائے گئے ان کے باپ دادا۔ پس

غٰفِلُوْنَ ﴿٦﴾ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓي اَكْثَرِهِمْ

وہ غافل ہیں ثابت ہو چکا قول ان میں سے اکثر پر تو وہ

فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٧﴾ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا

مانیں گے نہیں ہم نے ڈال دیئے ہیں ان کی گردنوں میں طوق

فَهِىَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴿٨﴾ وَجَعَلْنَا

پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک ہیں تو ان کے سر اُلل رہے ہیں اور ہم نے بنا دی ہے

مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا

ان کے آگے ایک دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار پھر اوپر سے

فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿٩﴾ وَسَوَاۗءٌ عَلَيْهِمْ

ان کو ڈھانک دیا ہے تو ان کو سوجھتا و۲ نہیں اور ان پر یکساں ہے

و۱ غم دور کرنے کا عمل

جس نے صبح کے وقت یٰسٓ پڑھی شام تک برابر خوشی میں رہے گا۔ اور جس نے شام کے وقت یٰسٓ پڑھی صبح تک برابر خوشی میں رہے گا۔ ہمیں یہ بات ان لوگوں نے بتائی جنہوں نے بذاتِ خود اس کا تجربہ کیا۔

(ابن الضریس از یحیٰی بن ابی کثیر)

و۲ ہجرت مدینہ کے موقع پر جس شب کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کا قصد کیا کفار مکہ نے چاروں طرف سے کاشانہ اقدس کا محاصرہ کر رکھا تھا کہ جونہی نبی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے نکلیں گے ان پر بیک وقت حملہ کر کے (نعوذ باللہ) انہیں ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عین ان لوگوں کی آنکھوں کے سامنے یہ آیت مبارک پڑھتے ہوئے نکلے۔ محاصرین کی قوت بینائی خداوند تعالیٰ نے ایسی سلب کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے درمیان سے نکل کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر جا پہنچے۔ (صحیح بخاری)

ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠﴾ اِنَّمَا
تو ان کو ڈرائے یا نہ ڈرائے وہ تو ایمان لائیں گے نہیں
تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ
پس تو اسی کو ڈراتا ہے جو پیروی کرے قرآن کی اور ڈرے رحمٰن سے بے دیکھے تو اس کو
فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴿١١﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى
خوشی سنا دے مغفرت اور عزت کے اجر کی ف۱ بیشک ہم ہی جلاتے ہیں مُردوں کو
وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۗ وَكُلَّ شَيْءٍ
اور لکھتے ہیں جو کچھ انھوں نے آگے بھیجا اور نیز ان کے قدموں کے نشانوں کو۔ اور ہر چیز کو
اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٢﴾ ع وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا
ہم نے شمار کر رکھا ہے کتاب واضح (یعنی لوح محفوظ) میں ف۲ اور بیان کر ان کے لئے
اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿١٣﴾ ۚ اِذْ اَرْسَلْنَآ
ایک مثال گاؤں کے رہنے والوں کی! جب وہاں آئے پیغمبر جب ہم نے بھیجے
اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا
ان کی طرف دو پیغمبر تو انھوں نے دونوں کو جھٹلایا پس ہم نے قوت دی تیسرے سے تو تینوں نے کہا کہ
اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿١٤﴾ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ
ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں وہ لگے کہنے کہ تم تو ہم ہی جیسے انسان ہو
وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿١٥﴾
اور رحمٰن نے تو کچھ نہیں اتارا بس تم تو جھوٹ کہتے ہو انہوں نے کہا

ف۱ مغفرت سے گناہوں کی معافی اور عمدہ عوض سے اطاعت کا ثواب مراد ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص گمراہی اور بے رخی میں گرفتار ہے وہ مغفرت اور ثواب سے محروم ہے آگے فرماتے ہیں کہ دنیا میں اگرچہ جزا و سزا کا ظاہر ہونا لازم نہیں مگر ایک دن ضرور اس کا ظہور ہوگا۔

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱۲ ۱۸ قرآن کا اعجاز وصفات اور بار رسالت کو ذکر فرمایا گیا۔ کفار کی مذمت اور عداوت و جہالت کی مابین دیوار کو ذکر کر کے بتایا گیا کہ نفع مندی کی صفات سے یہ کفار خالی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفت احیاء احصیٰ کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۲ پس جب وقوع سے پہلے ہم کو سب چیزوں کا علم ہے تو واقع ہونے کے بعد کیوں نہ ہوتا پس کسی عمل سے مکرنے یا چھپائے رکھنے کی ذرا گنجائش نہیں سزا ضرور ہوگی اور لوح محفوظ میں چونکہ تمام اشیاء کی تفصیل ہے اس لئے اس کو واضح کتاب کہا گیا۔

قَالُوۡا رَبُّنَا يَعۡلَمُ اِنَّاۤ اِلَيۡكُمۡ لَمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾ وَمَا عَلَيۡنَاۤ اِلَّا

کہ ہمارا پروردگار جانتا ہے ہم بیشک تمہاری طرف بھیجے ہوئے آئے ہیں اور ہم پر تو صرف

الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۱۷﴾ قَالُوۡۤا اِنَّا تَطَيَّرۡنَا بِكُمۡ‌ۚ لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهُوۡا

کھول کر پہنچا دینا ہے وہ بولے کہ ہم نے تم کو نا مبارک پایا ہے! اگر تم باز نہ آئے

لَنَرۡجُمَنَّكُمۡ وَلَيَمَسَّنَّكُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوۡا

تو ہم ضرور تم کو سنگسار کردیں گے اور ضرور تم کو پہنچے گا ہماری جانب سے دردناک عذاب! انہوں نے کہا

طَآئِرُكُمۡ مَّعَكُمۡ‌ؕ اَئِنۡ ذُكِّرۡتُمۡ‌ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ

کہ تمہارا شگون بد تمہارے ساتھ ہے ف۱ کیا اس سے کہ تم کو سمجھایا گیا (ہم کو منحوس بتاتے ہو)

مُّسۡرِفُوۡنَ ﴿۱۹﴾ وَجَآءَ مِنۡ اَقۡصَا الۡمَدِيۡنَةِ رَجُلٌ

کوئی نہیں بلکہ تم لوگ حد سے باہر نکلنے والے ہو اور آیا شہر کے پرلے سرے سے

يَّسۡعٰى قَالَ يٰقَوۡمِ اتَّبِعُوا الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۲۰﴾ اتَّبِعُوۡا مَنۡ

ایک مرد دوڑتا ہوا کہنے لگا کہ اے قوم اتباع کرو پیغمبروں کا' اتباع کرو

لَّا يَسۡـئَلُكُمۡ اَجۡرًا وَّهُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ ﴿۲۱﴾

ایسے لوگوں کا جو تم سے کچھ مزدوری نہیں مانگتے اور وہ راہ پائے ہوئے ہیں ف۲

ف۱ یعنی جس کو تم فتنہ اور نقصان کہتے ہو اس کا سبب حق کا قبول نہ کرنا ہے اگر حق کو سب مل کر قبول کر لیتے تو نہ آپس میں اختلاف ہوتا نہ قحط کے عذاب میں مبتلا ہوتے باقی پہلا اتفاق اور پہلی آسائش وہ اس لئے قابل قدر نہیں کہ اس وقت تم سب غلط بات پر متفق تھے۔ جس کا زائل کرنا ضروری تھا اور وہ آسائش نعمت نہ تھی بلکہ آخرت میں وبال جان ہوتی۔

ف۲ یعنی اتباع سے روکنے والی خود غرضی ہوتی ہے سو وہ یہاں موجود نہیں اور اتباع کے لئے اس کی ضرورت ہوتی ہے کہ جس کا اتباع کیا جاوے راہ راست پر ہو سو یہ بات یہاں موجود ہے پھر اتباع کیوں نہ کیا جاوے۔

بائیسواں پارہ

فضائل،خواص،فوائدوعملیات

سورہ احزاب...فضائل وخواص

خاصیت آیت ۳۳...بیوی کو مطیع کرنے کا آسان عمل

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ. اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا

اگر کسی شخص کی عورت بدچلن یا بدزبان ہو شوہر کی اطاعت سے باہر رہتی ہو تو وہ شخص اس آیت کو گیارہ سو مرتبہ پڑھ کر دم کر کے عورت کو پلائے ان شاء اللہ اطاعت قبول کرے گی۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۵۶....حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے مجرب عمل

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کلام ہونے کا یا ان کی زیارت کا خواہش مند ہو وہ رات کو سوتے وقت اس کی تسبیح پڑھے۔ان شاء اللہ جلد ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگی۔(انمول موتی)

سورۃ سبا....فضائل وخواص

خاصیت آیت ۱۵...برائے حفاظت کھیت

جَنَّتٰنِ عَنْ یَّمِیْنٍ وَّشِمَالٍ ۬ کُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّکُمْ وَاشْکُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَیِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ

اس کو لکھ کر کسی درخت یا کھیت میں لٹکانا تمام سماوی وعرضی آفتوں سے کھیت اور باغ کو محفوظ رکھتا ہے۔

خاصیت آیت ۱۶...برائے کھیتی کی حفاظت

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ سَیْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَیْهِمْ جَنَّتَیْنِ ذَوَاتَیْ اُکُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ

باغ یا کھیت میں اس آیت مبارکہ کو لکھ کر کسی درخت یا باغ یا کھیت میں لٹکانا کل سماوی وارضی آفتوں سے کھیت اور باغ کو محفوظ رکھتا ہے۔(طب روحانی)

سورۃ فاطر....فضائل وخواص

خاصیت آیت ۴۱...برائے طحال

اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۬ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَکَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾ (پ۲۲ع۱۷)

اس کو کاغذ پر لکھ کر تعویذ بنا کر طحال پر باندھے انشاء اللہ تعالیٰ جاتا رہے گا۔(اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۴۵... برائے شفائے مرض

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا

اس سورۃ کی آخری آیت کسی بیمار پر گیارہ مرتبہ پڑھ کر سات دن تک دم کیا جائے ان شاء اللہ مریض تندرست ہوگا یا اُسکا خاتمہ ایمان پر ہو جائیگا۔

. . . .

اَلدُّرَرُ النَّظِيم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم

سورہ احزاب

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ. وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا

جو آدمی سات دن تک صبح کی نماز کے بعد ان آیات کو مشک ملے ہوئے روغن چنبیلی پر پڑھے اور پھر اس تیل کو محفوظ کر کے یہ تیل اپنے دونوں ابرو اور رخساروں پر لگا کر کہیں کسی کے پاس کام کے لئے جائے تو وہ اس کا کام پورا کرے گا۔ اور وہ اس سے مرعوب ہوگا۔ (الدرر النظیم)

سورۂ سبا

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے جو شخص سورۂ سبا پڑھے قیامت میں پیغمبرؑ اس سے مصافحہ کریں گے۔

(۲) جو آدمی اس سورۃ کو کاغذ پر لکھ کر سفید کپڑے میں لپیٹ کر اپنے پاس رکھے تو وہ سانپ بچھو وغیرہ تمام حشرات الارض اور آفتوں سے محفوظ رہے گا۔ (۳) کسی کو یرقان ہو تو اس سورۃ کو لکھ کر پانی میں گھول کر پلائے اور اس کے منہ پر اسی پانی کے چھینٹے مارے۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ط اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ

ویران کنوئیں سے پانی لے کر کاغذ پر اس آیت کو لکھ کر اس پانی میں ڈال کر جوش دے اور خوب مسل کر دھولے پھر یہ پانی دشمن کے گھر چھڑک دے تو دشمن ذلیل ہو کر رہ جائے گا۔

شرط یہ ہے کہ پہلے اپنے دشمن کو کم از کم تین مرتبہ پیغام بھیجے کہ تو دشمنی سے باز آ ورنہ تجھ پر عظیم آفت آئے گی اگر پھر بھی وہ ظلم و خلاف شریعت کرنے سے باز نہ آئے تو یہ عمل کرے اور ظالم فرعون کے سوا کسی کے لئے نہ کرے۔

سورۂ فاطر

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو آدمی سورۂ فاطر کو پڑھے وہ جس دروازہ سے چاہے گا جنت میں داخل ہوگا۔

(۲) اگر یہ سورۃ لکھ کر چوپایوں کے گلے میں لٹکائی جائے تو نہ کوئی چور ان کے قریب آئے گا نہ کوئی آفت آئے گی۔

(۳) اگر یہ سورۃ لکھ کر کسی شخص کی گود میں رکھ دی جائے تو جب تک یہ نہ اٹھالی جائے گی وہ اپنی جگہ پر بیٹھا رہے گا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ط اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ

اگر اس آیت کو روئی دار کپڑے کے چاریا کیزہ ٹکڑوں میں لکھ کر اپنے سامان تجارت میں رکھا جائے تو اسکی تجارت میں بڑا نفع اور برکت ہوگی۔

پارہ ۲۳ میں آنے والی سورتوں کا تعارف

تعارف سورۂ الصّٰفّٰت

مکی سورتوں میں زیادہ تر اسلام کے بنیادی عقائد یعنی توحید، رسالت اور آخرت کے اثبات پر زور دیا گیا ہے، اس سورت کا مرکزی موضوع بھی یہی ہے، البتہ اس سورت میں خاص طور پر مشرکین عرب کے اس غلط عقیدے کی تردید کی گئی ہے جس کی رُو سے وہ کہا کرتے تھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سورت کا آغاز فرشتوں کے اوصاف سے کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس سورت میں آخرت میں پیش آنے والے حالات کی منظر کشی فرمائی گئی ہے۔ کفار کو کفر کے ہولناک انجام سے ڈرایا گیا ہے اور انہیں متنبہ کیا گیا ہے کہ ان کی تمام تر مخالفت کے باوجود اس دنیا میں بھی اسلام ہی غالب آ کر رہے گا۔ اسی مناسبت سے حضرت نوح، حضرت لوط، حضرت موسیٰ، حضرت الیاس اور حضرت یونس علیہما السلام کے واقعات مختصراً اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔ خاص طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا جو حکم دیا گیا تھا، اور انہوں نے قربانی کے جس عظیم جذبے سے اس کی تعمیل فرمائی، اس کا واقعہ بڑے مؤثر اور مفصل انداز میں اسی سورت کے اندر بیان ہوا ہے۔ سورت کا نام اس کی پہلی آیت سے مأخوذ ہے۔

تعارف سورۂ صٓ

اس سورت کے نزول کا ایک خاص واقعہ ہے جو معتبر روایتوں میں بیان کیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے تھے، لیکن اپنی رشتہ داری کا حق نبھانے کے لئے آپ کی مدد بہت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ قریش کے دوسرے سردار ابو طالب کے پاس وفد کی شکل میں آئے اور کہا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے بتوں کو برا کہنا چھوڑ دیں تو ہم انہیں ان کے اپنے دین پر عمل کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں، حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بتوں کو اس کے سوا کچھ نہیں کہتے تھے کہ ان میں کوئی نفع یا نقصان پہنچانے کی کوئی طاقت نہیں ہے، اور ان کو خدا ماننا گمراہی ہے۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مجلس میں بلا کر آپ کے سامنے یہ تجویز رکھی گئی تو آپ نے ابو طالب سے فرمایا کہ: ''چچا جان! کیا میں انہیں اس چیز کی دعوت نہ دوں جس میں ان کی بہتری ہے؟'' ابو طالب نے پوچھا: ''وہ کیا چیز ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''میں ان سے ایک ایسا کلمہ کہلانا چاہتا ہوں جس کے ذریعے سارا عرب ان کے آگے سرنگوں ہو جائے، اور یہ پورے عجم کے مالک ہو جائیں۔'' اس کے بعد آپ نے کلمۂ توحید پڑھا۔ یہ سن کر تمام لوگ کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے، اور کہنے لگے کہ: ''کیا ہم سارے معبودوں کو چھوڑ کر ایک اختیار کر لیں؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔'' اس موقع پر سورۂ صٓ کی آیات نازل ہوئیں۔ اس کے علاوہ اس سورت میں مختلف پیغمبروں کا بھی تذکرہ ہے، جن میں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کے واقعات بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

تعارف سورۃ الزمر

یہ سورت مکی زندگی کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی تھی، اور اس میں مشرکین مکہ کے مختلف باطل عقیدوں کی تردید فرمائی گئی ہے۔ یہ مشرکین مانتے تھے کہ کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے، لیکن انہوں نے مختلف دیوتا گھڑ کر یہ مانا ہوا تھا کہ ان کی عبادت کرنے سے وہ خوش ہوں گے، اور اللہ تعالیٰ کے پاس ہماری سفارش کریں گے، اور بعض نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیا ہوا تھا۔ اس سورت میں ان مختلف عقائد کی تردید کر کے انہیں توحید کی دعوت دی گئی ہے۔ یہ وہ دور ہے جب مسلمانوں کو مشرکین کے ہاتھوں بدترین اذیتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا، اس لئے اس سورت میں مسلمانوں کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ کسی ایسے خطے کی طرف ہجرت کر جائیں جہاں وہ اطمینان سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکیں۔ نیز کافروں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ اگر انہوں نے اپنی معاندانہ روش نہ چھوڑی تو انہیں بدترین سزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔ سورت کے آخر میں نقشہ کھینچا گیا ہے کہ آخرت میں کافر کس طرح گروہوں کی شکل میں دوزخ تک لے جائیں گے اور مسلمانوں کو کس طرح گروہوں کی شکل میں جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ گروہوں کے لئے عربی لفظ ''زمر'' استعمال کیا گیا ہے اور وہی اس سورت کا نام ہے۔ (توضیح القرآن)

وَمَالِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾

اور مجھ کو کیا ہے کہ میں اس معبود کی عبادت نہ کروں جس نے مجھ کو پیدا فرمایا اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے

ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ

بھلا میں اس کے سوائے دوسرے معبود بنا لوں کہ اگر چاہے رحمٰن

لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْئًا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾ اِنِّیْٓ

مجھ کو تکلیف پہنچانی تو میرے کچھ بھی کام نہ آئے ان کی سفارش اور نہ وہ

اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۴﴾ اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾

مجھ کو چھڑا سکیں ایسا کروں تو صریح گمراہی میں ہوں۔ بیشک میں ایمان لے آیا تمہارے پروردگار

قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾

پرتو مجھ سے سن لو کہا گیا ۱ کہ چلا جا جنت میں۔ ۲ وہ بولا اے کاش میری قوم کے لوگ معلوم کر لیں

بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ ﴿۲۷﴾ وَمَآ

کہ بخش دیا مجھ کو میرے پروردگار نے اور مجھکو کیا عزت والوں میں اور نہ

اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ

ہم نے اتارا اس کی قوم پر اس کے بعد کوئی لشکر آسمان سے

وَمَا كُنَّا مُنْزِلِیْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا

اور نہ ہم اتارنے والے تھے ۳ پس وہ تو ایک سخت آواز تھی تو

هُمْ خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾ یٰحَسْرَةً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ

وہ اسی دم سب بجھ کر رہ گئے۔ افسوس ہے بندوں پر کوئی رسول ان کے پاس

ف۱ حضرت حبیب کی مثل

ایک صحابیؓ

روایت میں آیا ہے کہ حضرت عروہ بن مسعود ثقفی خدمت گرامی میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے پھر انہوں نے اپنے قبیلہ کے پاس واپس جانے کی اجازت طلب کی حضور نے فرمایا وہ تجھ سے لڑیں گے عروہ نے کہا حضور اگر وہ مجھے سوتا پالیں گے تو بیدار بھی نہیں کریں گے (وہ میرا بڑا ادب کرتے ہیں) چنانچہ واپس جا کر عروہ نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی لیکن انہوں نے عروہ کا کہا نہ مانا اور تکلیف دہ باتیں سنائیں جب فجر کا وقت ہوا تو انہوں نے اپنے بالا خانہ پر نماز ادا کی اور توحید و رسالت کی شہادت دی باہر سے کسی ثقفی شخص نے انکے تیر مارا اور شہید کر دیا حضور کو جب انکے شہید ہونے کی خبر پہنچی تو فرمایا عروہ کی مثال ایسی ہے جیسے یسین والے شخص کی جس نے اپنی قوم کو توحید کی طرف بلایا تھا اور انہوں نے اسکو قتل کر دیا۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ اگر مراد یہ ہے کہ فی الفور اسی وقت داخل ہو تو جنت سے مراد کوئی خاص جگہ ہے جو جنت کے متصل ہوگی کیونکہ جنت میں جانے کے بعد پھر اس سے نکلنا نہیں ہو سکتا اور حشر و نشر یقیناً جنت سے باہر ہے جس میں تمام مخلوق حاضر ہوگی اور اگر اس سے مقصود محض بشارت سنانا ہے کہ تو وقت معین پر جنت میں داخل ہونے کا مستحق ہے تو خود جنت بھی مراد لینا صحیح ہے

ف۳ کیونکہ ان کا ہلاک کرنا زیادہ جمعیت پر موقوف نہ تھا اس سے جنگ بدر میں کفار کے مقابلہ کے لئے ملائکہ کے نازل ہونے پر شبہ نہ کیا جائے کیونکہ اس آیت میں احتیاج کی نفی کرنا مقصود ہے یہ مطلب نہیں کہ دوسری حکمتوں سے بھی فرشتوں کا نزول نہ ہوگا سو ممکن ہے کہ اس قصہ میں نزول ملائکہ کے لئے کوئی حکمت مقتضی نہ ہو اور جنگ بدر میں حکمت ہو اور احتیاج تو کسی وقت بھی نہ تھی۔

رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٠﴾ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ

نہیں آتا مگر کہ وہ اس کی ہنسی اڑاتے ہیں کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ کس قدر

اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٣١﴾

ہم ہلاک کر چکے ان سے پہلے کہ وہ ان کی جانب لوٹ کر نہیں آتے

وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿٣٢﴾ ع وَاٰيَةٌ

ع ٢ / ٢٠ / ١

اور جتنے بھی ہیں سب کے سب ہمارے حضور میں حاضر کئے جائیں گے۔ اور ایک نشانی انکے لئے

لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا

مردہ زمین ہے۔ کہ ہم نے اس کو زندہ کیا اور نکالا اس میں سے اناج

حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ

تو اس میں سے وہ کھاتے ہیں۔ اور ہم نے پیدا کئے اس میں باغ کھجوروں

وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿٣٤﴾ لِيَاْكُلُوْا مِنْ

اور انگوروں کے اور بہائے اس میں چشمے تاکہ کھائیں اس کے پھلوں میں سے

ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ سُبْحٰنَ

اور یہ پھل ان کے ہاتھوں نے نہیں بنائے۔ تو کیا یہ لوگ شکر نہیں کرتے ف پاک ذات ہے

الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ

جس نے پیدا فرمائے جوڑے ہر چیز کے اس قسم میں سے جو زمین اُگاتی ہے اور خود ان کی قسم

اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚ نَسْلَخُ

میں سے اور ان چیزوں سے جن کو وہ جانتے نہیں اور ایک نشانی ان کے لئے رات ہے کہ ہم اس سے کھینچ لیتے ہیں

خلاصہ رکوع ۲

گاؤں والوں کو مثال ذکر کی گئی کہ انہوں نے قاصدوں کی دعوت کو رد کیا اور اہل صالح کی تقریر کو ذکر فرمایا گیا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا انعام اور قوم سے ہمدردی کو ذکر کر کے کفر و ظلم کی سزا سنائی گئی۔ اقوام سابقہ کی ہلاکت پر حسرت اور روز محشر تمام مجرمین کا اللہ کے ہاں اجتماع ذکر فرمایا گیا۔

ف غافلوں کیلئے تنبیہ:

غافل انسان کو اس پر متنبہ کیا ہے کہ ذرا اپنے کام اور محنت میں غور کر کہ تیرا کام اس باغ و بہار میں اس کے سوا کیا ہے کہ تو نے زمین میں بیج ڈال دیا، اس پر پانی ڈال دیا، زمین کو نرم کر دیا کہ نازک کونپل نکلنے میں رکاوٹ پیدا نہ ہو، مگر اس بیج میں سے درخت اُگانا، درخت پر پتے اور شاخیں نکلنا پھر اس پر طرح طرح کے پھل پیدا کرنا ان سب چیزوں میں تیرا کیا دخل ہے، مثلاً پھلوں سے طرح طرح کے حلوے، اچار چٹنی، تیار کرنا اور بعض پھلوں سے تیل وغیرہ نکالنا جو انسانی کسب و عمل کا نتیجہ ہے، اس کا حاصل یہ ہوگا کہ یہ پھل جو قدرت نے بنائے ہیں بغیر کسی کسب و عمل اور انسانی تصرف کے بھی کھانے کے قابل بنائے گئے ہیں اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے یہ سلیقہ بھی دیا ہے کہ ایک ایک پھل سے طرح طرح کی خوش ذائقہ اور مفید چیزیں تیار کر لے۔ (معارف مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ)

۷ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا

دن کو۔ پس یکا یک وہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں اور سورج چلا جا رہا ہے اپنی ٹھہری ہوئی راہ پر!

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ

یہ اندازہ ہے زبردست باخبر کا اور چاند کے لئے ہم نے مقرر کر دیں منزلیں

حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ

یہاں تک کہ پھر ہو گیا جیسے پرانی ٹہنی نہ سورج ہی سے یہ ہوسکتا ہے

لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ

کہ وہ آ پکڑے چاند کو اور نہ رات ہی آگے بڑھ سکتی ہے دن سے اور سب گھیرے میں

فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ

تیر رہے ہیں ؎۱ اور ایک نشانی ان کے لئے یہ ہے کہ ہم نے اٹھا لیا ان کی نسل کو

فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾

بھری ہوئی کشتی میں اور ہم نے پیدا کیں ان کے لئے کشتی ہی کی مثل وہ چیزیں جن پر یہ سوار ہوتے ہیں

وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾

اور اگر ہم چاہیں تو ان کو غرق کر دیں پھر نہ کوئی ان کی فریاد کو پہنچے اور نہ وہ خلاص کئے جائیں

اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ

مگر ہم نے مہربانی فرمائی اپنی طرف سے اور فائدے پہنچائے ایک وقت تک اور جب ان سے کہا جاتا ہے

اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾

کہ ڈرو اس (عذاب) سے جو تمہارے آگے ہے اور جو تمہارے پیچھے ہے شاید تم پر رحم فرمایا جاوے

؎۱ سبحان اللہ! کیا یہ قرآن کریم کا اعجاز نہیں ہے کہ وہ سیاروں کے اپنے اپنے مدار میں "تیرنے" کی خبر چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ پہلے اس وقت دے رہا ہے جب عام نظریہ یہ تھا کہ سورج زمین کے گرد گھوم رہا ہے اور جس حقیقت کو پانے میں انسان کو صدیاں لگی ہیں اس کو بیسویں صدی میں دریافت کر کے انسان حیرت میں ڈوبا ہوا ہے۔

سورہ فاطر کی آیت میں تو سیاروں کے درمیان قوت کشش کے معجزانہ توازن کا ذکر بھی کر دیا کہ یہ اللہ ہی کی قدرت ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو ایک بہت ہی نازک نپے تلے نظام کے تحت اپنے موجودہ مقام، موجودہ حالت اور موجودہ نظام سے ہٹنے سے روکا ہوا ہے۔

دو امریکی ماہرین ارضیات فرینک پریس اور ریمنڈ سیور کا یہ بیان ملاحظہ ہو۔

"اور زمین کا سائز ٹھیک اتنا ہے جتنا ہونا چاہئے۔ نہ ضرورت سے بڑا نہ چھوٹا۔ اگر ذرا چھوٹا ہوتا تو زمین کی فضا خلاؤں میں غائب ہو جاتی کیونکہ اس کی کشش ثقل اس کو نہ روک سکتی (کم ہونے کی وجہ سے) اور نہ اتنا بڑا کہ اس کی بڑھتی ہوئی کشش ثقل زندگی کی ضرورت سے زیادہ فضا کو اپنے اندر روک لیتی جو زندگی کیلئے خطرناک ہوتی"۔ (قرآن اور سائنسی انکشافات)

خاصیت: آیت ۳۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ ءَايَةٍ مِّنْ ءَايَٰتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا۟ عَنْهَا

اوران کے پاس نہیں آتی کوئی نشانی اُن کے پروردگار کی نشانیوں میں سے مگر کہ یہ اس سے منہ ہی

مُعْرِضِينَ ﴿۴۶﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنفِقُوا۟ مِمَّا رَزَقَكُمُ ٱللَّهُ

پھیرتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس میں سے خرچ کرو جو تم کو اللہ نے دیا ہے

قَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لِلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَنُطْعِمُ مَن لَّوْ يَشَآءُ

تو کافر کہتے ہیں مسلمانوں سے کہ کیا ہم ایسے کو کھلائیں کہ اللہ چاہتا

ٱللَّهُ أَطْعَمَهُۥٓ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِى ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ﴿۴۷﴾ وَيَقُولُونَ

تو اس کو کھلا دیتا ف پس تم لوگ تو صریح گمراہی میں پڑے ہوئے ہو اور کہتے ہیں

مَتَىٰ هَٰذَا ٱلْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿۴۸﴾ مَا يَنظُرُونَ

کہ کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو؟ پس وہ لوگ

إِلَّا صَيْحَةً وَٰحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ﴿۴۹﴾ فَلَا

ایک سخت آواز کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ ان کو آ پکڑے اور وہ باہم لڑ جھگڑ رہے ہوں پھر نہ

يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَآ إِلَىٰٓ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ﴿۵۰﴾ وَنُفِخَ فِى

کچھ وصیت ہی کر سکیں گے اور نہ اپنے اہل کی طرف واپس جائیں گے اور صور پھونکا جائے گا تو وہ

ٱلصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ ٱلْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ﴿۵۱﴾

ایک دم سے قبروں سے (نکل کر) اپنے پروردگار کی طرف دوڑ پڑیں گے کہیں گے کہ ہائے ہماری

قَالُوا۟ يَٰوَيْلَنَا مَنۢ بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا ۜ هَٰذَا مَا وَعَدَ ٱلرَّحْمَٰنُ

کم بختی کس نے اٹھا دیا ہم کو ہماری خواب گاہ سے؟ یہ وہ ہے جس کا وعدہ فرمایا رحمٰن نے

ف مال خرچ کرنے کا حکم:
خدانے جوامیروں کوفقیروں پرخرچ کرنیکا حکم دیا ہے سواس کا مطلب یہ ہے کہ اے میرے بندو میں نے تم کو جو مال ودولت دیا ہے اس کا اصل مالک میں ہوں میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ تم میری اس دی ہوئی دولت کا کچھ حصہ میرے غریب بندوں کی مدد میں خرچ کرو۔

سببِ نزول:
روایت کیا گیا کہ صدیق اکبرؓ مسلمان مسکینوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے، اتفاق سے ابوجہل آپ کو مل گیا اور کہنے لگا کہ اے ابوبکر کیا تمہارا یہ زعم ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے کھانا کھلانے پر قادر ہے۔ ابوبکر نے کہا ہاں وہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ انکے کھلانے پر قادر ہے ابوجہل نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ اللہ نے انکو بھوکا رکھا اور کھانے کو نہیں دیا، ابوبکر صدیق نے کہا کہ یہ اللہ کی طرف سے امتحان اور آزمائش ہے کسی قوم کو اللہ نے فقر سے آزمایا اور کسی قوم کو اللہ نے مالداری سے آزمایا اور فقراء کو صبر کا حکم دیا اور دولتمندوں کو شکر اور جود وکرم کا حکم دیا ابوجہل نے کہا اے ابوبکر خدا کی قسم تو خالص گمراہی میں سے ہے کیا تیرا یہ گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان فقیروں کو کھانا کھلانے پر قادر ہے اور باوجود قدرت کے پھر انکو کھانا نہیں دیتا اور پھر تو انکو کھانا کھلاتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ واذا قیل لہم انفقوا الی قولہ اور یہ آیت نازل ہوئی الی آخر الآیات تفسیر قرطبی (معارف کاندھلوی)

ع ۱۸/۲

خلاصہ رکوع ۳
بعث بعد الموت کی دلیل قدرت الٰہی کے عجیب کرشمے اور انقلاب جہاں اور چاند کی منازل کو ذکر کرکے فرمایا گیا چاند سورج حکم الٰہی سے بغاوت نہیں کرسکتے۔ نقل وحمل کے وسائل کا رحمت ہونا اور منکرین کی بے پرواہی اور مشرکین کی حمایت کو ناگہاں قیامت کا منظر ذکر فرمایا گیا۔

وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً

اور سچ کہا تھا پیغمبروں نے یہ (صور) بس ایک سخت آواز ہوگی

فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ

تو یک دم وہ سب کے سب ہمارے حضور میں حاضر کئے جائیں گے پس آج کے دن ظلم

نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ اَصْحٰبَ

نہ ہوگا کسی شخص پر کچھ اور تم اس کے موافق سزا پاؤ گے جو کچھ کہ کرتے تھے بیشک جنتی

الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ

لوگ آج ایک شغل میں خوش ہیں وہ اور ان کی بیبیاں

فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ

سایوں میں تختوں پر تکیے لگائے ہوئے (بیٹھے) ہیں ان کے لئے جنت میں میوے ہیں اور ان

وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿۵۸﴾

کے لئے (موجود) ہے جو مانگیں سلام کہا جائے گا پروردگار مہربان کی طرف سے۔ ف۱

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ

اور (ہم فرمائیں گے) کہ الگ ہو جاؤ آج اے گنہگارو! کیا میں نے حکم نہ بھیجا تھا تمہاری طرف

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ

اے اولاد آدم کہ نہ پوجیو شیطان کو بیشک وہ تمہارا کھلا

مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾

دشمن ہے اور یہ کہ میری عبادت کرنا یہی سیدھا راستہ ہے ف۲

ف۱ دیدار الٰہی:

ابن ماجہ ابن ابی الدنیا اجری اور دار قطنی نے حضرت جابرؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل جنت اپنے عیش میں ہوں گے اسی اثناء میں ایک نوران پر جلوہ انداز ہوگا اہل جنت سر اٹھا کر دیکھیں گے تو اوپر سے باری تعالیٰ جلوہ ذاتا نظر آئے گا اور فرمائے گا اہل جنت تم پر سلام ہو یہی (بیان ہے آیت) سلٰمٌ قولاً من رب رحیم (میں) حضور نے فرمایا اہل جنت اس کی طرف دیکھیں گے اور وہ اہل جنت کا نظارہ کرے گا ایسی حالت میں جنت والے کسی اور چیز کی طرف گوشہ چشم سے بھی نہیں دیکھیں گے، اسی کی طرف دیکھتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ خود اوٹ کر لے گا لیکن اس کا نور اور برکت ان کے گھروں میں باقی رہے گی۔ سیوطی نے کہا اللہ کا جھانکنا حلول اور مکان سے پاک ہے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ جہنم کی سرزنش:

ابن جریر میں ہے کہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے حکم سے جہنم اپنی گردن نکالے گی جس میں سخت اندھیرا ہوگا اور بالکل ظاہر ہوگی وہ بھی کہے گی اے انسانو! کیا اللہ تعالےٰ نے تم سے یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا؟ وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے اور میری عبادت کرنا یہ سیدھی راہ ہے اس نے تم میں سے اکثر کو گمراہ کر دیا کیا تم سمجھتے نہ تھے؟ اے گنہگارو! آج تم جُدا ہو جاؤ اس وقت نیک و بد الگ الگ ہو جائیں گے ہر ایک گھٹنوں کے بل گر پڑے گا ہر ایک کو اس کے نامۂ اعمال کی طرف بلایا جائے گا آج وہی بدلہ پاؤ گے جو کر کے آئے ہو۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ﴿٦٢﴾

اور شیطان نے گمراہ کر دیا تم میں سے بہتیری مخلوق کو۔ تو کیا تم عقل نہیں رکھتے تھے

هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٦٣﴾ اصْلَوْهَا الْيَوْمَ

یہ وہ دوزخ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ اس میں داخل ہو آج اس کی سزا ان میں

بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٦٤﴾ الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا

جو تم کفر کرتے تھے۔ آج ہم مہر لگا دیں گے ان کے مونہوں پر اور ہم سے کلام کریں گے

أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ

ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے ان کے پاؤں ان (اعمال) کی جو وہ کماتے تھے اور اگر

نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّىٰ

ہم چاہیں تو ملیا میٹ کر دیں ان کی آنکھیں پھر یہ دوڑیں رستہ کی طرف تو کہاں سے

يُبْصِرُونَ ﴿٦٦﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فَمَا

دیکھیں اور اگر ہم چاہیں تو ان کو مسخ کر دیں ان کی جگہ پر پھر یہ

اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ ﴿٦٧﴾ ع وَمَن نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ

نہ آگے چل سکیں اور نہ پیچھے پھریں اور جس کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں اس کو اوندھا

فِي الْخَلْقِ ۖ أَفَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ

کر دیتے ہیں خلقت میں ف۱ تو کیا یہ سمجھتے نہیں۔ ف۲ اور ہم نے اس پیغمبر کو نہیں سکھایا شعر کہنا

وَمَا يَنبَغِي لَهُ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ ﴿٦٩﴾

اور نہ یہ اس کو زیبا ہے! بس وہ تو ایک نصیحت اور صاف قرآن ہے تاکہ ڈراوے

ف۱ طبعی حالت سے مراد سمجھنے اور سننے اور دیکھنے اور نشوونما پانے غذا وغیرہ ہضم کرنے کی قوتیں اور رنگ و روغن اور حسن و جمال وغیرہ ہیں اور الٹا کرنے سے مراد ان کو بدل دینا اور قوت کے بعد ضعیف اور حسن کے بعد بدصورت کر دینا ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ بڑھاپے میں انسان کی تمام قوتیں پستی کی طرف مائل ہو جاتی ہیں اسی پر مسخ وغیرہ کو قیاس کرنا چاہئے کیونکہ وہ بھی ایک قسم کا تغیر ہے کامل سے ناقص کی طرف۔

ف۲ یہ کفار جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت باطل کرنے کیلئے آپکو شاعر اور خیالی مضامین باندھنے والا کہتے ہیں یہ بالکل غلط ہے کیونکہ ہم نے آپکو خیالی مضامین مرتب کرنے کا علم نہیں دیا اور نہ آپ نے کسی سے یہ فن سیکھا ہے اور بدون تعلیم کے کوئی علم حاصل نہیں ہوتا اور تعلیم کی دو ہی صورتیں ہیں یا تو خدا سکھا دے (جس کو وہبی کہتے ہیں) یا بندے سکھا دیں اور شاعری کا فن آپ کو کسی نے نہیں سکھایا پس آپ اس سے بالکل پاک ہیں اور شعر کا اطلاق نظم ونثر دونوں پر ہوتا ہے کیونکہ شعر خیالی مضمون کو کہتے ہیں خواہ موزوں ہو یا نہ ہو

خلاصہ رکوع ۴

نفخ صور اور روز محشر میں انصاف کو ذکر فرمایا گیا۔ اہل جنت کا عیش ونشاط اور مجرمین کا مقام ذکر فرمایا گیا۔ انبیاء علیہم السلام کی دعوت اور شیطانی گمراہی کے سلسلہ میں انسان کی نالائقی کو ذکر کیا گیا۔ خدائی عدالت کے گواہ اور دنیا میں اللہ کی طرف سے مہلت کو ذکر فرمایا گیا۔ ع ۴ ۱۷ ۳

لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۰﴾

اس شخص کو جس میں جان ہو اور ثابت ہو جائے حجت کافروں پر ف۱ کیا

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا

انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم نے پیدا کیا ان کے لئے اپنے دست (قدرت کی بنائی ہوئی) چیزوں

فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ

میں سے چوپاؤں کو تو وہ لوگ ان کے مالک ہیں اور ہم نے ان چوپایوں کو ان کا مطیع بنا دیا تو

وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا

ان میں سے کوئی ان کی سواری ہے اور کسی کو کھاتے ہیں اور ان کے ان میں بہتیرے فائدے اور

يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ

پینے کی چیز ہے پھر وہ کیوں نہیں شکر کرتے۔ ف۲ اور انہوں نے بنائے اللہ کے سوا دوسرے معبود

يُنْصَرُوْنَ ﴿۷۴﴾ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ

کہ شاید ان کو مدد پہنچی وہ ان کی مدد نہ کر سکیں گے اور وہ بت ان بت پرستوں کے لشکر بن کر حاضر

مُّحْضَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ

کئے جائیں گے۔ تو تجھ کو ان کی بات غمگین نہ بنائے! ہم جانتے ہیں جو کچھ

وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۶﴾ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ

وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔ ف۳ کیا دیکھا نہیں آدمی نے کہ ہم نے اس کو پیدا کیا

نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۷﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا

نطفہ سے پھر یکایک وہ ہو گیا جھگڑالو ظاہر اور بیان کی ہمارے لئے مثال اور بھول گیا

ف۱ کیونکہ آپ اعلیٰ درجہ کے محقق ہیں مضامین صحیح اور حق بیان کرتے ہیں اور شاعری کی بنا محض تخیل پر ہوتی ہے اور ان دونوں میں منافات ہے اس لئے آپ کی باتیں شاعرانہ خیالات نہیں ہیں پھر شاعری پر آپ کی قدرت نہ ہونا یہ اعلیٰ درجہ کی نزاہت اور پاکی ہے حتیٰ کہ آپ کو نظم میں مہارت نہیں دی کیونکہ نظم میں اکثر خیالی مضامین ہوتے ہیں اور یوں کبھی کسی شعر کا نقل کر دینا کسی صحیح غرض سے یا بلا قصد کوئی کلام موزوں منہ سے نکل جانا یہ اس آیت کے خلاف نہیں۔

ف۲ **ملکیتِ اشیاء کی اصل علت عطاءِ حق ہے، نہ سرمایہ نہ محنت:**

آج کل نئے نئے معاشی ازموں اور نظریات میں یہ بحث چھڑی ہوئی ہے کہ تخلیق اشیاء اور ان کی ملکیت میں سرمایہ اور دولت اصل ہے، یا محنت، سرمایہ دارانہ نظام معیشت کے قائل دولت و سرمایہ کو اصل قرار دیتے ہیں اور سوشلزم اور کمیونزم والے محنت کو اصل علت تخلیق و ملکیت کی قرار دیتے ہیں، قرآن مجید کے اس فیصلے نے بتلا دیا کہ تخلیق اشیاء اور انکی ملکیت میں دونوں کا کوئی دخل نہیں، تخلیق کسی چیز کی انسان کے قبضہ میں نہیں، وہ براہ راست حق تعالیٰ کا فعل ہے اور عقل کا تقاضا ہے کہ جو کسی چیز کو پیدا کرے وہی اسکا مالک بھی ہو، اس طرح اصل اور حقیقی ملکیت اشیائے عالم میں حق تعالیٰ کی ہے، انسان کی ملکیت کسی بھی چیز میں صرف اللہ تعالیٰ کے عطا کرنے سے ہو سکتی ہے اللہ نے اشیاء کی اثباتِ ملکیت اور انتقالِ ملکیت کا قانون اپنے پیغمبروں کے ذریعے نازل فرما دیا ہے اس قانون کیخلاف کوئی کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا۔ (معارف مفتی اعظم)

ف۳ عاص بن وائل ایک بوسیدہ ہڈی لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کو چٹکی میں مل کر کہنے لگا کہ کیا ایسی حالت کے بعد یہ پھر زندہ ہو گی آپ نے فرمایا ہاں اور تو دوزخ میں جائے گا۔

وَّنَسِیَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾

اپنی پیدائش کو۔ لگا کہنے کہ کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو حالانکہ وہ گل گئی ہوں گی۔

قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ

کہہ دے کہ ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے ان کو پیدا کیا تھا پہلی مرتبہ اور وہ سب بنانا

عَلِيْمُۨ ﴿۷۹﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا

جانتا ہے جس نے پیدا کر دیا تمہارے لئے سبز درخت سے آگ کو

فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ

پھر اب تم اس سے سلگاتے ہو ۱؎ کیا وہ ذات جس نے پیدا کیا

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ڳ

آسمانوں اور زمین کو اس بات پر قادر نہیں کہ پیدا کر دے ان کی مانند؟

بَلٰى ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۱﴾ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَـيْـــــًٔا اَنْ

ہاں ضرور قادر ہے اور وہی پیدا کرنے والا جاننے والا ہے۔ ۲؎ بس اس کا فرمان جب وہ چاہے

يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ

کسی چیز کو (پیدا کرنا) یہی ہے کہ اس کو فرما دے ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔ سو پاک ہے وہ ذات

مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع

جس کے ہاتھ میں حکومت ہے ہر شئے کی اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

سُوْرَةُ الصّٰفّٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَانِ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ صافات مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو بیاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

۱؎ آگ کا درخت:
حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا دو قسم کے درخت ہیں ایک کو مرخ کہا جاتا ہے اور دوسرے کو عفار دونوں درختوں کی مسواک کی دو ہری شاخیں اتنی ہری کہ ان سے پانی ٹپکتا ہو کاٹ لی جائیں پھر مرخ کو عفار سے رگڑا جائے تو ان سے آگ نکلتی ہے عرب کہتے ہیں ہر درخت میں آگ ہے اور مرخ عفار میں گھس جاتی ہے علماء کہتے ہیں سواء عناب کے ہر درخت میں آگ ہے۔

۲؎ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ کہتے سنا کہ گذشتہ امتوں میں سے ایک شخص پر موت آئی جو بدعمل تھا اس نے اپنے اہل و عیال کو جمع کر کے وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو لکڑیوں کا ایک بڑا انبار جمع کرنا اور پھر اس میں آگ لگانا جب آگ خوب تیز ہو جائے تو مجھ کو اس میں ڈال کر جلا دینا یہاں تک کہ جب میرا گوشت پوست سب کوئلہ ہو جائے تو اسکو باریک پیس کر آدھا خشکی میں اور آدھا سمندر میں اڑا دینا اسکے اہل و عیال نے حسب وصیت اسکی راکھ کو ہوا میں اڑا دیا اللہ تعالےٰ نے بحر و بر کو حکم دیا کہ اسکی راکھ کے ذرات کو جہاں جہاں ہوں جمع کر کے حاضر کریں جب وہ ذرات جمع ہو گئے تو اللہ نے انکو زندہ ہو جانیکا حکم دیا اس طرح سے وہ شخص دوبارہ زندہ ہو کر موجود ہو گیا اللہ عزوجل نے اس سے پوچھا کہ یہ حرکت تو نے کیوں کی، اس نے عرض کیا کہ اے پروردگار میں نے یہ حرکت تیرے خوف کی وجہ سے کی اور تو اندرون حال کو خوب جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔ (رواہ احمد)

ع ۵ ۱۶

خلاصہ رکوع ۵
زندگی کے مختلف مراحل کا پیغام اور حقانیت قرآن کو ذکر فرمایا گیا۔ بتایا گیا کہ اشیاء کی ملکیت اعطاء حق ہے نہ کہ سرمایہ و محنت، منکرین کی ناشکری کے سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی فرمائی گئی۔ انسانی تخلیق کی ابتدا اور دوبارہ زندہ کئے جانیکے دلائل ذکر فرمائے گئے۔

خاصیت: آیت ۷۸ تا ۸۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿۲﴾ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ﴿۳﴾ اِنَّ

قسم ہے صف باندھنے والوں کی قطار ہو کر پھر ڈانٹنے والوں کی جھڑک کر پھر ذکر کی تلاوت کرنے

اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ﴿۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

والوں کی ف۱ کہ بیشک تمہارا معبود ایک ہے پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ کہ ان میں ہے

وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿۵﴾ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ

سب کا اور پروردگار مشرقوں کا ہم نے آراستہ کیا ہے آسمان دنیا کو ایک زینت

الْكَوَاكِبِ ﴿۶﴾ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ﴿۷﴾ لَا يَسَّمَّعُوْنَ

یعنی ستاروں سے۔ اور محفوظ کر رکھا ہے ہر شیطان سرکش سے کہ وہ کان بھی نہیں لگا سکتے

اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ﴿۸﴾

اوپر کی مجلس کی طرف اور پھینکے جاتے ہیں (ان کی جانب شہاب) ہر طرف سے

دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ﴿۹﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ

بھگانے کے لئے ف۲ اور انکے لئے عذاب دائم ہے مگر ہاں جو اچک لے گیا جھپا کے سے

فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا

پھر اس کے پیچھے لگا چمکتا ہوا انگارہ۔ اب ان سے پوچھ کہ ان کا بنانا زیادہ مشکل ہے

اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ۭ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾

یا وہ جو ہم نے پیدا فرمائے۔ ہم ہی نے ان کو پیدا کیا چپکتی ہوئی مٹی سے۔ ف۳

ف۱ سورت کے مضامین: یہ سورت مکی ہے، اور دوسری مکی سورتوں کی طرح اس کا بنیادی موضوع بھی ایمانیات ہیں اور اس میں توحید، رسالت اور آخرت کے عقائد کو مختلف طریقوں سے مدلل کیا گیا ہے، اسی ضمن میں مشرکین کے عقائد کی تردید بھی ہے، اور آخرت میں جنت و دوزخ کے حالات کی منظر کشی بھی، جو عقائد تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت میں شامل رہے۔

ف۲ شیاطین کی اس حالت کے بیان کرنے سے شرک کا ابطال ہو گیا کہ جن شیطانوں کو تم خدا کا شریک قرار دیتے ہو وہ اس درجہ ذلیل و خوار ہیں کہ عالم بالا تک ان کو رسائی تو میسر ہے نہیں اس سے زیادہ قدر و منزلت ان کی کیا ہوگی پھر وہ خدائی کے مستحق کب ہو سکتے ہیں نیز اس سے رسالت محمدیہ کے صحیح ہونے پر بھی اشارہ ہو گیا کہ اس قرآن میں کہانت کا احتمال نہیں کیونکہ اب شیاطین آسمان کی خبریں نہیں سن سکتے اور یہ بات کاہنوں کی زبانی بھی عام لوگوں کو معلوم ہو گئی تھی کاہن خود اقرار کرتے تھے کہ اب شیاطین پہلے کی طرح ہمارے پاس آسمانی خبریں نہیں لاتے۔

ف۳ یعنی آدم علیہ السلام کو اسی معمولی مٹی سے پیدا کیا ہے جس میں نہ کچھ قوت ہے نہ سختی اور انسان جو اس سے بنا ہے وہ بھی زیادہ قوی اور سخت نہیں پس جب ہم مضبوط اور سخت چیزوں کے پیدا کرنے پر قادر ہیں تو کمزور اور نرم چیز کے دوبارہ پیدا کرنے پر کیوں نہ قدرت ہوگی مگر باوجود ایسی واضح دلیل کے بھی یہ لوگ قیامت کے قائل نہیں ہوتے۔

خاصیت: آیت ۱ تا ۱۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا

بلکہ تو نے تعجب کیا اور وہ ہنستے ہیں اور جب ان کو سمجھایا جاتا ہے تو سوچتے نہیں اور جب

رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾

کچھ نشانی دیکھتے ہیں تو ہنسی اڑاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ بس یہ تو کھلا جادو ہے کیا جب ہم مر جائیں گے

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا

اور ہو جائیں گے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم پھر اٹھا کھڑے کئے جائیں گے۔ اور کیا ہمارے باپ دادا (بھی)؟

الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ

کہہ دے کہ ہاں تم ذلیل ہوؤ گے سو وہ تو بس ایک جھڑکی ہے پھر

وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا

یک دم وہ دیکھنے لگیں گے اور کہیں گے کہ ہائے ہماری خرابی یہ تو

يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۲۰﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ

روز جزا ہے۔ (کہا جائے گا) یہی وہ فیصلہ کا دن ہے جس کو تم

تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا

جھٹلایا کرتے تھے۔ (اور فرشتوں کو حکم ہو گا کہ) جمع کرو ستم گاروں کو

يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾

اور ان کے ہمراہیوں کو اور جن کی یہ پرستش کیا کرتے تھے اللہ کے سوا سب کو پھر ان کو چلاؤ دوزخ کے

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾

رستے اور انکو کھڑا رکھو ان سے سوالات کئے جائیں گے ۱ تم کو کیا ہوا کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔

---

۱ جہنم کے سات پل

ابن ابی حاتم نے ایقع بن عبداللہ کلاعی کا بیان نقل کیا ہے کہ جہنم کے سات پل ہیں، راستہ سب پلوں پر سے گذرتا ہے، پہلے پل کے پاس لوگوں کو روک لیا جائے گا اور (ملائکہ) کہیں گے ان کو روک لو ان سے پوچھ گچھ کی جائے گی، چنانچہ نماز کے متعلق باز پرس کی جائے گی، نتیجہ میں جو ہلاک ہونیوالے ہیں ہلاک ہوجائیں گے (دوزخ میں گرا دیے جائیں گے) اور جو نجات پانے والے ہیں وہ نجات پا جائیں گے، دوسرے پل پر پہنچ کر امانت کے متعلق دریافت کیا جائے گا کہ امانت میں خیانت کی تھی یا پوری پوری ادا کی تھی، اس کے نتیجے میں جو لوگ ہلاک ہونیوالے ہیں ہلاک ہو جائیں گے اور جو نجات پانیوالے ہیں نجات پا جائیں گے، پھر تیسرے پل پر پہنچیں گے تو قرابت داری کے متعلق سوال کیا جائے گا کہ رشتہ قرابت توڑ دیا تھا یا جوڑے رکھا تھا اس کے نتیجہ میں ہلاک ہونے والے ہلاک ہو جائیں گے اور نجات پانے والے نجات پا جائیں گے، راوی نے کہا اس روز رحم (رشتہ قرابت) ہوا میں معلق ہوگا اور کہے گا اے اللہ جس نے مجھے جوڑے رکھا اس کو تو بھی جوڑے رکھ، اور جس نے مجھے کاٹا اس سے تو بھی تعلق منقطع کرلے۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱

قسموں کے بعد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ذکر فرمایا گیا۔ حفاظت وحی کے سلسلہ میں شیطانی تلبیس کی روک تھام کو ذکر کیا گیا۔ انسانی تخلیق اور کفار کی ہٹ دھرمی کو ذکر فرمایا گیا۔

بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى

کوئی نہیں وہ آج گردن جھکائے ہوئے ہیں اور متوجہ ہو گا ایک دوسرے پر

بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ

لگے باہم پوچھ گچھ کرنے کہیں گے تم ہی تو تھے کہ ہمارے پاس آتے تھے داہنی

الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَمَا كَانَ لَنَا

جانب سے وہ کہیں گے کوئی نہیں بلکہ تم ہی ایمان لانے والے نہ تھے اور ہمارا تم پر

عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ

کچھ زور تو تھا نہیں بلکہ تم لوگ خود سرکش تھے تو ثابت ہو گیا ہم پر ہمارے پروردگار

عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا

کا قول بیشک ہم کو مزہ چکھنا ہے پھر ہم نے تم کو گمراہ کیا بیشک ہم

غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

خود گمراہ تھے ف۱ پس وہ اس دن عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے

اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا

ہم ایسا ہی کیا کرتے ہیں گنہگاروں کے ساتھ بیشک وہ ایسے تھے جب

قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا

ان سے کہا جاتا تھا کہ کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا تو تکبر کرتے اور کہتے تھے کیا

لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۭ﴿۳۶﴾ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ

ہم چھوڑ دیں گے اپنے بتوں کو ایک شاعر دیوانہ کے باعث؟ کوئی نہیں وہ تو لایا ہے دین برحق

ف۱ جھوٹے معبودوں کی بیزاری:
یعنی خود تو ایمان لائے ہم پر الزام رکھتے ہو۔ ہمارا تم پر کیا زور تھا جو دل میں ایمان نہ گھسنے دیتے تم لوگ خود ہی عقل وانصاف کی حد سے نکل گئے کہ بے لوث ناصحین کا کہنا نہ مانا اور ہمارے بہکائے میں آ گئے اگر عقل وفہم اور عاقبت اندیشی سے کام لیتے تو ہماری باتوں پر کبھی کان نہ دھرتے۔ رہے ہم سو ظاہر ہے خود گمراہ تھے، ایک گمراہ سے بجز گمراہی کی طرف بلانے کے اور کیا توقع ہو سکتی ہے ہم نے وہ ہی کیا جو ہمارے حال کے مناسب تھا لیکن تم کو کیا مصیبت نے گھیرا تھا کہ ہمارے چکموں میں آ گئے۔ بہر حال جو ہونا تھا ہو چکا۔ خدا کی حجت ہم پر قائم ہوئی اور اس کی وہ ہی بات
لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ
ثابت ہو کر رہی آج ہم سب کو اپنی اپنی غلط کاریوں اور بدمعاشیوں کا مزہ چکھنا ہے۔

تکبر کا نقصان:
یعنی اُن کا کبر وغرور مانع ہے کہ نبی کے ارشاد سے یہ کلمہ (لا الہ الا اللہ) زبان پر لائیں جس سے اُن کے جھوٹے معبودوں کی نفی ہوتی ہے خواہ دل میں اُسے سچ ہی سمجھتے ہوں۔ (تفسیر عثمانی)

وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾

اور اس نے تصدیق کی تمام پیغمبروں کی۔ ف۱ بیشک تم کو چکھنا ہے دردناک عذاب

وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ

اور بس تم اسی کے موافق سزا پاؤ گے جو تم کرتے تھے۔ مگر اللہ کے چنے ہوئے

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ

بندے یہ لوگ ہیں ان کے لئے مقرر رزق ہے میوے! اور ان کو

وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰى سُرُرٍ

عزت دی جائیگی ف۲ نعمت کے باغوں میں تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے ہوں گے ان پر دور

مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۴﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾

چلایا جائے گا لطیف شراب کے جام کا سفید رنگ لذت دینے والی پینے

بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ

والوں کے لئے وہی شراب ایسی ہے کہ نہ اس میں چکر آتا ہے اورنہ وہ

عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿۴۸﴾

اس سے بہکیں گے اور ان کے پاس نیچی نگاہ بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں بیٹھی ہوں گی ف۳

كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى

گویا (شترمرغ کے) انڈے ہیں پردوں میں چھپے ہوئے۔ پھر ایک دوسرے کی

بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ

طرف منہ کر کے پوچھا پاچھی کریں گے کہے گا ان میں سے ایک کہنے والا کہ میرا

ف۱ یعنی ایسے اصول بتلاتے ہیں جن میں سب رسول متفق ہیں پس وہ اصول حق ہیں کیونکہ ان کے حق ہونے پر بہت دلائل قائم ہیں ان کو خیال بندی کہنا غلط ہے اور حق بات کا بیان کرنا جنون بھی نہیں ہوسکتا۔

ف۲ نکتہ:

امام رازیؒ نے اسی "فواکہ" کے لفظ سے یہ نکتہ نکالا ہے کہ جنت میں جتنی غذائیں دی جائیں گی وہ سب لذت بخشنے کے لئے دی جائیں گی، بھوک کی حاجت رفع کرنے کیلئے نہیں، اس لئے کہ جنت میں انسان کو حاجت کسی چیز کی نہیں ہوگی، وہاں اسے اپنی زندگی برقرار رکھنے یا حفظانِ صحت کے لئے بھی کسی غذاء کی ضرورت نہیں ہوگی، ہاں خواہش ہوگی، اس خواہش کے پورے ہونے سے لذت حاصل ہوگی، اور جنت کی تمام نعمتوں کا مقصد لذت عطا کرنا ہوگا (تفسیر کبیر) (معارف مفتی اعظم)

ف۳ نگاہیں نیچی رکھنے والی:

علامہ ابن جوزیؒ نے نقل کیا ہے کہ یہ عورتیں اپنے شوہروں سے کہیں گی: "میرے پروردگار کی عزت کی قسم! جنت میں مجھے تم سے بہتر کوئی نظر نہیں آتا جس اللہ نے مجھے تمہاری بیوی اور تمہیں میرا شوہر بنایا تمام تعریفیں اسی کی ہیں۔" "نگاہیں نیچی رکھنے والی" کا ایک اور مطلب علامہ ابن جوزیؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ اپنے شوہروں کی نگاہیں نیچی رکھیں گی، یعنی وہ خود اتنی خوب صورت اور وفاشعار ہوں گی کہ انکے شوہروں کو کسی اور کی طرف نظر اٹھانے کی خواہش ہی نہ ہوگی (تفسیر زادالمسیر لابن جوزیؒ ص ۵۷، ۵۸ ج ۸) (معارف القرآن مفتی اعظم)

قَرِيْنٌ ۝۵۱ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ۝۵۲ ءَاِذَا مِتْنَا

ایک ہم نشین تھا (وہ طنز کے طور پر) کہا کرتا تھا کہ کیا تو بھی (قیامت کے) ماننے والوں میں سے ہے؟

وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ۝۵۳ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ

کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہو جائیں گے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم کو بدلا ملتا ہے؟ (پھر) وہ کہے گا کیا

مُّطَّلِعُوْنَ ۝۵۴ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ۝۵۵ قَالَ

تم جھانک کر دیکھو گے؟ پھر اس نے جھانکا تو اس کو دیکھا دوزخ کے بیچوں بیچ بول پڑا

تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ۝۵۶ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ

خدا کی قسم تو تو قریب ہی تھا کہ مجھ کو ہلاک کر ڈالے اور اگر میرے پروردگار کا فضل

مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ۝۵۷ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ۝۵۸ اِلَّا مَوْتَتَنَا

نہ ہوتا تو میں بھی انہیں میں ہوتا جو (عذاب میں) حاضر کئے گئے (کیا ہم جنتیوں کا یہ حال نہیں)

الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝۵۹ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ

کہ ہم کو مرنا نہیں۔ مگر اپنی پہلی بار مرنا (سو مر چکے) اور نہ ہم کو عذاب ہونا ہے بیشک یہی ہے

الْعَظِيْمُ ۝۶۰ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ۝۶۱ اَذٰلِكَ

بڑی کامیابی ایسی ہی (نعمت) کے لئے چاہیے کہ عمل کریں کرنے والے۔ بھلا یہ

خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ۝۶۲ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً

بہتر ہے مہمانی یا سینڈھ کا درخت؟ ہم نے اس کو بلا بنایا ہے

لِّلظّٰلِمِيْنَ ۝۶۳ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ۝۶۴

ظالموں کے لئے ۱؎ وہ ایک درخت ہے کہ نکلتا ہے دوزخ کی جڑ میں ۲؎

۱؎ یعنی وہ درخت آخرت میں تو ان کے لئے عذاب ہے ہی دنیا میں بھی امتحان کا سبب ہے کہ دیکھیں اس کو سن کر تصدیق کرتے ہیں یا جھٹلاتے اور دل لگی کرتے ہیں چنانچہ کفار تکذیب اور دل لگی سے پیش آئے کہنے لگے کہ زقوم تو مسکہ اور چھوارے کو کہتے ہیں وہ تو خوب مزیدار اور لذیذ چیز ہے لغت عرب میں زقوم کے ایک معنی یہ بھی ہیں مگر جب اس کے ساتھ شجر کا لفظ بڑھا دیا گیا اور بتلا دیا گیا کہ یہاں زقوم سے درخت مراد ہے تو اب اس احتمال کی بالکل گنجائش نہ رہی تھی مگر کفار کو تو محض شرارت مقصود تھی اور یہ بھی کہنے لگے کہ زقوم اگر درخت ہے تو دوزخ کی آگ میں درخت کیسے ہو سکتا ہے آگے اس کا جواب دیتے ہیں

۲؎ یعنی مسکہ اور چھوہارہ نہیں اور وہ خود آگ ہی میں پیدا ہوتا ہے اس لئے وہاں اس کا رہنا کچھ بعید نہیں جیسے سمندر جانور کہ آگ ہی میں پیدا ہوتا ہے اور آگ ہی میں رہتا ہے اس سے دونوں باتوں کا جواب ہو گیا۔

طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ ﴿٦٥﴾ فَإِنَّهُمْ لَآكِلُونَ

اس کے خوشے شیطانوں کے سر ہیں تو وہ کھائیں گے

مِنْهَا فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ﴿٦٦﴾ ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا

اس میں سے پھر اسی سے پیٹ بھریں گے پھر ان کے لئے اس کے

لَشَوْبًا مِنْ حَمِيمٍ ﴿٦٧﴾ ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ ﴿٦٨﴾

اوپر سے کھولتے ہوئے پانی کی ملونی ہے پھر ان کو لوٹ جانا ہے دوزخ کی جانب

إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ ﴿٦٩﴾ فَهُمْ عَلَىٰ آثَارِهِمْ

انہوں نے پایا اپنے باپ دادوں کو گمراہ سو وہ انہیں کے قدموں پر

يُهْرَعُونَ ﴿٧٠﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٧١﴾ وَلَقَدْ

دوڑتے ہیں اور گمراہ ہو چکے ہیں ان سے پہلے بہتیرے اگلے لوگ اور

أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُنْذِرِينَ ﴿٧٢﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

ہم نے بھیجے تھے ان میں ڈرانے والے اب دیکھ ان کا انجام کیسا ہوا

الْمُنْذَرِينَ ﴿٧٣﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿٧٤﴾ وَلَقَدْ نَادَانَا

جن کو ڈرایا گیا تھا مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے (بچ نکلے) اور ہم کو پکارا تھا

نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ﴿٧٥﴾ وَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ

نوح نے تو ہم کیسے دعا قبول فرمانے والے ہیں۔ اور ہم نے نجات دی اس کو اور اس کے

الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿٧٦﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ ﴿٧٧﴾

گھر والوں کو بڑی سختی سے اور ہم نے بنایا اس کی اولاد کو فقط ان ہی کو باقی رہ جانے والا ف ١

ف ١ ترمذی نے اس آیت کی تفسیر میں دو حدیثیں نقل کی ہیں اول یہ کہ نوح علیہ السلام کے تین بیٹے ہیں۔ سام حام یافث اور دوسری یہ کہ سام اہل عرب کے باپ ہیں اور حام اہل حبش کے اور یافث اہل روم کے اور بظاہر قرآن کی آیات سے طوفان کا تمام روئے زمین کے لئے عام ہونا معلوم ہوتا ہے اور ترمذی کی مذکورہ روایتوں سے بھی ظاہراً اسی کی تائید ہوتی ہے اور جمہور نے اسی کو اختیار کیا ہے اور اس صورت میں نوح علیہ السلام کی نبوت کے عام ہونے کا شبہ ہوتا ہے اس کا جواب سورۂ آل عمران کی آیت فلما احس عیسیٰ الخ کی تفسیر میں گزر چکا ہے اور ممکن ہے کہ اس وقت دنیا کی آبادی خاص اسی مقام تک محدود ہو جہاں نوح علیہ السلام تشریف رکھتے تھے اور اس سے نبوت کا عام ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ نبوت کا عام ہونا یہ ہے کہ جب زمین مختلف قوموں سے بکثرت آباد ہو ان سب کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہو ورنہ آدم علیہ السلام کی نبوت کا بھی عام ہونا لازم آئے گا۔

خلاصہ رکوع ٣

ع ٣ / ٥٣ / ٦

مشرکین کو جہنم کی وعید سنائی گئی اور روز محشر کفار کی ذلت اور معبودان باطلہ کی بیزاری کا ذکر فرمایا گیا۔ مخلص بندوں کو روز قیامت ملنے والی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا کہ وہ جنت میں کس طرح کامل لطف اندوزی میں رہیں گے۔ کفار کا انجام اور عبرت کیلئے اہل دوزخ کی مہمانی اور تکلیف دہ چیزوں کو ذکر کیا گیا۔

خاصیت : آیت ٧٦ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝۷۸ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ۝۷۹

اور ہم نے باقی رکھا (ذکر خیر) اس پر پچھلے لوگوں میں سلام ہے نوح پر سارے جہان والوں میں

اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝۸۰ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا

ہم اسی طرح جزا دیا کرتے ہیں نیکو کار بندوں کو۔ بیشک وہ ہمارے ایمان دار بندوں

الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۸۱ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝۸۲ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ

میں سے تھا پھر ہم نے غرق کر دیا دوسرے کو۔ اور اسی کی راہ چلنے والوں میں

لَاِبْرٰهِيْمَ ۝۸۳ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝۸۴ اِذْ قَالَ

ابراہیم تھا جب آیا اپنے پروردگار کے پاس بے عیب دل لے کر! جب اس نے کہا

لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ۝۸۵ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ

اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہ کس چیز کی عبادت کرتے ہو؟ کیا جھوٹ بنائے ہوئے معبودوں کو اللہ کے

اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ۝۸۶ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۸۷ فَنَظَرَ

سوا چاہتے ہو؟ تو تم نے کیا گمان کر رکھا ہے دنیا جہان کے پروردگار کو۔ پھر نگاہ کی

نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ۝۸۸ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ۝۸۹ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ

ایک نظر ستاروں میں پھر کہا کہ میں بیمار ہوں! ف۱ تو وہ لوگ اس سے لوٹ چلے

مُدْبِرِيْنَ ۝۹۰ فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝۹۱ مَا

پیٹھ پھیر کر۔ پھر ابراہیم چپکے سے جا گھسا ان بتوں میں۔ پھر بولا کہ کیا تم کھاتے نہیں؟

لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ۝۹۲ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ۝۹۳ فَاَقْبَلُوْٓا

تمہارا کیا حال ہے کہ تم بولتے نہیں پھر ان پر متوجہ ہوا داہنے ہاتھ سے مارتا ہوا پھر لوگ آئے ابراہیم کی

ف۱ ابراہیم علیہ السلام کا ستاروں کو دیکھنا قوم کو وہم میں ڈالنے کے لئے تھا کہ وہ چونکہ ستاروں کی تاثیر کے قائل تھے اس لئے یہ سمجھے کہ ان کو نجوم کا کوئی قاعدہ آتا ہوگا جس سے ستارہ کی رفتار دیکھ کر ان کو معلوم ہو گیا کہ میں تھوڑی دیر میں بیمار ہو جاؤں گا اور چونکہ وہ لوگ نجوم کے معتقد تھے اس لئے ان پر کچھ اصرار نہیں کیا اور ابراہیم کی غرض ستاروں کے دیکھنے سے وہی تھی جو شریعت میں محمود ہے یعنی آسمان کو دیکھ کر حق تعالیٰ کے کمال اور عظمت پر نظر کرنا (جس سے اشارۃً ان کو یہ بتلانا مقصود تھا کہ میں تمہارے بتوں کا قائل نہیں بلکہ اس خدا کو مانتا ہوں جس نے یہ آسمان اور ستارے پیدا کئے ہیں) اور بیمار ہونے کا یہ مطلب تھا (کہ مجھ کو میلہ میں جا کر تمہاری حرکتوں سے سخت کلفت ہوگی یا یہ) کہ میں آئندہ کبھی تو بیمار ہوں گا کیونکہ موت کا آنا یقینی ہے اور موت سے پہلے آدمی بیمار ہوا ہی کرتا ہے شبہ نہ کیا جائے کہ اس طرح ستاروں کو دیکھ کر جواب دینا ان لوگوں کی گمراہی کا سبب تھا کہ وہ ابراہیم کو بھی نجوم کا معتقد سمجھنے لگے ہوں گے جواب یہ ہے کہ وہ لوگ تو پہلے ہی سے گمراہ تھے سو تھوڑی دیر ان کا اور گمراہ رہنا اس لئے مضر نہیں تھا کہ آپ اس طریقہ سے آئندہ موقعہ پا کر ان سے صاف صاف مناظرہ کرنے والے تھے دوسرے آپ پہلے بھی ان سے بہت مناظرے کر چکے تھے جن سے وہ لوگ یہ جانتے تھے کہ آپ نجوم کے معتقد نہیں تو ان صاف اور صریح باتوں کے ہوتے ہوئے اس وہم کا کیا اثر ہو سکتا تھا۔ تیسرے آپ کا اصل مقصود اپنی جان چھڑانا تھا تاکہ آئندہ ان سے مناظرہ کر کے انکی حجت قطع کر دیں تو ایسی ضرورت میں ایسا وہمی ضرر قابل اعتبار نہیں ہوتا۔

اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَاللّٰهُ

طرف دوڑتے ہوئے ابراہیم نے کہا کیا تم ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو جو خود ہی تراشتے ہو۔

خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ

حالانکہ اللہ نے پیدا فرمایا تم کو اور ان چیزوں کو جو تم بناتے ہو۔ وہ لوگ باہم لگے کہنے کہ بناؤ ابراہیم

فِي الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾

کیلئے ایک عمارت پھر اسکو ڈال دو آگ ڈھیر میں! پس انھوں نے کرنا چاہا ابراہیم کیساتھ داؤ تو ہم

وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ

نے ان ہی کو نیچا بنایا اور ابراہیم نے کہا کہ میں جاتا ہوں اپنے پروردگار کی طرف وہ مجھ کو

هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾

راہ دکھلاوے گا اے میرے پروردگار مجھ کو عطا فرما نیک بخت (بیٹا) ف۱ تو ہم نے اسکو خوشی سنائی ایک

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ

بردبار لڑکے کی پھر جب وہ لڑکا پہنچا ابراہیم کے ہمراہ دوڑ سکنے کی حد کو تو ابراہیم نے کہا کہ اے بیٹے!

اَنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰاَبَتِ افْعَلْ

میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھ کو ذبح کر رہا ہوں۔ پس تو دیکھ کہ تیری کیا رائے ہے بیٹے نے کہا

مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

کہ ابا جان کر ڈالئے جو آپ کو حکم ہوتا ہے آپ مجھ کو پائیں گے اگر اللہ نے چاہا صبر کرنے والا پھر

فَلَمَّا اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾

جب دونوں نے حکم مانا اور باپ نے بیٹے کو پچھاڑا ماتھے کے بل۔ اور ہم نے اس کو پکارا کہ اے ابراہیم۔

ف۱ اولاد کی دُعاء:

یعنی کنبہ اور وطن چھوٹا تو اچھی اولاد عطا فرما، جو دینی کام میں میری مدد کرے اور اس سلسلہ کو باقی رکھے۔

اس میں اختلاف ہوا ہے کہ یہ فرزند جن کے ذبح کرنے کا حکم ہوا اسماعیل ہیں یا اسحاقؑ بظاہر آیت کے سیاق سے اسماعیل معلوم ہوتے ہیں کیونکہ یہاں فرزند کی بشارت کے بعد ذبح کا قصہ مذکور ہوا ہے پھر قصہ ذبح کے بعد اسحاق کی بشارت مذکور ہے اس سے معلوم ہوا کہ ذبح کا قصہ اسحاق علیہ السلام کی بشارت سے پہلے ہوا ہے اور ان سے پہلے فرزند اسماعیلؑ ہی تھے اور اس کی تائید دوسری آیت سے بھی ہوتی ہے۔ فبشرناها باسحٰق و من وراء اسحٰق یعقوب (کہ ہم نے سارہ علیہا السلام کو اسحاق کی بشارت دی اور اسحاق کے بعد یعقوبؑ کی بشارت دی) تو جب اسحاق کی بشارت کے ساتھ یہ بشارت بھی دی گئی تھی کہ وہ صاحب اولاد ہوں گے تو ان کے ذبح کے حکم میں عظیم الشان امتحان نہ ہوگا کیونکہ پہلی بشارت سے یہ معلوم ہی ہو چکا تھا کہ یہ زندہ رہیں گے اور ذبح نہ ہوں گے غرض وہ فرزند پیدا ہوا اور ہوشیار ہوا۔

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾

بیشک تو نے سچ کر دکھایا خواب کو! ہم اسی طرح جزا دیا کرتے ہیں نیکو کار بندوں کو۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾

بیشک یہی صریح آزمائش ہے اور ہم نے اس کا بدلا دیا ذبح کرنے کو ایک بڑا جانور ف۱

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۰۹﴾

اور ہم نے باقی رکھا (ذکر خیر) اس پر پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہو جاوے ابراہیم پر۔

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا

اسی طرح ہم بدلا دیا کرتے ہیں نیک بندوں کو۔ بیشک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے ہے

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

اور ہم نے اس کو خوشخبری دی اسحٰق کی جو نبی ہوگا نیک بندوں میں سے۔

وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ

اور ہم نے برکت نازل فرمائی ابراہیم اور اسحٰق پر اور ان دونوں کی نسل میں سے

وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿۱۱۳﴾ ع وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى

بعض نیکوکار ہیں۔ اور بعض اپنے حق میں نقصان کرنے والے ہیں۔ اور ہم نے احسان کیا موسیٰ

وَهٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ ج وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۱۵﴾ ج

اور ہارون پر۔ اور نجات دی ان دونوں کو اور ان کی قوم کو بڑی سختی سے۔

وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ ج وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ

اور ہم نے ان کی مدد کی تو وہی زبر رہے اور ہم نے ان دونوں کو عطا

ف۱ بعض نے کہا ہے کہ معمولی دنبہ تھا فربہ اور تیار ہونے کی وجہ سے اس کو بڑا ذبیحہ فرمایا اور بعض نے کہا ہے کہ جنت سے بھیجا گیا تھا اور بڑا ذبیحہ اس لئے فرمایا کہ جنت سے آنے کی وجہ سے وہ مرتبہ میں بڑا تھا اور جب حجر اسود وغیرہ کا جنت سے آنا ثابت ہے تو ایک حیوان کا آنا کیا بعید ہے اور یہاں آ کر اس میں یہاں کی خاصیت پیدا ہو گئی کہ ذبح کرنے سے اس کی جان نکل گئی پس یہ اشکال نہیں ہو سکتا کہ جنت کی چیز فنا کیسے ہو گئی جواب ظاہر ہے کہ جنت کی چیزیں جنت میں رہ کر فنا نہیں ہو سکتیں باقی دنیا میں آ کر ان میں یہاں کی خاصیت پیدا ہو جاتی ہے۔

ع ۳ / ۳۹ / ۷

خلاصہ رکوع ۳

حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا تذکرہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قوم سے خطاب اور قوم کا آپ کو جلانے کا منصوبہ ذکر فرمایا گیا۔ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش اور دونوں کی آزمائش کو بیان فرمایا گیا۔ اولاد ابراہیم میں برکت کو ذکر فرمایا گیا۔

الْمُسْتَبِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۱۸﴾

فرمائی واضح کتاب اور ان کو دکھلایا سیدھا راستہ

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى

اور باقی رکھا (ذکر خیر) ان دونوں پر پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے موسیٰ

وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا

اور ہارون پر ہم اسی طرح بدلا دیا کرتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔ وہ دونوں

مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾

ہمارے ایماندار بندوں میں ہیں اور بیشک الیاس پیغمبروں میں سے تھا (اے محمد یاد کر)

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ

جب اس نے کہا اپنی قوم سے کہ کیا تم ڈرتے نہیں؟ کیا تم پوجتے ہو بعل کو اور چھوڑتے ہو سب سے

اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۲۶﴾

بہتر پیدا کرنیوالے ف۱ اللہ کو جو پروردگار ہے تمہارا اور پروردگار ہے تمہارے اگلے باپ دادوں کا

فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۲۸﴾

پس لوگوں نے اس کو جھٹلایا تو وہ بیشک حاضر کئے جائیں گے۔ مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۲۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ

اور ہم نے اس پر باقی رکھا پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہو جاوے

يَاسِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ اِنَّهٗ مِنْ

الیاسین پر ف۲ ہم اسی طرح بدلا دیا کرتے ہیں نیک بندوں کو۔ بیشک وہ

ف۱ غیر اللہ کی طرف تخلیق کی صفت منسوب کرنا جائز نہیں

مسئلہ: ''خلق'' کے معنی پیدا کرنے کے ہیں جس کا مطلب ہے کسی شے کو عدم محض سے قدرت ذاتی کے بل پر وجود میں لانا۔ اس لئے یہ صفت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ کسی اور کی طرف اس کی نسبت جائز نہیں۔ لہٰذا ہمارے زمانے میں جو رواج چل پڑا ہے کہ اہل قلم کے مضامین، شاعروں کے شعر اور مصوروں کی تصویروں کو ان کی تخلیقات کہہ دیا جاتا ہے۔ یہ بالکل جائز نہیں اور نہ اہل قلم کو ان مضامین کا خالق کہنا درست ہے، خالق اللہ کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ان کے رشحات قلم کو ''کاوش'' یا ''مضمون'' وغیرہ کہنا چاہئے ''تخلیق'' نہیں۔ (معارف القرآن)

ف۲ یٰسین کسی کا نام رکھنا کیسا ہے

امام مالک نے اس کو اس لئے پسند نہیں کیا کہ ان کے نزدیک یہ اسماء الٰہیہ میں سے ہے اور اس کے صحیح معنی معلوم نہیں اس لئے ممکن ہے کہ کوئی ایسے معنی ہوں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہوں۔ جیسے خالق، رازق وغیرہ البتہ اس لفظ کو یاسین کے رسم الخط سے لکھا جائے تو یہ کسی انسان کا نام رکھنا جائز ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں آیا ہے۔ سلام علی ال یاسین (معارف القرآن)

خاصیت: آیت ۱۱۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ ط

ہمارے ایمان دار بندوں میں تھا ف۱ اور بیشک لوط پیغمبروں میں سے تھا (یاد کر)

اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ لا اِلَّا عَجُوْزًا فِى

جب ہم نے نجات دی اس کو اور اس کے گھر والوں کو مگر ایک بڑھیا (رہ گئی)

الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ

رہ جانے والوں میں پھر ہم نے ہلاک کر مارا دوسروں کو۔ اور بیشک تم لوگ گزرتے ہو

عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ لا وَبِالَّيْلِ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ ع وَاِنَّ

ان پر صبح کے وقت اور شام کو تو کیا تم سمجھتے نہیں اور بیشک

يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ ط اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ

یونس پیغمبروں میں سے تھا (یاد کر) جب وہ بھاگ کر پہنچا بھری ہوئی کشتی پر

الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ لا فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ ج فَالْتَقَمَهُ

پس قرعہ ڈالا تو وہی مغلوبوں میں سے ہوا تو اس کو نگل لیا مچھلی نے اور وہ ملامت کے

الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ لا

قابل کام کر بیٹھا تھا۔ تو اگر وہ تسبیح کرنے والے میں نہ ہوتا تو رہتا مچھلی کے پیٹ میں

لَلَبِثَ فِىْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ النصف فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ

اس دن تک کہ لوگ اٹھا کھڑے کئے جائیں گے پھر ہم نے اس کو ڈال دیا چٹیل میدان میں

وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ ج وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ ج

اور وہ بیمار تھا اور ہم نے اس پر اگا دیا ایک درخت بیل دار ف۲

ف۱ حضرت الیاس علیہ السلام:
حضرت الیاس علیہ اسلام بعض کے نزدیک حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے ہیں اللہ نے ان کو ملک شام کے ایک شہر "بعلبک" کی طرف بھیجا۔ وہ لوگ "بعل" نامی بت کو پوجتے تھے۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے ان کو خدا کے عذاب اور بت پرستی کے انجام بد سے ڈرایا۔ (تفسیر عثانی)

ع ۴ ۲۵ ۸

خلاصہ رکوع ۴
حضرات انبیاء علیہم السلام میں سے موسیٰ، الیاس، لوط علیہم السلام کا تذکرہ فرمایا گیا۔

ف۲ تاکہ دھوپ سے حفاظت رہے اور کوئی پہاڑی ہرنی ان کو دودھ پلا جایا کرتی اور اس بیلدار درخت کی بابت بعض روایات میں آیا ہے کہ کدو کی بیل تھی اور شاید اس میدان میں کوئی تنادار درخت ہوگا جس کے پتے سایہ دار نہ ہوں گے اس پر کدو کی بیل پھیل گئی ہوگی اب یہ شبہ نہیں رہا کہ زمین پر پھیلنے والے درخت کا سایہ ان پر کیسے ہوا اور بعض نے کہا ہے کہ خلاف عادت معجزہ کے طور پر وہ کدو ہی تنہ دار ہو گیا تھا۔

منزل ۶

وَأَرْسَلْنَٰهُ إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ ﴿١٤٧﴾ فَـَٔامَنُوا۟

اور ہم نے اس کو بھیجا ایک لاکھ یا زیادہ آدمیوں کی جانب ف۱ پھر وہ ایمان لائے

فَمَتَّعْنَٰهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ﴿١٤٨﴾ فَٱسْتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّكَ ٱلْبَنَاتُ

پس ہم نے ان کو برتنے دیا ایک وقت تک۔ اب ان (کفار سے) دریافت کر کہ کیا تیرے پروردگار

وَلَهُمُ ٱلْبَنُونَ ﴿١٤٩﴾ أَمْ خَلَقْنَا ٱلْمَلَٰٓئِكَةَ إِنَٰثًا وَهُمْ

کے لئے بیٹیاں اور ان کے لئے بیٹے؟ یا ہم نے بنایا ہے فرشتوں کو عورت ذات اور وہ

شَٰهِدُونَ ﴿١٥٠﴾ أَلَآ إِنَّهُم مِّنْ إِفْكِهِمْ لَيَقُولُونَ ﴿١٥١﴾

حاضر تھے؟ سن لو! وہ لوگ اپنا جھوٹ بنایا ہوا بکتے ہیں کہ

وَلَدَ ٱللَّهُ وَإِنَّهُمْ لَكَٰذِبُونَ ﴿١٥٢﴾ أَصْطَفَى ٱلْبَنَاتِ عَلَى

اللہ کے اولاد ہوئی اور وہ بیشک جھوٹے ہیں ف۲ کیا اس نے پسند کیا بیٹوں کو بیٹیوں پر؟

ٱلْبَنِينَ ﴿١٥٣﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿١٥٤﴾ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿١٥٥﴾

تمہیں کیا ہو گیا کیسا انصاف کرتے ہو کیا تم دھیان نہیں

أَمْ لَكُمْ سُلْطَٰنٌ مُّبِينٌ ﴿١٥٦﴾ فَأْتُوا۟ بِكِتَٰبِكُمْ إِن كُنتُمْ

کرتے یا تمہارے لئے کوئی واضح دلیل ہے تو لے آؤ اپنی کتاب اگر تم

صَٰدِقِينَ ﴿١٥٧﴾ وَجَعَلُوا۟ بَيْنَهُۥ وَبَيْنَ ٱلْجِنَّةِ نَسَبًا ۚ وَلَقَدْ

سچے ہو اور کافروں نے ٹھہرایا اللہ اور جنات کے درمیان ناتا! حالانکہ جنات کو معلوم ہے

عَلِمَتِ ٱلْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ﴿١٥٨﴾ سُبْحَٰنَ ٱللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٥٩﴾

کہ وہ حاضر کئے جائیں گے اللہ ان باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں۔

ف۱ قوم یونس کی تعداد:
یعنی اگر صرف عاقل بالغ کو گنتے تو لاکھ تھے اور اگر سب چھوٹوں بڑوں کو شامل گنتے تو زیادہ تھے یا یوں کہو کہ ایک لاکھ سے گزر کر دو لاکھ تک نہیں پہنچے تھے۔ ہزار کی کسر نہ لگاؤ تو ایک لاکھ کہہ لو اور کسر لگائی جائے تو لاکھ کے اوپر چند ہزار زائد ہوں گے۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر عثمانی)
اور حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ یہاں شک کا اظہار مقصود نہیں ہے، انہیں ایک لاکھ بھی کہا جا سکتا ہے اور اس سے زیادہ بھی، اور وہ اس طرح کہ اگر کسر کا لحاظ نہ کیا جائے تو ان کی تعداد ایک لاکھ تھی، اور اگر کسر کو بھی شمار کیا جائے تو ایک لاکھ سے زیادہ۔ (بیان القرآن) (معارف مفتی اعظم)

ف۲ فاسد خیالات:
مشرکین نے جب یہ بکنا شروع کیا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ارے کم بختو بتلاؤ کہ ان کی مائیں کون ہیں تو بولے کہ سرداران جن کی بیٹیاں انکی مائیں ہیں، بعض قبائل عرب کا یہ خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سرداران جن کی عورتوں کو اپنی جورو بنایا اور ان سے یہ فرشتے پیدا ہوئے جیسا کہ ہنود کے بھی دیوی اور دیوتاؤں کے متعلق ایسے ہی خیالات فاسدہ ہیں۔
ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ دشمنان خدا (یعنی مجوس) یہ کہتے ہیں کہ یزدان اور اہرمن یعنی اللہ تعالیٰ اور ابلیس دونوں بھائی بھائی ہیں۔ تعالی اللہ عن ذلک علوا
تفسیر ابن کثیر (معارف کاندھلوی)
کفار عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں، اور جنات کی سردارزادیاں فرشتوں کی مائیں ہیں، بقول علامہ واحدیؒ یہ عقیدہ قریش کے علاوہ جہینہ، بنو سلمہ، بنو خزاعہ اور بنو ملیح کے یہاں بھی رائج تھا۔ (تفسیر کبیر، ص ۱۱۲ ج ۷) (معارف مفتی اعظم)

إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿١٦٠﴾ فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ ﴿١٦١﴾

مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے (ایسے نہیں) سو تم اور وہ (بت) کہ جن کو تم پوجتے ہو۔

مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ ﴿١٦٢﴾ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ ﴿١٦٣﴾

اللہ کے خلاف بہکا نہیں سکتے مگر جو دوزخ میں جانے والا ہے اور (فرشتے تو یوں کہتے ہیں)

وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ ﴿١٦٤﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ ﴿١٦٥﴾

کہ ہم میں ہر ایک کا مقام معین ہے ف۱ اور ہم تو (اللہ کی بندگی میں) صف باندھنے والے ہیں ف۲

وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ﴿١٦٦﴾ وَإِن كَانُوا لَيَقُولُونَ ﴿١٦٧﴾ لَوْ

اور ہم تو تسبیح کرنے والے ہیں اور یہ (کفار عرب) تو کہا کرتے تھے کہ اگر

أَنَّ عِندَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٦٨﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ

ہمارے پاس کچھ مذکور اگلے لوگوں کا ہوتا تو ہم ضرور اللہ کے چنے ہوئے بندے

الْمُخْلَصِينَ ﴿١٦٩﴾ فَكَفَرُوا بِهِ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿١٧٠﴾ وَلَقَدْ

ہوتے پھر اس کا کفر کرنے لگے پس آگے چل کر جان لیں گے اور پہلے ہی

سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧١﴾ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ ﴿١٧٢﴾

ہمارا حکم ہو چکا اپنے بھیجے ہوئے بندوں کے لئے بیشک پیغمبروں ہی کی مدد ہوتی ہے۔

وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿١٧٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿١٧٤﴾

اور بیشک ہمارا لشکر وہی غالب ہے۔ پس تو ان سے منہ پھیر لے ایک وقت تک۔

وَأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ﴿١٧٥﴾ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿١٧٦﴾

اور ان کو دیکھتا رہ پس آگے چل کر وہ بھی دیکھ لیں گے کیا یہ کافر ہمارے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں؟

ف۱ انسان اور ملائکہ کا فرق:
ابوبکر وراق نے کہا کہ مقام عبودیت مراد ہے جیسے خوف، امید، محبت، رضا میں کہتا ہوں (یہ بات تو صرف ملائکہ کیلئے ہے) انسان مراتب قرب میں برابر ترقی کرتا رہتا ہے رسول اللہ ﷺ نے اللہ کا ارشاد نقل کیا میرا بندہ نوافل کے ذریعے سے میرے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ مجھے اس سے محبت ہو جاتی ہے الخ۔ رواہ البخاری عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔
ملائکہ اپنے معیّن درجہ سے آگے نہیں بڑھ سکتے، حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے جبرئیل علیہ السلام نے یہ سنتے ہی بازو پھڑ پھڑائے (یعنی خوف کی وجہ سے ان پر لرزہ طاری ہو گیا) اور کہا محمد ﷺ میرے اور اسکے درمیان تو ستر ہزار نوری حجاب حائل ہیں ان پردوں میں سے اگر میں کسی کے قریب بھی پہنچ جاؤں تو جل جاؤں، بکذا فی المصابیح، ابونعیم نے حلیہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ حدیث نقل کی ہے، لیکن اس روایت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بازو پھڑ پھڑانے کا ذکر نہیں ہے۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے جب سے اسرافیل علیہ السلام کو پیدا کیا ہے اسی وقت سے وہ برابر اپنے قدموں پر کھڑے ہیں نظر اوپر نہیں اٹھا سکتے ان کے اور رب کے درمیان ستر نور (یعنی نوری پردے) حائل ہیں اگر ایک کے بھی قریب چلا جائے تو جل جائے۔ رواہ الترمذی وصححہ۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ملائکہ کی صفوں کی طرح صف بندی کیوں نہیں کرتے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ملائکہ کیسے صف بندی کرتے ہیں فرمایا ملائکہ اپنے رب کے سامنے اس طرح صف بندی کرتے ہیں کہ اگلی صفوں کو پورا (پورا) بھر دیتے ہیں اور باہم مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ادائے طاعت کے وقت ہم اپنے قدموں کو صف بستہ رکھتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۷﴾ وَتَوَلَّ

پھر جب عذاب آ نازل ہوگا ان کے میدان میں تو ان کی صبح بری ہوگی جن کو ڈرایا گیا تھا۔ اور ان

عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۸﴾ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

سے منہ پھیر لے ایک وقت تک اور دیکھتا رہ پس آگے چل کر وہ بھی دیکھ لیں گے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى

پاک ہے تیرا پروردگار صاحب عزت ان باتوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں اور سلام ہو جیو

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾

پیغمبروں پر اور سب تعریف اللہ کو جو پروردگار ہے سارے جہان کا۔ ف۱

سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ ص مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِى الذِّكْرِ ﴿۱﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِىْ عِزَّةٍ

قسم ہے اس قرآن نصیحت کرنے والے کی بلکہ کافر سرکشی اور

وَّشِقَاقٍ ﴿۲﴾ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا

مخالفت میں ہیں۔ ف۲ بہتیری ہم نے ہلاک کر ماریں ان سے پہلے امتیں تو وہ لگے پکارنے

وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ﴿۳﴾ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ

اور وقت نہ رہا تھا خلاصی کا اور تعجب کرنے کہ ان کے پاس آیا ایک ڈرانے والا

ف۱ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول مروی ہے آپ نے فرمایا جو شخص چاہتا ہو کہ قیامت کے دن پورے ناپ سے اس کو اجر ناپ کر دیا جائے اس کا مجلس سے اٹھنے کے وقت آخری کلام سبحن ربک رب العزة عما یصفون وسلم علی المرسلین والحمد الله رب العلمین ہونا چاہئے۔ رواہ البغوی فی تفسیرہ وعبد بن زنجویہ فی الترغیب۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۵

حضرت یونس علیہ السلام اور مچھلی کے ذریعے ان کی آزمائش کو ذکر فرمایا گیا۔ مخلوق کی محتاجی اور مشرکین کے عقائد کی تردید فرمائی گئی اور انہیں عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا۔

ع ۵ ۱۴ ۹

ف۲ شان نزول: امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اور بعض دیگر محدثین نے یہ مضمون نقل کیا ہے کہ ابو طالب جب بیمار ہوئے تو کفار قریش کی ایک جماعت جن میں ابوجہل بھی تھا آنحضرت ﷺ کی شکایت کرنے آئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے معبودوں کی ہجو اور توہین کرتے ہیں اور انکو بہت ہی برا بھلا کہتے ہیں۔ ابو طالب نے ان لوگوں کی موجودگی میں آپ سے دریافت کیا۔ تو آپ نے جواباً یہ ارشاد فرمایا میں ان لوگوں سے صرف ایک ہی بات کہتا ہوں کہ اگر یہ مان لیں تو عرب ان کا مطیع ہو جائے۔ اور عجم جزیہ دینے لگیں۔ یہ لوگ پوچھنے لگے۔ ایسی کونسی وہ بات ہے۔ ایک تو کیا ہم دس باتیں ماننے کو تیار ہیں۔ بتایئے تو وہ ایک بات کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لا اِلٰہ اِلا اللہ۔ یہ سننا تھا کہ وہ سب نہایت برا فروختہ اور مشتعل ہو کر کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور یہ کہتے جاتے تھے عجیب بات ہے کیا سب معبودوں کو ایک معبود بنا دیا اس پر یہ سورت آیۃ بل لما یذوقوا عذاب تک نازل ہوئی۔ (معارف کاندھلوی)

خاصیت: آیت ۱۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝٤ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ

ان ہی میں سے اور کافر کہنے لگے کہ یہ شخص تو جادوگر ہے جھوٹا کیا اس نے معبودوں کو

اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝٥ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ

ایک معبود بنا دیا بیشک یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے اور چل کھڑے ہوئے

مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰۤی اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا

ان میں چند اشراف (یہ کہتے ہوئے) کہ چلو جی! اور جمے رہو اپنے معبودوں پر ف۱ بیشک اس بات میں

لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۝٦ ۚ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ

تو کچھ غرض ہے ہم نے تو یہ بات سنی نہیں پچھلے مذہب میں

هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝٧ ۚ ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا ؕ

بس یہ تو گھڑت ہے کیا اسی پر نازل کیا گیا قرآن ہم سب میں سے؟

بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ ۚ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝٨ ؕ

بلکہ یہ کافر شک میں پڑے ہوئے ہیں میری نصیحت کی طرف سے بلکہ انہوں نے چکھا نہیں میرا عذاب کیا

اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآىِٕنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ ۝٩ ۚ اَمْ لَهُمْ

ان کے پاس تیرے پروردگار زبردست بخشنے والے کی رحمت کے خزانے ہیں یا ان کی

مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ۫ فَلْیَرْتَقُوْا فِی الْاَسْبَابِ ۝١٠

حکومت ہے آسمانوں اور زمین اور ان چیزوں میں جو ان کے درمیان میں ہیں تو ان کو چاہیئے کہ چڑھ

جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ۝١١ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ

جاویں رسیاں تان کر۔ ایک لشکر یہ بھی وہاں شکست پا گیا ان سب لشکروں میں ف۲ جھٹلا چکی ہے ان سے پہلے

ف۱ یعنی وہ یہ کہتے تھے کہ انسان ہونے کی وجہ سے آپ کا نبی ہونا محال ہے اور قرآن کے معجزہ ہونے سے نبوت کا ثبوت لازم آتا ہے مگر جب انسان کا نبی ہونا ہی ممکن نہیں تو قرآن کا معجزہ ہونا بھی صحیح نہیں مگر ہے عجیب کلام پس لامحالہ جادو ہوگا۔

ف۲ اللہ تعالیٰ کے سامنے مشرک کچھ نہیں: مَا هُنَالِكَ میں مَا اظہار قلت کے لئے ہے (ھنالک سے مراد ہے مکہ) مہزوم شکست خوردہ یعنی عنقریب ان کو شکست ہو جائیگی۔ الاحزاب سے مراد کافروں کی وہ جماعتیں ہیں جو اپنے اپنے پیغمبروں کے زمانہ میں ان کے خلاف فرقہ بند ہو گئی تھیں۔ مطلب یہ کہ گذشتہ کافر امتوں کے مقابلہ میں تو مکہ کے کافر ایک کم تعداد شکست پانے والی جماعت ہے پس گذشتہ اقوام کو مغلوب کر کے ہلاک کر دیا گیا تو ان کے پاس ایسی طاقت کہاں سے آ سکتی ہے کہ اللہ کے انتظام عالم میں یہ دخل دے سکیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ اس حقیر جماعت کی آپ پرواہ نہ کیجئے۔ قتادہ نے کہا اللہ نے پہلے ہی فرما دیا تھا۔ سیھزم الجمع ویولون الدبر عنقریب کافروں کی جماعت کو شکست ہو جائیگی اور یہ پشت موڑ کر بھاگ جائیں گے چنانچہ اس کا ظہور بدر کے دن ہوگیا۔ ھُنَالِكَ سے اشارہ بدر کی لڑائی میں کافروں کی قتل گاہوں کی طرف ہے۔ (تفسیر مظہری)

قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ﴿۱۲﴾ وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ

نوح کی قوم اور عاد اور فرعون میخوں والا اور ثمود اور لوط کی

لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْـَٔیْکَةِ ؕ اُولٰٓئِکَ الْاَحْزَابُ ﴿۱۳﴾ اِنْ کُلٌّ اِلَّا

قوم اور ایکہ کے رہنے والے یہ جماعتیں جتنی بھی ہیں سب ہی نے

کَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ﴿۱۴﴾ وَمَا یَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا

جھٹلایا پیغمبروں کو پس ثابت ہوا میرا عذاب اور یہ لوگ نہیں راہ دیکھتے مگر

صَیْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿۱۵﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ

ایک سخت آواز کی جو بیچ میں دم نہ لے گی اور کہتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو جلد دے دے

لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ یَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾ اِصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ

ہمارا حصہ حساب دن سے پہلے ف۱ تو صبر کر ان باتوں پر جو یہ بکتے ہیں

وَاذْکُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَیْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا سَخَّرْنَا

اور یاد کر ہمارے بندے داؤد قوت والے کو بیشک وہ رجوع کرنے والا تھا ہم نے تابع کر دیا تھا

الْجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَالطَّیْرَ

پہاڑوں کو اس کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے شام کو اور صبح کو ف۲ اور پرندوں کو (بھی تابع کر دیا تھا)

مَحْشُوْرَةً ؕ کُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَشَدَدْنَا مُلْکَهٗ وَاٰتَیْنٰهُ

جمع ہو کر سب اس کے جوابی بنتے تھے اور ہم نے زبردست کر دیا اس کی سلطنت کو

الْحِکْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾ وَهَلْ اَتٰىکَ نَبَؤُا الْخَصْمِ

اور اس کو عطا فرمائی تدبیر اور فیصلہ بات کا۔ اور بھلا تجھ کو پہنچی جھگڑنے والوں کی خبر جب کہ

ف۱ کافروں کا حصہ: سعید بن جبیر نے کہا کافروں کی مراد یہ تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس جنت کا ذکر کرتے ہیں اسکے اندر ہمارا جو نصیب اور حصہ ہو وہ ہم کو یہیں دیدے حسن قتادہ مجاہد اور سدی نے کہا انکا مطلب یہ تھا کہ جس عذاب آخرت کی محمد ہم کو دھمکی دیتے ہیں اسکا ہمارا مقررہ حصہ یہیں دنیا میں ہم کو دیدے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ مجاہد نے قط کا ترجمہ حساب کیا۔ (تفسیر مظہری)

ع ۱ ۱۴ ۱۰

خلاصہ رکوع ۱

کفار کا انکار قرآن کیلئے جھوٹے فلسفہ کی تردید فرمائی گئی اور ہلاک شدہ اقوام میں سے قوم نوح عاد فرعون ثمود لوط جیسی اقوام کا ذکر فرمایا گیا۔

ف۲ نماز چاشت کی فضیلت: جامع ترمذی میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ جو شخص صلوٰۃ الضحیٰ کی دو رکعتوں کی پابندی کر لے اُس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں خواہ وہ سمندری جھاگ جتنے ہوں" اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ "جو شخص صلوٰۃ الضحیٰ کی بارہ رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں سونے کا محل بنا دے گا۔ (قرطبی)
علماء نے فرمایا ہے کہ یوں تو دو سے لیکر بارہ تک جتنی رکعتیں پڑھی جا سکیں وہ ٹھیک ہیں لیکن تعداد کے لئے کوئی خاص معمول بنا لیا جائے تو بہتر ہے۔ اور یہ معمول کم از کم چار رکعت ہو تو زیادہ اچھا ہے کیونکہ آپ کا عام معمول چار رکعتیں ہی پڑھنے کا تھا۔

وقف لازم

إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿٢١﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُودَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ

وہ دیوار پھاند کر عبادت خانہ میں آئے جب وہ داخل ہوئے داؤد پر تو وہ ان سے ڈر گیا ف۱

قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ خَصْمَانِ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ فَاحْكُمْ

وہ بولے کہ آپ ڈریں نہیں ہم دو باہم جھگڑنے والے ہیں زیادتی کی ہے ہم میں سے

بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ ﴿٢٢﴾ إِنَّ

ایک نے دوسرے پر فیصلہ کر دیجئے ہم میں انصاف سے اور زیادتی نہ کیجئے اور ہم کو

هَٰذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ

لگا دیجئے سیدھے رستہ ف۲ یہ میرا بھائی ہے اسکے ہاں ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے ہاں ایک ہی دنبی ہے۔

فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ ﴿٢٣﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ

اب یہ کہتا ہے کہ وہ دنبی مجھے دے ڈال اور مجھ سے سختی کرتا ہے بات چیت میں داؤد نے کہا بیشک یہ تجھ پر ظلم

بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ ۖ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ

کرتا ہے کہ دنبی مانگتا ہے اپنی دنبیوں میں ملانے کو اور اکثر شریک زیادتی کیا

لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

کرتے ہیں ایک دوسرے پر مگر جو لوگ کہ ایمان لائے اور نیک عمل کئے

الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ

ایسے بہت ہی کم ہیں اور داؤد کو خیال آیا کہ بس ہم نے اس کو آزمایا ہے تو اس نے معافی چاہی اپنے

رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۩ ﴿٢٤﴾ فَغَفَرْنَا لَهُ ذَٰلِكَ ۖ وَإِنَّ

پروردگار سے اور گر پڑا سجدے میں اور رجوع ہوا تو ہم نے معاف کر دی اس کے لئے وہ خطا۔ اور بیشک

ف۱ آزمائش کی تشریح:

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے اس آزمائش اور لغزش کی تشریح اس طرح فرمائی ہے کہ مقدمہ کے یہ دو فریق دیوار پھاند کر داخل ہوئے، اور طرزِ مخاطبت میں انتہائی گستاخانہ رویہ اختیار کیا کہ شروع ہی میں حضرت داؤد علیہ السلام کو انصاف کرنے اور ظلم نہ کرنے کی نصیحتیں شروع کر دیں اس انداز کی گستاخی کی بنا پر کوئی عام آدمی ہوتا تو انہیں جواب دینے کے بجائے اُلٹی سزا دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ امتحان فرمایا کہ وہ بھی غصہ میں آ کر انہیں سزا دیتے ہیں یا پیغمبرانہ عفو وتحمل سے کام لے کر ان کی بات سنتے ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام اس امتحان میں پورے اترے لیکن اتنی سی فروگذاشت ہوگئی کہ فیصلہ سناتے وقت ظالم کو خطاب کرنے کے بجائے مظلوم کو مخاطب فرمایا۔ جس سے ایک گونہ جانبداری مترشح ہوتی تھی مگر اس پر فوراً تنبہ ہوا اور سجدے میں گر گئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا۔ (بیان القرآن)

ف۲ حاکم کے آداب

قَالُوْا لَا تَخَفْ (انہوں نے کہا ڈریئے نہیں) آنے والوں نے یہ کہہ کر اپنی بات بیان کرنی شروع کر دی، اور حضرت داؤد علیہ السلام خاموشی سے ان کی بات سنتے رہے، اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص اچانک کسی بے قاعدگی کا مرتکب ہو تو اُسے فوراً ملامت اور زجر و توبیخ شروع نہیں کر دینی چاہئے۔ بلکہ پہلے اس کی بات سن لینی چاہئے۔ تاکہ اس کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کے پاس اس بے قاعدگی کا جواز تھا یا نہیں، کوئی اور ہوتا تو آنے والوں پر فوراً برس پڑتا، لیکن حضرت داؤد علیہ السلام نے انکشافِ حقیقت کا انتظار فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ معذور ہوں۔

ع ۱۵

لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ

اس کے لئے ہمارے ہاں مرتبہ اور اچھا ٹھکانا ہے (ہم نے فرمایا) اے داؤد ہم نے تجھ کو بنایا نائب

خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا

(یعنی بادشاہ) ملک میں پس تو حکم کر لوگوں میں انصاف سے اور نہ

تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ

پیروی کر نفسانی خواہش کی کہ وہ تجھ کو بھٹکا دے گی اللہ کی راہ سے! بیشک جو لوگ

يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ

بھٹکتے ہیں اللہ کی راہ سے ان کے لئے سخت عذاب ہے اس سبب سے کہ انہوں نے بھلا دیا حساب

الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾ ع وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا

کے دن کو۔ اور ہم نے نہیں پیدا کیا آسمان اور زمین اور ان چیزوں کو جو ان کے درمیان میں ہیں

بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

بے فائدہ یہ ان کا خیال ہے جو کافر ہیں پس افسوس ہے کافروں کے لئے

مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾ ؕ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

آگ (کے عذاب) سے کیا ہم کر دیں گے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے

كَالْمُفْسِدِيْنَ فِى الْاَرْضِ ۫ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾

انکی مانند جو فساد پھیلاتے ہیں ملک میں ف۱ یا ہم کر دینگے پرہیزگاروں کو بدکاروں کی مثل! ف۲ (یہ قرآن)

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا

ایک کتاب بابرکت ہے کہ ہم نے اس کو تیری طرف اتارا تاکہ لوگ غور کریں اس کی آیتوں میں

ف۱ یہ آخرت کے ضروری ہونے کی دلیل ہے، اور پچھلی آیتوں سے اس کا ربط یہ ہے کہ جب ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنے خلیفہ کی حیثیت میں یہ حکم دیا ہے کہ وہ عدل وانصاف سے کام لیں تو کیا ہم خود انصاف نہیں کریں گے؟ اسی انصاف کیلئے آخرت میں حساب وکتاب ہوگا، ورنہ یہ لازم آئے گا کہ ہم نے نیک لوگوں اور بدکاروں کے درمیان کوئی فرق نہیں رکھا، اور دنیا میں چاہے کوئی شخص اچھے کام کرے یا بدکاری کا مرتکب ہو، نہ اس سے کوئی بازپرس ہوتی ہے، اور نہ نیک آدمی کو کوئی انعام ملتا ہے ایسی بے انصافی اللہ تعالیٰ کیسے گوارا فرما سکتے ہیں؟ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۲

حضرت داؤد علیہ السلام کے ایک واقعہ کا ذکر اور ان کی سلطنت وحکمت کو ذکر فرمایا گیا۔ داؤد علیہ السلام کی آزمائش اور آپ کی حکمت وبصیرت کو ذکر فرمایا گیا خلافت اور اس کے تقاضے ذکر فرمائے گئے۔

۲ ع۲ ۱۱

ف۲ قیامت کی ایک عقلی دلیل: اس آیت میں وجوب حشر کی ایک عقلی برہان ہے جو دلالت کر رہی ہے کہ اقرار حشر لازم ہے کیونکہ اس زندگی میں دونوں فریقوں کے درمیان برابری نہیں بلکہ تقاضا حکمت کے خلاف اس دنیا میں کافروں کو مومنوں پر (مال ودولت اولاد وغیرہ کے لحاظ سے) عموماً برتری حاصل ہے اس لئے ضروری ہے کہ کوئی دوسری زندگی میں ہر فریق کو اس کی (فکری وعملی) حالت کے موافق بدلہ ملے۔ (تفسیر مظہری)

خاصیت: آیت ۲۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْأَلْبَابِ ﴿٢٩﴾ وَوَهَبْنَا لِدَاوُودَ سُلَيْمَانَ ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ

اور تا کہ نصیحت پکڑیں عقلمند لوگ۔ اور ہم نے عطا فرمایا داؤد کو سلیمان! کیا اچھا بندہ تھا! بیشک

أَوَّابٌ ﴿٣٠﴾ إِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ ﴿٣١﴾

وہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تھا جب پیش کئے گئے اس کے روبرو شام کے وقت تیز رو گھوڑے

فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي حَتَّىٰ

تو سلیمان نے کہا میں نے پسند کیا مال کی محبت کو اپنے پروردگار کی یاد سے (غافل ہو کر) یہاں تک کہ

تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿٣٢﴾ رُدُّوهَا عَلَيَّ ۖ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ

آفتاب چھپ گیا پردے میں۔ ان گھوڑوں کو لوٹا لاؤ میرے پاس! پھر لگا ہاتھ پھیرنے پنڈلیوں

وَالْأَعْنَاقِ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ

اور گردنوں پر ف۱ اور ہم نے آزمایا سلیمان کو اور ڈال دیا اس کے تخت پر

كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ﴿٣٤﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ

ایک دھڑ پھر وہ رجوع ہوا عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھے بخش دے اور مجھ کو

لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي ۖ إِنَّكَ أَنْتَ

عطا فرما ایسی بادشاہی کہ کسی کو سزاوار نہ ہو میرے بعد بیشک تو بڑا عطا فرمانے والا ہے

الْوَهَّابُ ﴿٣٥﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ

تو ہم نے اس کا تابعدار بنا دیا ہوا کو کہ چلتی تھی اس کے حکم سے نرم نرم جہاں پہنچنا چاہتا تھا

أَصَابَ ﴿٣٦﴾ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ ﴿٣٧﴾ وَآخَرِينَ

اور اس کے تابعدار بنا دیئے دیو تمام عمارت بنانے والے اور غوطہ خور اور دوسرے دیو

ف۱ سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے: عبد بن حمید فریابی بن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابراہیم تیمی کے حوالہ سے بیان کیا کہ وہ بیس ہزار گھوڑے تھے اور (پرندوں کی طرح) بازوؤں والے تھے ان کو حضرت سلیمانؑ نے ذبح کرادیا تھا۔

عبد بن حمید اور ابن المنذر نے بروایت عوف بیان کیا کہ حسن نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جن گھوڑوں کو سلیمانؑ نے ذبح کیا تھا وہ (پرندوں کی طرح) پروں والے تھے اور حضرت سلیمان کے لئے سمندر سے برآمد کئے گئے تھے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد کسی کو دریائی گھوڑے نہیں ملے بغوی نے بروایت عکرمہ بیان کیا کہ وہ بیس ہزار پردار گھوڑے تھے۔ (تفسیر مظہری)

حضرت عائشہ

ابو داؤد میں ہے کہ حضورﷺ تبوک یا خیبر کے سفر سے واپس آئے گھر میں تشریف فرما تھے۔ تو تیز ہوا کے جھونکے سے گھر کے ایک کونے کا پردہ ہٹ گیا۔ وہاں حضرت عائشہؓ کے کھیلنے کی گڑیاں رکھی ہوئی تھیں۔ حضورﷺ کی نظر بھی پڑ گئی۔ دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا میری گڑیاں ہیں۔ آپؐ نے دیکھا کہ بیچ میں ایک گھوڑا سا بنا ہوا ہے جسکے دو پر کپڑے کے لگے ہوئے ہیں۔ پوچھا یہ کیا ہے۔ کہا گھوڑا ہے۔ فرمایا اور یہ اس کے اوپر دونوں طرف چھتھڑے کے کیا بنے ہوئے ہیں؟ کہا یہ دونوں اس کے پر ہیں۔ فرمایا گھوڑا بھی اچھا ہے اور اُس کے پر بھی۔ صدیقہؓ نے عرض کیا کہ کیا آپ نے نہیں سُنا کہ حضرت سلیمانؑ کے پردار گھوڑے تھے؟ یہ سُن کر حضورﷺ ہنس دیئے یہاں تک کہ آپ کے آخری دانت دکھائی دینے لگے۔ (تفسیر ابن کثیر)

خاصیت: آیت ۳۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ

جکڑے ہوئے بیڑیوں میں یہ ہے ہماری عطا پس تو احسان کر یا رکھ چھوڑ (تجھ پر)

بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾ ع

کچھ حساب نہیں اور بیشک اس کے لئے ہمارے ہاں قربت اور اچھا ٹھکانا ہے

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ

اور یاد کر ہمارے بندے ایوب کو جب اس نے پکارا اپنے پروردگار کو کہ مجھ پر ہاتھ ڈالا شیطان نے

بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌ

ایذا اور تکلیف کے ساتھ (ہم نے فرمایا کہ) مار زمین پر اپنا پاؤں یہ ہے نہانے کے لئے

بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ

(چشمہ) ٹھنڈا اور پینے کے لئے اور ہم نے اس کو دیئے اس کے گھر والے اور ان کے ہی مانند ان کے ساتھ

رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا

اور اپنی طرف کی رحمت سے اور یادگار عقلمندوں کے لئے (ہم نے حکم دیا) لے

فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۗ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۗ نِعْمَ الْعَبْدُ

اپنے ہاتھ میں سینکوں کا ایک مٹھا پس اس سے مارلے اور قسم کیخلاف نہ کر ف۱ ہم نے اسکو صابر پایا

اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

بڑا اچھا بندہ تھا بیشک وہ رجوع کرنیوالا تھا ف۲ اور یاد کر ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب

اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ

ہاتھوں اور آنکھوں والوں کو ہم نے ان کو منتخب فرمایا ایک خاص بات

خلاصہ رکوع ۳

قیام قیامت کی حکمت اور کفار و مومنین کے انجام کو ذکر فرمایا گیا۔ تدبر فی القرآن کا حکم دیا گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی آزمائش اور ان کی عالمگیر حکومت کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۱ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس طرح سے قسم کا پورا ہوجانا ایوب علیہ السلام کے لئے مخصوص تھا اب اگر کوئی ایسی قسم کھائے تو بدون معنی عرفی کے واقع ہوئے پوری نہ ہوگی البتہ جہاں سزا دینا واجب نہ ہو وہاں قسم توڑ دینا جائز اور جہاں سزا دینا جائز نہ ہو وہاں قسم توڑ دینا واجب ہوگا اور اس قصہ سے یہ نہ سمجھا جائے کہ احکام میں ہر جگہ حیلہ جائز ہے بلکہ اس میں تو قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس حیلہ سے کسی شرعی حکمت اور غرض کا باطل کرنا مقصود ہو وہ حرام ہے اور جس میں یہ نہ ہو بلکہ کسی شرعی مطلوب کا حاصل کرنا مقصود ہو وہ جائز ہے۔

ف۲ نامناسب کام پر قسم کھانا

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی نامناسب، غلط یا ناجائز فعل پر قسم کھالے تو قسم منعقد ہوجاتی ہے۔ اور اس کے توڑنے پر کفارہ بھی آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر اس صورت میں کفارہ نہ آتا ہو تو حضرت ایوب علیہ السلام کو یہ حیلہ تلقین نہ فرمایا جاتا لیکن ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ کسی نامناسب کام پر قسم کھالی جائے۔ تو شرعی حکم یہ ہے کہ اسے توڑ کر کفارہ ادا کردیا جائے۔ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ایک قسم کھالے پھر بعد میں اس کی رائے یہ ہو کہ اس قسم کے خلاف عمل کرنا زیادہ بہتر ہے تو اسے چاہئے کہ وہ وہی کام کرے جو بہتر ہو اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔ (معارف القرآن)

خاصیت: آیت ۴۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

ذِكْرَى الدَّارِ ﴿٤٦﴾ وَإِنَّهُمْ عِندَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ ﴿٤٧﴾

(یعنی یاد آخرت کے لئے اور وہ سب ہمارے ہاں چنے ہوئے نیک بندوں میں ہیں

وَاذْكُرْ إِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ ﴿٤٨﴾

اور یاد کر اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو اور ہر ایک نیک بندوں میں تھا

هَٰذَا ذِكْرٌ ۚ وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٤٩﴾ جَنَّاتِ عَدْنٍ

یہ ذکر (خیر) ہے اور بیشک پرہیزگاروں کے لئے اچھا ٹھکانا ہے۔ ہمیشگی کے باغ کے کھلے ہوئے

مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ ﴿٥٠﴾ مُتَّكِئِينَ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا

ہوں گے ان کے لئے دروازے۔ ف۱ وہاں تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے ان میں منگوائیں گے

بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَشَرَابٍ ﴿٥١﴾ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ

بہتیرے میوے اور شراب اور ان کے پاس ہوں گی نیچی نظر والی عورتیں

أَتْرَابٌ ﴿٥٢﴾ هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿٥٣﴾ إِنَّ هَٰذَا

ہم عمر ف۲ یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے روز حساب کے لئے یہ ہے ہماری دی ہوئی

لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِن نَّفَادٍ ﴿٥٤﴾ هَٰذَا ۚ وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ لَشَرَّ مَآبٍ ﴿٥٥﴾

روزی جس کو کبھی زوال ہی نہیں یہ تو سن چکے اور شریروں کے لئے برا ٹھکانا ہے۔

جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٥٦﴾ هَٰذَا فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ

دوزخ ہے جس میں وہ داخل ہوں گے۔ تو وہ کیا برا بچھونا ہے۔ یہ عذاب ہے تو اس کو چکھیں کھولتا ہوا

وَغَسَّاقٌ ﴿٥٧﴾ وَآخَرُ مِن شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ ﴿٥٨﴾ هَٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ

پانی اور پیپ اور کچھ اور اسی شکل کی طرح طرح کی چیزیں یہ ایک جماعت ہے کہ داخل ہونے والی ہے

ف۱ محل عدن:
رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک محل عدن ہے جس کے آس پاس برج ہیں۔ جس کے پانچ ہزار دروازے ہیں اور ہر دروازے پر پانچ ہزار چادریں ہیں۔ اس میں صرف نبیؑ یا صدیقؓ یا شہید یا عادل بادشاہ ہی رہیں گے (ابن ابی حاتم) (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ زوجین کے درمیان عمر کے تناسب کی رعایت بہتر ہے
مسئلہ: ہم عمری کی وجہ سے طبیعتوں میں زیادہ مناسبت اور توافق ہوگا اور ایک دوسرے کی راحت ودلچسپی کا خیال زیادہ رکھا جاسکے گا۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زوجین کے درمیان عمر میں تناسب کی رعایت رکھنی چاہئے کیونکہ اس سے باہمی انس پیدا ہوتا ہے اور رشتہ نکاح زیادہ خوشگوار اور پائیدار ہوجاتا ہے۔ (معارف القرآن)

مَعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ إِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿٥٩﴾ قَالُوا بَلْ أَنْتُمْ

تمہارے ساتھ ان کو خوشی نصیب نہ ہو۔ یہ ہیں دوزخ میں جانے والے وہ کہیں گے

لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۖ أَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوهُ لَنَا ۖ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٦٠﴾ قَالُوا

بلکہ تم کو خوشی نصیب نہ ہو تم ہی تو یہ بلا ہمارے سامنے لائے! تو کیا بری رہنے کی جگہ ہے ف۱ کہیں گے

رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هَٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿٦١﴾

اے ہمارے پروردگار جو شخص یہ بلا ہمارے سامنے لایا ہے پس تو زیادہ فرما اس کے حق میں دوگنا عذاب دوزخ میں

وَقَالُوا مَا لَنَا لَا نَرَىٰ رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِنَ الْأَشْرَارِ ﴿٦٢﴾

اور (دوزخی) کہیں گے کہ ہم کو کیا ہو گیا کہ ہم ان مردوں کو نہیں دیکھتے جن کو ہم گنتے تھے بُرے

أَتَّخَذْنَاهُمْ سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْأَبْصَارُ ﴿٦٣﴾ إِنَّ ذَٰلِكَ لَحَقٌّ

لوگوں میں کیا ہم نے ان کی ہنسی بنائی یا چوک گئیں ان سے آنکھیں بیشک یہ حق بات ہے (یعنی)

تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ ﴿٦٤﴾ قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا

دوزخیوں کا باہم جھگڑنا! کہہ دے کہ بس میں تو ڈرانے والا ہوں۔ اور کوئی معبود نہیں مگر

اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٦٥﴾ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا

اللہ اکیلا زبردست پروردگار آسمانوں اور زمین کا اور ان چیزوں کا

بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ﴿٦٦﴾ قُلْ هُوَ نَبَأٌ عَظِيمٌ ﴿٦٧﴾ أَنْتُمْ عَنْهُ

جو ان کے درمیان ہے غالب بخشنے والا ف۲ کہہ دے یہ (قیامت کا واقعہ) بڑی خبر ہے کہ تم اس سے

مُعْرِضُونَ ﴿٦٨﴾ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ إِذْ

روگرداں ہو مجھ کو کچھ بھی خبر نہ تھی عالی قدر جماعت (یعنی فرشتوں) کی جب وہ باہم بحث کرتے تھے!

ف۱ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے آگ جلائی ہو جب آگ روشن ہو گئی تو پروانے اور کیڑے مکوڑے آ آ کر اس میں گرنے لگے۔ وہ ہر چند گرنے سے روکتا تھا مگر آگ میں گرنے والے (پروانے اور کیڑے) اس پر غالب آ کر گھسے ہی چلے جاتے ہیں (آخر سوختہ ہو جاتے ہیں) میں بھی تم کو دوزخ میں گرنے سے ہر چند روکتا ہوں اور کہتا ہوں دوزخ سے ہٹ آؤ آگ سے بچ آؤ مگر تم مجھ پر غالب آتے اور دوزخ میں گھسے پڑتے ہو۔ (متفق علیہ)

ف۲ پیغمبر کا کام

میرا کام تو اتنا ہی ہے کہ تم کو اس آنے والی خوفناک گھڑی سے ہوشیار کر دوں اور جو بھیانک مستقبل آنے والا ہے اس سے بے خبر نہ رہنے دوں۔ باقی سابقہ جس حاکم سے پڑنے والا ہے وہ تو وہ ہی اکیلا خدا ہے۔ جس کے سامنے کوئی چھوٹا بڑا دم مار نہیں سکتا۔ ہر چیز اس کے آگے دبی ہوئی ہے۔ آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی کوئی چیز نہیں جو اس کے زیر تصرف نہ ہو جب تک چاہے ان کو قائم رکھے جب چاہے توڑ پھوڑ کر برابر کر دے۔ اس عزیز و غالب کا ہاتھ کون پکڑ سکتا ہے اسکے زبردست قبضہ سے کون نکل کر بھاگ سکتا ہے اور ساتھ ہی اس کی لامحدود رحمت و بخشش کو کس کی مجال ہے، محدود کر دے۔ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ۴

ع ۴ ۱۴

حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کی آزمائش اور اس سے خلاصی کو ذکر فرمایا گیا۔ حضرت اسماعیل یسع ذالکفل علیہم السلام کا تذکرہ کر کے متقین کو جنت کی بشارت دی گئی اور سرکش لوگوں کو جہنم اور اس کے عذاب کی وعید سنائی گئی۔ منکرین کی قابل حسرت اور مومنین کی قابل رشک زندگی کو ذکر فرمایا گیا۔

خاصیت: آیت ۶۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

يَخْتَصِمُونَ ﴿٦٩﴾ إِنْ يُوحَىٰ إِلَيَّ إِلَّا أَنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿٧٠﴾

میری طرف تو بس یہی وحی کی جاتی ہے کہ میں تو کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں (یاد کر)

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ طِينٍ ﴿٧١﴾

جب تیرے پروردگار نے فرمایا فرشتوں سے کہ میں بنانے والا ہوں انسان مٹی سے ف۱

فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ

تو جب میں اس کو درست کرلوں اور اس میں پھونک دوں اپنی روح تو تم گر پڑنا اس کے آگے

سَاجِدِينَ ﴿٧٢﴾ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ﴿٧٣﴾ إِلَّا

سجدے میں پھر سجدہ کیا تمام فرشتوں نے اکٹھے مگر

إِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿٧٤﴾ قَالَ يَا إِبْلِيسُ

ابلیس نے! تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔ اللہ نے فرمایا کہ اے ابلیس

مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ

کیا چیز تجھ کو اس سے مانع آئی کہ تو سجدہ کرے اسکو جو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا؟ ف۲ کیا تو نے

مِنَ الْعَالِينَ ﴿٧٥﴾ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ

غرور کیا یا (واقع میں) تو بلند مرتبہ والوں میں سے ہے۔ وہ بولا میں اس سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھ کو

مِنْ طِينٍ ﴿٧٦﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿٧٧﴾ وَإِنَّ

بنایا آگ سے اور اس کو پیدا کیا مٹی سے۔ فرمایا اچھا تو نکل یہاں سے کہ تو مردود ہوا۔ اور تجھ پر میری

عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ﴿٧٨﴾ قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي

پھٹکار روز جزا تک۔ کہنے لگا کہ اے میرے پروردگار تو مجھ کو مہلت دے اس دن تک کہ مردے

ف۱ اپنے آپکو بڑا سمجھنے کا انجام: حضرت آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں ابلیس نے غرور کیا اور راندۂ درگاہ ہوگیا مشرک بھی رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں اپنے کو بڑا سمجھتے تھے ان کا بھی ابلیس کی طرح خوار و ذلیل ہونا ضروری ہے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ یہاں حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے اپنے ہاتھوں سے انہیں پیدا کیا، جمہور اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ "ہاتھوں" سے مراد یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ایسی ہی ہاتھ ہیں جیسے انسانوں کے ہوتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ اعضاء و جوارح کے احتیاج سے منزہ ہے، لہٰذا اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے، اور عربی زبان میں لفظ "ید" بکثرت قدرت کے معنی میں مستعمل ہے، مثلاً ارشاد ہے۔ بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ۔ لہٰذا آیت کا مطلب یہ ہے کہ میں نے آدم کو اپنی قدرت سے پیدا کیا۔ اور یوں تو کائنات کی ساری چیزیں قدرت خداوندی ہی سے پیدا ہوئی ہیں۔ لیکن جب باری تعالیٰ کسی چیز کا خصوصی شرف ظاہر کرنا چاہتے ہیں تو اُسے خاص طور سے اپنی طرف منسوب فرما دیتے ہیں۔ جیسے کعبہ کو بیت اللہ۔ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو ناقۃ اللہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ یا روح اللہ کہا گیا ہے۔ یہاں بھی یہ نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے کی گئی ہے (قرطبی) (معارف مفتی اعظم)

إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿٧٩﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ﴿٨٠﴾ إِلَىٰ

جلا اٹھا کھڑے کئے جاویں۔ فرمایا اچھا تجھ کو مہلت ہے اس معین وقت کے

يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٨١﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾

دن تک بولا قسم ہے تیری عزت کی میں ضرور گمراہ کروں گا ان سب (بنی آدم) کو مگر

إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٨٣﴾ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ ﴿٨٤﴾

جو تیرے بندے ان میں چُنے ہوئے ہیں فرمایا! سچ بات یہ ہے اور میں سچ ہی کہا کرتا ہوں

لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٥﴾ قُلْ مَا

کہ میں ضرور دوزخ بھروں گا تجھ سے اور ان لوگوں سے جو تیری راہ چلیں ان میں سب سے۔ کہہ دے

أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ﴿٨٦﴾ إِنْ

کہ میں تم سے اس پر نہیں مانگتا کچھ اجرت اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں ۱ بس

هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ﴿٨٧﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ ﴿٨٨﴾

یہ (قرآن) تو نصیحت ہے دنیا جہان کے لئے اور تم اس کی حقیقت معلوم کرلوگے کچھ دنوں بعد۔

سُورَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ آيَةً وَثَمَانِي رُكُوعَاتٍ

سورہ زمر مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پچھتر آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿١﴾ إِنَّا أَنْزَلْنَا

اس کتاب کا اتارنا اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست ہے حکمت والا۔ ۲ ہم نے نازل فرمائی ہے

---

۱ تکلف اور تصنع کی مذمت:

وما انا من المتکلفین (اور میں بناوٹ کرنے والوں میں سے نہیں ہوں) مطلب یہ ہے کہ میں تکلف اور تصنع کر کے اپنی نبوت و رسالت اور علم و حکمت کا اظہار نہیں کر رہا۔ بلکہ اللہ کے احکام کو ٹھیک ٹھیک پہنچا رہا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تکلف اور تصنع شرعاً مذموم ہے چنانچہ اس کی مذمت میں بعض احادیث وارد ہوئی ہیں۔ صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد منقول ہے کہ "اے لوگو تم میں سے جس شخص کو کسی بات کا علم ہو تو وہ لوگوں سے کہہ دے لیکن جس کا علم نہ ہو تو وہ "اللہ اعلم" کہنے پر اکتفا کرلے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں فرمایا ہے۔ قل ما اسلکم علیہ من اجر وما انا من المتکلفین (روح المعانی) (معارف مفتی اعظم)

خلاصہ رکوع ۵

مقام رسالت کو ذکر فرمایا گیا۔ تخلیق آدم علیہ السلام اور شیطان کی بغاوت کو ذکر فرمایا گیا۔

ع ٥ ٢٤ ١٤

۲ سورۃ زمر کی فضیلت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نفل روزے اس طرح پے در پے رکھے چلے جاتے کہ ہم خیال کرتے کہ شاید اب آپ ﷺ چھوڑیں گے نہیں۔ اور ایسا بھی ہوتا کہ آپ ﷺ روزے نہ رکھتے یہاں تک کہ ہم کو خیال ہوتا کہ اب رکھیں گے ہی نہیں اور ہر رات آپ ﷺ سورۃ بقرہ اور سورۃ زمر کی تلاوت کرلیا کرتے۔ (تفسیر ابن کثیر)

شانِ نزول:

بیہقی نے دلائل میں بروایت نحاس عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ زمر مکہ میں نازل ہوئی۔ بجز ان تین آیات کے جو وحشی قاتل حمزہؓ کے بارے میں نازل ہوئیں۔ (تفسیر ابن کثیر)۔

اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۲﴾

تیری طرف کتاب حق کے ساتھ پس تو عبادت کر اللہ کی اسی کے لئے عبادت کو خالص بنا کر خبردار

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ

ہو جاؤ اللہ ہی کے لئے خالص عبادت ہے اور جنہوں نے بنا لئے ہیں

اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ

اس کے سوا دوسرے حمایتی (اور کہتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں

اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ اِنَّ

تاکہ وہ ہم کو نزدیک کر دیں اللہ سے مرتبہ قرب میں! بیشک اللہ فیصلہ فرماوے گا

اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴿۳﴾ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ

انکے درمیان اس امر میں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں ف۱ اللہ اس کو نہیں

يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ

ہدایت دیا کرتا کہ جو ناشکر ہو۔ اگر اللہ چاہتا کہ (کسی کو) بیٹا بنالے تو چھانٹ لیتا اپنی مخلوق میں سے

هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۴﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

جس کو چاہتا! وہ تو پاک ہے وہی ہے اللہ اکیلا زبردست ف۲ اسی نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین

بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ

کو تدبیر سے وہ لپیٹتا ہے رات کو دن پر اور لپیٹتا ہے دن کو رات پر

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اَلَا هُوَ

اور مطیع کیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک وقت معین تک! آگاہ ہو

ف۱ آیت کا شان نزول:
اس آیت کی تشریح میں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس آیت کا نزول تین قبائل کے متعلق ہوا بنی عامر۔ بنی کنانہ اور بنی سلمہ۔ یہ قبائل بتوں کی پوجا کرتے تھے اور فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دیتے اور کہتے تھے کہ ہم ان کی پوجا صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو خدا کا مقرب بنادیں (یعنی انکی پوجا کر کے ہم خدا کے مقرب بن جائیں) بغوی نے لکھا ہے جب ان لوگوں سے پوچھا جاتا تھا کہ تمہارا رب کون ہے تم کو اور آسمان وزمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ جواب دیتے تھے سب کو اللہ نے پیدا کیا اس پر کہا جاتا پھر بتوں کو کیوں پوجتے ہو تو جواب دیتے ہم تو ان کی پوجا محض اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے ذریعے سے ہم خدا کے مقرب ہوجائیں۔

منزل ۶

ف۲ اور اولاد کا غیر جنس ہونا بڑا عیب ہے اس لئے مخلوق میں سے کسی کا خدا کی اولاد ہونا محال ہے پس شرک کی یہ صورت بھی باطل ہوگئی اور توحید ثابت ہوگئی یعنی نہ اس وقت کوئی اس کا شریک ہے نہ آئندہ ہوسکتا ہے کیونکہ شریک ہونے کی صلاحیت کسی میں جب ہوتی جب کوئی ویسا ہی زبردست ہوتا حالانکہ ایسا کوئی نہیں۔

الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝۵ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ

وہی غالب بخشنے والا ہے۔ اس نے تم کو پیدا فرمایا تن واحد سے پھر بنا یا

جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ

اسی تن سے اس کا جوڑا اور اتار دیئے تمہارے لئے چوپائے آٹھ قسمیں وہ تم کو بناتا ہے

اَزْوَاجٍ ۭ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ

تمہاری ماؤں کے پیٹ میں ایک طرح کے بعد

خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ

دوسری طرح تین اندھیروں میں یہ ہے اللہ تمہارا پروردگار اسی کی بادشاہت ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝۶ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

کوئی معبود نہیں اس کے سوا تو کہاں پھرے جاتے ہو۔ ۱ اگر تم ناشکری کرو تو اللہ تم سے

غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۣ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا

بے نیاز ہے اور وہ پسند نہیں کرتا اپنے بندوں کی ناشکری کو۔ اور اگر تم شکر کرو تو وہ اس بات کو تمہارے لئے

يَرْضَهُ لَكُمْ ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ

پسند کرتا ہے۔ اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے شخص کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ پھر اپنے پروردگار کی طرف لوٹ

مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ

جانا ہے تو وہ تم کو جتادیگا جو تم کرتے تھے۔ بیشک وہ واقف ہے سینوں میں چھپی باتوں سے ۲ اور جب

الصُّدُوْرِ ۝۷ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا

انسان کو کوئی رنج پہنچتا ہے تو وہ پکارتا ہے اپنے پروردگار کو اسی کی طرف رجوع ہو کر

۱ وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں پیدا کرتا ہے۔ جہاں تمہاری پیدائش ہوتی رہتی ہیں۔ پہلے نطفہ' پھر خون بستہ' پھر لوتھڑا' پھر گوشت پوست' ہڈی' رگ' پٹھے' پھر روح' غور کرو کہ وہ کتنا اچھا خالق ہے۔ تین اندھیریوں میں تمہاری یہ طرح طرح کی تبدیلیوں کی پیدائش کا ہیر پھیر ہوتا رہتا ہے۔ رحم کی اندھیری' اُس کے اُوپر کی جھلی کی اندھیری' اور پیٹ کی اندھیری۔ یہ جس نے آسمان و زمین کو اور خود تم کو اور تمہارے اگلے پچھلوں کو پیدا کیا ہے' وہی رب تعالیٰ ہے۔ اس کا ملک ہے' وہی سب میں متصرف ہے' وہی لائق عبادت ہے' اُس کے سوا کوئی اور نہیں۔ افسوس نہ جانے تمہاری سمجھ اور عقلیں کہاں گئیں کہ تم اس کے سوا دوسروں کی عبادت و بندگی کرنے لگے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۲ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ

مسئلہ: اہلسنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا میں کوئی اچھا یا برا کام ایمان یا کفر اللہ تعالیٰ کی مشیت یا ارادہ کے بغیر وجود میں نہیں آسکتا۔ اس لئے ہر چیز کے وجود میں آنے کیلئے اللہ جل شانہ کا ارادہ شرط ہے۔ البتہ رضا اور پسندیدگی حق تعالیٰ کی طرف ایمان اور اچھے کاموں سے متعلق ہوتی ہے۔ کفر و شرک اور معاصی اس کو پسند نہیں۔ (معارف القرآن)

اِلَیۡہِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَہٗ نِعۡمَۃً مِّنۡہُ نَسِیَ مَا کَانَ یَدۡعُوۡۤا اِلَیۡہِ
پھر جب اس کو عطا فرما دیتا ہے اپنی طرف سے نعمت تو بھول جاتا ہے جس کام کو بلا رہا تھا
مِنۡ قَبۡلُ وَ جَعَلَ لِلّٰہِ اَنۡدَادًا لِّیُضِلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ ؕ قُلۡ
پہلے سے اور ٹھہراتا ہے اللہ کے شریک تاکہ (دوسروں کو) بہکائے اللہ کے راستہ سے کہہ دے
تَمَتَّعۡ بِکُفۡرِکَ قَلِیۡلًا ٭ۖ اِنَّکَ مِنۡ اَصۡحٰبِ النَّارِ ﴿۸﴾ اَمَّنۡ ہُوَ
کہ نفع اٹھالے اپنے کفر کے ساتھ چند روز! کچھ شک نہیں کہ تو دوزخیوں میں ہے (بھلا یہ ناشکر مشرک بہتر ہے)
قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیۡلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا یَّحۡذَرُ الۡاٰخِرَۃَ وَ یَرۡجُوۡا
یا وہ شخص کہ عبادت میں لگا ہوا ہے رات کی گھڑیوں میں سجدہ کرتا کھڑا ہوا ڈرتا ہے آخرت سے
رَحۡمَۃَ رَبِّہٖ ؕ قُلۡ ہَلۡ یَسۡتَوِی الَّذِیۡنَ یَعۡلَمُوۡنَ وَ الَّذِیۡنَ
اور امید رکھتا ہے پروردگار کی مہربانی کی؟ کہہ دے کہیں برابر ہوتے ہیں جاننے والے اور نہ جاننے
لَا یَعۡلَمُوۡنَ ؕ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿۹﴾ؑ قُلۡ یٰعِبَادِ الَّذِیۡنَ
والے؟ پس وہی نصیحت پکڑتے ہیں جن کو عقل ہے کہہ دے! اے میرے بندو
اٰمَنُوا اتَّقُوۡا رَبَّکُمۡ ؕ لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا فِیۡ ہٰذِہِ الدُّنۡیَا
جو ایمان لاچکے ہو ڈرو اپنے پروردگار سے! جن لوگوں نے نیکی کی اس دنیا میں
حَسَنَۃٌ ؕ وَ اَرۡضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ ؕ اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوۡنَ
ان کے لئے بھلائی ہے! اور اللہ کی زمین کشادہ ہے! صبر کرنے والوں ہی کو
اَجۡرَہُمۡ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ﴿۱۰﴾ قُلۡ اِنِّیۡۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ اللّٰہَ
پورا بھر دیا گا ان کا اجر ان گنت۔ ف۱ کہہ دے کہ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں عبادت کروں اللہ کی

ف۱ آیت کا شانِ نزول:
بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں کے حق میں اس آیت کا نزول ہوا جو مکہ سے ہجرت کر کے حبش کو چلے گئے تھے۔ دین کو نہ چھوڑا سخت دکھ اٹھائے مگر دین پر قائم رہے اور ہجرت کر کے چلے گئے۔
الفاظ میں عموم ہے مہاجرین حبشہ کو بھی شامل ہے اور تمام وہ لوگ اس میں داخل ہیں جو دکھوں پر صبر کریں۔ دینی مشقتیں برداشت کریں اور گناہوں سے اپنے آپ کو روکتے رہیں۔

خلاصہ رکوع ۱
اللہ کی بندگی اور دعوت کا حکم دیا گیا مشرکین کے نظریات کی تردید فرمائی گئی۔ زمین و آسمان اور انسان و دیگر مخلوقات کی تخلیق کا ذکر فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی بے نیازی اور انسانی فطرت کو ذکر فرمایا گیا۔ مومن و اہل علم کی شان ظاہر فرمائی گئی۔
ع ۱ ۹ ۱۵

مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۱۱﴾ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲﴾

اس کے لئے عبادت کو خالص بنا کر اور مجھ کو حکم ہے کہ میں سب سے پہلے مسلمان بنوں۔

قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳﴾

کہہ دے کہ میں ڈرتا ہوں اگر حکم نہ مانوں اپنے پروردگار کا بڑے دن کے عذاب سے ف۱

قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ﴿۱۴﴾ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ

کہہ دے میں تو اللہ ہی کو پوجتا ہوں اسی کے لئے اپنی عبادت کو خالص بنا کر اب تم پوجو جس کو چاہو

مِّنْ دُوْنِهٖ ۭ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

اس کے سوائے کہہ دے کہ نقصان والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے نقصان میں رکھا اپنے آپ کو

وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۵﴾ لَهُمْ

اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن خبردار ہو جاؤ یہی تو صریح نقصان ہے۔

مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۭ ذٰلِكَ

ان کے واسطے ان کے اُوپر سے آگ کے طبق ہیں اور ان کے نیچے سے بھی طبق! یہی ہے جس سے

يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۭ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا

اللہ ڈراتا ہے اپنے بندوں کو۔ اے میرے بندو پس مجھ سے ڈرو ف۲ اور جو لوگ بچے

الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ

بتوں سے ف۳ کہ ان کو پوجیں اور رجوع ہوئے اللہ کی طرف ان کے لئے خوشخبری ہے

فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ

تو خوشخبری سنا دے میرے ان بندوں کو جو بات سنتے ہیں پھر چلتے ہیں

ف۱ شانِ نزول:
بغوی نے لکھا ہے کہ اس آیت کا نزول اس وقت ہوا جب آپ ﷺ کو باپ دادا کا دین اختیار کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ (تفسیر مظہری)

مطلب یہ کہ توحید خالص کا واجب ہونا اور اس کے چھوڑنے پر عذاب کا مستحق ہونا ایسا ہے کہ اس قاعدہ سے نبی معصوم بھی مستثنیٰ نہیں حالانکہ اس میں معصیت کا احتمال ہی نہیں تو غیر معصوم تو کس شمار میں ہیں۔

ف۲ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ضحاک کا واقعہ

ایک بار حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا والی آیت کو بار بار پڑھا حضرت ضحاکؒ نے جب یہ آیت پڑھی لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ تو صبح تک اسی کو بار بار پڑھتے رہے۔

ف۳ اور غیر اللہ کی عبادت کو شیطان کی عبادت اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں شیطان کی کامل اطاعت کی جاتی ہے اور یہی حقیقت ہے عبادت کی۔

أَحْسَنَهُۥٓ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ هَدَىٰهُمُ ٱللَّهُ ۖ وَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمْ أُو۟لُوا۟

بہتر بات پر یہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی اور یہی ہیں عقل والے

ٱلْأَلْبَٰبِ ﴿١٨﴾ أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ ٱلْعَذَابِ ۚ أَفَأَنتَ

بھلا جس شخص پر ثابت ہو چکا عذاب کا حکم تو کیا تو خلاص کرسکتا ہے

تُنقِذُ مَن فِى ٱلنَّارِ ﴿١٩﴾ لَٰكِنِ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَوْا۟ رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ

اس کو جو دوزخ میں ہے۔ لیکن جو لوگ ڈرتے رہے اپنے پروردگار سے ان کے لئے بالا خانے ہیں

مِّن فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ ۖ

ان بالا خانوں کے اوپر اور بالا خانے بنے ہوئے ہیں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں۔

وَعْدَ ٱللَّهِ ۖ لَا يُخْلِفُ ٱللَّهُ ٱلْمِيعَادَ ﴿٢٠﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ ٱللَّهَ أَنزَلَ مِنَ

اللہ نے وعدہ فرمالیا ہے! اللہ وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا ف۱ کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے اتارا

ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهُۥ يَنَٰبِيعَ فِى ٱلْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِۦ

آسمان سے پانی پھر وہ پانی چلایا زمین کے چشموں میں پھر اس پانی سے نکالتا ہے کھیتی کہ گونا گوں ہیں اس

زَرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَٰنُهُۥ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَىٰهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُۥ

کے رنگ پھر خشک ہوجاتی ہے تو تو اس کو دیکھتا ہے کہ زرد پڑ گئی ہے پھر اس کو کر ڈالتا ہے

حُطَٰمًا ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِأُو۟لِى ٱلْأَلْبَٰبِ ﴿٢١﴾ أَفَمَن

ریزہ ریزہ بیشک اس میں نصیحت ہے عقل والوں کے لئے۔ بھلا وہ شخص جس کا سینہ کھول دیا

شَرَحَ ٱللَّهُ صَدْرَهُۥ لِلْإِسْلَٰمِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِۦ ۚ

اللہ نے اسلام کے لئے پس وہ اپنے پروردگار کی جانب سے روشنی پر ہے (کہیں سخت دل کے برابر ہوسکتا ہے؟)

ف۱ حضرت ابوسعید خدری راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت والے اوپر کے بالا خانے والوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم لوگ مشرقی اور مغربی افق پر باقی رہ جانے والے چمکدار جگمگاتے ستارے کو (دور سے) دیکھتے ہو' یہ صورت اہل جنت کے باہمی فرق مراتب کی ہوگی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ مکان تو انبیاء کے ہوں گے جہاں تک دوسروں کی رسائی نہ ہوگی فرمایا کیوں نہیں قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور (تمام) پیغمبروں کو سچا مانا (وہ مکان ان کے بھی ہوں گے)

خلاصہ رکوع ۲

ہجرت کی فضیلت اور گناہوں کا موجب سزا ہونا بتایا گیا۔ توحید پر استقامت کا حکم اور مشرکین کیلئے عذاب کی وعید سنائی گئی۔ مومن اور اہل تقویٰ کیلئے جنت اور اس کی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا۔

۲ قدرت خداوندی میں سے نظام آب پاشی کو ذکر کرکے نصیحت حاصل کرنے کی دعوت دی گئی۔ ع ۲ ۱۶

بعینہ یہی حالت انسان کی دنیوی زندگی کی ہے کہ آخر کار سب کو فنا ہونا ہے پھر اس میں منہمک ہوکر ہمیشہ کی راحت سے محروم رہنا اور دائمی مصیبت سر پر لینا نہایت حماقت ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ

تو افسوس ان کو جن کے دل سخت ہیں یاد الٰہی سے۔ یہی لوگ صریح گمراہی میں ہیں

مُّبِيْنٍ ﴿۲۲﴾ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ

اللہ نے نازل فرمایا بہتر کلام ایک کتاب متشابہ دوہرائے ہوئے ف۱

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ

کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اس کے سننے سے ان کی کھالوں پر جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے پھر

تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ

نرم ہو جاتی ہیں ان کی کھالیں اور ان کے دل یاد خدا کی جانب ف۲ یہ ہے اللہ کی ہدایت اس سے

هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اسے

فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾ اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ

کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔ بھلا جو شخص اپنے منہ پر روکتا ہے برے عذاب کو

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾

قیامت کے دن (کہیں جنتی کی مثل ہو سکتا ہے) اور کہا جائے گا ستم گاروں سے

كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ

کہ چکھو جو تم کماتے تھے جھٹلا چکے ہیں ان سے اگلے لوگ تو ان پر آ نازل ہوا عذاب

لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ

ایسی جگہ سے جہاں سے خبر نہ رکھتے تھے۔ تو ان کو چکھائی اللہ نے رسوائی دنیا کی زندگی میں

ف۱ یعنی اس کی عبادت کا اعجاز اور بلاغت اول سے آخیر تک یکساں ہے کسی جگہ کلام کی شوکت اور بلاغت و فصاحت کم نہیں ہوئی اسی طرح اس کے معانی بھی صحت و خوبی میں سب برابر ہیں اس میں کوئی مضمون کمزور نہیں۔

ف۲ اولیاء اللہ کی صفات:

عبدالرزاق سے مروی ہے کہ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں اولیاء اللہ کی صفت یہ ہے کہ قرآن سُن کر اُن کے دل موم ہو جائیں اور ذکر اللہ کی طرف وہ جھک جائیں؛ اُن کے دل ڈر جائیں؛ اُن کی آنکھیں آنسو بہائیں اور طبیعت میں سکون پیدا ہو جائے۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ صحابہ کرام کا عام حال یہی تھا کہ جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے اور بدن پر بال کھڑے ہو جاتے۔ (قرطبی)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس بندے کے بدن پر اللہ کے خوف سے بال کھڑے ہو جاویں تو اللہ تعالیٰ اس کے بدن کو آگ پر حرام کر دیتے ہیں۔ (قرطبی) (معارف مفتی اعظم)

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ

اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی بڑا ہے! کاش یہ لوگ جانتے ہوتے۔ اور ہم نے

ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ

بیان فرمائی لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال کہ شاید وہ

يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ

نصیحت پکڑیں (ہم نے نازل فرما دیا) قرآن عربی زبان میں بے عیب کہ شاید وہ

يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ

پرہیزگار بن جاویں۔ ف۱ اللہ نے بیان فرمائی ایک مثال ایک مرد (غلام) ہے اس میں کئی ساجھی ہیں

وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ

بدخو اور ایک شخص (غلام) سالم ایک شخص کا ہے! کیا یہ دونوں برابر ہیں حالت میں؟ ہر تعریف اللہ کو زیبا ہے!

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ

بلکہ ان میں بہتیرے نہیں جانتے ف۲ بیشک تجھ کو بھی مرنا ہے اور کچھ شک نہیں کہ وہ بھی مرنیوالے ہیں۔ بلاشبہ

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾ ع

تم قیامت کے دن اپنے پروردگار کے حضور میں باہم جھگڑے کرو گے

ف۱ یعنی قرآن میں یہ مضامین اس لئے لائے گئے ہیں تا کہ ان سچے اور بلیغ مضامین کو سن کر خدا کا خوف کریں غرض کتاب ہدایت ہونے کے لئے جن صفات کمال کی ضرورت تھی قرآن میں وہ سب جمع ہیں چنانچہ عمدہ مضامین ہونا پھر عربی ہونا جس کو اہل عرب بلاواسطہ سمجھ سکتے تھے کیونکہ وہ پہلے مخاطب ہیں پھر ان کے ذریعہ سے دوسروں کو سمجھ لینا آسان ہے پھر کسی مضمون میں کسی قسم کا خلل نہیں لیکن اگر ان ہی کی استعداد فاسد ہو تو کیا کیا جاوے۔

ف۲ مفلس کون ہے:

مسلم اور ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے صحابہؓ نے عرض کیا ہم میں مفلس وہی ہوتا ہے جس کے پاس نہ روپیہ ہو نہ سامان فرمایا میری امت کا مفلس وہ ہوگا جو نماز روزہ زکوٰۃ (سب کچھ) لے کر آئے گا (لیکن) کسی کو گالی دی ہوگی کسی پر تہمت لگائی ہوگی کسی کا مال کھایا ہوگا کسی کا خون بہایا ہوگا کسی کو مارا ہوگا چنانچہ اس کو پکڑا جائے گا اور اس کی کچھ نیکیاں ایک (حقدار) کو بطور بدلہ دے دی جائیں گی اور کچھ دوسرے کو اگر بدلہ پورا ادا ہوئے بغیر اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو حقداروں کے کچھ گناہ لے کر اس پر ڈال دئے جائیں گے پھر اس کو آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

۳ ع ۱۰ ۱۷

خلاصہ رکوع ۳

خوش بخت و بدبخت لوگوں میں امتیاز اولیائے کاملین کی حالت کو بیان فرمایا گیا۔ محشر میں کفار کی حالت اور مشرک و موحد کو مثال سے ذکر فرمایا گیا۔ قیامت میں سب کا آمنا سامنا ذکر فرمایا گیا۔

تیئیسواں پارہ

فضائل، خواص، فوائد وعملیات

سورۂ یٰسین.... فضائل وخواص

جس حاجت کے لئے اکتالیس بار پڑھے وہ پوری ہو۔ خوف زدہ ہو امن میں ہو جائے یا بیمار شفا پائے یا بھوکا ہو سیر ہو جائے۔ دیگر سورۂ یٰسین میں چار جگہ لفظ الرحمٰن آیا ہے اور تین جگہ لفظ اللہ اور اسی طرح سورۂ تبارک الذی میں۔ پس جو شخص سورۂ یٰسین پڑھے اور لفظ الرحمٰن آئے داہنے ہاتھ کی ایک انگلی بند کر لے اور جہاں لفظ اللہ آئے بائیں ہاتھ کی انگلی بند کرلے حتیٰ کہ ختم سورت پر داہنے ہاتھ کی چار انگلیاں بند ہو جائیں گی اور بائیں ہاتھ کی تین انگلیاں پھر سورۂ تبارک الذی پڑھے اور لفظ رحمٰن پر داہنے ہاتھ کی ایک انگلی کھول دے اور لفظ اللہ پر بائیں ہاتھ کی انگلی کھول دے۔ اس کی تمام حاجتیں پوری ہوں اور دعائیں قبول ہوں گی اور انگلیوں کا کھولنا بند کرنا کن انگلی سے شروع ہوگا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت سورۃ یٰسین

سورۃ یٰسین کا بیمار پر ایک مرتبہ روز پڑھ کر دم کرنا جلد شفا دیتا ہے نزع کی حالت والے کو اس مبارک سورہ کا سننا جلد مشکل آسان کر دیتا ہے رزق کی ترقی کے لئے یا جس کے اولاد نہ ہوتی ہو اولاد پیدا کرنے کے لئے تین مرتبہ اس مبارک سورۃ کا روزانہ پڑھنا نہایت مجرب عمل ہے۔

اگر کوئی مسافر سفر میں اس سورت کی تلاوت کرے تو مع الخیر گھر واپس آئے زچہ کو چلہ کے ایام میں اس کا دم کیا ہوا پانی پلانا صحت کے لئے نہایت مجرب عمل ہے۔ حاملہ کو روزانہ اس سورت کو پڑھ کر دم کر کے کھلانا مع الخیر حمل سے فارغ کرنے کے لئے عجیب وغریب اثر رکھتا ہے۔

الغرض یہ سورۃ قرآن مجید کا دل ہے اس کا عمل دو جہاں کی مصیبتوں کے لئے اکسیر اعظم کا حکم رکھتا ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۸... دشمن سے نجات کیلئے عمل

اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ وَجَعَلْنَا مِنْ م بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ

اگر کسی دشمن یا ظالم کے فساد کو روکنا منظور ہو تو سات مرتبہ ان آیتوں کو پڑھنا اور دشمن کا تصور کر کے اس کی طرف دم کرنا نہایت

مجرب ہے۔ مشک وزعفران سے ان آیات کو لکھ کر اپنے پاس رکھنا ہر ظالم کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ (طب روحانی)

نیز ڈھال پر لکھ کر دشمنان دین کا مقابلہ کرے تو غالب آئے۔ (اعمال قرآنی)

آیت ۹ .... دشمنوں کی قوت بینائی سلب ہو گئی

ہجرت مدینہ کے موقع پر جس شب کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کا قصد کیا کفار مکہ نے چاروں طرف سے کاشانہ اقدس کا محاصرہ کر رکھا تھا کہ جونہی نبی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے نکلیں گے ان پر بیک وقت حملہ کر کے (نعوذ باللہ) انہیں ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عین ان لوگوں کی آنکھوں کے سامنے یہ آیت مبارک پڑھتے ہوئے نکلے۔

"وجعلنا من بين ايديهم سداً و من خلفهم سدا فاغشيناهم فهم لايبصرون"

"اور ہم نے ایک آڑ ان کے سامنے کر دی اور ایک آڑ پیچھے کر دی جس سے ہم نے (ہر طرف سے) ان کو (پردوں سے) گھیر دیا سو وہ نہیں دیکھ سکتے"۔ (سورہ یٰسین)

محاصرین کی قوت بینائی خداوند تعالیٰ نے ایسی سلب کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے درمیان سے نکل کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر جا پہنچے۔ (صحیح بخاری)

فائدہ آیت ۳۸ .... روزانہ سورج اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا ہے

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جانتے ہو یہ سورج غروب ہو کر کہاں جاتا ہے؟ میں نے کہا خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ عرش تلے جا کر خدا تعالیٰ کو سجدہ کرتا ہے، پھر (طلوع ہونے کی) اجازت طلب کرتا ہے، تو اس کو اجازت دی جاتی ہے، اور قریب ہے کہ سورج سجدہ کرے اور قبول نہ کیا جائے، اجازت طلب کرے اور اجازت نہ دی جائے، اور سورج سے کہا جائے گا کہ جہاں سے آیا ہے وہاں سے لوٹ جا، پس آفتاب مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا...... یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا:

وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا (سورہ یٰس: آیت ۳۸) ترجمہ: "اور آفتاب اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی قرار راہ عرش کے نیچے ہے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ: ص ۴۷۲)

اس آیت میں ٹھکانے کیلئے مستقر کا لفظ اختیار کیا ہے۔ سورج اپنے کون سے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے؟ اس بارے میں جدید ماہرین فلکیات نے اپنے طویل اور پیچیدہ حسابات کے ذریعے بتایا ہے کہ ہماری کہکشاں میں مختلف اقسام کی سرگرمیوں کے نتیجے میں سورج ۷ لاکھ ۲۰ ہزار کلومیٹر فی گھنٹے کی رفتار سے اپنے Apex یعنی بلند ترین مقام تک پہنچتا ہے۔ جو Vega ستارے کے قریب واقع ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سورج ہمارے ایک دن میں ایک کروڑ ۷۲ لاکھ ۸۰ ہزار کلومیٹر کا سفر طے کرتا ہے اور زمین چونکہ اس کے تابع ہے تو زمین بھی روزانہ اتنا ہی فاصلہ سورج کے ساتھ طے کرتی ہے۔ خلاصہ یہ نکلا کہ ہماری زمین بیک وقت تین مختلف قسم کے سفر مختلف سمتوں اور مختلف رفتاروں کے ساتھ طے کر رہی ہے اور اس کا یہ معجزاتی سفر اتنا ہموار۔ غیر محسوس اور متوازن ہے کہ ہمیں یہ احساس تک نہیں

ہوتا کہ ہم ایک گھنٹے میں لاکھوں کلومیٹر کا سفر طے کر چکے ہیں۔

قدرت کی ان بے مثال نشانیوں کو دیکھ کر اس کے خالق اس کے مدبر اس کے قائم رکھنے والے اور اس پیچیدہ نظام کو چلانے والے کے وجود سے انکار کر کے اگر انسان پتھروں کی درختوں کی سورج کی آگ کی اور گائے کی پرستش کرتا ہے تو کیا یہ ظلم عظیم نہیں ہے۔ (قرآن اور سائنسی انکشافات)

خاصیت آیت ۸۳....عزت حاصل کرنے کانسخہ

فَسُبۡحٰنَ الَّذِیۡ بِیَدِہٖ مَلَکُوۡتُ کُلِّ شَیۡءٍ وَّ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ۝

اگر آپ لوگوں کی نظروں سے گر گئے ہو اور چاہتے ہو کہ آپ کی عزت قائم ہو جائے تو آپ مذکورہ آیت کو گیارہ دفعہ پڑھ کر اپنے اوپر پھونک لو ان شاء اللہ آپ کامیاب ہو جاؤ گے۔ (انمول موتی)

سورہ صافات...فضائل وخواص

خاصیت آیت ۷۵تا۷۹...برائے حل مشکلات

جس شخص کی اولاد مر جاتی ہو یا وہ کسی سخت مصیبت میں مبتلا ہو وہ شخص ساری عمر اپنا وظیفہ ان مبارک آیتوں کا کرے ہر نماز کے بعد گیارہ گیارہ مرتبہ روزانہ پڑھا کرے ان شاء اللہ ساری شکایتیں دور ہو جائیں گی۔ وہ آیتیں یہ ہیں۔

وَلَقَدۡ نَادٰىنَا نُوۡحٌ فَلَنِعۡمَ الۡمُجِیۡبُوۡنَ ۝ وَنَجَّیۡنٰہُ وَاَہۡلَہٗ مِنَ الۡکَرۡبِ الۡعَظِیۡمِ ۝ وَجَعَلۡنَا ذُرِّیَّتَہٗ ہُمُ الۡبٰقِیۡنَ ۝ وَتَرَکۡنَا عَلَیۡہِ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰی نُوۡحٍ فِی الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ (انمول موتی)

خاصیت آیت ۷۶....اولاد کی حیات اور مصیبت سے نجات کانسخہ

وَنَجَّیۡنٰہُ وَاَہۡلَہٗ مِنَ الۡکَرۡبِ الۡعَظِیۡمِ ۝

اگر کسی شخص کی اولاد مر جاتی ہو زندہ نہ رہتی ہو یا وہ کسی سخت مصیبت میں مبتلا رہتا ہو تو اس آیت کو روزانہ صبح و شام گیارہ دفعہ پڑھے۔ (انمول موتی)

خاصیت آیت ۱۱۸....بھٹکے ہوئے کو راہ راست پر لانے کانسخہ

وَہَدَیۡنٰہُمَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۝

اگر آپ سیدھی راہ سے بھٹک جائیں اچھائی برائی کی تمیز نہ رہے تو آپ تین سو تیرہ دفعہ مذکورہ آیت پانی پر دم کر کے اس وقت تک پیتے رہیں جب تک آپ کی حالت سدھر نہ جائے۔ (انمول موتی)

سورہ ص ... فضائل وخواص

خاصیت آیت ۱-۲... مقدمہ میں فتح ونصرت کیلئے

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّۃٍ وَّشِقَاقٍ

اگر کسی مسلمان کا کسی بت پرست سے کسی عبادت خانہ کی بابت مقدمہ یا نزاع واقع ہو رہا ہے وہ شخص ایک ہزار تین سو تیرہ مرتبہ اس آیت مبارکہ کو اکیس روز تک روزانہ غسل کر کے قبلہ رو ہو کر فتح ونصرت کا کامل یقین جما کر پڑھے ان شاء اللہ فتح ہو گی۔ ان کے پڑھنے کا مجرب وقت عشاء یا تہجد کی نماز کے بعد ہے دن کا پڑھنا مفید نہ ہوگا۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۲۶... مقدمہ میں ناانصافی کا اندیشہ دور کرنے کیلئے

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ م بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ

اگر کسی شخص کو کسی حاکم سے کسی مقدمہ میں ناانصافی کرنے کا اندیشہ ہو وہ شخص گیارہ روز تک صبح صادق کے بعد سورج نکلنے سے پہلے گیارہ سو مرتبہ پڑھیں ان شاء اللہ تعالیٰ مقدمہ میں ناانصافی نہ ہو گی۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۳۴... برائے دفع ظلم

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّہٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ (پ۲۳ع۱۲)

ترجمہ: اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کو (ایک اور طرح بھی) امتحان میں ڈالا اور ہم نے ان کے تخت پر ایک (ادھورا) دھڑ ڈالا پھر انہوں نے (خدا کی طرف) رجوع کیا۔

اگر کسی شریر ظالم کو شہر سے نکالنا ہو تو ہر روز سات سرخ گھونگچی پر ایک بار سات دن تک پڑھے اور ہر روز اس گھونگچی کو کنوئیں میں ڈالتا جائے انشاء اللہ تعالیٰ وہ شخص جلد چلا جائے گا۔ اس عمل میں ترک حیوانات لازم ہے مگر اس کو ناجائز جگہ پر عمل نہ کرے ورنہ نقصان اٹھائے گا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۶۵... باپ یا آقا کی نگاہ میں وقعت پیدا کرنے کیلئے

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ وَّمَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ

اگر کوئی بیٹا باپ کی نظروں میں یا نوکر آقا کی نگاہ میں وقعت پیدا کرنی چاہے تو وہ روزانہ عصر کی نماز کے بعد ایک سو اکیس مرتبہ ان آیات کو پڑھے۔ (طب روحانی)

سورۂ زمر .... فضائل وخواص

اگر کسی شخص کو بدخوابی یا برے خواب نظر آتے ہوں وہ اس سورۃ کی آیت نمبر ۴۶ کو ایک کاغذ پر صندل سفید اور زعفران سے لکھ کر تکیہ کے غلاف میں رکھے۔ (مبارک مجموعہ وظائف)

خاصیت آیت ۲۱... کھیتی کے پختہ کرنے کیلئے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِى الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ

اگر کوئی زمیندار کورے ٹھیکرے پر اس آیت کو لکھ کر اپنے کھیت کے کسی کونہ گوشہ میں دفن کرے گا ان شاء اللہ کھیت بامراد پختہ اور تیار ہوگا۔ (طب روحانی)

....

فضائل وخواص از کتاب

اَلدُّرَرُ النَّظِيْم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم

سورۂ یٰسین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ہر شی کا دل ہے اور قرآن کریم کا دل سورۂ یٰسین ہے۔ اور ارشاد فرمایا جو آدمی سورۂ یٰسین پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں دس بار قرآن کریم پڑھنے کا اجر لکھ دیتا ہے اور فرمایا کہ سورۂ یٰسین اپنے پڑھنے والے کے سر پر دنیا وآخرت کی بھلائی کا عمامہ پہنا دیتی ہے اور اس سے دنیا کی آزمائش اور آخرت کے خوف کو دور کر دیتی ہے۔

اسی لئے اس سورۃ کا نام معممہ اور مدافعہ بھی ہے اور اس کو قاضیہ بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ حاجت مندوں کی ہر حاجت کو پورا کر دیتی ہے۔

جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر پی لے اس کے دل میں ہزار دوا ہزار نور اور ہزار یقین اور ہزار برکت ہزار حکمت اور ہزار رحمت داخل کی جاتی ہے اور اس کے دل سے ہر کھوٹ اور بیماری کو نکال دیا جاتا ہے۔

جو شخص اس سورۃ کو پڑھے اس دن اس کی وجہ سے اس کے گناہوں میں اس سے تخفیف کی جاتی ہے اور اس کے نامۂ اعمال میں ان لوگوں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھی جاتی ہیں جو اس سورۃ میں مذکور ہیں۔

جو شخص اس سورۃ کو شام کے وقت پڑھے وہ صبح تک خوشی میں رہتا ہے اور جو صبح کو پڑھے وہ شام تک خوشی میں رہتا ہے اور جو شخص اس سورۃ کو سکرات کے وقت پڑھے وہ روح قبض ہونے سے پہلے رضوان جنت کو اپنا منتظر دیکھتا ہے۔

اگر کوئی حاجت منداس سورۃ کو پڑھے تو اس کی حاجت پوری ہو جاتی ہے اور کوئی خوف زدہ پڑھے تو اس کا خوف جاتا رہتا ہے۔ بھوکا پڑھے تو سیر پیاسا پڑھے تو سیراب ہو جاتا ہے۔

جو شخص اس سورۃ کو جمعہ کی رات میں پڑھے تو صبح اس کے سب گناہ بخشے ہوئے ہوتے ہیں اور جو شخص سورۂ دخان اور سورۃ یٰسین کو جمعہ کی رات کے وقت ثواب کے یقین کے ساتھ پڑھے تو اس کے سب پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

سورۂ یٰسین کی فضیلت میں اور بھی بہت ساری احادیث ہیں مگر یہاں طوالت سے بچتے ہوئے انہیں کو کافی سمجھا گیا ہے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کی خدمت میں آ کر کہا آپ سورۂ یٰسین کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس میں ایک اسم ہے جسے وہ معلوم ہو جائے اور وہ اس اسم سے دعا مانگے تو وہ دعا قبول ہو جاتی ہے۔ خواہ دعا مانگنے والا گناہگار ہی کیوں نہ ہو۔

جب کوئی آدمی کسی غم میں مبتلا ہو تو وہ سورہ یٰسین پڑھ کر یوں دعا مانگے۔

سُبْحَانَ الْمُفَرِّجِ غَمِ كُلِّ مَهْمُوْمٍ سُبْحَانَ الْمُتَنَفِّسِ عَنْ كُلِّ مَكْرُوْبٍ مَدْيُوْنٍ سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ خَزَائِنَهُ بَيْنَ الْكَافِ وَالنُّوْنِ اِنَّمَآ اَمْرُهُ اِذَا اَرَادَ شَيْئاً اَنْ يَّقُوْلَ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنَ فَسُبْحَانَ الَّذِىْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَىْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ يَا مُفَرِّجَ الْهَمِّ فَرِّجْ ۳ بار کہے۔

سورۂ یٰسین گلاب وزعفران سے سات بار لکھ کر سات روز تک مسلسل روزانہ ایک بار پیتا رہے تو وہ آدمی مناظر میں مخالف پر غالب رہے گا۔ لوگوں میں اس کی عزت ہوگی اگر کسی کے پیشاب میں رکاوٹ ہے وہ پیئے تو اس کی یہ تکلیف جاتی رہے گی اگر دودھ والی عورت پیئے تو اس کا دودھ بہت ہو جائے گا۔

اگر کوئی آدمی سورۂ یٰسین لکھ کر اپنے سر سے باندھے تو نظر بد سے جنون سے، موذی جانوروں سے اور دوسری تکلیفوں سے محفوظ رہے گا۔ کلبیؒ کہتے ہیں کہ ایک آدمی کے ہاتھوں بھول کر کوئی قتل ہو گیا مقتول کے وارث کو اس پر ضد تھی کہ اس نے جان بوجھ کر قتل کیا ہے چنانچہ وہ قاتل کو قتل کرنے کے لئے تلاش کر رہا تھا۔ قاتل کو کسی نیک آدمی نے کہا اگر تو اپنی بات میں سچا ہے کہ تو نے اسے جان بوجھ کر قتل نہیں کیا تو اپنے گھر سے نکلنے سے پہلے سورۂ یٰسین پڑھ لیا کر اگر تو اس کے سامنے بھی ہوگا تو وہ تجھے نہیں دیکھ سکے گا۔ چنانچہ وہ اسی طرح کرتا اور اس سے محفوظ رہتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب قریش رات کو قتل کرنے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے آئے اور ان کے سروں پر خاک ڈالی مگر وہ آپ کو نہ دیکھ سکے۔

جو شخص کسی ظالم بادشاہ سے ڈرتا ہو یا اسے ناحق قتل کرنا چاہتا ہو یا کوئی چلتے چلتے راستہ بھول گیا ہو تو وہ سورۂ یٰسین کو پڑھ کر یہ پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَالْحَىُّ الْقَيُّوْمُ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ذُوْالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ. بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَايَضُرُّمَعَ اسْمِهٖ شَىْءٌ فِى الْاَرْضِ وَلَافِى السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ فَلَانِ بِن فُلَانَة

وَجَعَلْنَا مِنْ م بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ

(۱) اگر یہ آیت لکھ کر یا تانبے یا سونے کی پتری پر کندہ کرا کر ڈھال کی مٹھی پر چسپاں کر دیا جائے تو دشمن شکست کھائیں گے یا ہلاک ہو جائیں گے۔ (۲) جو شخص سوتے ہوئے اس آیت کو پڑھ کر سوئے تو وہ چوروں سے محفوظ رہے گا۔

(۳) اگر دو آدمیوں کا آپس میں جھگڑا ہو رہا ہو اور وہاں کوئی یہ آیت پڑھ دے تو ان میں سے جو ظالم ہے رسوا ہوگا۔

اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ط وَكُلَّ شَىْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِىٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ

اگر باغ میں پھل نہ لگتا ہو یا زمین بنجر ہو رہی ہو یا مردہ دلوں کو زندہ کرنا ہو تو روزہ کے ساتھ باوضو ہو کر ان آیات کو گلاب، مشک اور

زعفران سے کسی نئے پاک برتن میں لکھ کراو پر تمام سورۃ پڑھے پھر اسے بارش کے پانی سے دھو کر باغ کے درختوں کی جڑوں میں یا بے آباد زمین میں یا گھر ودکان میں چاند کی پہلی جمعرات سے لے کر تین دن تک چھڑ کے روزانہ ایک مرتبہ۔

اگر کند ذہنی اور نسیان ہو مذکورہ بالا ترکیب سے بنائے ہوئے پانی میں شربت ترنج ملا کر سات دن تک ہر روز سات گھونٹ نہار منہ پیئے اور پینے کی ابتداء ہفتہ کے دن سے یا جمعرات کے دن سے کرے۔ اور اگر ان آیات پر ذیل کے الفاظ بھی پڑھے جائیں تو بہت جلد کامیابی ہوگی۔

اَللّٰهُ مُحْيِي الْمَوْتٰى وَجَامِعُ الشَّتَّاتِ وَ مُخرِجُ بَرَكَاتِ الْاَرْضِ لَايَعْزُبُ عَنْ عِلْمِهٖ شَيْءٌ بِقُدْرَتِهٖ

ان كانت الا صيحةً واحدةً فاذاهم خامدون.

جب دشمن سامنے آ جائے تو قبلہ رخ ہو کر پڑھے۔ **الله الغالب الله القاهر مذل كل جبار عنيد ناصر الحق حيث كان بيديه الحول والقوة والسلطان ان كانت الا صيحةً واحدةً فاذا هم خامدون** دشمن گھبرا کر بھاگ جائے گا۔

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خَامِدُوْنَ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ. مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ

اگر کسی آدمی کے پاس جن اس کے بلانے پر حاضر ہوتے ہیں اور کبھی وہ حاضر نہ ہو رہے ہوں تو پہلے جو قسم وغیرہ انہیں دے کر بلاتا ہے اس میں یہ آیت بھی ملا کر بلائے ونفخ فی الصور.......... محضرون تک تو جن بہت جلد حاضر ہو جائیں گے۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ. اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ. اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ

باغ یا کھیت میں بہتری و برکت کے لئے ان آیات کو مٹی کے برتن میں اور ریحان کے پانی سے جس میں مشک اور زعفران گھولی گئی ہو لکھ کر بارش کے پانی سے دھو کر باغ یا زمین میں چھڑک دے تو بہت ہی نفع ملے گا۔

مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ. وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ نِ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ

اگر اس آیت کو روغن زیتون پر پڑھ کر کسی اترے ہوئے یا ٹوٹے ہوئے یا سست عضو پر مالش کرے تو وہ صحیح ہو جائے گا۔

سورۂ صافات

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص یہ سورۃ پڑھے اس سے شیطان دور ہو جاتا ہے۔

(۲) جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اس گھر میں رکھ دے جس میں جن رہتے ہوں تو وہ جن گھر والوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

(۳) جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اور اسے دھو کر پھر اس پانی سے نہائے تو اس کا خوف وگھبراہٹ اور کپکپی جاتی رہتی ہے۔

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ

اگرلوبان اورسندروس کی دھونی دے اوران آیات کوپڑھ کر کہے احضر یا فلان اورجنوں کے بادشاہ کا نام لےتو وہ حاضر ہو جائیگا۔

سورۂ ص

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادگرامی ہے جوشخص سورۂ ص پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو ہر گناہ سے محفوظ رکھے گا۔

(۲) جوشخص اس سورۃ کوشیشہ کے برتن میں لکھ کر قاضی یا کوتوال کی جگہ رکھ آئے تو تین دن سے پہلے اس کی لغزش اور نقص ظاہر ہو جائے گا اور اس کے بعد اس کا حکم نافذ نہ ہو سکے گا۔

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ م بَارِدٌ وَّشَرَابٌ

کنواں یا چشمہ وغیرہ کھودتے وقت اس آیت کا وردجاری رکھا جائے تو وہاں سے میٹھا پانی نکلے گا۔

سورۂ زمر

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادگرامی ہے جو آدمی سورۂ زمر پڑھے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی امید نہ توڑیں گے اور اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے برابر اجر عطا فرمائیں گے۔

(۲) جوشخص اس سورۃ کولکھ کر اپنے بازو پر باندھے یا اپنے بستر یا اپنے گھر میں رکھ دے تو اللہ تعالیٰ اس کے کاموں میں برکت عطا فرمائے گا اور لوگ ہمیشہ اس کے شکرگزار رہوں گے۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ. ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ

اگرکوئی اس آیت کو پڑھ کر دشمن کے سامنے سے اس کے منہ پر پھونک دے تو دشمن غمگین اور خاموش ہو جائے گا۔(الدرالنظیم)

پارہ ۲۴ میں آنے والی سورتوں کا تعارف

تعارف سورۃ المؤمن

یہاں سے سورۂ احقاف تک ہر سورت حٰم کے حروف مقطعات سے شروع ہو رہی ہے، جیسا کہ سورۂ بقرہ کے شروع میں عرض کیا گیا تھا، ان حروف کا ٹھیک ٹھیک مطلب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ چونکہ یہ سات سورتیں حٰم سے شروع ہو رہی ہیں، اس لئے ان کو ''حوامیم'' کہا جاتا ہے، اور ان کے اسلوب میں عربی بلاغت کے لحاظ سے جوادبی حسن ہے، اس کی وجہ سے انہیں ''عروس القرآن'' یعنی قرآن کی دلہن کا لقب بھی دیا گیا ہے۔ یہ تمام سورتیں مکی ہیں، اور ان میں اسلام کے بنیادی عقائد توحید، رسالت اور آخرت کے مضامین پر زور دیا گیا ہے، کفار کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے، اور کفر کے برے انجام سے خبردار کیا گیا ہے، اور بعض انبیائے کرام کے واقعات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اس پہلی سورت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے آیت ۲۸ تا ۳۵ تک فرعون کی قوم کے ایک ایسے مرد مؤمن کی تقریر نقل فرمائی گئی ہے جنہوں نے اپنا ایمان اب تک چھپایا ہوا تھا، لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء پر فرعون کے مظالم بڑھنے کا اندیشہ ہوا اور فرعون موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو انہوں نے اپنے ایمان کا کھلم کھلا اعلان کرتے ہوئے فرعون کے دربار میں یہ موثر تقریر فرمائی۔ اسی مردِ مؤمن کے حوالے سے اس سورت کا نام بھی مؤمن ہے، اور اسے سورۂ غافر بھی کہتے ہیں، ''غافر'' کے معنی ہیں ''معاف کرنے والا'' اس سورت کی پہلی ہی آیت میں یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کرتے ہوئے استعمال ہوا ہے، اس وجہ سے سورت کی پہچان کے لئے اس کا ایک نام غافر بھی رکھا گیا ہے۔

تعارف سورۂ حٰم السجدۃ

یہ سورت اس مجموعے کا ایک حصہ ہے جسے حوامیم کہا جاتا ہے، اور جس کا تعارف پیچھے سورۂ مؤمن کے شروع میں گزر چکا ہے۔ اس سورت کے مضامین بھی دوسری مکی سورتوں کی طرح اسلام کے بنیادی عقائد کے اثبات اور مشرکین کی تردید وغیرہ پر مشتمل ہیں۔ اس سورت کی آیت نمبر ۳۸ آیت سجدہ ہے، یعنی اس کے پڑھنے اور سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے، اس لئے اس کو حٰم السجدۃ کہا جاتا ہے۔ اس کا دوسرا نام سورہ ''فصلت'' بھی ہے، کیونکہ اس کی پہلی ہی آیت میں یہ لفظ آیا ہے۔ نیز اسے ''سورۃ المصابیح'' اور ''سورۃ الاقوات'' بھی کہا جاتا ہے۔ (روح المعانی)

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ

پھر اس سے بڑھ کر ظالم کون جس نے جھوٹ بولا اللہ پر

وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ

جھٹلایا سچے کلام کو جب کہ وہ اس کے پاس آیا! کیا

جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝۳۲ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ

جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں ہے اور جو سچی بات لے کر آیا اور جس نے اس کو سچ

وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝۳۳ لَهُمْ

مان لیا وہی لوگ پرہیز گار ہیں ان کے لئے ہے جو کچھ

مَّا يَشَاۗءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ۝۳۴ ښ

وہ چاہیں اپنے پروردگار کے پاس! یہ ہے جزا نیکو کار بندوں کی۔

لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ

تاکہ اللہ دور کر دے ان سے بد اعمال جو انہوں نے کئے تھے اور ان کو عطا فرماوے

اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۳۵

ان کا اجر ان نیک اعمال کا جو وہ کرتے تھے ف۱

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ۭ وَيُخَوِّفُوْنَكَ

کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں؟ اور یہ لوگ تجھ کو

بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا

ڈراتے ہیں ان سے جو اللہ کے سوائے ہیں! ف۲ اور جس کو اللہ گمراہ کرے تو کوئی اس کو

ف۱ چونکہ برے عملوں کو دور کرنا اور نیک کاموں کا ثواب دینا مقصود تھا اس لئے ان سے وعدہ کیا گیا کہ وہ جو کچھ چاہیں گے وہی انکو ملے گا تا کہ وہ برے عملوں کی معافی اور نیک اعمال کے ثواب کی خواہش کریں تو حسب وعدہ انکی یہ خواہش پوری کر دی جائے اور مسلمانوں کو ایسی خواہش ہونا ظاہری ہے۔

ف۲ یعنی وہ سب ہی کی حفاظت کے لئے کافی ہے۔ خصوص اپنے محبوب خاص بندہ کیلئے کیوں نہ کافی ہوگا۔ یعنی یہ ایسے احمق ہیں کہ خدا کی حفاظت سے انجان بن کر آپ کو ایسے کمزور اور جھوٹے معبودوں سے ڈراتے ہیں جو خود ہی بے حس و حرکت اور عاجز ہیں اور اگر قادر بھی ہوتے تو پھر بھی خدا کی حفاظت کے سامنے عاجز ہی ہوتے۔

لَهٗ مِنْ هَادٍ ۳۶ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ

ہدایت پر لانے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت دے تو کوئی اس کو بہکانے والا نہیں کیا

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ۳۷ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ

اللہ زبردست بدلا لینے والا نہیں؟ اور اگر تو ان سے دریافت کرے کہ کس نے

مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ

پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو؟ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے کہہ دے کہ

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ

بھلا دیکھو تو سہی جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا اگر اللہ مجھ کو کچھ تکلیف

اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ

دینی چاہے کیا وہ (بت) دفع کر دیں گے اس کی ڈالی ہوئی تکلیف کو یا اللہ میرے

بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ

حق میں رحمت کا ارادہ فرمائے کیا وہ (بت) اس کی رحمت روک دیں گے؟ کہہ دے مجھ کو اللہ بس ہے!

اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۳۸ قُلْ يٰقَوْمِ

اسی پر بھروسہ رکھا کرتے ہیں بھروسہ رکھنے والے۔ ف۱ کہہ دے کہ اے میری قوم!

اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۳۹ ۙ

تم عمل کئے جاؤ اپنی جگہ میں بھی عمل کر رہا ہوں۔ اب آگے چل کر جان لو گے

مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ

کہ کس پر آفت آتی ہے جو اس کو رسوا کر دے گی اور (کس پر) اترتا ہے دائمی

ف۱ شانِ نزول:

مقاتل کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اس آیت کے نزول کے بعد) مشرکوں سے یہ سوال کیا تھا لیکن انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔ قل حسبی الله علیه یتوکل المتوکلون آپ کہہ دیجئے میرے لئے اللہ کافی ہے بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

مشرکین سے سوال:

اَفَرَءَیْتُمْ یعنی تم اس بات کا اعتراف کرتے ہو کہ اللہ ہی خالق کائنات ہے اسکے سوا کوئی پیدا کرنے والا نہیں تو مجھے بتاؤ تنہا اللہ کی خلاقیت کا اقرار کرنیکے بعد ان پر اس بات کا اقرار کرنا لازم ہو جاتا ہے کہ بت نہ دکھ کو دور کر سکتے ہیں نہ سکھ دے سکتے ہیں نہ خدا کی بھیجی ہوئی مصیبت کو دفع کر سکتے ہیں نہ اسکی عطا کردہ نعمت کو لوٹا سکتے ہیں۔

قوی اور غنی ہونے کا طریقہ:

ابن ابی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے مرفوعاً حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ من احب ان یکون اقوی النّاس فلیتوکل علی الله وَمن احب ان یکون اغنی النّاس فَلْیَکُنْ بما فی ید الله عزّو جلّ. اوثق منه بما فی یدیه و من اَحبّ ان یکون اکرم النّاس فلیتق الله عزّوجل.

جس شخص کو یہ بات محبوب ہے کہ وہ دنیا میں سب سے زیادہ قوی ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اللہ پر توکل کرے اور جو شخص چاہتا ہے کہ سب سے زیادہ غنی ہو اس کو چاہئے کہ جو چیز خدا کے ہاتھ ہے اس پر اس چیز سے زائد بھروسہ کرے جو خود اس کے ہاتھوں میں ہے۔ اور جو شخص چاہتا ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ عزت والا ہو تو اسے چاہئے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرے۔ (معارف کاندھلوی)

مُّقِيْمٌ ۝۴۰ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ

عذاب! ہم نے نازل فرمائی تیرے اوپر کتاب لوگوں کے لئے حق کے ساتھ

فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ

پس جو راہ پر آ گیا تو اپنے بھلے کے لئے۔ اور جو کوئی گمراہ ہوا تو بس اپنے ہی بُرے کو گمراہ ہوتا ہے!

عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝۴۱ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى

اور تو ان پر داروغہ نہیں ہے اللہ روحیں قبض فرما لیتا ہے اس کے مرتے وقت

الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ

اور جو مری نہیں ان کو بھی قبض فرما لیتا ہے ان کے

مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ

سوتے وقت پھر ان کو روکے رکھتا ہے جن پر حکم فرما چکا موت کا

وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ

اور ان دوسروں کو بھیج دیتا ہے ایک وقت مقرر تک! بے شک

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۴۲ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ

اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں کیا انہوں نے ٹھہرا رکھے ہیں

دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَاۗءَ ۭ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْــــًٔا

اللہ کے سوا سفارش کرنے والے! کہہ دے کہ اگر یہ سفارشی کچھ بھی اختیار نہ رکھتے ہوں

وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ۝۴۳ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ

اور نہ عقل رکھتے ہوں ف۱ (تب بھی) کہہ دے کہ اللہ ہی کے اختیار میں ہے سفارش ساری اسی کی ف۲

ف۱ یعنی شفاعت کے لئے کم از کم علم و قدرت تو درکار ہے جو ان میں نہیں ہے کیونکہ یہ تو خود بے حس و حرکت جماد ہیں اور چونکہ یہاں یہ احتمال تھا کہ کوئی

ع ۴/۱۰

خلاصہ رکوع ۴

۱ منکرین اور متقین کی حالت اللہ کے بندہ کا وصف ذکر فرمایا گیا۔ منکرین و مشرکین سے سوال اور بتایا گیا کہ خدا پرست ہی غالب ہوگا۔

مشرک کہے کہ یہ بت اگرچہ جماد ہیں اور خود شفاعت نہیں کر سکتے مگر جن کی یہ تصویریں ہیں وہ تو جاندار ہیں اور ان میں علم و قدرت دونوں ہیں وہی شفاعت بھی کریں گے اس لئے آگے اس کا جواب تعلیم فرماتے ہیں۔

ف۲ بدوں اس کی اجازت کے کسی کی مجال نہیں کہ شفاعت کر سکے اور اجازت کے لئے دو شرطیں ہیں ایک شفاعت کرنے والے کا مقبول ہونا دوسرے جس کی کچھ شفاعت کی جائے اس کا مغفرت کے قابل ہونا پس جن ارواح کو یہ لوگ معبود قرار دیتے ہیں اگر وہ شیاطین ہیں تب تو دونوں شرطیں مفقود ہیں اور اگر ملائکہ وغیرہ ہیں تو دوسری شرط موجود نہیں حق تعالیٰ بہرحال کفار کی شفاعت کی اجازت نہیں دے سکتے پس شفاعت بھی نہیں ہو سکتی اور ان کو اسی لئے معبود قرار دیا تھا تو ان کا معبود ہونا بھی باطل ہو گیا اور حق تعالیٰ کی توحید ثابت ہو گئی۔

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا
بادشاہت ہے آسمانوں اور زمین میں پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے اور جب
ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
ذکر کیا جاتا ہے اکیلے اللہ کا تو متنفر ہو جاتے ہیں ان لوگوں کے دل جو یقین نہیں رکھتے
بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ
آخرت کا اور جب ذکر کیا جائے اللہ کے سوائے اوروں کا تب ہی وہ
يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
لوگ خوش ہو جاتے ہیں۔ ف۱ کہہ بار خدایا اے پیدا فرمانے والے آسمانوں اور زمین کے
عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ
جاننے والے غائب و حاضر کے تو ہی فیصلہ فرمائے گا اپنے بندوں کا
فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ
جس میں وہ اختلاف کر رہے تھے اور اگر ستم گاروں کے
ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا
پاس جو کچھ کہ زمین میں ہے سب ہو اور اتنا ہی اس کے ساتھ اور ہو تو
بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَبَدَا لَهُمْ
ضرور سب دے ڈالیں عذاب کی سختی کے عوض میں قیامت کے دن! اور ان کو ظاہر ہوگا
مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَبَدَا لَهُمْ
اللہ کی طرف سے جس کا ان کو گمان بھی نہ تھا ف۲ اور ان کو نظر آجائیں گی ان اعمال کی

ف۱ غیر اللہ کی محبت والے

مشرک کا خاصہ ہے کہ گو بعض وقت زبان سے اللہ کی عظمت و محبت کا اعتراف کرتا ہے لیکن اس کا دل اکیلے خدا کے ذکر اور حمد و ثناء سے خوش نہیں ہوتا۔ ہاں دوسرے دیوتاؤں یا جھوٹے معبودوں کی تعریف کی جائے تو مارے خوشی کے اچھلنے لگتا ہے۔ جس کے آثار اس کے چہرے پر نمایاں ہوتے ہیں۔ افسوس یہی حال آج بہت سے نام نہاد مسلمانوں کا دیکھا جاتا ہے کہ خدائے واحد کی قدرت و عظمت اور اس کے علم کی لامحدود وسعت کا بیان ہو تو چہروں پر انقباض کے آثار ظاہر ہوتے ہیں مگر کسی پیر فقیر کا ذکر آجائے اور جھوٹی سچی کرامات اناپ شناپ بیان کردی جائیں تو چہرے کھل پڑتے ہیں اور دلوں میں جذبات مسرت و انبساط جوش مارنے لگتے ہیں بلکہ بسا اوقات توحید خالص کا بیان کرنے والا ان کے نزدیک منکر اولیا سمجھا جاتا ہے۔ فالی اللہ المشتکیٰ وھو المستعان۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ مجھے ایک آیت نے رلا دیا

حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ ممتاز قاری تھے۔ ایک شب کو وہ نماز پڑھتے ہوئے رونے لگے جب بہت دیر تک روتے رہے تو ان کے گھر والوں نے پریشان ہو کر رونے کی وجہ پوچھی مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اہل خانہ نے حضرت ابو حازم رحمہ اللہ کو بلوایا۔ حضرت ابو حازمؒ نے پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں فرمایا کہ دوران تلاوت ایک آیت سامنے آگئی جس نے مجھے رلا دیا پوچھا وہ کونسی آیت ہے؟ جب انہوں نے آیت بتائی تو حضرت ابو حازمؒ بھی زار و قطار رونے لگے۔

وہ آیت یہ تھی۔ وبدالھم من اللہ مالم یکونوا یحتسبون

خاصیت: آیت ۴۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

برائیاں جو انھوں نے کئے تھے اور ان کو گھیر لیا (اس عذاب نے)

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ز

جس کی ہنسی اڑایا کرتے تھے ف۱ تو جب آلگتی ہے انسان کو کوئی تکلیف تو ہم کو پکارتا ہے

ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى

پھر جب اس کو عطا فرماتے ہیں کوئی نعمت اپنی طرف سے تو کہنے لگتا ہے کہ یہ تو مجھ کو ملی ہے

عِلْمٍ ؕ بَلْ هِىَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾

علم پر کوئی نہیں یہ تو آزمائش ہے ولیکن ان میں بہتیرے جانتے نہیں ف۲

قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى

کہہ چکے ہیں یہی کلمہ ان سے اگلے لوگ تو ان کے کچھ بھی کام نہ آیا

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا

جو وہ کیا کرتے تھے پھر ان کو پہنچیں ان اعمال کی سزائیں جو انھوں نے کئے تھے

كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ

اور جنھوں نے ظلم کیا ان لوگوں میں سے ان کو بھی عنقریب پہنچیں ان اعمال کی

سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾ اَوَلَمْ

سزائیں جو انھوں نے کئے ہیں اور وہ (اللہ کو) عاجز نہیں کرسکتے۔ کیا انھوں نے

يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ

جانا نہیں کہ اللہ فراخ کر دیتا ہے روزی جس کو چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے؟

ف۱ کافر کی نجات نہیں ہوگی

یعنی جب قیامت کے دن ان اختلافات کا فیصلہ سنایا جائے گا اس وقت جو ظالم شرک کر کے خدا تعالیٰ کی شان گھٹاتے تھے ان کا سخت برا حال ہوگا۔ اگر اس روز فرض کیجئے کل روئے زمین کے خزانے بلکہ اس سے بھی زائد ان کے پاس موجود ہوں تو چاہیں گے کہ سب دے دلا کر کسی طرح اپنا پیچھا چھڑالیں جو بدمعاشیاں دنیا میں کی تھیں سب ایک ایک کر کے ان کے سامنے ہوں گی اور ایسے قسم قسم کے ہولناک عذابوں کا مزہ چکھیں گے جو کبھی ان کے خیال و گمان میں بھی نہ گزرے تھے۔ غرض توحید خالص اور دین حق سے جو ٹھٹھا کرتے تھے اس کا وبال پڑ کر رہے گا اور جس عذاب کا مذاق اڑایا کرتے تھے وہ ان پر الٹ پڑے گا۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ نعمت امتحان ہے

یعنی ایسا نہیں بلکہ یہ نعمت خدا کی طرف سے ایک امتحان ہے کہ بندہ اسے لے کر کہاں تک منعم حقیقی کو پہچانتا اور اسکا شکر ادا کرتا ہے اگر ناشکری کی گئی تو یہی نعمت نقمت بن کر وبال جان ہوجائے گی حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یہ جانچ ہے کہ عقل اسکی دوڑنے لگتی ہے تا اپنی عقل پر بہکے وہ ہی عقل رہتی ہے اور آفت آپہنچتی ہے پھر کسی کے ٹالے نہیں ٹلتی۔ (تفسیر عثمانی)

کافروں کی لاعلمی اور ضد:

یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ بعض کافروں کو خود یقین تھا کہ ہم باطل پر ہیں لیکن محض ضد اور عناد کی وجہ سے وہ ایمان نہیں لاتے تھے۔ پس اکثر کافر بے علمی کی وجہ سے کافر رہے اور بعض کافر باوجود جاننے اور سمجھنے کے محض بغض وضد کی وجہ سے ایمان نہیں لائے۔ (تفسیر مظہری)

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٢﴾ قُلْ

بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں

يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن

کہہ دے اے میرے بندو جنہوں نے خود زیادتی کی اپنے اوپر تم ناامید نہ ہو اللہ کی

رَّحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ

رحمت سے۔ بیشک اللہ بخشتا ہے تمام گناہوں کو! کچھ شک نہیں کہ

هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٥٣﴾ وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا

وہ بخشنے والا مہربان ہے ف اور رجوع کرو اپنے پروردگار کی جانب

لَهُ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ﴿٥٤﴾

اور اس کے فرمانبردار بن جاؤ اس سے پہلے کہ تم پر نازل ہو عذاب

وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُم مِّن

پھر تمہاری مدد نہ کی جائے اور چلو بہتر بات پر جو اتاری گئی تمہاری طرف تمہارے

قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿٥٥﴾

پروردگار کی جانب سے اس سے پہلے کہ تم پر آنازل ہو عذاب

أَن تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتَىٰ عَلَىٰ مَا فَرَّطتُ

ناگہاں اور تم کو خبر نہ ہو! کہیں کوئی نفس کہنے لگے کہ اے افسوس میری

فِي جَنبِ اللَّهِ وَإِن كُنتُ لَمِنَ السَّاخِرِينَ ﴿٥٦﴾ أَوْ

اس کوتاہی پر جو میں نے اللہ کے حق میں کی اور میں تو ہنستا ہی رہا یا

ع ۵ / ۱۱ / ۲

خلاصہ رکوع ۵

نیند اور موت کی حالت ذکر فرمائی گئی۔ مشرکین کے خیالات کی تردید اور اللہ تعالیٰ کی صفات ذکر فرمائی گئی۔ بتایا گیا کہ کفار کی نجات نہ ہوگی۔ انسانی جفا اور اللہ تعالیٰ کی صفت رزاقیت کو ذکر فرمایا گیا۔

ف اللہ کی رحمت سے مایوسی سے بچئے
محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا قرآن کی سب سے زیادہ وسعت رکھنے والی آیت کون سی ہے۔ تو کچھ لوگوں نے یہ آیت پڑھی۔
"ومن یعمل سوء اویظلم نفسه ثم یستغفر الله یجدالله غفوراً رحیما"
جو شخص کوئی برا کام کر بیٹھے یا اپنے حق میں ظلم کرلے پھر خدا سے بخشش مانگے تو خدا کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔
اور کچھ نے اس سے ملتی جلتی آیتیں بتائیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا قرآن میں اس آیت سے زیادہ وسعت رکھنے والی آیت اور کوئی نہیں۔
"قل یا عبادی الذی اسرفوا علی انفسهم لاتقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعاً انه هو الغفور الرحیم"
اے پیغمبر میری طرف سے لوگوں سے کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہونا خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ (اور) وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

تَقُولَ لَوْ أَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِىْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۷﴾

کہنے لگے کہ اگر اللہ مجھ کو ہدایت دیتا تو ضرور میں پرہیزگاروں میں سے ہوتا یا کہنے لگے جب

أَوْ تَقُولَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِىْ كَرَّةً

عذاب دیکھے کہ کاش مجھ کو پھر لوٹ جانا ہو تو میں نیکو کاروں میں ہوں

فَأَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِىْ

(اس وقت اللہ فرمائے گا) ہاں تیرے پاس پہنچے میرے احکام تو تو نے

فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۹﴾

ان کو جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو کافروں میں سے تھا ف۱

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ

اور قیامت کے دن تو دیکھے گا ان لوگوں کو جنہوں نے جھوٹ بولا اللہ پر

مُّسْوَدَّةٌ ۚ أَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۶۰﴾

کہ ان کے منہ سیاہ ہیں کیا جہنم میں غرور کرنے والوں کا ٹھکانا نہیں؟ ف۲

وَيُنَجِّى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ

اور اللہ نجات دے گا ان لوگوں کو جنہوں نے پرہیزگاری کی ان کی کامیابی کے ساتھ نہ ان کو

السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَىْءٍ ۖ

سختی پہنچے گی اور نہ وہ غمگین ہوں گے اللہ ہر چیز کا پیدا فرمانے والا ہے

وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۶۲﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ

اور وہ ہر چیز کا خبر گیراں ہے۔ اسی کے پاس ہیں کنجیاں

ف۱ ہدایت کے مکمل اسباب موجود ہیں

یعنی غلط کہتا ہے کہ کیا اللہ نے راہ نہیں دکھلائی تھی اور اپنے پیغمبروں کو نشانات اور احکام دے کر نہیں بھیجا تھا مگر تو نے تو ان کی کوئی بات ہی نہیں سنی۔ جو کچھ کہا گیا غرور اور تکبر سے اسے جھٹلاتا رہا۔ تیری شیخی قبول حق سے مانع رہی۔ اور بات یہ ہے کہ اللہ کو ازل سے معلوم تھا کہ تو اس کی آیات کا انکار کرے گا اور تکبر و سرکشی سے پیش آئے گا۔ تیرے مزاج اور طبیعت کی افتاد ہی ایسی ہے اگر ہزار مرتبہ دنیا کی طرف لوٹایا جائے تب بھی اپنی حرکات سے باز نہیں آ سکتا ولو ردوا لعادوا لما نہوا عنہ وانہم لکذبون (انعام۔ رکوع ۳) ایسے لوگوں کی نسبت خدا کی عادت نہیں کہ ان کو عروس کامیابی سے ہمکنار کرے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ تکبر کرنے والوں کا حشر:

ابن ابی حاتم کی مرفوع حدیث میں ہے کہ تکبر کرنے والوں کا حشر قیامت کے دن چیونٹیوں کی صورت میں ہوگا ہر چھوٹی سے چھوٹی مخلوق بھی انہیں روندتی جائے گی یہاں تک کہ جہنم کے جیل خانے میں بند کر دیے جائیں گے جس کا نام بولس ہے جس کی آگ بہت تیز اور نہایت ہی مصیبت والی ہے جہنمیوں کے لہو پیپ اور گندگی انہیں پلائی جائے گی۔ (تفسیر ابن کثیر)

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

آسمانوں اور زمین کی! اور جنہوں نے کفر کیا اللہ کی آیتوں کا

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّیْٓ

وہی لوگ نقصان پانے والے ہیں کہہ دے کہ کیا مجھ کو تم یہ صلاح دیتے ہو کہ اللہ کے سوا دوسرے کی

اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَيْكَ

عبادت کروں۔ اے نادانو۔ اور بیشک وحی بھیجی جا چکی ہے تیری طرف اور ان کی طرف

وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ

اوران کی طرف جو تجھ سے پہلے تھے کہ اگر تو نے شریک خدا ٹھہرایا تو ضرور اکارت ہوجائے گا

عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ اللّٰهَ

تیرا کیا دھرا اور ضرور تو گھاٹا پانے والوں میں ہو جائے گا ف۱ بلکہ اللہ ہی کی

فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ

عبادت کر اور ہو شکر گزار بندوں میں سے اور انھوں نے اللہ کی

قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ

قدر نہ پہچانی جیسی کہ قدر پہچانی چاہئے تھی ف۲ اور زمین ساری اسکی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور آسمان

مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۷﴾

لپٹے ہوئے ہوں گے اس کے دائیں ہاتھ میں! وہ پاک ہے اور برتر ہے اس سے جو تم شریک

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ

ٹھہراتے ہو اور صور پھونکا جائے گا تو بیہوش ہوجائیں گے جو آسمانوں میں

ف۱ مرتد ہونا نیکیوں کو اکارت کر دیتا ہے
اسی آیت کی روشنی میں ہم کہتے ہیں کہ مرتد ہو جانے سے تمام گذشتہ نیکیوں کا ثواب ساقط کردیا جاتا ہے جس طرح اسلام تمام سابق گناہوں کو ڈھا دیتا ہے اسی طرح ارتداد ساری گذشتہ نیکیوں کو اکارت کر دیتا ہے۔

ع ۶ ۳

اگر کوئی شخص مرتد ہونے کے بعد مسلمان ہوگیا اور ایسے وقت مسلمان ہوا کہ نماز کا وقت باقی ہے تو ارتداد سے پہلے اگرچہ بحالت اسلام وہ اس وقت کی نماز پڑھ چکا ہو پھر بھی دوبارہ اس کو اس وقت کی نماز پڑھنی لازم ہے (سابق نماز کالعدم ہو گئی) اسی طرح اگر پہلے حج فرض کر چکا ہے پھر مرتد ہو گیا اور دوبارہ پھر مسلمان ہو گیا تو اس کو دوبارہ حج فرض کرنا ہوگا۔ کذا قال الامام ابن الہمام۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۶

گناہ گاروں کیلئے اللہ کی شان کریمی کو ذکر فرما کر توبہ کی ترغیب دی گئی۔ کفار کی حسرت اور عذر لنگ کو ذکر کیا گیا۔ منکرین کا انجام اور متقین کا انعام ذکر فرمایا گیا۔

ف۲ آیت کا شان نزول:
آیت کے نزول کی وجہ یہ ہے کہ یہودی نے جب آسمانوں کے اور زمینوں اور پہاڑوں وغیرہ کے سلسلہ میں ایک بات کہی تھی تو یقیناً وہ توریت ہی سے نقل کی تھی اس آیت میں اسکی تصدیق کر دی گئی اللہ کی کتابیں باہم تصدیق ہی کرتی ہیں ایک دوسری کی تکذیب نہیں کرتیں۔
صحیحین میں حضرت ابن مسعودؓ کی روایت حدیث مذکور میں ان الفاظ کیساتھ آئی ہے کہ ایک یہودی عالم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا محمدؐ قیامت کے دن اللہ آسمانوں کو ایک انگلی پر روک لے گا اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں اور درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی اور تری (نمناک مٹی جو زمین کی تہ میں ہے) کو ایک انگلی پر اور باقی مخلوق کو

وَمَنْ فِى الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ

اور زمین میں ہیں مگر ہاں جس کو اللہ چاہے! پھر صور پھونکا جائے گا

اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ

دوسری بارتو ایک دم سے وہ کھڑے ہوجائیں گے (چاروں طرف) دیکھنے لگیں گے اور چمک اٹھے گی زمین

بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِایْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ

اپنے پروردگار کے نور سے اور لا رکھا جائے گا نامہ اعمال اور لا حاضر کئے جائیں گے پیغمبر

وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِىَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾

اور گواہ اور فیصلہ کر دیا جائے گا ان میں انصاف سے اور ان پر کچھ ظلم نہ ہوگا ف۱

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا

اور پورا دے دیا جائے گا ہر شخص کو جو کچھ اس نے کیا تھا اور اللہ خوب جانتا ہے

يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۰﴾ ع وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ

جو کچھ وہ کرتے ہیں اور ہانکا جائے گا کافروں کو دوزخ کی جانب گروہ گروہ!

حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ

یہاں تک کہ جب دوزخ کے پاس پہنچیں گے تو کھول دیئے جائیں گے اس کے دروازے اور ان

خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ

سے کہیں گے دوزخ کے داروغہ کہ کیا تمہارے پاس نہیں پہنچے تھے پیغمبر تم ہی میں سے کہ وہ تم پر

اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى

پڑھتے تمہارے پروردگار کی آیتیں اور تم کو ڈراتے تمہاری اس دن کی ملاقات سے۔ وہ کہیں گے

ایک انگلی پر پھر ان کو حرکت دے گا اور فرمائے گا میں ہوں بادشاہ میں ہوں اللہ' اس عالم کے قول پر تعجب کرتے ہوئے اس کی تصدیق کے لئے حضورﷺ مسکرا دیئے پھر آپ نے پڑھا وما قدروا الله حق قدره الخ۔

ف۱ اللہ تعالیٰ کا نور

اپنے خالق کے نور سے۔ بغوی نے لکھا ہے جب اللہ بندوں کا فیصلہ کرنے کے لئے جلوہ فرما ہوگا تو جس طرح کھلے ہوئے آسمان پر چمکتے سورج کو دیکھنے میں کوئی شبہ نہیں ہوتا اسی طرح نور رب کو دیکھنے میں لوگوں کو کوئی شبہ نہیں ہوگا۔ حسن بصری اور سدی نے کہا نور رب سے مراد ہے عدل وانصاف' عدل سے آبادیوں کی زینت اور اظہار حقوق ہوتا ہے (اور نور سے بھی مقامات کا حسن اور انکشاف اشیاء ہوتا ہے) جیسے ظلم کو تاریکی کہا جاتا ہے اسی طرح عدل کو نور قرار دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ظلم (تہ بر تہ بہت سی تاریکیاں ہو جائے گا۔ متفق علیہ من حدیث ابن عمر۔)

ع ۷ ۴

خلاصہ رکوع ۷

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور شان عظمت کو بیان فرمایا گیا۔ احوال قیامت ذکر کئے گئے اللہ کا نور اور جلوہ خداوندی کو ذکر کر کے بتایا گیا کہ روز قیامت اعمال کا بدلہ دیا جائیگا۔

وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝۷۱

ہاں آئے تو ضرور تھے لیکن ثابت ہوا حکم عذاب کا فروں پر

قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى

کہا جائے گا داخل ہو جہنم کے دروازوں میں سدا اسی میں رہنے کو پس برا ٹھکانا ہے تکبر کرنے

الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝۷۲ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ

والوں کا ف۱ اور چلایا جائے گا ان لوگوں کو جو ڈرتے رہے اپنے پروردگار سے جنت کی جانب گروہ گروہ ف۲

زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ

یہاں تک کہ جب اس کے قریب پہنچیں گے اور کھلے ہوئے ہوں گے اس کے دروازے اور ان سے کہیں گے

لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝۷۳

بہشت کے داروغہ کہ سلام علیکم تم خوش حال ہوئے پس داخل ہو بہشت میں سدا رہنے کو

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا

اور وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو سچ کر دکھایا اپنا وعدہ اور ہم کو وارث بنایا

الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاۗءُ ۚ فَنِعْمَ

اس زمین کا کہ ہم جگہ لیں جنت میں سے جہاں چاہیں تو کیا اچھا

اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝۷۴ وَتَرَى الْمَلٰۗىِٕكَةَ حَاۗفِّيْنَ مِنْ

اجر ہے عمل کرنے والوں کا اور تو دیکھے گا فرشتوں کو حلقہ باندھے ہوئے

حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ

عرش کے گرد تسبیح کرتے ہیں اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اور فیصلہ کر دیا جائے گا لوگوں میں

ف۱ جنتی اور جہنمی آدمی:

حضرت عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک طویل حدیث بیان کرتے ہوئے اس میں فرمایا کہ اللہ جس بندہ کو جنت کے لئے پیدا کرتا ہے اس سے اہل جنت کے کام کراتا ہے یہاں تک کہ وہ اسی حالت میں مر جاتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور جس بندہ کو دوزخ کے لئے پیدا کرتا ہے اس سے دوزخیوں کے عمل کراتا ہے یہاں تک کہ وہ دوزخیوں کے عمل پر ہی مر جاتا ہے اور دوزخ میں چلا جاتا ہے۔ رواہ مالک وابو داؤد والترمذی۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ جنتیوں کا استقبال:

حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب یہ اپنی قبروں سے نکلیں گے ان کا استقبال کیا جائے گا۔ ان کے لئے پروں والی اونٹنیاں لائی جائیں گی جن پر سونے کے کجاوے ہوں گے۔ ان کی جوتیوں کے تسمے تک نور سے چمک رہے ہوں گے یہ اونٹنیاں ایک ایک قدم اس قدر دور رکھتی ہیں جہاں تک انسان کی نگاہ جا سکتی ہے۔ یہ ایک درخت کے پاس پہنچیں گے جس کے نیچے سے دو نہریں نکلتی ہیں۔ ایک کا پانی یہ پئیں گے جس سے ان کے پیٹ کی تمام فضولیات اور میل کچیل ڈھل جائے گا۔ دوسری نہر سے یہ غسل کریں گے پھر ہمیشہ تک ان کے بدن میلے نہ ہوں گے ان کے بال پراگندہ نہ ہوں گے اور ان کے جسم اور چہرے بارونق رہیں گے۔

بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٧٥

انصاف سے اور کہا جائے گا ہر تعریف اللہ کو جو پروردگار ہے تمام جہان کا۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

حٰمٓ ۝١ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝٢

نازل فرمانا کتاب کا اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست باخبر ہے

غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ

گناہ کا بخشنے والا اور توبہ کا قبول فرمانے والا ۱؎ سخت عذاب دینے والا

ذِى الطَّوْلِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝٣ مَا

صاحب انعام! کوئی معبود نہیں اس کے سوائے! اسی کی طرف لوٹ جانا ہے صرف

يُجَادِلُ فِىۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ

وہی لوگ جھگڑا کرتے ہیں اللہ کی آیتوں میں جو منکر ہیں تو تجھ کو دھوکے میں نہ ڈال دے

تَقَلُّبُهُمْ فِى الْبِلَادِ ۝٤ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ

ان کا چلنا پھرنا شہروں میں جھٹلایا تھا ان سے پہلے نوح کی قوم نے اور دوسرے فرقوں نے قوم نوح

وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ

کے بعد اور ارادہ کیا ہر امت نے اپنے پیغمبر کا کہ اس کو گرفتار کرلیں

لِيَاْخُذُوْهُ وَجَادَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ

اور جھگڑے کئے بیہودہ شبہات سے تاکہ ان کے باعث لڑکھڑا دیں دین حق کو تو میں نے

ع ٨ ٥

خلاصہ رکوع ٨

روز قیامت کفار کی حالت زار اور ان کی اقرار بدبختی کو ذکر فرمایا گیا اور متقین کیلئے جنت اور ان کا اعزاز واکرام کو ذکر فرما کر عدالت الٰہی کے منظر کو ذکر فرمایا گیا۔

۱؎ ایک عجیب دُعا

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں حضرت مصعب بن زبیرؓ کے ساتھ کوفے کے گردونواح میں تھا میں نے ایک باغ میں جا کر دو رکعت نماز شروع کی اور اس سورہ مومن کی تلاوت کرنے لگا میں ابھی "الیہ المصیر" تک پہنچا تھا کہ ایک شخص نے جو میرے پیچھے سفید خچر پر سوار تھا جس پر یمنی چادریں تھیں مجھ سے کہا جب "غافر الذنب" پڑھو تو کہو "یاغافر الذنب اغفرلی ذنبی" اور جب قابل التوب" پڑھو تو کہو "یا شدید العقاب لاتعاقبنی" حضرت مصعب فرماتے ہیں میں نے گوشہ چشم سے دیکھا تو مجھے کوئی نظر نہ آیا' فارغ ہو کر میں دروازے پر پہنچا۔ وہاں لوگ بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے میں نے پوچھا کہ کیا کوئی شخص تمہارے پاس سے گزرا جس پر یمنی چادریں تھیں' انہوں نے کہا ہم نے تو کسی کو آتے جاتے نہیں دیکھا' اب لوگ یہ خیال کرنے لگے کہ یہ حضرت الیاس تھے۔ یہ روایت دوسری سند سے بھی مروی ہے اور اس میں حضرت الیاسؑ کا ذکر نہیں واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (ابن کثیر)

خاصیت: آیت ٢ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فَاَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝٥ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ

ان کو دھر پکڑا پس کیسی ہوئی میری سزا دینی۔ اور اسی طرح

كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝٦

ثابت ہو چکا تیرے پروردگار کا حکم کافروں پر کہ وہ دوزخی ہیں۔

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ

جو (فرشتے) اٹھائے ہوئے ہیں عرش کو اور جو عرش کے گرد اگرد ہیں وہ تسبیح کرتے ہیں

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور مغفرت مانگتے ہیں ایمان والوں

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ

کے لئے ف۱ کہ اے ہمارے پروردگار تو نے گھیر لیا ہر چیز کو رحمت اور علم میں تو بخش دے

لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ

ان لوگوں کو جو توبہ کریں اور چلیں تیرے رستہ پر اور ان کو بچا دوزخ کے

الْجَحِيْمِ ۝٧ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ࣙالَّتِيْ

عذاب سے اے ہمارے پروردگار اور ان کو داخل فرما ہمیشہ رہنے کے باغوں میں جن کا تو نے

وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ

ان سے وعدہ فرمایا ہے اور ان کو بھی داخل فرما جو نیک ہوں ان کے باپ دادوں اور ان کی بیبیوں

وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٨ وَقِهِمُ

اور ان کی اولاد میں سے بیشک تو زبردست حکمت والا ہے۔ ف۲ اور ان کو محفوظ رکھ

ف۱ عرش کی بناوٹ:

بہت سے علماء کے نزدیک عرش رحمٰن ایک یا قوت سرخ سے بنا ہے جس کا قطر اتنا بڑا ہے کہ وہ پچاس ہزار سال کی مسافت ہے۔ اسی طرح اُس کا ارتفاع ساتویں زمین سے پچاس ہزار سال کی مسافت تک ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ یعنی وہ دل سے مانتے ہیں کہ اللہ ہمیشہ سے موجود ہے اور ہمیشہ رہے گا تمام چیزوں کا خالق ہے ایک ہے بے نیاز ہے نہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

فرشتوں کی فضیلت:

اللہ نے ملائکہ کی فضیلت اور عظمت کے اظہار کیلئے انکے مومن ہونے کی صراحت کی اور اس طرف اشارہ کیا کہ بندگی عاجزی اور ایمان بالغیب کے لحاظ سے فرشتے بھی دوسری مخلوق کی طرح ہیں وہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ کی کوئی اولاد نہیں اس لئے کافروں کا یہ عقیدہ صحیح نہیں کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں اس سے فرقۂ مجسمہ کے قول کی بھی تردید ہوگئی جو اللہ کا جسم قرار دیتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ عزیز و اقارب کیوجہ سے نجات

یعنی اگرچہ بہشت ہر کسی کو اپنے عمل سے ملتی ہے (جیسا کہ یہاں بھی وَمَنْ صَلَحَ کی قید سے ظاہر ہے) بدون اپنے ایمان و صلاح کے بیوی، بیٹا اور ماں باپ کام نہیں آتے لیکن تیری حکمتیں ایسی بھی ہیں کہ ایک کے سبب سے کتنوں کو انکے عمل سے زیادہ اعلیٰ درجہ پر پہنچا دے۔ کما قال تعالیٰ والذین امنو واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنابھم ذریتھم وما التنھم من عملھم من شی (طور۔ رکوع۱) اور گہری نظر سے دیکھا جائے تو حقیقت میں وہ بھی ان ہی کے کسی عمل قلبی کا بدلہ ہو مثلاً وہ آرزو رکھتے ہوں کہ ہم بھی اسی مرد صالح کی چال چلیں۔ یہ نیت اور نیکی کی حرص اللہ کے ہاں مقبول ہو جائے یا اس مرد صالح کے اکرام و مدارات ہی کی ایک صورت یہ ہو کہ اسکے ماں باپ اور بیوی بچے بھی اسکے درجہ میں رکھے جائیں۔ (تفسیر عثمانی)

السَّيِّاٰتِ ؕ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ

برائیوں سے! اور جس کو تو محفوظ رکھے برائیوں سے اس دن تو بیشک تو نے اس پر مہربانی فرمائی

وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝٩ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ جو لوگ کافر ہیں ان سے

يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ

با آواز بلند کہہ دیا جائے گا کہ اللہ کا بیزار ہونا اس سے بڑا تھا جو تم اپنی جانوں سے بیزار ہو۔

اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝١٠ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا

جبکہ تم بلائے جاتے تھے ایمان کی طرف پس تم کفر کرتے تھے ف۱ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار

اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ

تو ہم کو موت دے چکا دوبار اور زندگی دے چکا دوبار اب ہم قائل ہوئے اپنے گناہوں کے ف۲ پھر اب

اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝١١ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ

بھی نکلنے کی کوئی سبیل ہے؟ یہ (عذاب) اس لئے ہے کہ جب پکارا جاتا تھا اکیلے اللہ کو

وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ

تو تم انکار کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جاتا تھا تو تم یقین کر لیتے تھے۔

الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝١٢ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ

اب حکم اللہ ہی کا ہے جو عالیشان بڑا ہے وہی ہے جو تم کو دکھاتا ہے اپنی نشانیاں اور اتارتا ہے

مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ۝١٣ فَادْعُوا

تمہارے لئے آسمان سے رزق! اور وہی سوچتا ہے جو (اللہ کی طرف) رجوع کرتا ہے۔

خلاصہ رکوع ۱

اللہ تعالیٰ کی صفات اور منکرین کے انجام کو ذکر فرمایا گیا اور ان کے حق میں عذاب کی وعید سنائی گئی۔ حاملین عرش کی مومنین کے حق میں دعاء رحمت و بخشش کو ذکر فرمایا گیا۔

ع

ف۱ کفر کی سزا

یہ قیامت کے دن کہیں گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی آج تم اپنے (نفس سے بیزار ہو اور) اپنے جی کو پھٹکارتے ہو دنیا میں جب کفر کرتے تھے (اسوقت) اللہ اس سے زیادہ تم کو پھٹکارتا تھا (اور تمہاری حرکات سے بیزار تھا) اسی کا بدلہ آج پاؤ گے اور بعض مفسرین نے "مقتین" کا زمانہ ایک مراد لے کر یوں معنی کئے ہیں کہ تم کو دنیا میں بار بار ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا اور تم بار بار کفر کرتے تھے۔ آج اس کی سزا بھگتنے کے وقت جس قدر تم اپنی جانوں سے بیزار ہو رہے ہو اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ تم سے بیزار ہے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ اعتراف جرم

یعنی انکار کیا کرتے تھے کہ مرنے کے بعد پھر جینا نہیں نہ حساب کتاب ہے نہ کوئی اور قصہ اسی لئے گناہوں اور شرارتوں پر جری ہوتے تھے۔ اب دیکھ لیا کہ جس طرح پہلی موت کے بعد آپ نے ہم کو زندہ کیا اور عدم سے نکال کر وجود عطا فرمایا دوسری موت کے بعد بھی پیغمبروں کے ارشاد کے موافق دوبارہ زندگی بخشی۔ آج بعث بعد الموت کے وہ سب مناظر جن کا ہم انکار کیا کرتے تھے سامنے ہیں اور بجز اس کے چارہ نہیں کہ ہم اپنی غلطیوں اور خطاؤں کا اعتراف کریں۔ (تفسیر عثمانی)

اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

پس اللہ کو پکارو اسی کے لئے عبادت کو خالص بنا کر اگرچہ بُرا مانیں کافر

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ

(اللہ) بلند مرتبوں والا ف۱ عرش کا مالک ہے! روح ڈالتا ہے اپنے حکم سے

عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾

جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے تاکہ وہ ڈرائے ملاقات کے دن سے

يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۭ لِمَنِ

جس دن کہ وہ نکل کھڑے ہوں گے چھپی نہ رہے گی اللہ پر ان کی کوئی چیز (اللہ فرمائے گا)

الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ

کہ کس کی بادشاہی ہے آج؟ (پھر خود ہی جواب دے گا کہ) اکیلے اللہ کی ہے جو بڑا زبردست ہے آج

نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۭ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ

بدلہ دیا جائے گا ہر شخص کو اسی کے موافق جو اس نے کمایا! بالکل ظلم نہیں آج! بیشک اللہ

الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى

جلد حساب لینے والا ہے۔ ف۲ اور ان کو ڈرا دے قیامت کے دن سے جبکہ دل گلوں کے

الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۭ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا

پاس آپہنچیں گے غم سے بھرے ہوئے ہوں گے! نہ ستم گاروں کا کوئی

شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ﴿۱۸﴾ ۭ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي

دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی جس کی بات مانی جاوے۔ اللہ جانتا ہے آنکھوں کی چوری اور جو

ف۱ رفیع الدرجات کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک رفیع الدرجات یعنی درجے بلند کرنے والا اس صورت میں رسالت اور قیامت کے مضمون سے اس کو مناسبت ہوگی کہ وہ کسی کا مرتبہ رسالت اور نبوت تک بڑھاتا ہے جیسا کہ آگے فرمایا ہے کہ وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے وحی بھیجتا ہے اور اسی طرح قیامت میں نیک کام کرنے والوں کو مختلف درجے عطا فرماوے گا اور دوسرے معنے ہیں مرتفع الدرجات یعنی وہ خود بلند درجوں والا ہے اس صورت میں درجات سے مراد خدا تعالیٰ کی صفات ہیں کہ اس کی شان بہت بلند اور عظیم الشان ہیں۔

ف۲ جبار و متکبر کہاں ہیں

عبداللہ بن عمر کی حدیث میں یہ مضمون اس طرح ذکر فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کو اپنے دستِ قدرت میں لپیٹ لے گا اور پھر فرمائے گا۔ این الجبّارون اینَ المتکبرون این الملوک کہ کہاں ہیں بادشاہ کہاں ہیں بڑے زور و طاقت والے۔ کہاں ہیں بڑے غرور و نخوت والے۔ ہر طرف سے سکون ہوگا۔ خود ہی ارشاد فرمائیں گے۔ انا الملک انا الجبار بس میں ہی ہوں بادشاہ میں ہی زور و طاقت والا، میں ہی ہوں لڑائی والا۔ (معارف کاندھلوی)

خاصیت: آیت ۱۵ تا ۱۷ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الصُّدُوْرُ ۝۱۹ وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

سینے پوشیدہ رکھتے ہیں اور حکم دیتا ہے سچائی سے۔ اور جن کو یہ کافر پکارا کرتے ہیں

مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ

اللہ کے سوا وہ تو نہیں حکم دیتے کچھ بھی۔ بیشک اللہ ہی سننے والا

الْبَصِيْرُ ۝۲۰ ع اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا

دیکھنے والا ہے! ف۱ کیا یہ پھرے نہیں ملک میں کہ دیکھتے کیسا

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا

انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے؟ وہ لوگ زیادہ تھے

هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ

ان سے قوت میں اور ان نشانیوں میں جو زمین میں (چھوڑ گئے) تو ان کو دھر پکڑا

اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝۲۱

اللہ نے ان کے گناہوں کے باعث اور نہ ہوا ان کو اللہ سے کوئی بچانے والا یہ سزا

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا

اس سبب سے کہ ان کے پاس آئے تھے ان کے پیغمبر کھلی نشانیاں لے کر پس انھوں نے کفر کیا

فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۲۲ وَلَقَدْ

تو ان کو دھر پکڑا اللہ نے بیشک وہ زور آور سخت عذاب دینے والا ہے

اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۲۳ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ

اور ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور کھلی حجت دے کر ف۲ فرعون اور ہامان اور قارون کی جانب

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ ۱۱ ۷ کفار کی سزا اور حق تعالیٰ کی عظمت وحدانیت کو ذکر فرمایا گیا۔ قیامت کی منظر کشی فرمائی گئی۔

ف۱ اسی طرح اس میں اور بھی بہت صفات کمال ہیں اور دوسرے معبود ان صفات کمال سے خالی اور بالکل کورے ہیں اس لئے خدا کے سوا کوئی فیصلہ بھی نہیں کر سکتا اس مضمون سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک یہ کہ جن کو کفار معبود سمجھتے ہیں وہ ان کی مدد کرنے سے عاجز ہیں آگے فرماتے ہیں کہ یہ لوگ جو ایسے مضامین جزا و سزا اور فیصلہ کے سن کر کفر و شرک پر سزا ہونے سے انکار کرتے ہیں تو کیا ان کو پہلے کافروں کی حالت معلوم نہیں ہوئی۔

ف۲ **معجزات موسوی**
نشانیوں سے معجزات اور کھلی سند سے شاید ان میں کے مخصوص و ممتاز معجزات ہوں یا کھلی سند معجزات کے سوا دوسری قسم کے دلائل و براہین کو فرمایا یا آیات سے تعلیمات و احکام اور سلطان مبین سے معجزات مراد لئے جائیں یا سلطان مبین اس قوت قدسیہ اور مخصوص تائید ربانی کا نام ہو جس کے آثار پیغمبروں میں ہر دیکھنے والے کو نمایاں طور پر نظر آیا کرتے ہیں۔ واللہ اعلم (تفسیر عثمانی)

وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿٢٤﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ

تو وہ کہنے لگے کہ جادوگر ہے جھوٹا۔ پھر جب موسیٰ ان کے پاس آیا

بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ہمارے پاس سے پیغام حق لیکر ؎۱ تو وہ بولے کہ مار ڈالو ان لوگوں کے بیٹوں کو جو ایمان لائے

مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ۭ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا

اس کے ساتھ اور زندہ رہنے دو ان کی عورت ذات (بیٹیوں کو) اور جو داؤ ہے کافروں کا

فِيْ ضَلٰلٍ ﴿٢٥﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى

وہ غلطی ہی میں ہے اور فرعون بولا مجھ کو چھوڑ دو کہ میں مار ڈالوں موسیٰ کو

وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ

اور اسے چاہیے کہ وہ اپنے پروردگار کو پکارے! میں ڈرتا ہوں کہ کہیں بدل ڈالے تمہارے دین کو یا

فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿٢٦﴾ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ

یہ کہ نکال کھڑا کرے ملک میں فساد اور موسیٰ نے کہا کہ میں تو پناہ لے چکا ہوں

بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ

اپنے اور تمہارے پروردگار کی ہر مغرور (کے شر) سے ؎۲ جو یقین نہیں رکھتا

الْحِسَابِ ﴿٢٧﴾ ع وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ

حساب کے دن کا۔ اور کہا ایک ایماندار مرد نے فرعون کے عزیزوں میں سے

يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ

جو چھپاتا تھا اپنے ایمان کو کہ کیا تم قتل کئے دیتے ہو ایک مرد کو اسی بات پر کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے

؎۱ یعنی جب وہ سچے دین کا پیغام عام لوگوں کے پاس لے کر گئے اور بہت سے لوگ ان پر ایمان لانے لگے تو فرعون کے لوگوں نے یہ تجویز دی کہ جو مرد ایمان لائیں، ان کے بیٹوں کو قتل کر دو اور عورتوں کو زندہ رکھو تا کہ انہیں غلام بنا کر ان سے خدمت لی جائے۔ یہ حکم ایک تو موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے دیا گیا تھا، جس کی تفصیل سورہ طٰہٰ اور سورہ قصص میں گذر چکی ہے، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ کسی نجومی نے پیشن گوئی کی تھی کہ بنی اسرائیل کا کوئی شخص فرعون کا تختہ الٹے گا۔ اور دوسری بار یہ حکم اس وقت دیا گیا جب لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے لگے اور بیٹوں کو قتل کرنے کا منشاء ایک تو یہ تھا کہ ایمان لانے والوں کی نسل نہ پھیلے اور دوسرے عام طور پر انسان کو اپنے بیٹوں کے قتل ہونے کا زیادہ صدمہ ہوتا ہے اس لئے لوگ ایمان لاتے ہوئے ڈریں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے آگے ارشاد فرمایا کہ کافروں کی اس طرح کی تدبیریں آخرکار ناکام ہوتی ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ کیا ہوتا ہے وہی غالب رہتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آخرکار فرعون غرق ہوا، اور بنی اسرائیل کو فتح حاصل ہوئی۔ (توضیح القرآن)

؎۲ فرعون کا نام نہ لینے کی حکمت

حضرت موسیٰؑ نے فرعون کا خصوصی نام نہیں لیا بلکہ بطور عموم ہر مغرور و منکر آخرت کے شر سے اللہ کی پناہ مانگی اس میں فرعون بھی آ گیا اور تمام مغرور منکروں کے شر سے بھی استعاذہ ہو گیا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ فرعون کو شر پر آمادہ کرنے والا اس کا غرور اور انکار آخرت ہے۔ (تفسیر مظہری)

ع ٣ ٧ ٨

خلاصہ رکوع ٣

سابقہ اقوام سے عبرت حاصل کرنے کیلئے معجزات موسوی اور فرعون کی دہشت گردی کو ذکر فرمایا گیا۔

وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ يَّكُ

اور وہ لایا ہے تمہارے پاس کھلی کھلی نشانیاں تمہارے پروردگار کی طرف سے اور اگر (بالفرض)

كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ

یہ جھوٹا ہے تو اسی پر پڑے گا اس کے جھوٹ کا وبال۔ اور اگر سچا ہے تو تم پر آپڑے گا

بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ

کچھ اس (عذاب) میں سے جس کا یہ تم سے وعدہ کرتا ہے ۱؎ بیشک اللہ اسکو ہدایت نہیں کرتا جو حد

كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي

سے بڑھا ہوا (اور) جھوٹا ہو۔ اے میری قوم تمہاری بادشاہی ہے آج بڑھ چڑھ رہے ہو

الْاَرْضِ ۫ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ

ملک میں پھر کون تمہاری مدد کرے گا اللہ کے عذاب سے اگر ہم پر آنازل ہوا!

قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ

فرعون بولا کہ میں تو تم کو وہی بات سمجھاتا ہوں جو خود سمجھتا ہوں اور وہی راہ بتاتا ہوں

اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ

جس میں بھلائی ہے اور کہا اس شخص نے جو ایمان لاچکا تھا کہ اے قوم

اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ دَاْبِ

مجھ کو اندیشہ ہے تم پر اگلی جماعتوں کے دن کا سا جیسا حال (ہوا تھا)

قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ وَمَا

نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ان لوگوں کا جو ان کے بعد ہوئے! اور اللہ بندوں پر

۱؎ چند صدیقین:

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدیقین چند ہیں ایک حبیب نجار جس کا قصہ سورۂ یٰس میں ہے۔ دوسرا مومن آل فرعون تیسرے ابو بکر اور وہ ان سب میں افضل ہیں۔ (قرطبی)

صدیق اکبرؓ کا جذبہ ایمان

امم سابقہ میں جو فضائل و کمالات حق تعالیٰ نے عطا فرمائے وہ اس امت کے افراد میں بھی بدرجۂ اتم واکمل پائے گئے ہیں۔ یہ کلمات اس مرد مومن کے اتقلون رجلا ان یقول ربی اللہ جو قرآن کریم نے ذکر فرمائے وہی الفاظ ہیں جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے اس وقت نکلے جبکہ کفار مکہ نبی کریم ﷺ پر ظلم و ستم ڈھانے پر تلے ہوئے تھے۔ عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کہا کہ مشرکین مکہ نے آنحضرت ﷺ کو سب سے زائد جو سخت تکلیف پہنچائی وہ مجھے بتاؤ تو فرمایا ایک روز رسول اللہ ﷺ حطیم کعبہ میں نماز ادا کر رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط نے آکر آپ کی گردن میں کپڑا ڈالا اور اس زور سے کھینچا کہ گلا گھٹنے لگا اور تکلیف انتہائی شدت کو پہنچ چکی تھی۔ سامنے سے ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور عقبہ کو زور سے ایک دھکا دیا اور ڈانٹتے ہوئے فرمایا۔ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ (افسوس تم ایک شخص کو قتل کرنے کے درپے ہو محض اس بات پر کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور حال یہ ہے کہ وہ تو تمہارے پاس نبوت و رسالت کے واضح اور روشن دلائل تمہارے رب کی طرف سے لے کر تمہارے پاس آیا ہے) تو آل فرعون کا مرد مومن تو اپنے ایمان کو چھپانے والا تھا۔ مگر امت محمدیہ کا یہ مرد مومن وہ تھا کہ جس نے روز اول سے اپنے ایمان کا اعلان کیا۔

اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

ظلم کرنا نہیں چاہتا ف۱ اور اے قوم! میں تم پر خوف کرتا ہوں ایک دوسرے کو پکارنے کے

يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ

دن کا ف۲ جس دن تم بھاگ کھڑے ہوگے پیٹھ پھیر کر! کوئی نہیں تم کو

اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ

اللہ سے بچانے والا! اور جس کو اللہ گمراہ کرے تو کوئی اس کو راہ پر لانے والا نہیں۔

هَادٍ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ

اور تمہارے پاس آچکا ہے یوسف اس سے پہلے کھلی نشانیاں لے کر پھر تم سدا

فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ

شک ہی میں رہے ان چیزوں کی طرف سے جو وہ تمہارے پاس لایا تھا! یہاں تک کہ

يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ

جب وہ وفات پا گیا تو تم کہنے لگے کہ ہرگز نہ بھیجے گا اللہ اس کے بعد کوئی رسول! اسی طرح

هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُۨ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ

اللہ اس کو گمراہ کیا کرتا ہے جو حد سے نکلا ہوا شک کرنے والا ہوان لوگوں کو جو جھگڑے کرتے ہیں

اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ

اللہ کی آیتوں میں بلا دلیل کہ وہ ان کے پاس آئی ہو! بہت ہی ناپسند ہے ان کا یہ جھگڑا اللہ کے

وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ

نزدیک اور ایمان والوں کے نزدیک۔ اسی طرح اللہ مہر لگا دیا کرتا ہے ہر

ف۱ تکذیب انبیاء کی سزا

یعنی اگر تم اسی طرح تکذیب وعداوت پر جمے رہے تو سخت اندیشہ ہے کہ تم کو بھی کہیں وہ ہی دن دیکھنا نہ پڑے جو پہلی قومیں اپنے انبیاء کا مقابلہ کر کے دیکھ چکی ہیں۔ یاد رکھو اللہ کے ہاں بے انصافی نہیں اگر ایسے سخت جرائم پر تم کو یا دوسری قوموں کو اس نے تباہ کیا تو وہ عین عدل وانصاف کے تقاضے سے ہوگا۔ کونسی حکومت ہے جو اپنے سفراء کو قتل اور رسوا ہوتے دیکھتی رہے اور قاتلین و معاندین سے انتقام نہ لے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ خوف دور کرنے کی دعاء:

حدیث شریف میں ہے کہ جب جناب رسول کریم ﷺ کو کسی قوم سے خوف ہوتا تو آپ یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِ هِمْ وَنَدْرَاُبِکَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ یعنی اے اللہ ان کی برائی سے ہم تیری پناہ میں آتے ہیں اور ہم تجھے ان کے مقابلے میں کرتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

موت کے مرجانے کا اعلان:

طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کا دن ہوگا تو اللہ ایک منادی کو یہ حکم دیگا سن لو میں نے ایک رشتہ مقرر کیا تھا اور تم نے دوسرا رشتہ مقرر کیا تھا میں نے سب سے زیادہ معزز اس کو قرار دیا تھا جو تم میں سے سب سے بڑا پرہیزگار ہو مگر تم نے (اس کو ماننے سے انکار کر دیا سنو تم نے کہا تھا کہ فلاں بن فلاں فلاں بن فلاں سے بہتر ہے آج میں اپنے (قائم کردہ) نسب کو اونچا کروں گا اور تمہارے (قائم کردہ) نسب کو نیچے گرا دوں گا۔ کہاں ہیں تقویٰ والے۔ اور اس وقت جب کہ موت کو ذبح کر دیا ہوگا ندا دی جائے گی اے اہل جنت (یہاں) ہمیشہ رہنا ہے اور (کبھی) موت نہ ہوگی اور اے دوزخ والو (یہاں) ہمیشہ رہنا ہے اور کبھی موت نہیں ہوگی۔

۱۱

قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿٣٥﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ

مغرور سرکش کے دل پر ف۱ اور فرعون بولا کہ اے ہامان! بنا میرے لئے

صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿٣٦﴾ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ

ایک محل تاکہ میں جا پہنچوں ان راستوں سے آسمانوں کے راستوں میں پھر میں جھانک

اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ

دیکھوں موسیٰ کے معبود کو اور میں تو اس کو جھوٹا ہی خیال کرتا ہوں۔ اور اسی طرح بھلے کر دکھائے گئے فرعون کو

سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا كَيْدُ

اس کے اعمال بد اور وہ روک دیا گیا راہ (صواب) سے اور جو داؤ تھا

فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿٣٧﴾ ع وَقَالَ الَّذِيْۤ اٰمَنَ يٰقَوْمِ

فرعون کا وہ تباہی میں تھا اور کہا اس شخص نے جو ایمان لاچکا تھا کہ اے قوم!

اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿٣٨﴾ ج يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ

میری پیروی کرو میں تم کو دکھا دوں گا بھلائی کا راستہ اے قوم! بس یہ

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۫ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿٣٩﴾

دنیا کی زندگی تو (قلیل) فائدہ ہے اور آخرت

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ

وہی تو ہمیشہ رہنے کا گھر ہے ف۲ جس نے برا کام کیا تو وہ اسی کی برابر سزا دیا جائے گا

عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ

اور جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ہو ایمان والا تو وہی لوگ

ف۱ سرکش:

حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں جبار وہ شخص ہے جو دو انسانوں کو قتل کر ڈالے۔ ابو عمران جونی اور قتادہ کا فرمان ہے کہ جو بغیر حق کے کسی کو قتل کر دے وہ جبار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (تفسیر ابن کثیر)

خیانت کرنے والا حکمران:

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو امام اپنی رعایا سے خیانت کھیل رہا ہو وہ مر کر جنت کی خوشبو بھی نہیں پاتا۔ حالانکہ وہ خوشبو پانچ سو سال کی راہ پر آتی ہے۔ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى الْمُوَفِّقُ لِلصَّوَابِ۔ (تفسیر ابن کثیر)

ع ۴ ۱۰ ۹

خلاصہ رکوع ۴

مرد مومن کا مقولہ اور موسیٰ علیہ السلام کی سچائی ذکر فرمائی گئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا تذکرہ اور فرعون کی سرکشی کی سزا ذکر فرمائی گئی۔

ف۲ آخرت کو نہ بھولو

یعنی فانی وزائل زندگی اور چند روزہ عیش و بہار میں پڑ کر آخرت کو نہ بھولو دنیا کی زندگی بہر حال بھلی بری طرح ختم ہونے والی ہے، اسکے بعد وہ زندگی شروع ہوگی جس کا کبھی خاتمہ نہیں عاقل کا کام یہ ہے کہ یہاں رہتے ہوئے اس کی درستی کی فکر کرے ورنہ ہمیشہ کی تکلیف میں مبتلا رہنا پڑے گا ۔ع

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

(تفسیر عثمانی)

يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾

داخل ہوں گے جنت میں ان کو رزق ملے گا بے شمار ف۱

وَ يٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَ تَدْعُوْنَنِيْٓ

اور اے قوم! مجھے کیا ہوگیا ہے کہ میں تم کو بلاتا ہوں نجات کی طرف اور تم مجھ کو بلاتے

اِلَى النَّارِ ﴿۴۱﴾ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَ اُشْرِكَ بِهٖ

ہو دوزخ کی جانب تم مجھ کو بلاتے ہو تاکہ میں منکر بن جاؤں اللہ کا اور اس کا شریک ٹھہراؤں

مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۫ وَّ اَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾

ایسی چیز کو جس کا مجھے علم نہیں! اور میں تو تم کو بلاتا ہوں زبردست بخشنے والے کی

لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا

جانب کچھ شک نہیں کہ جس کی طرف تم مجھ کو بلاتے ہو نہ اس کا بلاوا دنیا میں ہے

وَ لَا فِي الْاٰخِرَةِ وَ اَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَ اَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ

اور نہ آخرت میں ف۲ اور بیشک ہم کو لوٹ جانا ہے اللہ کی طرف اور بیشک جو حد سے بڑھے

هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ؕ

ہوئے ہیں وہی دوزخی ہیں۔ سو آگے چل کر تم یاد کرو گے جو میں تم سے کہتا ہوں

وَ اُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾

اور میں سونپتا ہوں اپنا کام اللہ کو۔ بیشک اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے ف۳

فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَ حَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ

تو اس کو اللہ نے بچا لیا ان کے مکر کی سختیوں سے اور آ گھیرا فرعون کے لوگوں کو

ف۱ آخرت کی ایک جھلک

یہ اخروی زندگی کی تھوڑی سی تفصیل بتلا دی کہ وہ کس طرح درست ہو سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ وہاں ایمان اور عمل صالح درکار ہیں۔ مال و متاع کو کوئی نہیں پوچھتا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ اللہ کی رحمت غضب پر غالب ہے۔ عقلمند کو چاہیے کہ موقع ہاتھ سے نہ دے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جن بتوں کو تم پوجتے ہو، خود ان میں یہ صلاحیت ہی نہیں ہے کہ وہ کسی کو اپنے پوجنے کی دعوت دیں، اور یہ مطلب بھی ممکن ہے کہ جن کو تم پوجنے کی ہمیں دعوت دے رہے ہو، وہ اس دعوت کے ہرگز لائق نہیں ہیں۔ (توضیح القرآن)

ف۳ ادائے فرض کے بعد خدا کے سپرد

یعنی میں خدا کی حجت تمام کر چکا اور نصیحت کی بات سمجھا چکا' تم نہیں مانتے تو میرا تم سے کچھ مطلب نہیں' اب میں اپنے کو بالکلیہ خدا کے سپرد کرتا ہوں' اسی پر میرا بھروسہ ہے' تم اگر مجھے ستانا چاہو گے تو وہ ہی خدا میرا حامی و ناصر ہے سب بندے اس کی نگاہ میں ہیں وہ میرا اور تمہارا دونوں کا معاملہ دیکھ رہا ہے' کسی کی کوئی حرکت اس پر پوشیدہ نہیں۔ ایک مومن قانت کا کام یہ ہے کہ اپنی امکانی سعی کر چکنے کے بعد نتیجہ کو خدا کے سپرد کرے۔ (تفسیر عثمانی)

خاصیت: آیت ۴۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا

سخت عذاب نے وہ آگ ہے کہ اس پر لا حاضر کئے جاتے ہیں صبح

وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۟ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ

و شام وا اور جس دن قیامت قائم ہو گی (تو ہم حکم دیں گے کہ) داخل کرو فرعون کے

اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾ وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِى النَّارِ فَيَقُوْلُ

لوگوں کو سخت سے سخت عذاب میں۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جب آپس میں جھگڑا کریں گے

الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ

آگ کے اندر تو کہیں گے ناتواں سرکشوں سے کہ ہم تو تمہارے تابع تھے تو کیا

اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾ قَالَ الَّذِيْنَ

تم دفع کر سکتے ہو ہم سے آگ کا کچھ حصہ؟ سرکش کہیں گے کہ ہم سب

اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ

اسی میں پڑے ہیں بیشک اللہ فیصلہ کر چکا بندوں میں

الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِى النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ

اور کہیں گے وہ لوگ جو آگ میں پڑے ہیں دوزخ کے چوکیداروں سے

ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾

کہ دعا کرو اپنے پروردگار سے کہ ہم سے ہلکا کر دے ایک دن کچھ عذاب۔

قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ قَالُوْا

وہ کہیں گے کیا تمہارے پاس آئے نہ تھے تمہارے پیغمبر کھلی نشانیاں لے کر؟ وہ کہیں گے

وا قبر میں مومن وکافر کی حالت: حدیث میں آتا ہے کہ مومن شخص قبر میں جب نکیرین کے سوال و جواب سے فارغ ہو جاتا ہے تو اس کے سامنے ایک نہایت بہترین صورت ظاہر ہوتی ہے تو مومن دریافت کرتا ہے۔ مَن اَنتَ الخ کہ تو کون ہے تیرے چہرے سے خیر نظر آ رہی ہے۔ تو جواب یہ ہو گا۔ انا عملک الصالح کہ میں تیرا نیک عمل ہوں۔ اس کے برعکس کافر اور فاسق وفاجر کے سامنے ڈراؤنی ہیبت ناک شکل آئے گی۔ اور یہ شخص جب پوچھے گا کہ تو کون ہے تیرے چہرے سے تو شر ٹپک رہا ہے اس پر یہ شکل جواب دیگی انا عملک الخبیث میں تیرا خبیث عمل ہوں۔ الغرض یہ عالم برزخ عالم آخرت کا دیباچہ ہے۔ جیسا انجام نجات یا ہلاکت کا ہوتا ہے اسی کے مطابق قبر ہی میں معاملہ شروع ہو جائے گا۔

صبح وشام آگ

حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے فرمایا کہ آل فرعون کی روحیں سیاہ پرندوں کے جوف کے اندر داخل ہو کر روزانہ دو مرتبہ صبح شام دوزخ پر پیش ہوتی ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ اے آل فرعون قیامت برپا ہونے تک تمہارا یہی ٹھکانہ ہے' اسکی تائید حضرت عبداللہؓ بن عمر کی اس روایت سے ہوتی ہے جو صحیحین میں مذکورہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اسکی قیام گاہ صبح شام اس کے سامنے لائی جاتی ہے اگر وہ جنتی ہوتا ہے تو جنت والوں کی قیام گاہ اور اگر دوزخی ہوتا ہے تو دوزخ والوں کی قیام گاہ (اسکے سامنے لائی جاتی ہے) اور اس سے کہا جاتا ہے' یہ ہی تیری رہنے کی جگہ اس وقت تک ہے جب تک کہ اللہ قیامت کے دن تجھے اٹھائیگا۔

آیت سے ثابت ہو رہا ہے کہ روح باقی رہتی ہے اور قبر (یعنی برزخ) میں عذاب ہوتا ہے (متعدد) احادیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں اور اسی پر اجماع علماء ہے۔

بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰۗؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝۵۰ ع

ہاں آئے تو تھے وہ کہیں گے کہ تم ہی دعا کرلو۔ اور کافروں کی دعا تو بس گمراہی میں ہے

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

ہم مدد کرتے ہیں اپنے پیغمبر کی اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگی میں

وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝۵۱ۙ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ

اور نیز اس دن جب کہ کھڑے ہوں گے گواہ ف۱ جس دن کچھ فائدہ نہ دے گی ستم گاروں کو

مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ ۝۵۲

ان کی عذر معذرت اور ان کو پھٹکار ہے اور ان کے لئے برا گھر ہے اور ہم نے عطا فرمائی

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ

موسیٰ کو ہدایت اور وارث بنایا بنی اسرائیل کو

الْكِتٰبَ ۝۵۳ۙ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝۵۴ فَاصْبِرْ

کتاب کا! ہدایت اور نصیحت عقل مندوں کے لئے۔ پس تو صبر کر

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ

بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور معافی مانگ اپنے گناہ کی ف۲ اور تسبیح کر

رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝۵۵ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ

اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ شام اور صبح جو لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی

اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ

آیتوں میں بغیر سند کے جو ان کے پاس آئی ہو بس ان کے سینوں میں

خلاصہ رکوع ۵

آخرت کی منظر کشی اور مرد مومن کی دعوت کو ذکر فرمایا گیا۔ قبر کے عذاب اور منکرین کے انجام کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۱ مراد قیامت کا دن ہے فرشتے اس دن گواہی دینگے کہ رسولوں نے احکام پہنچائے تھے اور کفار نے ان کو جھٹلایا تھا اور وہاں رسولوں کی امداد کرنے کا حال بھی معلوم ہو چکا ہے کہ کفار کو جہنم کا عذاب ہوگا۔

ف۲ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے پاک بنایا ہے اس کے باوجود آپ کثرت سے استغفار فرمایا کرتے تھے، اور قرآن کریم میں بھی آپ کو اس کی تاکید فرمائی گئی ہے، تاکہ آپ کی امت یہ سبق لے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہونے کے باوجود اتنی کثرت سے اپنے ایسے کاموں کی معافی مانگتے ہیں جو درحقیقت گناہ نہیں ہیں، لیکن آپ ان کو اپنے مقام بلند کی وجہ سے قصور یا گناہ سمجھتے ہیں، تو جو لوگ معصوم نہیں ہیں، ان کو تو اور زیادہ استغفار کرنا چاہیے۔ (توضیح القرآن)

اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ

ایک غرور ہے کہ وہ اس تک پہنچنے والی نہیں ف۱ سو تو پناہ مانگ اللہ کی بیشک

هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۵۶﴾ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ بیشک پیدا کرنا آسمانوں اور زمین کا

اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

بڑا ہے لوگوں کے پیدا کرنے سے ولیکن بہتیرے آدمی

يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ

سمجھتے نہیں ف۲ اور برابر نہیں اندھا اور دیکھنے والا اور جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ؕ قَلِيْلًا مَّا

ایمان لائے اور نیک عمل کئے نہ وہ اور بدکار (برابر) ہیں! تم بہت کم

تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا

غور کرتے ہو بیشک قیامت کہ ضرور آنے والی ہے اس میں کچھ شک ہی نہیں!

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ

لیکن بہتیرے آدمی ایمان نہیں لاتے اور تمہارا پروردگار فرماتا ہے

ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ

کہ مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا! جو لوگ تکبر کرتے ہیں

عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ ع اَللّٰهُ الَّذِيْ

میری عبادت سے وہ عنقریب داخل ہوں گے دوزخ میں ذلیل بن کر

ف۱ یعنی ان کو اپنے بارے میں جو گھمنڈ ہے کہ ہم کوئی بہت اونچے درجے پر فائز ہیں، یہ سراسر غلط ہے، نہ وہ اس وقت کسی بڑے مرتبے پر ہیں اور نہ کبھی ایسے کسی مرتبے پر پہنچ پائیں گے۔ (توضیح القرآن)

ف۲ مشرکین عرب مانتے تھے کہ آسمان و زمین سب اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اتنی سی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی کہ جو ذات اتنی عظیم الشان چیزیں عدم سے وجود میں لا سکتی ہے اس کے لئے انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے، چنانچہ اس واضح بات کا بھی وہ انکار کرتے ہیں۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۶

نصرت خداوندی اور اہل حق کا اعزاز ذکر فرمایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر و تسلی کی تلقین فرمائی گئی۔ موت کے بعد کی زندگی اور کافر و مومن میں امتیاز کو ذکر فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور مناجات کا حکم اور متکبرین کا انجام ذکر فرمایا گیا۔

ع ۶/۱۱

جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ

اللہ وہ ہے جس نے بنا دیا رات کو تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن (بنا دیا) دکھلانے والا!

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

بیشک اللہ بڑا فضل رکھتا ہے لوگوں پر ولیکن بہتیرے آدمی

النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ

شکر نہیں کرتے یہ ہے اللہ تمہارا پروردگار ہر

شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾ كَذٰلِكَ

چیز کا پیدا فرمانے والا! کوئی معبود نہیں اس کے سوا پس تم کہاں سے پھیرے جاتے ہو

يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَللّٰهُ

اسی طرح وہ لوگ پھیرے جاتے ہیں جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے رہتے ہیں اللہ

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً

وہ ذات ہے جس نے بنا دیا تمہارے لئے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو

وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ

چھت اور تمہاری صورتیں بنائیں تو اچھی بنائیں تمہاری صورتیں اور تم کو روزی دی پاکیزہ چیزوں سے!

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ هُوَ

یہ ہے اللہ تمہارا پروردگار! تو بڑی بابرکت ہے اللہ کی ذات جو تمام جہان کا پروردگار ہے ف۱ وہی

الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ

زندہ ہے کوئی معبود نہیں اس کے سوا تم اس کو پکارو اسی کے لئے عبادت کو خالص بنا کر

ف۱ سب سے بہتر صورت اور سب سے بہتر رزق انسان کا ہے

انسان کی صورت کو اللہ تعالیٰ نے سب جانوروں سے ممتاز اعلیٰ اور بہتر ہیئت میں بنایا ہے۔ اس کو سوچنے سمجھنے کی عقل عطا فرمائی۔ اس کے ہاتھ پاؤں ایسے بنائے کہ ان سے طرح طرح کی اشیاء و مصنوعات بنا کر اپنی راحت کے سامان پیدا کر لیتا ہے۔ اس کا کھانا پینا بھی عام جانوروں سے ممتاز ہے وہ اپنے منہ سے چرتے اور پیتے ہیں یہ ہاتھوں سے کام لیتا ہے۔ عام جانوروں کی غذا مفردات سے ہے کوئی گوشت کھاتا ہے کوئی گھاس اور پتے اور وہ بھی بالکل مفرد بخلاف انسان کے کہ یہ اپنے کھانے کو مختلف قسم کی چیزوں پھلوں۔ ترکاریوں گوشت اور مصالحہ سے لذیذ و مرغوب بنا کر کھاتا ہے۔ ایک ایک پھل سے طرح طرح کے کھانے اور اچار، مربے، چٹنی تیار کرتا ہے۔ فتبرک اللہ احسن الخالقین۔ (معارف مفتی اعظم)

خاصیت: آیت ۶۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٥﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ

ہر تعریف اللہ کو (زیبا) ہے جو تمام جہان کا پروردگار ہے۔ ف۱ کہہ دے کہ مجھ کو اس سے

اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا

ممانعت ہوئی ہے کہ ان کی عبادت کروں جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے

جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ

سوائے جب کہ میرے پاس آ چکیں دلیلیں میرے پروردگار کی طرف سے اور مجھ کو حکم ہے

لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ

کہ میں فرمانبردار ہوں دنیا جہان کے پالنے والے کا۔ وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا مٹی سے

ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ

پھر نطفہ سے پھر لوتھڑے سے پھر تم کو نکالتا ہے بچہ سا

طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ج

پھر (تم کو زندہ رکھتا ہے) تا کہ تم پہنچو اپنی جوانی کو پھر (تم کو زندہ رکھتا ہے)

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا

تا کہ تم بوڑھے ہو جاؤ! اور تم میں سے کسی کی تو روح قبض کر لی جاتی ہے اس سے پہلے ہی

مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ج

(اور زندہ رکھتا ہے) تا کہ تم پہنچ جاؤ وقت مقرر تک اور تا کہ تم سمجھو ف۲ وہی ہے جو جلاتا اور مارتا ہے!

فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٦٨﴾ ع اَلَمْ

پھر جب مقرر فرما لیتا ہے کسی کام کا کرنا تو بس اس کے لئے فرما دیتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے۔

ف۱ حضرات سلف کا عمل:

لا اله الا هو فادعوه مخلصين له الدين کی تفسیر میں ابن جریر سے منقول ہے فرمایا حضرات سلف کی ایک جماعت یہ کہا کرتی تھی کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کہے اس کو چاہئے کہ اس کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ بھی کہہ لیا کرے تا کہ اس آیت مبارکہ پر عمل ہو جائے بروایت اعمش مجاہد حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی یہی نقل فرمایا کرتے تھے۔ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ ہر نماز کا سلام پھیرنے کے بعد یہ کلمات پڑھا کرتے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ. لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔ اور یہ بیان کیا کرتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ کلمات ہر نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے (صحیح مسلم۔ نسائی) تفسیر ابن کثیر جلد ۴ رابع۔ (معارف کاندھلوی)

ف۲ یعنی یہ سمجھو کہ جو ذات انسان کو تخلیق کے ان سارے مراحل سے گزار رہی ہے، اس کو کسی اور شریک کی کیا حاجت ہے؟ اور اس کے سوا کون ہے جو عبادت کے لائق ہو؟ نیز جس نے انسان کو اتنے سارے مراحل سے گزارا کیا وہ اسے ایک اور مرحلے سے گزار کر اسے ایک دوسری زندگی نہیں دے سکتی؟ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۷

ع ۷/۱۲ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر میں سے رات دن کے نظام اور تخلیق انسانی کو ذکر فرمایا گیا۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنَّىٰ يُصْرَفُونَ ﴿٦٩﴾

کیا تو نے ان کی جانب دیکھا نہیں جو جھگڑتے ہیں اللہ کی آیتوں میں! وہ کہاں سے پھیرے جاتے ہیں۔

الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا ۖ

جن لوگوں نے جھٹلایا کتاب کو اور اس چیز کو جو ہم نے بھیجا اپنے رسولوں کی معرفت۔

فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٧٠﴾ إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ

سو آخر کار ان کو معلوم ہو جائے گا۔ جب کہ طوق ہوں گے ان کی گردنوں میں

يُسْحَبُونَ ﴿٧١﴾ فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ﴿٧٢﴾

اور زنجیریں! گھسیٹے جائیں گے کھولتے ہوئے پانی میں ف۱ پھر آگ میں جھونک دیئے جائیں گے

ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿٧٣﴾ مِنْ

پھر ان سے کہا جائے گا کہ وہ کہاں ہیں جن کو تم شریک ٹھہراتے تھے

دُونِ اللَّهِ ۖ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَلْ لَمْ نَكُنْ نَدْعُو

اللہ کے سوائے؟ وہ کہیں گے کہ وہ تو ہم سے کھوئے گئے بلکہ ہم تو پکارتے ہی نہ تھے

مِنْ قَبْلُ شَيْئًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ﴿٧٤﴾

اس سے پہلے کسی چیز کو ف۲ اسی طرح اللہ گمراہ کرتا ہے کافروں کو

ذَٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا

یہ (سزا) اس لئے ہے کہ تم خوش ہوتے پھرتے تھے زمین میں ناحق اور اس لئے کہ تم

كُنْتُمْ تَمْرَحُونَ ﴿٧٥﴾ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ

اترایا کرتے تھے ف۳ داخل ہو دوزخ کے دروازوں میں اس میں

ف۱ حمیم کیا ہے

جہنم ہی کے بہت سے طبقات ہوں گے جن میں قسم قسم کے عذاب ہوں گے۔ انہیں میں ایک طبقہ حمیم کا بھی ہوسکتا ہے جس کو بوجہ ممتاز اور الگ ہونے کے جہنم سے خارج بھی کہا جاسکتا ہے اور چونکہ ایک طبقہ جہنم ہی کا ہے اس لئے اس کو جہنم بھی کہا جاسکتا ہے۔ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اہل جہنم زنجیروں میں جکڑے ہوئے کبھی کھینچ کر حمیم میں ڈال دیئے جائیں گے کبھی جحیم میں۔ (معارف مفتی اعظم)

ف۲ اس کا مطلب تو یہ ہوسکتا ہے کہ وہ اس وقت جھوٹ بول جائیں گے اور یہ کہیں گے کہ ہم نے کبھی شرک کا ارتکاب نہیں کیا، جیسا کہ سورہ انعام (۶:۲۳) میں مذکور ہے۔ اور یہ مطلب بھی ممکن ہے کہ اس وقت وہ یہ اعتراف کریں گے کہ جن بتوں وغیرہ کو ہم دنیا میں پکارا کرتے تھے، اب ہمیں پتہ چل گیا ہے کہ وہ کوئی حقیقی چیز نہیں تھے اور ہم کسی حقیقی چیز کو نہیں پکارتے تھے۔ (توضیح القرآن)

ف۳ فَرَح کا معنی

مال و دولت کے نشہ میں خدا کو بھول کر معاصی سے لذت حاصل کرنا اور ان پر خوش ہونا یہ تو حرام و ناجائز ہے اور اس آیت میں یہی فرح مراد ہے جیسے قارون کے قصہ میں بھی فَرَح اسی معنی میں آیا ہے۔ لاتفرح (معارف مفتی اعظم)

فِيهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٧٦﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ

سدا رہنے کو تو کیا بُرا ٹھکانا ہے تکبر کرنے والوں کا! تو (اے محمد) صبر کر بیشک

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي

اللہ کا وعدہ سچا ہے! پس اگر ہم تجھ کو دکھاویں کچھ اس میں سے جو ہم ان سے

نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ﴿٧٧﴾ وَلَقَدْ

وعدے کرتے ہیں یا تجھ کو دنیا سے اٹھالیں تو ہماری طرف وہ لوٹائے جائیں گے اور ہم نے

أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا

بھیجے تھے بہت سے پیغمبر تجھ سے پہلے ان میں سے بعض تو ایسے ہیں جن کے

عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ

احوال ہم نے تجھ کو سنا دیئے اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جن کا قصہ تجھ کو نہیں سنایا۔

لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَإِذَا

اور کسی پیغمبر کی طاقت نہ تھی کہ وہ لے آئے کوئی نشانی مگر اللہ کے حکم سے!ف۱ پھر جب

جَاءَ أَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ

آیا حکم الٰہی تو فیصلہ کر دیا گیا انصاف سے اور گھاٹے میں آئے اس جگہ

الْمُبْطِلُونَ ﴿٧٨﴾ ع اَللّٰهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا

جھوٹے لوگ۔ اللہ وہ ہے جس نے پیدا کر دیئے تمہارے لئے چوپائے تاکہ

مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٧٩﴾ وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ

تم سوار ہو ان میں سے بعض پر اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو اور تمہارے لئے ان میں

ف۱ کفار مکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار نت نئے معجزے دکھانے کی فرمائش کرتے رہتے تھے، اور اصرار کرتے تھے کہ وہی معجزہ دکھائیں جو ہم کہیں، اور مقصد سوائے وقت گذاری کے کچھ نہیں تھا، کیونکہ آپ کے کئی معجزات دیکھنے کے باوجود وہ ایمان لانے پر تیار نہیں تھے، اس لئے یہاں ان کو دینے کیلئے یہ جواب سکھایا جارہا ہے کہ معجزہ دکھانا کسی پیغمبر کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتا، وہ صرف اللہ تعالیٰ کے حکم ہی سے دکھایا جاسکتا ہے، اس لئے آپ ان سے صاف کہہ دیں کہ میں تمہاری نت نئی فرمائشیں پوری کرنے سے معذور ہوں۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۸

منکرین کو عذاب کی وعید اور اس کی کیفیت کو ذکر کیا گیا۔ امم سابقہ کا تذکرہ فرمایا گیا۔ نقل وحمل کے اسباب کو بطور نعمت کے ذکر فرمایا گیا۔ سیر فی الارض کے ذریعے امم سابقہ کے احوال سے نصیحت وعبرت پکڑنے کی دعوت دی گئی۔

ع ۸ ۱۰ ۱۳

وَلِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا حَاجَةً فِي صُدُورِكُمْ وَعَلَيْهَا
بہتیرے فائدے ہیں تاکہ تم پہنچو ان پر سوار ہو کر اپنے دلی مقصد تک اور چار پایوں پر
وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ۝۸۰ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَأَيَّ
اور کشتیوں پر تم لدے لدے پھرتے ہو اور اللہ تم کو دکھاتا ہے اپنی
آيَاتِ اللَّهِ تُنْكِرُونَ ۝۸۱ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ
نشانیاں تو اللہ کی کون کون سی نشانیوں کا انکار کرو گے؟ کیا یہ لوگ پھرے نہیں ملک میں
فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
کہ دیکھتے کیسا انجام ہوا ان سے اگلے لوگوں کا؟
كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ
وہ ان سے زیادہ تھے اور سخت تر تھے قوت میں اور ان نشانیوں میں جو زمین میں (چھوڑ گئے)
فَمَا أَغْنَى عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝۸۲ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ
تو ان کے کچھ کام نہ آیا جو وہ کمایا کرتے تھے ف۱ پھر جب ان کے پاس آئے ان کے
رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ
پیغمبر معجزے لے کر یہ لوگ خوش ہوئے اس پر جو ان کے پاس علم تھا
وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝۸۳ فَلَمَّا رَأَوْا
اور ان پر الٹ پڑا جس کی یہ ہنسی اُڑایا کرتے تھے ف۲ پس جب انہوں نے دیکھا
بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا
ہمارے عذاب کو۔ لگے کہنے کہ ہم ایمان لائے یکتا اللہ پر اور ہم منکر ہو گئے اس چیز کے کہ جس کو

ف۱ عذاب الٰہی
یعنی پہلے بہت قومیں گزر چکیں جو جتھے میں اور زور و قوت میں ان سے بہت زیادہ تھیں۔ انہوں نے ان سے کہیں بڑھ کر زمین پر اپنی یادگاریں اور نشانیاں چھوڑیں لیکن جب خدا کا عذاب آیا تو وہ زور و طاقت اور ساز و سامان کچھ بھی کام نہ آسکا۔ یوں ہی تباہ و برباد ہو کر رہ گئے۔ (تفسیر عثانی)

ف۲ جہل مرکب:
جیسے یونانی فلاسفہ کے بیشتر علوم و تحقیقات جو الٰہیات سے متعلق ہیں اسی نمونہ کی ہیں جن کی کوئی دلیل نہیں۔ ان کو جہل مرکب تو کہہ سکتے ہیں۔ اُن کا نام علم رکھنا علم کی توہین ہے۔ یا پھر ان کے اس علم سے مراد دنیا کی تجارت، صنعت وغیرہ کا علم ہے جسمیں یہ لوگ فی الواقع ماہر تھے۔ یہ لوگ چونکہ قیامت اور آخرت کے منکر اور وہاں کی راحت و کلفت سے جاہل و غافل ہیں۔ اسی لئے اپنے اسی ظاہری ہنر پر خوش اور مگن ہو کر انبیاء کے علوم کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ (مظہری)
(معارف مفتی اعظم)

خاصیت: آیت ۷۹ تا ۸۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا

ہم شریک ٹھہرایا کرتے تھے۔ تو ان کو مفید نہ ہوا ان کا ایمان لانا

رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ

جب کہ وہ دیکھ چکے ہمارا عذاب! اللہ کی عادت ہے جو جاری رہی ہے اس کے بندوں میں

وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾

اور نقصان اٹھایا اس جگہ کافروں نے۔

سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۲﴾ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ

اتارا ہوا ہے بڑے مہربان رحم والے کی طرف سے ۱ یہ ایک کتاب ہے مفصل بیان کی گئی ہیں

اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ بَشِيْرًا

اس کی آیتیں قرآن عربی زبان کا جاننے والے لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے والا

وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۴﴾ وَقَالُوْا

اور ڈرانے والا۔ پھر منہ موڑ لیا ان میں سے بہتیروں نے پس وہ سنتے نہیں اور کہتے ہیں

قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ

کہ ہمارے دل تو اس بات سے پردوں میں ہیں جس کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو اور ہمارے کانوں میں

وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ﴿۵﴾

گرانی ہے اور ہمارے اور تیرے درمیان ایک پردہ ہے سو تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کرتے ہیں کہہ دے کہ

تعبیر سورہ المومن

جس نے خواب میں اس سورہ کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کا یقین صحیح وسلامت ہوگا۔ (علامہ ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع ۹

اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے سواری اور اس کے منافع کو ذکر فرمایا گیا سابقہ اقوام کے انجام کی طرف متوجہ کیا گیا اور منکرین کیلئے عذاب کی وعید سنائی گئی۔ اور کفار کا حقیقی خسارہ آخرت کو بیان فرمایا گیا۔

۹
ع
۷
۱۴

۱ سورۃ حم سجدہ اور سورہ ملک کی فضیلت

ترجمہ: ''حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورت الم تنزیل پڑھے تو اس کو اتنا اجر دیا جائے گویا کہ اس نے عبادت کرتے ہوئے شب قدر پالی اور حضرت طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ روئے زمین پر جو بھی شخص ''سورہ الم تنزیل السجدۃ'' اور ''تبارک الذی بیدہ الملک'' رات کو پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ضرور لیلۃ القدر کے برابر ثواب لکھیں گے' اس کا ذکر حضرت عطاء کے پاس کیا گیا تو انہوں نے فرمایا طاؤس نے سچ کہا' اللہ کی قسم میں نے جب سے یہ سنا ہے تب سے ان دونوں کو پڑھنا نہیں چھوڑا سوائے اس کے کہ میں بیمار رہوں۔ (درمنثور)

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَىَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ
بس میں بھی بشر ہوں تم جیسا میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ بس تمہارا معبود معبود
وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ؕ وَوَيْلٌ
واحد ہے۔ پس تم سیدھے ہو لو اس کی طرف اور اس سے گناہ بخشواؤ! اور افسوس
لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۙ ﴿٦﴾ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ
شرک کرنے والوں پر جو نہیں دیتے زکوٰۃ ف۱ اور وہ
بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٧﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
آخرت کے منکر ہیں بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے
الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿٨﴾ ع قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ
ان کے لئے اجر ہے جو موقوف ہونے والا نہیں۔ کہہ دے کہ کیا تم اس کا انکار کرتے ہو
بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ
جس نے پیدا فرمایا زمین کو دو دن میں؟ اور تم مقرر کرتے ہو اس کے لئے ہمسر!
اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩﴾ ج وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ
وہ ہے تمام جہان کا پالنے والا۔ اور پیدا کر دئے زمین میں پہاڑ اوپر سے اور برکت رکھی
مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ
اس کے اندر اور اس میں ٹھہرا دیں اس کے رہنے والوں کی خوراکیں (یہ سب کچھ)
اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ﴿١٠﴾ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ
چار دن میں! (جواب) پورا ہوا سوال کرنے والوں کے لئے پھر متوجہ ہوا آسمان کی جانب

ف۱ یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ کفار کو زکوٰۃ نہ دینے پر یہ وعید کیسی اور اس کے کیا معنی ہیں کیونکہ وہ تو صرف ایمان کے مکلف ہیں اور کفر کی حالت میں وہ نماز زکوٰۃ وغیرہ کے مکلف نہیں ہیں جو اب یہ ہے کہ کفار کا زکوٰۃ نہ دینا چونکہ ایمان نہ لانے کی علامت ہے اس لئے یہ عنوان اختیار کیا گیا پس اصل مقصود کفر ہی پر مذمت اور وعید سنانا ہے اور ایمان نہ لانے کی اگرچہ اور بھی علامتیں ہیں مگر زکوٰۃ نہ دینے کو خاص طور پر شاید اس لئے ذکر فرمایا تاکہ معلوم ہو جائے کہ مال کی محبت ان لوگوں کو ایمان سے روک رہی ہے دوسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ زکوٰۃ تو مدینے میں فرض ہوئی تھی اور یہ سورۃ مکہ میں نازل ہوئی ہے تو یہاں زکوٰۃ سے کیا مراد ہے جواب یہ ہے کہ زکوٰۃ کا لفظ مطلق نیک کام میں خرچ کرنے کے معنی میں پہلے سے بھی عرب میں مشہور تھا اور نیک کاموں میں خرچ کرنا بعض مواقع پر مکہ میں بھی واجب تھا البتہ زکوٰۃ کی خاص مقدار اور خاص شرائط کے ساتھ فرضیت مدینہ میں ہوئی ہے۔

خلاصہ رکوع ۱

قرآن کی زبان اور اکثریت کے
۱ اعراض اور ان کے خیالات ذکر
ع۸ فرمائے گئے۔ پیغمبر علیہ السلام کو
۱۵ وحی کے سلسلہ میں خطاب اور
مشرکین کے انجام کو ذکر فرمایا گیا اور
مومنین کا اجر بتایا گیا۔

وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ

اور وہ دھواں (جیسا) ہو رہا تھا پھر فرمایا اس سے اور زمین سے کہ تم دونوں آؤ خوشی سے یا

كَرْهًا ۖ قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ﴿١١﴾ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ

ناخوشی سے دونوں نے عرض کیا کہ ہم بخوشی حاضر ہوئے۔ ف۱ پھر ان کو سات

سَمٰوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا ۚ

آسمان بنا دیا! دو دن میں اور بھیج دیا ہر آسمان میں اس کا انتظام اور ہم نے آراستہ کیا

وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ ۖ وَحِفْظًا ۚ ذٰلِكَ

ورے آسمان کو چراغوں سے اور حفاظت کے لئے یہ تدبیر ہے

تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿١٢﴾ فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ

زبردست دانا کی پس اگر وہ ٹلاویں تو کہہ کہ میں تم کو ایک کڑک سے ڈراتا ہوں

صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُودَ ﴿١٣﴾ إِذْ جَاءَتْهُمُ

جیسی کڑک عاد اور ثمود (پر ہوئی تھی) جب ان کے پاس پیغمبر آئے

الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا تَعْبُدُوا

ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے کہ کسی کی عبادت نہ کرو

إِلَّا اللّٰهَ ۖ قَالُوا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا لَأَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَإِنَّا بِمَا

اللہ کے سوائے! وہ لگے کہنے کہ اگر ہمارا پروردگار چاہتا تو فرشتے اتارتا تو ہم تو اس (دین کو)

أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ﴿١٤﴾ فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ

جو تمہارے ہاتھ بھیجا گیا ہے مانتے نہیں۔ پس وہ جو عاد کے لوگ تھے وہ تو لگے غرور کرنے

ف۱ یہود نے آسمان و زمین کی پیدائش کے متعلق حضور سے سوال کیا تھا اس لئے فرمایا کہ یہ چار دن پورے ہیں پوچھنے والوں کے لئے یعنی زمین کا اور اس کی سب چیزوں کا چار دن میں پیدا ہونا ان کے ذہن میں جلدی آ سکتا ہے بہ نسبت آسمان کے دو دن میں بننے کے کیونکہ وہاں مدت کم ہے اور کم مدت میں زمین سے بڑی چیز بنائی گئی اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ زمین کو دو دن میں پیدا کرنے کے بعد اس کے علاوہ چار دن میں پہاڑ وغیرہ پیدا کئے کیونکہ اس طرح مجموعہ آٹھ دن ہو جاویں گے حالانکہ تمام آسمان و زمین کا چھ دن میں بنانا چند جگہ صراحۃً مذکور ہوا ہے بلکہ یہ چار دن پہلے دو دنوں کو ملا کر ہیں اور اس کی ایسی مثال ہے جیسے محاورات میں بولا جاتا ہے کہ دو سال میں تو اس لڑکے کا دودھ چھڑایا اور چار سال میں مکتب میں بٹھایا ظاہر ہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ان دو سال کے علاوہ چار سال ہیں اور یہ جو فرمایا کہ چار دن شمار میں پورے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جن دو دنوں میں آسمان بنایا گیا ہے وہ دو روز پورے نہیں تھے بلکہ ان کی اخیر ساعت میں عصر کے بعد آدم علیہ السلام بنائے گئے (رواہ مسلم) اس لئے یہاں فرما دیا کہ یہ چار دن پورے ہیں۔

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا

ملک میں ناحق اور بولے کہ کون ہے ہم سے زیادہ قوت میں؟ کیا انہوں نے

اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ

دیکھا نہیں کہ اللہ جس نے ان کو پیدا کیا ہے وہ ان سے زیادہ زور آور ہے۔

وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝۱۵ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا

اور وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔ تو ہم نے ان پر بھیجی ہوا

صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ

بڑے زور کی منحوس دنوں میں تاکہ ہم ان کو چکھائیں ذلت کا عذاب

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ

دنیا کی زندگی میں ف اور آخرت کا عذاب تو بڑا رسوا کرنیوالا ہے اور ان کو کہیں مدد نہ ملے گی۔ اور وہ

لَا يُنْصَرُوْنَ ۝۱۶ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا

جو ثمود تھے پس ہم نے ان کو رستہ دکھایا تو انہوں نے اچھا سمجھا اندھا رہنا رستہ پر آنے سے

الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ

پس ان کو دھر پکڑا ذلت کے عذاب کی کڑک نے ان اعمال کی وجہ سے

الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۱۷ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

جو وہ کماتے تھے اور ہم نے ان کو بچا لیا جو ایمان لائے

وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝۱۸ ع وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ

اور ڈرتے تھے اور جس دن ہانکے جائیں گے اللہ کے دشمن آگ کی جانب

ف اللہ تعالیٰ کی رضا اور ناراضی کی علامت

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کی بھلائی چاہتے ہیں تو ان پر بارش برساتے ہیں اور زیادہ تیز ہواؤں کو اُن سے روک لیتے ہیں۔ اور جب کسی قوم کو مصیبت میں مبتلا کرنا ہوتا ہے تو بارش ان سے روک لی جاتی ہے اور ہوائیں زیادہ اور تیز چلنے لگتی ہیں۔

کوئی وقت منحوس نہیں ہے:

اصول اسلام اور احادیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ کوئی دن یا رات اپنی ذات میں منحوس نہیں ہے۔ قوم عاد پر طوفان باد کے ایام کو نحسات فرمانے کا حاصل یہ ہے کہ یہ دن اس قوم کے حق میں ان کی بداعمالیوں کے سبب منحوس ہو گئے تھے اس لئے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ دن سب کے لئے منحوس ہوں۔ (مظہری و بیان القرآن) اور اس مسئلہ کی پوری تحقیق کہ کوئی چیز اپنی ذات میں منحوس ہو سکتی ہے یا نہیں احقر کی کتاب احکام القرآن حزب خامس میں دیکھ لیں جو عربی میں طبع ہو چکی ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

خلاصہ رکوع ۲

آسمان وزمین کی تخلیق اور ان کی برکات کو ذکر فرمایا گیا۔ معرضین کو قوم عاد وثمود اور ان کی ہلاکتوں کو ذکر فرمایا گیا۔ اہل ایمان کو نجات کی بشارت دی گئی۔

ع ۲
۱۶

فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿١٩﴾ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ

پھر وہ قسم قسم جدا کئے جائینگے۔ یہاں تک کہ جب دوزخ پر آ موجود ہونگے ف۱ ان پر گواہی دیں گے

سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٠﴾

ان کے کان اور اُن کی آنکھیں اور ان کے پوست ان اعمال کی جو وہ کرتے تھے ف۲

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۭ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا

اور وہ کہیں گے اپنی کھالوں سے کہ تم نے کیوں گواہی دی ہمارے مقابلہ میں؟ ف۳ وہ کہیں گے کہ ہم کو

اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ

گویا کر دیا اللہ نے جس نے گویا کیا ہر چیز کو اور اسی نے تم کو پیدا کیا تھا اول

مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢١﴾ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ

بار اور اسی کی طرف لوٹائے جاتے ہو اور تم اس (خوف) سے پردہ داری نہ کرتے تھے

اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا

کہ تم پر گواہی دیں گے تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری

جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا

کھالیں ولیکن تمہارا تو یہ خیال تھا کہ اللہ جانتا نہیں بہتیرے کام

مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ

جو تم کرتے ہو اور یہ بد گمانی جو تم نے اپنے پروردگار کے

بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٢٣﴾ فَاِنْ

حق میں کی اسی نے تو تم کو تباہ کیا پس تم گھاٹے میں آ گئے تو اگر

ف۱ دوزخ کے قریب سے مراد حساب کا میدان ہے کیونکہ دوزخ وہاں قریب ہی نظر آئیگی جیسا کہ حدیث میں ہے کہ دوزخ کو میدان حساب میں قریب کرینگے اور یہ بھی آیا ہے کہ کافر اپنے چاروں طرف آگ ہی آگ دیکھے گا غرض جب میدان حساب میں سب جمع ہو کر آ جاوینگے اس وقت حساب شروع ہوگا۔

ف۲ دن کی گواہی:

اور حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنیوالا دن انسان کو یہ ندا دیتا ہے کہ میں نیا دن ہوں اور جو کچھ تو میرے اندر عمل کریگا قیامت میں میں اس پر گواہی دونگا۔ اس لئے تجھے چاہئے کہ میرے ختم ہونے سے پہلے پہلے کوئی نیکی کر لے کہ میں اسکی گواہی دوں اور اگر میں چلا گیا تو پھر تو مجھے کبھی نہ پائیگا۔ اسی طرح ہر رات انسان کو یہ ندا دیتی ہے۔ (ذکرہ ابو نعیم)

(معارف جلد ہفتم ۔ مفتی اعظم)

ف۳ تعجب خیز بات:

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں جب ہم سمندر کی ہجرت سے واپس آئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہم سے پوچھا تم نے حبشے کی سرزمین پر کوئی تعجب خیز بات دیکھی ہو تو سناؤ۔ اس پر ایک نوجوان نے کہا ایک مرتبہ ہم وہاں بیٹھے ہوئے تھے اُنکے علماء کی ایک بڑھیا عورت ایک پانی کا گھڑا سر پر لئے ہوئے آ رہی تھی اُنہی میں سے ایک جوان نے اُسے دھکا دیا جس سے وہ گر پڑی اور گھڑا ٹوٹ گیا۔ وہ اُٹھی اور اس شخص کی طرف دیکھ کر کہنے لگی مکار اتجھے اسکا حال اُس وقت معلوم ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ اپنی کرسی بچھائے گا اور سب اگلے پچھلوں کو جمع کریگا اور ہاتھ پاؤں گواہیاں دینگے اور ایک ایک عمل کھل جائیگا اُس وقت تیرا اور میرا فیصلہ بھی ہو جائیگا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے اس نے سچ کہا اس نے سچ کہا۔ اُس قوم کو خدائے تعالیٰ کس طرح پاک کرے جس میں زور آور سے کمزور کا بدلہ نہ لیا جائے۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ ابن ابی الدنیا میں یہی روایت دوسری سند سے بھی مروی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا

یہ لوگ صبر کریں تو بھی آگ ان کا ٹھکانا ہے اور اگر معافی چاہیں

هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاۗءَ

تو ان کو معافی نہیں دی جائے گی اور ہم نے تعینات کر دیئے

فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ

ان پر ہمنشین تو انہوں نے ان کو بھلے کر دکھائے جو کچھ ان کے آگے تھے

عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ

اور جو کچھ ان کے پیچھے تھے اور ان پر ثابت ہوا عذاب کا وعدہ ان امتوں کے شمول میں

مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ع وَقَالَ

جو گزر چکیں ان سے پہلے جنات اور آدمیوں کی بیشک وہ گھاٹا پانے والے تھے اور کہا

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا

کافروں نے کہ کان ہی نہ لگاؤ اس دین کے سننے کو اور بک بک کیا کرو اس کے پڑھنے

فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

میں شاید تم غالب آ جاؤ ف۱ سو ہم ضرور چکھائیں گے کافروں کو

عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا

سخت عذاب اور بالضرور ان کو سزا دیں گے بدتر سے بدتر اعمال کی جو

يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَاۗءُ اَعْدَاۗءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ

وہ کیا کرتے تھے۔ یہ سزا ہے اللہ کے دشمنوں کی دوزخ! ان کا

ف۱ تلاوت خاموشی سے واجب ہے خاموش نہ رہنا کفار کی عادت ہے مسئلہ: تلاوت قرآن میں خلل ڈالنے کی نیت سے شوروغل کرنا تو کفر کی علامت ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خاموش ہو کر سننا واجب اور ایمان کی علامت ہے۔ آج کل ریڈیو پر تلاوت قرآن نے ایسی صورت اختیار کر لی ہے کہ ہر ہوٹل اور مجمع کے مواقع میں ریڈیو کھولا جاتا ہے۔ جس میں قرآن کی تلاوت ہو رہی ہوتی ہے اور ہوٹل والے خود اپنے دھندوں میں لگے رہتے ہیں اور کھانے پینے والے اپنے شغل میں۔ اس کی صورت وہ بن جاتی ہے جو کفار کی علامت تھی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت فرماویں کہ یا

خلاصہ رکوع ۳

ع ۳ ۷ ۱۷

قیامت میں مجرمین کے گروہ اور ان کے اعضا کی گواہی کو ذکر فرمایا گیا۔ عذاب کی یقینی کو بیان فرمایا گیا۔

تو ایسے موقع پر تلاوت قرآن کیلئے نہ کھولیں اگر کھولنا ہے اور برکت حاصل کرنا ہے۔ تو چند منٹ سب کام بند کر کے خود بھی اس طرف متوجہ ہو کر سنیں دوسروں کو بھی اس کا موقع دیں۔ (معارف القرآن)

لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ؕ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا 1

اس میں ہمیشہ رہنے کا گھر ہے! اس کی سزا جو وہ ہماری آیتوں کا انکار

يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ

کیا کرتے تھے اور کافر کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو وہ دونوں دکھا

اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ

جنھوں نے ہم کو گمراہ کیا یعنی جن اور آدمی کہ ہم دونوں کو ڈالیں

اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا

اپنے پیروں کے تلے تاکہ وہ سب سے نیچے رہیں۔ بیشک جن لوگوں نے کہا کہ

رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

ہمارا پروردگار تو اللہ ہے پھر (اسی عقیدے پر) جمے رہے ان پر اترتے ہیں فرشتے

اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ

کہ نہ خوف کرو اور نہ رنجیدہ ہو اور خوشخبری سنو اس جنت کی

كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي

جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ف۱ ہم ہیں تمہارے دوست دنیا کی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ

زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے وہاں موجود ہو گی

اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ؕ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ

جس چیز کو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے وہاں حاضر ہو گی جو کچھ تم مانگو مہربانی ہے بخشنے والے

ف۱ استقامت کے معنی:

پہلے جز کو لفظ استقامت سے تعبیر فرما کر ارشاد ہوا ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا۔ یعنی جن لوگوں نے سچے دل سے اللہ تعالیٰ کو اپنا رب یقین کر لیا اور اس کا اقرار بھی کر لیا یہ تو اصل ایمان ہوا۔ آگے اس پر مستقیم بھی رہے یہ عمل صالح ہوا۔ اس طرح ایمان اور عمل صالح کے جامع ہو گئے۔ لفظ استقامت کا جو مفہوم خلاصہ تفسیر میں بیان ہوا ہے کہ ایمان و توحید پر قائم رہے اس کو چھوڑا نہیں۔ یہ تفسیر حضرت صدیق اکبرؓ سے منقول ہے اور تقریباً یہی مضمون حضرت عثمان غنیؓ سے منقول ہے انہوں نے استقامت کی تفسیر اخلاص عمل سے فرمائی ہے اور حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ۔ الاستقامة ان تستقيم على الامر و النهى ولا تروغ روغان الثعالب۔ (مظہری) (استقامت یہ ہے کہ تم اللہ کے تمام احکامِ اوامر اور نواہی پر سیدھے جمے ہو اُس سے اِدھر اُدھر راہِ فرار لومڑیوں کی طرح نہ نکالو) اس لئے علماء نے فرمایا کہ استقامت تو ایک لفظ مختصر ہے مگر تمام شرائع اسلامیہ کو جامع ہے جس میں تمام احکامِ الٰہیہ پر عمل اور تمام محرمات و مکروہات سے اجتناب دائمی طور پر شامل ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

استقامت کی دعا:

ابن عباسؓ فرماتے ہیں فرائض خدا کی ادائیگی کرتے ہیں۔ حضرت قتادہ یہ دعا مانگا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّنَا فَارْزُقْنَا الْاِسْتِقَامَةَ خدایا! تو ہمارا رب ہے ہمیں استقامت اور پختگی عطا فرما۔ استقامت سے مراد دین اور عمل کا خلوص ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اسلام کے بعد سب سے اہم بات

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفیؓ نے خدمت گرامی میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اسلام کے سلسلہ میں مجھے کوئی ایسی بات بتا دیجئے کہ حضور ﷺ کے بعد پھر مجھے کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے ارشاد فرمایا کہو آمَنْتُ بِاللّٰهِ (میں اللہ پر ایمان لایا) پھر استقامت رکھو (یعنی اس پر جمے ہو یا سیدھی چال چلتے رہو) رواہ مسلم۔ (تفسیر مظہری)

غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾ ع وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ

مہربان کی طرف سے۔ ف۱ اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے

اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾

جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں فرمانبردار بندوں میں ہوں؟

وَلَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِىْ

اور برابر نہیں نیکی اور بدی! برائی کو دفع کر ایسی خصلت سے

هِىَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِىْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ

جو بہت بہتر ہو پھر ناگاہ وہ شخص کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی ہے

كَاَنَّهٗ وَلِىٌّ حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ

گویا وہ دوست ہے رشتہ دار اور یہ خصلت انہیں کو دی جاتی ہے

صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۳۵﴾

جو صبر کرتے ہیں۔ اور یہ بات انہیں کو سکھلائی جاتی ہے جو بڑے نصیبہ ور ہیں

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ

اور اگر تجھ کو باز رکھے شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ تو پناہ مانگ اللہ سے۔

بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۶﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ

بیشک وہ سننے والا جاننے والا ہے اور اس کی نشانیوں میں سے رات

وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ

اور دن اور سورج اور چاند ہیں! نہ سجدہ کرو سورج کو

خلاصہ رکوع ۴

ع ۱۸

سماع قرآن کے سلسلہ میں کفار کی کج فہمی پر انہیں عذاب کی وعید سنائی گئی۔ اہل ایمان کو استقامت کا انعام ذکر فرمایا گیا اور تبلیغ حق میں ان کے طرز کو بیان فرمایا گیا۔ شیطان سے پناہ چاہنے اور عظمت الٰہی کے دلائل کو ذکر فرمایا گیا۔ منکرین وملحدین کے انجام بد کو ذکر فرمایا گیا۔ قرآن کی حقانیت وحفاظت کو ذکر فرمایا گیا اور منکرین کے خوئے بد کو ذکر کیا گیا۔ قرآن کا نسخہ ہدایت وشفا ہونا ذکر فرمایا گیا کہ مسخ فطرت والے اس سے استفادہ نہ کرسکیں گے۔

ف۱ اللہ تعالیٰ کی تلاوت

حکیم ترمذی نے بریدہؓ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد عالی نقل کیا ہے کہ اہل جنت روزانہ حضرت جبار کے پاس دو مرتبہ جائیں گے اور رب تعالیٰ ان کے سامنے قرآن پاک کی تلاوت فرمائیں گے۔ اور ان میں سے ہر جنتی اپنے اعمال کے درجہ کے موافق موتی یاقوت زمرد اور سونے چاندی کے منبروں کی ایک مخصوص نشست گاہ پر قرار پذیر ہوگا تو اہل جنت کو تلاوت الٰہی سے جسقدر حظ ولطف اور آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل ہو گی اس قدر کسی بھی نعمت سے حاصل نہ ہوگی۔ اور ایسی عظیم اور حسین آواز آج تک ان کے سننے میں نہیں آئی ہوگی پھر اگلے روز ایسی ہی نعمت کے حصول تک وہ لوگ خوش بخوش اپنی منزلوں اور فرحت بخش نعمتوں کی طرف لوٹ جائیں گے۔ (حکیم ترمذی)

وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ

اور چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے ان کو پیدا کیا ف۱ اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ

سو اگر وہ غرور کریں تو جو (فرشتے) تیرے

عِنْدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ

پروردگار کے نزدیک ہیں وہ اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں رات اور دن اور

لَا یَسْـَٔمُوْنَ ۩ ﴿۳۸﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ

وہ تھکتے نہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تو دیکھتا ہے زمین کو

خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ

کہ ذلیل ہوئی پڑی ہے پھر جب ہم نے اس پر اتارا پانی وہ لہلہانے لگی اور ابھر اٹھی

اِنَّ الَّذِیْٓ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ

بیشک جس نے زمین کو زندہ کر دیا وہی مردوں کا جلانے والا ہے! کچھ شک نہیں کہ وہ ہر

شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۳۹﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا

چیز پر قادر ہے۔ جو لوگ کجروی کرتے ہیں ہماری آیتوں میں

لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا ؕ اَفَمَنْ یُّلْقٰى فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ

وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں! بھلا جو شخص آگ میں ڈالا جاوے وہ بہتر ہے یا

یَّاْتِیْٓ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ

وہ شخص جو آئے گا بے خوف ہو کر قیامت کے دن؟ کر لو جو چاہو بیشک جو کچھ تم کر رہے ہو

ف۱ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں

مسئلہ: سجدہ صرف خالق کائنات کا حق ہے۔ اس کے سوا کسی ستارے یا انسان وغیرہ کو سجدہ کرنا حرام ہے، خواہ وہ عبادت کی نیت سے ہو، یا محض تعظیم وتکریم کی نیت سے دونوں صورتیں باجماع امت حرام ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جو عبادت کی نیت سے کسی کو سجدہ کرے گا کافر ہوجائے گا اور جس نے محض تعظیم وتکریم کیلئے سجدہ کیا اس کو کافر نہ کہیں گے مگر ارتکاب حرام اور مجرم اور فاسق کہا جائے گا سجدہ عبادت تو اللہ کے سوا کسی بھی امت وشریعت کو حلال نہیں رہا۔ کیونکہ وہ شرک میں داخل ہے اور شرک تمام شرائع انبیاء میں حرام رہا ہے۔ البتہ کسی کو تعظیما سجدہ کرنا، یہ پچھلی شریعتوں میں جائز تھا۔ دنیا میں آنے سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کیلئے سب فرشتوں کو سجدہ کا حکم ہوا۔ یوسف علیہ السلام کو ان کے والد اور بھائیوں نے سجدہ کیا جس کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ مگر باتفاق فقہاء امت یہ حکم ان شریعتوں میں تھا۔ اسلام میں منسوخ قرار دیا گیا اور غیر اللہ کو سجدہ مطلقا حرام قرار دیا گیا۔ (معارف القرآن)

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۴۰ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا

اللہ دیکھ رہا ہے جن لوگوں نے کفر کیا قرآن کا جب کہ وہ ان کے پاس

جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۴۱ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ

آیا (ان کا حال مخفی نہیں) اور یہ تو ایک بڑی عزت والی کتاب ہے نہ جھوٹ

مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ

اس کے پاس آنے پاتا ہے اس کے آگے سے اور نہ پیچھے سے! اتاری ہوئی ہے

حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۴۲ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ

حکمت والے سزاوار حمد کی (اے محمد) تجھ سے وہی بات کہی جاتی ہے جو کہی جا چکی ہے پیغمبروں

مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ

سے تجھ سے پہلے! بیشک تیرا پروردگار بخشنے والا بھی ہے اور دردناک

اَلِيْمٍ ۴۳ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا

عذاب بھی دینے والا ہے اور اگر ہم اس کو قرآن عجمی زبان کا بناتے تو یہ ضرور کہتے کہ کیوں نہ

فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ

کھول کر بیان کی گئیں اس کی آیتیں؟ کیا (قرآن تو) عجمی زبان اور (آدمی) عربی؟ ف۱

اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ

کہہ دے کہ قرآن ایمان والوں کے لئے ہدایت اور شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے

اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ

ان کے کانوں میں گرانی ہے اور یہ قرآن کے حق میں نابینائی ہے (گویا) یہ لوگ

ف۱ آیت کا شانِ نزول:

مقاتل نے کہا عامر حضرمی کا ایک یہودی عجمی غلام تھا جس کا نام یسار اور کنیت ابوفکیہہ تھی رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آتے جاتے تھے یہ دیکھ کر مشرکوں نے کہنا شروع کیا کہ یسار محمد ﷺ کو تعلیم دیتا ہے یسار کے آقا نے اس کو مارا اور کہا تو محمد کو سکھلاتا ہے یسار نے کہا وہ تو مجھے تعلیم دیتے ہیں اس پر اللہ نے آیت مذکورہ نازل فرمائی۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ یہ کہ اب جو قرآن عربی ہے تو کہتے ہیں کہ عجمی کیوں نہ ہوا اگر عجمی ہوتا تو کہتے عربی کیوں نہ ہوا کسی حال پر بھی ان کو قرار نہیں ہے پھر عجمی ہونے ہی سے کیا فائدہ ہوتا۔ رہا قرآن کا اعجاز سو وہ عربی ہونے کی صورت میں بھی موجود ہے بلکہ اس حالت میں اس کا اعجاز اہل عرب پر زیادہ حجت ہے کیونکہ وہ فن عربی میں ماہر ہیں اور اس کے باوجود قرآن کے مثل کلام لانے سے عاجز ہیں اس وقت قرآن کا اعجاز تفصیل کے ساتھ ان کی سمجھ میں آ سکتا ہے اور عجمی ہونے کی صورت میں اجمالاً سمجھتے اور اگرچہ اعجاز کا اجمالاً سمجھ لینا بھی کافی حجت ہے جیسا کہ اہل عجم قرآن کے اعجاز کو اجمالاً ہی سمجھ سکتے ہیں اور ان کے حق میں یہی کافی حجت ہے مگر ظاہر ہے کہ تفصیلاً سمجھنا زیادہ موثر اور بہت بڑی حجت ہے الغرض یہ شبہات محض لغو ہیں اصل مدار اعجاز پر ہے جس کا اوپر ذکر آ چکا ہے پس معلوم ہوا کہ قرآن کے حق ہونے میں تو کوئی کمی نہیں اگر کوئی شخص نہ مانے تو اسی میں انصاف وغیرہ کی کمی ہے۔

[illegible]

مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ۝٤٤ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

پکارے جاتے ہیں دور جگہ سے اور ہم نے عطا فرمائی موسیٰ کو کتاب

فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ

پھر اس میں اختلاف کیا گیا اور اگر ایک کلمہ صادر نہ ہو چکا ہوتا تیرے پروردگار کی طرف سے

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝٤٥

تو ضرور ان میں فیصلہ کر دیا جاتا اور بیشک یہ لوگ قرآن کی طرف سے بڑے قوی شک میں پڑے

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ

ہوئے ہیں جس نے نیک عمل کیا تو اپنے بھلے کے لئے اور جس نے بدکاری کی تو وبال بھی اسی پر!

وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝٤٦

اور تیرا پروردگار بندوں پر ظلم کرنیوالا نہیں۔ ف۱

۵ ع ۱۵

خلاصہ رکوع ۵

اعمال صالحہ کی اہمیت اور قیامت کے علم کو ذکر فرمایا گیا اور علم الٰہی کا محیط ہونا ذکر فرمایا گیا۔ انسانی طبیعت کی نیرنگیاں اور ان کا علاج ذکر فرمایا گیا۔ آفاقی مناظر قدرت کو بیان فرمایا گیا۔

تعبیر سورہ حٰمٓ

جو شخص اس کو خواب میں پڑھے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا ایک ایسی قوم کی ہدایت کا ذریعہ بنے گا جو بحکم الٰہی شریعت کے احکام پر عمل کریں گے۔ (علامہ ابن سیرینؒ)

ف۱ عمل کی اہمیت

یعنی خدا کے ہاں ظلم نہیں، ہر آدمی اپنے عمل کو دیکھ لے۔ جیسا کرے گا وہ ہی سامنے آئے گا۔ نہ کسی کی نیکی اس کے ہاں ضائع ہو گی نہ ایک کی بدی دوسرے پر ڈالی جائے گی (ربط) چونکہ نیکی بدی کا پورا پورا بدلہ قیامت کے دن ملے گا اور کفار اکثر سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی، اس لئے آگے اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔ ''اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ'' الخ۔ (تفسیر عثمانی)

خاصیت : آیت ۴۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

چوبیسواں پارہ

فضائل، خواص، فوائد و عملیات

سورہ زمر

خاصیت آیت ۴۶...آپس کے جھگڑوں میں صلح وغیرہ کیلئے

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ

باہمی آپس کے نزاع دور کرنے کے لئے اس آیت مبارکہ کا مغرب کی نماز کے بعد گیارہ مرتبہ پڑھنا اور گیارہ روز تک برابر عمل کرنا نہایت مفید ہے۔ اس آیت مبارکہ کا گیارہ ہزار مرتبہ پڑھنا بہت سی بڑی مشکلوں کو خدا کے فضل سے کھولتا ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۵۳...مختلف امراض سے شفا کیلئے

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۚ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

اس آیت کریمہ کا صبح صادق کے وقت جمعہ کے دن بینہ کے پانی میں مشک گھول کر لکھنا پھر اس تعویز کو مایوس العلاج مریض کے گلے میں ڈالنا بالضرور باعث شفاء یا جلد خاتمہ بالخیر ہونے کا سبب ہوتا ہے۔ عمل مجرب ہے مسلمانو عجیب آیت ہے۔ بیکسوں کا سہارا، نا امیدوں کی امید یہی آیت کریمہ ہے۔ (طب روحانی)

نیز دھڑکن، ہول قلب اضطراب قلب ہر ایک قسم کی پرانی بیماریاں دفع کرنے کیلئے تین سو مرتبہ روزانہ اکیس روز تک پڑھنا نہایت مفید ہے۔
جو شخص عشاء کی نماز کے بعد گیارہ گیارہ مرتبہ اس آیت کریم کو پڑھے گا اور ہمیشہ یہ عمل کرتا رہے گا ان شاء اللہ کبھی کسی آفت ناگہانی یا تہمت اور الزام میں گرفتار ہوگا غیب سے رب العالمین اس کے پڑھنے والے کا محافظ رہے گا اور مرتے وقت ان شاء اللہ خاتمہ بالخیر ہوگا اللہ سے اچھی بنے گی مسلمانو اس رحمت اور مغفرت کے خزانے کی طرف نظر کرو۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۵۳....اللہ کی رحمت سے مایوسی کا علاج

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا قرآن کی سب سے زیادہ وسعت رکھنے والی آیت کون سی ہے۔تو کچھ لوگوں نے یہ آیت پڑھی۔"ومن یعمل سوء اویظلم نفسه ثم یستغفر الله یجدالله غفوراً رحیما" جو شخص کوئی برا کام کر بیٹھے یا اپنے حق میں ظلم کر لے پھر خدا سے بخشش مانگے تو خدا کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

اور کچھ نے اس سے ملتی جلتی آیتیں بتائیں' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا قرآن میں اس آیت سے زیادہ وسعت رکھنے والی آیت اور کوئی نہیں۔

"قل یا عبادی الذی اسرفوا علی انفسهم لاتقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعاً انه هو الغفور الرحیم"

اے پیغمبر میری طرف سے لوگوں سے کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہونا خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔(اور) وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

سورۂ مومن....فضائل وخواص

خاصیت آیت ۲....قصہ مختصر مگر پُر اثر

حضرت ثابت بنانیؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت مصعب بن زبیرؓ کے ساتھ کوفے کے گردونواح میں تھا میں نے ایک باغ میں جا کر دو رکعت نماز شروع کی اور اس سورہ مومن کی تلاوت کرنے لگا میں ابھی "الیه المصیر" تک پہنچا تھا کہ ایک شخص نے جو میرے پیچھے سفید خچر پر سوار تھا جس پر یمنی چادریں تھیں مجھ سے کہا جب "غافر الذنب" پڑھو تو کہو "یاغافر الذنب اغفرلی ذنبی" اور جب قابل التوب" پڑھو تو کہو "یا شدید العقاب لاتعاقبنی" حضرت مصعب فرماتے ہیں میں نے گوشہ چشم سے دیکھا تو مجھے کوئی نظر نہ آیا' فارغ ہو کر میں دروازے پر پہنچا۔وہاں لوگ بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے میں نے پوچھا کہ کیا کوئی شخص تمہارے پاس سے گزرا جس پر یمنی چادریں تھیں' انہوں نے کہا ہم نے تو کسی کو آتے جاتے نہیں دیکھا' اب لوگ یہ خیال کرنے لگے کہ یہ حضرت الیاس تھے۔یہ روایت دوسری سند سے بھی مروی ہے اور اس میں حضرت الیاسؑ کا ذکر نہیں واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔(ابن کثیر)

خاصیت آیت ۴۴...رنج وغم کو دور کرنے کیلئے

وَاُفَوِّضُ اَمۡرِیۡۤ اِلَی اللّٰهِ. اِنَّ اللّٰهَ بَصِیۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ

وافوض امری الخ کا عشاء کی نماز کے بعد پڑھنا مصائب کو کھولتا اور ہر ایک رنج وغم میں غیب سے مددگار پیدا کرتا ہے اور اس کے ورد کا ہر وقت کا وظیفہ کرنا ولایت کے درجہ کو پہنچاتا ہے۔خدا اپنے فضل سے نصیب کرے۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ٦١ ... مصیبت سے نجات کیلئے

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ

اگر کسی شخص کو منظور ہو کہ اپنے گھر آرام سے رہے اس موقع پر جبکہ سارا شہر طاعون وغیرہ یا کسی بلا کے سبب بھاگ رہا ہو اور اس شخص کو کسی طرح کی تکلیف یا مصیبت نہ پہنچے تو وہ شخص اپنے مکان کے دروازہ اور دلان کے اندر کی دیوار پر ان کو لکھ کر لگائے اور خود اکیس مرتبہ شام کو اس مکان میں بلند آواز سے پڑھے ان شاء اللہ قطعاً ہر بلا سے محفوظ رہے گا۔ (طب روحانی)

سورۂ حم سجدہ....فضائل وخواص

اس کو لکھ کر آب باراں سے دھو کر اس میں سرمہ پیس کر لگانے سے یا خود اس پانی سے آنکھ دھونے سے سفیدی اور آشوب چشم اور ناخونہ وغیرہ سے نفع ہوتا ہے۔ (اعمال قرآنی)

سورۃ سجدہ اور سورہ ملک کی فضیلت

''حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورت الم تنزیل پڑھے تو اس کو اتنا اجر دیا جائے گویا کہ اس نے عبادت کرتے ہوئے شب قدر پالی اور حضرت طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ روئے زمین پر جو بھی شخص ''سورہ الم تنزیل السجدۃ'' اور ''تبارک الذی بیدہ الملک'' رات کو پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ضرور لیلۃ القدر کے برابر ثواب لکھیں گے' اس کا ذکر حضرت عطاء کے پاس کیا گیا تو انہوں نے فرمایا طاؤس نے سچ کہا' اللہ کی قسم میں نے جب سے یہ سنا ہے تب سے ان دونوں کو پڑھنا نہیں چھوڑا سوائے اس کے کہ میں بیمار رہوں۔ (درمنثور)

خاصیت آیت ۴۴...شفاء کے لئے

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِیٌّ وَّعَرَبِیٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَیْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ یُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ

ان آیات مبارکہ کو گیارہ مرتبہ مریض پر پڑھ کر دم کرنا مریض کو شفا بخشتا ہے۔ (طب روحانی)

فضائل وخواص از کتاب

اَلدُّرَرُالنَّظِیم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم

سورۂ مومن

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادگرامی ہے کہ جو شخص جنت کے سرسبز باغات کا مالک بننا چاہتا ہے تو اسے وہ حٰمٓ والی سورتوں کو پڑھنا چاہئے۔ (۲) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہرشئی کا مغز ہوتا ہے اور قرآن کریم کا مغز حٰمٓ والی سورتیں ہیں۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادگرامی ہے جو شخص حٰمٓ المومن سے لے کر الیہ المصیر تک اور آیۃ الکرسی صبح کے وقت پڑھے وہ شام تک محفوظ رہے گا اور اگر شام کو پڑھے وہ صبح تک حفاظت میں رہے گا۔ (۴) اور اسی طرح دعا مانگنی چاہئے۔

یَاغَافِرَ الذَّنْبِ اغْفِرْلِیْ یَا قَابِلَ التَّوْبِ تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ یَاشَدِیْدَ الْعِقَابِ اُعْفُ عَنِّی یَاذَاالطَّوْلِ تَطَوَّلْ عَلَیَّ بِخَیْرِکَ

(۵) اگر یہ سورۃ رات کے وقت لکھ کر باغ یا دکان کی دیوار پر لگائی جائے تو اس میں بہت برکت ہوگی۔

(۶) اگر کسی آدمی کو زخم ہوں تو اس کے گلے میں سورۂ غافر لکھ کر پہنادی جائے اس کے زخم اچھے ہوجائیں گے۔

(۷) اگر اس سورۃ کو لکھ کر اس کے پانی سے آٹا گوندھ کر روٹی پکالی جائے۔ جب وہ روٹی سوکھ جائے تو پیس کر برتن میں محفوظ کر کے رکھ دے۔ جس آدمی کے دل یا جگر یا تلی میں درد رہتا ہو اسے وہ سفوف تھوڑا سا کھلایا جائے یا پلایا جائے درد ختم ہوجائے گا۔

رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ ذُوالْعَرْشِ یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ یَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ لَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْهُمْ شَیْءٌ. لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ. لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ م بِمَا کَسَبَتْ. لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ. اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ

اگر کسی سے کوئی معلومات حاصل کرنی ہوں اور وہ نہ بتا رہا ہو تو اس آیت کو ہرن کے چمڑے پر جب وہ سویا ہوا ہو خواہ مرد ہے یا عورت اس کے سینہ پر رکھ دی جائے تو خود بخود بتادے گا بشرطیکہ اس کے ان رازوں کی کسی اور کو خبر نہ دی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی پردہ پوشی پسند ہے۔

فَسَتَذْکُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَکُمْ. وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰهِ. اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌم بِالْعِبَادِ

جو شخص ان آیات کو لکھ کر پاس رکھے تو ظالم اسے کبھی کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْکَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْکُلُوْنَ وَلَکُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَیْهَا حَاجَةً فِیْ

صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَاَىَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ

اگر کسی دودھ والے جانور کا دودھ کم ہوگیا ہو تو یہ آیت کسی پاک صاف برتن میں لکھ کر اس پانی سے دھولے جس پر کبھی دھوپ نہ پڑی ہو پھر اس دودھ والے جانور کو پلادے اور اس کے کھانے والے چارہ پر بھی چھڑکے تو دودھ بہت ہو جائے گا۔

سورۂ سجدہ

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص حٰمٓ السجدہ پڑھے اسے اس سورۃ کے حروف کا دس گنا ثواب ملتا ہے۔

(۲) جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر گلے میں ڈالے یا بارش کے پانی سے دھو کر اس پانی سے سرمہ پیسے تو وہ سرمہ آنکھ کی سفیدی اور رمد اور ناخنہ وغیرہ آنکھ کی بیماریوں میں مفید ہے اور اگر سرمہ نہ ملے تو اسی پانی سے آنکھوں کو دھوتا رہے۔

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَفِىْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ط اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ اَلَآ اِنَّهُمْ فِىْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ط اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىْءٍ مُّحِيْطٌ

جب کوئی مظلوم بے کس ہو اس لئے وہ ظالم کو ظلم سے روک نہ سکتا ہو تو ان آیات کو کسی نابالغ کنواری لڑکی کے کپڑے کے ٹکڑے میں لکھے اور اس کے بعد یہ لکھے۔

كذلك يرى الله فلان بن فلانة لغلان بن فلانة بحوله و قوته من آياته العظمىٰ و قدرته الباهرة ما يروع حاله ويقل فى الظلم عزمه و يصمت لسانه

پھر اس کو نابالغ لڑکی کے ہاتھ سے ظالم کے سرہانے کے نیچے اس طریقہ سے رکھوائے کہ اسے معلوم نہ ہو تو وہ ظالم خواب میں ایسے نظارے دیکھے گا جن سے خوفزدہ ہو کر وہ اپنے ظلم وستم سے رک جائے گا۔ (الدرر النظیم)

پارہ ۲۵ میں آنے والی سورتوں کے تعارف

تعارف سورۂ الشوریٰ

یہ حوامیم کے مجموعے کی تیسری سورت ہے۔ دوسری مکی سورتوں کی طرح اس میں بھی توحید، رسالت اور آخرت کے بنیادی عقائد پر زور دیا گیا ہے، اور ایمان کی قابل تعریف صفات بیان فرمائی گئی ہیں۔ اسی ذیل میں آیت نمبر ۳۸ میں مسلمانوں کی یہ خصوصیت بیان فرمائی گئی ہے کہ ان کے اہم معاملات آپس کے مشورے سے طے ہوتے ہیں۔ مشورے کے لئے عربی کا لفظ ''شوریٰ'' استعمال کیا گیا ہے، اسی بنا پر سورت کا نام سورۂ شوریٰ ہے۔ سورت کے آخر میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی انسان سے روبرو ہو کر ہم کلام نہیں ہوتا، بلکہ وحی کے ذریعے کلام فرماتا ہے، اور پھر اس وحی کی مختلف صورتیں بیان فرمائی گئی ہیں۔

تعارف سورۂ الزخرف

اس سورت کا مرکزی موضوع مشرکین مکہ کی تردید ہے جس میں ان کے اس عقیدے کا خاص طور پر ذکر فرمایا گیا ہے جس کی رو سے وہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ نیز وہ اپنے دین کو صحیح قرار دینے کے لئے یہ دلیل دیتے تھے کہ ہم نے اپنے باپ داداوں کو اسی طریقے پر پایا ہے۔ اس کے جواب میں اول تو یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ قطعی عقائد کے معاملے میں باپ دادوں کی تقلید بالکل غلط طرز عمل ہے، اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حوالہ دے کر فرمایا گیا ہے کہ اگر باپ دادوں ہی کے پیچھے چلنا ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کیوں نہیں کرتے جنہوں نے شرک سے کھلم کھلا بیزاری کا اعلان فرمایا تھا۔ مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اعتراضات کیا کرتے تھے، اس سورت میں ان کا جواب بھی دیا گیا ہے۔ ان کا ایک اعتراض یہ تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو کوئی پیغمبر بھیجنا ہی تھا تو کسی دولت مند سردار کو اس مقصد کے لئے کیوں نامزد نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں یہ واضح فرمایا ہے کہ دنیوی مال و دولت کا انسان کے تقدس اور اللہ تعالیٰ کے تقرب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کافروں کو بھی سونا چاندی اور دنیا بھر کی دولت دے سکتا ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں، کیونکہ آخرت کی نعمتوں کے مقابلے میں اس مال و دولت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس سورت نے یہ بھی واضح فرمایا ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ معاشی وسائل کی تقسیم اپنی حکمت کے مطابق ایک خاص انداز سے فرماتے ہیں، جس کے لئے ایک مستحکم نظام بنایا گیا ہے۔ اسی ذیل میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ بھی اختصار کے ساتھ بیان فرمایا ہے، کیونکہ فرعون کو بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یہی اعتراض تھا کہ وہ دنیوی مال و دولت کے اعتبار سے کوئی بڑی حیثیت نہیں رکھتے، اور فرعون کے پاس سب کچھ ہے۔ لیکن انجام یہ ہوا کہ فرعون اپنے کفر کی وجہ سے غرق ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام غالب آکر رہے۔ نیز اس سورت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی مختصر ذکر فرما کر ان کی صحیح حیثیت واضح فرمائی گئی ہے۔

''زخرف'' عربی زبان میں سونے کو کہتے ہیں، اور اس سورت کی آیت نمبر ۳۵ میں اس کا ذکر اسی سیاق میں کیا گیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو سارے کافروں کو سونے ہی سونے سے نہال کر دے۔ اسی وجہ سے اس سورت کا نام زخرف ہے۔

تعارف سورۃ الدخان

مستند روایات کے مطابق یہ سورت اس وقت نازل ہوئی تھی جب اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کے کافروں کو متنبہ کرنے کے لئے ایک شدید قحط میں مبتلا فرمایا، اس موقع پر لوگ چمڑے تک کھانے پر مجبور ہوئے، اور ابوسفیان کے ذریعے کافروں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ قحط دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر قحط دور ہوگیا تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، اور اللہ تعالیٰ نے قحط سے نجات عطا فرمادی، لیکن جب قحط دور ہوگیا تو یہ کافر لوگ اپنے وعدے سے پھر گئے، اور ایمان نہیں لائے۔ اس واقعے کا تذکرہ اس سورت کی آیت نمبر ۱۰ تا ۱۵ میں آیا ہے، اور اسی سلسلے میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ایک دن آسمان پر دھواں ہی دھواں نظر آئے گا (اس کا مطلب ان شاء اللہ اس آیت کی تفسیر میں آئے گا) دھویں کو عربی میں ''دخان'' کہتے ہیں، اور اسی وجہ سے اس سورت کا نام ''سورۂ دخان'' ہے۔ سورت کے باقی مضامین توحید، رسالت اور آخرت کے اثبات پر مشتمل ہیں۔

تعارف سورۃ الجاثیہ

اس سورت میں بنیادی طور پر تین باتوں پر زور دیا گیا ہے۔ ایک یہ کہ اس کائنات میں ہر طرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کی اتنی نشانیاں پھیلی ہوئی ہیں کہ ایک انسان اگر معقولیت کے ساتھ ان پر غور کرے تو اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس کائنات کے خالق کو اپنی خدائی کے انتظام میں کسی شریک کی کوئی ضرورت نہیں ہے، لہٰذا اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرا کر اس کی عبادت کرنا سراسر بے بنیاد بات ہے۔ دوسرے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا ہے کہ آپ کو شریعت کے کچھ ایسے احکام دیئے گئے ہیں جو پچھلی امتوں کو دیئے ہوئے احکام سے کسی قدر مختلف ہیں۔ چونکہ یہ سارے احکام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اس لئے اس پر کسی کو تعجب نہیں ہونا چاہئے۔ تیسرے اس سورت میں قیامت کے ہولناک مناظر کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اسی سلسلے میں آیت نمبر ۲۸ میں فرمایا گیا ہے کہ قیامت کے دن لوگ اتنے خوف زدہ ہوں گے کہ ڈر کے مارے گھٹنوں کے بل بیٹھ جائیں گے۔ ''جاثیہ'' عربی زبان میں ان لوگوں کو کہتے ہیں جو گھٹنے کے بل بیٹھے ہوں۔ اسی لفظ کو سورت کا نام بنایا گیا ہے۔ (توضیح القرآن)

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ
اسی کی طرف حوالہ کیا جاتا ہے قیامت کے علم کا۔ اور نہ پھل ہی نکلتے ہیں
مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۚ
اپنے گابھوں سے اور نہ پیٹ رہتا ہے کسی مادہ کو اور نہ وہ جنے مگر (سب) اللہ ہی کے علم سے ہوتا ہے ف۱
وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ ۙ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ
اور جس دن اللہ ان کو پکارے گا کہ میرے شریک کہاں ہیں؟ وہ کہیں گے کہ ہم نے تجھ کو کہہ سنایا
شَهِيْدٍ ﴿۴۷﴾ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ
کہ ہم میں کوئی اس بات کا اقرار نہیں کرتا۔ اور ان سے گیا گزرا ہوا جو کچھ وہ پکارا کرتے تھے اس سے پہلے
وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿۴۸﴾ لَا يَسْئَمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ
اور انہوں نے جان لیا کہ ان کو کہیں خلاصی نہیں۔ نہیں تھکتا انسان بھلائی کے مانگنے سے۔
الْخَيْرِ ۡ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿۴۹﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ
اور اگر اس کو برائی پہنچ جائے تو آس توڑ دے نا امید ہوکر اور اگر ہم اس کو چکھا دیں
رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ
رحمت اپنی طرف سے اس تکلیف کے بعد جو اس کو پہنچی تھی تو کہنے لگے گا کہ یہ ہے میرے لائق۔
وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ
اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت قائم ہو اور اگر (بالفرض) میں لوٹایا بھی جاؤں اپنے پروردگار کی طرف تو بیشک
عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۡ
میرے لئے اس کے پاس بھی خوبی ہی ہوگی سو ہم ضرور بتلا دیں گے کافروں کو جو کچھ انہوں نے کیا ہے

ف۱ اور اس اطلاع کی وجہ یہ ہے کہ علم خدا کی ذاتی صفت ہے جو بوجہ اعلیٰ درجہ کا کمال ہونیکے توحید کی بھی دلیل ہے اور چونکہ خدا کے علم کا تعلق تمام چیزوں کے ساتھ برابر ہے تو یہ اس کی بھی دلیل ہے کہ خدا کو قیامت کا علم ہے آگے قیامت کے ایک واقعہ کا ذکر ہے جس سے توحید کا اثبات اور شرک کا ابطال بھی ہوتا ہے۔

علم الٰہی

یعنی علم الٰہی ہر چیز کو محیط ہے کوئی کھجور اپنے گابھے سے اور کوئی دانہ اپنے خوشہ سے اور کوئی میوہ یا پھل اپنے غلاف سے باہر نہیں آتا جس کی خبر خدا کو نہ ہو نیز کسی عورت یا کسی مادہ (جانور) کے پیٹ میں جو بچہ موجود ہے اور جو چیز وہ جن رہی ہے سب کچھ اللہ کے علم میں ہے اسی طرح سمجھ لو کہ موجودہ دنیا کے نتیجہ کے طور پر جو آخرت کا ظہور اور قیامت کا وقوع ہونے والا ہے اس کا وقت بھی خدا ہی کو معلوم ہے کہ کب آئے گا کوئی انسان یا فرشتہ اس کی خبر نہیں رکھتا اور نہ اس کو خبر رکھنے کی ضرورت، ضرورت اس کی ہے کہ آدمی قیامت کی خبر پر اللہ کے فرمانے کے موافق یقین رکھے اور اس دن کی فکر کرے جب کوئی شریک کام نہ آئے گا اور کہیں مخلص نہ ملے گا۔ (تفسیر عثمانی)

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٥٠﴾ وَإِذَآ أَنْعَمْنَا

اور ہم ضرور ان کو چکھائیں گے سخت عذاب۔ اور جب ہم انعام فرماتے ہیں

عَلَى الْإِنسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِۦ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ

آدمی پر تو وہ منہ پھیر لیتا اور اپنی کروٹ موڑ لیتا ہے اور جب اس کو کوئی بلا پہنچتی ہے

فَذُو دُعَآءٍ عَرِيضٍ ﴿٥١﴾ قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِن كَانَ مِنْ

تو چوڑی دعائیں مانگنے لگتا ہے ف۱ کہہ دے کہ بھلا دیکھو تو سہی اگر یہ قرآن

عِندِ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُم بِهِۦ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِي شِقَاقٍۭ

اللہ کی طرف سے ہو پھر تم نے اس کو نہ مانا اس سے زیادہ گمراہ کون جو پرلے درجہ کی مخالفت میں پڑا ہو۔

بَعِيدٍ ﴿٥٢﴾ سَنُرِيهِمْ ءَايَٰتِنَا فِي الْءَافَاقِ وَفِيٓ أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ

عنقریب ہم ان کو دکھلائیں گے اپنی نشانیاں دنیا کے اطراف میں اور ان کے اپنے درمیان میں بھی یہاں تک کہ

يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُۥ عَلَىٰ

ان پر کھل جائے کہ یہ برحق ہے کیا یہ کافی نہیں کہ تیرا پروردگار

كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿٥٣﴾ أَلَآ إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَآءِ

ہر چیز پر مطلع ہے؟ ف۲ خبردار ہو جا یہ لوگ شک میں پڑے ہوئے ہیں اپنے

رَبِّهِمْ ۗ أَلَآ إِنَّهُۥ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌۢ ﴿٥٤﴾

پروردگار کی ملاقات کی طرف سے سنو جی بیشک اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔

ف۱ کافر اور مومن کی حالت: کافر پر جب کوئی دکھ آتا ہے تو وہ خلوص کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور سچے دل سے دعائیں کرتا ہے لیکن کسی مصلحت کی وجہ سے اگر قبول دعا میں تاخیر ہو جاتی ہے تو وہ نراش ہو جاتا ہے۔ مؤمن صالح کی حالت اس سے بالکل جدا ہوتی ہے وہ کبھی ناامید نہیں ہوتا قبولِ دعا میں تاخیر کو وہ مصلحت خداوندی سمجھتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے دعا کرنے والوں کو یا تو اللہ جلد (یعنی اس دنیا میں) عطا فرما دیتا ہے یا ان کے لئے آخرت میں جمع رکھتا ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ دل سے تو نراش اور ناامید ہوتا ہے مگر زبان سے لمبی چوڑی دعائیں کرتا ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ بتوں کی طرف سے ناامید ہو جاتا ہے اور خدا سے دعائیں کرتا ہے۔

مسئلہ: جو چاہتا ہے کہ مصیبت اور سختی کے وقت اس کی دعا قبول کی جائے اس کو چاہئے کہ سکھ اور راحت کے وقت دعا زیادہ کرے ایک حدیث میں اسی طرح آیا ہے۔ (تفسیر مظہری)

تعبیر سورہ حم

جو شخص اس کو خواب میں پڑھے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا ایک ایسی قوم کی ہدایت کا ذریعہ بنے گا جو بحکم الٰہی شریعت کے احکام پر عمل کریں گے۔ (علامہ ابن سیرینؒ)

ف۲ پس اگر یہ لوگ آپ کی رسالت کی گواہی نہ دیں تو حق تعالیٰ اس پر گواہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے جابجا آپ کی حقانیت کی گواہی دی ہے قول سے بھی اور عمل سے بھی کہ آپ کی رسالت کی دلیل میں بہت سے معجزات ظاہر کئے ہیں پس اس اللہ کی گواہی کافی ہے آگے ان لوگوں کے انکار کی اصل وجہ بتلاتے ہیں جس سے آپ کو تسلی بھی زیادہ ہو سکتی ہے۔

سُوْرَةُ الشُّوْرٰى مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ شوریٰ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ترپن آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

حٰمٓ ۝١ عٓسٓقٓ ۝٢ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ
ف۱ اسی طرح وحی بھیجتا ہے تیری طرف اور تجھ سے
مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٣ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
پہلوں کی طرف زبردست حکمت والا اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے
وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝٤ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ
اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور وہی عالیشان بڑے مرتبہ والا ہے۔ قریب ہے آسمان پھٹ پڑیں
يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ
اپنے اوپر کی طرف سے اور فرشتے تسبیح کرتے ہیں اپنے پروردگار کی تعریف کے
رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ
ساتھ اور معافی مانگتے ہیں زمین کے رہنے والوں کے لئے! خبردار ہو جا اللہ ہی
هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝٥ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ
معاف فرمانے والا مہربان ہے۔ اور جن لوگوں نے ٹھہرا رکھے ہیں
اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ڮ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝٦
اللہ کے سوائے دوسرے کارساز اللہ ان پر نگہبان ہے۔ ف۲ اور تو ان پر داروغہ تو ہے نہیں

ف۱ حٰمٓ ۝١ عٓسٓقٓ ۝٢ کو الگ کرنے کی وجہ

حٰمٓ عٓسٓقٓ۔ بغوی نے لکھا ہے کہ حسن بن فضل سے دریافت کیا گیا حٰم۔ عٓسٓقٓ۔ کے دو ٹکڑے کیوں کئے (یعنی حم کو عسق سے جدا کیوں کیا گیا) اور کھٰیٰعص کے دو ٹکڑے نہیں کئے گئے۔ حسن نے جواب دیا جن سورتوں کو حم سے شروع کیا گیا ان میں سے یہ بھی ایک سورت ہے اس جیسی دوسری سورتوں کی طرح اس کا آغاز بھی (مستقل طور پر) حم سے کیا گیا (اور 'کہٰ' سے کسی صورت کا آغاز نہیں کیا گیا اس لئے کہٰ کو یعص) سے ملا کر کھٰیٰعص کر دیا گیا۔

ف۲ اللہ تعالیٰ حفیظ ہیں

یعنی دنیا میں مشرکین کو مہلت تو دیتا ہے لیکن یہ نہ سمجھو کہ وہ ہمیشہ کیلئے بچ گئے۔ ان سب کے اعمال و احوال اللہ کے ہاں محفوظ ہیں جو وقت پر کھول دیئے جائیں گے آپ اس کی فکر میں نہ پڑیں کہ یہ مانتے کیوں نہیں اور نہ ماننے کی صورت میں فوراً تباہ کیوں نہیں کر دیئے جاتے آپ ان باتوں کے ذمہ دار نہیں صرف پیغام حق پہنچا دینے کے ذمہ دار ہیں آگے ہمارا کام ہے وقت آنے پر ہم ان کا حساب چکا دیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

خاصیت: آیت ۱ تا ۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَكَذٰلِكَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنۡذِرَ اُمَّ

اور اسی طرح ہم نے بذریعہ وحی بھیج دیا تیری طرف قرآن بزبان عربی تا کہ تو ڈراوے اہل مکہ کو

الۡقُرٰى وَمَنۡ حَوۡلَهَا وَتُنۡذِرَ يَوۡمَ الۡجَمۡعِ لَا رَيۡبَ فِيۡهِ‌ؕ

اور ان لوگوں کو جو اس کے گردا گرد ہیں ف۱ اور ڈرائے جمع ہونے کے دن یعنی قیامت سے

فَرِيۡقٌ فِى الۡجَـنَّةِ وَفَرِيۡقٌ فِى السَّعِيۡرِ ۝٧ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ

جس میں کوئی شک نہیں ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ دوزخ میں اور اگر اللہ چاہتا

لَجَعَلَهُمۡ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰـكِنۡ يُّدۡخِلُ مَنۡ يَّشَآءُ

تو سب لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا ولیکن وہ داخل فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے

فِىۡ رَحۡمَتِهٖ‌ؕ وَالظّٰلِمُوۡنَ مَا لَهُمۡ مِّنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا

اپنی رحمت میں! اور ظالموں کا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ

نَصِيۡرٍ ۝٨ اَمِ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِيَآءَ‌ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الۡوَلِىُّ

مددگار ہے کیا انہوں نے ٹھہرا رکھے ہیں اللہ کے سوا دوسرے کار ساز!

وَهُوَ يُحۡىِ الۡمَوۡتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۝٩ وَمَا

سو اللہ ہی کارساز ہے زندہ کرتا ہے مُردوں کو اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور جس

اخۡتَلَفۡتُمۡ فِيۡهِ مِنۡ شَىۡءٍ فَحُكۡمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ‌ؕ ذٰلِكُمُ

بات میں تم نے اختلاف کیا کچھ ہی ہو۔ پس اس کا فیصلہ اللہ ہی کے حوالے ہے

اللّٰهُ رَبِّىۡ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ‌ۖ وَاِلَيۡهِ اُنِيۡبُ ۝١٠ فَاطِرُ

یہ ہے اللہ میرا پروردگار اس پر میں نے توکل کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں پیدا فرمانے والا ہے

ف۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے پانچ چیزوں میں دوسرے انبیاء پر فضیلت عطا کی گئی نمبر ۱۔ سب لوگوں کے لئے مجھے بھیجا گیا (یعنی تمام لوگوں کو میری امت دعوت بنایا گیا) (۲) میری امت کے لئے میری شفاعت جمع رکھی گئی۔ (یعنی قیامت کے دن امت کی شفاعت کا مجھے اختیار دیا گیا) (۳) ایک ماہ کی راہ تک آگے کی طرف اور ایک ماہ کی راہ تک پیچھے کی طرف میرا رعب (دشمنوں کے دلوں میں) ڈال دیا گیا اور اس طرح میری مدد کی گئی (۴) زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک بنا دیا گیا (یعنی سوائے نجس مقامات کے ہر جگہ مجھے نماز پڑھنے کی اجازت دے دی گئی) (۵) میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کیا گیا۔ رواہ الطبرانی بسند صحیح عن السائب بن یزید۔

مسلم اور ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھ چیزوں کی وجہ سے مجھے انبیاء پر فضیلت عطا کی گئی (۱) مجھے کلام جامع عطا کیا گیا (یعنی ایسے مختصر الفاظ جو کثیر مضامین کو حاوی ہوں

ع ۱ ۲

خلاصہ رکوع ۱

عظمت باری تعالیٰ اور فرشتوں کی تسبیح و تحمید کو ذکر فرمایا گیا۔ منصب رسالت اور اسکے تقاضوں کو ذکر فرمایا گیا۔

بولنے کا مجھے ملکہ عطا کیا گیا) (۲) دشمنوں پر رعب ڈال کر میری مدد کی گئی (یعنی مجھے فتح یاب کیا گیا) (۳) میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا (۴) میرے لئے (ساری) زمین کو مسجد اور پاک بنا دیا گیا (۵) مجھے تمام مخلوق (یعنی انسانوں) کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا (۶) مجھ پر (سلسلۂ) انبیاء کو ختم کر دیا گیا۔ (تفسیر مظہری)

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا

آسمانوں اور زمین کا۔ اس نے پیدا کر دیئے تمہارے لئے تم ہی میں سے جوڑے

وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ۭ لَيْسَ

اور چوپاؤں میں سے جوڑے تم کو پھیلاتا ہے اس تدبیر سے! اس جیسی

كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ⑪ لَهٗ مَقَالِيْدُ

کوئی بھی تو چیز نہیں اور وہی سنتا دیکھتا ہے اسی کے پاس ہیں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ

کنجیاں آسمانوں اور زمین کی کشادہ کر دیتا ہے روزی جس کی چاہتا ہے اور (جسکی چاہتا ہے)

وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑫ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ

تنگ کر دیتا ہے۔ بیشک وہ ہر چیز سے واقف ہے اس نے وہی رستہ مقرر کر دیا تمہارے لئے دین کا

مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا

جس کا حکم فرمایا تھا نوح کو اور جو ہم نے وحی بھیجی تیری طرف اور وہ کہ

وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا

جس کا ہم نے حکم دیا تھا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو کہ قائم رکھو

الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَي الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ

دین کو ف۱ اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو! شاق گزرتا ہے مشرکین پر وہ (دین) جس کی طرف

اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ

تو ان کو بلاتا ہے۔ اللہ کھینچ لیتا ہے اپنی طرف جس کو چاہتا ہے اور راہ دیتا ہے اپنی طرف

ف۱ دین اسلام ہی تمام انبیاء کا دین ہے

یعنی دین اسلام جو امت محمدیہ کیلئے مقرر کیا گیا ہے وہ کوئی نیا دین نہیں ہے تمام انبیاء کا دین یہی رہا ہے حق (ہر زمانہ میں) ایک ہی ہوتا ہے اور حق کے بعد سواء گمراہی کے اور کیا رہ جاتا ہے (پس دین اسلام کے علاوہ ہر مذہب گمراہی ہے) اہل کتاب نے جو اسلام کا انکار کیا وہ محض دشمنی اور ضد کے زیر اثر کیا۔

یہ دین اسلام نام ہے ایک اللہ کی ذات اور صفات کو اور اس کے انبیاء کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے ملائکہ کو اور مرنے کے بعد (دوبارہ زندہ کر کے) اٹھائے جانے کو اور جو کچھ انبیاء لے کر آئے سب کو ماننے کا اور اللہ کے حکم پر چلنے اور ممنوع باتوں سے باز رہنے کا۔ یہ ایمان و عمل تمام شریعتوں میں مشترک ہے سب شریعتیں اس پر متفق ہیں۔ بعض عملی احکام کا منسوخ ہو جانا دین میں اختلاف پر دلالت نہیں کرتا (یعنی بعض شرائع کے بعض عملی احکام اگر شریعت اسلامیہ یا شریعت عیسویہ میں منسوخ کر دیئے گئے تو اس سے دینی وحدت میں کوئی فرق نہیں آتا) ایسا فسخ تو ایک ہی نبی کے احکام میں (مختلف اوقات میں) ہوا ہے خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور کعبہ کی طرف رخ کر کے آپ نماز پڑھنے لگے اس اختلاف حکم سے دین اسلام کی وحدت پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ اسی طرح مختلف انبیاء کی شریعتوں میں اگر بعض فروع احکام میں اختلاف ہے تو اس سے ادیان کا اختلاف لازم نہیں آتا سب کا مآل ایک ہی ہے یعنی اللہ کے اوامر کا امتثال اور ممنوعات سے اجتناب۔ (تفسیر مظہری)

يُنِيبُ ﴿١٣﴾ وَمَا تَفَرَّقُوٓا إِلَّا مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ

اس شخص کو جو رجوع لاتا ہے اور انہیں جو متفرق ہوئیں تو سمجھ آئے پیچھے آپس کی

بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ إِلَىٰٓ أَجَلٍ

ضد سے! اور اگر ایک بات نہ ہوتی کہ پہلے صادر ہو چکی تیرے پروردگار کی طرف سے (کہ لوگوں

مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكِتَٰبَ

کو مہلت دی جائے گی) وقت مقرر تک تو فیصلہ کر دیا جاتا ان میں! اور جو لوگ وارث بنائے گئے کتاب کے

مِنۢ بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿١٤﴾ فَلِذَٰلِكَ

انبیاء کے بعد وہ دین کی طرف سے قوی شک میں پڑے ہوئے ہیں سو تو اسی دین کی

فَادْعُ ۖ وَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ ۖ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَهُمْ ۖ وَقُلْ

طرف بلا اور قائم رہ جیسا کہ تجھ کو حکم دیا گیا ہے۔ اور نہ چل ان کافروں کی خواہشات پر! اور کہہ دے کہ

ءَامَنتُ بِمَآ أَنزَلَ اللَّهُ مِن كِتَٰبٍ ۖ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ۖ

میں ہر کتاب پر جو اللہ نے اتاری ایمان لایا۔ اور مجھ کو حکم ہوا ہے کہ انصاف کروں تمہارے درمیان!

اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ لَنَآ أَعْمَٰلُنَا وَلَكُمْ أَعْمَٰلُكُمْ ۖ لَا

اللہ پروردگار ہمارا اور تمہارا ہمارا کیا ہم کو اور تمہارا کیا تم کو! کچھ جھگڑا نہیں

حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ۖ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۖ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴿١٥﴾

ہم میں اور تم میں اللہ جمع کرے گا ہم سب کو! اور اسی کی طرف لوٹ جانا ہے ف۱

وَالَّذِينَ يُحَآجُّونَ فِي اللَّهِ مِنۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيبَ

اور جو لوگ جھگڑا ڈالتے ہیں اللہ کے دین میں اس کے بعد کہ لوگ اللہ کو مان چکے

ف۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض یعنی جب دین حق کے متعلق تفریق و اختلاف کے طوفان چاروں طرف سے اٹھ رہے ہیں تو آپ کا فرض یہ ہے کہ غیر متزلزل عزم کے ساتھ اسی دین وآئین کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیں جس کی دعوت آدم و نوح علیہم السلام اور ان کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام دیتے چلے آئے ہیں آپ اپنے پروردگار کے حکم سے ذرا ادھر ادھر نہ ہوں قولاً و فعلاً اور عملاً و حالاً برابر اسی راستہ پر گامزن رہیں جس پر اب تک رہے ہیں مکذبین اور معاندین کی خواہشات کی ذرا پروا نہ کریں اور صاف اعلان کر دیں کہ میں اللہ کی نازل کی ہوئی ہر کتاب پر خواہ وہ تورات ہو یا انجیل یا قرآن یا کوئی اور صحیفہ جو کسی زمانہ میں کسی پیغمبر پر نازل ہوا ہو سچے دل سے یقین رکھتا ہوں میرا کام پہلی صداقتوں کو جھٹلانا نہیں بلکہ سب کو تسلیم کرنا اور باقی رکھنا ہے اور مجھ کو حکم ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں جو اختلاف تم نے ڈالے ہیں انکا منصفانہ فیصلہ دوں اور تبلیغ احکام و شرائع یا فصل خصومات میں عدل و مساوات کا اصول قائم رکھوں ہر وہ سچائی جو کسی جگہ یا کسی مذہب میں ملے اسے بے تکلف تسلیم کروں۔ جس طرح تم کو خدا کی بندگی اور فرمانبرداری کی طرف بلاؤں تم سے پہلے میں خود احکام الٰہی کی پوری تعمیل کر کے اسکا کامل فرمانبردار بندہ ہونا ثابت کروں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تمہارا اور ہمارا رب ایک ہی ہے اس لئے ہم سب کو اسی کی خوشنودی کے لئے کام کرنا چاہئے۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو ہمارا تم سے کچھ تعلق نہیں۔ ہم دعوت و تبلیغ کا فرض ادا کر کے سبکدوش ہو چکے۔ ہم میں سے کوئی دوسرے کے عمل کا ذمہ دار نہیں۔ ہر ایک کا عمل اسکے ساتھ ہے وہ ہی اسکے آگے آئے گا۔ چاہئے کہ اسکے نتائج برداشت کرنے کیلئے تیار رہیں آگے ہم کو تم سے جھگڑنے اور بحث و تکرار کی ضرورت نہیں سبکو خدا کی عدالت میں حاضر ہونا ہے وہاں جا کر ہر ایک کو پورا پتہ لگ جائے گا کہ وہ دنیا سے کیا کچھ کما کر لایا ہے۔ (تنبیہ) یہ آیات مکی ہیں قتال کی آیتیں مدینہ میں نازل ہوئیں۔ (تفسیر عثمانی)

لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ

ان کی حجت باطل ہے ان کے پروردگار کے نزدیک اور ان پر غصہ ہے

وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۶﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ

اور ان کے لئے سخت عذاب ہے اللہ وہ ہے جس نے نازل فرمائی کتاب

بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ﴿۱۷﴾

حق کے ساتھ اور ترازو اور تجھے کیا خبر شاید قیامت قریب ہی ہو

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ

وہ لوگ قیامت کی جلدی مچاتے ہیں جو اس کا یقین نہیں رکھتے اور جن کو اس کا یقین ہے

اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ۭ اَلَآ

وہ اس سے خائف ہیں ف۱ اور جانتے ہیں کہ وہ برحق ہے! سنو جی جو لوگ

اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۱۸﴾

جھگڑا کرتے ہیں قیامت کے آنے میں وہ پرلے درجہ کی گمراہی میں ہیں۔

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ

اللہ مہربان ہے اپنے بندوں پر روزی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور وہی زور آور

الْعَزِيْزُ ﴿۱۹﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ

زبردست ہے۔ جو شخص طالب ہوتا ہے آخرت کی کھیتی کا اس کے لئے بڑھا دیتے ہیں

فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۙ

اس کی کھیتی میں۔ اور جو شخص دنیا کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کو دیتے ہیں کچھ اس

ف۱ جس خوف کا یہاں بیان ہے اس سے اعتقادی خوف مراد ہے جو دو باتوں کے اعتقاد سے پیدا ہوا ہے ایک قیامت کے واقع ہونے کا اعتقاد دوسرے اپنے اعمال کی نسبت یہ اعتقاد کہ ان کے مردود ہونے کا بھی احتمال ہے پس یہ خوف اعتقادی ہر مسلمان کو ہوتا ہے اور اگر کسی کو غلبہ حال کی وجہ سے موت یا قیامت کا اشتیاق عارض ہو جاوے تو وہ شوق طبعی اور اضطراری ہوتا ہے اس وقت اعتقادی خوف بھی باقی رہتا ہے کیونکہ دونوں میں کچھ منافات نہیں اور یہ خوف دنیا میں ہوتا ہے پس قبر میں کسی مردہ کا یہ کہنا کہ اے اللہ قیامت جلدی قائم کر دے محل اشکال نہیں کیونکہ وہاں یقینی بشارتیں سن کر اپنے اعمال کے مردود ہونے کا احتمال نہیں رہتا اس لئے خوف بھی زائل ہو جاتا ہے۔

خلاصہ رکوع ۲

زمین و آسمان اور انسانی پیدائش میں
۲ قدرت خداوندی کی طرف متوجہ
ع ۱۰ فرمایا گیا کہ اس کی مثل کوئی نہیں۔
۳ اولوالعزم انبیاءؑ کا تذکرہ فرمایا گیا مشرکین و منکرین کی جہالت و بدبختی اور نفسانیت کے کرشمے ذکر فرمائے گئے۔ منصب رسالت کے فرائض ذکر فرمائے گئے۔ قیامت کے بارہ میں مومن و کافر کا فرق واضح کیا گیا۔

وَمَا لَهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنۡ نَّصِيۡبٍ ۝۲۰ اَمۡ لَهُمۡ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوۡا

میں سے اور اس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ ول کیا کافروں کے لئے شریک ہیں کہ انہوں نے

لَهُمۡ مِّنَ الدِّيۡنِ مَا لَمۡ يَاۡذَنۡۢ بِهِ اللّٰهُ ‌ؕ وَلَوۡلَا كَلِمَةُ

راہ ڈال دی ان کے لئے دین کی جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا؟ اگر نہ ہوتا فیصلہ کرنے کا وعدہ تو فیصلہ

الۡفَصۡلِ لَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ‌ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ لَهُمۡ

کر دیا جاتا ان میں! اور بیشک جو ستم گار ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے

عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۝۲۱ تَرَى الظّٰلِمِيۡنَ مُشۡفِقِيۡنَ مِمَّا كَسَبُوۡا

تو دیکھے گا گنہگاروں کو کہ ڈر رہے ہوں گے ان اعمال کے وبال سے جو انہوں

وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمۡ‌ؕ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

نے کئے ہیں اور وہ تو ان پر پڑنا ہے! اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے

فِىۡ رَوۡضٰتِ الۡجَـنّٰتِ‌ ۚ لَهُمۡ مَّا يَشَآءُوۡنَ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ‌ ؕ

وہ بہشت کے باغوں میں ہوں گے ان کے لئے حاضر ہوگا جو چاہیں اپنے پروردگار کے پاس!

ذٰلِكَ هُوَ الۡفَضۡلُ الۡكَبِيۡرُ ۝۲۲ ذٰلِكَ الَّذِىۡ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ

یہی تو بڑا فضل ہے۔ یہی ہے جس کی خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے ان بندوں کو

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ‌ ؕ قُلْ لَّاۤ اَسۡئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ

جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے! کہہ دے کہ میں تم سے نہیں مانگتا قرآن سنانے پر

اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِى الۡقُرۡبٰى‌ؕ وَمَنۡ يَّقۡتَرِفۡ حَسَنَةً نَّزِدۡ

کچھ مزدوری مگر محبت رشتے ناتے میں ول اور جو شخص نیکی کرے گا ہم زیادہ

ول اعمال کا مدار نیتوں پر ہے:

حضرت عمر بن خطابؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اعمال صرف نیتوں کیساتھ ہیں ہر شخص کیلئے وہی ہے جسکی اس نے نیت کی پس جسکا ترک وطن اللہ اور رسول کی طرف آنے کیلئے ہوا اسکی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہوگی۔ اور جسکا ترک وطن دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کیلئے ہوا اسکی ہجرت اسی کیلئے ہوگی جس کیلئے اس نے ہجرت کی ہوگی۔ متفق علیہ۔

اس امت کیلئے خوشخبری

حضرت اُبی بن کعبؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس امت کو خوشخبری دیدو (تام) روشن ہونیکی او نچائی ہونیکی فتح یابی کی اور زمین پر اقتدار حاصل ہونیکی۔ امت میں سے جو شخص آخرت کا کام دنیا کیلئے کریگا اس کیلئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ رواہ البغوی۔ (تفسیر مظہری)

وا مودّۃ فی القربیٰ کا معنی

(تنبیہ) آیت کے یہ معنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صحیحین میں منقول ہیں بعض سلف نے ”اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِى الۡقُرۡبٰى“ کا مطلب یہ لیا ہے کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرو اور حق و قرابت کو پہچانو اور بعض نے ”قربیٰ“ سے اللہ کا قرب اور نزدیکی مراد لی ہے یعنی ان کاموں کی محبت جو خدا سے قریب کرنیوالے ہوں مگر صحیح اور راجح تفسیر وہی ہے جو ہم نے اول نقل کی ہے بعض علماء نے ”مودۃ فی القربیٰ“ سے اہل بیت نبوی کی محبت مراد لے کر یوں معنی کئے ہیں کہ میں تم سے تبلیغ پر کوئی بدلہ نہیں مانگتا بس اتنا چاہتا ہوں کہ میرے اقارب کیساتھ محبت کرو کوئی شبہ نہیں کہ اہل بیت اور اقارب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم اور حقوق شناسی امت پر لازم و واجب اور جز ایمان ہے اور ان سے درجہ بدرجہ محبت رکھنا حقیقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر متفرع ہے لیکن آیت ہٰذا کی تفسیر اس طرح کرنا شان نزول اور روایات صحیحہ کے خلاف ہونیکے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رفیع کے مناسب نہیں معلوم ہوتا واللہ اعلم۔ (تفسیر عثمانی)

لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۲۳ اَمْ

کر دیں گے اس کے لئے اس نیکی میں خوبی! بیشک اللہ بخشنے والا قدر دان ہے و۱ کیا

يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ

یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس پیغمبر نے افترا کیا اللہ پر جھوٹ؟ سو اگر اللہ چاہے

يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ۭ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ

مہر لگا دے تیرے دل پر! اللہ مٹا دیتا ہے جھوٹ کو اور ثابت کرتا ہے سچ کو

الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۲۴ وَهُوَ

اپنے کلام سے! بیشک اس کو معلوم ہے جو دلوں میں ہے اور وہی ہے

الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ

جو توبہ قبول فرماتا ہے اپنے بندوں کی اور معاف فرماتا ہے خطائیں

السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۲۵ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ

اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور دعا قبول فرماتا ہے

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ

ان لوگوں کی جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور ان کو زیادہ عطا فرماتا ہے! اپنے فضل سے

وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۲۶ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ

اور جو کافر ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ و۲ اور اگر اللہ فراخ کر دے

الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ

روزی اپنے بندوں کے لئے تو وہ ضرور سرکشی کریں ملک میں ولیکن اتارتا ہے

و۱ ہر تکلیف پر نیکی ملتی ہے:

صحیح حدیث میں ہے کہ مؤمن کو جو تکلیف سختی غم اور پریشانی ہوتی ہے اسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسکی خطائیں معاف فرماتا ہے یہاں تک کہ ایک کانٹا لگنے کے عوض بھی جب آیت فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً الخ اُتری اس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھانا کھا رہے تھے آپ نے اسے سن کر کھانے سے ہاتھ ہٹالیا اور کہا یا رسول اللہ! کیا ہر ہر برائی بھلائی کا بدلہ دیا جائیگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا سنو! طبیعت کیخلاف جو چیزیں ہوتی ہیں یہ سب برائیوں کے بدلے ہیں اور ساری نیکیاں خدا تعالیٰ کے پاس جمع شدہ ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

بعض علماء کا قول ہے کہ اس آیت کا نزول حضرت ابو بکر صدیقؓ کے حق میں ہوا۔ بخاری نے صحیح میں لکھا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ اہل بیت رسول کے معاملہ میں محمد ﷺ کا لحاظ کرو۔ (تفسیر مظہری)

و۲ توبہ کی حقیقت:

توبہ کے لفظی معنی لوٹنے اور رجوع کرنے کے ہیں، اور شرعی اصطلاح میں کسی گناہ سے باز آنے کو توبہ کہتے ہیں۔ اور اسکے صحیح و معتبر ہونے کیلئے تین شرائط ہیں۔

ایک یہ کہ جس گناہ میں فی الحال مبتلا ہے اسکو فوراً ترک کردے۔ دوسرے یہ کہ ماضی میں جو گناہ ہوا اس پر نادم ہو اور تیسرے یہ کہ آئندہ اُسے ترک کرنیکا پختہ عزم کرلے اور کوئی شرعی فریضہ چھوڑا ہوا ہے تو اسے ادا یا قضا کرنے میں لگ جائے اور اگر گناہ حقوق العباد سے متعلق ہے تو اس میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ اگر کسی کا مال اپنے اوپر واجب ہے اور وہ شخص زندہ ہے تو یا اسے وہ مال لوٹائے یا اس سے معاف کرائے اور اگر وہ زندہ نہیں اور اسکے ورثاء موجود ہیں تو انکو لوٹائے اگر ورثاء بھی نہیں ہیں تو بیت المال میں داخل کرائے بیت المال بھی نہیں ہے یا اسکا انتظام صحیح نہیں ہے تو اسکی طرف سے صدقہ کردے اور اگر کوئی غیر مالی حق کسی کا اپنے ذمہ واجب ہے مثلاً کسی کو ناحق ستایا ہے بُرا بھلا کہا ہے یا اسکی غیبت کی ہے تو اسے جس طرح ممکن ہو راضی کر کے اس سے معافی حاصل کرے۔ (معارف مفتی اعظم)

بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيۡرٌۢ بَصِيۡرٌ ﴿۲۷﴾ وَهُوَ الَّذِىۡ
اندازے سے جس قدر چاہتا ہے! بیشک وہ اپنے بندوں سے باخبر دیکھنے والا ہے اور وہی ہے
يُنَزِّلُ الۡغَيۡثَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا قَنَطُوۡا وَيَنۡشُرُ رَحۡمَتَهٗ ؕ
جو اتارتا ہے بارش اور اس کے بعد کہ لوگ ناامید ہو چکے اور پھیلاتا ہے اپنی رحمت!
وَهُوَ الۡوَلِىُّ الۡحَمِيۡدُ ﴿۲۸﴾ وَمِنۡ اٰيٰتِهٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ
اور وہی کارساز قابل حمد وثنا ہے اور اس کی نشانیوں میں سے پیدا کر دینا آسمانوں
وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَثَّ فِيۡهِمَا مِنۡ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰى
اور زمین کا اور ان چیزوں کا ہے جو پھیلا دیئے ان میں جاندار! اور وہ
جَمۡعِهِمۡ اِذَا يَشَآءُ قَدِيۡرٌ ﴿۲۹﴾ وَمَاۤ اَصَابَكُمۡ مِّنۡ
جب چاہے ان سب کو جمع کر سکتا ہے۔ اور جو تم پر
مُّصِيۡبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتۡ اَيۡدِيۡكُمۡ وَيَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِيۡرٍ ؕ ﴿۳۰﴾
مصیبت پڑتی ہے سو اس گناہ کی وجہ سے جو تمہارے ہاتھوں نے کیا اور درگزر فرماتا ہے اکثر سے ف۱
وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ ۖۚ وَمَا لَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ
اور تم عاجز تو کر سکتے نہیں زمین میں (کہیں بھاگ کر) اور نہ تمہارا اللہ کے سوا
اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ﴿۳۱﴾ وَمِنۡ اٰيٰتِهِ الۡجَوَارِ فِى
کوئی کارساز ہے اور نہ مددگار اور اس کی نشانیوں میں سے جہاز ہیں
الۡبَحۡرِ كَالۡاَعۡلَامِ ؕ ﴿۳۲﴾ اِنۡ يَّشَاۡ يُسۡكِنِ الرِّيۡحَ فَيَظۡلَلۡنَ
جو چلتے ہیں سمندر میں جیسے پہاڑ اگر اللہ چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے پس جہاز رہ جائیں

ف۱ مصائب کی علت

یعنی جیسی نعمتیں ایک خاص اندازہ اور خاص اوقات و احوال کی رعایت سے دی جاتی ہیں مصائب کا نزول بھی خاص اسباب اور ضوابط کے ماتحت ہوتا ہے مثلاً بندوں کو جو کوئی سختی اور مصیبت پیش آئے اسکا سبب قریب یا بعید بندوں ہی کے بعض اعمال و افعال ہوتے ہیں ٹھیک اسی طرح جیسے ایک آدمی غذا وغیرہ میں احتیاط نہ کرنے سے خود بیمار پڑ جاتا بلکہ بعض اوقات ہلاک ہو جاتا ہے یا بعض اوقات والدہ کی بدپرہیزی بچہ کو مبتلائے مصیبت کر دیتی ہے یا کبھی کبھی ایک محلہ والے یا شہر والے کی بے تدبیری اور حماقت سے پورے محلے اور شہر کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے یہی حال روحانی اور باطنی بد پرہیزی اور بے تدبیری کا سمجھ لو۔ گویا دنیا کی ہر مصیبت بندوں کے بعض اعمال ماضیہ کا نتیجہ ہے اور مستقبل میں ان کے لئے تنبیہ اور امتحان کا موقع بہم پہنچاتی ہے اور اس پر کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بندوں کے بہت گناہوں سے درگزر کرتی ہے اگر ہر ایک جرم پر گرفت ہوتی تو زمین پر کوئی متنفس بھی باقی نہ رہتا حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یہ خطاب عاقل بالغ لوگوں کو ہے گنہگار ہوں یا نیک مگر نبی اس میں داخل نہیں اور چھوٹے بچے بھی شامل نہیں۔ ان کے واسطے اور کچھ ہوگا اور سختی دنیا کی بھی آ گئی۔ اور قبر کی اور آخرت کی"۔ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ۳

دین و دنیا کیلئے محنت کرنے والوں کا انجام ذکر فرمایا گیا۔ پرخلوص دعوت کا حکم دیا گیا۔ تصدیق رسالت اور قبولیت توبہ کو ذکر فرمایا گیا۔ بتدریج رزق کی فراوانی کی حکمت کو ذکر فرمایا گیا۔ باران رحمت کو نعمت فرمایا گیا۔ ع ۴

رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ

کھڑے کے کھڑے دریا کی سطح پر! بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر گزار

شَكُوْرٍ ۝۳۳ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ۝۳۴

بندے کیلئے۔ یا (چاہے تو) انکو ہلاک کر دے ان لوگوں کی بدکرداریوں کے باعث اور بہتیروں کو معاف بھی کر دے

وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ

اور وہ لوگ جان لیں جو جھگڑے کرتے ہیں ہماری آیتوں میں کہ ان کے لئے کہیں

مَّحِيْصٍ ۝۳۵ فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ

بھاگنے کی جگہ نہیں ف۲ تو جو کچھ تم کو دیا گیا ہے کوئی چیز ہو سو فائدہ ہے دنیا کی

الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى

زندگانی کا اور جو اللہ کے ہاں ہے وہ بہتر اور زیادہ پائدار ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۳۶ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰۗىِٕرَ

اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں ف۱ اور جو لوگ بچتے ہیں کبیرہ گناہوں

الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝۳۷

اور بے حیائی کی باتوں سے اور جب ان کو غصہ آجاتا ہے تو وہ معاف کر دیتے ہیں

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ

اور جنہوں نے حکم مانا اپنے پروردگار کا اور قائم رکھا نماز کو اور ان کا کام آپس کے

شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳۸ وَالَّذِيْنَ

مشورے سے ہے! اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خرچ کرتے ہیں اور

ف۱ آیت کا شان نزول
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ
حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنا سارا مال خیرات کر دیا کچھ لوگوں نے اس فعل پر آپ کو ملامت کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ یعنی تباہ اس لئے کیے جائیں کہ ان کے بعض اعمال کا بدلہ ہو اور بڑے بڑے جھگڑالو بھی دیکھ لیں کہ ہاں خدائی گرفت سے نکل بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جو لوگ ہر چیز اپنی تدبیر سے سمجھتے ہیں اس وقت عاجز رہ جائیں گے" کوئی تدبیر بن نہ پڑے گی۔ (تفسیر عثانی)
یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ جو لوگ قرآن کی تکذیب کرتے اور آیات خداوندی سے سبق اندوز نہیں ہوتے قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے جائیں تو ان کو معلوم ہو جائے کہ عذاب سے بھاگنے کا اب کوئی راستہ نہیں۔ (تفسیر مظہری)

إِذَآ أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنتَصِرُونَ ﴿٣٩﴾ وَجَزَٰٓؤُا
وہ لوگ کہ جب ان پر زیادتی ہوتی ہے تو وہ بدلا لیتے ہیں ﴿۳۹﴾ اور برائی کا بدلہ
سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۖ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُۥ
ویسی ہی برائی ہے! پھر جو کوئی معاف کر دے اور صلح کر لے تو اس کا ثواب
عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُۥ لَا يُحِبُّ الظَّٰلِمِينَ ﴿٤٠﴾ وَلَمَنِ انتَصَرَ
اللہ کے ذمہ ہے۔ بیشک وہ نہیں پسند کرتا ظلم کرنے والوں کو اور جس کسی نے بدلا لیا
بَعْدَ ظُلْمِهِۦ فَأُو۟لَٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِم مِّن سَبِيلٍ ﴿٤١﴾
اپنے اوپر ظلم ہوئے پیچھے تو یہ لوگ ہیں کہ ان پر کچھ (ملامت کا) راستہ نہیں
إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ
بس راہِ ملامت انہیں پر ہے جو ظلم کرتے ہیں لوگوں پر اور سرکشی کرتے ہیں
فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٤٢﴾
ملک میں ناحق یہی لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے۔
وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿٤٣﴾
اور البتہ جس نے صبر کیا اور بخش دیا بیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔
وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُۥ مِن وَلِيٍّ مِّنۢ بَعْدِهِۦ ۗ
اور جس کو اللہ گمراہ کرے تو اس کا کوئی مددگار نہیں اس کے بعد!
وَتَرَى الظَّٰلِمِينَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ يَقُولُونَ
اور تو دیکھے گا گنہگاروں کو جس وقت وہ عذاب دیکھیں گے کہیں گے

حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے ایک شخص نے آپ کے سامنے حضرت ابو بکرؓ کو گالی دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچنبے میں آ گئے اور مسکرانے لگے جب اس شخص نے حضرت ابو بکرؓ کو زیادہ برا کہا تو حضرت ابو بکر نے بھی اس کی بعض باتیں لوٹا دیں یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آ گیا اور آپ اٹھ کھڑے ہوئے پیچھے سے حضرت ابو بکر بھی جا پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ جب تک وہ مجھے گالیاں دیتا رہا تو آپ بیٹھے رہے جب میں نے اس کی بعض گالیاں لوٹا دیں تو آپ ناراض ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے (اس کی کیا وجہ ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ساتھ (یعنی تمہاری حمایت کے لئے) ایک فرشتہ تھا وہ تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا جب تم نے اس کی بعض باتیں لوٹا دیں (یعنی جو اس نے تم کو کہا وہی تم نے اس کو کہا) تو شیطان آ پڑا اور میں شیطان کے پاس بیٹھ نہیں سکتا تھا۔ پھر فرمایا ابو بکرؓ تین باتیں ہیں اور تینوں سچی ہیں۔ نمبر ۱ اگر کسی بندہ پر کوئی کسی طرح کا ظلم کرے اور وہ اللہ کے واسطے اس کو معاف کر دے تو اللہ اس کو عزت فرماتا ہے اور اپنی نصرت عطا کرتا ہے۔ نمبر ۲۔ اور جو شخص خیرات کا دروازہ کھول دے اور اس سے اس کا مقصد صلہ رحمی ہو تو اللہ اس کے مال میں ترقی فرما دیتا ہے۔ نمبر ۳۔ اور جو شخص سوال کا دروازہ اس غرض سے کھولے کہ مانگ کر مال کو بڑھائے تو اللہ اس کی وجہ سے مال میں کمی کر دیتا ہے۔ (رواہ احمد) (تفسیر مظہری)

ع ۴ ۵

خلاصہ رکوع ۴

مصائب کی علت و حکمت بیان فرمائی گئی۔ دنیاوی سامان سے دھوکہ نہ کھانے اور توکل کرنے کا حکم فرمایا گیا۔ اہل ایمان کے اوصاف ذکر فرمائے گئے۔ صبر کی فضیلت ذکر فرمائی گئی۔

هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۴﴾ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا

کہ کیا لوٹ چلنے کی بھی کوئی سبیل ہے؟ اور تو ان کو دیکھے گا دوزخ کے سامنے

خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ

لائے جائیں گے عاجزی کرتے ہوئے ذلت سے دیکھتے ہوں گے کن انکھیوں سے

وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا

اور کہیں گے ایماندار بندے کہ بیشک نقصان پانے والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے نقصان دیا

اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ

اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن ۱ سنو جی ظالم

فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ

ہمیشہ کے عذاب میں رہیں گے اور ان کے لئے کارساز نہ ہوں گے

يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

جو ان کو مدد دیں اللہ کے سوائے اور جسے اللہ گمراہ کرے

فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۶﴾ ؕ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ

تو اس کے لئے کہیں رستہ نہیں۔ حکم مانو اپنے پروردگار کا اس سے پہلے

اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ

کہ آموجود ہو وہ دن جس کو ٹلنا نہیں اللہ کی طرف سے! نہ تم کو

مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿۴۷﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا

کہیں پناہ ملے گی اس دن اور نہ تم سے انکار ہی ہو سکے گا۔ پس اگر وہ روگردانی کریں

ف۱ کافروں نے ایمان نہ لا کر اپنی حوریں کھودیں

بعض اہل تفسیر کے نزدیک اہل سے مراد حوریں ہیں اگر کافر ایمان لے آتے تو ان کو وہ حوریں مل جاتیں جو جنت میں ان کے لئے مقرر کر دی گئی ہیں لیکن کفر کی وجہ سے وہ ان حوروں تک نہیں پہنچ سکے اور اس طرح خسارے میں رہے۔ (تفسیر مظہری)

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَآ أَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلٰغُ ۗ

تو ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا ان پر نگہبان بنا کر بس تیرے ذمہ تو پیغام پہنچا دینا ہے

وَإِنَّآ إِذَآ أَذَقْنَا الْإِنسٰنَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۖ وَإِن

اور ہم جب آدمی کو چکھاتے ہیں اپنی طرف سے کوئی رحمت تو وہ اس سے خوش ہو جاتا ہے اور اگر

تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنسٰنَ

ان کو کوئی مصیبت پہنچ جاتی ہے ان اعمال کے باعث جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجے تو انسان

كَفُورٌ ﴿۴۸﴾ لِّلَّهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ

بڑا ناشکرا ہے ف۱ اللہ ہی کی بادشاہت ہے آسمانوں اور زمین میں پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے!

يَهَبُ لِمَن يَشَآءُ إِنٰثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَآءُ الذُّكُورَ ﴿۴۹﴾

عطا فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹیاں اور عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے بیٹے۔

أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنٰثًا ۖ وَيَجْعَلُ مَن يَشَآءُ عَقِيمًا ۚ

یا ان کو دونوں قسم ملا کر بیٹے اور بیٹیاں دیتا ہے! اور بنا دیتا ہے جسے چاہتا ہے بانجھ!

إِنَّهُۥ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ﴿۵۰﴾ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا

بیشک وہ جاننے والا قادر ہے ف۲ اور کسی بشر کی طاقت نہیں کہ اللہ اس سے بات کرے مگر

وَحْيًا أَوْ مِن وَرَآئِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِىَ

بذریعہ الہام یا پردے کے پیچھے سے یا بھیج دے کسی فرشتے کو پس وہ پہنچا دے

بِإِذْنِهِۦ مَا يَشَآءُ ۚ إِنَّهُۥ عَلِىٌّ حَكِيمٌ ﴿۵۱﴾ وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنَآ

اللہ کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے ف۳ بیشک وہ بلند مرتبہ حکمت والا ہے اور اسی طرح بھیجا ہم نے

ف۱ انسانی طبیعت

یعنی ان کے اعراض سے آپ غمگین نہ ہوں انسان کی طبیعت ہی ایسی واقع ہوئی ہے (اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ) اللہ انعام و احسان فرمائے تو اکڑنے اور اترانے لگتا ہے پھر جہاں اپنے کرتوت کی بدولت کوئی افتاد پڑ گئی بس سب نعمتیں بھول جاتا ہے اور ایسا ناشکر بن جاتا ہے گویا کبھی اس پر اچھا وقت آیا ہی نہ تھا خلاصہ یہ کہ فراخی اور عیش کی حالت ہو یا تنگی اور تکلیف کی اپنی حد پر قائم نہیں رہتا البتہ مومنین قانتین کا شیوہ یہ ہے کہ سختی پر صبر اور فراخی کی حالت میں منعم حقیقی کا شکر ادا کرتے ہیں اور کسی حال میں اس کے انعامات و احسانات کو فراموش نہیں کرتے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ اللہ کی سلطنت آسمانوں اور زمین میں ہونا تصرفات کو عام ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے اسی کے حکم سے ہوتا ہے اور ان میں سے ایک خاص تصرف بیٹے اور بیٹیاں دینے کے متعلق شاید اس لئے خاص طور پر بیان فرما دیا کہ اس کا ہر وقت مشاہدہ ہے اور اس سے استدلال خدا کی قدرت پر آسان ہے۔

ف۳ آیات کا شان نزول:

یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے براہ راست کلام نہیں کرتے اور کیوں نہیں بالمشافہ اللہ کو دیکھتے ہو۔ اگر آپ نبی ہیں تو موسیٰ علیہ السلام کی طرح براہ راست کلام کریں اور موسیٰ کی طرح اللہ کو دیکھیں جب تک آپ ایسا نہیں کریں گے ہم آپ کی بات پر یقین نہیں کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے تو خدا کو نہیں دیکھا (تم غلط کہتے ہو اور اسی طرح انہوں نے اللہ سے براہ راست بلا واسطہ تو کلام نہیں کیا بلکہ از پس پردہ کلام ہوا تھا) اور یہ آیات نازل ہوئیں وما كان لبشر الخ (تفسیر قرطبی ص ۵۳ ج ۱۶)

اِلَيۡكَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا ؕ مَا كُنۡتَ تَدۡرِىۡ مَا الۡكِتٰبُ

تیری طرف ایک فرشتہ اپنے حکم سے ول تو نہ جانتا تھا کہ کیا چیز ہے کتاب

وَلَا الۡاِيۡمَانُ وَلٰكِنۡ جَعَلۡنٰهُ نُوۡرًا نَّهۡدِىۡ بِهٖ مَنۡ نَّشَآءُ

اور نہ یہ (جانتا تھا کہ) ایمان کیا ہے لیکن ہم نے بنادیا اس وحی کو نور کہ اس سے راہ دکھاتے ہیں جس کو چاہتے ہیں

مِنۡ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهۡدِىۡۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ۙ ﴿۵۲﴾

اپنے بندوں میں سے اور بیشک تو ہدایت کرتا ہے سیدھی راہ کی جانب

صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِىۡ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ

اس اللہ کے راستہ کی جانب کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

اَلَاۤ اِلَى اللّٰهِ تَصِيۡرُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۵۳﴾ ع

خبردار ہو اللہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں تمام کام!

سُوۡرَةُ الزُّخۡرُفِ مَكِّيَّةٌ وَهِىَ تِسۡعٌ وَّثَمَانُوۡنَ اٰيَةً وَّسَبۡعُ رُكُوۡعَاتٍ

سورہ زخرف مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں نواسی آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

حٰمٓ ۚ ﴿۱﴾ وَالۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ ۙ ﴿۲﴾ اِنَّا جَعَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِيًّا

قسم ہے اس واضح کتاب کی ہم نے اس کتاب کو بنایا ہے قرآن عربی زبان کا

لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ۚ ﴿۳﴾ وَاِنَّهٗ فِىۡۤ اُمِّ الۡكِتٰبِ لَدَيۡنَا

تاکہ تم سمجھو۔ اور بیشک یہ لوح محفوظ میں ہمارے پاس

مع ۱۱ عند المتقدمین ۱۲

ول روح القدس کی بات:
صحیح ابن حبان کی حدیث میں ہے کہ روح القدس نے میرے دل میں یہ بات پھونکی ہے کہ کوئی شخص بھی جب تک اپنی روزی اور اپنا وقت پورا نہ کرے ہرگز نہیں مرتا۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور روزی کی طلب میں اچھائی اختیار کرو یا پردے کی اوٹ سے جیسے حضرت موسیٰ سے کلام ہوا۔ کیونکہ انہوں نے کلام سن کر جمال دیکھنا چاہا لیکن وہ پردے میں تھا۔ (تفسیر ابن کثیر)

تعبیر سورۃ الشوریٰ

جو شخص اس کو خواب میں پڑھے تو اس کا پڑھنے والا علم و عمل سے فائدہ اٹھائے گا۔

خلاصہ رکوع ۵

ع ۵ / ۱۰ / ۶

گمراہ و کفار کی حسرت و حالت کو ذکر فرمایا گیا۔ انسانی طبیعت اور اللہ کی قدرت کو ذکر فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کی صورتیں ذکر فرمائی گئی۔ نور ہدایت اور صراط مستقیم کو ذکر فرمایا گیا۔

خاصیت: آیت ۵۲، ۵۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

لَعَلِیٌّ حَکِیْمٌ ﴿٤﴾ اَفَنَضْرِبُ عَنْکُمُ الذِّکْرَ صَفْحًا اَنْ کُنْتُمْ

بلند قدرت حکمت بھری ہوئی ہے کیا ہم روک لیں گے تم سے نصیحت کو اس وجہ سے اعراض کر کے تم لوگ

قَوْمًا مُّسْرِفِیْنَ ﴿٥﴾ وَکَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِیٍّ فِی الْاَوَّلِیْنَ ﴿٦﴾

حد سے باہر نکل گئے ہو؟ اور بہت سے ہم نے بھیجے پیغمبر اگلے لوگوں میں اور ان کے

وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٧﴾

پاس کوئی نبی نہیں آتا تھا مگر یہ اس کی ہنسی اُڑایا کرتے تھے۔

فَاَهْلَکْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰی مَثَلُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿٨﴾

سو ہم نے ہلاک کر مارا ان (کفار مکہ) سے زیادہ زور والوں کو اور مذکور ہوئی اگلے لوگوں کی داستان

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ

اور اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو؟ تو وہ ضرور کہیں گے کہ

خَلَقَهُنَّ الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ ﴿٩﴾ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ

ان کو پیدا کیا (اللہ) زبردست واقف کار نے جس نے بنا دیا تمہارے لئے زمین کو

مَهْدًا وَّجَعَلَ لَکُمْ فِیْهَا سُبُلًا لَّعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿١٠﴾

بچھونا اور بنا دیئے تمہارے لئے اس میں راستے تاکہ تم راہ پاؤ اور (وہی ہے)

وَالَّذِیْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ

جس نے اتارا آسمان سے پانی ایک اندازے کے ساتھ پھر ہم نے زندہ کر دیا

بَلْدَةً مَّیْتًا ۚ کَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ ﴿١١﴾ وَالَّذِیْ خَلَقَ

اس سے ایک مردہ شہر کو۔ اسی طرح تم بھی نکال کھڑے کئے جاؤ گے اور (وہی ہے) ف۱

ف۱ انسان کو جن سواریوں پر سواری کرتا ہے وہ دو قسم کی ہیں، ایک وہ سواریاں جن کے بنانے میں انسان کا کچھ نہ کچھ دخل ہوتا ہے۔ کشتیوں سے اس قسم کی سواریوں کی طرف اشارہ ہے۔ اور دوسری قسم کی سواریاں وہ ہیں جن کے بنانے میں انسان کا کوئی دخل ہی نہیں ہے، جیسے گھوڑے، اونٹ اور سواری کے دوسرے جانور، چوپایوں سے ان کی طرف اشارہ ہے۔ اور آیت کریمہ کا مقصد یہ ہے کہ دونوں قسم کی سواریاں اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ سواری کے جانور اگرچہ انسان سے کہیں زیادہ طاقتور ہوتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں انسان کے اس طرح قابو میں دے دیا ہے کہ ایک بچہ بھی ان کو لگام دے کر جہاں چاہے لئے پھرتا ہے اور جن سواریوں کی صنعت میں انسان کا کچھ دخل ہے، مثلاً کشتیاں، جہاز، کاریں، ریلیں وغیرہ ان کا خام مواد بھی اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی نے انسان کو اتنی سمجھ دی ہے کہ وہ یہ سواریاں بنانے کے قابل ہوا۔ (توضیح القرآن)

خاصیت: آیت ۹ تا ۱۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الۡاَزۡوَاجَ کُلَّهَا وَجَعَلَ لَکُمۡ مِّنَ الۡفُلۡکِ وَالۡاَنۡعَامِ

جس نے پیدا کئے ہر چیز کے جوڑے اور بنائیں تمہارے لئے کشتیاں اور چوپائے

مَا تَرۡکَبُوۡنَ ﴿۱۲﴾ لِتَسۡتَوٗا عَلٰی ظُهُوۡرِهٖ ثُمَّ تَذۡکُرُوۡا

جن پر تم سوار ہوتے ہو۔ تاکہ چڑھ بیٹھو ان کی پیٹھ پر پھر یاد کرو

نِعۡمَةَ رَبِّکُمۡ اِذَا اسۡتَوَیۡتُمۡ عَلَیۡهِ وَتَقُوۡلُوۡا سُبۡحٰنَ

اپنے پروردگار کا احسان جب ان پر بیٹھ جاؤ اور کہو کہ پاک ذات ہے

الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِیۡنَ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّاۤ

جس نے ہمارے بس میں کر دیا اس سواری کو اور ہم اس کو قابو میں نہ لا سکتے تھے اور ہم کو اپنے

اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۱۴﴾ وَجَعَلُوۡا لَهٗ مِنۡ عِبَادِهٖ جُزۡءًا

پروردگار کی طرف لوٹ جانا ہے ف۱ اور ان لوگوں نے ٹھہرا لیا اس کے بندوں میں ایک جز

اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَکَفُوۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۵﴾ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا یَخۡلُقُ

(یعنی اولاد) بیشک انسان کھلم کھلا بہت ہی ناشکر ہے کیا اللہ نے لے لیں اپنی مخلوقات میں سے

بَنٰتٍ وَّاَصۡفٰکُمۡ بِالۡبَنِیۡنَ ﴿۱۶﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمۡ

بیٹیاں اور تم کو چن کر بیٹے دیئے۔ حالانکہ جب ان لوگوں میں سے کسی کو اس چیز کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے

بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحۡمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا وَّهُوَ

جس کی اس نے رحمٰن کے لئے مثال بنائی تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ

کَظِیۡمٌ ﴿۱۷﴾ اَوَمَنۡ یُّنَشَّؤُا فِی الۡحِلۡیَةِ وَهُوَ فِی الۡخِصَامِ

اندر ہی اندر گھٹتا ہے کیا (بیٹی ذات) جو پرورش پائے زیور میں اور جھگڑے میں بات بھی نہ کہہ سکے

ف۱ سواری کی دعائیں

حضرت علی بن ربیعہؒ فرماتے ہیں حضرت علیؓ جب اپنی سواری پر سوار ہونے لگے تو رکاب میں پیر رکھتے ہی فرمایا بسم اللہ، جب جم کر بیٹھ گئے تو فرمایا "الحمدلله سبحان الذی سخرلنا هذا وما کنا له مقرنین وانا الیٰ ربنا لمنقلبون" پھر تین مرتبہ الحمدللہ کہا اور تین مرتبہ اللہ اکبر پھر فرمایا "سبحنک لا اله الانت قد ظلمت نفسی فاغفرلی" پھر ہنس دیئے۔ میں نے پوچھا امیر المومنین آپ ہنسے کیوں؟ فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے یہ سب کچھ کیا پھر ہنس دیئے تو میں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی سوال کیا آپ نے جواب دیا کہ جب بندے کے منہ سے اللہ تعالیٰ سنتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ رب اغفرلی میرے رب مجھے بخش دے تو وہ بہت ہی خوش ہوتا ہے اور فرمایا ہے میرا بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا۔ (ابن کثیر)

ع ۱ ۵ ۷

خلاصہ رکوع ۱

وحی اور نبی کا تذکرہ فرمایا گیا اور منکرین کی ہلاکت کی خبر دی گئی۔ کفار مکہ سے زمین و آسمان کی تخلیق کے بارہ میں سوال فرمایا گیا۔ نقل و حمل کی سواریوں کی نعمت کو ذکر کر کے انسانی صلاحیت کی نعمت اور سوار ہونے کی دعا کو ذکر فرمایا گیا۔

خاصیت: آیت ۱۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

غَيْرُ مُبِينٍ ﴿١٨﴾ وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ

(اللہ کے لئے مقرر کرتے ہیں) ف۱ اور انہوں نے فرشتوں کو جو رحمٰن کے بندے ہیں

الرَّحْمَٰنِ إِنَاثًا ۚ أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ ۚ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ

عورت ذات قرار دیا کیا یہ موجود تھے ان کے پیدا ہوتے وقت؟ ف۲ لکھ لی جائیگی ان کی یہ گواہی

وَيُسْأَلُونَ ﴿١٩﴾ وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ ۗ

اور ان سے باز پرس ہوگی اور یہ کہتے ہیں کہ اگر رحمٰن چاہتا تو ہم اس کی پرستش نہ کرتے!

مَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿٢٠﴾ أَمْ

ان کو اس کی کچھ خبر تو ہے نہیں بس اٹکلیں ہی دوڑا رہے ہیں۔ کیا ہم نے

آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِنْ قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ ﴿٢١﴾ بَلْ

ان کو کوئی کتاب دی ہے قرآن سے پہلے سو یہ اس کو مضبوط پکڑ رہے ہیں۔ بلکہ

قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ

یہ کہتے ہیں کہ ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر۔ اور ہم ان ہی کے قدموں پر

مُهْتَدُونَ ﴿٢٢﴾ وَكَذَٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ

راہ پائے ہوئے ہیں اور اسی طرح ہم نے جو بھیجا تجھ سے پہلے کسی گاؤں میں کوئی ڈرانے والا

مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا

تو وہاں کے آسودہ لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو

عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ مُقْتَدُونَ ﴿٢٣﴾ قَالَ أَوَلَوْ

ایک طریقہ پر اور ہم انہیں کے قدم بقدم چل رہے ہیں۔ پیغمبر نے کہا اور اگر میں تمہارے پاس

ف۱ چنانچہ عورتوں کی تقریروں میں ذرا غور کرنے سے مشاہدہ ہوتا ہے کہ نہ وہ اپنے دعویٰ کو کافی بیان سے ثابت کرسکیں نہ دوسرے کے دعویٰ کو باطل کرسکیں ہمیشہ ادھوری بات کہیں گی یا فضول باتیں اس میں لاویں گی جن کو مقصود میں کچھ دخل نہ ہو کہ اس سے بھی مقصود کے بیان کرنے میں خلل پڑ جاتا ہے اور مباحثہ کی تخصیص اس وجہ سے کی کہ اس میں چونکہ قوت بیانیہ کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے اس لئے اس میں ان کا عاجز ہونا زیادہ ظاہر ہوجاتا ہے۔

ف۲ آیت کا شان نزول

ابن المنذر نے قتادہ کا قول نقل کیا کہ کچھ منافق اللہ کا رشتۂ زوجیت جنات سے جوڑتے تھے اور ملائکہ کو ان سے مانتے تھے ان کی تردید میں نازل ہوئی وجعلوا الملائکۃ الذین ھم عبدالرحمن اناثا بغوی نے بحوالۂ کلبی ومقاتل بیان کیا ہے کہ جب مکہ والوں نے یہ بات کہی (یعنی فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دیا) تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم کو کیسے معلوم کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں انہوں نے کہا ہم نے اپنے بزرگوں سے ایسا ہی سنا ہے اور ہم کو یقین ہے کہ انہوں نے غلط نہیں کہا اس پر آیت ستکتب شھادتھم ویسئلون۔ نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

جِئْتُكُمْ بِأَهْدَىٰ مِمَّا وَجَدْتُمْ عَلَيْهِ آبَاءَكُمْ ۖ قَالُوا

ایسا دین لے کر آیا ہوں جو اس سے زیادہ راہ بتانے والا ہے جس پر تم نے پایا اپنے باپ دادا کو

إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ﴿٢٤﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۖ فَانْظُرْ

(تو بھی اسی طریق پر قائم رہو گے) وہ کہنے لگے کہ ہم تو تمہارے ہاتھ بھیجے ہوئے دین کو ماننے والے ہیں

النصف ع

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿٢٥﴾ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ

نہیں۔ تو ہم نے بدلا لیا ان سے پس دیکھ کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا۔ اور (یاد کر) جب ابراہیم نے کہا

لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُونَ ﴿٢٦﴾ إِلَّا الَّذِي

اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہ میں تو ان سے بے تعلق ہوں جن کو تم پوجتے ہو مگر ہاں

فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ ﴿٢٧﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً

جس نے مجھ کو پیدا کیا سو وہی مجھ کو راہ دکھائے گا۔ اور اللہ نے بنایا اس کلمہ توحید کو باقی رہنے والی

فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هَٰؤُلَاءِ

بات ابراہیم کی نسل میں تاکہ وہ کافر رجوع کریں بلکہ میں نے رسایا بسایا ان کے

وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُولٌ مُبِينٌ ﴿٢٩﴾

باپ دادا کو یہاں تک کہ ان کے پاس آ گیا دین حق اور صاف طور پر بیان کرنے والا پیغمبر ول

وَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ وَإِنَّا بِهِ كَافِرُونَ ﴿٣٠﴾

اور جب ان کے پاس آیا دین حق تو لگے کہنے کہ یہ تو جادو ہے اور ہم اس کو نہ مانیں گے

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ

اور کہتے ہیں کہ کیوں نہ نازل کیا گیا یہ قرآن کسی بڑے آدمی پر ان دو بستیوں کے رہنے والوں میں سے

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ ۱۰ ۸

مشرکین کے دعوی شرک کی تردید اور ان کی بے عقلی کو ذکر کیا گیا۔ پیغمبر کی دعوت اور کفار کی ہٹ دھرمی کو بیان کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عزیمت کو بیان فرمایا گیا۔ معیشت کی تقسیم اور اللہ کے ہاں دنیا کی بے وقعتی اور مومنین کیلئے آخرت کے اچھے انجام کو ذکر فرمایا گیا۔

ول شان نزول

ابن جریر نے ضحاک کے حوالہ سے حضرت ابن عباسؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ جب اللہ نے اپنے رسول کو مبعوث فرمایا تو عرب نے ماننے سے انکار کر دیا اور کہنے لگے کسی انسان کو اپنا پیغمبر بنا کر بھیجنے سے اللہ کی شان بلند و بالا ہے (یعنی وہ کسی انسان کو اپنا رسول نہیں بنا سکتا) اس پر اللہ نے آیات ذیل نازل فرمائیں۔ اکان للناس عجبا ان اوحینا الی رجل منهم اور وما ارسلنا من قبلک الا رجالا جب بار بار آیات کا (بکثرت) نزول ہونے لگا تو کہنے لگے اگر آدمی کا ہی پیغمبر ہونا ضروری تھا تو محمد کے علاوہ دوسرے لوگ رسالت کیلئے زیادہ اہل تھے ان کو پیغمبر ہونا چاہئے تھا۔ (تفسیر مظہری)

عَظِيۡمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمۡ يَقۡسِمُوۡنَ رَحۡمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحۡنُ قَسَمۡنَا
کیا یہ لوگ تقسیم کرتے ہیں تیرے پروردگار کی رحمت کو! ہم نے تقسیم کی ہے
بَيۡنَهُمۡ مَّعِيۡشَتَهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَرَفَعۡنَا بَعۡضَهُمۡ
ان کے درمیان ان کی روزی دنیا کی زندگی میں اور ہم نے بلند مرتبہ بنایا
فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعۡضُهُمۡ بَعۡضًا سُخۡرِيًّا ؕ
ان میں ایک کو ایک پر تاکہ بنائے ایک دوسرے کو محکوم اور تیرے پروردگار کی
وَرَحۡمَتُ رَبِّكَ خَيۡرٌ مِّمَّا يَجۡمَعُوۡنَ ﴿۳۲﴾ وَلَوۡلَاۤ اَنۡ يَّكُوۡنَ
رحمت ان چیزوں سے بہتر ہے جو یہ جمع کرتے ہیں ف۱ اور اگر یہ احتمال نہ ہوتا کہ
النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلۡنَا لِمَنۡ يَّكۡفُرُ بِالرَّحۡمٰنِ
تمام لوگ ایک ہی دین پر ہو جائیں گے تو ہم ضرور بنا دیتے ان کے لئے جو منکر ہیں رحمٰن کے
لِبُيُوۡتِهِمۡ سُقُفًا مِّنۡ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيۡهَا يَظۡهَرُوۡنَ ﴿۳۳﴾
ان کے گھر کی چھتیں چاندی کی اور سیڑھیاں کہ ان پر چڑھا کرتے اور ان کے
وَلِبُيُوۡتِهِمۡ اَبۡوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيۡهَا يَتَّكِـُٔوۡنَ ﴿۳۴﴾ وَزُخۡرُفًا ؕ
گھروں کے دروازے (بھی چاندی کے بنا دیتے) اور تخت کہ ان پر تکیے لگا کر بیٹھتے۔ اور سونے
وَاِنۡ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ؕ وَالۡاٰخِرَةُ
کے اور یہ سب کا سب کچھ بھی نہیں مگر دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے اور آخرت تیرے
عِنۡدَ رَبِّكَ لِلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۳۵﴾ ع وَمَنۡ يَّعۡشُ عَنۡ ذِكۡرِ الرَّحۡمٰنِ
پروردگار کے ہاں پرہیزگاروں کیلئے ہے ف۲ اور جو شخص آنکھ چراتا ہے رحمٰن کی یاد سے ہم اس پر

ف۱ پس جب دنیوی معاش کی تقسیم ان کی رائے پر نہیں رکھی حالانکہ وہ ادنیٰ درجہ کی چیز ہے بلکہ اس کی تقسیم بھی خدا نے اپنی حکمت اور مشیت پر رکھی ہے تو نبوت کیوں کر ان کی رائے پر تقسیم کی جا سکتی ہے جو کہ خود بھی اعلیٰ درجہ کی چیز ہے اور اسکی مصلحتیں بھی بڑے درجہ کی ہیں۔ رہی یہ بات کہ نبوت کیلئے صلاحیت ہونا تو ضروری ہے اور صلاحیت مال و ریاست پر موقوف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اعلیٰ درجہ کی چیز کو کسی اعلیٰ درجہ کی چیز پر موقوف ہونا چاہئے اور دنیا کی دولت و جاہ ہمارے نزدیک کوئی چیز نہیں وہ نہایت درجہ حقیر و ذلیل ہے اس لئے اس پر نبوت کا موقوف ہونا غلط ہے۔

ف۲ پس جو چیز فانی ہو وہ نہ قابل قدر ہے نہ قابل طلب ہے البتہ آخرت جو کہ باقی رہنے والی ہے وہ بیشک قابل قدر ہے اور اس کے حاصل کرنے کا ذریعہ اعمال اور طاعات اور باطنی کمالات ہیں اور نبوت کی صلاحیت کا مدار بھی ان ہی پر ہے کیونکہ وہ آخرت کی کامیابی کا ذریعہ ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کمالات سے پوری طرح متصف ہیں۔

خلاصہ رکوع ۳

حق سے اعراض کا عذاب اور قیامت میں بے وقت حسرت کو بیان کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا گیا اور بنی اسرائیل کی بدعہدی اور فرعون کا تجزیہ ذکر کیا گیا۔

نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهُ قَرِيْنٌ ۝٣٦ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ

تعینات کر دیا کرتے ہیں ایک شیطان سو وہ اسکے ساتھ رہتا ہے ف۱ اور شیطان ان کو روکتے ہیں

عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝٣٧ حَتّٰٓى اِذَا

راہ سے اور یہ آدمی سمجھتے ہیں کہ ہم راہ پر ہیں یہاں تک کہ جب

جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ

ہمارے پاس آئے گا کہے گا کاش میرے اور تیرے درمیان پورب اور پچھم کا فاصلہ ہوتا تو کیا

الْقَرِيْنُ ۝٣٨ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِى

برا ساتھی ہے۔ اور تم کو کچھ بھی فائدہ نہ دے گا آج جب کہ تم ظالم ٹھہرے یہ امر کہ تم سب

الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝٣٩ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِى

عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہو (تو اے محمد) کیا تو سنا سکتا ہے بہرے کو یا راہ دکھا سکتا ہے

الْعُمْىَ وَمَنْ كَانَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝٤٠ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ

اندھوں کو اور ان لوگوں کو جو گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ تو اگر ہم تجھ کو دنیا سے لے بھی جائیں

بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ۝٤١ اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِىْ وَعَدْنٰهُمْ

تو ہم کو ان سے تو ضرور بدلا لینا ہے۔ یا تجھ کو دکھا دیں جو ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے

فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ۝٤٢ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِىْٓ اُوْحِىَ

کیونکہ ہم ان پر قادر ہیں بس تو مضبوط پکڑے رہ اسی کو جو تیری طرف وحی کیا گیا ہے

اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝٤٣ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ

بیشک تو سیدھے رستہ پر ہے اور کچھ شک نہیں کہ یہ (قرآن) نصیحت ہے تیرے لئے اور تیری

ف۱ اگر یہ شبہ ہو کہ احادیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص پر ایک ایک شیطان مقرر ہے پھر قرآن سے اندھا بننے والوں کی کیا تخصیص رہی۔ جواب یہ ہے کہ یہاں صرف مقرر کرنا مراد نہیں بلکہ خاص طور پر مسلط کرنا مراد ہے جس سے گمراہی ضرور پیدا ہو جاوے سو ہر شخص پر شیطان کو اس طرح مسلط نہیں کیا جاتا دوسرے یہاں ساتھ رہنے سے ہر وقت ساتھ رہنا مراد ہے سو یہ بھی کفار کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ مومن جب ذکر اللہ کرتا ہے شیطان اس سے ہٹ جاتا ہے۔

آیت کا شان نزول:

محمد بن عثمان مخزومی کا بیان ہے کہ قریش نے باہم مشورہ کر کے طے کیا کہ محمد کے ہر ساتھی پر اپنا ایک آدمی مقرر کر دو تا کہ وہ جا کر محمد کے رفیق کو دھر پکڑے حسب مشورہ حضرت ابو بکرؓ کے لئے طلحہ بن عبید اللہ کو مقرر کیا گیا طلحہ حضرت ابو بکرؓ کے پاس اس وقت پہنچے جب آپ کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا تم مجھے کس بات کو ماننے کی دعوت دے رہے ہو۔ طلحہ نے کہا ہم تم کو لات اور عزّیٰ کی پوجا کی طرف بلا رہے ہیں حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا لات کیا ہے طلحہ نے کہا ہمارا رب پوچھا عزّیٰ کیا ہے۔ طلحہ نے کہا لڑکیاں حضرت ابو بکر نے پوچھا ان کی ماں کون تھی۔

طلحہ لا جواب ہو گئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا جواب دو۔ سب خاموش رہے اس پر طلحہ نے کہا ابو بکرؓ اٹھ کھڑے ہو اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ۔ اس پر آیت وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا

قوم کے لئے۔ اور آگے چل کر تم سے باز پرس ہونی ہے اور ان سے پوچھ دیکھ جو ہم نے بھیجے

مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ ۫ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ

تجھ سے پہلے اپنے پیغمبر کیا ہم نے ٹھہرا دئے تھے رحمٰن کے سوا

اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى

دوسرے معبود کہ ان کی پرستش کی جائے؟ ول اور ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر

فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَلَمَّا

فرعون اور اس کے سرداروں کی جانب تو موسیٰ نے کہا کہ میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار عالم کا پس

جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا

جب موسیٰ ان کے پاس ہماری نشانیاں لایا تو وہ لوگ لگے اس پر ہنسنے اور جو

نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۫ وَاَخَذْنٰهُمْ

نشانی ہم ان کو دکھاتے گئے وہ دوسری سے بڑھی ہوتی تھی اور ہم نے ان کو دھر پکڑا

بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ

عذاب میں تاکہ وہ باز آجاویں اور کہنے لگے کہ اے جادوگر دعا کر ہمارے لئے

ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا

اپنے پروردگار سے اسکے آسرے پر جو تجھ سے عہد کر رکھا ہے۔ ہم ضرور راہ پر آجائیں گے پھر جب

عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنَادٰى فِرْعَوْنُ

ہم نے ان سے دور کر دیا عذاب کو تبھی وہ عہد توڑ دیتے تھے اور ندا دے دی فرعون نے اپنی قوم میں

ول انبیاء کے صحیفوں میں توحید کی تعلیم:

موجودہ تورات میں ہے۔ "تا کہ تو جانے کہ خداوند ہی خدا ہے اور اس کے سوا کوئی ہے ہی نہیں" (استثناء ۴: ۳۵)

خلاصہ رکوع ۴

مشرکین کا پروپیگنڈہ اور عادت کو بیان کیا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ اور ان کی تعلیم کو بیان کر کے قوم کی فرقہ بندی اور منکرین کی ہلاکت کو بیان کیا گیا۔ قیامت کی ہیبت اور اچھے دوستوں کی تعریف فرمائی گئی کہ حقیقی دوستی وہی ہے جو اللہ کیلئے ہو۔

ع ۴ ۱۰

اور "سن اے اسرائیل! خداوند ہمارا خدا ایک ہی خدا ہے" (استثناء ۶: ۴)
اور حضرت شعیا علیہ السلام کے صحیفہ میں ہے۔
"میں ہی خداوند ہوں اور کوئی نہیں، میرے سوا کوئی خدا نہیں، تاکہ مشرق سے مغرب تک لوگ جان لیں کہ میرے سوا کوئی نہیں، میں ہی خداوند ہوں، میرے سوا کوئی دوسرا نہیں" (یسعیاہ ۴۵: ۵،۶)۔
اور حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ قول موجود انجیلوں میں مذکور ہے۔
"اے اسرائیل سن! خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ" (مرقس ۱۲: ۲۹ و متی ۲۲: ۳۶)
منقول ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ مناجات کرتے ہوئے فرمایا۔
"اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں" (یوحنا ۱۷: ۳) (معارف مفتی اعظم)

فِىْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِىْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ

کہا کہ اے میری قوم کیا میری نہیں مصر کی بادشاہت اور یہ

الْاَنْهٰرُ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِىْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَمْ اَنَا خَيْرٌ

نہریں جو بہ رہی ہیں میرے (محل) کے نیچے؟ کیا تم دیکھتے نہیں؟ ف۱ بلکہ میں بہتر ہوں

مِّنْ هٰذَا الَّذِىْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ﴿۵۲﴾ فَلَوْلَاۤ

اس شخص سے جو ایک ذلیل آدمی ہے اور صاف بول بھی نہیں سکتا اس پر کیوں

اُلْقِىَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰۤئِكَةُ

نہ ڈالے گئے سونے کے کنگن یا آتے اس کے ساتھ فرشتے

مُقْتَرِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا

پر باندھ کر پس فرعون نے بے عقل بنا دیا اپنی قوم کو انہوں نے اسی کا کہا مانا بیشک وہ تھے

قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَمَّاۤ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ

ہی نافرمان لوگ تو جب انہوں نے ہم کو غصہ دلایا ہم نے ان سے بدلہ لیا پس ان

فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۵﴾ ۙ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ ع

سب کو غرق کر دیا پھر ان کو بنا دیا گیا گزرا اور ایک افسانہ پچھلے لوگوں کے لئے ف۲

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ

اور جب مثال بیان کی گئی مریم کے بیٹے کی تو ایک دم سے تیری قوم اس بات سے

يَصِدُّوْنَ ﴿۵۷﴾ وَقَالُوْۤا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ؕ مَا ضَرَبُوْهُ

تالیاں بجانے لگتے ہیں اور کہتے کہ ہمارے معبود بہتر ہیں یا عیسیٰ؟ اور یہ مثال جو تجھ سے

ف۱ نیل کی نہریں:
نیل سے متعدد نہریں نکلی تھیں جن میں چار بڑی تھیں۔ نہر شاہی۔ نہر طولون نہر دمیاط۔ نہر تنیس۔ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِىْ۔ یعنی میرے محلات کے نیچے جاری ہیں یا میرے زیر حکم بہہ رہی ہیں یا میرے سامنے باغوں میں جاری ہیں۔ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ کیا تم یہ چیزیں نہیں دیکھ رہے ہو۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ انتقام کی صورتیں:
رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کسی انسان کو خدا دنیا دیتا چلا جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں پر جما ہوا ہو تو سمجھ لو کہ خدا تعالیٰ نے اسے ڈھیل دے رکھی ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت تلاوت فرمائی (ابن ابی حاتم)۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سامنے جب اچانک موت کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا ایماندار پر یہ تخفیف ہے اور کافر پر حسرت ہے۔ پھر آپ نے اسی آیت کو پڑھ سنایا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں انتقام غفلت کے ساتھ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ع ۵ / ۱۱

خلاصہ رکوع ۵
ایمان و اسلام کی نعمت اور اس پر جنت کی بشارت دی گئی اور جنت کی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا۔ مجرمین کی حالت زار کو ذکر کیا گیا اور عقیدہ تثلیث کی تردید ذکر کر کے عنقریب گرفت کی خبر دی گئی۔ زمین و آسمان میں نشانہائے وحدانیت کو ذکر فرمایا گیا۔

لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا

بیان کی تو بس جھگڑنے کو! بلکہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو۔ بس عیسٰی تو ایک

عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۵۹﴾ ؕ

بندہ ہے جس پر ہم نے فضل فرمایا اور ان کو بنایا ایک نمونہ قدرت بنی اسرائیل کے لئے

وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ﴿۶۰﴾

اور اگر ہم چاہتے تو کر دیتے تم میں سے فرشتے کہ زمین میں تمہاری جگہ وہ آباد ہوتے

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ؕ

اور بیشک عیسٰے ایک علامت ہے قیامت کی ف۱ پس تم قیامت میں شبہ نہ کرو اور میرا کہا مانو

هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ

یہی سیدھا رستہ ہے اور تم کو روک نہ دے شیطان! بیشک

لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۲﴾ وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ

وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور جب آیا عیسٰی معجزے لے کر بولا کہ

قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ

میں تمہارے پاس لایا ہوں حکمت اور تاکہ تم کو بتا دوں بعض باتیں

تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ

جن میں تم اختلاف کر رہے ہو! اور ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو بیشک اللہ

رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۴﴾

وہی میرا پروردگار اور تمہارا پروردگار ہے پس اس کی عبادت کرو یہ سیدھی

ف۱ قیامت کی دس نشانیاں:

حضرت حذیفہؓ بن اسید غفاری کا بیان ہے کہ ہم لوگ کچھ باہم گفتگو کر رہے تھے اتنے میں حضورؐ والا برآمد ہوئے اور فرمایا تم لوگ کیا تذکرہ کر رہے تھے صحابہ نے عرض کیا ہم قیامت کا ذکر کر رہے تھے فرمایا قیامت سے پہلے جب تک دس نشانیاں دکھائی نہ دی جائیں گی قیامت نہیں آئے گی اس کے بعد آپ نے (دس چیزوں کا) ذکر کیا۔ (۱) دھواں (۲) دجال (۳) دابۃ الارض (۴) مغرب سے آفتاب کا طلوع (۵) عیسٰی ابن مریم کا نزول (۶) یاجوج ماجوج کا خروج (۷) زمین کا تین جگہ دھنسنا مشرق میں (۸) مغرب میں (۹) جزیرۃ العرب میں (۱۰) ایک آگ کا یمن سے نکلنا جو لوگوں کو ہنکا کر میدان حشر کی طرف لے جائے گی۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ دسویں علامت ایک ہوا ہوگی جو لوگوں کو سمندر میں جا پھینکے گی۔ رواہ مسلم۔

نزول عیسٰی علیہ السلام کی احادیث:

حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب ابن مریم تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔ رواہ الشیخان فی الصحیحین۔

حضرت نواس بن سمعان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ایک طویل بیان میں ذکر فرمایا دجال کا قصہ میں یہ بھی فرمایا کہ اللہ مسیح ابن مریم کو بھیجے گا آپ دمشق کے مشرقی جانب منارۂ بیضاء کے قریب دو زرد کپڑے پہنے دو فرشتوں کے بازوؤں کا سہارا لئے اتریں گے جب سر نیچے جھکائیں گے تو پسینے کے قطرے چاندی کے موتیوں کی طرح ٹپکیں گے اور جب سر اوپر اٹھائیں گے تو (بھی) چاندی کے موتی لڑھک کر گریں گے۔ رواہ مسلم۔

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ

راہ ہے تو مختلف ہو گئے فرقے ان میں سے سو وائے ان پر

ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿٦٥﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا

جنہوں نے ظلم کیا دردناک دن کے عذاب سے۔ کیا یہ قیامت ہی کے

السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٦٦﴾

منتظر ہیں کہ وہ ان پر آجائے یکایک اور ان کو خبر بھی نہ ہو جتنے

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا

دوست ہیں اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے

الْمُتَّقِيْنَ ﴿٦٧﴾ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ

مگر پرہیزگار ف۱ اے میرے بندو نہ خوف ہے تم پر آج کے روز اور نہ تم غمگین ہو گے

تَحْزَنُوْنَ ﴿٦٨﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿٦٩﴾

جو لوگ ایمان لائے ہماری آیتوں پر اور مسلمان رہے (ان سے کہا جائے گا کہ)

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿٧٠﴾ يُطَافُ

جا داخل ہوو جنت میں تم اور تمہاری بیبیاں کہ تمہاری عزت کی جائے گی

عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ

ان پر دور چلے گا سونے کی رکابیوں اور پیالوں کا! اور بہشت میں ہوگا جو کچھ نفس خواہش کریں

الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٧١﴾ وَ

اور (جس کے دیکھنے سے) آنکھیں لذت پائیں اور تم یہیں ہمیشہ رہو گے اور یہ

ف۱ اچھے اور برے دوست:

بغوی نے اس آیت کے ذیل میں حضرت علی کا ارشاد نقل کیا ہے آپ نے فرمایا دو دوست مومن اور دو دوست کافر ہوتے ہیں ایک مؤمن مر جاتا ہے وہ عرض کرتا ہے اے میرے رب فلاں شخص مجھے تیری اور تیرے رسول کی اطاعت کرنے کا مشورہ دیتا تھا مجھے نیک کام کرنے کا حکم دیتا تھا اور برے کام سے روکتا تھا وہ مجھ سے کہتا تھا کہ ایک دن مجھے تیرے سامنے آنا پڑے گا اے میرے رب میرے بعد تو اس کو گمراہ نہ کر دینا اور جیسے تو نے مجھے راہ راست پر چلنے کی توفیق دی ایسے ہی اس کو بھی ہدایت پر قائم رکھنا اور جس طرح تو نے میری عزت افزائی کی اسی طرح اس کی بھی عزت افزائی کرنا جب اس کا دوست مر جاتا ہے تو اللہ دونوں کو یکجا کر کے فرماتا ہے تم دونوں ایک دوسرے کی تعریف کرو چنانچہ ہر ایک دوسرے

ع ۶ ۱۱ ۱۲

خلاصہ رکوع ۶

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایک ضروری مضمون بیان کیا گیا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اقوال نقل فرمائے گئے کہ انہوں نے بھی سب کو توحید کی طرف بلایا۔ آخر میں متقین کی شان بتائی گئی۔

کے متعلق کہتا ہے یہ اچھا بھائی ہے اچھا دوست ہے اچھا ساتھی ہے۔

اور جب دونوں کافر دوستوں میں سے ایک مر جاتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے اے میرے رب فلاں شخص مجھے تیری اور تیرے رسول کی طاعت سے منع کرتا تھا برے کام کرنے کا مشورہ دیتا تھا۔ اور اچھے کام سے روکتا تھا اور مجھ سے کہتا تھا کہ مجھے تیرے پاس آنا نہیں ہے۔ وہ برا بھائی برا دوست اور برا ساتھی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ فرمائے گا میری عظمت و بزرگی کے ساتھ باہم دوستی کرنے والے کہاں ہیں آج میں ان کو اپنے سایہ میں لوں گا آج میرے سایہ کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں۔ رواہ مسلم۔

خاصیت: آیت ۶۸ تا ۷۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٧٢﴾

وہی بہشت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے ہو۔ ان اعمال کے عوض میں جو تم کرتے تھے

لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٧٣﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ

تمہارے لئے یہاں کثرت سے میوے ہیں جن میں سے تم کھا رہے ہو۔ ف۱ البتہ گنہگار

فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿٧٤﴾ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ

جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے ان سے (عذاب) ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ

مُبْلِسُوْنَ ﴿٧٥﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٧٦﴾

اس میں ناامید پڑے رہیں گے اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا ولیکن وہ آپ اپنے اوپر ظلم کرتے رہے۔

وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ

اور آواز دیں گے کہ اے مالک! کہیں موت کا حکم فرما چکے ہم پر تمہارا پروردگار، مالک کہے گا کہ تم کو تو

مّٰكِثُوْنَ ﴿٧٧﴾ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ

اسی حال میں رہنا ہے ہم تمہارے پاس لائے ہیں دین حق ولیکن بہتیرے تم میں سچی بات

كٰرِهُوْنَ ﴿٧٨﴾ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿٧٩﴾ اَمْ يَحْسَبُوْنَ

سے برا مانتے ہیں کیا انہوں نے ٹھان رکھی ہے کوئی بات تو ہم بھی ٹھان لیں گے کیا یہ لوگ

اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ؕ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ

یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم نہیں سنتے ان کی آہستہ باتوں اور انکی سرگوشی کو ضرور سنتے ہیں اور ہمارے

يَكْتُبُوْنَ ﴿٨٠﴾ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ

بھیجے ہوئے ان کے پاس لکھتے جاتے ہیں کہہ دے کہ اگر (بالفرض) رحمٰن کا کوئی فرزند ہوتو میں

ف۱ جنت کے پھل:

بزار اور طبرانی نے بیان کیا کہ حضرت ثوبان نے فرمایا میں نے خود حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جنتی جس پھل کو توڑے گا اس کی جگہ دیسا ہی دوسرا پھل دوبارہ پیدا کر دیا جائے گا۔

بزار نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ نے جب آدمؑ کو جنت سے نکالا تو ان کو بطور توشہ کچھ جنت کے پھل بھی دے دیے اور ہر ایک کے اوصاف بھی بتا دیئے تو یہ تمہارے پھل جنت کے پھلوں سے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ یہ خراب ہو جاتے ہیں اور وہ تغیر پذیر نہیں ہیں۔

ابن ابی الدنیا کا بیان ہے کہ حضرت ابن مسعود شام میں تھے لوگوں نے جنت کا تذکرہ کیا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جنت کا ایک خوشہ (اتنا بڑا ہوگا جتنی مسافت) یہاں سے صنعاء (یمن) تک ہے۔

ابن ابی الدنیا نے کہا حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا جنت کے پھلوں میں سے ایک ایک پھل کی لمبائی بارہ ہاتھ ہوگی اور انکے اندر گٹھلی نہیں ہوگی۔ (تفسیر مظہری)

شان نزول

ابن جریر نے محمد بن کعب قرظی کی روایت سے لکھا ہے کہ کعبہ اور اس کے پردوں کے درمیان تین آدمی جمع ہوئے دو قریشی تھے اور ایک ثقفی یا دو ثقفی تھے اور ایک قریشی۔ ایک بولا تم لوگوں کے خیال میں کیا خدا ہمارا کلام سنتا ہے' دوسرے نے کہا جب تم چلا کر بات کروں تو سنتا ہے اور چپکے چپکے بات کرو تو نہیں سنتا' اس پر آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

الۡعٰبِدِيۡنَ ﴿٨١﴾ سُبۡحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ رَبِّ

سب سے پہلے عبادت کروں ف۱ پاک ذات ہے آسمانوں اور زمین کا پروردگار

الۡعَرۡشِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ﴿٨٢﴾ فَذَرۡهُمۡ يَخُوۡضُوۡا وَيَلۡعَبُوۡا

عرش کا مالک ان باتوں سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں اب تو ان کو چھوڑ دے بک بک کریں اور کھیلیں

حَتّٰى يُلٰقُوۡا يَوۡمَهُمُ الَّذِىۡ يُوۡعَدُوۡنَ ﴿٨٣﴾ وَهُوَ الَّذِىۡ

یہاں تک کہ ملاقات کریں اپنے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے اور وہی ہے کہ

فِى السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِى الۡاَرۡضِ اِلٰهٌ ؕ وَهُوَ الۡحَكِيۡمُ الۡعَلِيۡمُ ﴿٨٤﴾

آسمان میں بھی اسی کی بندگی ہے اور زمین میں بھی اسی کی بندگی ہے اور وہی حکمت والا

وَتَبٰرَكَ الَّذِىۡ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا ۚ

سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس کی بادشاہت ہے آسمانوں اور زمین

وَعِنۡدَهٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿٨٥﴾ وَلَا يَمۡلِكُ الَّذِيۡنَ

میں اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کے پاس قیامت کی خبر ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے

يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنۡ شَهِدَ بِالۡحَقِّ

اور نہیں اختیار رکھتے جن کو یہ پکارتے ہیں اللہ کے سوائے سفارش کرنے کا مگر ہاں جس نے گواہی دی سچی

وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿٨٦﴾ وَلَـئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَهُمۡ لَيَقُوۡلُنَّ

اور وہ جانتے ہیں اور اگر تو ان سے دریافت کرے کہ انکو کس نے پیدا کیا تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے ف۲

اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤۡفَكُوۡنَ ﴿٨٧﴾ وَقِيۡلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَاۤءِ قَوۡمٌ لَّا

پھر کہاں سے پھیرے جاتے ہیں قسم ہے رسول کے اس کہنے کی کہ اے میرے پروردگار یہ ایسے لوگ ہیں

ف۱ مطلب یہ کہ مجھ کو تمہاری طرح حق بات کے ماننے سے انکار اور عار نہیں تم اگر ثابت کردو کہ خدا کے اولاد ہے یا فرشتے اس کی بیٹیاں ہیں تو سب سے پہلے میں اس کو مانوں گا اور جب اس کو خدا کی اولاد مان لوں گا تو چونکہ اولاد کا غیر جنس ہونا عیب ہے اس لئے خدا کی اولاد بھی خدا ہی ہونا چاہئے اور خدا عبادت کا مستحق ہے اس لئے میں اس کی اولاد کی بھی عبادت کروں گا مگر چونکہ یہ بات محض غلط ہے اور درحقیقت خدا اس سے پاک ہے اس لئے نہ میں مانوں اور نہ خدا کے سوا کسی کی عبادت کرونگا شرک سے خدا کی پاکی بیان فرماتے ہیں۔

ف۲ پس ایک مقدمہ تو خود ان کے اقرار سے ثابت ہوا اور دوسرا مقدمہ بدیہی طور پر عقل سے ثابت ہے کہ عبادت کا مستحق وہی ہو سکتا ہے جو حقیقۃً پیدا کرنے پر قادر ہو کیونکہ عبادت غایت تعظیم کا نام ہے تو اس کا مستحق وہی ہوگا جو غایت درجہ عظیم ہو اور جو لوگ خود ہی خالق کے محتاج ہیں وہ غایت درجہ عظیم نہیں ہو سکتے۔

يُؤْمِنُوْنَ ﴿٨٨﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٩﴾ ع

کہ ایمان نہیں لاتے سو تو ان سے منہ پھیر لے اور کہہ سلام ہے! پھر آگے چل کر یہ معلوم کرلیں گے۔

سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ دخان مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اُنسٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

حٰمٓ ﴿١﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ

قسم ہے اس کتاب واضح کی ہم نے اس کو نازل فرمایا ایک مبارک رات میں

اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ﴿٣﴾ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ﴿٤﴾

بیشک ہم ڈرانے والے ہیں۔ اسی رات میں فیصل کیا جاتا ہے ہر حکمت والا

اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۚ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿٥﴾ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ

کام حکم ہو کر ہمارے پاس سے ف۱ بیشک ہم بھیجنے والے ہیں تیرے پروردگار کی رحمت سے!

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦﴾ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

بیشک وہی سننے والا جاننے والا ہے پروردگار آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ

بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿٧﴾ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ

ان کے بیچ میں ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو کوئی معبود نہیں اس کے سوائے جلاتا اور مارتا ہے تمہارا

رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٨﴾ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ﴿٩﴾

پروردگار ہے اور پروردگار ہے تمہارے اگلے باپ دادوں کا بلکہ وہ کافر شک میں پڑے کھیل رہے ہیں

خاصیت: آیت ۱ تا ۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

خلاصہ رکوع ۷

ع ۷ ۲۲ ۱۳ منزل ۶

متقین کو آخرت میں جو جزا ملے گی اس کو ظاہر فرمایا گیا۔ پھر مجرموں نافرمانوں کا ذکر کیا گیا۔ مشرکین کے بعض عقائد کی تردید کی گئی۔

تعبیر سورہ الزخرف

جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے اس کی تعبیر یہ ہے کہ ممکن ہے کہ اس کے رزق میں تنگی پیش آئے اور آخری عمر میں اس کا حال تنگ ہو اور اس کے حظ دنیوی میں کمی آجائے۔ (ابن سیرینؒ)

ف۱ یعنی سال بھر کے معاملات کہ وہ سب ہی رحمت کے موافق ہوتے ہیں جس طور پر اللہ تعالیٰ کو کرنا منظور ہوتا ہے اس طریقہ کو متعین کر کے اور ان کی اطلاع فرشتوں کو کر کے ان کے سپرد کر دیئے جاتے ہیں چونکہ وہ رات ایسی ہے اور قرآن سب سے زیادہ حکمت کی چیز ہے اس لئے اس کو بھی اسی رات میں نازل کیا گیا اور اس رات کی تفسیر اکثر نے شب قدر سے کی ہے اور اس کے بارہ میں آثار بھی ہیں چنانچہ سعید بن جبیرؓ نے فرمایا ہے کہ پورا قرآن اوپر کے آسمان سے آسمان دنیا پر شب قدر میں آگیا تھا پھر تھوڑا تھوڑا کئی سال میں نازل ہوتا رہا اور ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ سال بھر میں جو کچھ ہونے والا ہوتا ہے رزق اور موت و حیات و بارش وغیرہ وہ سب شب قدر میں لوح محفوظ سے نقل کر لیا جاتا ہے (کذافی الدر) پہلی روایت سے اس شبہ کا بھی جواب ہو گیا کہ قرآن تو تھوڑا تھوڑا تئیس سال میں آیا ہے پھر شب قدر میں نازل ہونے کے کیا معنے جواب ظاہر ہے کہ شب قدر میں آسمان دنیا پر نازل ہونا مراد ہے۔

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ﴿١٠﴾ يَغْشَى النَّاسَ

پس تو اس دن کا منتظر رہ جس دن لا موجود کرے آسمان ایک ظاہر دھواں جو چھپا لے لوگوں کو!

هَٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١١﴾ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ﴿١٢﴾

یہ ہے عذاب دردناک ف۱ (کہ کافر بھی کہہ اٹھیں گے) اے ہمارے پروردگار دور فرما ہم سے یہ

أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ﴿١٣﴾ ثُمَّ

عذاب ہم مسلمان ہوتے ہیں ان کو کہاں نصیب ہو نصیحت پکڑنا اور ان کے پاس آ چکا بیان کر دینے والا پیغمبر

تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ﴿١٤﴾ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ

پھر انہوں نے اس سے منہ پھیرا اور کہا کہ سکھایا ہوا ہے باؤلا ہم دور کرتے ہیں عذاب کو

قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ﴿١٥﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ

تھوڑے دنوں تم پھر وہی (کفر) کرتے ہو جس دن ہم پکڑیں گے بڑی پکڑ

إِنَّا مُنتَقِمُونَ ﴿١٦﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ

بیشک ہم بدلا لینے والے ہیں اور ہم آزما چکے ہیں ان سے پہلے فرعون کو اور ان کے پاس آیا معزز

رَسُولٌ كَرِيمٌ ﴿١٧﴾ أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ

پیغمبر کہ میرے حوالہ کر دو اللہ کے بندوں (یعنی بنی اسرائیل کو) میں تمہارے پاس بھیجا ہوا

أَمِينٌ ﴿١٨﴾ وَأَن لَّا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي آتِيكُم بِسُلْطَانٍ

آیا ہوں امانت دار اور یہ کہ سرکشی نہ کرو اللہ پر! میں تمہارے پاس لایا ہوں روشن دلیل۔

مُّبِينٍ ﴿١٩﴾ وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَن تَرْجُمُونِ ﴿٢٠﴾

اور میں پناہ پکڑ چکا ہوں اپنے پروردگار اور تمہارے پروردگار کی اس سے کہ تم مجھ کو سنگسار کرو

ف۱ مراد اس سے غلہ کا قحط ہے جس میں اہل مکہ مبتلا ہوئے تھے جس کا حقیقی سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا تھی جبکہ وہ سرکشی میں بڑھنے لگے اور یہ بددعا ایک بار مکہ میں ہوئی تھی ایک بار مدینہ میں اور ظاہری سبب اس کا یہ تھا کہ جب ثمامہ بن اثال حنفیؓ رئیس یمامہ مسلمان ہو گئے اور کفار مکہ نے ان پر ملامت کی تو انہوں نے یمامہ سے غلہ آنا بند کر دیا اور مکہ میں غلہ کی آمد وہیں سے تھی اور بارش بھی بند ہو گئی تو اہل مکہ بھوک کے مرنے لگے اور قاعدہ ہے کہ سخت بھوک اور خشکی کی حالت میں آسمان زمین کے درمیان آنکھوں کے سامنے دھواں سا نظر آیا کرتا ہے اسی کو دخان فرمایا غرض اہل مکہ اپنی جانوں سے تنگ آ گئے اور لگے عاجزی کرنے۔

وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿٢١﴾ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ

اور اگر تم میرا یقین نہیں کرتے تو مجھ سے پرے ہو جاؤ پھر موسیٰ نے دعا کی اپنے پروردگار سے کہ

قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿٢٢﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿٢٣﴾

یہ لوگ گنہگار ہیں (تو ہم نے موسیٰ کو حکم دیا کہ) رات سے لے نکل میرے بندوں کو بیشک تمہارا

وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۭ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿٢٤﴾ كَمْ تَرَكُوْا

تعاقب کیا جائے گا۔ اور چھوڑ جا دریا کو ٹھہرا ہوا بیشک وہ لشکر غرق کئے جائیں گے

مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٢٥﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿٢٦﴾ وَّنَعْمَةٍ

یہ لوگ چھوڑ گئے بہتیرے باغ اور چشمے اور کھیتیاں اور پاکیزہ محل اور آرام کے

كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ﴿٢٧﴾ كَذٰلِكَ ۣ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿٢٨﴾

سامان جن میں عیش کیا کرتے تھے ایسا ہی ہوا اور ہم نے ان چیزوں کا وارث بنا دیا

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿٢٩﴾

دوسرے لوگوں کو تو ان پر نہ روئے آسمان وزمین اور نہ ان کو مہلت ملی ف۱

وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿٣٠﴾

اور ہم نے نجات دی بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے

مِنْ فِرْعَوْنَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٣١﴾ وَلَقَدِ

جو فرعون کی طرف سے تھا! بیشک فرعون حد سے بڑھنے والا تھا ہم نے

اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰي عِلْمٍ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٢﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ

بنی اسرائیل کو برگزیدہ کیا جان بوجھ کر جہان کے لوگوں پر اور ہم نے ان کو

ف۱ مسلمان کے مرنے پر زمین وآسمان کا رونا

فما بکت الخ فرعونیوں کا کوئی نیک عمل نہ تھا جس کے فراق میں آسمان اور زمین روئیں' حضرت ابن عباسؓ ومجاہد وغیرہ سے منقول ہے کہ مسلمان کے مرنے پر آسمان و زمین چالیس دن تک روتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ ہر شخص کیلئے آسمان میں دو دروازے ہیں' ایک سے اس کا رزق اترتا ہے اور دوسرے سے اس کے اعمال جاتے ہیں' جب یہ فوت ہو جاتا ہے تو وہ دروازے روتے ہیں اور اسی طرح زمین کے جن ٹکڑوں کو اس نے اپنی عبادت سے آباد کر دیا تھا' جیسے سجود' قعود اور ذکر اللہ وغیرہ' الغرض جو بھی عبادت کی جاتی تھی' اس کے مرنے پر وہ عبادات چھوٹ جاتی ہیں تو زمین کے وہ حصے روتے ہیں جہاں وہ شخص عبادت کرتا تھا' بعض نے کہا کہ آسمان کا رونا یہ ہے کہ وہ غیر معتاد طور پر سرخ ہو جاتا ہے۔ (تفسیر محمود)

خلاصہ رکوع ۱

شب برأت میں کئے جانے والے امور کو ذکر فرمایا گیا۔ اللہ کی رحمت وحکمت اور مشرکین کی بے توجہی کو بیان فرمایا گیا۔ علامات قیامت میں دھویں کو ذکر فرمایا گیا۔ مشرکین کی بدکرداری اور خدائی عذاب کو ذکر کرکے قوم فرعون اور اس کی حالت کو بیان کیا گیا۔ فرعون کی ہلاکت کو ذکر کیا گیا۔

ع ۱ ۱۴

خاصیت: آیت ۱۹ تا ۲۲،۲۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ﴿۳۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۳۴﴾

نشانیاں دیں جن میں صریح آزمائش تھی یہ کفار قریش کہتے ہیں

اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿۳۵﴾

کہ بس ہمارا یہی پہلی دفعہ کا مرنا ہے اور ہم (دوبارہ) نہیں اٹھائے جائیں گے

فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۶﴾ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ

بھلا لے تو آؤ ہمارے باپ دادا کو اگر تم سچے ہو! کیا یہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم؟ ف۱

تُبَّعٍ وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا

اور وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے ہم نے ان کو ہلاک کر مارا بیشک وہ

مُجْرِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا

گنہگار تھے۔ اور ہم نے نہیں پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور ان چیزوں کو جو ان میں ہیں

لٰعِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا

کھیلنے کے لئے۔ ہم نے ان کو نہیں پیدا کیا مگر تدبیر سے ولیکن ان میں بہتیرے

يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۰﴾ يَوْمَ

جانتے نہیں بیشک فیصلہ کا دن ان سب کا وقت مقرر ہے جس دن

لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾

نہ کام آئے گا کوئی دوست کسی دوست کے کچھ اور نہ ان کی مدد کی جائے گی

اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۲﴾ اِنَّ شَجَرَتَ

مگر جس پر اللہ رحم فرمائے بیشک وہی زبردست مہربان ہے کچھ شک نہیں کہ

ف۱ **بادشاہوں کے القاب:**
یہ قوم تبع عرب قحطان تھے جب کہ قریش عرب عدنان تھے تبع یمن کے بادشاہ کا لقب ہوتا تھا جیسا کہ کسریٰ شاہ فارس کو اور قیصر شاہ روم کو اور فرعون بادشاہ مصر کو اور نجاشی شاہ حبشہ کو کہتے تھے۔

تبع کی دو بہنیں:
ابن ابی الدنیا میں ہے کہ دور اسلام میں صنعاء شہر میں اتفاق سے قبر کھد گئی تو دیکھا گیا کہ دو عورتیں مدفون ہیں جن کے جسم بالکل صحیح سالم ہیں اور سرہانے پر چاندی کی ایک تختی لگی ہوئی ہے جس میں سونے کے حروف سے یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ قبر حی اور تمیس کی ہے۔ اور ایک روایت میں ان کے نام حبی اور تماضر ہیں۔ یہ دونوں تبع کی بہنیں ہیں' یہ دونوں مرتے وقت تک اس بات کی شہادت پر رہیں کہ لائق عبادت صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یہ دونوں خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتی تھیں۔ ان سے پہلے کے تمام نیک صالح لوگ بھی اسی شہادت کے ادا کرتے ہوئے انتقال فرماتے رہے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

خلاصہ رکوع ۲
۲ بنی اسرائیل کی فرعون سے نجات
ع۱۳ اور دیگر اقوام کی ہلاکت کو بیان
۱۵ کیا گیا۔

خاصیت: آیت ۴۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الزَّقُّوْمِ ﴿٤٣﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿٤٤﴾ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴿٤٥﴾

سینڈھ گنہگار کا کھانا ہے ف۱ جیسے پگھلا ہوا تانبا ایسا کھولے گا پیٹوں میں جیسے جھلتا ہوا پانی

كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴿٤٦﴾ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿٤٧﴾

(ہم فرشتوں کو حکم دیں گے) کہ اس کو پکڑو اور گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ دوزخ کے بیچوں بیچ

ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ﴿٤٨﴾ ذُقْ

پھر ڈالو اس کے سر پر کھولتے ہوئے پانی کا عذاب ف۲ (ہم اس سے کہیں گے کہ)

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿٤٩﴾ اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴿٥٠﴾

چکھ تو تو بڑا عزت دار سردار ہے یہی تو ہے جس میں تم شبہ کیا کرتے تھے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ﴿٥١﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٥٢﴾

بیشک پرہیز گار امن کی جگہ میں ہوں گے باغوں اور چشموں میں!

يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿٥٣﴾

پوشاک پہنیں گے مہین ریشمی اور دبیز آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے اسی طرح رہیں گے

كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿٥٤﴾ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ

اور ہم ان کو بیاہ دیں گے بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے۔ ف۳ وہاں منگائیں گے ہر

فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ﴿٥٥﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ

ایک میوے اطمینان کے ساتھ نہ مزہ چکھیں گے وہاں موت کا سوائے پہلی موت کے

الْاُوْلٰى ۚ وَوَقٰىهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿٥٦﴾ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ۗ

جو چکھ چکے اور اللہ نے ان کو بچا لیا دوزخ کے عذاب سے تیرے پروردگار کے فضل کے

ع ١٤

ف۱ آگ میں درخت اُگنا ممکن ہے:

درخت زقوم کا آگ میں اُگنا کوئی قابلِ تعجب امر نہیں ممکن ہے اس کا مزاج ناری ہو جیسے بعض کیڑے آگ میں پلتے ہیں اور رہتے ہیں۔ سہارن پور یوپی کے کمپنی باغ میں ایک درخت تھا جس سے آگ کے شعلے نظر آتے تھے اور کچھ درخت ایسے تھے جن کی نشوونما آگ کے ذریعے ہوتی تھی۔ (معارف کاندھلوی)

ف۲ زقوم کی تلخی:

بغوی نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو! اللہ سے ڈرو جتنا ڈرنے کا حق ہے۔ اگر زقوم کی ایک بوند زمین پر ٹپکا دی جائے تو دنیا والوں کی زندگی تلخ کر دے۔ پھر کیا حال ہوگا ان لوگوں کا جن کا کھانا ہی زقوم میں ہوگا۔ زقوم کے سوا ان کا کوئی کھانا نہ ہوگا۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابن ابی حاتم۔ ابن حبان۔ حاکم اور بیہقی وغیرہ نے ایسی ہی حدیث بیان کی اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے۔

خُذُوْهُ۔ یعنی دوزخ کے کارندوں سے (جنکو زبانیہ کہا جاتا ہے) کہا جائیگا اس کافر کو پکڑو۔

فَاعْتِلُوْهُ۔ اور زبردستی دھکے دیتے ہوئے اس کو وسط جحیم تک لے جاؤ۔ عتل کا معنی ہے کہ کسی چیز کو بھرپور طور پر مضبوطی کے ساتھ پکڑنا اور زبردستی کھینچ کر لے جانا۔ (تفسیر مظہری)

ف۳ حوروں سے بیاہ ہونا یا تو متعارف طریقہ کے موافق ہو یا اس سے معنے لغوی مراد ہوں یعنی جوڑا ملا دینا تو جس طرح کسی کو باندی ہبہ کر دیا کرتے ہیں اسی طرح جنتیوں کو حوریں دے دی جائیں گی اور پہلی صورت پر شبہ نہ کیا جائے کہ جنت میں تو احکام کے مکلف نہ ہونگے پھر نکاح کے کیا معنی جواب یہ ہے کہ اگر ایسا ہوگا تو طبیعت کی رغبت خود اسی کی طرف ہو جاوے گی کہ وہ لوگ خود ہی نکاح کرنا چاہیں گے اس صورت میں آزمائش اور تکلیف کے معنی باقی نہ رہیں گے۔

خاصیت: آیت ۵۱ تا ۵۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿٥٧﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرۡنٰهُ بِلِسَانِكَ

باعث! یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ اسی واسطے ہم نے آسان کر دیا قرآن کو تیری زبان میں

لَعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ ﴿٥٨﴾ فَارۡتَقِبۡ اِنَّهُمۡ مُّرۡتَقِبُوۡنَ ﴿٥٩﴾ ع

تاکہ وہ نصیحت پکڑیں پس تو منتظر رہ وہ بھی منتظر ہیں ف۱

سُوۡرَةُ الۡجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبۡعٌ وَّثَلٰثُوۡنَ اٰيَةً وَّاَرۡبَعُ رُكُوۡعَاتٍ

سورہ جاثیہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں سینتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

حٰمٓ ﴿١﴾ تَنۡزِيۡلُ الۡكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِ ﴿٢﴾ اِنَّ

اتارنا اس کتاب کا اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست حکمت والا ہے بیشک

فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰيٰتٍ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿٣﴾ وَفِىۡ

آسمانوں اور زمین میں بہتیری نشانیاں ہیں ماننے والوں کے لئے اور تمہارے

خَلۡقِكُمۡ وَمَا يَبُثُّ مِنۡ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوۡمٍ يُّوۡقِنُوۡنَ ﴿٤﴾

پیدا کرنے میں اور نیز جانوروں میں جن کو پھیلاتا ہے بہتیری نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے

وَاخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ

جو یقین لاتے ہیں اور رات اور دن کی آمدورفت میں اور جو اتارا اللہ نے آسمان سے

مِنۡ رِّزۡقٍ فَاَحۡيَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَتَصۡرِيۡفِ

رزق پھر زندہ کر دیا اس سے زمین کو اس کے مرے پیچھے اور ہواؤں کے رد و بدل میں

جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ظالموں کے ظلم اور عذاب قبر و عذاب جہنم اور ضعف یقین سے محفوظ رہے گا۔ (ابن سیرین)

۳ ع ۱۷ ۱۶

خلاصہ رکوع ۳

جہنم میں عذاب کی منظر کشی کی گئی۔ متقین کیلئے جنت اور اس کی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا۔ تیسیر قرآن کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۱ تمام آفات سے تحفظ کا نسخہ جس نے شام کے وقت پوری دخان اور شروع سورہ مومن غافر سے اِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ تک اور آیۃ الکرسی پڑھ لی صبح تک ان کی برکت سے محفوظ ہو جائے گا اور جس نے صبح کے وقت یہ آیات پڑھیں شام تک ان کی برکت سے محفوظ ہو جائے گا۔ (ترمذی)

خاصیت: آیت ا تا ۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۵ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ

بہتیری نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو سمجھتے ہیں ف۱ یہ اللہ کی نشانیاں ہیں جو ہم تجھ کو

بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝۶

پڑھ کر سناتے ہیں ٹھیک تو اب کون سی بات پر اللہ اور اس کی آیتوں کے بعد ایمان لائیں گے؟ ف۲

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝۷ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ

خرابی ہے ہر جھوٹے گنہگار کی کہ سنتا ہے اللہ کی آیتوں کو جو اس پر پڑھی جاتی ہیں پھر

يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ

ایسا (کفر پر) اڑا رہتا ہے مغرور بن کر گویا آیتوں کو سنا ہی نہیں! تو ان کو خوشخبری سنادے دردناک

اَلِيْمٍ ۝۸ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْـًٔا ۨاتَّخَذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ

عذاب کی۔ اور جب خبر پاتا ہے ہماری آیتوں میں سے کسی چیز کی تو اس کی ہنسی بناتا ہے! ایسے ہی لوگوں

لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۹ مِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ

کے لئے ذلت کا عذاب ہے پرے ان کے دوزخ ہے! نہ ان کے کام وہ آئے گا

عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَاۗءَ ۚ

جو انہوں نے کمایا تھا کچھ اور نہ وہ جن کو بنا رکھا تھا اللہ کے سوائے کارساز! ف۳

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۰ هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ

اور ان کے لئے عذاب ہے یہ قرآن ہدایت ہے! اور جو منکر ہیں اپنے پروردگار

رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝۱۱ اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ

کی آیتوں کے ان کے لئے عذاب بلا کا دردناک اللہ وہ جس نے تمہارے بس میں

ف۱ غور کی ضرورت

یعنی ذرا بھی سمجھ سے کام لیں تو معلوم ہوجائے گا کہ یہ امور بجز اس زبردست قادر حکیم کے اور کسی کے بس میں نہیں جیسا کہ پہلے متعدد مواضع میں اس کی تقریر گزر چکی۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ اللہ کی بات سے بڑھ کر کوئی نہیں:

یعنی اللہ کو چھوڑ کر دوسرا کون ہے اور اسکی باتیں چھوڑ کر کس کی بات ماننے کے قابل ہے جب اس بڑے مالک کی ایسی سچی اور صاف باتیں بھی کوئی بدبخت قبول نہ کرے تو آخر کس چیز کا منتظر ہے جسے قبول کریگا۔ (تفسیر عثمانی)

ف۳ کوئی چیز کام نہ آئے گی

یعنی اموال اولاد وغیرہ کوئی چیز اس وقت کام نہ آئے گی نہ وہ کام آئیں گے جن کو اللہ کے سوا معبود یا رفیق و مددگار بنا رکھا تھا اور جن سے بہت کچھ اعانت و امداد کی توقعات تھیں۔ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ۱

زمین و آسمان کی پیدائش اور رات دن کی نشانیوں کو بتایا گیا۔ مغرور منکرین کو عذاب کی وعید ذکر کرکے قرآن کا عظیم ہدایت ہونا بیان فرمایا گیا۔

۱ ع ۱۱ ۱۷

خاصیت: آیت ۷ تا ۱۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيهِ بِأَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهٖ

کر دیا سمندر کو تاکہ چلیں اس میں جہاز اس کے حکم سے اور تاکہ تم تلاش کرو اس کا فضل ف۱

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٢﴾ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

اور تاکہ احسان مانو اور تمہارے کام میں لگا دیئے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ ﴿١٣﴾

سب اپنی طرف سے! بیشک اس میں بہتیری نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں۔

قُلْ لِّلَّذِينَ اٰمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللّٰهِ

کہہ دے مسلمانوں سے کہ ان لوگوں سے وہ درگزر کریں جو اللہ کے دنوں کی توقع نہیں رکھتے ف۲

لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا

تاکہ اللہ سزا دے لوگوں کو اس کے عوض میں جو وہ کرتے تھے ف۳ جس شخص نے نیک عمل کیا

فَلِنَفْسِهٖ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۖ ثُمَّ إِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ﴿١٥﴾

اپنے لئے اور جس نے عمل بد کیا تو اس کا وبال اسی پر۔ پھر تم اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِي إِسْرَاءِيلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ

جاؤ گے اور ہم نے عطا فرمائی بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور پیغمبری

وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِينَ ﴿١٦﴾

اور انہیں کھانے کو دیں پاکیزہ چیزیں اور ان کو فضیلت دی دنیا جہان کے لوگوں پر۔

وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْأَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ

اور ہم نے ان کو دیئے کھلے کھلے احکام دین کے! سو انہوں نے جو اختلاف کیا تو علم ہوئے پیچھے

ف۱ جیسا کہ پہلے کئی بار عرض کیا گیا، اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنا قرآن کریم کی اصطلاح میں روزی تلاش کرنے کو کہا جاتا ہے، یہاں سمندری تجارت مراد ہے۔ (توضیح القرآن)

ف۲ شانِ نزول:

(۱) بغوی نے حضرت ابن عباسؓ اور قتادہ کا بیان نقل کیا ہے کہ مکہ میں ایک غفاری شخص نے حضرت عمرؓ کو گالی دی، حضرت عمرؓ نے اس کی پکڑ (یعنی اس پر حملہ) کرنے کا ارادہ کیا۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔

(۲) بغوی نے قرظی اور سدی کا قول نقل کیا ہے کہ حکم جہاد سے پہلے مکہ میں مسلمانوں کو مشرک سخت اذیتیں دیتے تھے۔ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا شکوہ کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ پھر آیت جہاد سے اس آیت کا حکم منسوخ کر دیا گیا۔

ف۳ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ مسلمانوں سے کہا جا رہا ہے کہ کافر لوگ ان پر جو ستم ڈھا رہے ہیں، تم ان کا فی الحال بدلہ نہ لو، کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ہی ان کا بدلہ لے لے گا، چاہے وہ اسی دنیا میں ہو، یا آخرت میں، اور ساتھ ہی یہ مطلب بھی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل میں صبر سے کام لیں گے، اور بدلہ نہیں لیں گے اللہ تعالیٰ ان کی اس نیکی کا بدلہ آخرت کی نعمتوں کی صورت میں ضرور عطا فرمائیگا۔ (توضیح القرآن)

خاصیت : آیت ۱۲، ۱۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِىْ

آپس کی ضد سے! بیشک تیرا پروردگار ان میں فیصلہ فرماوے گا

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٧﴾ ثُمَّ

قیامت کے دن ان باتوں کا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے پھر

جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ

ہم نے تجھ کو قائم کیا دین کی شریعت پر پس تو اسی پر چل اور ان کی خواہشوں پر

الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٨﴾ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ

نہ چل جو جانتے نہیں بیشک وہ تیرے کام نہیں آویں گے اللہ کے مقابلہ میں

شَيْـًٔا ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِىُّ

کچھ بھی! اور نافرمان لوگ ایک دوسرے کے کارساز ہیں! اور اللہ

الْمُتَّقِيْنَ ﴿١٩﴾ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ

پرہیزگاروں کا کارساز ہے یہ (قرآن) سوجھ کی باتیں ہیں لوگوں کے لئے اور ہدایت اور رحمت

يُّوْقِنُوْنَ ﴿٢٠﴾ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ

ہے ان لوگوں کے لئے جو یقین لاتے ہیں۔ کیا وہ لوگ ایسا خیال کرتے ہیں جو بدکاریوں کے مرتکب

كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ

ہوئے کہ ہم ان کو ان کے برابر کردیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کہ ایک طرح کا ہوجائے ان

سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿٢١﴾ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ

کا جینا اور مرنا؟ برا حکم ہے جو یہ لگاتے ہیں ف۱ اور پیدا کیا اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حکمت سے اور تاکہ

ف۱ شانِ نزول:
اس آیت کا نزول مکہ کے ان مشرکوں کے حق میں ہوا جنہوں نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو یعنی قیامت اگر واقع میں ہوئی بھی تب بھی ہم تم سے آخرت میں برتر رہیں گے، جس طرح دنیا میں ہم کو برتری حاصل ہے۔

کالذین امنو ۔ یعنی نیکوکار ایمان والوں کی مثل ہم ان کو کردیں گے۔

سَوَآءً ۔ کالذی سے بدل ہے۔ یعنی جس طرح دنیوی زندگی کے اندر رزق اور صحت میں کافر و مومن برابر ہیں کیا ان کا یہ خیال ہے کہ مرنے کے بعد بھی عزت اور نجات میں یہ لوگ مومنوں کی طرح ہونگے یا یہ مطلب ہے کہ دنیا اور آخرت میں مومن اللہ کا محبّ ہے اور کافر سے دونوں جہاں میں اللہ کی نفرت ہے دونوں فریق برابر نہیں ہوسکتے۔

سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿٢١﴾ ۔ یعنی دونوں فریق کے مساوی ہونے کا ان کا یہ فیصلہ بُرا ہے (غلط ہے)۔

پوری رات ایک آیت کا تکرار

حضرت تمیم داری رحمہ اللہ کثرت کے ساتھ کتاب اللہ کی تلاوت کرنے والے انسان تھے۔ ایک مرتبہ مقام ابراہیم پر تشریف لائے اور نماز شروع کرکے سورہ جاثیہ پڑھنا شروع کی جب اس آیت پر پہنچے۔ تو شب بھر اسی آیت کو دہراتے رہے اور روتے رہے۔

خلاصہ رکوع ۲

تسخیر کائنات اور بنی اسرائیل پر روحانی جسمانی انعامات کو بیان فرمایا گیا۔ امت میں فرقہ بندی اور صراط مستقیم کو بیان فرمایا گیا۔ مومن اور کافر کی حالت کو ذکر فرمایا گیا۔

۲ ع ۱۰ ۱۸

وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾

بدلہ دیا جائے ہر شخص کو اس کے کئے کا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا ؈۱

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ

بھلا تو نے اس کو دیکھا جس نے اپنا معبود بنالیا اپنی خواہش کو اور اس کو گمراہ کر دیا اللہ نے علم ہوتے ساتے

وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ

اور مہر لگا دی اس کے کان اور دل پر اور پیدا کر دیا اس کی آنکھ پر پردہ

فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَقَالُوْا مَا

تو اس کو کون راہ پر لائے اللہ کے سوائے؟ تو کیا تم سوچتے نہیں اور کہتے ہیں کہ بس

هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا

ہماری تو یہی دنیا کی زندگی ہے مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور زمانہ ہی

الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۲۴﴾

ہم کو مار دیتا ہے! اور ان کو کچھ اس کا علم نہیں! نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں ؈۲

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ

اور جب ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ہماری کھلی کھلی آیتیں بس ان کی حجت یہی ہوتی ہے

قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ

کہ کہتے ہیں کہ لے آؤ ہمارے باپ دادا کو اگر تم سچے ہو کہہ دے کہ اللہ تم کو زندہ کرتا ہے

ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ

پھر تم کو مارے گا پھر تم کو اکٹھا کرے گا قیامت کے دن جس میں کچھ

؈۱ اس آیت میں تو صرف یہ بتلایا گیا ہے کہ عمل فی نفسہ جزا کو چاہتا ہے اور اطاعت اور مخالفت یہ دونوں عمل برابر نہیں ہیں اس لئے ہر ایک کی جزا الگ الگ ہونی چاہئے اور پہلی آیت میں اتنی بات زیادہ ہے کہ قیامت واقع نہ ہونے کی صورت میں یہ لازم آتا ہے کہ نیک کام کرنے والے اور برے کام کرنے والے برابر ہو جائیں اور یہ طبعًا خود ایک مستقل خرابی ہے چنانچہ عادۃً دیکھا جاتا ہے کہ اگر کسی کے پاس ایک ہی نوکر ہو اور وہ ہر طرح سے اطاعت کرتا ہو مگر اس کو کوئی انعام نہ دیا جائے تو اس کو اس قدر شکایت نہیں ہوتی جیسے اس صورت میں ہوتی ہے کہ ایک دوسرا شریر نوکر آجاوے اور وہ طرح طرح کی شرارتیں کرے اور اس کو شرارت پر بھی کوئی سزا نہ دی جائے اس وقت تابعدار نوکر کے دل میں خیال ہو گا کہ میرے اطاعت کرنے سے کیا فائدہ ہوا اگر اس شریر کو سزا ملتی تو میں یہی سمجھتا کہ خیر اطاعت میں اگر انعام نہیں تو یہی فائدہ سہی کہ سزا سے حفاظت رہتی ہے اور جبکہ اس کو سزا بھی نہیں تو میری اطاعت بیکار ہی ہو گئی۔

؈۲ زمانہ کو برا کہنے کا نتیجہ

یعنی زمانہ نام ہے دہر کا۔ وہ کچھ کام کرنے والا نہیں کیونکہ نہ اس میں حس ہے نہ شعور نہ ارادہ، لا محالہ وہ کسی اور چیز کو کہتے ہوں گے جو معلوم نہیں ہوتی لیکن دنیا میں اس کا تصرف چلتا ہے پھر اللہ ہی کو کیوں نہ کہیں جسکا وجود اور متصرف علی الاطلاق ہونا دلائل فطریہ اور براہین عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہو چکا ہے، اور زمانہ کا الٹ پھیر اور رات دن کا ادل بدل کرنا اسی کے ہاتھ میں ہے اسی معنی سے حدیث میں بتلایا گیا کہ دہر اللہ ہے اس کو برا نہ کہنا چاہئے کیونکہ جب آدمی دہر کو برا کہتا ہے اسی نیت سے کہتا ہے کہ حوادث دہر اسکی طرف منسوب ہیں حالانکہ تمام حوادث دہر اللہ کے ارادے اور مشیت سے ہیں تو دہر کی برائی کرنے سے حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی ہوتی ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔ (تفسیر عثمانی)

فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ ع وَلِلّٰهِ مُلْكُ

بھی شبہ نہیں ولیکن بہتیرے آدمی نہیں جانتے اور اللہ ہی کی بادشاہت ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّخْسَرُ

آسمانوں اور زمین میں اور جس دن قیامت قائم ہو گی اس دن گھاٹا پائیں گے

الْمُبْطِلُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۣ كُلُّ اُمَّةٍ

تباہ کار اور تو دیکھے گا ہر امت کو کہ زانو پر بیٹھی ہو گی ف۱ ہر امت بلائی جائے گی

تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٨﴾

اپنے اعمال کی جانب (پھر ان سے کہا جائے گا) آج تم کو عوض دیا جائے گا جیسا جیسا تم کرتے تھے۔

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ

یہ ہماری کتاب ہے کہ تم پر بولتی ہے سچائی کے ساتھ! ہم لکھواتے جاتے تھے

مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٩﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

جو کچھ تم کرتے تھے پس جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے

الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ذٰلِكَ هُوَ

تو ان کو داخل فرمائے گا ان کا پروردگار اپنی رحمت میں! یہی تو صریح کامیابی ہے

الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿٣٠﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۣ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ

اور جو منکر ہوئے (ان سے ہم کہیں گے) کہ کیا میری آیتیں

تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿٣١﴾

تم کو پڑھ کر سنائی نہیں جاتی تھیں؟ پھر تم نے غرور کیا اور تم تھے ہی گنہگار لوگ۔

ع ۳ ۵ ۱۹

خلاصہ رکوع ۳

زمین وآسمان کا پیغام اور گمراہ آدمی کی بدبختی بیان کی گئی۔ مشرکین وفلاسفر کی نادانی کو ذکر کر کے اس کا جواب دیا گیا۔

ف۱ اگر یہ آیت سب کے لئے عام ہو تو اس سے بظاہر مقبول بندوں کے لئے بھی قیامت کا ہول ثابت ہوتا ہے لیکن ممکن ہے کہ ان کے لئے یہ حالت بہت تھوڑی دیر کے لئے ہو اسی لئے قابل اعتبار نہ ہو پس جن آیتوں میں نیک بندوں کے لئے قیامت میں خوف نہ ہونا مذکور ہے ان سے تعارض نہ ہوگا اور اگر دوسرے مفسرین کی طرح اس کے معنی یہ کہے جاویں کہ حساب کے وقت ادب کی وجہ سے دو زانو بیٹھے ہوں گے تو پھر کچھ اشکال ہی نہیں رہتا اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ آیت سب کے لئے عام نہ ہو صرف کفار وفساق کے لئے ہو۔

خاصیت: آیت ۲۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَإِذَا قِيلَ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيهَا
اور جب کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ برحق ہے اور قیامت میں کچھ بھی شبہ نہیں
قُلْتُمْ مَا نَدْرِي مَا السَّاعَةُ إِنْ نَظُنُّ إِلَّا ظَنًّا وَمَا نَحْنُ
تو تم کہتے تھے ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا چیز ہے بس خیال سا ہم کو بھی آتا ہے اور ہم
بِمُسْتَيْقِنِينَ ۝٣٢ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا
یقین لانے والے تو ہیں نہیں۔ اور ان پر ظاہر ہو گئیں ان اعمال کی برائیاں
كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝٣٣ وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنْسَاكُمْ كَمَا نَسِيتُمْ
جو انہوں نے کئے تھے اور ان پر آ نازل ہوا جس کی وہ ہنسی اُڑایا کرتے تھے اور کہا جائے گا
لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ۝٣٤
کہ آج ہم تم کو بھلا دیں گے جیسا تم نے بھلا دیا تھا ؎۱ اپنے اس دن کے ملنے کو اور تمہارا ٹھکانا دوزخ
ذَٰلِكُمْ بِأَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا وَغَرَّتْكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ
ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں یہ (عذاب) اس لئے ہے کہ تم نے ہنسی بنائی تھی اللہ کی آیتوں کی اور تم
فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ۝٣٥ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ
کو فریفتہ کر لیا دنیا کی زندگی نے تو آج نہ یہ نکالے جائیں گے دوزخ سے اور نہ ان کو عذر معذرت
رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝٣٦ وَلَهُ
قبول ہو گی پس اللہ ہی کی تعریف ہے جو پروردگار ہے آسمانوں کا اور پروردگار ہے زمین کا پروردگار
الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝٣٧ ع
تمام جہان کا اور اسی کی بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں! اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔

؎۱ بھولنے کی سزا

یعنی دنیا میں تم نے آج کے دن کو یاد نہ رکھا تھا آج ہم تم کو مہربانی سے یاد نہ کریں گے ہمیشہ کے لئے اسی طرح عذاب میں پڑا چھوڑ دیں گے جیسے تم نے اپنے کو دنیا کے مزوں میں پھنسا کر چھوڑ دیا تھا۔ (تفسیر عثمانی)

بھولنے کا مطلب

جس طرح تم نے آج کی ملاقات کی تیاری ترک کر دی تھی اور اس کی پرواہ بھی نہیں کی تھی۔ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ میں مصدر کی اضافت ظرف کی طرف ہے۔ یعنی اپنے رب سے ملنے کے دن کی تیاری یا اعمال کا بدلہ پانے کے دن کی تیاری تم نے ترک کر دی تھی۔ (تفسیر مظہری)

تعبیر سورۃ الجاثیہ

جو شخص اس سورۃ کو خواب میں پڑھے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ زاہدوں میں سے ہوگا۔

خلاصہ رکوع ۴

اہل محشر کا خوف اور اعمال نامہ کی تقسیم کو بیان فرمایا گیا۔ اہل ایمان کیلئے
۴ نجات کی بشارت اور کفار کا حال
ع ۱۱ بیان فرمایا گیا اور ان کو جہنم کی
۲۰ وعید سنائی گئی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر و تحمید کو بیان فرمایا گیا۔

پچیسواں پارہ

فضائل، خواص، فوائد و عملیات

سورۂ شوریٰ.... فضائل وخواص

خاصیت آیت ۱ تا ۶... شفاء کا خزانہ

حٰمٓ عٓسٓقٓ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ. وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ

کسی سخت مریض کے لئے چینی کی طشتریوں پر اکیس روز تک لکھ کر پلانا بہت جلد شفا بخشتا ہے۔ آیات یہ ہیں حٰم سے وما انت علیہم الوکیل تک یہ چھ آیات شفاء کا خزانہ ہیں مگر نہار منہ سب سے اول یہی طشتری پلائی جائے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۱۳... بھاگے ہوئے کو واپس لانا

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ

جو لڑکا شرارت کرتا ہو مسجد یا مدرسہ سے بھاگتا ہو والدین کی اطاعت نہ کرتا ہو اس کے مطیع کرنے کے لئے اس مبارک آیات کا سات مرتبہ کسی برتن میں لکھ کر اس برتن میں اسے کھانا کھلانا یا پانی پلانا اور گیارہ دن تک یہی عمل کرنا اس مرض کے لئے نہایت مفید ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۱۹.... رزق میں برکت کے لئے ایک مجرب عمل

اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ (معارف القرآن)

مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ جو شخص صبح کو ستر مرتبہ پابندی سے یہ آیت پڑھا کرے وہ رزق کی تنگی سے محفوظ رہے گا اور فرمایا کہ بہت مجرب عمل ہے آیت مندرجہ ذیل ہے۔

خاصیت آیت ۴۹.... محروم الاولاد کے لئے مجرب عمل

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝

جس کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو وہ یہ آیت ایک سو تینتیس مرتبہ پانی پر دم کر کے فجر کی نماز کے بعد میاں بیوی دونوں پئیں۔ (اصول موتی)

سورۂ زخرف.... فضائل وخواص

خاصیت آیت ۱۳...بخیریت سفر کیلئے دُعا

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِيۡنَ وانا الی ربنا لمنقلبون

ریل یا کشتی یا جہاز یا گھوڑے وغیرہ سواریوں پر بیٹھنے سے پہلے تین مرتبہ اس آیت کا پڑھنا خدا کے فضل سے ہر ایک آفت سے محفوظ رکھتا ہے۔ (طب روحانی)

اتباع پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عجیب مثال

حضرت علی بن ربیعہؒ فرماتے ہیں حضرت علیؓ جب اپنی سواری پر سوار ہونے لگے تو رکاب میں پیر رکھتے ہی فرمایا بسم اللہ' جب جم کر بیٹھ گئے تو فرمایا "الحمدلله سبحان الذی سخرلنا هذا وما کنا له مقرنین و انا الیٰ ربنا لمنقلبون" پھر تین مرتبہ الحمدللہ کہا اور تین مرتبہ اللہ اکبر پھر فرمایا "سبحنک لااله الاانت قد ظلمت نفسی فاغفرلی" پھر ہنس دیئے۔ میں نے پوچھا امیر المومنین آپ ہنسے کیوں' فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے یہ سب کچھ کیا پھر ہنس دیئے تو میں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی سوال کیا آپ نے جواب دیا کہ جب بندے کے منہ سے اللہ تعالیٰ سنتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ رب اغفرلی میرے رب مجھے بخش دے تو وہ بہت ہی خوش ہوتا ہے اور فرمایا ہے میرا بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا۔ (ابن کثیر)

خاصیت آیت ۸۸... باری کے بخار کیلئے

وَقِيۡلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوۡمٌ لَّا يُؤۡمِنُوۡنَ

باری کے بخار کے لئے پان پر لکھ کر تین روز تک برابر کھلانا باری کے بخار کو موقوف کرتا ہے۔ (طب روحانی)

سورۂ دخان.... فضائل وخواص

خاصیت آیت ۱۹ تا ۲۲... برائے حفاظت شر

اس کی آیات وَّاَنۡ لَّا تَعۡلُوۡا عَلَى اللّٰهِ اِنِّىۡۤ اٰتِيۡكُمۡ بِسُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍ وَاِنِّىۡ عُذۡتُ بِرَبِّىۡ وَ رَبِّكُمۡ اَنۡ تَرۡجُمُوۡنِ وَاِنۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا لِىۡ فَاعۡتَزِلُوۡنِ فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوۡمٌ مُّجۡرِمُوۡنَ کو ظالم قوم کے شر سے محفوظ رہنے کیلئے ہر روز تیرہ سو مرتبہ ان آیات کا پڑھنا مجرب اور مفید ہے۔ (اصول موتی)

آیت ۲۹.... مسلمان کے مرنے پر آسمان اور زمین چالیس دن تک روتے ہیں

فما بکت الخ فرعونیوں کا کوئی نیک عمل نہ تھا جس کے فراق میں آسمان اور زمین روئیں' حضرت ابن عباسؓ ومجاہد وغیرہ سے منقول ہے کہ مسلمان کے مرنے پر آسمان وزمین چالیس دن تک روتے ہیں' ایک روایت میں ہے کہ ہر شخص کیلئے آسمان میں دو دروازے ہیں' ایک سے اس کا رزق اترتا ہے اور دوسرے سے اس کے اعمال جاتے ہیں' جب یہ فوت ہو جاتا ہے تو وہ دروازے روتے ہیں اور اسی طرح زمین کے جن ٹکڑوں کو

اس نے اپنی عبادت سے آباد کر دیا تھا' جیسے سجود قعود اور ذکر اللہ وغیرہ' الغرض جو بھی عبادت کی جاتی تھی اس کے مرنے پر وہ عبادات چھوٹ جاتی ہیں تو زمین کے وہ حصے روتے ہیں جہاں وہ شخص عبادت کرتا تھا' بعض نے کہا کہ آسمان کا رونا یہ ہے کہ وہ غیر معتاد طور پر سرخ ہو جاتا ہے۔ (تفسیر محمود)

خاصیت آیت ۴۰...ناجائز مجمع منقطع کرنے کیلئے

اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ

ناجائز مجمع توڑنے کے لئے ان آیتوں کا ایک ہزار مرتبہ دوپہر کے وقت ظہر کی نماز سے پہلے پڑھنا نہایت مفید ہے۔ (طب روحانی)

سورۂ جاثیہ...فضائل وخواص

پیدائش بچہ کے وقت اس کو لکھ کر باندھنے سے تمام آسیب وموذی جانوروں سے محفوظ رہے گا۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۷ تا ۱۰...آسیب زدہ کیلئے

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا. فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئَا نِ اتَّخَذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَااتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

اگر کوئی شخص ان آیات کو لکھ کر کسی مریض آسیب زدہ کے پاس رکھے یا یہ نقش زچہ کے پاس رکھا جائے ان شاء اللہ کبھی کوئی جن بھوت پاس نہ آئے گا۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۱۲۔۱۳...دریائی سفر میں حفاظت کیلئے

اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ

دریا میں سوار ہو کر سلامت اترنے کیلئے یا کسی اور سواری پر سوار ہو کر مع الخیر اترنے کیلئے تین مرتبہ ان آیات کا پڑھنا نہایت مجرب ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۲۸...آسیب سے حفاظت کیلئے

وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰى اِلٰى كِتٰبِهَا اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

اگر کسی مکان میں آسیب کا اثر ہو یا کسی شخص پر آسیب آ کر ستاتا ہو اس آیت کا مشک عنبر وزعفران قدرے صندل سرخ سے لکھ کر مریض کے سرہانے رکھنا یا مکان کی دیوار پر چسپاں کرنا نہایت مجرب ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۳۸....عزت' نیک نامی اور صحت بدن کیلئے مجرب عمل

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

اگر آپ کو عزت وآبرو اور وقار حاصل کرنا ہو' یا بخار کو دور کرنا ہو' یا زخم کو ٹھیک کرنا ہو' یا اچھے کاموں میں نام پیدا کرنا ہو' یا عمل کا وزن بھاری کرنا ہو تو روزانہ مذکورہ آیت سات مرتبہ پڑھیں۔ (انمول موتی)

فضائل وخواص از کتاب

اَلدُّرَرُ النَّظِیم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم

سورۂ شوریٰ

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جوشخص سورۂ حٰمٓعٓسٓقٓ پڑھے فرشتے اس پر درود پڑھتے ہیں اوراس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ (۲) جوشخص اس سورۃ کولکھ کر گلے میں ڈالے وہ لوگوں کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔

(۳) جوشخص سفر میں اس کا پانی پی لے اس کو پیاس نہیں لگتی۔

(۴) مرگی کے مریض کواگراس سورۃ کا پانی پلایا جائے تو وہ تندرست ہوجاتا ہے۔

(۵) اگراسکے پانی سے مٹی گوندھ کرایک لوٹا تیار کیا جائے پھراس لوٹے سے ٹی بی کے مریض کو پانی پلایا جائے تو وہ شفایاب ہوجائیگا۔

وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ط مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰکِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ط وَاِنَّکَ لَتَهْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

جوآدمی رات کے وقت مقررہ پر بیدار نہ ہوسکتا ہو یا جس کا حافظہ بہت ہی کمزور ہو کہ سبق یاد نہ رہتا ہو۔ پڑھا ہوا بھول جاتا ہو وہ سفید رنگ کے پاک پیالہ میں اس شہد سے جس کوآگ کی گرمی نہ پہنچی ہواور گلاب سے ان آیات کولکھ کر دھولے اور بیداری یا حافظہ کی نیت سے ہر جمعہ کے دن صبح کے بعد تین تین گھونٹ پی لے تین جمعہ تک ایسا کرے عجیب تاثیر ظاہر ہوگی۔

مذکورہ پانچوں آیات کے بہت فوائد ہیں ایک یہ ہے کہ اگر کوئی ان کو ظالم حکمران کے پاس جاکر پڑھے وہ اس کے ظلم سے محفوظ رہے گا۔ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ کھیعص کے حروف پر داہنے ہاتھ کا انگوٹھا بند کرے اور حمعسق کے حروف پرآ کر بائیں ہاتھ کا انگوٹھا بند کرلے اوراس طرح پڑھے ک کَمَآءٍ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِیْمًا تَذْرُوْهُ الرِّیٰحُ ح ہ هُوَاللّٰهُ الَّذِیْ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَعَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ م ی یَوْمَ الْاٰزِفَةِ (آیت کے اخیر تک)

ع ع علمت نفس ما احضرت (اخیر تک) س ص والقرآن اخیرآیت تک ق.

سورۂ زخرف

(۱) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جوآدمی سورۂ زخرف پڑھے گا وہ قیامت کے دن ان لوگوں میں سے ہوگا جنہیں خطاب ہوگا کہ یاعباد لاخوف علیکم الیوم ولا انتم تحزنون ادخلوا الجنة بغیر حساب

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر روانہ ہونے کے لئے اپنے اونٹ

پر سوار ہوتے تو تین بار تکبیر کہہ کر فرماتے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَاکُنَّا لَه مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِیْ ھٰذَاالْبِرَّوَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَاتَرْضٰی اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا وَاَطْوِعَنَّا بُعْدَه اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ وَکَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْٓءِ الْمُنْقَلَبِ فِیْ الْمَالِ وَالْاَھْلِ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لاتے تو یہی پڑھتے اور اس پر یہ الفاظ اور بڑھا دیتے۔ آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون.

(۳) جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اپنے سر کے نیچے رکھ کر سوئے تو وہ کوئی برا خواب نہیں دیکھے گا۔

(۴) اگر اس سورۃ کو لکھ کر مکان کی دیوار پر لگا دے تو اس مکان والے کو تجارت میں بہت نفع ہوگا۔

(۵) اگر کسی کھانسی کے مریض کو یہ سورۃ لکھ کر اور بارش کے پانی سے دھو کر پلا دی جائے تو اسے شفاء ہوگی۔

(۶) اگر یہ سورۃ لکھ کر اور بارش کے پانی سے دھو کر مخالف عورت کو پلا دی جائے تو وہ مخالفت سے باز رہے گی۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ خَلَقَھُنَّ الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَھْدًا وَّجَعَلَ لَکُمْ فِیْھَا سُبُلًا لَّعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ وَالَّذِیْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً م بِقَدَرٍ فَاَنْشَرْنَا بِه بَلْدَةً مَّیْتًا کَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ وَالَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّھَا وَجَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الْفُلْکِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْکَبُوْنَ لِتَسْتَوٗا عَلٰی ظُھُوْرِه ثُمَّ تَذْکُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّکُمْ اِذَا اسْتَوَیْتُمْ عَلَیْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَه مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ

(۱) اگر کوئی شخص ریشم کے سفید کپڑے میں لکھ کر سر میں رکھے تو وہ ہدایت پر آ جائیگا۔

(۲) اگر کوئی آدمی جنگل میں راہ بھول گیا ہو اور اسے معلوم نہ ہو کہ میری منزل کا راستہ کون سا ہے تو وہ تیمم کر کے قبلہ رخ ہو کر ان آیات کو سات بار پڑھے راستہ مل جائے گا۔

(۳) اگر کوئی آدمی کسی دینی معاملہ میں مشتبہ ہو کہ نہ معلوم اس بارے میں صحیح دینی راستہ کونسا ہے تو وہ آدھی رات کو اٹھ کر وضو کر لے اور دو رکعت نفل پڑھے۔ سلام پھیرتے ہی ان آیتوں کو پڑھتا ہوا سو جائے۔ خواب میں ضرور کوئی آ کر صحیح راستہ کی رہنمائی کر جائے گا۔

(۴) اگر کوئی چوپایہ سرکش ہو اور قابو میں نہ آتا ہو تو چاند کے آخری ہفتہ میں ہرن کے چمڑا پر لکھ کر اس جانور کے گلے میں لٹکا دے۔

(۵) اگر کہیں جنگل یا دریا میں ہے تو اپنی حفاظت کے لئے اس سورۃ کو پڑھتا رہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے محفوظ رہے گا۔

(۶) اگر حاملہ کے پیٹ کے بچہ کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو تو ان آیات کو ہر ہفتہ میں ایک بار شیشہ کے پیالہ میں لکھ کر عرق گلاب اور شربت عناب سے دھو کر حاملہ کو پلائے سات ہفتے تک کرتے رہیں اللہ کے فضل سے بچہ محفوظ رہے گا۔

(۷) اگر کسی دشمن کی ہلاکت منظور ہو تو ان آیات کو روزانہ رات دن پڑھ کر دشمنوں کے منہ پر پھونک دے) بہت جلد مقصد میں کامیابی ہوگی۔

یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوْا مُسْلِمِیْنَ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ تُحْبَرُوْنَ یُطَافُ عَلَیْھِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَھَبٍ وَّاَکْوَابٍ وَفِیْھَا مَا تَشْتَھِیْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْیُنُ وَاَنْتُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ وَتِلْکَ الْجَنَّةُ الَّتِیْٓ اُوْرِثْتُمُوْھَا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ لَکُمْ فِیْھَا فَاکِھَةٌ کَثِیْرَةٌ مِّنْھَا تَاْکُلُوْنَ

جو شخص تنگدستی کا شکار ہو وہ چاند کی پہلی تاریخ جب منگل کی ہو تو اس دن سے تین روزے رکھے جب جمعہ کی رات آئے تو

پاکیزہ کپڑے پہن کر اور پاک صاف ہو کر تھوڑا سا کھانا کھائے اور عشاء کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے تنگدستی کے خاتمہ کے لئے دعا مانگے اور ہزار بار درود شریف پڑھ کر ستر بار ان آیات کو پڑھے اس کے بعد کثرت سے دعا مانگتا ہوا اور درود شریف پڑھتا ہوا اور ان آیتوں کی تلاوت کرتا ہوا سو جائے اس چاند میں تین بار ایسا کرے شروع میں درمیان میں اور آخر میں۔ اسے دین و دنیا کی خوشحالی نصیب ہوگی۔

سورۂ دخان

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص رات کے وقت سورۂ حٰمٓ الدخان پڑھے ستر ہزار فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعا مانگتے ہیں اور صبح تک اس کے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے عالم ملکوت میں سورۂ حٰمٓ کا نام ''مبارکۃ'' ہے کیونکہ اس کے پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے برکت بھیجتے ہیں۔

(۳) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص اس سورۃ کو جمعہ کی رات کو پڑھے وہ صبح تک بخش دیا جاتا ہے اور جو جمعہ کے دن کو پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتے ہیں۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص جمعہ کی رات سورۂ حٰمٓ دخان اور سورۂ یٰسین کو یقین کے ساتھ ثواب کی نیت سے پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے سب گذشتہ گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

(۵) جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اپنے پاس رکھے وہ ہر شیطان سے محفوظ رہتا ہے اور لوگ اس سے ڈرتے ہیں۔

(۶) جو شخص پیچش کا مریض ہو وہ اس سورۃ کو لکھ کر دھو کر پی لے تو فائدہ ہوگا۔

حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ط اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا م اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ط رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ

جو آدمی ان آیات کو شعبان کی پہلی رات میں عشاء کے بعد دس بار پڑھے پھر چودھویں رات کو تیس مرتبہ پڑھے اور پھر جو دعا مانگنی ہو مانگے بہت جلد قبول ہوگی۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ لَايَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ

جس آدمی کو اندیشہ ہو کہ میرا مدمقابل مجھے مغلوب ولا جواب کر دے گا تو وہ پاک صاف ہو کر اور پاکیزہ لباس پہن کر عصر کی نماز کے بعد ان آیتوں کو کسی پاکیزہ اور نئے سفید کپڑے میں عرق گلاب اور مشک اور زعفران اور کافور سے لکھ کر اپنی جیب میں رکھے اور اپنے مدمقابل سے ملے تو ان شاء اللہ اس پر غالب آئے گا۔

سورۂ جاثیہ

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص سورۂ جاثیہ پڑھے وہ قیامت کے دن حساب کے وقت نہیں ڈرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص سورۂ جاثیہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت کی ہر سختی و تنگی سے محفوظ رکھیں گے۔

(۳) جو آدمی اس سورت کو لکھ کر اپنے پاس رکھے یا گلے میں لٹکائے وہ ہر چغل خور کی چغل خوری سے محفوظ رہے گا اور کوئی اس کی غیبت نہیں کرے گا۔

(۴) اگر بچہ کے پیدا ہوتے ہی اس کے گلے میں سورۃ جاثیہ لکھ کر لٹکا دی جائے تو وہ بچہ ہر سختی سے محفوظ رہے گا۔

حٰمٓ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَفِیۡ خَلۡقِکُمۡ وَمَا یَبُثُّ مِنۡ دَآبَّۃٍ اٰیٰتٌ لِّقَوۡمٍ یُّوۡقِنُوۡنَ

(۱) پاک صاف ہو کر روزہ رکھے اور روزہ کے ساتھ جھاؤ کی لکڑی پر ان آیات کو لکھ کر اس لکڑی کو کنوئیں یا نہر میں چھوڑ دے۔ پھر وہاں سے پانی لے کر پودوں اور درختوں کی جڑوں میں چھڑکے گا تو وہ خوب پھلیں پھولیں گے۔ یا اپنے کاروبار کی جگہ میں کہیں چھڑکے گا تو خوب رزق ملے گا۔

ویل لکل افاک اثیم..........الیم تک اور ولقد فتناقبلھم قوم فرعون وما کانوا منظرین تک یا ولھم عذاب عظیم تک

اگر کسی آدمی سے کوئی کام کرانا ہو تو ان آیات کو اپنی داہنی ہتھیلی پر تین بار لکھ کر بند کر لے یا دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی اس پر رکھ دے اور مطلوبہ آدمی کے سامنے جا کر ہتھیلی کھول دے تو وہ آدمی اس کا کام پورا کر دے گا۔

(۱) اگر کسی دشمن کی کشتی وغیرہ غرق کرنا مقصود ہو تو پکی ہوئی مٹی کی سات ٹھیکریاں لے۔ جب تہائی رات گزرنے کے بعد اٹھ کر پاک صاف ہو تو ان ٹھیکریوں میں سے ہر ایک کو تین تین بار پلٹائے اور سات بار ان پر تکبیر پڑھے پھر ان پر ان آیات کو سات دفعہ لکھ کر یہ پڑھے۔

لَارَجْعَةَ وَلَانَجْعَةَ وَلَاقُوَّةَ وَلَاسُلْطَانَ وَلَدَيدَ وَلَابَطْشَ وَلَانَصْرَ وَلَا ظَفْرَ وَلَااِسْتِظْهَارَ وَلَاغَلَبَةَ وَلَااِقْتِدَارَ لِفُلَانِ بِنِ فُلَانَةِ (دشمن کا نام اور اس کی ماں کا) پھر ان ٹھیکریوں کو خوب کوٹ کر کشتی یا کسی میں پھینک دے تو عجیب نظارہ دیکھے گا۔

اَللّٰہُ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَکُمُ الۡبَحۡرَ لِتَجۡرِیَ الۡفُلۡکُ فِیۡہِ بِاَمۡرِہٖ وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِہٖ وَلَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ وَسَخَّرَ لَکُمۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا مِّنۡہُ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ

جو شخص جنگل یا دریا میں شکار کرنا چاہے وہ قلعی کا پیالہ لے کر جب چاند منزل فرغ موخر میں ہو اس پیالہ سے ایک تختی سے بنوا کر اس پر ان آیات کو کندہ کرا کے اس جال میں رکھ دے اور جال کو دریا یا جنگل میں جہاں ڈالے گا شکار ہر طرف سے جال میں جمع ہو جائے گا۔

اور اگر ان آیات کو جھاؤ کی لکڑی کی ایک تختی پر لکھ کر جال کے ایک سرے سے باندھ دے تو اس جال میں بہت عمدہ شکار پھنسے گا۔ اور اگر شکاری اس تختی کو جنگل میں لے جائے تو پرندے اور جانور اس شکار کے پاس آ جمع ہوں گے۔ (الدرالنظیم)

پارہ ۲۶ میں آنے والی سورتوں کا تعارف

تعارف سورۃ الاحقاف

اس سورت کی آیت نمبر ۲۹ اور ۳۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس وقت نازل ہوئی تھی جب جنات کی ایک جماعت نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم سنا تھا۔ معتبر روایات کے مطابق یہ واقعہ ہجرت سے پہلے اس وقت پیش آیا تھا جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس تشریف لا رہے تھے، اور نخلہ کے مقام پر فجر کی نماز میں قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے۔ دوسری مکی سورتوں کی طرح اس سورت میں بھی اسلام کے بنیادی عقائد یعنی توحید، رسالت اور آخرت کو دلائل کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔ اسی زمانے میں اس قسم کے واقعات پیش آ رہے تھے کہ ایک ہی گھرانے میں والدین مسلمان ہو گئے اور اولاد مسلمان نہیں ہوئی، اور اس نے اپنے والدین کو ملامت شروع کر دی کہ وہ کیوں اسلام لائے۔ اس کے برعکس بعض گھرانوں میں اولاد مسلمان ہو گئی اور والدین مسلمان نہ ہوئے، اور انہوں نے اولاد پر تشدد شروع کر دیا۔ اس سورت کی آیات ۱۶ و ۱۷ میں اسی قسم کی صورت حال کا تذکرہ کیا گیا ہے، اور اسی پس منظر میں اولاد پر ماں باپ کے حقوق بیان فرمائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ماضی میں جن قوموں نے کفر اور نافرمانی کی روش اختیار کی، ان کے برے انجام کا حوالہ دیا گیا ہے، اور قوم عاد کا خاص طور پر ذکر فرمایا گیا ہے۔ جس جگہ یہ قوم آباد تھی، وہاں بہت سے ریت کے ٹیلے تھے جنہیں عربی زبان میں ''احقاف'' کہا جاتا ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورت کا نام ''احقاف'' ہے۔

تعارف سورۂ محمد

یہ سورت مدنی زندگی کے ابتدائی دور میں، اور بیشتر مفسرین کی رائے میں جنگ بدر کے بعد نازل ہوئی ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب عرب کے کفار مدینہ منورہ کی ابھرتی ہوئی اسلامی حکومت کو کسی نہ کسی طرح زیر کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے تھے، اور اس پر حملے کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ اس لئے اس سورت میں بنیادی طور پر جہاد و قتال کے احکام بیان فرمائے گئے ہیں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دین کا کلمہ بلند رکھنے کے لئے جہاد کرتے ہیں، ان کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔ مدینہ منورہ میں ایک بڑی تعداد ان منافقوں کی تھی جو زبان سے تو اسلام لے آئے تھے لیکن دل سے وہ کافر تھے۔ ایسے لوگوں کے سامنے جب جہاد اور لڑائی کی بات کی جاتی تو اپنی بزدلی اور دل کے کھوٹ کی وجہ سے لڑائی سے بچنے کے بہانے تلاش کرتے تھے۔ اس سورت میں ان کی مذمت کر کے ان کا برا انجام بتایا گیا ہے۔ جنگ کے دوران جو قیدی گرفتار ہوں، ان کے احکام بھی اس سورت میں بیان ہوئے ہیں۔ چونکہ اس سورت کی دوسری ہی آیت میں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام لیا گیا ہے، اس لئے اس کا نام سورۂ محمد (ﷺ) ہے، اور چونکہ اس میں جہاد و قتال کے احکام بیان فرمائے گئے ہیں، اس لئے اس کو سورۂ قتال بھی کہا جاتا ہے۔

تعارف سورۃ الفتح

یہ سورت صلح حدیبیہ کے موقع پر نازل ہوئی تھی جس کا واقعہ مختصراً یہ ہے کہ ہجرت کے چھٹے سال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارادہ فرمایا کہ اپنے صحابہؓ کے ساتھ عمرہ ادا فرمائیں۔ آپ نے یہ خواب بھی دیکھا تھا کہ آپ مسجد حرام میں اپنے صحابہؓ کے ساتھ داخل ہو رہے ہیں۔ چنانچہ آپ چودہ سو صحابہؓ کے ساتھ مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ جب مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو آپ کو پتہ چلا کہ قریش کے مشرکین نے ایک بڑا لشکر تیار کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ آپ کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکے۔ اس خبر کے ملنے پر آپ نے اپنی پیش قدمی روک دی، اور مکہ مکرمہ سے کچھ دور حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا (یہ جگہ آج کل "شمیسی" کہلاتی ہے) وہاں سے آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا ایلچی بنا کر مکہ مکرمہ بھیجا، تاکہ وہ وہاں کے سرداروں کو بتائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنگ کے ارادے سے نہیں آئے ہیں، وہ صرف عمرہ کرنا چاہتے ہیں، اور عمرہ کر کے پرامن طور پر واپس چلے جائیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ گئے تو ان کے جانے کے کچھ ہی بعد یہ افواہ پھیل گئی کہ مکہ مکرمہ کے کافروں نے انہیں قتل کر دیا ہے۔ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرامؓ کو جمع کر کے ان سے یہ بیعت لی، (یعنی ہاتھ میں ہاتھ لے کر یہ عہد لیا) کہ اگر کفار مکہ مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے تو وہ ان کے مقابلے میں اپنی جانوں کی قربانی پیش کریں گے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ خزاعہ کے ایک سردار کے ذریعے قریش کے سرداروں کو یہ پیشکش کی کہ اگر وہ ایک مدت تک جنگ بندی کا معاہدہ کرنا چاہیں تو آپ اس کے لئے تیار ہیں۔ جواب میں مکہ مکرمہ سے کئی ایلچی آئے اور آخر کار ایک معاہدہ لکھا گیا جس میں محمد بن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق یہ طے ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش آئندہ دس سال تک ایک دوسرے کے خلاف کوئی جنگ نہیں کریں گے۔ (سیرت ابن ہشام ۲: ۱۳۷ و فتح الباری: ۸: ۲۸۳) اسی معاہدے کو صلح حدیبیہ کا معاہدہ کہا جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ اس موقع پر کافروں کے طرز عمل سے بہت غم و غصے کی حالت میں تھے، اور کافروں نے صلح کی یہ شرط رکھی تھی کہ اس وقت مسلمان واپس مدینہ منورہ چلے جائیں، اور اگلے سال آ کر عمرہ کریں۔ تمام صحابہؓ احرام باندھ کر آئے تھے، اور کافروں کی ضد کی وجہ سے احرام کھولنا ان کو بہت بھاری معلوم ہو رہا تھا، اس کے علاوہ کافروں نے ایک شرط یہ بھی رکھی تھی کہ اگر مکہ مکرمہ کا کوئی شخص مسلمان ہو کر مدینہ منورہ جائے گا تو مسلمانوں کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اسے واپس مکہ مکرمہ بھیجیں، اور اگر کوئی شخص مدینہ منورہ چھوڑ کر مکہ مکرمہ آئے گا تو قریش کے ذمے یہ نہیں ہوگا کہ وہ اسے واپس مدینہ منورہ بھیجیں۔ یہ شرط بھی مسلمانوں کے لئے بہت تکلیف دہ تھی، اور اس کی وجہ سے وہ یہ چاہتے تھے کہ ان شرائط کو قبول کرنے کے بجائے ان کافروں سے ابھی ایک فیصلہ کن معرکہ ہو جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اسی صلح کے نتیجے میں آخر کار قریش کا اقتدار ختم ہو، اس لئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرائط منظور کر لیں۔ صحابہ کرامؓ اس وقت جہاد کے جوش سے سرشار تھے، اور موت پر بیعت کر چکے تھے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے آگے انہوں نے سر جھکا دیا، اور صلح پر راضی ہو کر واپس مدینہ منورہ چلے گئے، اور اگلے سال عمرہ کیا۔ اس کے کچھ ہی عرصے کے بعد ایک واقعہ تو یہ ہوا کہ ایک صاحب جن کا نام ابوبصیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھا، مسلمان

ہوکر مدینہ منورہ آئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدے کے مطابق انہیں واپس بھیج دیا، انہوں نے مکہ مکرمہ جانے کے بجائے ایک درمیانی جگہ پڑاؤ ڈال کر قریش کے خلاف چھاپہ مار جنگ شروع کردی، کیونکہ وہ صلح حدیبیہ کے معاہدے کے پابند نہیں تھے۔ اس چھاپہ مار جنگ سے قریش اتنے پریشان ہوئے کہ خود انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی کہ اب ہم وہ شرط واپس لیتے ہیں جس کی رو سے مکہ مکرمہ کے مسلمانوں کو واپس بھیجنا ضروری قرار دیا گیا تھا، قریش نے کہا کہ اب جو کوئی مسلمان ہوکر آئے تو آپ اسے مدینہ منورہ ہی میں رکھیں، اور ابوبصیرؓ اور ان کے ساتھیوں کو بھی اپنے پاس بلالیں، چنانچہ آپ نے انہیں مدینہ منورہ بلالیا۔ دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ قریش کے کافروں نے دو سال کے اندر اندر حدیبیہ کے معاہدے کی خلاف ورزی کی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پیغام بھیجا کہ یا تو وہ اس کی تلافی کریں، یا معاہدہ ختم کریں، قریش نے اس وقت غرور میں آکر کوئی بات نہ مانی جس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیغام بھیج دیا کہ اب ہمارا آپ کا معاہدہ ختم ہوگیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ہجرت کے آٹھویں سال دس ہزار صحابۂ کرامؓ کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف پیش قدمی فرمائی۔ اس وقت تک قریش کا غرور ٹوٹ چکا تھا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاص خونریزی کے بغیر مکہ مکرمہ میں فاتح بن کر داخل ہوئے، اور قریش کے لوگوں نے شہر آپ کے حوالے کردیا۔

سورۂ فتح میں صلح حدیبیہ کے مختلف واقعات کا حوالہ دیا گیا ہے، اور صحابۂ کرامؓ کی تعریف کی گئی ہے کہ انہوں نے اس واقعے کے ہر مرحلے پر بڑی بہادری، سرفروشی اور اطاعت کے جذبے کا مظاہرہ کیا۔ دوسری طرف منافقین کی بداعمالیوں اور ان کے برے انجام کا بھی ذکر فرمایا گیا ہے۔

تعارف سورۃ الحجرات

اس سورت کے بنیادی موضوع دو ہیں۔ ایک یہ کہ مسلمانوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعظیم کا کیسا رویہ اختیار کرنا چاہئے، اور دوسرے یہ کہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق قائم رکھنے کے لئے کن اصولوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں پہلے تو یہ بتایا گیا ہے کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہوں میں اختلافات پیدا ہوجائے تو دوسرے مسلمانوں پر کیا فریضہ عائد ہوتا ہے، اور اس کے بعد وہ اسباب بیان فرمائے گئے ہیں جو عام طور سے رہن سہن کے دوران آپس کے لڑائی جھگڑے پیدا کرتے ہیں، مثلاً ایک دوسرے کا مذاق اڑانا، غیبت کرنا، دوسروں کے معاملات میں ناحق مداخلت کرنا، بدگمانی کرنا وغیرہ۔ نیز یہ حقیقت پوری وضاحت اور تاکید کے ساتھ بیان فرمائی گئی ہے کہ خاندان، قبیلے، زبان اور قومیت کی بنیاد پر ایک دوسرے کے مقابلے میں اپنی بڑائی جتانے کا اسلام میں کوئی جواز نہیں ہے۔ تمام انسان برابر ہیں، اور اگر کسی کو دوسرے پر کوئی فوقیت ہوسکتی ہے تو وہ صرف اپنے کردار اور تقویٰ کی بنیاد پر ہوسکتی ہے۔ سورت کے آخر میں یہ حقیقت بیان فرمائی گئی ہے کہ مسلمان ہونے کے لئے صرف زبان سے اسلام کا اقرار کرلینا کافی نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احکام کو دل سے ماننا بھی ضروری ہے۔ اس کے بغیر اسلام کا دعویٰ معتبر نہیں ہے۔

''حجرات'' عربی میں ''حجرۃ'' کی جمع ہے جو کمرے کو کہتے ہیں۔ اس سورت کی چوتھی آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رہائشی حجروں کے پیچھے سے آپ کو آواز دینے سے منع فرمایا گیا ہے اس وجہ سے اس سورت کا نام سورۂ حجرات رکھا گیا ہے۔

تعارف سورۃ قٓ

اس سورت کا اصل موضوع آخرت کا اثبات ہے۔ اسلام کے عقائد میں عقیدۂ آخرت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ یہی وہ عقیدہ ہے جو انسان کے قول وفعل میں ذمہ داری کا احساس پیدا کرتا ہے، اور اگر یہ عقیدہ دل میں پیوست ہوجائے تو وہ ہر وقت انسان کو اس بات کی یاد دلاتا رہتا ہے کہ اسے اپنے ہر کام کا اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دینا ہے، اور پھر یہ عقیدہ انسان کو گناہوں، جرائم اور ناانصافیوں سے دور رکھنے میں بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس لئے قرآن کریم نے آخرت کی زندگی کو یاد دلانے پر بہت زور دیا ہے، اور اسی کا نتیجہ تھا کہ صحابۂ کرامؓ ہر وقت آخرت کی زندگی کو بہتر بنانے کی فکر میں لگے رہتے تھے۔ اب جو مکی سورتیں آرہی ہیں، ان میں زیادہ تر اسی عقیدے کے دلائل اور قیامت کے حالات اور جنت اور دوزخ کی منظر کشی پر زور دیا گیا ہے۔ سورۂ قٓ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت فجر اور جمعہ کی نمازوں میں اس سورت کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ سورت کا آغاز حروف مقطعات میں سے حرف ق سے کیا گیا ہے جس کے معنی اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں۔ اسی حرف کے نام پر سورت کا نام رکھا گیا ہے۔

تعارف سورۃ الذٰریٰت

یہاں سے سورۂ حدید (سورت نمبر ۴۷) تک تمام سورتیں مکی ہیں، اور ان سب کا بنیادی موضوع اسلام کے بنیادی عقائد کی تعلیم، اور خاص طور پر آخرت کی زندگی، جنت اور دوزخ کے حالات اور پچھلی قوموں کے عبرت ناک انجام کا نہایت فصیح و بلیغ اور انتہائی مؤثر تذکرہ ہے۔ اس تاثیر کو کسی بھی ترجمے کے ذریعے کسی اور زبان میں منتقل کرنا ممکن نہیں ہے، لیکن ترجمے کے ذریعے ان کے مفہوم کو کسی درجے میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ احقاف مکہ میں نازل ہوئی اوراس میں پینتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

حٰمٓ ۝١ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝٢ مَا

اس کتاب کا نازل فرمانا اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست حکمت والا ہے ہم نے نہیں

خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ

پیدا کیا آسمانوں اور زمین اور ان چیزوں کو جو ان میں ہیں مگر مصلحت سے

وَّاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۝٣

اور ایک وقت مقرر تک کے لئے اور جو منکر ہیں وہ اس کی جس سے ان کو ڈرایا جاتا ہے پرواہ ہی نہیں کرتے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا

کہہ دے بھلا دیکھو تو سہی جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوائے مجھ کو دکھاؤ تو کہ انہوں نے کیا پیدا کیا

مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِى السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ

زمین میں یا ان کا کچھ ساجھا ہے آسمانوں میں؟ ف۱ میرے پاس لے آؤ

بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ

کوئی کتاب اس سے پہلے کی یا کوئی علمی روایت اگر تم

صٰدِقِيْنَ ۝٤ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ

سچے ہو اور اس سے زیادہ گمراہ کون جو پکارے اللہ کے سوائے ایسے کو

ف۱ دلائل کی قسمیں:

دلائل کی اس آیت میں تین قسمیں کی گئی ہیں۔ ایک عقلی دلیل جس کی نفی کے لئے فرمایا ارونی ماذا خلقوا من الارض ام لھم شرک فی السموات دوسری قسم دلیل نقلی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں دلیل نقلی وہ ہی معتبر ہو سکتی ہے جو خود حق تعالیٰ کی طرف سے آئی ہو جیسے آسمانی کتابیں تورات انجیل اور قرآن وغیرہ یا اُن حضرات کے اقوال جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول و نبی منتخب کیا ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

خاصیت: آیت ا تا ۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ

جو اس کو جواب تک نہ دے قیامت کے دن تک ف۱ اور ان کو

عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ﴿٥﴾ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ

ان کے پکارنے تک کی خبر نہیں اور جب لوگ جمع کئے جائیں گے تو یہ معبود ان کے دشمن ہو جائیں گے

اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿٦﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

اور ان کی عبادت کے منکر بن جائیں گے۔ اور جب ان پر پڑھی جاتی ہیں ہماری کھلی کھلی

اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ

آیتیں تو منکر کہتے ہیں حق بات کو جب کہ وہ ان تک آ پہنچی کہ یہ تو صریح جادو ہے۔

هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ؕ ﴿٧﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ

کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس کو پیغمبر نے اپنے دل سے بنا لیا ہے کہہ دے کہ اگر

فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا

اسکو میں بنا لایا ہوں تو تم میرے اللہ کے مقابلے میں کچھ بھی کام نہیں آ سکتے! ف۲ اللہ خوب جانتا ہے

تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًا ۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ

جن باتوں میں تم لگے رہتے ہو! وہ شاہد کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٨﴾ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ

اور وہ بخشنے والا مہربان ہے کہہ دے کہ میں کچھ نیا رسول نہیں آیا

وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا

اور میں نہیں جانتا کہ کیا کیا جائیگا میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ؟ ف۳ میں تو اسی پر چلتا ہوں جو میری طرف

ف۱ کیونکہ بتوں میں تو سننے ہی کی قابلیت نہیں اور جو معبود جاندار ہیں ان میں کامل قدرت نہیں اور فرشتے وغیرہ انکے افعال سے راضی نہیں تو جو شخص دلیل سے عاجز ہو کر بلکہ شرک کے باطل ہونے پر دلیل سن کر بھی اس سے باز نہ آوے اس سے بڑھ کر گمراہ کوئی نہیں۔

ف۲ کیونکہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ وہ اپنے بندوں کو دھوکے سے پوری طرح بچاتا ہے تو اگر میں نے یہ قرآن اپنے آپ بنا کر خدا کے ذمہ لگایا ہوگا تو وہ مجھ کو نبوت کے جھوٹے دعویٰ پر جلدی ہلاک کر دیگا اور نبوت کے جھوٹے دعویٰ پر سزا ہونا ایسی ضروری ہے کہ میرا کوئی حامی و مددگار بھی اسکو ہٹا نہیں سکتا سو اب دیکھ لو میں نبوت کا دعویٰ کر رہا ہوں اور زندگی بھر کرتا رہوں گا اور اب تک بھی خدا کے قہر سے محفوظ ہوں اور آئندہ بھی بچا رہونگا معلوم ہوا کہ میرا دعویٰ غلط نہیں اور یہ قرآن خدا کا کلام ہے اور حق تعالیٰ میرے ہاتھ سے معجزے بھی ظاہر فرما رہے ہیں جس سے خود شبہ ہو سکتا ہے کیونکہ جھوٹے مدعی نبوت کے ہاتھ پر حق تعالیٰ معجزے ظاہر نہیں فرمایا کرتے۔

ف۳ شان نزول:

علماء کی ایک جماعت نے کہا کہ آیت مذکورہ کا مطلب یہ ہے میں نہیں جانتا کہ دنیا میں میرے ساتھ کیا کیا جائیگا اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائیگا۔ رہا آخرت کا معاملہ تو ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں اور کافر دوزخ میں ہونگے۔ حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے جب صحابہؓ پر تکلیفیں حد سے بڑھ گئیں تو ایک روز مکہ میں ہی خواب دیکھا جیسے سوتا آدمی خواب دیکھتا ہے کہ ایک ہموار (غیر مزروعہ) زمین ہے جس میں کھجور کے درخت ہیں اور آپ ترک وطن کر کے اسکی طرف گئے ہیں۔ جو خواب سن کر صحابہؓ نے عرض کیا آپ ہجرت کر کے وہاں کب جائینگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اس پر آیت مَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ نازل ہوئی۔ یعنی میں نہیں جانتا کہ میں اسی جگہ جگہ رہوں گا یا میں اور تم یہاں سے نکل کر اس سر زمین میں چلے جائیں گے جو میرے سامنے (خواب میں) لائی گئی تھی۔ (تفسیر مظہری)

يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ

وحی کی جاتی ہے اور میں تو صاف طور پر ڈر سنا دینے والا ہوں۔ کہہ دے بھلا دیکھو تو سہی اگر

كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ

یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہو اور تم نے اس کو نہ مانا اور گواہی دے چکا ایک گواہ

مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ

بنی اسرائیل میں سے اسی طرح کی ایک کتاب کی پھر وہ ایمان لے آیا اور تم نے تکبر کیا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰﴾ ع وَقَالَ الَّذِيْنَ

(تو اس صورت میں تمہارا کیا انجام ہونا ہے) بیشک اللہ نہیں ہدایت دیا کرتا ستمگار لوگوں کو

كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ؕ وَاِذْ

اور کافر کہنے لگے مسلمانوں کی نسبت کہ اگر (دین اسلام) بہتر ہوتا تو یہ ہم سے پہلے نہ دوڑ پڑتے ول

لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَمِنْ

اس کی طرف اور جب اس کے ذریعہ سے ہدایت نہ پائی تو یہ لوگ اب کہیں گے کہ یہ تو قدیمی

قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا كِتٰبٌ

جھوٹ ہے اور قرآن سے پہلے موسیٰ کی کتاب تھی پیشوا اور رحمت! اور ایک یہ کتاب ہے (توریت کی)

مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ وَبُشْرٰى

تصدیق کرنے والی عربی زبان میں تا کہ ڈرائے گناہ گاروں کو اور خوشخبری نیکوں کاروں کے لئے ہے

لِلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا

بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر (اسی عقیدے پر) قائم رہے تو نہ ان پر

ول شان نزول:
(۱) ابن جریر نے قتال کا بیان نقل کیا ہے کہ کچھ مشرکوں نے کہا تھا، ہم بڑی عزت والے ہیں ہم (ان مسلمانوں سے) افضل ہیں اگر یہ مذہب بہتر ہوتا تو فلاں فلاں شخص ہم سے سبقت نہ لے جاتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (۲) ابن المنذر نے بروایت عون بن ابی شداد بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ کی ایک باندی جس کو زنین کہا جاتا تھا آپ سے پہلے ایمان لے آئی تھی۔ حضرت عمرؓ مسلمان ہونے کی وجہ سے اس کو اتنا مارتے تھے کہ اس کے اوسان خطا ہو جاتے تھے، اور کفار قریش کہا کرتے تھے کہ اگر اسلام کوئی اچھی چیز ہوتا تو زنین ہم سے سبقت نہیں لے جاسکتی اس پر زنین کے متعلق اس آیت کا نزول ہوا۔ ابن سعد نے ضحاک اور حسن کی روایت سے بھی اس طرح نقل کیا ہے۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱ کارخانہ قدرت کی طرف متوجہ کر کے مشرکین کو توحید کی دعوت دی گئی۔
۱ منکرین کی بہتان طرازی اور اس کا جواب دیا گیا۔ نبوت کے دلائل اور پیغمبر کا کام بیان فرمایا گیا۔ قرآن کی حقانیت پر علمائے یہود کی گواہی کو ذکر فرمایا گیا۔

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے یہی لوگ جنتی ہیں سدا وہیں رہیں گے

الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

ان اعمال کا بدلہ جو وہ کرتے تھے اور ہم نے حکم دیا آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنے کا

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۭ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ

اس کو پیٹ میں رکھا اس کی ماں نے تکلیف سے اور اس کو جنا تکلیف سے

كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ

اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوڑنا تیس مہینے

شَهْرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ

میں ہے ف۱ یہاں تک کہ جب پہنچا اپنی جوانی کو اور پہنچا چالیس

قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ

برس (کی عمر) کو ف۲ کہنے لگا کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اس بات کی توفیق دے

اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا

کہ میں شکر ادا کروں تیرے احسان کا جو تو نے مجھ کو کیا اور میرے ماں باپ پر کیا

تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ

اور یہ کہ میں نیک عمل کروں جس سے تو راضی ہو اور نیک بختی پیدا کر میری اولاد میں میں رجوع

وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ

لایا تیری طرف اور میں مسلمانوں میں ہوں یہی لوگ ہیں جن سے ہم قبول فرماتے ہیں

ف۱ اگر ماں باپ مسلمان ہیں تب تو دین کی نعمت بھی ورنہ دنیوی نعمت تو ظاہر ہے اور ماں باپ کی نعمت کا اثر اولاد پر بھی پہنچتا ہے چنانچہ انکے وجود اور زندگی کی بدولت تو خود اولاد کا وجود ہی ہوتا ہے اور دینی نعمت کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انکی قولی اور فعلی تعلیم اولاد کیلئے علم وعمل کا ذریعہ ہو جاتی ہے۔

ف۲ حضرت ابو بکرؓ کی زندگی: یہ سب حالات حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہیں انہیں کا بیان بلفاظ عام اس حکمت سے کیا گیا ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو بھی انکی ترغیب ہو کہ وہ بھی ایسا ہی کیا کریں اور انکی دلیل وہ روایت ہے جو قرطبی نے بروایت عطاء حضرت ابن عباسؓ سے نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی بیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہ کے مال سے تجارت کا قصد فرمایا اور ملک شام کا سفر کیا تو اس سفر میں ابو بکر صدیق آپکے ساتھ تھے اس وقت اُنکی عمر اٹھارہ سال کی تھی جو مصداق ہے بَلَغَ اَشُدَّهٗ کا۔ پھر اس سفر میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے حالات دیکھے کہ وہ اتنے گرویدہ ہو گئے کہ سفر سے واپسی کے بعد ہر وقت آپکے ساتھ رہنے لگے یہاں تک کہ جب آپکی عمر شریف چالیس سال کی ہوگئی اور آپکو اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کا شرف عطا فرمایا اس وقت ابو بکرؓ کی عمر اڑتیس سال کی تھی۔ مردوں میں سب سے پہلے انہوں نے اسلام قبول کیا پھر جب اُنکی عمر چالیس سال کی ہوگئی اس وقت یہ دعا مانگی جو اوپر آیت میں مذکور ہے رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اور یہی مصداق ہے بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً کا اور جب یہ دعا مانگی اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ تو اللہ نے یہ دعا قبول فرمائی اُنکو نو ایسے غلاموں کو خرید کر آزاد کرنیکی توفیق بخشی جو مسلمان ہو گئے تھے اور اُنکے مالک اُنکو اسلام لانے پر طرح طرح کی ایذائیں دیتے تھے اسی طرح اُنکی دعا وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ بھی قبول ہوئی اُنکی اولاد میں کوئی ایسا نہ رہا جو ایمان نہ لایا ہو۔ اسی طرح صحابۂ کرام میں یہ خصوصیت حق تعالیٰ نے صدیق اکبر ہی کو عطا فرمائی کہ وہ خود بھی مسلمان ہوئے والدین بھی اولاد بھی اور سب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف بھی حاصل ہوا۔ (معارف مفتی اعظم)

عَنۡهُمۡ اَحۡسَنَ مَا عَمِلُوۡا وَنَتَجَاوَزُ عَنۡ سَيِّاٰتِهِمۡ فِىۡۤ

بہتر سے بہتر کام جو انہوں نے کئے اور درگزر کرتے ہیں ان کی خطاؤں سے

اَصۡحٰبِ الۡجَـنَّةِ‌ ؕ وَعۡدَ الصِّدۡقِ الَّذِىۡ كَانُوۡا يُوۡعَدُوۡنَ ﴿۱۶﴾

جنت کے لوگوں میں! وعدہ سچا جو ان سے کیا جاتا تھا ف۱

وَالَّذِىۡ قَالَ لِـوَالِدَيۡهِ اُفٍّ لَّـكُمَاۤ اَتَعِدٰنِنِىۡۤ اَنۡ اُخۡرَجَ

اور جس نے کہا اپنے والدین سے کہ میں تم سے بیزار ہوں کیا تم مجھے

وَقَدۡ خَلَتِ الۡقُرُوۡنُ مِنۡ قَبۡلِىۡ‌ۚ وَهُمَا يَسۡتَغِيۡثٰنِ اللّٰهَ

وعدہ دیتے ہو کہ میں (قبر سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ گزر چکے بہتیرے قرن مجھ سے پہلے؟

وَيۡلَكَ اٰمِنۡ ‌ۖ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ ‌ۚ فَيَقُوۡلُ مَا هٰذَاۤ

اور ماں باپ فریاد کرتے ہیں اللہ سے (اور بیٹے سے کہتے ہیں) کہ تجھ پر افسوس ایمان لے آ بیشک

اِلَّاۤ اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۱۷﴾ اُولٰۤـئِكَ الَّذِيۡنَ حَقَّ عَلَيۡهِمُ

اللہ کا وعدہ برحق ہے! پھر یہ شخص کہتا ہے کہ یہ تو نرے اگلوں کے افسانے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر

الۡقَوۡلُ فِىۡۤ اُمَمٍ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنَ

ثابت ہوا وعدہ عذاب ان امتوں کے شمول میں جو گزر چکیں ان سے پہلے

الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ‌ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا خٰسِرِيۡنَ ﴿۱۸﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ

جنات اور انسان کی! بیشک وہ گھاٹا پانے والے تھے اور ہر ایک کے درجے ہیں اپنے اعمال کے موافق!

مِّمَّا عَمِلُوۡا‌ ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمۡ اَعۡمَالَهُمۡ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ﴿۱۹﴾ وَيَوۡمَ

اور تاکہ اللہ ان کو پوری پوری ان کے اعمال کی (جزا) دے اور ان پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور جس دن

ف۱ حضرت عثمانؓ کی فضیلت:

حضرت یوسف بن سعدؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ اہل بصرہ پر غالب آگئے اُس وقت میرے پاس (حضرت) محمد بن حاطبؒ آئے ایک دن مجھ سے فرمانے لگے میں حضرت علیؓ کے پاس تھا اور اس وقت حضرت عمارؓ، حضرت اشترؒ، حضرت محمد بن ابو بکر بھی تھے۔ بعض لوگوں نے حضرت عثمانؓ کا ذکر نکالا اور کچھ گستاخی کی، حضرت علیؓ اس وقت تخت پر بیٹھے ہوئے تھے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ حاضرین مجلس میں سے کسی نے کہا کہ آپ کے سامنے تو آپ کی اس بحث کا صحیح محاکمہ کرنے والے موجود ہی ہیں، چنانچہ سب لوگوں نے حضرت علیؓ سے سوال کیا۔ اس پر آپ نے فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے بارے میں اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ نَتَقَبَّلُ عَنۡهُمۡ الخ قسم خدا کی یہ لوگ جن کا ذکر اس آیت میں ہے حضرت عثمانؓ ہیں اور ان کے ساتھی۔ تین مرتبہ یہی فرمایا۔ راوی یوسف کہتے ہیں میں نے محمد بن حاطب سے پوچھا سچ کہو تمہیں خدا کی قسم تم نے خود حضرت علیؓ کی زبانی یہ سنا ہے؟ فرمایا ہاں قسم خدا کی میں نے خود حضرت علیؓ سے یہ سنا ہے۔

اَحۡسَنَ مَا عَمِلُوۡا وَنَتَجَاوَزُ عَنۡ سَيِّاٰتِهِمۡ۔ ہم ان کی بُرائیوں سے درگزر کرتے ہیں یعنی ان کو کسی بُرائی کی سزا نہیں دیں گے (سب معاف کر دیں گے)۔

يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ ۖ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ

لائے جائیں گے کافر آگ پر (ان سے کہا جائے گا کہ) تم لے چکے اپنے مزے اپنی دنیا کی

فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ

زندگی میں اور ان سے فائدہ اٹھا چکے آج تم کو سزا دی جائے گی ذلت کے

عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ

عذاب کی اس لئے کہ تم تکبر کیا کرتے تھے زمین میں

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُونَ ﴿٢٠﴾ ع وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ ۖ

ناحق اور اس سبب سے کہ تم بدکاری کیا کرتے تھے ف۱ اور یاد کر عاد کے بھائی (ہود) کو

إِذْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ

جب اس نے ڈرایا اپنی قوم کو سرزمین احقاف میں اور آ چکے تھے ڈرانے والے

بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي

ان کے آگے سے اور پیچھے سے کہ کسی کی عبادت نہ کرو اللہ کے سوائے میں تم پر خوف کرتا ہوں ایک

أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٢١﴾ قَالُوا أَجِئْتَنَا

بڑے دن کے عذاب کا وہ لگے کہنے کہ کیا تو ہمارے پاس اس واسطے آیا ہے تا کہ ہم کو باز رکھے

لِتَأْفِكَنَا عَنْ آلِهَتِنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ

ہمارے معبودوں سے سو تو ہم پر لا نازل کر جس کا ہم سے وعدہ کرتا ہے اگر تو سچا ہے۔ ہود نے کہا

الصَّادِقِينَ ﴿٢٢﴾ قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ وَأُبَلِّغُكُمْ مَا

کہ بس اس کی خبر تو اللہ ہی کو ہے اور میں تم کو پہنچائے دیتا ہوں جو میرے

ف۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت معاذ کو نصیحت

امام احمد نے حضرت معاذؓ بن جبل کی روایت سے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو فرمایا عیش پرستی سے بچنا' اللہ کے بندے عیش پرست نہیں ہوتے۔ بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علیؓ کی روایت میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جو شخص تھوڑے سے رزق پر اللہ سے راضی ہوگا اللہ (اسکے) تھوڑے عمل سے راضی ہوگا۔

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ ۱۰ ۲

کفار کی خود رائی اور قدیم سچائی کو بیان فرما کر اہل ایمان کو جنت کی بشارت دی گئی۔ والدین کے حقوق اور ماں سے حسن سلوک کی تائید کی گئی۔ سعادت مند حضرات کی دعا ذکر فرمائی گئی۔ نافرمان اولاد کے سلسلہ میں والدین کی کاوش اور بدبختوں کا انجام ونقصان ذکر کیا گیا۔ کفار کے نیک اعمال کا اجر اور حق سے اعراض کی سزا ذکر فرمائی گئی۔

حسن کی روایت ہے کہ اہل بصرہ کا وفد حضرت ابوموسیٰؓ کیساتھ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت عمرؓ کی روٹی روزانہ کسی چیز سے آلودہ ہوتی تھی۔ کبھی ہم دودھ کے سالن سے اسکو آلودہ پاتے کبھی خشک گوشت کا ابلا ہوا قیمہ ہوتا کبھی تازہ گوشت کا سالن ہوتا لیکن ایسا کم ہوتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ہم سے فرمایا' خدا کی قسم میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کو میرا کھانا ناپسند ہے اور تم اس سے نفرت کرتے ہو لیکن بخدا اگر میں چاہتا تو تم سب سے زیادہ لذیذ کھانا کھاتا اور بڑے مزے کی زندگی گزارتا خدا کی قسم میں مرغ آبیوں پر بٹیروں سے ناواقف نہیں ہوں لیکن اللہ نے عار دلائی ہے (لذت کوش) لوگوں کو اور فرمایا ہے أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۔

(منه بَرَّدَ اللّٰهُ مَضْجَعَهُ) (تفسیر مظہری)

خاصیت: آیت ۲۱ تا ۲۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

أُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَلَمَّا

ہاتھ بھیجا گیا ہے ولیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ جہالت کرتے ہو

رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ

تو جب انہوں نے اس ابر کو دیکھا کہ سامنے آیا

مُّمْطِرُنَا ۭ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۭ رِيْحٌ فِيْهَا

انکے نالوں بولے یہ ابر ہے ف۱ ہم پر برسے گا کوئی نہیں یہ تو وہ چیز ہے جسکی تم جلدی کرتے تھے ہوا

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۢ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا

ہے جس میں عذاب ہے دردناک اکھاڑ مارے گی ہر چیز کو اپنے پروردگار کے حکم سے تو یہ لوگ

لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۵﴾

ایسے ہوگئے کہ کچھ نظر نہیں آتا ان کے گھروں کے سوا! اسی طرح ہم سزا دیا کرتے ہیں گنہگار لوگوں کو

وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا

اور ہم نے ان کو مقدور دیا تھا ایسے کاموں کا جو تم کو مقدور نہیں دیا اور ان کو دیئے تھے

لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ڮ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ

کان اور آنکھیں اور دل تو نہ کام آئے ان کے کان اور نہ ان کی

سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ

آنکھیں اور نہ ان کے دل کسی چیز میں اس لئے کہ وہ انکار کرتے تھے

كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

اللہ کی آیتوں کا اور ان کو آ گھیرا اس (عذاب) نے جس کی وہ ہنسی

ف۱ قوم عاد پر دو سال سے بارش نہیں ہوئی تھی۔ جب بادل کو سامنے سے آتے دیکھا تو بڑے خوش ہوئے اور کہنے لگے یہ جو ہم کو نظر آرہا ہے بادل ہے جو برسےگا پانی برسائیگا۔ اللہ نے یا حضرت ہودؑ نے فرمایا یہ بارش نہیں ہے بلکہ یہ وہ عذاب ہے جسکی تم جلدی مچاتے تھے۔ یہ ایک آندھی ہے جسکے اندر عذاب الیم ہے۔

سب سے پہلے عذاب ہونیکی شناخت انکو اس وقت ہوئی جب بستی کے باہر کی چیزیں انہوں نے ہوا میں اڑتی ہوئی دیکھیں، یہ سماں دیکھ کر وہ اپنے گھروں میں گھس گئے اور دروازے بند کر لئے لیکن طوفان نے انکے دروازے توڑ دیئے اور سب لوگوں کو زمین پر دے پٹکا پھر بحکم خدا طوفانی ریت ان پر آپڑی اور سب ریت کے نیچے دب گئے یہ آندھی سات رات اور آٹھ دن چلتی رہی ایک ہفتہ کے بعد طوفانی ریت اڑ گئی اور انکی لاشوں کو اڑا کر سمندر میں پھینک دیا۔ روایت میں آیا ہے کہ حضرت ہودؑ کو جب طوفان کا احساس ہوا تو فوراً مؤمنوں کو لیکر ایک حصار میں داخل ہوگئے۔

اچانک چند بادل سیاہ رنگ کے سامنے سے گذرنے لگے تو ان میں سے ایک آواز آئی ان میں جو بادل چاہے اختیار کرے اس نے ان بادلوں میں سے سیاہ ترین بادل اختیار کر لیا فوراً اس میں سے آواز آئی خذھار ماذار ملذا الخ یعنی لے لے یہ بادل اس طرح کہ جلا کر راکھ کر دینے والے شعلے اور ریزہ ریزہ کر دینے والا کہ قوم عاد میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ چھوڑے تو ایک آندھی چلی جس نے پوری بستی ہلاک کر دی اور کوئی مکان باقی نہ بچا کہ وہ منہدم نہ ہو گیا ہو اور درخت جڑوں سے اکھڑ گئے اور یہ تن آور اور طاقت ور ڈیل ڈول والے زمین پر پچھڑے ہوئے پڑے تھے جیسے کہ کھجور کے درخت اکھاڑ کر پھینک دیئے گئے ہوں گے كَاَنَّهُمْ اعجاز نخل خاویہ۔ یہ آندھی مسلسل سات راتوں اور آٹھ تک چلتی رہی۔ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا۔

علامہ آلوسیؒ نے ایک روایت کے مضمون میں یہ بیان کیا کہ سب سے پہلے اس عذاب کو ایک عورت نے دیکھا کہ ایک ہوا کا جھونکا ان کی بستی کی طرف اٹھا جس میں دہکتی ہوئی آگ کے شعلے تھے۔

(ابن ابی شیبہ بحوالہ تفسیر روح المعانی)

يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۲۶ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى

اُڑایا کرتے تھے اور ہم نے ہلاک کر ماریں جتنی تمہارے آس پاس بستیاں ہیں

وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝۲۷ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ

اور ہم نے پھیر پھیر کر نشانیاں بیان کیں تا کہ وہ باز آ جائیں تو ان کی انہوں نے کیوں مدد نہ کی

الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا

جن کو معبود بنا رکھا تھا اللہ کے سوا تقرب کے لئے بلکہ وہ تو ان سے کھوئے گئے! اور یہی تو تھا

عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۲۸ وَاِذْ

ان کا جھوٹ اور وہ جو افترا کیا کرتے تھے اور (یاد کر) جب ہم نے

صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا

متوجہ کیا تیری طرف جنوں کی ایک جماعت کو کہ وہ سننے لگے قرآن تو جب

حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ

پیغمبر کے پاس آ پہنچے (ایک دوسرے سے) بولے کہ خاموش رہو پھر جب پڑھنا تمام ہوا تو وہ لوٹ

مُّنْذِرِيْنَ ۝۲۹ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ

گئے اپنی قوم کی جانب ڈراتے ہوئے ف۱ کہنے لگے کہ اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی جو نازل

مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ

ہوئی ہے موسیٰ کے بعد سچا بتاتی ہے تمام (کتابوں کو) ہدایت کرتی ہے سچے دین

اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۳۰ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ

اور ایک سیدھے رستہ کی جانب اے ہماری قوم کہا مان لو اللہ کی طرف بلانے

خاصیت: آیت ۲۹ تا ۳۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

خلاصہ رکوع ۳

سابقہ اقوام میں سے ھود علیہ السلام اور ان کی دعوت کو ذکر فرمایا گیا۔ منکرین کے مطالبہ کا جواب اور عذاب کی کیفیت کو ذکر فرمایا گیا۔ کفار مکہ کو تنبیہ اور استہزا کا نتیجہ ذکر فرمایا گیا۔

ف۱ جنات کا مسلمان ہونا

بعثت محمدی سے قبل جنوں کو کچھ آسمانی خبریں معلوم ہو جاتی تھیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آنا شروع ہوئی تو وہ سلسلہ تقریباً بند ہو گیا اور بہت کثرت سے شہب کی مار پڑنے لگی، جنوں کو خیال ہوا کہ ضرور کوئی نیا واقعہ ہوا ہے جسکی وجہ سے آسمانی خبروں پر بہت سخت پہرے بٹھلائے گئے ہیں۔ اسی کی جستجو کے لئے جنوں کے مختلف گروہ مشرق و مغرب میں پھیل پڑے۔ ان میں سے ایک جماعت "بطن نخلہ" کی طرف گذری۔ وہاں اتفاق سے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب کیساتھ نماز فجر ادا کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جنوں کی اس ٹکڑی کا رخ قرآن سننے کیلئے ادھر پھیر دیا قرآن کی آواز انہیں بہت عجیب اور موثر و دلکش معلوم ہوئی اور اسکی عظمت و ہیبت دلوں پر چھا گئی۔ آپس میں کہنے لگے کہ چپ رہو اور خاموشی کے ساتھ یہ کلام پاک سنو آخر قرآن نے انکے دلوں میں گھر کر لیا۔ وہ سمجھ گئے کہ یہ ہی نئی چیز ہے جس نے جنوں کو آسمانی خبروں سے روکا ہے۔ بہر حال جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھ کر فارغ ہوئے۔ یہ لوگ اپنے دلوں میں ایمان و ایقان لیکر واپس گئے اور اپنی قوم کو نصیحت کی۔ انکی مفصل باتیں سورہ "جن" میں ہیں۔ احادیث میں معلوم ہوتا ہے کہ اس مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے آنے جانے اور سننے سنانے کا پتہ نہیں لگا۔ ایک درخت نے باذن اللہ کچھ اجمالی اطلاع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور مفصل حال اسکے بعد وحی کے ذریعہ سے معلوم کرا دیا گیا۔ کما قال تعالیٰ "قل اوحی الی انه استمع نفر من الجن الخ" (جن رکوع ۱) بعدہ بہت بڑی تعداد میں جن مسلمان ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے اور دین سیکھنے کیلئے انکے وفود حاضر خدمت ہوئے۔ خفاجی نے روایات کی بناء پر دعویٰ کیا ہے کہ چھ مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں سے ملاقات کی۔ اس لئے روایات میں جو اختلاف انکے عدد یا دوسرے امور کے متعلق معلوم ہوتا ہے اسکو تعدد وقائع پر حمل کرنا چاہیے۔ (تفسیر عثمانی)

اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ يُجِرْكُمْ

والے کا اور اس پر ایمان لے آ ؤ تا کہ اللہ تمہارے لئے بخش دے تمہارے گناہ اور تم کو پناہ میں رکھے

مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ وَ مَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ

دردناک عذاب سے ف۱ اور جو نہ مانے گا اللہ کے بلانے والے کو تو نہ

بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءُ ؕ

تھکا سکتا ہے زمین میں بھاگ کر اور نہ اس کے لئے اللہ کے سوائے مددگار ہیں

اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾ اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ

وہی لوگ صریح گمراہی میں ہیں کیا دیکھتے نہیں کہ جس اللہ نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ

پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور نہ تھکا ان کے پیدا کرنے میں وہ اس پر قادر ہے

عَلٰۤى اَنْ يُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰۤى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾

کہ جلا اٹھائے مردوں کو! ہاں بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے

وَ يَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَلَيْسَ هٰذَا

اور جس دن کافر سامنے لائے جائیں گے آگ کے (ان سے کہا جائے گا کہ) کیا یہ

بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَ رَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ

برحق نہیں؟ وہ کہیں گے ضرور برحق ہے قسم ہے اپنے پروردگار کی! فرمائے گا اچھا تو عذاب

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۴﴾ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ

چکھو اس سبب سے کہ تم کفر کیا کرتے تھے۔ پس تو صبر کر جیسا صبر کیا ہمت والے پیغمبروں نے

ف۱ جنات کو کفر اور معصیت سے عذاب ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور ایمان واعمال صالحہ پر ان کو جنت اور ثواب ملنے میں اختلاف ہے اکثر علماء تو اس کے قائل ہیں کہ ایمان اور نیک اعمال سے ان کو جنت اور ثواب ملے گا کیونکہ شریعت کی عام نصوص اور حق تعالیٰ کے اس ارشاد سے بالخصوص **لم یطمثھن انس قبلھم ولا جان** سے یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ حق تعالیٰ حوروں کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ ان کو نہ اس سے پہلے کسی انسان نے چھوا نہ جن نے تو اگر جنات کے چھونے کا احتمال ہی نہ تھا تو ان کے ذکر کی اس جگہ کیا ضرورت تھی معلوم ہوا کہ جنات بھی حوروں کو چھوڑ سکتے ہیں دوسرے سورہ انعام میں انسان اور جنات کے ذکر کے بعد حق تعالیٰ نے فرمایا ہے **لکل درجت مما عملوا** کہ ہر ایک کو اپنے اعمال کے سبب درجے ملیں گے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے غایت احتیاط کی وجہ سے چونکہ اس بارہ میں کوئی صاف اور صریح نص موجود نہ تھی اس میں توقف فرمایا ہے اور یہ جو امام صاحب کا قول مشہور ہو گیا ہے کہ وہ جنات کے جنت میں نہ جانے کے قائل ہیں تو غالباً اسی توقف کے بیان میں ناقلین کو غلطی ہوئی ہے۔

خاصیت: آیت ۳۳ تا ۳۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۭ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ

اور (عذاب کی) جلدی نہ مچا ان کے لئے ف۱ یہ لوگ جس دن

مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۭ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ

اس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے (ان کو ایسا معلوم ہوگا) گویا ٹھہرے ہی نہیں

يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ؀۳۵ ع

مگر ایک گھڑی دن یہ پیغام کا پہنچا دینا ہے اب وہی ہلاک ہوں گے جو نافرمان ہیں

سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٍ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ محمد مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اڑتیں آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ

جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) روکا اللہ کے راستہ سے اللہ نے گئے گزرے کر دیئے

اَعْمَالَهُمْ ؀۱ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا

ان کے اعمال ف۲ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور اس کو مانا

بِمَا نُزِّلَ عَلٰي مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ

جو نازل ہوا محمد پر اور وہی سچا دین ہے ان کے پروردگار کی طرف سے اللہ نے ان سے دور کر دیا

سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ؀۲ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا

ان کی خطاؤں کو اور درست کر دیا ان کی حالت کو یہ اس سبب سے کہ جو کافر ہیں

تعبیر سورہ الاحقاف

جو شخص اس کی خواب میں تلاوت کرے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اپنے والدین کا نافرمان ہوگا لیکن آخری عمر میں اس کو اچھی توبہ نصیب ہوگی۔

ف۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی

یعنی جب معلوم ہو چکا کہ منکرین کو سزا ملنی ضرور ہے۔ آخرت میں ملے یا دنیا میں بھی۔ تو آپ ان کے معاملہ میں جلدی نہ کریں۔ بلکہ ایک میعاد معین تک صبر کرتے رہیں جیسے اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا ہے (تنبیہ) بعض سلف نے کہا کہ سب رسول اولوالعزم (ہمت والے) ہیں اور عرف میں پانچ پیغمبر خصوصی طور پر اولوالعزم کہلاتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اور حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ رکوع ۴ ع ۴ ۹ ۲

دیگر اقوام کی ہلاکت سے عبرت کی دعوت دی گئی۔ جنات کا قبول اسلام اور قرآن کے حق میں گواہی اور اپنی قوم کو دعوت کا ذکر فرمایا گیا۔ یہود کے عقیدہ کی تردید اور ان کے اقرار کو ذکر کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی۔

ف۲ اس سورۃ کا نام "قتال" ہونیکی وجہ

سورہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا نام قتال بھی ہے کیونکہ جہاد و قتال کے احکام اس میں بیان ہوئے ہیں۔ ہجرت مدینہ کے فوراً بعد ہی یہ سورت نازل ہوئی یہاں تک کہ اس کی ایک آیت كَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ کے متعلق حضرت ابن عباسؓ سے یہ منقول ہے کہ وہ مکی آیت ہے کیونکہ اسکا نزول اس وقت ہوا ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کی نیت سے مکہ معظمہ سے نکلے اور مکہ مکرمہ کی بستی اور بیت اللہ پر نظر کر کے آپ نے فرمایا کہ ساری دُنیا کے شہروں میں مجھے تو ہی محبوب ہے اگر اہل مکہ مجھے یہاں سے نہ نکالتے تو میں خود اپنے اختیار سے مکہ مکرمہ نہ چھوڑتا۔ (معارف مفتی اعظمؒ)

خاصیت: آیت ۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ

وہ چلے جھوٹ بات پر اور جو ایمان لائے انہوں نے پیروی کی سچے دین کی جو ان کے

مِنْ رَبِّهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ لِلنَّاسِ أَمْثَالَهُمْ ﴿٣﴾ فَإِذَا

پروردگار کی طرف سے ہے یوں اللہ بیان فرماتا ہے لوگوں کے لئے ان کے حالات تو جب

لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا

تمہاری مڈ بھیڑ ہو جائے کافروں سے تو ان کی گردنیں مارو! یہاں تک کہ جب ان میں

أَثْخَنْتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً

خوب خون بہا چکو تو مضبوط قید کرو۔ پھر یا احسان کرنا اس کے بعد اور یا معاوضہ لینا ف۱

حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ ذَٰلِكَ ۛ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ مع ۱۳ عند المتقدمین ۲

یہاں تک کہ لڑائی رکھ دے اپنے ہتھیار یہ (حکم ہے) اور اگر اللہ چاہتا

لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلَٰكِنْ لِيَبْلُوَ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۗ

تو خود ان سے انتقام لیتا ولیکن وہ چاہتا ہے کہ آزمائے تم میں ایک کو دوسرے سے!

وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَنْ يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ ﴿٤﴾

اور جو لوگ قتل کئے گئے اللہ کی راہ میں تو اللہ ہرگز نہ اکارت کرے گا ان کے اعمال۔

سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ﴿٥﴾ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ

وہ ان کو ہدایت دے گا اور ان کی حالت سنوار دے گا۔ اور ان کو داخل فرمائے گا جنت میں

عَرَّفَهَا لَهُمْ ﴿٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ

جس کا حال ان کو بتا دیا ہے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے وہ تمہاری

ف۱ جنگ بدر میں جو ستر آدمی گرفتار ہوئے تھے، انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کی اکثریت کے مشورے سے فدیہ لیکر چھوڑ دیا تھا، اس پر سورہ انفال (۸:۶۷-۶۹) میں اللہ تعالیٰ نے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ جب تک کافروں کی طاقت اچھی طرح کچلی نہیں جاتی، اس وقت تک قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑنا صحیح نہیں تھا، کیونکہ ان حالات میں دشمنوں کو چھوڑنے کا نتیجہ یہ ہوتا کہ ان کی طاقت کو اور مضبوط کیا جائے۔ سورہ انفال کی ان آیتوں سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا تھا کہ شاید آئندہ بھی جنگی قیدی قیدیوں کو چھوڑنا جائز نہ ہو۔ اس آیت نے یہ وضاحت فرمادی کہ اس وقت قیدیوں کو چھوڑنے پر اللہ تعالیٰ نے ناراضگی کا جو اظہار فرمایا تھا، وہ اس لئے کہ دشمن کی طاقت کو اچھی طرح کچلے بغیر انہیں رہا کر دیا گیا لیکن جب ان کی طاقت کچلی جا چکی ہو تو اس وقت انہیں چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور مسلمان حاکم کے لئے دونوں صورتیں جائز ہیں، چاہے کوئی فدیہ یعنی معاوضہ لئے بغیر احسان کے طور پر انہیں چھوڑ دیا جائے، یا کوئی فدیہ لے کر چھوڑا جائے۔ چنانچہ اس آیت کی روشنی میں اسلامی حکومت کو چار قسم کے اختیار حاصل ہیں، ایک یہ کہ قیدیوں کو بلا معاوضہ احسان کے طور پر چھوڑ دے، دوسرے یہ کہ ان سے کوئی فدیہ یا معاوضہ لے کر چھوڑے جس میں جنگی قیدیوں کا تبادلہ بھی داخل ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر ان کو زندہ چھوڑنے میں یہ اندیشہ ہو کہ وہ مسلمان کے لئے خطرہ بنیں گے تو انہیں قتل کرنے کی بھی گنجائش ہے جیسا کہ سورہ انفال (۸:۶۷-۶۹) میں بیان فرمایا گیا ہے، اور چوتھے یہ کہ اگر ان میں یہ صلاحیت محسوس ہو کہ وہ زندہ رہ کر مسلمانوں کیلئے خطرہ بننے کے بجائے اچھی خدمات انجام دے سکیں گے تو انہیں غلام بنا کر رکھا جائے، اور ان اسلامی احکام کے مطابق رکھا جائے جو غلاموں کے ساتھ

يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝٧ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا

مدد کرے گا اور تمہارے پاؤں جما دے گا اور جو منکر ہیں ان کو ٹھوکر لگتی ہے

لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝٨ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ

اور اللہ نے حبط کر لئے ان کے اعمال یہ اس سبب سے کہ انہوں نے اس کو پسند نہ کیا

اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝٩ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا

جواللہ نے نازل فرمایا تو اکارت کر دیا ان کا کیا کرایا۔ کیا یہ چلے پھرے نہیں ملک میں پس دیکھتے

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۫

کہ کیسا انجام ہوا ان کا جو ان سے پہلے تھے اللہ نے ان کو ہلاک کر مارا

وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝١٠ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور کافروں کو ایسی ہی سزائیں ملتی رہتی ہیں۔ یہ اس لئے کہ اللہ مسلمانوں کا کارساز ہے

وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝١١ ع اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ

اور کافروں کا کوئی بھی کارساز نہیں ف۱ اللہ داخل فرمائے گا

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے جنتوں میں کہ بہتی ہیں ان کے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ

نیچے نہریں! اور جو کافر ہیں وہ رہتے بستے اور کھاتے ہیں

كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝١٢ وَكَاَيِّنْ مِّنْ

جس طرح چوپائے کھاتے ہیں اور آگ ان کا ٹھکانا ہے اور بہتیری بستیاں جو زیادہ تھیں

خاصیت: آیت ۹،۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

حسن سلوک کی تاکید کرتے ہیں، اور انہیں بھائیوں کا سا درجہ دیتے ہیں، ان چار صورتوں میں سے کوئی صورت لازمی نہیں ہے بلکہ اسلامی حکومت حالات کے مطابق کسی بھی صورت کو اختیار کر سکتی ہے لیکن یہ اس وقت ہے جب دشمنوں سے جنگی قیدیوں کے بارے میں کوئی معاہدہ نہ ہو اگر کوئی ایسا معاہدہ ہو تو مسلمانوں پر اس کی پابندی لازم ہے آج کل بین الاقوامی طور پر اکثر ملکوں نے جنگی قیدیوں کے بارے میں یہ معاہدہ کیا ہوا ہے کہ وہ قیدیوں کو قتل نہ کریں گے اور غلام بنائیں گے جو ممالک اس معاہدے میں شریک ہیں اور جب تک شریک ہیں ان کیلئے اس کی پابندی شرعاً بھی لازم ہے۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۱

کفار کی ہٹ دھرمی اور دین کی سچائی کو ذکر فرمایا گیا۔ باطل سے مقابلہ کے سلسلہ میں ہدایات اور جہاد کی حکمت ذکر فرمائی گئی۔ شہداء کی کامیابی اور کفار کی بربادی و ہلاکت کو ذکر کر کے اہل مکہ کو عبرت کی دعوت دی گئی۔ ع ۱ ۱۱ ۵

ف۱ لفظ مولیٰ کے دو معنی ہیں کارساز و مددگار اور مالک پس حق تعالیٰ پہلے معنے کے اعتبار سے کفار کے مولیٰ نہیں ہیں اور دوسرے معنے کے اعتبار سے وہ ان کے بھی مولیٰ ہیں کیونکہ مالک تو وہ سب کے ہیں پس دوسری جگہ جو فرمایا ہے **ثم ردوا الی اللہ مولا ھم الحق** کہ پھر سب کفار حق تعالیٰ اپنے مولیٰ حقیقی کی طرف لے جائیں گے سو وہاں کے معنے مالک کے ہیں اور یہاں جو فرمایا ہے کہ کفار کے لئے کوئی مولیٰ نہیں یہاں مددگار اور کارساز کے معنی ہیں۔

قَرْيَتِهِ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ أَخْرَجَتْكَ ج

قوت میں اس تیری بستی سے جس نے تجھ کو جلاوطن کر دیا ہم نے ان کو ہلاک کر مارا

أَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿١٣﴾ أَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ

تو ان کا کوئی بھی مددگار نہ ہوا بھلا وہ شخص جو اپنے پروردگار کے روشن طریقہ پر ہو اس کی برابر ہو سکتا

رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا أَهْوَآءَهُمْ ﴿١٤﴾ مَثَلُ

ہے جس کی نظر میں بھلی کر دکھائی گئی اس کی بدکاری اور وہ چلتے ہیں اپنی خواہشوں پر؟ اس بہشت کی

الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ط فِيْهَآ أَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ

صفت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس میں نہریں ہیں ایسے پانی کی کہ جس میں

اٰسِنٍ ج وَأَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ج وَأَنْهٰرٌ مِّنْ

بدبو نہیں ف۱ اور نہریں ہیں ایسے دودھ کی جس کا ذائقہ نہیں بدلا اور نہریں ہیں ایسی شراب کی جس میں

خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ج وَأَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ط

لذت ہے پینے والوں کے لئے اور نہریں ہیں صاف کئے ہوئے شہد کی اور ان کے لئے وہاں ہر قسم

وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ط

کے میوے اور مغفرت ہے ان کے پروردگار کی طرف سے (بھلا یہ لوگ اس کے مانند ہو سکتے ہیں) جو

كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ أَمْعَآءَهُمْ ﴿١٥﴾

ہمیشہ آگ میں رہے گا اور انکو پلایا جائے گا کھولتا ہوا پانی تو وہ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا ان کی انتڑیوں

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ إِلَيْكَ ج حَتّٰٓى إِذَا خَرَجُوْا مِنْ

کو؟ اور لوگوں میں بعض شخص ایسا ہے کہ کان لگاتا ہے تیری طرف یہاں تک کہ جب وہ نکلتے ہیں

ف۱ اعلیٰ ترین جنت کی دعا مانگو:

ایک حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو جب تم اللہ سے جنت کے لئے دعا مانگو تو فردوس کا سوال کیا کرو کیونکہ فردوس جنت کا درمیانی اور اعلیٰ ترین مقام ہے جس سے تمام نہریں جنت کی بہہ رہی ہیں اور اس کے اوپر عرش رحمن ہے۔ (معارف کاندھلوی)

جنت میں دریاء:

حضرت معاویہ بن حیدہ نے بیان کیا میں نے خود سنا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے جنت کے اندر پانی کا دریا ہے اور شہد کا دریا ہے اور دودھ کا دریا ہے اور شراب کا دریا ہے پھر (ہر ایک سے) نہریں نکالی گئی ہیں۔ رواہ البیہقی و الترمذی۔ ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کی نہریں مشک کے پہاڑ سے پھوٹ کر نکلتی ہیں۔ رواہ ابن حبان و الحاکم والبیہقی والطبرانی وابن ابی حاتم۔ جنت کی نہریں سطح زمین کے اوپر ہیں مسروق کا بیان ہے کہ جنت کی نہریں بغیر گڑھے کے (ہموار سطح پر) بہتی ہیں۔ رواہ ابن المبارک والبیہقی۔ حضرت انس راوی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید تم خیال کرتے ہو کہ جنت کی نہریں زمین کے گڑھے (میں بہتی) ہوں گی۔ نہیں خدا کی قسم۔ وہ روئے زمین پر رواں ہوں گی اس کے دونوں کنارے موتیوں کے خیمے ہوں گے اور اس کی مٹی خالص مشک ہوگی۔

سیحون، جیحون، فرات اور نیل:

حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیحون اور جیحون اور فرات اور نیل سب جنت کی نہروں سے ہیں۔ رواہ مسلم۔ حضرت عمروؓ بن عوف راوی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار (دریا) جنت کی نہریں (دریا) ہیں نیل، فرات، سیحون اور جیحون اور چار پہاڑ جنت کے پہاڑ ہیں، اُحد، طور، لبنان، اور ورقان کعب احبار نے کہا جنت کے اندر دریائے نیل شہد کا دریا ہے اور دریا دجلہ دودھ کا دریا ہے فرات شراب کا دریا ہے اور دریائے سیحون پانی کا دریا ہے (یعنی جنت کے اندر جن دریاؤں کے یہ دنیوی نام ہیں ان کی حقیقت شہد دودھ شراب اور پانی ہے) رواہ البیہقی

خاصیت: آیت ۱۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۫ اُولٰٓئِكَ

تیرے پاس سے تو کہتے ہیں ان لوگوں سے جنکو علم عطا ہوا ہے کہ (کیوں جی) پیغمبر نے کیا کہا تھا؟ ف۱ یہ وہی لوگ ہیں

الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱٦﴾

جن کے دلوں میں مہر لگا دی ہے اور چلتے ہیں اپنی خواہشات پر اور جو لوگ ہدایت پر ہیں

وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾

ان کو اللہ نے زیادہ ہدایت دی اور ان کو عطا فرمائی ان کی پرہیز گاری تو کیا یہ لوگ بس

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ

قیامت ہی کے منتظر ہیں کہ وہ ان پر آ کھڑی ہو ایک دم سے! تو اس کی نشانیاں تو آ ہی چکی ہیں

جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾ فَاعْلَمْ

پھر ان کو سمجھنا کہاں نصیب ہوگا قیامت ان پر آ پہنچے گی سو تو جانے رہ کہ کوئی معبود نہیں اللہ کے

اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

سوائے اور معافی مانگ اپنے گناہ کے لئے اور مسلمان مردوں

وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾ ع وَيَقُوْلُ

اور عورتوں کیلئے ف۲ اور اللہ جانتا ہے تمہارے چلنے اور پھرنے اور تمہارے ٹھہرنے کی جگہ کو اور مسلمان

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ

کہتے ہیں کہ کیوں نہیں نازل کی جاتی کوئی سورۃ (جہاد کے بارے میں) پھر جب نازل کی جائے گی

مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

کوئی سورۃ واضح المعنی اور ذکر کیا جائے اس میں لڑائی کا تو تو ان لوگوں کو دیکھے گا جن کے دلوں میں

ف۱ مومن اور منافق کا سننا:

ابن المنذر نے بحوالۂ ابن جریج بیان کیا کہ رسول اللہ علیہ وسلم کے پاس مومن اور منافق سب ہی جمع ہوتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے مومن تو اس کو (کان لگا کر) سنتے اور یاد رکھتے تھے اور منافق سنتے تھے مگر یاد نہیں رکھتے تھے (دل میں جگہ نہیں دیتے تھے) پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے منافق نکل کر آتے تو مومنوں سے پوچھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی کیا فرمایا تھا۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۲

اہل ایمان کیلئے جنت کی بشارت اور کفار کی حیرانی زندگی کو ذکر فرمایا گیا۔ متقین کیلئے جنت اور اس کی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا۔ منافقین اور اس کی سزا ذکر کر کر کے توبہ میں جلدی کرنے کا حکم دیا گیا۔ (ع ۲ ۸ ٦)

ف۲ یعنی ایسی باتیں کمال دین میں خلل ڈالنے والی آپ کی امت سے بھی صادر ہو سکتی ہیں اور ان کی خطائیں واقع میں بھی گناہ ہو سکتی ہیں اس لئے آپ امت کے واسطے بھی بخشش مانگتے رہیے تاکہ جو درجہ کمال دین کا آپ کی شان کے مناسب ہے اور جو ان کی شان کے مناسب ہے وہ محفوظ رہے اور جو چیزیں اس میں خلل پیدا کریں ان کا تدارک ہوتا رہے۔

خاصیت: آیت ۱۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ؕ

بیماری ہے کہ وہ تکتے ہیں تیری طرف جیسے تکتا ہو کوئی بے ہوش پڑا ہوا مرنے کے وقت

فَاَوْلٰى لَهُمْ ۚ﴿۲۰﴾ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۟ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۟

سو ان کے لئے خرابی ہے! فرمانبرداری اور معقول بات (چاہیئے تھی) پھر جب کام پختہ ہو جائے

فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ﴿۲۱﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ

تو اگر یہ لوگ اللہ سے سچے رہیں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے تو کچھ بعید نہیں

اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾

اگر تم صاحب حکومت بن جاؤ کہ فساد کرنے لگو ملک میں اور توڑنے لگو اپنے رشتے ناتے ف۱

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾

یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی پھر ان کو بہرا بنا دیا اور اندھا کر دیا ان کی آنکھوں کو

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾ اِنَّ

تو کیا لوگ غور نہیں کرتے قرآن میں یا دلوں پر ان کے قفل لگ رہے ہیں۔ بیشک

الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ

جو لوگ پھر گئے اپنی پیٹھ پر اس کے بعد کہ ان کے لئے راہ ہدایت

الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ؕ وَاَمْلٰى لَهُمْ ﴿۲۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

ظاہر ہو چکی شیطان نے ان کو آراستہ کر دکھایا اور ان کو ڈھیل دی یہ اس سبب سے کہ انہوں نے

قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِىْ بَعْضِ

ان لوگوں سے کہا جو ناپسند کرتے ہیں اللہ کے اتارے ہوئے کو کہ ہم تمہاری بات مانیں گے ف۲ بعض

ف۱ حضرت عمرؓ کا واقعہ

حضرت بریدہؓ کا بیان ہے میں حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے کسی کی چیخ کی آواز سنی فرمایا یرفا دیکھو تو یہ آواز کیسی ہے یرفا نے کہا ایک لڑکی ہے جس کی ماں کو فروخت کیا جا رہا ہے فرمایا مہاجرین اور انصار کو بلا کر لا۔ تھوڑی ہی دیر میں (سب آ گئے اور) حجرہ بھر گیا حضرت عمرؓ نے اول اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ جو (شریعت) رسول صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے اس میں رشتہ داریاں منقطع کرنے کا حکم ہے حاضرین نے کہا نہیں (ہے) فرمایا تو تمہارے اندر یہ قطع قرابت پیدا ہو گیا ہے پھر آپ نے آیت: **فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا في الارض وتقطعوا** تلاوت فرمائی قطع قرابت اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ تمہارے اندر کسی شخص کی ماں فروخت کی جائے حالانکہ اللہ نے تمہارے لئے (اس فروخت کے علاوہ دوسری) گنجائش عطا فرما دی ہے حاضرین نے کہا پھر آپ کی جو رائے ہو کیجئے اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اطراف ملک میں لکھ بھیجا کہ کسی آزاد شخص کی ماں نہ فروخت کی جائے یہ قطع رحم ہے جائز نہیں ہے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ یعنی تم جو ہم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے منع کرتے ہو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ظاہر میں بھی اتباع نہ کریں دوسرے یہ کہ باطن میں اتباع نہ کریں سو پہلی صورت میں تو بوجہ مصلحت کے ہم تمہارا کہنا نہیں مان سکتے لیکن دوسری صورت میں مان لیں گے کیونکہ عقائد میں ہم تمہارے ساتھ ہیں مطلب یہ ہے کہ حق سے پھرنے کا سبب قومی تعصب اور اندھی تقلید ہے۔

الْأَمْرِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ﴿٢٦﴾ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ

کاموں میں اور اللہ جانتا ہے ان کے آہستہ بات کرنے کو پھر کیا حال ہوگا جب فرشتے

يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ﴿٢٧﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا

ان کی جان نکال لیں گے مارتے جاتے ہوں گے ان کے منہ اور پیٹھ پر یہ اس لئے کہ

مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ﴿٢٨﴾ أَمْ

وہ اس راہ چلے جو اللہ کو غصہ دلاتی ہے اور نہ پسند کی اس کی خوشی تو اللہ نے اکارت کر دیئے ان کے عمل ۔ کیا

حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ

یہ خیال کر کہتے ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے کہ اللہ

أَضْغَانَهُمْ ﴿٢٩﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيمَاهُمْ ۚ

ہرگز نہ ظاہر کرے گا ان کے کینے ؟ اور اگر ہم چاہیں تو تجھ کو وہ لوگ دکھا دیں پس تو ان کو پہچان لے

وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٠﴾

ان کے چہرہ سے اور بیشک تو ان کو پہچان لے گا طرز کلام میں ! اور اللہ جانتا ہے تمہارے اعمال

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ

اور ہم ضرور تم کو آزمائیں گے تا کہ معلوم کر لیں تم میں جہاد کرنے والوں اور صابر بندوں کو

وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ ﴿٣١﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ

اور جانچ لیں تمہارے حالات کو ف۱ بیشک جن لوگوں نے کفر کیا اور روکا اللہ کے راستے سے

اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَنْ

اور مخالفت کی رسول کی اس کے بعد کہ ان پر ظاہر ہو چکی ہدایت وہ لوگ اللہ کا

ع ۳ ۹ ۷

خلاصہ رکوع ۳

جہاد کے سلسلہ میں منافقوں کے تاثرات کو ذکر فرمایا گیا۔ منافقین کا شیطان اور یہود سے گٹھ جوڑ کو بیان فرمایا گیا اور بتایا گیا کہ انہوں نے اعمال غارت کرنے والا راستہ اختیار کیا ہے۔

ف۱ کسی معین شخص پر لعنت کرنیکا حکم

مسئلہ: کسی معین شخص پر لعنت کرنا جائز نہیں جب تک کہ اس کا کفر پر مرنا یقینی طور پر ثابت نہ ہو عام وصف کے ساتھ لعنت کرنا جائز ہے۔ جیسے "لعنة الله على المفسدين' لعنة الله على قاطع الرحم وغيره" (معارف القرآن)

يَضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴿٣٢﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

کچھ بھی نہ بگاڑیں گے اور اللہ اکارت کر دے گا ان کے اعمال کو مسلمانو!

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

فرمانبردار بنو اللہ کے اور فرمانبردار بنو رسول کے اور ضائع نہ کرو اپنے اعمال کو ف۱ بیشک جو لوگ

كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ

کافر ہوئے اور روکا اللہ کے راستے سے پھر مر گئے اور وہ کافر ہی رہے ف۲

فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿٣٤﴾ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ

تو اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا سو تم بودے نہ بنو اور نہ بلاؤ صلح کی طرف ف۳ اور تم ہی غالب رہو گے

الْاَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٥﴾ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ

اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تم کو ہرگز نقصان نہ دے گا تمہارے اعمال میں بس دنیا کی

الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ

زندگی تو ایک کھیل اور تماشا ہے اور اگر ایمان لاؤ گے اور پرہیزگار بنو گے تو وہ تم کو عطا فرمائے گا تمہارے

وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴿٣٦﴾ اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ

اجر اور تم سے نہ مانگے گا تمہارے مال۔ اگر وہ تم سے تمہارے مال طلب کرے پس تم کو تنگ کرے تو تم

تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿٣٧﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ

بخل کرنے لگو اور بخل کرنا ظاہر کر دے تمہاری عداوتوں کو۔ سنو جی تم وہ لوگ ہو کہ تم کو بلایا جاتا ہے تا کہ

لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ

خرچ کرو اللہ کی راہ میں پس تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ بخل کرتا ہے اور جو شخص بخل کرتا ہے

ف۱ شان نزول:
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی خیال کرتے تھے کہ جس طرح شرک کی موجودگی میں کوئی اچھا عمل مفید نہیں۔ اسی طرح لاالٰہ الا اللہ کے قائل کو کوئی گناہ ضرر نہیں پہنچائے گا۔ اس خیال کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی۔ آیت کا سبب نزول ابن ابی حاتم اور محمد بن نصر مروزی نے کتاب الصلوٰۃ میں بحوالۂ ابوالعالیہ بیان کیا ہے۔ اس آیت کے نزول کے بعد صحابہؓ کو اندیشہ ہوا۔ (اور وہ جان گئے) کہ گناہ سے نیک عمل باطل ہو جاتا ہے۔ بغوی نے بھی ابوالعالیہ کی یہ روایت نقل کی ہے۔

ف۲ مغفرت نہ ہونے کے لئے کفر کے ساتھ دوسروں کو بھی دین سے روکنا بلکہ موت تک صرف کافر رہنے کا بھی یہی اثر ہے لیکن زیادہ ملامت کے لئے واقعی کی قید بڑھا دی ہے کیونکہ اس وقت کے بڑے بڑے کافروں میں یہ بات بھی تھی کہ وہ دوسروں کو بھی روکتے تھے آگے مومنین کی تعریف اور کفار کی برائی بیان فرماتے ہیں۔

ف۳ صلح اور اس کی شرط:
صحیح یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے ابتداءً صلح کر لینا بھی جائز ہے جبکہ مصلحت مسلمانوں کی اسمیں دیکھی جائے۔ محض بزدلی اور عیش کوشی اسکا سبب نہ ہو اور اس آیت کے شروع میں فَلَا تَهِنُوْا کہہ کر اس طرف اشارہ کر دیا کہ ممنوع وہ صلح ہے جسکا منشاء بزدلی اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے فرار ہو اسلئے اسمیں بھی کوئی تعارض نہیں کہ وان جنحو اللسلم کی آیت کے حکم کو اُس صورت کیساتھ مقید کیا جائے جس میں صلح جوئی کا سبب دشمن اور سستی بزدلی نہ ہو بلکہ خود مسلمانوں کی مصلحت کا تقاضا ہو واللہ اعلم۔ (معارف مفتی اعظم)

فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ ۚ

تو بس اپنے ہی سے بخل کرتا ہے۔ اور اللہ تو بے پرواہ ہے اور تم محتاج ہو اور

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿٣٨﴾ ع

اگر تم روگردانی کروگے اللہ تمہارے بدلہ لے آئے گا اور لوگوں کو تمہارے سوائے پھر وہ تمہاری طرح نہیں ہوں گے۔

سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ فتح مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں انتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ﴿١﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ

بیشک ہم نے تجھ کو فتح دی کھلم کھلا فتح ف۱ تا کہ اللہ تجھ کو معاف کردے جو آگے ہو چکے تیرے گناہ

مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ

اور جو پیچھے رہے اور پورا کرے اپنا احسان تجھ پر اور تجھ کو

صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٢﴾ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ﴿٣﴾ هُوَ

چلائے سیدھے رستے اور اللہ تیری مدد فرمائے زبردست مدد۔ وہی ہے

الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا

جس نے اطمینان اتارا مسلمانوں کے دلوں میں تاکہ ان کو ایمان اور زیادہ ہو

اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

ان کے پہلے ایمان کے ساتھ! اور اللہ کے ہیں لشکر آسمانوں کے اور زمین کے

تعبیر سورہ محمد

جو شخص اس کو خواب میں پڑھے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے پاس فرشتہ اچھی صورت میں آئے گا

خلاصہ رکوع ۴

منافقین کے راز افشاء ہونے کی خبر دی گئی۔ اعمال کی قبولیت کی شرط ذکر کرکے حوصلہ افزائی کی گئی اور تقویٰ کا حکم دیا گیا۔ مال خرچ کرنے کا حکم فرمایا گیا۔

ع ۴ / ۱۰ / ۸

ف۱ ساری دنیا سے زیادہ محبوب سورت کا نزول

حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلح حدیبیہ کے بعد واپس مدینہ منورہ کیلئے تشریف لا رہے تھے اور حضرات صحابہؓ کے دلوں میں اس بات کا رنج تھا کہ عمرہ نہ کرسکے اس وقت سورۃ الفتح نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے جب آپ نے "انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر" پڑھ کر سنائی تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! مبارک ہو اس میں تو آپ کے بارے میں فرمایا کہ ایسا ایسا ہوگا سوال یہ ہے کہ ہمارا کیا بنے گا اس کا بھی پتہ چلنا چاہئے اس پر یہ آیت کریمہ "لیدخل المومنین المومنات" نازل ہوئی۔ (معالم التنزیل)

سورۃ کا شان نزول اور فضیلت

امام احمدؒ بخاریؒ ترمذیؒ نسائیؒ ابن حبان اور ابن مردویہ نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے فرمایا ہم ایک سفر میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے۔ میں نے ایک بات کے متعلق تین بار رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا لیکن حضور نے کوئی جواب نہیں دیا میں نے (اپنے دل میں) کہا عمر! تیری ماں تجھے روئے تو نے تین بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا لیکن حضور صلی

خاصیت: آیت ۱ تا ۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿٤﴾ لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے تاکہ داخل فرمائے ایمان دار مردوں اور ایماندار عورتوں کو

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ

جنتوں میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں ہمیشہ وہیں رہیں و نیز ان سے

عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٥﴾

اتارے ان کے گناہ۔ اور یہ ہے اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی وا اور (تاکہ)

وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ

عذاب دے منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو

الظَّاۗنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۚ

جو گمان کرتے ہیں اللہ کے ساتھ گمان بدٗ انہیں پر پڑے مصیبت کا پھیر

وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۭ

اور اللہ ان پر غصہ ہوا اور اس نے ان کو پھٹکارا ان کے لئے تیار کر رکھی ہے دوزخ

وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ﴿٦﴾ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے اور اللہ ہی کے ہیں لشکر آسمانوں کے اور زمین کے۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿٧﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا

اور اللہ زبردست حکمت والا ہے بیشک ہم نے تجھ کو بھیجا ہے گواہ اور خوشی

وَّنَذِيْرًا ﴿٨﴾ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ

اور ڈر سنانے والا! تاکہ تم لوگ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس کی مدد کرو

اللہ علیہ وسلم نے کسی بار جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، پھر میں نے اپنے اونٹ کو بڑھایا اور دوسرے لوگوں سے آگے بڑھ گیا مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ میرے بارے میں قرآن کی کوئی آیت نازل ہوگی۔ (جس میں شاید مجھ پر عتاب ہو) کچھ دیر گذری تھی کہ میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو مجھے پکار رہا تھا۔ میں فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات مجھ پر ایک ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو ہر اس شے سے مجھے پیاری ہے جس پر سورج نکلتا ہے پھر آپ نے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا کی تلاوت فرمائی۔ حاکم وغیرہ نے حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم کی روایت سے بیان کیا کہ سورۃ فتح اول سے آخر تک مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیان حدیبیہ کے واقعہ کے متعلق نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

وا فضیلت کا مدار اطاعت پر ہے خواہ کسی خاص کام میں ہو یا دوسرے کاموں میں ہو تو اس میں مسلمان عورتیں بھی شریک ہیں دوسرے یا سکے بڑھا دینے سے ایک گونہ عورتوں کی تسلی بھی ہے کہ حدیبیہ والوں کے فضائل سن کر شاید ان کو یہ خیال ہوتا کہ ہم ان فضائل سے محروم ہیں اس لئے بتلا دیا کہ مدار اطاعت پر ہے تو جو احکام تمہارے متعلق ہیں تم ان میں اطاعت کرو تو تم بھی انکے مستحق ہوگی تیسرے یہ کہ مسلمانوں کے غلبہ سے انکی عورتیں بھی دل سے خوش ہوتی اور دعا کرتی تھیں تو وہ بھی اس ثواب میں شریک ہیں اور چونکہ اس جگہ سکینہ نازل کرنیکا بیان مسلمانوں کی مدح میں ہوا ہے اور مدح اکثر ایسی چیز کیساتھ کی جاتی ہے جو ممدوح کیساتھ خاص ہو اس لئے اس آیت سے یہ بھی سمجھا گیا کہ کفار کے قلب پر سکینہ نازل نہیں کیا گیا آگے اسکا انجام بیان فرماتے ہیں کہ کافروں کے دل پر سکینہ بالکل نازل نہیں کیا گیا کیونکہ انکو ایمان کی بھی توفیق نہ ہوئی اور وہ ایمان ہی کا نتیجہ تھا۔

خاصیت: آیت ۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

اور اس کی تعظیم کرو اور اللہ کی تسبیح کرو صبح و شام ف۱ بیشک جو لوگ تجھ سے

يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ

بیعت کرتے ہیں بس وہ تو اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے!

فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا

پھر جو عہد توڑے گا تو بس اپنے ہی نقصان کو توڑے گا اور جو اس

عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۰﴾ ع سَيَقُوْلُ

عہد کو پورا کرے گا جو اللہ سے کیا ہے تو اللہ اس کو عطا فرمائے گا بڑا اجر اب تجھ سے کہیں گے

لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا

پیچھے رہ جانے والے گنوار کہ ہم کو مشغول کر دیا ہمارے مال اور بال بچوں نے تو ہمارے لئے

فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ

معافی مانگئے! یہ لوگ کہتے ہیں ف۲ اپنی زبانوں سے جو ان کے دلوں میں نہیں

قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ

کہہ دے کون مالک ہے تمہارے لئے اللہ کے مقابلہ میں کسی چیز کا اگر وہ

ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ؕ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

تم کو نقصان پہنچانا چاہے یا تم کو نفع دینا چاہے! بلکہ اللہ ان اعمال سے جو تم کرتے ہو

خَبِيْرًا ﴿۱۱﴾ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

خبردار ہے کوئی نہیں بلکہ تم نے ایسا خیال کیا کہ ہرگز واپس نہ آئیں گے رسول اور مسلمان

ف۱ تسبیح کی تفسیر نماز سے کی جاوے تو صبح اور شام کی فرض نمازیں مراد ہوں گی ورنہ مطلق ذکر اگرچہ مستحب ہی ہو مراد ہوگا۔

خلاصہ رکوع ۱

صلح حدیبیہ کو فتوحات کا دیباچہ بتایا گیا۔ نصرت خداوندی اور نزول اطمینان کو ذکر فرمایا گیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کیلئے جنت کی بشارت اور مشرکین ومنافقین کیلئے سزا کو ذکر فرمایا گیا۔ ع ۱ ۹

ف۲ صحیح عذر کے ہوتے ہوئے استغفار کی درخواست اگر غیر مخلص کرے تو وہ اخلاص میں ریاء ہے اور اگر مخلص کرے تو اسکی یہ وجہ ہوسکتی ہے کہ عذر کا عذر ہونا اکثر اپنی رائے سے سمجھا جاتا ہے جس میں بعض اوقات نفس اور شیطان کے دھوکہ سے تامل میں یا اسکے موافق عمل کرنے میں کوتاہی ہو جاتی ہے لہٰذا استغفار کی حاجت ہوتی ہے آگے حق تعالیٰ انکی تکذیب فرماتے ہیں۔

إِلَىٰٓ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِى قُلُوبِكُمْ وَظَنَنتُمْ

اپنے بال بچوں کی طرف کبھی اور یہ خیال بھلا نظر آیا تمہارے دلوں میں اور تم نے گمان کیا تھا

ظَنَّ ٱلسَّوْءِ وَكُنتُمْ قَوْمًۢا بُورًا ﴿١٢﴾ وَمَن لَّمْ يُؤْمِنۢ بِٱللَّهِ

گمان بد اور تھے تم لوگ ہلاک ہونے والے اور جو کوئی نہ ایمان لائے اللہ

وَرَسُولِهِۦ فَإِنَّآ أَعْتَدْنَا لِلْكَٰفِرِينَ سَعِيرًا ﴿١٣﴾ وَلِلَّهِ مُلْكُ

اور اسکے رسول پر تو ہم نے تیار کر رکھی ہے کافروں کیلئے دہکتی ہوئی آگ اور اللہ ہی کی بادشاہت ہے

ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَآءُ ۚ

آسمانوں اور زمین کی! بخش دے جسے چاہے اور عذاب دے جس کو چاہے!

وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٤﴾ سَيَقُولُ ٱلْمُخَلَّفُونَ إِذَا

اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ۔ اب کہیں گے پیچھے رہ جانے والے لوگ جب تم

ٱنطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ ۖ

چلو گے غنیمتیں لینے کو کہ چھوڑو ہم چلیں تمہارے ساتھ ول

يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا۟ كَلَٰمَ ٱللَّهِ ۚ قُل لَّن تَتَّبِعُونَا

چاہتے ہیں کہ بدل ڈالیں اللہ کا کہا! کہہ دے کہ تم ہرگز نہ چلنے پاؤ گے ہمارے ساتھ۔

كَذَٰلِكُمْ قَالَ ٱللَّهُ مِن قَبْلُ ۖ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۚ

اسی طرح اللہ نے فرما دیا ہے پہلے سے پھر اب کہیں گے بلکہ تم تو ہم سے حسد رکھتے ہو۔

بَلْ كَانُوا۟ لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٥﴾ قُل لِّلْمُخَلَّفِينَ

کوئی نہیں! بلکہ وہ سمجھتے ہی نہیں مگر تھوڑا کہہ دے پیچھے رہ جانے والے

ول صحابۂ کرامؓ نے حدیبیہ کے سفر میں جس جاں نثاری اور اطاعت کے جذبے سے کام لیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے صلے میں یہ وعدہ فرمایا تھا کہ مکہ مکرمہ کی فتح سے پہلے انہیں ایک اور فتح حاصل ہوگی جس میں بہت سا مال غنیمت بھی حصے میں آئے گا۔ اس سے مراد خیبر کی فتح تھی، چنانچہ سن ۷ ہجری میں جب آپ خیبر کے لئے روانہ ہو رہے تھے تو صحابہ کرامؓ کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق خیبر ضرور فتح ہوگا، اور وہاں سے مال غنیمت بھی حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جب یہ موقع آئے گا تو جو منافق حدیبیہ کے سفر میں حیلے بہانے کر کے پیچھے رہ گئے تھے، وہ خیبر کے سفر میں تمہارے ساتھ چلنا چاہیں گے کیونکہ انہیں یقین ہوگا کہ اس سفر میں فتح بھی ہوگی اور مال غنیمت بھی ملے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جا رہا تھا کہ ان کی یہ خواہش پوری نہ کریں، اور انہیں ساتھ لے جانے سے انکار کر دیں۔ (توضیح القرآن)

مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ

گنواروں سے کہ عنقریب تم بلائے جاؤ گے سخت لڑنے والے لوگوں کی جانب

تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا

کہ تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے پس اگر تم حکم مانو گے تو اللہ تم کو عطا فرمائے گا اجر

حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ

نیک ف۱ اور اگر تم پھر بیٹھو گے جیسے تم پھر بیٹھے تھے پہلی بار تو اللہ تم کو سزا دے گا

عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶﴾ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى

دردناک سزا نہ اندھے پر کچھ گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر کچھ گناہ ہے اور نہ بیمار پر

الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ

کچھ گناہ ہے اور جو کوئی حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ اس کو داخل فرمائے گا جنتوں میں

وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ

کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں اور جو شخص روگردانی کرے گا

وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَضِىَ اللّٰهُ عَنِ

وہ اس کو عذاب دے گا دردناک عذاب اللہ خوش ہوا

الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِىْ

مسلمانوں سے جب وہ تجھ سے بیعت کرنے لگے درخت کے نیچے پس اس نے جان لیا

قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا

جو کچھ ان کے دلوں میں ہے پھر نازل فرمایا اطمینان قلب ان پر اور ان کو انعام میں عطا فرمائی

ف۱ اسلام کی تین شرطیں (۱) اسلام (۲) لڑائی (۳) جزیہ

تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۔ یعنی دونوں باتوں میں سے ایک ہو گی ۔ قتال یا اسلام۔ مراد یہ ہے کہ دونوں میں سے ایک بات ہونی ضرور ہے یا تو ان سے جنگ کرتے رہو یا وہ اسلام لے آئیں تیسری بات نہیں ہو سکتی ان سے جزیہ نہیں لیا جا سکتا۔ یہ حکم صرف عرب کے مشرکوں اور مرتد ہو جانے والے مسلمانوں کے لئے خاص تھا۔ اہل روم اور دوسری عجمیوں کے لئے تین صورتیں تھیں جنگ یا اسلام یا جزیہ۔

جنگجو قوم سے مراد:

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں اس سے مراد کرد لوگ ہیں۔ ایک مرفوع حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قیامت قائم نہ ہو گی جب تک کہ تم ایک ایسی قوم سے نہ لڑو جن کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوں گی اور ناک بیٹھی ہوئی ہو گی ان کے منہ مثل تہ بہ تہ ڈھالوں کے ہوں گے۔ حضرت سفیانؒ فرماتے ہیں اس سے مراد ترک ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ تمہیں ایک قوم سے جہاد کرنا پڑے گا جن کی جوتیاں بالوں دار ہوں گی۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں اس سے مراد کرد لوگ ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ ۷ ۱۰

منافقین کے اندیشے اور بہانے ذکر کر کے جواب دیا گیا۔ غزوہ خیبر سے متعلق منافقوں کا رویہ ذکر کیا گیا۔ اللہ رسول کی اطاعت پر جنت کی بشارت اور اعراض پر عذاب کی وعید ذکر فرمائی گئی۔

قَرِيبًا ﴿١٨﴾ وَّمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَّأْخُذُونَهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٩﴾

ایک فتح نزدیک۔ اور بہت سی غنیمتیں جن پر قبضہ کریں گے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ

اللہ نے تم سے وعدہ فرمایا ہے بہت سی غنیمتوں کا کہ تم ان کو لوگے سو تم کو جلد عطا فرمادیں

هٰذِهٖ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُونَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ

یہ غنیمتیں اور روکے لوگوں کے ہاتھ تم سے اور تاکہ ایک نمونہ ہو قدرت کا مسلمانوں کے لئے

وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ﴿٢٠﴾ وَّأُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا

اور تاکہ اللہ تم کو چلائے سیدھے رستہ ول اور ایک فتح اور (بھی ہونی ہے) جس پر تم نے ابھی تک

قَدْ أَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ﴿٢١﴾

قابو نہیں پایا بیشک وہ اللہ کے قابو میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ

اور اگر تم سے لڑتے کافر تو ضرور پیٹھ پھیرتے پھر نہ پاتے کوئی حمایتی اور نہ کوئی

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيرًا ﴿٢٢﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ

مددگار اللہ کی رسم پڑی ہوئی ہے جو ہوتی چلی آئی ہے

قَبْلُ ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا ﴿٢٣﴾ وَهُوَ الَّذِي كَفَّ

پہلے سے اور تو کبھی نہ پائے گا اللہ کی رسم میں تغیر وتبدل اور وہی ہے

أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ

جس نے روک رکھے کافروں کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ کافروں سے شہر مکہ کے درمیان

ول نافرمان کے لئے جنت نہیں ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لئے بغیر بنی اشجع کے ایک آدمی نے ایک یہودی پر حملہ کردیا اس یہودی نے حملہ کیا اور مسلمان کو قتل کردیا لوگوں نے کہا فلاں شخص شہید ہوگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنگ کی میں نے ممانعت کردی تھی اس کے بعد اس شخص نے یہودی پر حملہ کردیا مسلمانوں نے کہا جی ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کو حکم دیا کہ وہ ندا کردے کسی نافرمان کے لئے جنت حلال نہیں۔

عافیت کی دعا مانگو

طبرانی نے حضرت جابرؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ اس روز رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا' دشمن سے جنگ کی تمنا نہ کرو اور اللہ سے عافیت کی دعا کرو کیوں کہ تم کو معلوم نہیں کہ (جنگ میں) تم کو کیا صورت پیش آئے گی ہاں جب مڈبھیڑ ہو ہی جائے گی تو دعاء کرو اے اللہ ہمارے اور ان کے مالک ہماری اور ان کی پیشانیاں تیرے قبضہ میں ہیں تو ہی ان کو قتل کرے گا پھر زمین سے چمٹ کر بیٹھ جاؤ اور جب وہ تم پر حملہ کردیں تو اٹھ کھڑے ہو اور اللہ اکبر کہو۔ الحدیث۔

بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اس کے بعد کہ تم کو غالب بنا دیا ان پر اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو

بَصِيْرًا ۲۴ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ

دیکھ رہا ہے یہ کفار قریش وہی تو ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تم کو روکا مسجد

الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ وَلَوْلَا رِجَالٌ

حرام سے اور قربانی کے جانور کو روکا کہ وہ رکی کھڑی رہے نہ پہنچنے پائے اپنی جگہ اور اگر نہ ہوتے

مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ

کچھ مرد مسلمان اور کچھ عورتیں مسلمان جن کو تم جانتے نہیں (اگر اس کا اندیشہ نہ ہوتا) کہ تم ان کو پیس ڈالتے

فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ

پھر تم پر خرابی آ پڑتی ان سے بے خبری سے تو فتح بھی ہو جاتی لیکن (اس میں دیر اس لئے ہوئی) تا کہ اللہ داخل فرمائے

فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اپنی رحمت میں جس کو چاہے ف۱ اگر وہ مسلمان کفار مکہ سے جدا ہو جاتے تو ہم سزا دیتے کافروں کو

مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۲۵ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ

دردناک عذاب کی جس وقت کہ ٹھان لی کافروں نے اپنے دل میں

الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى

ضد جاہلیت کی ضد تو اللہ نے نازل فرمایا اپنی طرف سے اطمینان

رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى

اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر اور ان کو جمائے رکھا پرہیز گاری کی

ف۱ شان نزول:
طبرانی اور ابو یعلیٰ راوی ہیں کہ حضرت ابو جمعہ جنید بن سبع نے بیان کیا' دن کے ابتدائی (نصف) حصہ میں جب میں کافر تھا میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے (کافروں کی طرف سے) لڑا اور پچھلے دن میں جب میں مسلمان ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب ہو کر (کافروں سے) لڑا۔ ہم تین مرد اور سات عورتیں تھے ہمارے ہی متعلق آیت ولو لا رجال مومنون ونساء مومنٰت نازل ہوئی۔

خاصیت : آیت ۲۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

بات پر اور وہی تھے اس کے لائق اور اس کے اہل اور اللہ ہر چیز سے

عَلِيْمًا ﴿۲٦﴾ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ

واقف ہے بیشک اللہ نے سچا دکھایا تھا اپنے رسول کو خواب واقع میں کہ

لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ

بیشک تم داخل ہوو گے مسجد حرام میں ان شاء اللہ اطمینان کے ساتھ

مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا

اپنے سروں کے بال منڈواتے اور کترواتے ہوئے بے خوف و خطر پس اللہ نے جانا

لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾ هُوَ

جس کا تم کو علم نہ تھا تو میسر کر دی اس سے پہلے ایک نزدیک فتح وہی ہے

الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ

جس نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ تاکہ اس کو غالب رکھے

عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۲۸﴾ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ

تمام دینوں پر اور کافی ہے اللہ گواہ محمد اللہ کا رسول ہے ف۱

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں وہ سخت ہیں کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں تو ان کو دیکھتا ہے

تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫

رکوع کرنے والے سجدے کرنے والے طلب کرتے ہیں اللہ کا فضل اور خوشنودی ان کی

خلاصہ رکوع ۴

ع ۴ ۱۱ بیعت رضوان اور صحابہ کرامؓ کا مقام اولاد کی کیفیت کو ذکر فرمایا گیا۔ غیبی مدد اور نصرت کی بشارت دی گئی۔ فتح مکہ کی بشارت اور مشرکین کی فتنہ انگیزی ذکر کی گئی۔ مکہ کے مومنین کے تحفظ کی حکمت عملی، جاہلیت کا تعصب اور صحابہ کرامؓ کا مقام عظمت بیان فرمایا گیا۔

ف۱ بعثت رسالت اور سائنس

اس کائنات اور ہماری زمین میں ۹۲ فطری اور اصلی عناصر ہیں۔ یعنی ۹۲ چیزیں ایسی ہیں جو کسی اور چیز سے نہیں بنیں۔ اس طرح پوری کائنات ان ۹۲ عناصر کے ایٹموں اور ان کے مرکبات سے بنی ہے۔ ممکن ہے یہ بھی اتفاق نہ ہو کہ رسول کریم کے نام مبارک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حروف کے اعداد کا مجموعہ بھی ۹۲ ہے جس سے یہ اشارہ ہوسکتا ہے کہ آپ کی ذات مبارک روحانی کائنات کیلئے اتنی ہی بنیادی اور ضروری ہے جتنی مادی کائنات کے لئے ۹۲ عناصر کی۔ بلکہ خود اس کائنات کی تخلیق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے پیغام کے لئے ہوئی ہے۔

خاصیت: آیت ۲۷ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ

نشانی ان کے چہروں پر ہے سجدوں کے اثر سے یہی ان کی صفت ہے

فِي التَّوْرٰىةِ ۖۛ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ

توریت میں اور ان کی صفت انجیل میں۔ جیسے کھیتی کہ اس نے نکالی

فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ

اپنی سوئی پھر سوئی کو قوی کیا تو وہ موٹی ہوگئی پھر سیدھی کھڑی ہوگئی اپنی نال پر خوش کرنے لگی کسانوں کو تا کہ اللہ

لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

جی جلائے مسلمانوں کے سبب کافروں کا اللہ نے وعدہ کیا ہے ان میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے

الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ ع

اور نیک عمل کئے مغفرت کا اور اجر عظیم کا۔

سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ حجرات مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

مسلمانو پیش دستی نہ کرو اللہ اور اس کے رسول کے روبرو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اور ڈرو اللہ سے۔ بیشک اللہ سنتا جانتا ہے ایمان والو اونچا نہ کرو

۱۵ مع عند المتأخرين ۱۲

ع ۴ ۳ ۱۲

تعبیر سورہ فتح

جو شخص اس کو خواب میں پڑھے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو محبوب رکھے گا۔ (ابن سیرینؒ)

سورہ فتح پڑھنے سے فتح مکہ کا ثواب

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے سورۃ فتح پڑھی وہ گویا ایسے ہے جیسے فتح مکہ کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک رہا۔

خلاصہ رکوع ۴

فتح مکہ کے نبوی خواب کی تصدیق و تعبیر اور اسلام کے غلبہ کو ذکر فرمایا گیا۔ معاندین اسلام کیلئے صحابہ کرامؓ کی سختی اور آپس میں نرمی و محبت اور دیگر اوصاف ذکر فرمائے گئے۔ تورات وانجیل میں صحابہؓ کی مثال اور بعض صحابہؓ کو کفار کا شیوہ قرار دیا گیا۔ صحابہؓ کیلئے مغفرت واجر عظیم کا وعدہ فرمایا گیا۔

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے سورۃ احقاف پڑھی اس کو دنیا میں موجود ریت کے ہر ذرہ کے برابر اجر ملے گا دس نیکیوں تک اور اس کی دس برائیوں تک مٹا دیا جائے گا اور اس کے دس درجات بلند کئے جائیں گے۔ (تفسیر واحدی)

خاصیت : آیت ۲۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا

اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اور نہ رسول کے ساتھ بہت زور سے بات کرو

لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ

جیسے زور زور سے بات کیا کرتے ہو ایک دوسرے سے (ایسا نہ ہو) کہ اکارت ہو جائے تمہارا

وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ

سب کیا کرایا اور تم کو خبر بھی نہ ہو ف۱ جو لوگ دبی آواز سے بولا کرتے ہیں

عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ

رسول اللہ کے پاس وہی لوگ ہیں کہ اللہ نے جانچ لیا ہے ان کے دلوں کو

لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۳ اِنَّ الَّذِيْنَ

پرہیزگاری کے لئے! ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے جو لوگ تجھ کو پکارتے ہیں

يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاۗءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۴

حجروں کے باہر سے ان میں بہتیرے عقل نہیں رکھتے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا

اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تو نکلتا ان کی جانب تو یہ ان کے حق میں بہتر

لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ

تھا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے مسلمانو اگر تمہارے پاس لائے کوئی

فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا

فاسق کسی قسم کی خبر تو اس کی تحقیق کر لیا کرو (کہیں ایسا نہ ہو) کہ تم ایذا پہنچا بیٹھو

ف۱ اکابر علمائے دین کا ادب

مسئلہ: جس طرح تقدم علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ممانعت میں علمائے دین بحیثیت وارث انبیاء ہونے کے داخل ہیں اسی طرح رفع صوت کا بھی یہی حکم ہے کہ اکابر علماء کی مجلس میں اتنی بلند آواز سے نہ بولے جس سے ان کی آواز دب جائے۔ (معارف القرآن)

مطلب یہ ہے کہ بعض اوقات آواز بلند کرنا جو کہ بظاہر بے باکی ہے یا کھل کر بولنا کہ طبعاً گستاخی ہے آپ کی ناگواری اور کلفت کا سبب ہو سکتا ہے کیونکہ تم تابع ہو اور حضور متبوع ہیں اور تابع کو ادب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اور اس میں ادب کا التزام چھوٹ جاتا ہے اور حضور کی کلفت سے اعمال برباد ہو جاتے ہیں اگرچہ دوسرے گناہوں سے برباد نہیں ہوتے لیکن رسول کی شان بہت بڑی ہے ان کو تکلیف پہنچانے کا اثر یہی ہے پس اس تقریر سے معتزلہ اور خوارج کو اپنے مذہب پر استدلال کرنے کی گنجائش نہ رہی اور نہ اہل حق کی طرف سے بہ تکلیف جواب دینے کی حاجت اور چونکہ بعض دفعہ متکلم کو سامع کی کلفت وغیرہ کا علم نہیں ہوتا تو ممکن ہے کہ آپ کو تکلیف ہو اور بات کرنے والے کو یہی گمان رہے کہ تکلیف نہیں ہوئی پس اعمال کے برباد ہونے کی خبر بھی نہ ہو لاتشعرون کے یہی معنی ہیں اسی وجہ سے مطلقاً آواز بلند کرنے اور کھل کر بولنے کو منع فرما دیا آگے پست آواز سے کہنے کی ترغیب ہے۔

خاصیت: آیت ا تا ۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ﴿٦﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ

کسی قوم کو نادانی سے پھر لگو اپنے کئے پر پشیمان ہونے اور جان لو کہ تم میں

اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

اللہ کا پیغمبر ہے اگر وہ تمہارا کہنا مانا کرے بہتیرے کاموں میں تو تم پر مشکل پڑ جائے ف۱ لیکن اللہ نے

حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ

محبت ڈالدی تمہارے دلوں میں ایمان کی اور اس کو عمدہ کر دکھایا تمہارے دلوں میں

الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ﴿٧﴾

اور تمہاری نظروں میں برا بنا دیا کفر اور فسق اور نافرمانی کو یہی لوگ ہیں

فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٨﴾ وَاِنْ

جو نیک چلن ہیں اللہ کے فضل اور احسان سے اور اللہ واقف کار حکمت والا ہے۔ اور اگر

طَاۗىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ

دو گروہ مسلمانوں کے آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو پھر اگر زیادتی کرے

فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ

ان میں سے ایک فریق دوسرے پر تو تم سب لڑو اس سے جو زیادتی کرتا ہے

حَتّٰى تَفِيْۗءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَاۗءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا

یہاں تک کہ وہ رجوع کرے اللہ کی جانب پھر اگر وہ رجوع کرے

بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿٩﴾ اِنَّمَا

تو ان میں صلح کرا دو برابری کیساتھ۔ اور انصاف کرو بیشک اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنیوالوں کو ف۲

ف۱ اللہ کے رسول ہی کی اطاعت ضروری ہے

پچھلی آیت میں قرآن کریم نے اسکو قانون بنا دیا کہ جس شخص کی خبر میں قرائن قویہ سے کوئی شبہ ہو جاوے تو قبل از تحقیق اس پر عمل جائز نہیں۔ اس آیت میں صحابۂ کرام کو ایک اور ہدایت کی گئی ہے کہ اگرچہ بنی المصطلق کے متعلق خبر ارتداد سن کر تمہارا جوش غیرت دینی کے سبب تھا مگر تمہاری رائے صحیح نہ تھی۔ اللہ کے رسول نے جو صورت اختیار کی وہ ہی بہتر تھی (مظہری) مقصد یہ ہے کہ مشورہ طلب امور میں کوئی رائے دیدینا تو درست ہے لیکن یہ کوشش کرنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری رائے کے مطابق ہی عمل کریں یہ درست نہیں کیونکہ اُمور دُنیویہ میں اگرچہ شاذونادر رسول کی رائے خلاف مصلحت ہونیکا امکان ضروری ہے جو شان نبوت کیخلاف نہیں لیکن حق تعالیٰ نے جو فراست اور دانش اپنے رسول کو عنایت فرمائی ہے وہ تمہیں حاصل نہیں ہے اسلئے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری رائے پر چلا کریں تو بہت سے معاملات میں نقصان و مصیبت میں پڑ جاؤ گے۔

ف۲ مشاجرات صحابہؓ کے بارے میں حکم

یہ جائز نہیں کہ کسی بھی صحابیؓ کی طرف قطعی اور یقینی طور پر غلطی منسوب کی جائے اس لئے کہ ان سب حضرات نے اپنے اپنے طرز عمل میں اجتہاد سے کام لیا تھا اور سب کا مقصد اللہ کی خوشنودی تھی۔ یہ سب حضرات ہمارے پیشوا ہیں اور ہمیں حکم ہے کہ ان کے باہمی اختلافات سے کف لسان کریں اور ہمیشہ ان کا ذکر بہترین طریقے پر کریں کیونکہ صحابیت بڑی حرمت کی چیز ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو برا کہنے سے منع فرمایا ہے اور یہ خبر دی کہ اللہ نے انہیں معاف کر رکھا ہے اور ان سے راضی ہے۔ (معارف القرآن)

الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

مسلمان تو بس بھائی بھائی ہیں پس صلح کرا دیا کرو اپنے دو بھائیوں میں

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝١٠ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ

اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم پر رحم کیا جائے مسلمانو نہ ٹھٹھا کیا کرے

قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ

ایک قوم دوسری قوم سے احتمال ہے کہ جن پر ہنستے ہیں وہ بہتر ہوں ہنسنے والوں سے اور نہ عورتیں

مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا

(ٹھٹھا کیا کریں) دوسری عورتوں سے شاید وہ بہتر ہوں ان سے ف۱

اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ

اور عیب نہ لگاؤ ایک دوسرے کو اور نہ ایک دوسرے کو بدنام کرو برے

بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝١١

لقب سے برا نام ہے بدکاری ایمان لائے پیچھے۔ اور جو توبہ نہ کرے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ

تو وہی لوگ ستم گار ہیں مسلمانو! بچے رہو بدگمانیوں سے بیشک

بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ

بعض گمان بد گناہ ہے ف۲ اور کسی کا بھید مت کھولا کرو اور نہ پیٹھ پیچھے برا کہے تم میں

بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا

ایک دوسرے کو! بھلا تم میں یہ بات کسی کو پسند آتی ہے کہ گوشت کھائے اپنے مرے ہوئے بھائی کا

خلاصہ رکوع ۱

مجلس نبوی کے آداب۔ نزاعات کا انسداد ذکر کیا گیا۔ صحابہؓ کے مقام و مرتبہ کو واضح فرمایا گیا۔ باہمی اختلاف ختم کرنیکا لائحہ عمل اور اصلاح کی کوشش کا حکم دیا گیا۔

ع ۱ / ۱۴

ف۱ پھر کس لئے ایک دوسرے کی تحقیر کرتا ہے کیونکہ دوسرا شخص اگرچہ اس وقت کیسا ہی ہو مگر خاتمہ کا حال کسی کو معلوم نہیں کہ کس کا اچھا ہوگا کس کا برا اس لئے ہر حال میں ممکن ہے کہ دوسرا اپنے سے اچھا ہو اور تمسخر وہ ہنسی ہے جس سے دوسرے کی تحقیر اور دل آزاری ہو یہ حرام ہے اور جس سے دوسرے کا جی خوش ہو وہ مزاح کہلاتا ہے وہ جائز ہے اور اگر مرد عورت سے یا عورت مرد سے ہنسی کرے اس کا بھی یہی حکم ہے مگر تمسخر چونکہ اکثر ہم جنسوں ہی میں ہوا کرتا ہے شاید اس لئے یہ صورت بیان نہ کی گئی ہو دوسرے اس کا حکم خود اسی سے معلوم ہو سکتا ہے کیونکہ اس میں تمسخر کے علاوہ بے غیرتی اور بے حیائی بھی ہے۔

ف۲ ظن اور گمان کی کئی قسمیں ہیں ایک واجب جیسے خدا کیساتھ اچھا گمان رکھنا ایک حرام جیسے ذات و صفات خدا اور نبوت میں بدون قطعی دلیل کے گمان کرنا یا جس شخص میں فسق و فجور کی علامات قوی نہ ہوں بلکہ ظاہر میں نیکی کے آثار نمودار ہوں اسکے ساتھ بدگمانی کرنا یہ حرام ہے اور ایک مباح ہے جیسے امور معاش میں گمان کرنا یا ایسے شخص سے بدگمانی کرنا جس میں فسق کی علامتیں علانیہ پائی جاتی ہوں جیسے کسی کا فاحشہ عورتوں کے مکانوں پر آمد و رفت کرنا اور اسکے متعلق فسق کا گمان ہو جانا مگر یقین نہ کرے اسی طرح جو بدگمانی بلا اختیار پیدا ہو جائے اس میں بھی گناہ نہیں بشرطیکہ حتی الامکان اس کو دفع کرے چونکہ سب قسمیں گمان کی حرام نہیں اس لئے فرمایا کہ بہت سی بدگمانیوں سے بچا کرو کیونکہ جن گمانوں میں لوگ زیادہ تر مبتلا ہیں وہ حرام ہی ہیں اور یہ جو مشہور ہے الحزم سوء الظن کہ ہوشیاری بدگمانی کا نام ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ مشتبہ آدمی سے اپنی احتیاط رکھے باقی محض بدگمانی سے اسکی تحقیر و تنقیص کرنا اسکو ضرر پہنچانا یہ حرام ہے۔

فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰٓاَيُّهَا

سو یہ تو تم مکروہ سمجھتے ہو اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ توبہ قبول فرمانے والا مہربان ہے ف۱

النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ

لوگو ہم نے تم کو پیدا کیا ایک مرد اور ایک عورت سے اور ٹھہرائے

شُعُوْبًا وَّقَبَاۗىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

تمہارے کنبے اور قبیلے تا کہ ایک دوسرے کو پہچانو۔ تم میں زیادہ باعزت اللہ کے نزدیک وہی ہے

اَتْقٰىكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ

جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ بیشک اللہ جاننے والا باخبر ہے۔ گنوار کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے!

قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ

کہہ دے کہ تم ایمان نہیں لائے ولیکن یوں کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے اور ابھی داخل نہیں ہوا

الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا

ایمان تمہارے دلوں میں اور اگر تم چلو گے اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر

يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْــــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾

تو وہ کاٹ چھانٹ نہ کرے گا تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا

پس ایمان والے وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر پھر شک شبہ نہ کیا

وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ

اور لڑے اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں

ف۱ غیبت کے احکام

مسئلہ: بچے اور مجنون اور کافر ذمی کی غیبت بھی حرام ہے کیونکہ ان کی ایذا بھی حرام ہے اور جو کافر حربی ہیں اگرچہ ان کی ایذاء حرام نہیں مگر اپنا وقت ضائع کرنے کی وجہ سے پھر بھی غیبت مکروہ ہے۔

مسئلہ: غیبت جیسے قول اور کلام سے ہوتی ہے۔ ایسے ہی فعل یا اشارہ سے بھی ہوتی ہے جیسے کسی لنگڑے کی چال بنا کر چلنا جس سے اس کی تحقیر ہو۔

مسئلہ: بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آیت میں جو غیبت کی عام حرمت کا حکم ہے یہ مخصوص البعض ہے یعنی بعض صورتوں میں اس کی اجازت ہوئی ہے مثلاً کسی شخص کی برائی کسی ضرورت یا مصلحت سے کرنا پڑے تو وہ غیبت میں داخل نہیں بشرطیکہ وہ ضرورت و مصلحت شرعاً معتبر ہو۔ جیسے کسی ظالم کی شکایت کسی ایسے شخص کے سامنے کرنا جو ظلم کو دفع کر سکے۔ یا کسی کی اولاد کی بدی کی شکایت اس کے باپ اور شوہر سے کرنا جو ان کی اصلاح کر سکے یا کسی واقعہ کے متعلق فتویٰ حاصل کرنے کیلئے صورت واقعہ کا اظہار یا مسلمانوں کو کسی شخص کے دینی یا دنیوی شر سے بچانے کیلئے کسی کا حال بتانا' یا کسی معاملے میں مشورہ کے متعلق اس کا حال ذکر کرنا یا جو شخص سب کے سامنے کھلم کھلا گناہ کرتا ہے اور اپنے فسق کو خود ظاہر کرتا پھرتا ہے اس کے اعمال بد کا ذکر بھی غیبت میں داخل نہیں۔ ولا یغتب الخ مگر بلا ضرورت اپنے اوقات ضائع کرنے کی بنا پر مکروہ ہے (یہ سب مسائل بیان القرآن میں بحوالہ روح المعانی بیان کئے گئے ہیں) اور ان سب میں قدر مشترک یہ ہے کہ کسی کی برائی اور عیب ذکر کرنے سے مقصود اس کی تحقیر نہ ہو بلکہ کسی ضرورت و مجبوری سے ذکر کیا گیا ہو۔ (معارف القرآن)

أُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ۭ

یہی لوگ سچے ہیں کہہ دے کہ کیا تم جتاتے ہو اللہ کو اپنی دینداری۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ

اور اللہ تو جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہر

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ۭ قُلْ لَّا

چیز سے واقف ہے۔ تجھ پر احسان رکھتے ہیں کہ وہ مسلمان بن گئے۔ کہہ دے

تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ

کہ مجھ پر احسان نہ رکھو اپنے مسلمان ہونے کا ف۱ بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے

هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ

کہ اس نے تم کو رستہ دکھایا ایمان کا اگر تم سچے ہو بیشک اللہ

يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ

جانتا ہے پوشیدہ چیزیں آسمانوں اور زمین کی اور اللہ دیکھ رہا ہے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾

جو کچھ تم کرتے ہو۔ ف۲

سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ قٓ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پینتالیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

ف۱ کیونکہ اول تو یہ نہایت درجہ گستاخی ہے دوسرے اگر تم اس دعوے میں سچے ہوتے تو تمہارا ہی آخرت کا نفع ہوتا اور جھوٹے ہونے میں بھی تمہارا ہی دنیا کا نفع ہے کہ قتل وقید سے بچ گئے تمہارے اسلام لانے سے میرا کیا نفع اور نہ لانے سے میرا کیا ضرر ہو گیا مجھ پر احسان رکھنا محض جہالت ہے۔

تعبیر سورہ الحجرات

جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا اللہ کے بندوں کے دلوں میں صلح آشتی پیدا کرے گا۔ (ابن سیرینؒ)

ف۲ سبب نزول:

ابن سعد نے بروایت محمد بن کعب قرظی اور سعید بن منصور نے بروایت سعید بن جبیر بیان کیا کہ ۹ھ میں قبیلہ بنی اسد کے دس آدمی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں طلحہؓ بن حویلہ بھی تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے ان لوگوں نے آ کر سلام کیا پھر ان میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں یا رسول اللہ ہم خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ آپ نے اپنا کوئی نمائندہ ہمارے پاس نہیں بھیجا تھا ہم اپنے ان لوگوں کے لئے جو ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں پیام مصالحت لے کر آئے ہیں اس پر اللہ نے آیت مذکورہ نازل فرمائی۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ / ۸ / ۱۴ معاشرت کے آداب ذکر فرمائے گئے۔ بدگمانی اور اس کے نتائج غیبت کی گندگی کو بیان فرمایا گیا اللہ کے ہاں بہتری و برتری کا معیار ذکر کیا گیا۔ ایمان کی کمزوری کی علامت اور سچے مومنین کی شان ذکر کی گئی۔ بعض نادانوں کو جواب دیا گیا۔

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۚ (۱) بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ

قسم ہے قرآن مجید کی (کہ تو پیغمبر ہے) ف۱ بلکہ کافروں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ان کے پاس آیا

مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۚ (۲)

ایک ڈر سنانے والا ان ہی میں کا تو کافر کہنے لگے کہ یہ تو ایک عجیب چیز ہے کیا جب ہم مر جائیں گے

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ (۳) قَدْ عَلِمْنَا

اور مٹی ہو جائیں گے (تو ہمیں پھر جلا اٹھایا جائے گا) لوٹایا جانا (تو عقل سے) دور ہے

مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ (۴)

ہم کو معلوم ہے جتنا زمین کم کردیتی ہے ان میں سے ف۲ اور ہمارے پاس کتاب ہے یاد رکھنے والی ف۳ بلکہ انہوں

بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ (۵)

نے جھٹلایا حق بات کو جب کہ وہ ان کے پاس پہنچی تو وہ ایک الجھی ہوئی بات میں پڑے ہوئے ہیں۔

اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَ

کیا انہوں نے نگاہ نہیں کی آسمان کی جانب اپنے اوپر کہ کیسا ہم نے اس کو بنایا اور

زَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ (۶) وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا

سجایا اور اس میں کہیں بھی سوراخ نہیں۔ اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں ڈال دیا

وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ

پہاڑوں کو اور اس میں اگائیں ہر طرح کی بارونق چیزیں

بَهِيْجٍ (۷) تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ (۸) وَنَزَّلْنَا

دکھلانے اور نصیحت دلانے کے لئے ہر رجوع لانے والے بندے کو۔

ف۱ ق کیا ہے

بعض نے کہا ق سے اشارہ جملہ قُضِیَ الْاَمْرُ یا قُضِیَ مَاهُوَ کَائِنٌ کی طرف ۔حق بات یہ ہے کہ (دوسرے مقطعات ومتشابہات کی طرح) اس کی اصلی مراد سوائے اللہ اور اس کے رسول اور رسوخ علمی رکھنے والوں کے اور کوئی نہیں جانتا یہ اللہ اور اسکے رسول کے درمیان ایک رمز ہے۔ فرمایا عکرمہ رضی اللہ عنہ نے قاف زمرد سبز کا ایک پہاڑ ہے جو زمین کو محیط ہے اور اس پر آسمان قبہ کی طرح ڈھانکا ہوا ہے۔ ترجمہ یوں ہو اقسم ہے حق کی اور قرآن کی۔

یعنی کفار مکہ نے بلا شبہ تعجب کیا اس بات پر کہ انہی میں سے ایک ڈرانے والا انکے پاس ایسی بات لیکر آیا جو تعجب انگیز نہیں تھی پیام تعجب آفرین نہ ہونا چاہیئے کہ انہی میں کا ایک شخص جسکو وہ سچا جانتے تھے اور اسکی سچائی کا اقرار کرتے تھے انکی خیر خواہی کرتا ہے اسکو اندیشہ ہے کہ کہیں ان لوگوں کو دکھ پہنچ جائے ایسے بھی خود قوم سے مخلص آدمی کو تو کسی خوفناک امر سے قوم کو ڈرانا ہی چاہیئے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ یہ اس بات کا جواب ہے کہ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو، پھر ہمارے جسم کے وہ حصے دوبارہ کیسے جمع ہونگے جنکو مٹی کھا چکی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ تمہارے جسم کے جن جن حصوں کو مٹی کھاتی ہے ان سب کا ہمیں پورا پورا علم ہے، اس لئے انکو دوبارہ بحال کردینا ہمارے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔ (توضیح القرآن)

ف۳ اللہ کا قدیم علم

یعنی یہ نہیں کہ آج سے معلوم ہے بلکہ ہمارا علم قدیم ہے حتی کہ ان میں قبل وقوع ہی سب اشیاء کے سب حالات ایک کتاب میں جو لوح محفوظ کہلاتی ہے لکھ دیئے تھے اور اب تک ہمارے پاس وہ کتاب موجود چلی آتی ہے پس اگر علم قدیم کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو یوں ہی سمجھ لے وہ دفتر جس میں سب کچھ لکھا ہے حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہے یا اسکو پہلے جملہ کی تاکید سمجھو کیونکہ جو چیز کسی کے علم میں ہو اور قلم بند بھی کرلی جائے وہ لوگوں کے نزدیک بہت زیادہ موکد سمجھی جاتی ہے اسی طرح یہاں مخاطبین کے محسوسات کے اعتبار سے متنبہ کردیا کہ ہر چیز خدا کے علم میں ہے اور اسکے ہاں لکھی ہوئی ہے جس میں ذرا کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ (تفسیر عثمانی)

خاصیت: آیت ۱ تا ۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مِنَ السَّمَاۤءِ مَاۤءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ

اور ہم نے اتارا آسمان سے بابرکت پانی پھر اس سے اگائے باغ اور اناج

الْحَصِيْدِ ﴿۹﴾ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ﴿۱۰﴾ رِّزْقًا

جو کاٹا جاتا ہے اور لمبی لمبی کھجوریں جن کے گابھے تہہ بہ تہہ ہیں ف۱ بندوں کو روزی دینے کے لئے

لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ﴿۱۱﴾

اور ہم نے اس سے زندہ کردیا مردہ شہر کو۔ اسی طرح (قبروں سے) نکل کھڑا ہونا ہے ف۲ جھٹلا چکے ہیں

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ﴿۱۲﴾

اس سے پہلے نوح کی قوم کے لوگ اور کنویں والے اور ثمود۔

وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ﴿۱۳﴾ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ

اور عاد اور فرعون اور لوط کی برادری اور بن کے رہنے والے

وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۭ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ اَفَعَيِيْنَا

اور تبع کی قوم سب نے پیغمبروں کو جھٹلایا تو (ان پر) ثابت ہوا میرا وعدہ عذاب۔ تو کیا ہم تھک گئے

بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۵﴾ ع

پہلی بار پیدا کرنے سے کوئی نہیں بلکہ وہ لوگ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں جدید پیدائش

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ښ

کی طرف سے اور بیشک ہم نے پیدا کیا انسان کو اور ہم جانتے ہیں جو خطرے اس کے دل میں

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾ اِذْ يَتَلَقَّى

گزرتے ہیں اور ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں جب لیتے جاتے ہیں

ف۱ کھجور کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا' درختوں میں ایک درخت ایسا ہے کہ اس کے پتے نہیں گرتے اس کی مثال ایسی ہے جیسے مسلمان۔ بتاؤں وہ کونسا درخت ہے؟ لوگوں کا خیال صحرائی درختوں کی طرف گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' وہ کھجور کا درخت ہے۔ رواہ البخاری' من حدیث ابن عمر۔ یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا' اپنی پھوپھی' یعنی کھجور کے درخت کی عزت کرو۔ تمہارے باپ آدم کی جسمانی ساخت سے جو مٹی بچ رہی تھی اس سے اس (درخت) کو بنایا گیا اور جس درخت کے نیچے مریم بنت عمران کے بطن سے (عیسیٰ علیہ السلام کی) پیدائش ہوئی اس سے زیادہ معزز اللہ کے نزدیک اور کوئی درخت نہیں' پس تم اپنے اہل وعیال کو کھجوریں کھلاؤ اور اگر کھجوریں نہ ہوں تو چھوارے کھلاؤ۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱ ۱۵ ۱۵ قرآن کی عظمت واعجاز اور منکرین کے شبہات کا جواب دیا گیا۔ بعث بعد الموت کے دلائل ذکر فرمائے گئے۔ بعض اقوام سابقہ کا ذکر کرکے ان کی ہلاکت کی خبر دی گئی۔

ف۲ کیونکہ خدا کی ذاتی قدرت کے سامنے تو تمام چیزیں برابر ہیں مگر تمہاری نظر میں آسمان وزمین بہت بڑے ہیں تو بڑی چیزوں پر قدرت ہونے سے چھوٹی چیزوں پر قدرت ہونا زیادہ ظاہر ہے پھر تعجب یا تکذیب کے کیا معنی۔

خاصیت: آیت ۱ تا ۱۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴿١٧﴾ مَا يَلْفِظُ

دو لینے والے ایک دائیں طرف بیٹھا ہے اور ایک بائیں طرف بیٹھا ہے کوئی بات

مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿١٨﴾ وَجَآءَتْ

زبان سے نہیں نکالتا مگر کہ اس کے پاس ایک نگہبان تیار رہتا ہے ف۱ اور آئے گی

سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ﴿١٩﴾

موت کی بے ہوشی یقیناً! یہی تو وہ ہے جس سے تو کنارہ کیا کرتا تھا اور صور پھونکا جائے گا!

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ﴿٢٠﴾ وَجَآءَتْ كُلُّ

یہ ہے وعدہ عذاب کا روز اور آئے گا ہر شخص کہ اس کے ساتھ

نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ﴿٢١﴾ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ

ایک تو ہانکنے والا ہو گا اور ایک گواہی دینے والا (ہم کہیں گے) تو بے خبر رہا

مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ

اس دن سے اب ہم نے ہٹا لیا تجھ پر سے تیرے پردے کو تو تیری نظر آج تیز ہے اور اس کا

حَدِيْدٌ ﴿٢٢﴾ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ﴿٢٣﴾ ؕ اَلْقِيَا

ساتھی (فرشتہ) کہے گا کہ یہ ہے جو میرے پاس تھا حاضر (ہم فرشتوں کو حکم دیں گے)

فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿٢٤﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ﴿٢٥﴾

کہ تم دونوں ڈال دو جہنم میں ہر کافر سرکش بھلائی سے روکنے والے حد سے بڑھنے والے شک

الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ

لانیوالے کو جس نے ٹھہرایا اللہ کے ساتھ اور دوسرا معبود تو ایسے ہر شخص کو جھونک دو سخت عذاب میں۔

ف۱ اگر وہ نیکی کی بات ہوئی تو داہنے والا اور بدی کی بات ہوئی تو بائیں والا لکھتا ہے جب بات تک لکھی جاتی ہے جو اور کاموں سے آسان اور ہلکی ہے تو بڑے کام کیوں نہ لکھے جائیں گے آگے اصل مقصود تو قیامت اور جزا و سزا کے واقع ہونے کا بتلانا ہے مگر اول موت کو بتلاتے ہیں اگرچہ اس کا کسی کو انکار نہیں مگر اکثر قیامت کا انکار موت ہی کے بھولنے سے ہوتا ہے موت کا نصب العین ہونا انسان کو فکر اور طلب حق کی طرف متوجہ کر دیتا ہے جس کے بعد صحیح دلائل میں غور کر کے قیامت کا قائل ہو سکتا ہے پس ارشاد ہے کہ لو ہوشیار ہو جاؤ۔

دونوں فرشتے نگران ہیں

احنف بن قیس کہا کرتے تھے دائیں ہاتھ والا فرشتہ جو خیر لکھتا ہے دوسرے فرشتے پر نگران رہتا ہے کہ اگر بندہ نے کوئی خطا کر لی تو دائیں ہاتھ والا فرشتہ بائیں جانب والے کو کہتا ہے کہ ذرا ٹھہر جا ابھی اسکی یہ برائی نہ لکھ تاکہ اس مہلت میں بندہ استغفار کر لے لیکن بندہ نے اگر استغفار نہ کیا تو پھر لکھ لیتا ہے۔ حسن بصریؒ یہ آیت عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ پڑھ کر فرمایا کرتے اے ابن آدم تیرا نامۂ اعمال میں نے کھول رکھا ہے اور تجھ پر دو معزز فرشتے مقرر کر دیئے ہیں ایک تیری دائیں جانب ہے اور دوسرا بائیں جانب۔ دائیں جانب والا تیری نیکیاں لکھ رہا ہے اور بائیں جانب والا تیری برائیاں لکھ رہا ہے اب تیری مرضی جو عمل چاہے کر۔ کم کر یا زیادہ کر۔ یہاں تک کہ جب تو مر جائے گا تو تیرے یہ صحیفے لپیٹ کر تیری گردن میں ڈال دیئے جائیں گے یہاں تک کہ جب قیامت کے روز تو اپنی قبر سے اٹھے گا تو اس وقت کہا جائیگا۔ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا اسکے بعد فرمایا کرتے خدا کی قسم تیرے بارہ میں اس ذات نے عدل و انصاف کیا جس نے خود تیرے نفس کو تیرا محاسب بنایا۔ (معارف کاندھلوی)

الشَّدِيْدِ ﴿٢٦﴾ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ

اس کا ساتھی (شیطان) کہے گا ف۱ کہ ہمارے پروردگار میں نے اس شخص کو سرکش بنایا نہیں ولیکن یہی

ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ﴿٢٧﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ

پرلے درجے کی گمراہی میں پڑا تھا اللہ فرمائے گا جھگڑا نہ کرو میرے حضور میں اور میں تو پہلے

اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿٢٨﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا

ہی بھیج چکا تمہاری طرف عذاب کا وعدہ بات نہیں بدلی جاتی میرے پاس اور میں بندوں پر

بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿٢٩﴾ ع يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ

ظلم کرنے والا نہیں ف۲ جس دن ہم فرمائیں گے دوزخ سے کہ کیا تو بھرپور ہو چکی؟

وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿٣٠﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ

اور وہ کہے گی کہ کیا کچھ اور بھی ہے؟ اور جنت قریب لائی جائے گی پرہیزگاروں کے

غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿٣١﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿٣٢﴾

دور نہ ہوگی ف۳ (ہم فرمائیں گے) یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہر رجوع لانے والے

مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ﴿٣٣﴾

یاد رکھنے والے کے لئے جو ڈرا رحمٰن سے بے دیکھے اور ایسا دل لے کر حاضر ہوا جس میں رجوع ہے

ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿٣٤﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ

اس بہشت میں جا داخل ہو سلامتی سے! یہ دن ہے ہمیشہ رہنے کا ان لوگوں کو وہاں ملے گا جو کچھ چاہیں

فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿٣٥﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ

گے اور ہمارے پاس اس سے بھی کچھ زیادہ ہے اور بہتیری ہم ہلاک کر چکے ان سے پہلے امتیں کہ

ف۱ یہاں ساتھی سے مراد شیطان ہے، کیونکہ وہ بھی ہر وقت انسان کو بہکانے کیلئے اس کے ساتھ رہتا تھا، کافر لوگ چاہیں گے کہ اپنے حصے کی سزا یہ کہہ کر اپنے سرداروں پر اور خاص طور پر شیطان پر ڈالیں کہ اس نے ہمیں گمراہ کیا تھا۔ اس کے جواب میں شیطان یہ کہے گا کہ میں نے گمراہ نہیں کیا، کیونکہ مجھے کوئی ایسا اختیار نہیں تھا کہ اسے زبردستی گمراہی کے راستے پر ڈالوں، زیادہ سے زیادہ میں انہیں ترغیب دی تھی، گمراہی میں تو یہ خود اپنے اختیار سے پڑا تھا۔ شیطان کے اس جواب کی تفصیل سورہ ابراہیم میں ملاحظہ فرمائیے۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ ۱۴ ۱۶

انسانی وساوس اور اللہ تعالیٰ کا قرب علمی کراماً کاتبین کے اعمال ذرائض کو بیان فرمایا گیا۔ قیامت کی ہولناکی اور محشر کی پیشی میں منکرین کی حالت کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۲ بلکہ بندوں نے خود ایسے ناشائستہ کام کئے جن کی سزا آج بھگت رہے ہیں فائدہ ان آیتوں میں پہلی آیتیں مومن وکافر دونوں میں مشترک ہیں اور اخیر کی آیتیں کافر کے لئے خاص ہیں اس کے بعد جہنم کا بقیہ حال بیان کر کے ازلفت الخ میں مومن کا ذکر ہے پس مجموعہ میں اجمال کے بعد تفصیل ہوگئی

ف۳ جنت کے قریب کرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو اس کی جگہ سے منتقل کر کے میدان قیامت میں لے آویں اور اللہ کو سب قدرت ہے اس صورت میں ادخلوہا کے معنی یہ نہیں کہ ابھی چلے جاؤ بلکہ بشارت اور وعدہ ہے کہ تم بعد حساب و کتاب وغیرہ کے اس میں جانا دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ حساب سے فراغت کے بعد ان لوگوں کو جنت کے قریب پہنچا کر باہر ہی سے کہا جاوے گا کہ یہ ہے وہ چیز جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا پھر اور قریب کر کے کہا جاوے گا کہ اس میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو۔

هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِى الْبِلَادِ ؕ هَلْ مِنْ

وہ ان لوگوں سے زیادہ قوی تھیں دست درازی میں تو انہوں نے چھید ڈال دیئے شہروں میں کہ کہیں بھاگنے

مَّحِيْصٍ ﴿٣٦﴾ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ

کی جگہ بھی ہے بیشک اس میں نصیحت ہے اس کے لئے جو صاحب دل ہے

اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ

یا کان لگائے دل سے متوجہ ہو کر ف۱ اور ہم نے پیدا کیا آسمانوں

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿٣٨﴾

اور زمین کو اور ان چیزوں کو جو ان میں ہیں چھ دن میں اور ہم کو تکان نے چھوا تک نہیں ف۲

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ

سو تو ان باتوں پر صبر کر جو وہ کہتے ہیں اور تسبیح کر اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ سورج نکلنے سے پہلے

الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴿٣٩﴾ ۚ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ

اور ڈوبنے سے پہلے اور کچھ رات کے حصہ میں اس کی تسبیح اور نماز کے

السُّجُوْدِ ﴿٤٠﴾ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿٤١﴾

بعد میں بھی اور سن جس دن پکارنے والا پکارے گا ایک پاس کے مکان سے جس دن

يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ﴿٤٢﴾ اِنَّا نَحْنُ

کہ سنیں گے سخت آواز کو بے کھٹکے۔ وہ دن (قبروں سے) نکل کھڑے ہونے کا ہے بیشک ہم ہی

نُحْىٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ﴿٤٣﴾ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ

جلاتے اور مارتے ہیں اور ہماری طرف لوٹ آنا ہے جس دن زمین پھٹ جائے گی ان پر سے

ف۱ یہاں کون سا دل مراد ہے:

یعنی اس شخص کے لئے جس کا دل تمام کثافتوں سے پاک صاف ہو تجلیات صفات کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اللہ کی یاد میں ڈوبا رہتا ہو اور غیر اللہ کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اس مضمون کی تائید ایک حدیث قدسی سے ہوتی ہے۔ (اللہ نے فرمایا) نہ میری زمین مجھے سما سکتی ہے نہ میرا آسمان مجھے سما سکتا ہے بلکہ مومن بندے کے دل کے اندر میری سمائی ہو سکتی ہے۔ صوفیہ کی اصطلاح میں ایسا دل فنا کے بعد ہی ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا قلب سے مراد عقل ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک یاد رکھنے والا (عبرت پذیر) دل مراد ہے جو حقائق پر غور کرتا ہے (سطحی نظر سے نہیں دیکھتا)

شہید کا معنی

یعنی یہ سورۃ اس شخص کے لئے عبرت و موعظت ہے جس کے قلب سلیم ہو یا قرآن کو بحضور قلب سنے خواہ حضور قلب بناوٹی ہو (یعنی صورت حضور قلب والے کی ایسی بنالے) غافل نہ ہو۔

یا شہید بمعنی شاہد ہے یعنی کانوں سے سن کر دل اس کی گواہی دے اور تصدیق کرے۔ ظاہر قرآن سے نصیحت اندوز ہو اور تنبیہات فرقانیہ سے اثر پذیر ہو۔

ف۲ سبب نزول:

حاکم نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے بیان کیا اور اس کو صحیح کہا ہے کہ کچھ یہودیوں نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر آسمان و زمین کی تخلیق کے متعلق سوال کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے زمین کو اتوار کے دن اور سمندروں کو سوموار کے دن اور پہاڑوں کو اور جو کچھ ان کے اندر فائدہ بخش چیزیں ہیں سب کو منگل کے دن اور درختوں کو اور پانی کو اور شہروں کو اور آبادیوں کو اور ویرانوں کو بدھ کے دن اور آسمان کو جمعرات کے دن اور ستاروں کو اور چاند سورج کو اور ملائکہ کو جمعہ کے دن اس وقت تک پیدا کیا جبکہ یوم جمعہ کی تین ساعتیں باقی تھیں۔ (بقیہ) پہلی

سِرَاعًا ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴿٤٤﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ

(نکل کھڑے ہوں گے) دوڑتے ہوئے! یہ جمع کر لینا ہم کو آسان ہے ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ وہ کہتے ہیں

عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ قف فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿٤٥﴾ ع

اور تو ان پر زور کرنے والا تو ہے نہیں پس تو نصیحت کر قرآن سے اس شخص کو جو ڈرتا ہے میری وعید سے ۱

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ ذاریات مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ساٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ﴿١﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ﴿٢﴾ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ﴿٣﴾

قسم ہے ہواؤں کی جو (غبار) اڑاتی ہیں بکھیر کر پھر اٹھاتی ہیں بوجھل بادلوں کو پھر چلتی ہیں آہستہ آہستہ۔

فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ﴿٤﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ﴿٥﴾ وَّاِنَّ

پھر تقسیم کرتی ہیں ایک چیز (یعنی پانی) کو کہ بیشک جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے بالکل سچ ہے اور بیشک

الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ﴿٦﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ﴿٧﴾ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ

انصاف ضرور ہونا ہے قسم ہے آسمان جال دار کی بیشک تم ایک جھگڑے کی بات میں

مُّخْتَلِفٍ ﴿٨﴾ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ﴿٩﴾ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ﴿١٠﴾

پڑے ہوئے ہو اس سے وہی باز رکھا جاتا ہے جو (بھلائی سے) پھیرا گیا مریں اٹکلیں

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ﴿١١﴾ يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ

دوڑانے والے وہ لوگ جو غفلت میں پڑے بھولے ہوئے ہیں پوچھتے ہیں کہ کب ہو گا

خلاصہ رکوع ۳

جہنم کا مطالبہ مزید، جنت کا نظارہ اور اسکے مستحقین کیلئے بشارت ذکر کی گئی۔ کفار اقوام کی ہلاکت سے نصیحت حاصل کرنے کا درس دیا گیا۔

۳ زمین و آسمان اور شمسی نظام کو ذکر فرما کر
ع ۱۶ عبادت کا حکم دیا گیا۔ یوم حشر کی ہولناکی
۱۷ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت حق کے کرتے رہنے کا حکم فرمایا گیا۔

(بقیہ) ساعت میں اوقات موت کو پیدا کیا جن میں مرنے والے مرتے ہیں اور دوسری ساعت میں ان مصائب کو پیدا کیا جن کا نزول انسان کو فائدہ پہنچانے والی ہر چیز پر ہوتا ہے اور تیسری ساعت میں آدمی کو پیدا کیا اور ان کو جنت کا ساکن بنایا اور ابلیس کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرے اور تیسری ساعت کے آخر میں آدم کو دیا ابلیس کو جنت سے نکال دیا۔

یہودیوں نے دریافت کیا محمد (ﷺ) پھر کیا ہوا؟ حضور ﷺ نے فرمایا "پھر اللہ عرش پر مستوی ہو گیا۔ یہودیوں نے کہا (آپ نے پورا بیان نہیں کیا" بیان میں نقص ہے) اگر آپ بیان مکمل کر دیتے تو صحیح ہو جاتا۔ اس کے بعد اللہ نے آرام لیا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کو سخت غصہ آ گیا اور آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

و۱ اس میں اس طرف اشارہ ہو گیا کہ آپ اگرچہ نصیحت عام فرماتے ہیں جیسا کہ مشاہدہ ہے لیکن پھر بھی وعید سے ڈرنے والا کوئی کوئی ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ یہ آپکے اختیار میں نہیں کہ سب نصیحت قبول کر لیں جب آپکے اختیار میں نہیں تو بے اختیار بات کی فکر ہی کیا۔

تعبیر سورہ ق

جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا علم اچھا ہو گا اور اس کے شہر والے اس کے محتاج رہیں گے اور اس کی عمر کا آخری حصہ اول سے بہتر رہے گا اور نہایت قوی ہو گا۔

يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿١٢﴾ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ﴿١٣﴾ ذُوْقُوْا

روز جزا؟ جس دن کہ وہ آگ پر بھونے جائیں گے۔ (ہم کہیں گے)

فِتْنَتَكُمْ ۭ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿١٤﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ

مزہ چکھو اپنی شرارت کا! یہ ہے جس کی تم جلدی مچایا کرتے تھے ف۱ بیشک پرہیزگار

فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿١٥﴾ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۭ

باغوں اور چشموں میں ہوں گے لے رہے ہوں گے جو کچھ دیا ان کو ان کے پروردگار نے!

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ﴿١٦﴾ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ

وہ لوگ تھے اس سے پہلے نیکو کار وہ بہت ہی کم

الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿١٧﴾ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿١٨﴾ وَفِيْٓ

رات کو سوتے تھے اور صبح کے وقت استغفار کیا کرتے تھے ف۲ اور ان کے

اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿١٩﴾ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ

مال میں حصہ تھا مانگنے والے اور بے سوال تنگ دست کا۔ اور زمین میں نشانیاں ہیں

لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٢١﴾ وَفِي

یقین لانے والوں کے لئے۔ اور خود تم میں بھی تو کیا تم دیکھتے نہیں ف۳ اور

السَّمَاۗءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿٢٢﴾ فَوَرَبِّ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ

آسمان میں ہے تمہاری روزی اور جو کچھ تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ تو قسم ہے آسمان اور زمین کے پروردگار

اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿٢٣﴾ ع هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ

کی بیشک یہ (قرآن) برحق ہے جس طرح کہ تم بولتے ہو آیا تجھ کو پہنچی خبر ابراہیم کے معزز مہمانوں کی

ف۱ یہ جواب ایسا ہے جیسے کسی مجرم کو پھانسی کا حکم سنا دیا جائے مگر وہ احمق محض اس وجہ سے کہ اس کو تاریخ نہیں بتلائی گئی جھٹلائے ہی جائے اور کہے کہ اچھا وہ دن کب آوے گا چونکہ یہ سوال محض سرکشی کے طور پر ہے اس لئے جواب میں بجائے تاریخ بتلانے کے یہ کہنا مناسب ہوگا کہ وہ دن اس وقت آوے گا جب تم پھانسی میں لٹکا دیئے جاؤ گے۔

ف۲ یعنی وہ لوگ فرائض وواجبات سے ترقی کر کے نوافل کا بھی ایسا التزام کرتے تھے کہ رات کا زیادہ حصہ عبادت میں صرف کرتے تھے پھر باوجود اس محنت و مشقت کے اپنی عبادت پر نظر نہ کرتے بلکہ اپنے آپ کو عبادت میں ناقص سمجھ کر اخیر شب میں استغفار کرتے تھے۔

ف۳ یعنی تمہارے ظاہری اور باطنی مختلف حالات اور اسی طرح تمام عالم کے احوال یقینا قدرت کے تحت میں داخل ہیں پس یہ ان کے ممکن ہونے کی دلیل ہے اور چونکہ قیامت کے محال ہونے پر کوئی دلیل قائم نہیں اس لئے وہ بھی ممکنات سے ہے اور حق تعالیٰ کی ذاتی قدرت کو تمام ممکنات کے ساتھ یکساں نسبت ہے پس وہ بھی قدرت میں داخل ہے

خلاصہ رکوع ۱

قیام قیامت کی شہادتیں اور غافل کفار کو تنبیہ کی گئی۔ اہل تقویٰ کو جنت کی بشارت اوران کی صفات ذکر فرمائی گئیں۔ نظام رزق بیان فرمایا گیا۔ ۱ ع ۱۸

ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۘ(۲۴) اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ

جب وہ اس کے پاس اندر آئے تو بولے کہ سلام! ابراہیم نے کہا کہ سلام! (اور دل میں کہا کہ)

قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ (۲۵) فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ

یہ لوگ تو کچھ اجنبی ہیں۔ پھر دوڑا اپنے اہل خانہ کی جانب پھر لے آیا موٹے تازے

سَمِيْنٍ (۲۶) فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ؗ(۲۷) فَاَوْجَسَ

بچھڑے کے کباب۔ پھر ان کو ان کے پاس کر دیا کہا کیوں تم کھاتے نہیں؟ (جب انہوں نے اس پر بھی نہ کھایا)

مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ (۲۸) فَاَقْبَلَتِ

تو جی میں ان سے ڈرا وہ بولے کہ آپ ڈریں نہیں اور اس کو خوشخبری سنائی ایک ہوشیار لڑکے (اسحٰقؑ) کی۔

امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ (۲۹)

پس آ گے آ کھڑی ہوئی ابراہیم کی بی بی بولتی ہوئی پھر اپنا منہ پیٹ لیا اور کہا (کیا) بڑھیا بانجھ (کے اولاد

قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ (۳۰)

ہوگی)؟ فرشتوں نے کہا ایسا ہی فرمایا ہے تیرے پروردگار نے بیشک وہ حکمت والا خبردار ہے۔ ف۱

ف۱ کچھ آداب مہمانی و میزبانی

ابن کثیرؒ نے فرمایا ہے کہ اس آیت (الذاریات آیت ۲۴ تا ۲۷) میں مہمان کیلئے چند آداب میزبانی کی تعلیم ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ پہلے مہمانوں سے پوچھا نہیں کہ میں آپ کیلئے کھانا لاتا ہوں بلکہ چپکے سے کھسک گئے اور ان کی مہمانی کیلئے اپنے پاس جو سب سے اچھی چیز کھانے کی تھی یعنی بچھڑا ذبح کیا' اس کو بھونا اور لے آئے اور دوسرے یہ کہ لانے کے بعد مہمانوں کو اس کی تکلیف نہیں دی کہ ان کو کھانے کی طرف بلاتے۔ بلکہ جہاں وہ بیٹھے تھے وہیں لاکر ان کے سامنے پیش کر دیا۔ تیسرے یہ کہ مہمانی پیش کرنے کے وقت انداز گفتگو میں کھانے پر اصرار نہ تھا بلکہ فرمایا کیا آپ کھائیں گے نہیں۔ اشارہ اس طرف ہوا کہ اگرچہ آپ کو حاجت نہ ہو مگر ہماری خاطر سے کچھ کھائیے۔ (معارف القرآن)

چھبیسواں پارہ

فضائل، خواص، فوائد وعملیات

سورۂ احقاف...فضائل وخواص

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے سورۃ احقاف پڑھی اس کو دنیا میں موجود ریت کے ہر ذرہ کے برابر اجر ملے گا دس نیکیوں تک اور اس کی دس برائیوں تک مٹا دیا جائے گا اور اس کے دس درجات بلند کئے جائیں گے۔ (تفسیر واحدی)

خاصیت آیت ۱-۳...حافظہ کے تیز ہونے کیلئے

حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ

اگر کسی شخص کے مزاج میں نسیان زیادہ ہو گیا ہو اور وہ اپنا علاج کرنا چاہے تو رات کو سات دانہ بادام کے پانی میں بھگو کر صبح سرخ پوست اتار کر ہر ایک دانہ پر سات سات مرتبہ لآیات کریمہ کو پڑھ کر دم کرے پھر ان باداموں کو نہار منہ کھائے اکیس دن تک یہی عمل کرے ان شاء اللہ تعالیٰ نسیان اور بھول زائل ہو کر حافظہ تیز ہو جائے گا۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۱۲...روتے بچے کیلئے

وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّرَحْمَةً وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ

اگر بچہ روتا ہو یا دودھ نہ پیتا ہو ایک کاغذ پر ان آیات کو لکھ کر بچہ کے گلہ میں ڈالنا نہایت مجرب اور مفید ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۱۵...برائے اصلاح اولاد

وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ط اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

جس کی اولاد نافرمان ہو وہ اس آیت کو ہر نماز کے بعد پڑھا کرے۔ ان شاء اللہ اولاد نیک ہوگی۔ پڑھنے کے وقت ذریتی کے لفظ پر اپنی اولاد کا خیال رکھے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۳۳...برائے صحت اطفال

اس کی آیت اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ط بَلٰۤى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کو ایسے بچے کیلئے جو دن بدن دبلا ہوتا چلا جائے آدھ سیر سرسوں کے تیل پر ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دم کرنا پھر روزانہ صبح اور شام وہ تیل اُس بچے کے بدن پر ملنا اکیس روز میں بچے کو بفضل خدا شفا ہوگی۔

سورۂ محمد....فضائل وخواص

یہ سورۃ لکھ کر آب زمزم سے دھو کر پینے سے لوگوں کی نظر میں محبوب ہو جائے جو بات سنے یاد رہے۔اس کے پانی سے غسل کرانا تمام امراض کا ازالہ کرتا ہے۔

خاصیت آیت ۲...متلی کو دور کرنے کیلئے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ

اگر کسی کو متلی یا ابکائی وغیرہ آتی ہو اور کسی طرح آرام نہ ہوتا ہو ایک کورے مٹی کے پیالے کو عرق گلاب سے دھو کر خشک کرنے کے بعد ان مبارک آیتوں کو لکھ کر مریض کو اس میں تین دفعہ پانی پلانا یا دوا پلانا نہایت مجرب اور مفید ہے۔

خاصیت آیت ۱۵...بچے کے دودھ کیلئے

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۚ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۚ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۚ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ

اگر کسی عورت کا دودھ خشک ہو گیا ہو اس کے گلے میں ان آیات مبارکہ کو لکھ کر ڈالنا اور ان آیات مبارکہ کے پانی سے سینہ کو دھونا پھر اس پانی کو محفوظ دیوار پر چھڑکنا نہایت مفید ہے۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۱۹...بُرے خواب سے حفاظت کیلئے

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ

جو شخص برے خواب دیکھتا ہو اگر وہ چاہے کہ برے خواب نظر نہ آئیں وہ شخص تین مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اس آیات مبارکہ کو پڑھ کر سو جائے ان شاء اللہ کوئی برا خواب نظر نہ آئے گا۔(طب روحانی)

سورۃ الفتح....فضائل وخواص

رمضان شریف کی رویت ہلال کے وقت تین بار پڑھنے سے تمام سال روزی فراخ رہے۔لکھ کر قتال یا جدال کے وقت پاس رکھنے سے مامون رہے اور فتح میسر ہو۔کشتی میں سوار ہو کر پڑھنے سے غرق سے مامون رہے۔

سورہ فتح پڑھنے سے فتح مکہ کا ثواب

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے سورۃ فتح پڑھی وہ گویا ایسے ہے جیسے فتح مکہ کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک رہا۔(تفسیر واحدی)

ساری دنیا سے زیادہ محبوب سورت کا نزول

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلح حدیبیہ کے بعد واپس مدینہ منورہ کیلئے تشریف لا رہے تھے اور حضرات صحابہؓ کے دلوں میں اس بات کا رنج تھا کہ عمرہ نہ کر سکے' اس وقت سورۃ الفتح نازل ہوئی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے' جب آپ نے "انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر" پڑھ کر سنائی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! مبارک ہو اس میں تو آپ کے بارے میں فرمایا کہ ایسا ایسا ہوگا' سوال یہ ہے کہ ہمارا کیا بنے گا' اس کا بھی پتہ چلنا چاہئے' اس پر یہ آیت کریمہ "لیدخل المومنین المومنات" نازل ہوئی۔ (معالم التنزیل)

خاصیت آیت ۱ تا ۵...فتوحات کی کنجی

اِنَّا فَتَحۡنَالَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا ۙ لِّیَغۡفِرَلَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ وَیُتِمَّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ وَیَہۡدِیَکَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا ۙ وَّیَنۡصُرَکَ اللّٰہُ نَصۡرًا عَزِیۡزًا ہُوَالَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ السَّکِیۡنَۃَ فِیۡ قُلُوۡبِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ لِیَزۡدَادُوۡۤا اِیۡمَانًا مَّعَ اِیۡمَانِہِمۡ ؕ وَلِلّٰہِ جُنُوۡدُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا ۙ لِّیُدۡخِلَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا وَیُکَفِّرَ عَنۡہُمۡ سَیِّاٰتِہِمۡ ؕ وَکَانَ ذٰلِکَ عِنۡدَ اللّٰہِ فَوۡزًا عَظِیۡمًا

انا فتحنا سے لے کر فوزاً عظیما تک ان پانچ آیات مبارکہ کا روزانہ صبح اور مغرب کے بعد گیارہ مرتبہ پڑھنا تمام فتوحات کی کنجی ہے اور غیب سے روزی پہنچنے کا ذریعہ ہے۔

ان پانچ آیتوں کا ایک ہزار مرتبہ پڑھنا روزانہ رات کو عشاء کی نماز کے بعد لشکر اسلام کی نمایاں فتح پیدا کرتا ہے۔

ان آیات کو صبح کی نماز کے بعد سترہ مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کرنا پھر بیمار کو پلانا یا کند ذہن کو پلانا یا مدرسہ، دکان یا کارخانہ سے بھاگنے والے بچہ کو پلانا خدا کے فضل سے ساری شکایتوں کو زائل کرتا ہے۔ عمل مجرب ہے۔ خلوص شرط ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۸... برائے حب زوجین

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاہِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا

میاں بیوی کے درمیان محبت پیدا ہونے کے لئے کسی شیرینی پر اکیس مرتبہ ان مبارک آیتوں کا پڑھ کر دم کرنا پھر جسے مطیع کرنا مقصود ہو اسے کھلانا تین دفعہ کے عمل کرنے میں مقصود حاصل ہو جائے گا۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۲۵..طاعون کو دفع کرنے کیلئے

ہُمُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَصَدُّوۡکُمۡ عَنِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ وَالۡہَدۡیَ مَعۡکُوۡفًا اَنۡ یَّبۡلُغَ مَحِلَّہٗ ؕ وَلَوۡلَا رِجَالٌ مُّؤۡمِنُوۡنَ وَنِسَآءٌ مُّؤۡمِنٰتٌ لَّمۡ تَعۡلَمُوۡہُمۡ اَنۡ تَطَـُٔوۡہُمۡ فَتُصِیۡبَکُمۡ مِّنۡہُمۡ مَّعَرَّۃٌۢ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ ۚ لِیُدۡخِلَ اللّٰہُ فِیۡ رَحۡمَتِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ ۚ لَوۡ تَزَیَّلُوۡا

لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا

طاعون یا ہیضہ کے موقع پراس آیت کولکھ کر پاس رکھنا نہایت امن کا باعث ہوتا ہے۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۲۷....حج کی استطاعت حاصل کرنے کیلئے مجرب عمل

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا

اگرآپکوحج پرجانے کی طلب ہےاورکوئی وسیلہ جانے کانہ ہوتو کثرت سے مذکورہ آیت کاورد کریں۔اس وقت تک جب تک امید پوری نہ ہو۔

سورۂ حجرات....فضائل وخواص

کاغذ پرلکھ کردیواروں پر چسپاں کردے تو آسیب نہ آئے۔لکھ کر پلانے سے دودھ بڑھے اورحمل محفوظ رہے۔(اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱تا۳...مناظرہ میں غلبہ کیلئے

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ

اگرکوئی شخص اپنے مقابل مناظرکوپست کرنا مغلوب کرنا چاہے وہ سورۂ حجرات کی پہلی آیت سے لے کرلھم تک تین آیات مبارکہ کومشک خالص سے لکھ کراپنے پاس رکھے اورمناظرہ وغیرہ شروع کرنے سے پہلے سات مرتبہ ان آیتوں کو پڑھ کرتقریر شروع کرے ان شاءاللہ تعالیٰ جلد بند اورلاچارہوجائے گا۔(طب روحانی)

سورۂ ق....فضائل وخواص

سورۂ ق میں بیشتر مضامین آخرت اورقیامت اورمردوں کے زندہ ہونے اورحساب وکتاب سے متعلق ہیں اوریہی مناسبت ہے اس کواس سے پہلی سورۂ حجرات سے کہ اس کے آخر میں انہی مضامین کا ذکر تھا۔

سورۂ ق کی ایک خاص اہمیت اس حدیث سے معلوم ہوتی ہے کہ اُم ہشام بنت حارثہ بن النعمانؓ کہتی ہیں کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب میرا مکان تھا) دوسال کے قریب ہمارا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تنور (جس میں روتی پکتی تھی) ایک ہی تھا' مجھے سورۂ ق پوری اس طرح حفظ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سورت ہر جمعہ کومنبر پرخطبہ میں تلاوت فرماتے تھے (رواہ مسلم از قرطبی)۔

اورحضرت عمر بن خطابؓ نے ابوواقدلیثیؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نمازوں میں کونسی سورت پڑھا کرتے تھے؟ توانہوں نے فرمایا۔قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ اورحضرت جابرؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں بکثرت سورۂ ق تلاوت فرماتے تھے۔(یہ سورت خاصی بڑی ہے) مگراس کے باوجود نماز ہلکی رہتی تھی (قرطبی) یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور آپ کی تلاوت کا خاص اثر تھا کہ بڑی سے بڑی سورت اور طویل سے طویل نماز بھی پڑھنے والوں پر ہلکی رہتی تھی۔ (معارف مفتی اعظم)

حضرت اوسؓ فرماتے ہیں میں نے صحابہ سے پوچھا کہ تم قرآن کے حصے کس طرح کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا پہلی تین سورتوں کی ایک منزل' پھر پانچ سورتوں کی ایک منزل' پھر سات سورتوں کی ایک منزل' پھر نو سورتوں کی ایک منزل' اور مفصل کی سورتوں کی ایک منزل۔ یہ حدیث ابن ماجہ میں بھی ہے۔ پس پہلی چھ منزلوں کی کل اڑتالیس سورتیں ہوئیں۔ پھر اس کے بعد مفصل کی تمام سورتوں کی ایک منزل تو انچاسویں سورت یہی سورۂ قاف پڑتی ہے۔ باقاعدہ گنتی سنیے۔ پہلی منزل کی تین سورتیں سورۂ بقرہ' سورۂ آل عمران' سورۂ نساء ہوئیں۔ دوسری منزل کی پانچ سورتیں مائدہ' انعام' اعراف' انفال اور برأت ہوئیں۔ تیسری منزل کی سات سورتیں یونس' ہود' یوسف' رعد' ابراہیم' حجر اور نحل ہوئیں۔ چوتھی منزل کی نو سورتیں سبحان' کہف' مریم' طٰہٰ' انبیاء' حج' مؤمنون' نور اور فرقان ہوئیں۔ پانچویں منزل کی گیارہ سورتیں شعراء' نمل' قصص' عنکبوت' روم' لقمان' الم سجدہ' احزاب' سبا' فاطر' اور یٰسین ہوئیں۔ چھٹی منزل کی تیرہ سورتیں باقی رہیں جو حجرات کے بعد کی سورت سے شروع ہوں گی اور سورۂ ق ہے اور یہی ہم نے کہا تھا' فالحمدللہ۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ عید کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا پڑھتے تھے؟ آپ نے فرمایا سورۂ قٓ اور سورۂ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ۔ مسلم میں ہے حضرت ام ہشام بنت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو سال تک یا ایک سال کچھ ماہ تک ایک ہی تنور رہا میں نے سورۂ قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ رسول اللہ ﷺ کی زبانی سن کر یاد کر لی اس لئے کہ ہر جمعہ کے دن جب آپ لوگوں کو خطبہ سنانے کیلئے منبر پر آتے تو اس سورت کی تلاوت کرتے۔ الغرض بڑے بڑے مجمع کے موقع پر جیسے عید ہے۔ جمعہ ہے' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سورت کی تلاوت کرتے کیونکہ اس میں ابتداء خلق کا' مرنے کے بعد جینے کا' خدا کے سامنے کھڑے ہونے کا حساب و کتاب کا' جنت و دوزخ کا' ثواب و عذاب کا اور رغبت و ڈراوے کا ذکر ہے' واللہ اعلم۔ (تفسیر ابن کثیر) جس گھر میں پڑھی جائے اس کی دولت قائم رہے۔

خاصیت آیت ۱ تا ۴...مخالف کو زیر کرنے کیلئے

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ۚ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ ۚ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ ۚ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِیْظٌ

اگر کوئی شخص کہیں نیا ملازم ہوا ہو یا کہیں سے تبدیل ہو کر آیا ہو اور عملہ کے دوسرے ملازم اس کے آنے سے ناراض ہوں اور اس کے اکھیڑنے کی ترکیب کرتے ہوں تب یہ شخص سب کو زیر کرنے کے لئے ان آیات مبارکہ کو نو سو دفعہ روزانہ عشاء کی نماز کے بعد باوضو قبلہ رو بیٹھ کر پڑھے پھر پانی پر دم کر کے وہ پانی پاس رکھے گیارہ روز تک اسی طرح پڑھے بارھویں دن اس پانی میں زعفران گھول کر اس آیت کو بطور تعویز لکھ کر اپنے پاس رکھے ان شاء اللہ عملہ کے تمام ارکان راضی ہو کر دوست ہو جائیں گے۔ عمل نہایت مفید ہے۔

خاصیت آیت ۲۲...برائے قوت بصر

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ

اس آیت کو ہر نماز کے بعد تین مرتبہ انگلی پر پڑھ کر دم کر کے آنکھوں پر لگائے ان شاء اللہ بصارت میں کمی نہ ہوگی۔ بلکہ جس قدر نقصان ہوگیا ہوگا وہ بھی جاتا رہے گا۔(اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۳۰...برائے بخار

یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَئْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ

اگر کسی مریض کے بخار چڑھانا مقصود ہو تو اس کے ماتھے پر اس آیت کا لکھنا نہایت مفید ہے۔اور اس آیت کو لکھ کر مریض کو پلانا بھی مفید ہے ان شاء اللہ بخار ہو جائے گا۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۴۵...مرگی کا مرض دفع کرنے کیلئے

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ

مرگی والے شخص کو چالیس دن تک اس مبارک آیت کو عنبر سے لکھ کر روزانہ گھول کر پلانا نہایت مجرب ہے۔(طب روحانی)

سورۂ ذاریات....فضائل وخواص

خاصیت آیت ۱تا۶...قرار حمل کیلئے

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ

حمل قرار پانے کے لئے تین کھجوروں پر پڑھ کر وہ کھجوریں عورت کو کھلانا نہایت مفید ہے۔(طب روحانی)

فضائل وخواص از کتاب

اَلدُّرَرُ النَّظِيم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم

سورۂ احقاف

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص سورۂ احقاف کو پڑھے۔ اسے دنیا کی ہر ہر چیز کی تعداد کے برابر دس دس نیکیاں ملیں گی اور دس دس برائیاں نامہ اعمال سے مٹائی جائیں گی اور دس دس درجات بلند ہوں گے۔

(۲) جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اپنے گلے میں لٹکائے وہ بیداری و نیند ہر حالت میں جنات اور دیگر ہر خوفناک چیز کے شر سے محفوظ رہے گا۔

(۳) اگر اس سورۃ کو لکھ کر سرہانے کے نیچے رکھ کر سو جائے تو رات کو کوئی چور یا جن وغیرہ اس کے قریب نہ آئے گا۔

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ط اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ م بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ط اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ط بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ط رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ م بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ط كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ

اگر کوئی بے دین ظالم و فرعون صفت دشمن ہو تو اس کے ہلاک و برباد کرنے کے لئے یہ آیات بہت مفید ہیں۔ طریقہ یہ ہے کہ سات بیکار کنوؤں کا پانی لا کر اس پر ان آیات کو ہفتہ کے دن سے لے کر جمعہ کے دن تک سات دن مسلسل چاند کے آخری عشرہ میں پڑھے) ہر روز سورج طلوع ہونے سے پہلے اور سورج غروب ہونے کے وقت سات سات بار پڑھے پھر آئندہ ہفتہ کے دن اس پانی کو چار گھڑوں میں ڈال کر کسی نابالغ لڑکے کے ہاتھوں انہیں کسی الگ کونہ میں رکھوا دے۔ جب ضرورت ہو تو دشمن کے گھر یا جہاں چاہے اس پانی کو چھڑکوا دے۔ بہت جلد مقصد حاصل ہو جائے گا۔

مگر اس بات کا دھیان ضرورر ہے کہ یہ عمل اسی کے لئے کیا جائے جو بے دین و ملحد اور ظالم ہو ناحق کسی پر ایسا عمل کرنا سخت گناہ ہے۔

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْ م بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءُ ط اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

ان آیات کو پڑھنے سے جن بہت جلد حاضر ہو جاتے ہیں۔ ان آیتوں کو ہر عزیمت کے بعد پڑھے۔

سورۂ محمد

(۱) جو شخص اس سورۃ کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ ضرور اسے جنت کی نہروں سے سیراب کرے گا۔
(۲) جو شخص اس سورۃ کو لکھے اور زمزم کے پانی سے دھو کر پی لے تو وہ لوگوں کا محبوب بن جائے گا۔ اس کا حافظہ قوی ہو جائے گا جو بات سنے گا وہ یاد رہے گی۔ (۳) اس سورۃ کو لکھ کر اور دھو کر اس کے پانی سے بیمار کو نہلایا جائے تو تندرست ہو جائے گا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ

اس آیت کو ڈھال پر کندہ کرا کے اگر دشمن کا سامنا کرے تو دشمن کو شکست ہوگی۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ

اگر دوران جنگ میدان جنگ سے مٹی کی ایک مٹھی لے کر اس پر یہ آیت پڑھ کر دشمن کے چہرے پر مار دے تو دشمن مغلوب اور ذلیل ہوگا۔

سورۃ الفتح

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص رمضان کی پہلی رات نفلوں میں یہ سورۃ پڑھے وہ اس سال ہر قسم کی آفت و مصیبت سے محفوظ رہے گا۔
(۲) ایک عارف کہتے ہیں جو آدمی رمضان کا چاند دیکھتے ہی تین بار سورۂ فتح پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو فراخ دست رکھیں گے۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر چیز کا خلاصہ اور مغز ہوتا ہے اور قرآن شریف کا مغز مفصل ہے۔
حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے سات لمبی آیتیں تورات کی جگہ پر اور آیات مثانی انجیل کی اور زبور کی جگہ مرحمت فرمائی ہیں۔ اور مجھے مفصل سے اعزاز و فضیلت بخشی ہے۔
جو شخص مفصل کو لکھ کر لڑائی یا خوف میں اپنے پاس رکھے تو وہ امن میں رہتا ہے۔
(مفصل کو لکھ کر اور دھو کر اگر پیچش) نکسیر اور سردی کے بخار والے کو پلایا جائے تو شفا ہوگی۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا هُوَالَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ط وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا

جو آدمی یہ چاہے کہ اسے قبولیت عامہ حاصل ہو تو وہ پاک وصاف ہو کر ان آیات کو عرق گلاب) مشک اور زعفران کے ساتھ ہرن کے چمڑے پر لکھے اور اس چمڑے کو اپنی پگڑی یا ٹوپی میں رکھ کر سر میں رکھے۔
جو آدمی دشمنوں کے مقابلہ میں فتح چاہتا ہو وہ جمعرات کی پہلی اور دوسری ساعت میں زرد تانبے کی گول پتری پر ان آیات کو کندہ کرائے اور اپنی ڈھال (یا دوسرے دفاعی سامان) میں میخ سے جوڑ دے اور اسے ساتھ لے کر دشمن کے مقابلہ پر چلا جائے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ

وَ رِضْوَانًا سِیْمَا هُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِکَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْکُفَّارَ ط وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا

جو شخص ان آیات کو ۱۴ رمضان کو یا ۲۴ تاریخ کو سفید ریشمی کپڑے میں عرق گلاب اور مشک و کافور سے لکھ کر ہرن کے چمڑے میں لپیٹ کر اپنے پاس رکھے وہ ہر آفت سے محفوظ رہے گا۔ اگر درخت سے باندھ دے تو اس میں خوب برکت ہوگی۔ اگر کوئی بوڑھا شخص اپنے پاس رکھے تو وہ طاقت ور رہے گا۔ اس آیت میں سارے کے سارے حروف تہجی موجود ہیں اور اسی طرح سورۂ آل عمران کی آیت ثم انزل علیکم الخ میں بھی تمام حروف تہجی پائے جاتے ہیں۔ جو شخص ان دو آیتوں کو کثرت سے پڑھے اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ اور اس کو تنگدستی سے نجات ملتی ہے اور نیکی کے کاموں میں اس کے بہت مددگار بن جاتے ہیں اور دنیا و آخرت کی بھلائی ملتی ہے۔

سورۂ حجرات

(۱) یہ سورۃ اگر لکھ کر گھر میں لگا دی جائے تو اس گھر میں شیطان نہیں آتا۔

(۲) اور اگر یہ سورۃ لکھ کر اور دھو کر دودھ والی عورت کو پلا دیا جائے تو اس کا دودھ بہت ہو جاتا ہے۔

(۳) اگر عورت حاملہ ہو اور یہ سورۃ اسے لکھ کر دھو کر پلا دی جائے تو بچہ ماں کے پیٹ میں ہر تکلیف سے محفوظ رہتا ہے۔

(۴) اگر کوئی آدمی نزع کی تکلیف میں ہو اس کے پاس بیٹھ کر کوئی سورۂ حجرات کی تلاوت کرے تو اس پر موت کی سختی کو آسان کر دیا جاتا ہے۔

سورۂ ق

قٓ. وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْکٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ ءَ اِذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا ذٰلِکَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا کِتٰبٌ حَفِیْظٌ بَلْ کَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِیْٓ اَمْرٍ مَّرِیْجٍ اَفَلَمْ یَنْظُرُوْٓا اِلَی السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ کَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَزَیَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَیْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ کُلِّ زَوْجٍۢ م بَهِیْجٍ تَبْصِرَةً وَّذِکْرٰی لِکُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَکًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِیْدِ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ وَاَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا ط کَذٰلِکَ الْخُرُوْجُ

(۱) اگر کوئی درخت پھل نہ اٹھاتا ہو یا درخت کو پھل تو لگتا ہو مگر محفوظ نہیں رہتا تو موسم بہار کی پہلی بارش کا پانی کسی پاک چکنے برتن یا کسی نئے شیشہ کے برتن میں لے کر ان آیتوں میں سے ہر ایک کو کاغذ کے ایک ٹکڑا پر گلاب و زعفران سے لکھ کر باقی پانی سے طلوع فجر کے وقت ان ٹکڑوں کو دھو لے اور دھوتے وقت ان آیتوں کو سات بار پڑھے اور پانی درخت کی جڑ میں چھڑک دے۔ ان شاء اللہ اس درخت کو بہت پھل لگے گا۔

(۲) مذکورہ بالا طریقہ سے بنائے ہوئے پانی میں بیج بھگو کر کاشت کیا جائے تو کھیتی بہت عمدہ ہوتی ہے۔

(۳) کسی کے پیٹ میں تکلیف ہو خواہ کسی بیماری کی وجہ سے ہو تو ان آیات کو لکھ کر بارش کے پانی سی دھو کر اسے پلا دیا جائے۔

(۴) کسی بچہ کے دانت آسانی سے نکلتے نظر نہ آتے ہوں تو اس بچہ کو یہ آیات بارش کے پانی سے دھو کر پلا دیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے دانت بآسانی نکل آئیں گے۔ (۵) کوئی آدمی کسی معاملہ میں خوف زدہ ہو تو اسے بھی اگر یہ آیات لکھ کر اور بارش کے پانی سے دھو کر اسے پلا دی جائیں تو اس کا خوف جاتا رہے گا۔

سورۃ الذاریات

۱......اگر مریض کے پاس سورۃ الذاریات پڑھی جائے تو وہ تندرست ہو جاتا ہے۔

۲......اگر بچہ جننے کے وقت سورۃ الذاریات لکھ کر عورت کو پہنا دی جائے تو بچہ کی پیدائش آسانی سے ہو جاتی ہے۔

پارہ ۲۷ میں آنے والی سورتوں کا تعارف

تعارف سورۃ النجم

یہ سورت مکی زندگی کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے، بلکہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہلی وہ سورت ہے جو آپ نے علی الاعلان ایسے مجمع میں پڑھ کر سنائی جس میں مسلمانوں کے ساتھ مشرکین کی بھی بڑی تعداد موجود تھی۔ نیز یہ پہلی سورت ہے جس میں آیت سجدہ نازل ہوئی، اور جس وقت آپ نے سجدے کی آیت اس مجمع کے سامنے تلاوت فرمائی تو یہ حیرت انگیز واقعہ پیش آیا کہ آپ نے اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے تو سجدہ کیا ہی تھا، اس وقت جو مشرکین موجود تھے، انہوں نے بھی سجدہ کیا۔ غالباً اس سورت کے پرشکوہ اور مؤثر مضامین نے انہیں بھی مسلمانوں کے ساتھ سجدہ کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس سورت کا اصل موضوع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو ثابت کرنا ہے، اور یہ کہ جو وحی آپ پر نازل ہوتی ہے، وہ کسی شک وشبہ کے بغیر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے، اور حضرت جبرئیل علیہ السلام لے کر آتے ہیں۔ اس ضمن میں یہ حقیقت بھی بیان فرمائی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دو مرتبہ اپنی اصل صورت میں دیکھا ہے، ان میں سے ایک اس وقت دیکھا جب آپ معراج پر تشریف لے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے اثبات کے ساتھ اس میں مشرکین مکہ کے غلط عقائد اور ان کے بعض بے ہودہ دعوؤں کی تردید بھی ہے اور پچھلی امتوں پر نازل ہونے والے عذاب کے حوالے سے انہیں حق کو تسلیم کرنے کی موثر دعوت بھی دی گئی ہے۔ ''نجم'' عربی میں ستارے کو کہتے ہیں اور چونکہ اس سورت کی پہلی ہی آیت میں ستارے کی قسم کھائی گئی ہے، اس لئے اس سورت کا نام سورۂ نجم ہے۔

تعارف سورۃ القمر

یہ سورت مکہ مکرمہ میں اس وقت نازل ہوئی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کو دو ٹکڑے کرنے کا معجزہ دکھلایا، اسی لئے اس کا نام سورۂ قمر ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحیح بخاری میں روایت ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی، اس وقت میں بچی تھی، اور کھیلا کرتی تھی۔ سورت کا موضوع دوسری مکی سورتوں کی طرح کفار عرب کو توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان لانے کی دعوت دینا ہے، اور اسی ضمن میں عاد وثمود، حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی قوموں اور فرعون کے دردناک انجام کا مختصر لیکن بہت بلیغ انداز میں تذکرہ فرمایا گیا ہے، اور بار بار یہ جملہ دہرایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نصیحت حاصل کرنے کے لئے قرآن کریم کو بہت آسان بنا دیا ہے تو کیا کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے؟

تعارف سورۃ الرحمٰن

یہ سورت وہ واحد سورت ہے جس میں بیک وقت انسانوں اور جنات دونوں کو صراحت کے ساتھ مخاطب فرمایا گیا ہے۔ دونوں کو اللہ تعالیٰ کی وہ بیشمار نعمتیں یاد دلائی گئی ہیں جو اس کائنات میں پھیلی پڑی ہیں، اور بار بار یہ فقرہ دہرایا گیا ہے کہ: ''اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے

پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟'' اپنے اسلوب اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے بھی یہ ایک منفرد سورت ہے جس کی تاثیر کو کسی اور زبان میں ترجمہ کر کے منتقل نہیں کیا جاسکتا۔ اس بارے میں روایات مختلف ہیں کہ یہ سورت مکی ہے، یا مدنی۔ عام طور سے قرآن کریم کے نسخوں میں اس کو مدنی قرار دیا گیا ہے، لیکن علامہ قرطبیؒ نے کئی روایتوں کی بنا پر یہ رجحان ظاہر کیا ہے کہ یہ مکی سورت ہے۔ واللہ اعلم۔

تعارف سورۃ الواقعہ

یہ سورت مکی زندگی کے ابتدائی دور کی سورتوں میں سے ہے، اور اس میں معجزانہ فصاحت و بلاغت کے ساتھ پہلے تو قیامت کے حالات بیان فرمائے گئے ہیں، اور بتایا گیا ہے کہ آخرت میں تمام انسان اپنے انجام کے لحاظ سے تین مختلف گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے، ایک گروہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کا ہوگا جو ایمان اور عمل صالح کے لحاظ سے اعلیٰ ترین مرتبے کے حامل ہیں، دوسرا گروہ ان عام مسلمانوں کا ہوگا جنہیں ان کے اعمال نامے ان کے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے، اور تیسرا گروہ ان کافروں کا ہوگا جن کے اعمال نامے ان کے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ پھر ان تینوں گروہوں کو جن حالات سے سابقہ پیش آئے گا، اس کی ایک جھلک بڑے موثر انداز میں دکھائی گئی ہے۔ اس کے بعد انسان کو خود اس کے اپنے وجود اور ان نعمتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اسی کا شکر بجالا کر اس کی وحدانیت کا اعتراف کرے، اور توحید پر ایمان لائے۔ پھر آخری رکوع میں قرآن کریم کی حقانیت کا بیان فرماتے ہوئے انسان کو اس کی موت کا وقت یاد دلایا گیا ہے کہ اس وقت وہ کتنا ہی بڑا آدمی سمجھا جاتا ہو، نہ تو خود اپنی موت سے چھٹکارا پاسکتا ہے، نہ اپنے کسی محبوب کو موت سے بچا سکتا ہے۔ لہٰذا جو پروردگار موت اور زندگی کا مالک ہے، وہی مرنے کے بعد بھی انسان کے انجام کا فیصلہ کرنے کا حق رکھتا ہے، اور انسان کا کام یہ ہے کہ اس کی عظمت کے آگے سربسجود ہو۔

سورت کی پہلی ہی آیت میں ''واقعہ'' کا لفظ آیا ہے جس سے مراد قیامت کا واقعہ ہے، اور اسی کے نام پر اس سورت کو سورۂ واقعہ کہا جاتا ہے۔

تعارف سورۃ الحدید

اس سورت کی آیت نمبر ۱۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس موقع پر چونکہ مسلمانوں کے خلاف کافروں کی دشمنی کی کارروائیاں بڑی حد تک دھیمی پڑ گئی تھیں، اور جزیرۂ عرب پر مسلمانوں کا تسلط بڑھ رہا تھا، اس لئے اس سورت میں مسلمانوں کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ اپنے آپ کو ان صفات سے آراستہ کرنے پر زیادہ توجہ دیں جو ان کے دین کو مطلوب ہیں، اور اللہ تعالیٰ سے اپنی کوتاہیوں پر مغفرت مانگیں، نیز انہیں ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنا مال خرچ کریں، اور آخرت کی بہبود کو دنیا کے مال و دولت پر ترجیح دیں جس کے نتیجے میں انہیں آخرت میں ایک ایسا نور عطا ہوگا جو انہیں جنت تک لے جائے گا، جبکہ منافق لوگ اس نور سے محروم کر دیئے جائیں گے۔ سورت کے آخر میں عیسائیوں کو یاد دلایا گیا ہے کہ جو رہبانیت (ترک دنیا) انہوں نے اختیار کی تھی، وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مطابقت نہیں رکھتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ دنیا کو بالکل چھوڑ کر بیٹھ جاؤ بلکہ یہ تاکید فرمائی تھی کہ اسی دنیا میں رہ کر اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرو، اور تمام حقوق اسی کی ہدایت کے مطابق ادا کرو۔ نیز عیسائیوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں تو اس کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس سورت کی آیت نمبر ۲۵ میں لوہے کا ذکر آیا ہے، لوہے کو عربی میں ''حدید'' کہتے ہیں، اس لئے سورت کا نام سورۃ الحدید ہے۔ (توضیح القرآن)

قَالَ فَمَا خَطۡبُکُمۡ اَیُّهَا الۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوۡۤا اِنَّاۤ اُرۡسِلۡنَاۤ

ابراہیم نے کہا پھر تمہارا مطلب کیا ہے اے بھیجے ہوئے (فرشتو)؟ وہ بولے ہم کو بھیجا گیا ہے

اِلٰی قَوۡمٍ مُّجۡرِمِیۡنَ ﴿۳۲﴾ لِنُرۡسِلَ عَلَیۡهِمۡ حِجَارَةً مِّنۡ

گنہگار لوگوں کی جانب تاکہ ہم ان پر چھوڑ ماریں مٹی کے پتھر ف۱ جن پر

طِیۡنٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً عِنۡدَ رَبِّكَ لِلۡمُسۡرِفِیۡنَ ﴿۳۴﴾ فَاَخۡرَجۡنَا

نشان پڑے ہوئے ہیں آپ کے پروردگار کے ہاں حد سے بڑھنے والوں کے لئے پھر ہم

مَنۡ کَانَ فِیۡهَا مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۳۵﴾ فَمَا وَجَدۡنَا فِیۡهَا

نے بچا نکالا اس کو جو وہاں ایمان والا تھا پس ہم نے نہ پایا اس جگہ

غَیۡرَ بَیۡتٍ مِّنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۳۶﴾ وَتَرَکۡنَا فِیۡهَاۤ اٰیَةً لِّلَّذِیۡنَ

سوائے ایک گھر کے مسلمانوں سے اور ہم نے باقی چھوڑی اس بستی میں نشانی ان لوگوں

یَخَافُوۡنَ الۡعَذَابَ الۡاَلِیۡمَ ﴿۳۷﴾ وَفِیۡ مُوۡسٰۤی اِذۡ اَرۡسَلۡنٰهُ

کے لئے جو ڈرتے ہیں دردناک عذاب سے اور موسیٰ کے قصہ میں بھی نشانی ہے جب ہم

اِلٰی فِرۡعَوۡنَ بِسُلۡطٰنٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰی بِرُکۡنِهٖ وَقَالَ

نے اس کو بھیجا فرعون کی طرف روشن دلیل دے کر۔ تو فرعون نے روگردانی کی اپنے زور (کے گھمنڈ) پر اور بولا

سٰحِرٌ اَوۡ مَجۡنُوۡنٌ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذۡنٰهُ وَجُنُوۡدَهٗ فَنَبَذۡنٰهُمۡ فِی

کہ یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ہے ف۲ تو ہم نے پکڑا اس کو اور اسکے لشکر کو پھر ان کو پھینک دیا دریا میں

الۡیَمِّ وَهُوَ مُلِیۡمٌ ﴿۴۰﴾ وَفِیۡ عَادٍ اِذۡ اَرۡسَلۡنَا عَلَیۡهِمُ الرِّیۡحَ

اور اس نے کام ہی ملامت کے قابل کیا تھا۔ اور عاد کے قصہ میں بھی نشانی ہے جب ہم نے ان پر بھیجی ایک ہوا

ف۱ قوم لوط:

یہ لوگ لواطت کے بانی تھے۔ رہزن تھے لٹیرے تھے اور عام جلسوں میں سب کے سامنے بے حیائی کے کام کرتے تھے۔ اللہ نے ان کی ہدایت کے لئے ان ہی کے ایک برادر وطن حضرت لوطؑ کو بھیجا لیکن قوم نے لوطؑ کی نبوت ماننے سے انکار کر دیا اور بولے اگر تو سچا ہے تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آ۔ لوطؑ نے دعا کی اے میرے رب مجھے اس ظالم قوم سے محفوظ رکھ اور ان مفسدوں کے مقابلہ میں میری مدد کر اور فتح عنایت فرما۔ اللہ نے دعا قبول فرمائی اور ملائکہ کو ان بدکاروں کی حالت کے لئے بھیج دیا۔

حِجَارَةً مِّنۡ طِیۡنٍ۔ یعنی کنکر۔ وہ مٹی جو منجمد ہو کر پتھر بن جاتی ہے۔

(تفسیر مظہری)

ف۲ فرعون کا پاگل پن

یعنی زور و قوت پر مغرور ہو کر حق کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اپنی قوم اور ارکان سلطنت کو بھی ساتھ لے ڈوبا۔ کہنے لگا کہ موسیٰ یا تو چالاک جادوگر ہے اور یا دیوانہ ہے دو حال سے خالی نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

ظاہر یہ ہے کہ فرعون نے حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ سے معجزات صادر ہوتے ہوئے دیکھ کر آپ کو جادوگر کہا اور چونکہ اس کی بیمار، کور بصیرت والی عقل میں موسیٰ کی دعوت توحید نہیں آتی تھی۔ اس لئے آپ کو پاگل کہنے لگا۔

بیضاوی نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کے معجزات کو دیکھ کر فرعون نے آپ کو آسیب زدہ سمجھا پھر سوچنے لگا کہ ان افعال کے اظہار میں موسیٰؑ کے اپنے اختیار اور کوشش کو دخل ہے یا نہیں اگر ہے تو یہ جادوگر ہے اور بے اختیار ہے تو پاگل ہے وہ فیصلہ نہ کر سکا کہ اظہار معجزات میں موسیٰ کے ارادے اور اختیار کو دخل ہے یا نہیں۔ (تفسیر مظہری)

الْعَقِيمَ ﴿٤١﴾ مَا تَذَرُ مِن شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ

ف۱ بے نفع کہ نہ چھوڑتی تھی کسی چیز کو جس پر ہو کر گزرتی تھی مگر اس کو کر ڈالتی تھی بوسیدہ ہڈی

كَالرَّمِيمِ ﴿٤٢﴾ وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٤٣﴾

کی طرح۔ اور ثمود کے حال میں بھی نشانی ہے جب ان سے کہا گیا کہ فائدہ اٹھاؤ ایک مُدت تک

فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ

پھر وہ سرکشی کرنے لگے اپنے پروردگار کے حکم سے تو ان کو آ پکڑا ایک کڑک نے اور وہ

يَنظُرُونَ ﴿٤٤﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوا مِن قِيَامٍ وَمَا كَانُوا

دیکھتے تھے۔ پس نہ وہ اٹھ ہی سکے اور نہ

مُنتَصِرِينَ ﴿٤٥﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا

انتقام لینے والے تھے۔ اور (ہم ہلاک کر چکے) نوح کی قوم کو اس سے پہلے بیشک وہ

فَاسِقِينَ ﴿٤٦﴾ وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ ﴿٤٧﴾

بدکار لوگ تھے۔ اور آسمان ہم نے بنایا اپنے ہاتھ کے زور سے اور کچھ شک نہیں کہ ہم کو سب قدرت ہے

وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ ﴿٤٨﴾ وَمِن كُلِّ شَيْءٍ

اور زمین کو ہم نے بچھایا تو ہم کیا اچھے بچھانے والے ہیں اور ہر چیز کے ہم نے

خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٤٩﴾ فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي

پیدا کئے جوڑے ف۲ تاکہ تم نصیحت پکڑو تو بھاگو اللہ کی طرف بیشک

لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٥٠﴾ وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۖ إِنِّي

میں تم کو اس کی طرف سے صاف طور پر ڈر سنانے والا ہوں۔ اور نہ مقرر کرو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود۔ میں تم کو

ف۱ یعنی وہ عذاب کی آندھی تھی، اس لئے ہواؤں میں عام طور سے جو فائدے ہوا کرتے ہیں، وہ اس میں نہیں تھے، قوم عاد کا تعارف سورہ اعراف (۷:۶۵) میں اور قوم ثمود کا تعارف سورہ اعراف (۷:۷۳) میں گذر چکا ہے۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۲

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور فرشتوں کی مہمان نوازی کو ذکر فرمایا گیا۔ فرشتوں سے سوال وجواب ہلاک شدہ اقوام سے سامان عبرت اور قوم فرعون کو دی گئی سزا کو ذکر فرمایا گیا۔ قوم عاد کی آندھی قوم ثمود کی کڑک اور تباہی کو ذکر کیا گیا۔

ع ۲

ف۲ ظاہر ہے کہ ہر چیز میں کوئی نہ کوئی ایسی صفت اعتبار کی جاتی ہے جس میں دوسری چیز اس کے مقابل شمار کی جاتی ہے جیسے آسمان و زمین گرمی سردی چھوٹی بڑی خوشنما بدنما سفیدی سیاہی روشنی تاریکی جوہر و عرض یعنی مستقل اور غیر مستقل وغیرہ وغیرہ پس دو دو قسم بنانے سے یہی مراد ہے کہ ہر چیز ایک دوسری کے مقابل ہے۔

لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٥١﴾ كَذَٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم

اس کی طرف سے صاف طور پر ڈر سناتا ہوں۔ اس طرح ان سے اگلوں کے پاس بھی

مِّن رَّسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿٥٢﴾ أَتَوَاصَوْا بِهِ

جو رسول آیا انہوں نے یہی کہا کہ جادوگر ہے یا دیوانہ ہے۔ کیا یہی ایک دوسرے کو

بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿٥٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَا أَنتَ بِمَلُومٍ ﴿٥٤﴾

کہہ مرے ہیں؟ کوئی نہیں بلکہ یہ لوگ شریر ہیں سوتو ان سے منہ پھیر لے اب تجھ پر کچھ ملامت نہیں

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٥﴾ وَمَا خَلَقْتُ

اور سمجھاتا رہ کہ سمجھانا فائدہ بخشتا ہے ایمان والوں کو ف۱ اور میں نے جو جنات اور انسان کو پیدا کیا ہے

الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ مَا أُرِيدُ مِنْهُم مِّن

تو بس اس لئے تاکہ میری عبادت کریں ف۲ میں نہیں چاہتا ان سے

رِّزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ ﴿٥٧﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ

روزینہ اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھ کو کھلائیں۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ ہی روزی رسان

ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ﴿٥٨﴾ فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذَنُوبًا

صاحب قوت زبردست ہے تو ان ظالموں کا بھی ڈول بھرا

مِّثْلَ ذَنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونِ ﴿٥٩﴾ فَوَيْلٌ

جیسے بھرا ان کے ساتھیوں کا تو مجھ سے جلدی نہ مچائیں۔ پس خرابی ہے

لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِن يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٦٠﴾ ع

کافروں کے لئے ان کے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے

ف۱ یعنی سمجھانے میں عام فائدے اور حکمتیں سب کے اعتبار سے ہیں جنکی قسمت میں ایمان نہیں ان پر حجت تمام ہو جائیگی اور جنکی قسمت میں ایمان ہے وہ ایمان لے آئینگے اور جو ایمان لا چکے ہیں ان کو بھی نفع ہوگا پس نصیحت کئے جایئے اور کسی کے ایمان نہ لانے کا غم نہ کیجئے۔

ف۲ اور حبعا عبادت کی تکمیل کے لئے جن و انسان کی پیدائش پر دوسرے منافع کا مرتب ہونا اس کے منافی نہیں اسی طرح بعض جن و انسان کا عبادت نہ کرنا بھی اس کے منافی نہیں کیونکہ حق تعالیٰ نے تو سب کو اس کا مکلف بنا دیا ہے اب آگے وہ عبادت کریں یا نہ کریں یہ ان کا کام ہے اور جن و انسان کی تخصیص اس لئے ہے کہ اس جگہ عبادت سے مراد وہ عبادت ہے جو اختیار کے ساتھ کی جائے اور اس سے آزمائش مقصود ہو اور ملائکہ میں امتحان مقصود نہیں اور دوسری مخلوقات میں اختیار کی صفت نہیں۔

تعبیر سورہ الذّٰریٰت

جو شخص اس کو خواب میں پڑھے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا زمین کی نباتات میں سے جس قدر چاہے حاصل کرے گا اور ہر مذہب کی طرف وہ مائل رہے گا۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع ۳

قدرت کے دلائل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی فرمائی گئی۔ جن و انس کی تخلیق کا مقصد نظام رزق اور کفر کو عذاب کی وعید سنائی گئی۔ ع ۱۴ ۲

خاصیت: آیت ۵۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّ فِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ طور مکہ میں نازل ہوئی اوراس میں اُنچاس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالطُّوْرِ ۙ﴿۱﴾ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۙ﴿۲﴾ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۙ﴿۳﴾ وَّالْبَيْتِ

قسم ہے طور پہاڑ کی ف۱ اور قسم ہے اسی کتاب کی جو لکھی ہوئی ہے کشادہ کاغذ میں اور قسم ہے

الْمَعْمُوْرِ ۙ﴿۴﴾ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۙ﴿۵﴾ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۙ﴿۶﴾ اِنَّ

بیت المعمور کی اور قسم ہے بلند چھت کی اور قسم ہے بھرے ہوئے دریا کی

عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۙ﴿۷﴾ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۙ﴿۸﴾ يَّوْمَ تَمُوْرُ

بیشک تیرے پروردگار کا عذاب ضرور ہونے والا ہے اسے کوئی ٹالنے والا نہیں جس دن لرزنے لگے

السَّمَآءُ مَوْرًا ۙ﴿۹﴾ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ؕ﴿۱۰﴾ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

گا آسمان کپکپا کر اور چلنے لگیں گے پہاڑ رواں ہو کر پس تباہی ہے اس دن

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۙ﴿۱۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۘ﴿۱۲﴾

جھٹلانے والوں کے لئے جو بکواس میں پڑے کھیلتے ہیں۔

يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ؕ﴿۱۳﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ

جس دن ان کو دھکیلا جائے گا دوزخ کی آگ کی جانب دھکے دے کر۔ یہ ہے وہ آگ

كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا

جس کو تم جھوٹ جانتے تھے۔ اب بھلا یہ جادو ہے یا تم کو سوجھتا نہیں؟

ف۱ سورۂ طور کی فضیلت:

حضرت جبیر بن معطمؓ فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سورۂ وَالطُّوْرِ ۙ پڑھتے ہوئے سُنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوش آواز اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اچھی قرأت والا میں نے تو کسی کو نہیں سُنا (مؤطا امام مالک)۔

حضرت اُم سلمہؓ فرماتی ہیں زمانہ حج میں میں بیمار تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے اپنا حال کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سواری پر سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے پیچھے طواف کر لو۔ چنانچہ میں نے سواری پر بیٹھ کر طواف کیا اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے ایک کونے میں نماز پڑھ رہے تھے اور وَالطُّوْرِ ۙ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۙ کی تلاوت فرما رہے تھے۔ (بخاری) (تفسیر ابن کثیر)

کوہ طور کی فضیلت:

یہاں طور سے مراد وہ طور سینین ہے جو ارض مدین میں واقع ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حق تعالیٰ سے شرف ہم کلامی نصیب ہوا بعض روایات حدیث میں ہے کہ دنیا میں چار پہاڑ جنت کے ہیں ان میں سے ایک طور ہے (قرطبی) طور کی قسم کھانے میں اس کی خاص تعظیم و تشریف کی طرف بھی اشارہ ہے اور اس کی طرف بھی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے لئے کچھ کلام اور احکام آئے ہیں جن کی پابندی اُن پر فرض ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

وقف لازم

خاصیت: آیت ۱ تا ۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

تُبْصِرُوْنَ ﴿١٥﴾ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ

اس میں داخل ہو پھر صبر کرو یا نہ کرو تمہارے حق میں دونوں برابر!

عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٦﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ

بس تم کو ان ہی اعمال کا بدلہ ملے گا جو تم کرتے تھے جو پرہیزگار ہیں

فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ﴿١٧﴾ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَ

وہ جنتوں اور نعمتوں میں میوے کھا رہے ہوں گے جو ان کو دیئے ان کے پروردگار نے۔

وَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿١٨﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓــًٔا

اور ان کو بچایا ان کے پروردگار نے دوزخ کے عذاب سے۔ کھاؤ اور پیو رچتا

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٩﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰي سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ

ان اعمال کے صلہ میں جو تم کرتے تھے۔ تکئے لگائے ہوئے برابر برابر بچھائے ہوئے تختوں پر!

وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿٢٠﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ

اور ہم ان سے بیاہ دیں گے بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کو اور جو ایمان لائے اور ان کی راہ چلی ان کی اولاد

بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ

ایمان کے ساتھ ہم ان کے پاس پہنچا دیں گے ان کی اولاد کو اور ہم ان کو کم نہ دیں گے ان کے عمل میں سے

مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿٢١﴾ وَاَمْدَدْنٰهُمْ

کچھ! ف۱ ہر آدمی اپنے کئے ہوئے عمل میں گرفتار ہے اور ہم ان کو پے درپے عطا کرینگے

بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٢٢﴾ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا

میوے اور گوشت جس جنس کو ان کا جی چاہے گا وہ ایک دوسرے کے ہاتھ سے لیں گے

ف۱ بچوں کا کیا ہوگا:

ابن ابی شیبہ نے حضرت انسؓ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میں نے اپنے رب سے نسل انسانی کے ان (بچوں) کے متعلق مانگ کی جو کھیلنے والے ہوں اللہ نے مجھے وہ عطا فرما دیئے (یعنی ان کو جنتی بنا دیا) ابن عبدالبر نے کہا کھیلنے والوں سے مراد ہیں بچے کیونکہ ان کے کام بے عقلی کے کھیل کود کی طرح ہوتے ہیں عزم کے ساتھ نہیں ہوتے۔ ابن جریر نے لکھا ہے کہ حضرت سمرہؓ نے فرمایا' ہم نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کے بچوں کے متعلق دریافت کیا' فرمایا وہ جنت والوں کے خادم ہوں گے۔ ابن جریر نے ایسی ہی حدیث حضرت ابن مسعودؓ سے موقوفاً بھی بیان کی ہے' طیالسی نے حضرت انسؓ کی روایت سے اسی کی ہم معنی حدیث نقل کی ہے' بعض علماء کا خیال ہے کہ مشرکوں کے بچوں کی جانچ کی جائے گی کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اللہ ہی کو علم ہے کہ وہ (جوان ہو کر کیا کرنے والے ہوتے) متفق علیہ من حدیث ابی ہریرہؓ۔

ما التنھم۔ یعنی ان کے باپوں کے اعمال کے ثواب میں ہم کوئی کمی نہیں کریں گے۔ مطلب یہ کہ مومن اولاد کو ان کے باپوں کے ساتھ شامل کر دینے اور درجہ میں ان کے ساتھ ملا دینے سے ان کے آباء کے اعمال کے ثواب میں کمی نہیں ہو گی۔ (تفسیر مظہری)

یعنی یہ صورت نہ ہوگی کہ بڑوں کے کچھ اعمال لے کر چھوٹوں کو دے کر دونوں کو برابر کر دیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہو کہ بڑے کو اس کے درجہ سے کچھ نیچے لائیں اور چھوٹے کو کچھ اوپر لے جائیں اور دونوں ایک درمیانی درجہ میں رکھے جائیں بلکہ کریموں کی شان کے لائق یہ ہے کہ بڑے لوگوں کو اپنے بلند درجوں میں بدستور رکھیں گے اور چھوٹوں کو وہاں پہنچا دیا جائے گا۔

لَا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ

وہاں جام شراب نہ اس شراب میں بیہودہ بکنا ہے اور انکے پاس آئیں جائیں گے ان کے غلام گویا

كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ﴿٢٤﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ

وہ غلاف میں دھرے ہوئے موتی ہیں اور وہ ایک دوسرے کی طرف منہ کر کے

يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٥﴾ قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ﴿٢٦﴾ فَمَنَّ

باہم سوال کریں گے۔ کہیں گے کہ ہم تو پہلے اپنے گھر ڈرتے رہتے تھے۔

اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ ﴿٢٧﴾ إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلُ

تو اللہ نے بڑا ہی احسان فرمایا ہم پر اور ہم کو بچا لیا لُو کے عذاب سے ف۱ ہم اس سے پہلے

نَدْعُوهُ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ﴿٢٨﴾ فَذَكِّرْ فَمَا أَنتَ بِنِعْمَتِ

اسکو پکارا کرتے تھے بیشک وہی احسان فرمانے والا مہربان ہے۔ تو (اے محمد) تو نصیحت کئے جا کہ تو اپنے پروردگار کے فضل

رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ﴿٢٩﴾ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ

سے نہ کاہن ہے اور نہ دیوانہ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے کہ ہم اس کے حق میں انتظار کرتے ہیں

بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ ﴿٣٠﴾ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُم مِّنَ

زمانہ کی گردش کا۔ ف۲ کہہ دے تم منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ

الْمُتَرَبِّصِينَ ﴿٣١﴾ أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُم بِهَٰذَا ۚ أَمْ هُمْ

انتظار کر رہا ہوں۔ کیا ان کی عقلیں ان کو یہی عقیدہ سکھاتی ہیں یا وہ لوگ شریر

قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿٣٢﴾ أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾

یا کہتے ہیں کہ اس نے خود بنا لیا ہے قرآن کو۔ نہیں بلکہ یہ ایمان نہیں لاتے تو

ف۱ آیت قرآن پر گریہ و دعا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حضرت قاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ایک دن علی الصبح میں نے حضرت عائشہ کے ہاں حاضری دی تو وہ کھڑی نماز میں مصروف تھیں اور یہ آیت تلاوت کر رہی تھیں۔ فمن الله علینا ووقانا عذاب السموم "سو اللہ نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا لیا" وہ اس آیت کو بار بار دہراتی جاتی تھیں اور دعا اور گریہ بھی کر رہی تھیں میں انتظار میں کھڑا رہا اور کھڑے کھڑے اکتا گیا اس لئے اپنے کسی کام سے بازار روانہ ہوگیا۔ لوٹ کر آیا تو وہ اسی حال میں کھڑے نماز پڑھ رہی تھیں اور رو رہی تھیں (صفۃ الصفوۃ)

خلاصہ رکوع ۱

قدرت و عظمت الٰہی کی نشانیاں غافلوں کو ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل کی وعید ذکر کی گئی۔ مومنین کا انعام اور اہل جنت کی مجالس اور صالحین کی صالح اولاد کا اہل جنت سے الحاق ذکر فرمایا گیا۔ اہل جنت کی شاہانہ ملاقاتیں ذکر فرمائی گئی۔

ف۲ شان نزول

آیت کا نزول ان لوگوں کے حق میں ہوا جو مکہ کے پہاڑیوں کی گھاٹیوں میں الگ الگ بٹ کر بیٹھ گئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کاہن اور ساحر اور شاعر کہتے تھے۔ ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباس کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملہ میں مشورہ کرنے کیلئے قریش دار الندوہ (چوپال) میں جمع ہوئے بعض لوگوں نے کہا یہ بھی زہیر اور نابغہ کی طرح ایک شاعر ہے اس کو قید کر دو یہاں تک کہ خود اپنے وقت پر مر جائے جیسے دوسرے شاعر مر گئے۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

خاصیت: آیت ۲۳، ۲۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ۝٣٤ أَمْ

ان کو چاہیے کہ لے آئیں کوئی کلام اسی طرح کا اگر وہ سچے ہیں۔ کیا وہ آپ

خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ۝٣٥ أَمْ خَلَقُوا

پیدا ہوگئے ہیں کسی کے پیدا کئے بغیر یا وہی پیدا کرنے والے ہیں۔ یا انہوں نے پیدا کیا

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ۝٣٦ أَمْ عِندَهُمْ

آسمانوں کو اور زمین کو؟ کوئی نہیں بلکہ وہ یقین نہیں کرتے ف۱ کیا ان کے پاس

خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ۝٣٧ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ

تیرے پروردگار کے خزانے ہیں یا وہ داروغہ ہیں؟ کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر

يَسْتَمِعُونَ فِيهِ ۖ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝٣٨

سن آیا کرتے ہیں؟ تو چاہیئے کہ ان میں سے سن آنے والا شخص لائے کوئی دلیل صریح۔

أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمُ الْبَنُونَ ۝٣٩ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم

کیا اللہ کے لئے بیٹیاں اور تمہارے لئے بیٹے؟ یا تو ان سے کچھ اجرت مانگتا ہے پس وہ

مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ۝٤٠ أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ۝٤١

چٹی کے بوجھ سے دبے جاتے ہیں۔ یا ان کے پاس علم غیب ہے پس وہ لکھ لیتے ہیں ف۲

أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ۝٤٢

یا وہ کچھ مکر کرنا چاہتے ہیں؟ سو جو کافر ہیں وہی مکر (کے وبال) میں گرفتار ہوتے ہیں۔

أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝٤٣

کیا ان کا کوئی معبود ہے اللہ کے سوائے؟ اللہ پاک ہے ان کے شریک بتانے سے۔

ف۱ پیغمبر خدا کی بات کیوں نہیں مانتے

یعنی پیغمبر خدا کی بات کیوں نہیں مانتے، کیا ان کے اوپر کوئی خدا نہیں جس کی بات ماننا ان کے ذمہ لازم ہو کیا بغیر کسی پیدا کرنیوالے کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا خود اپنے آپ کو خدا سمجھتے ہیں؟ یا یہ خیال ہے کہ آسمان وزمین ان کے بنائے ہوئے ہیں لہٰذا اس قلمرو میں جو چاہیں کرتے پھریں کوئی ان کو روکنے ٹوکنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ یہ سب خیالات باطل اور مہمل ہیں۔ وہ بھی دلوں میں جانتے ہیں کہ ضرور رخدا موجود ہے جس نے ان کو اور تمام زمین وآسمان کو نیست سے ہست کیا۔ مگر اس علم کے باوجود جو ایمان ویقین شرعاً مطلوب ہے اس سے محروم اور بے بہرہ ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ کیا ان پر وحی آتی ہے

یعنی کیا خود ان پر اللہ اپنی وحی بھیجتا اور پیغمبروں کی طرح اپنے بھید پر مطلع کرتا ہے جسے یہ لوگ لکھ لیتے ہیں جیسے انبیاء کی وحی لکھی جاتی ہے اس لیے ان کو آپ کی پیروی کی ضرورت نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

قتادہ نے کہا' یہ جواب ہے کافروں کے قول کا۔ کافروں نے کہا تھا نَتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ اللہ نے اس کا جواب دیا کیا ان کو علم غیب ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پہلے مرجائیں گے اوران کا کوئی نشان بھی باقی نہیں رہے گا۔ (تفسیر مظہری)

وَإِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ

اور اگر دیکھیں کوئی ٹکڑا آسمان سے گرتا ہوا تو کہنے لگیں کہ یہ بادل ہے

مَّرْكُوْمٌ ﴿٤٤﴾ فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ﴿٤٥﴾

تہہ بہ تہہ پس ان کو چھوڑ یہاں تک کہ یہ ملاقات کریں اپنے اس دن سے جس میں بے ہوش کردیئے جائیں گے۔

يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٤٦﴾

جس دن ان کے کچھ کام نہ آئے گا ان کا مکر اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ اور ان ستم گاروں

وَإِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ

کیلئے ایک عذاب ہے اس سے ورے ولیکن بہتیرے ان میں جانتے نہیں اور تو صبر سے بیٹھا رہ اپنے پروردگار

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ

کے حکم کے انتظار میں۔ تو تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور تسبیح کر اپنے پروردگار کی حمد کیساتھ جس وقت

بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٤٨﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿٤٩﴾ ع ٢

صبح کو اُٹھے ف۱ اور رات کے ایک حصہ میں اسکی تسبیح کر اور تاروں کے غائب ہوئے پیچھے بھی

سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ نجم مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں باسٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى ﴿١﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿٢﴾

قسم ہے ستارے کی جبکہ گرے نہ بہکا تمہارا رفیق (یعنی محمد ﷺ) اور نہ بھٹکا

ف۱ کفارہ مجلس

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مجلس میں بیٹھے اور اس میں اچھی بری باتیں ہوں تو اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے اگر وہ یہ کلمات پڑھ لے تو اللہ اس کی سب خطاؤں کو جو اس مجلس میں ہوتی ہیں معاف فرمادیں گے وہ کلمات یہ ہیں۔ "سبحانک اللھم وبحمدک اشھدان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک" (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ۲

کفار کا انکار رسالت اور ان کی بے وقوفی و بے عقلی کو ذکر کیا گیا۔ منکرین کو دلائل سے بتایا گیا کہ تم اپنے انکار کی کوئی سند نہیں رکھتے۔ صرف ضد اور عناد اس کا سبب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی اور تسبیح وتحمید کا حکم فرمایا گیا۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝۳ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝۴ عَلَّمَهٗ

اور نہ بات کرتا ہے اپنی خواہش نفس سے یہ (قرآن) تو وحی ہے جو اس کو بھیجی جاتی ہے اس کو سکھایا ہے

شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝۵ ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ۝۶ وَهُوَ بِالْاُفُقِ

بڑے طاقت ورزور آور (فرشتے یعنی جبریل) نے۔ پس وہ فرشتہ پورا نظر آیا۔ ایسے حال میں کہ وہ آسمان کے

الْاَعْلٰى ۝۷ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝۸ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ

اونچے کنارے میں تھا۔ ف۱ پھر نزدیک ہوا اور اتر آیا پس فاصلہ رہ گیا دو کمان کی برابر یا اس سے بھی زیادہ قریب

اَدْنٰى ۝۹ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ۝۱۰ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ

پھر اللہ نے وحی بھیجی اپنے بندے کی جانب جو کچھ بھیجی۔ نہیں جھوٹ ملایا پیغمبر کے دل نے اس معاملہ

مَا رَاٰى ۝۱۱ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝۱۲ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً

میں جو دیکھا۔ تو کیا تم پیغمبر سے اس پر جھگڑتے ہو جو اس نے دیکھا اور بیشک اس فرشتے کو دیکھا تھا ایک بار

اُخْرٰى ۝۱۳ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝۱۴ عِنْدَهَا جَنَّةُ

اور بھی سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس کے نزدیک جنت آرام گاہ ہے

الْمَاْوٰى ۝۱۵ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝۱۶ مَا زَاغَ

۔ جب ہ اس بیری پر چھا رہا تھا جو کچھ چھا رہا تھا نہ پیغمبر کی نظر

الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝۱۷ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝۱۸

بہکی اور نہ حد سے بڑھی ف۲ بیشک اس نے دیکھیں اپنے پروردگار کی بڑی نشانیاں

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝۱۹ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝۲۰

بھلا تم دیکھو تو لات اور عزیٰ۔ اور تیسرے مناۃ بے قدر کو (کہ یہ بُت کیسے ضعیف ہیں)

ف۱ ایک بار حضور نے جبریل علیہ السلام سے درخواست کی کہ مجھ کو اپنی اصلی صورت دکھلا دو انہوں نے حراء کے پاس اور ایک روایت میں ہے کہ جیاد میں وعدہ ٹھہرا آپ وہاں تشریف لے گئے تو مشرقی جانب میں دیکھا کہ ان کے چھ سو بازو ہیں اور اس قدر پھیلے ہوئے ہیں کہ مغربی جانب تک گھیر رکھا ہے آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے اس وقت جبرئیل علیہ السلام بصورت بشریہ آپ کی تسلی کے واسطے اتر آئے۔

ف۲ رویت باری کا مسئلہ:

تمام صحابہ وتابعین اور جمہور امت اس پر متفق ہیں کہ آخرت میں اہل جنت و عام مؤمنین حق تعالیٰ کی زیارت کریں گے' جیسا کہ احادیث صحیحہ اس پر شاہد ہیں' اس سے اتنا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رویت و زیارت کوئی امر محال یا ناممکن نہیں' البتہ عالم دنیا میں انسانی نگاہ میں اتنی قوت نہیں جو اس کو برداشت کر سکے اس لئے دنیا میں کسی کو رویت و زیارت حق تعالیٰ کی نہیں ہو سکتی' آخرت کے معاملہ میں خود قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ **فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید** ' یعنی آخرت میں انسان کی نگاہ تیز اور قوی کر دی جائیگی در پردے ہٹا دیئے جائیں گے' حضرت امام مالکؒ نے فرمایا کہ دنیا میں کوئی انسان اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتا کیونکہ اس کی نگاہ فانی ہے' اور اللہ تعالیٰ باقی' پھر جب آخرت میں انسان کو غیر فانی نگاہ عطا کر دی جائے گی تو حق تعالیٰ کی رویت میں کوئی مانع نہ رہے گا' تقریباً یہی مضمون قاضی عیاضؒ سے بھی منقول ہے' اور صحیح مسلم کی ایک حدیث میں اس کی تقریباً تصریح ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ لَنْ تَرَوْا رَبَّكُمْ حَتّٰى تَمُوْتُوْا (فتح الباری' ص۴۹۳ ج ۸) اس سے امکان تو اس کا بھی نکل آیا کہ عالم دنیا میں بھی کسی وقت خصوصی طور پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں وہ

خاصیت: آیت ۷ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿۲۱﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿۲۲﴾

بھلا تمہارے لئے بیٹے اور اللہ کے لئے بیٹی؟ وا اس صورت میں تو یہ تقسیم بڑی نا منصفانہ ہے

اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ

بس یہ سب نام ہیں جو رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادا نے۔

اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ

اللہ نے تو ان کی کوئی سند اتاری نہیں۔ یہ لوگ چلتے ہیں نری اٹکل

وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ؕ ﴿۲۳﴾

اور نفسانی خواہشات پر اور ان کے پاس آ چکی ہے ان کے پروردگار کی طرف سے ہدایت کہیں

اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ ع

انسان کو ملتا ہے جو وہ آرزو کرے؟ و۲ سو اللہ کے اختیار میں ہے وہ جہان اور یہ جہان

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِى السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِىْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا

اور بہتیرے فرشتے ہیں آسمانوں میں کہ نہیں کام آتی ان کی سفارش کچھ بھی

اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿۲۶﴾

مگر اس کے بعد کہ اللہ اجازت دے جس کے لئے چاہے اور رضا مند ہو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ

جو لوگ یقین نہیں رکھتے آخرت کا وہ فرشتوں کے نام رکھتے ہیں عورتوں کے نام سے

تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا

اور ان کو اس کا کچھ علم نہیں ہے نری اٹکل پر چلتے ہیں

قوت بخش دی جائے جس سے وہ حق تعالیٰ کی زیارت کر سکیں، لیکن اس عالم سے باہر نکل کر جبکہ شب معراج میں آپ ﷺ کو آسمانوں اور جنت و دوزخ اور اللہ تعالیٰ کی خاص آیات قدرت کا مشاہدہ کرانے ہی کے لئے امتیازی حیثیت سے بُلایا گیا، اُس وقت تو حق تعالیٰ کی زیارت اس عام ضابطہ سے بھی مستثنیٰ ہے کہ اس وقت آپ ﷺ اس عالم دنیا میں نہیں ہیں۔ (معارف مفتی اعظم)

وا مشرکین مکہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہا کرتے تھے، یہاں ان کے اس عقیدے کی طرف اشارہ ہے کہ تم خود تو بیٹیوں کو ناپسند کرتے ہو، اور اللہ تعالیٰ کی طرف بیٹیاں منسوب کر رکھی ہیں۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۱

ع ۵ شان رسالت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جبرائیل سے قرب، رویت باری تعالیٰ اور کفار کے بتوں کو ذکر فرمایا گیا۔ نظریہ ولایت کی تردید اور ان کے اندھے پن کو ذکر فرمایا گیا۔

و۲ یہ مشرک لوگ اپنے من گھڑت خداؤں کے بارے میں یہ کہا کرتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ سے ہماری سفارش کرینگے۔ (دیکھئے سورہ یونس ۱۰:۱۸) یہاں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ تمہاری تمنا ضرور ہوگی، لیکن انسان کو ہر وہ چیز نہیں ملا کرتی جسکی وہ تمنا کرے۔ (توضیح القرآن)

خاصیت: آیت ۲۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الظَّنَّ ۚ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ﴿٢٨﴾ فَأَعْرِضْ عَنْ

اور اٹکل کچھ کام نہیں آتی حق بات میں سو تو اس سے اعراض کر

مَّنْ تَوَلَّىٰ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿٢٩﴾ ذَٰلِكَ

جو روگردانی کرے ہماری یاد سے اور نہ طلب کرے مگر دنیا کی زندگانی۔ یہیں تک

مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ

ان کے علم کی رسائی ہے! ف۱ بیشک میرا پروردگار ہی خوب جانتا ہے جو بہکا اس

سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدَىٰ ﴿٣٠﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ

کے راستے سے اور وہی خوب جانتا ہے جو راہ یاب ہوا اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ

اور جو کچھ زمین میں ہے تاکہ وہ بدلا دے ان لوگوں کو جنہوں نے بُرے عمل کئے ان کے اعمال کا اور بدلا دے

الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى ﴿٣١﴾ الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ

نیکی کرنے والوں کو اچھا بدلہ۔ جو لوگ بچتے ہیں بڑے گناہوں اور

وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۚ هُوَ

بے حیائی کے کاموں سے مگر چھوٹے چھوٹے گناہ ف۲ بیشک تیرا پروردگار بڑی وسیع مغفرت والا ہے وہ

أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنْشَأَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ وَإِذْ أَنْتُمْ أَجِنَّةٌ

تم کو خوب جانتا ہے جب تم کو پیدا کیا زمین سے اور جب تم بچے تھے

فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ ۖ فَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ

اپنے ماؤں کے پیٹ میں تو تم اپنے آپ کو پاکیزہ مت جتاؤ! وہی اس کو خوب جانتا ہے جو

ف۱ قرآن کریم نے یہ اُن کفار کا حال بیان کیا ہے جو آخرت و قیامت کے منکر ہیں، افسوس ہے کہ انگریزوں کی تعلیم اور دنیا کی ہواؤ ہوس نے آجکل ہم مسلمانوں کا یہی حال بنا دیا ہے کہ ہمارے سارے علوم وفنون اور علمی ترقی کی ساری کوششیں صرف معاشیات کے گرد گھومنے لگیں، معادیات (معاملاتِ آخرت) کا بھول کر بھی دھیان نہیں آتا۔ ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتے ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی امید لگائے ہوئے ہیں، مگر حالت یہ ہوگئی کہ اللہ تعالی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی حالت والوں سے رُخ پھیر لینے کی ہدایت کرتا ہے نعوذ باللہ منہ (معارف مفتی اعظم)

حضور رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ف: دنیا اس کا گھر ہے جس کا (آخرت میں) گھر نہ ہو اور دنیا اس کا مال ہے جو (آخرت میں) کنگال ہو اسے جمع کرنے کی دُھن میں وہ رہتا ہے جو عقل سے خالی ہو۔ ایک منقول دعا میں حضور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ بھی آئے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا پروردگار! تو ہماری اہم کوشش کو منتہائے نظر اور مقصد معلومات صرف دنیا ہی کو نہ کر۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ صاحب قاموس نے لکھا ہے لمم چھوٹے گناہ۔ صغیرہ گناہ کی مثال بیان کی گئی ہے جیسے نامحرم پر ایک نظر آنکھ کا اشارہ بوسہ یعنی زنا سے کم درجہ گناہ۔ بغوی نے لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، مسروقؒ اور شعبیؒ کی طرف اس قول کی نسبت کی گئی ہے۔ طاؤس نے حضرت ابن عباسؓ کا بھی یہی قول قرار دیا ہے۔ بخاریؒ کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا لمم کی تشریح میں ابو ہریرہؓ کے اس قول سے زیادہ صحیح قول میں نے نہیں پایا۔

کلبی نے کہا، لمم کی دو صورتیں ہیں۔ (۱) وہ گناہ جس کی دنیوی سزا اللہ نے نہیں بیان کی، نہ آخرت میں اس کے عذاب کی کوئی صراحت کی۔ ایسا گناہ اگر کبیرہ اور فاحش کی حد تک نہ پہنچے تو نماز سے اس کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ (۲) وہ بڑا گناہ جس میں ایک بار مسلمان مبتلا ہو جاتا ہے پھر اس سے توبہ کر لیتا ہے یہ بھی لمم میں داخل ہے۔

اتَّقٰى ﴿۳۲﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ﴿۳۳﴾ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّ

پرہیز گاری کرتا ہے۔ بھلا تو نے اسے دیکھا جس نے روگردانی کی ف۱ اور دیا تھوڑا سا

اَكْدٰى ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾ اَمْ لَمْ

اور سخت دل ہو گیا کیا اس کے پاس علم غیب ہے پس وہ دیکھتا ہے؟ کیا اس کو ان باتوں

يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ

کی خبر نہیں ہوئی جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہیں اور نیز ابراہیم کے (صحیفوں میں ہیں) جو وفادار تھا

وَفّٰى ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ وَاَنْ لَّيْسَ

(مضمون اس کا یہ ہے) کہ کوئی اٹھانے والا نہ اٹھائے گا دوسرے کے گناہ کے بوجھ کو۔ اور یہ کہ

لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿۴۰﴾

آدمی کو وہی ملے گا جو اس نے عمل کیا ف۲ اور یہ کہ آدمی کی کوشش دیکھی جائے گی

ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾

پھر اس کو اس کا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اور یہ کہ تیرے پروردگار تک پہنچنا ہے

وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ﴿۴۳﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿۴۴﴾

اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رُلاتا ہے اور یہ کہ وہی مارتا اور جلاتا ہے۔

وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ

اور یہ کہ اللہ نے پیدا فرمائیں دو قسمیں نر اور مادہ نطفہ سے جب کہ وہ (رحم میں)

اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ

ڈالا جاتا ہے۔ اور یہ کہ اللہ پر لازم ہے وہ دوسری بار پیدا کرنا۔ اور یہ کہ اس نے

خلاصہ رکوع ۲

منکرین آخرت کی حالت اوران کی مادہ پرستی کو ذکر کیا گیا اللہ کا علم اور قدرت اور وسیع المغفرۃ ہونا بیان فرمایا گیا۔ صحف ابراہیم و موسیٰ کا ایک مضمون ذکر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کہ وہ متضاد کیفیات کا خالق ہے۔ قرب قیامت اور عقلمندی کا فرض بیان فرمایا گیا۔

ف۱ شان نزول

درمنثور میں بروایت ابن جریر یہ نقل کیا ہے کہ کوئی شخص اسلام لے آیا تھا اس کے کسی ساتھی نے اس کو ملامت کی کہ تو نے اپنے باپ دادا کے دین کو کیوں چھوڑ دیا؟ اس نے کہا کہ میں اللہ کے عذاب سے ڈرتا ہوں وہ بولا کہ تو مجھے کچھ دیدے تو میں آخرت کا تیرا عذاب اپنے سر پر رکھ لوں گا۔ تو عذاب سے بچ جائے گا چنانچہ اس نے کچھ دیدیا' اس نے اور مانگا تو کچھ کشاکشی کے بعد کچھ اور بھی دیدیا۔ اور بقیہ کی دستاویز مع گواہوں کے لکھ دی' روح المعانی میں اس شخص کا نام ولید بن مغیرہ لکھا ہے' جس کا اسلام کی طرف میلان ہو گیا تھا' اس کے دوست نے ملامت کی' اور عذاب کی ذمہ داری اپنے سر لے لی' (معارف مفتی اعظم)

ف۲ تلاوت قرآن اور ایصال ثواب

جمہور ائمہ اور امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک جس طرح دعا اور صدقہ کا ثواب دوسرے کو پہنچایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح تلاوت قرآن اور ہر نفلی عبادات کا ثواب دوسرے شخص کو بخشا جاسکتا ہے اور وہ اس کو ملے گا (صرف اس مسئلہ میں امام شافعی کا اختلاف ہے) قرطبی نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ احادیث کثیرہ اس پر شاہد ہیں کہ مومن کو دوسرے شخص کی طرف سے عمل صالح کا ثواب پہنچتا ہے۔ تفسیر مظہری میں اس جگہ ان احادیث کو جمع کر دیا ہے جن سے ایصال ثواب کا فائدہ دوسرے کو پہنچنا ثابت ہوتا ہے۔ (معارف القرآن)

أَغْنٰى وَأَقْنٰى ﴿۴۸﴾ وَأَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾ وَأَنَّهٗٓ

دولت مند کیا اور سرمایہ دیا اور یہ کہ وہی شعریٰ ستارے کا پروردگار ہے اور یہ کہ

أَهْلَكَ عَادًا الْأُولٰى ﴿۵۰﴾ وَثَمُودَا۟ فَمَآ أَبْقٰى ﴿۵۱﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ

اس نے ہلاک کر دیا عاد پہلے کو اور ثمود کو پس کسی کو باقی نہ چھوڑا۔ اور نوح کی قوم کو ان

مِّنْ قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا هُمْ أَظْلَمَ وَأَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ

سے پہلے! بیشک وہ تو اور بھی زیادہ ظالم اور شریر تھے۔ اور الٹی ہوئی بستیوں کو اس

أَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِأَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ

نے دے پٹکا۔ پھر اس پر چھایا جو کچھ چھایا تو (اے آدمی) تو اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں

تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِيرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْأُولٰى ﴿۵۶﴾ أَزِفَتِ

میں شبہ کرے گا؟ یہ پیغمبر ایک ڈر سنانے والا ہے پہلے ڈر سنانے والے کی

الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ أَفَمِنْ

جنس میں سے۔ قریب آ پہنچی قیامت۔ کوئی نہیں اس کو اللہ کے سوائے ظاہر کرنے والا کیا

هٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ﴿۵۹﴾ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ﴿۶۰﴾

تم اس بات سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ف۱

وَأَنْتُمْ سٰمِدُونَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوا ﴿۶۲﴾

اور تم کھیل کرتے ہو؟ تو تم سجدہ کرو اللہ کے آگے اور عبادت کرو

سُورَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَخَمْسُونَ اٰيَةً وَثَلٰثُ رُكُوعَاتٍ

سورہ قمر مکہ میں نازل ہوئی اور پچپن آیتیں اور تین رکوع ہیں

ف۱ اصحاب صفہ کا گریہ و توبہ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیتیں نازل ہوئیں۔
افمن هذا الحديث تعجبون و تضحكون ولا تبكون
''سو کیا تم لوگ اس کلام سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو'' تو ان آیات کو سن کر اصحاب صفہ رو پڑے اور اس قدر روئے کہ آنسو ان کے رخساروں پر بہتے رہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے رونے کی آواز سنی تو آپ بھی رو پڑے۔ آپ کے رونے پر ہم لوگ بھی روئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا وہ جہنم میں نہیں جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر مسلسل اصرار کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا اگر تم لوگ گناہوں سے باز آ گئے تو اللہ تعالیٰ دنیا میں ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جن سے گناہ ہوں گے اور وہ توبہ کریں گے اور توبہ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرما دے گا۔ (اخرجہ البیہقی)

تعبیر سورہ نجم
جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے اس کی اولاد بہت ہوگی اور وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی میں مریں گے اور وہ شخص صاحب علم و تقویٰ ہوگا۔ (ابن سیرینؒ)

ع ۳ ۱۵ ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝۱ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا

قریب آ لگی قیامت اور چاند شق ہو گیا اور اگر کافر دیکھیں کوئی نشانی تو اعراض کریں

وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝۲ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ

اور کہیں کہ جادو ہے جو ہمیشہ سے چلا آتا ہے ف۱ اور انہوں نے جھٹلایا اور چلے اپنی خواہشات پر

وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝۳ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا

اور ہر کام (اپنے وقت پر) ٹھہرا ہوا ہے۔ اور ان کے پاس پہنچ چکے ان کے حالات جن میں ڈانٹ

فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝۴ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝۵ فَتَوَلَّ

ہو سکتی ہے پوری عقل کی بات (آ چکی) پھر (ان کو) ڈرانے والے مفید نہیں سو تو ان سے اعراض

عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝۶ خُشَّعًا

کر جس دن پکارے گا پکارنے والا ایک ناآشنا چیز کی جانب جھکی ہوئی ہوں گی

اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ

ان کی نظریں نکل پڑیں گے قبروں سے گویا کہ وہ ٹڈیاں ہیں

جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝۷ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ

کہ پھیل پڑیں دوڑتے جا رہے ہوں گے پکارنے کی جانب کافر کہیں گے کہ

هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝۸ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا

یہ دن تو بڑا کٹھن ہے۔ جھٹلا چکی ہے ان سے پہلے نوح کی قوم تو انہوں نے جھٹلایا ہمارے بندے کو

ف۱ صحیحین وغیرہ میں بہت سے مختلف طریقوں سے بہت سے صحابہ سے مروی ہے صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر ایک ٹکڑا پہاڑ پر تھا اور ایک اس سے ہٹا ہوا تھا اور حضور نے یہ بھی فرمایا کہ گواہ ہو جاؤ اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ چاروں طرف کے آنے والے مسافروں سے پوچھا انہوں نے بھی اپنا دیکھنا بیان کیا اور بعض لوگوں نے بلا دلیل محض وہم سے بعید سمجھ کر اور تاریخ میں منقول نہ ہونے کی بناء پر اس میں تاویل کی ہے کہ قیامت میں ایسا ہوگا لیکن معجزہ تو ہمیشہ عادت سے بعید ہوتا ہے اس سے مکان کی نفی تو نہیں ہوتی اور تواریخ میں منقول نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بعض جگہ تو اختلاف مطالع کی وجہ سے چاند غائب ہوگا اور تھوڑی دیر کا قصہ تھا کوئی شخص ہر وقت چاند کو تکا نہیں کرتا اور اس وقت تاریخ کا اس قدر اہتمام بھی نہ تھا رہا بعید ہونا یہ تو قیامت میں بھی مشترک ہے پھر وہاں ماننا یہاں نہ ماننا زبردستی ہے اور صیغہ ماضی سے معلوم ہوتا ہے کہ شق القمر ہو چکا اور اگلی آیت اس کی تائید کرتی ہے۔ وان یروا آیۃ یعرضوا الخ کیونکہ اگر قیامت میں شق القمر ہوا تو اس وقت کوئی اس کو جادو نہ کہے گا اس وقت سب کو قدرت الٰہی کا پورا یقین ہوگا۔

وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ﴿۹﴾ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ﴿۱۰﴾

اور کہا کہ دیوانہ ہے اور جھڑکا گیا ہے۔ تو اس نے دعا کی اپنے رب سے کہ میں مغلوب ہوں

فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ﴿۱۱﴾ وَّفَجَّرْنَا

پس تو بدلا لے۔ تو ہم نے کھول دیئے آسمان کے دہانے موسلا دھار پانی سے اور بہا دیئے

الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴿۱۲﴾

زمین سے چشمے تو پانی (ہر جانب سے) جمع ہوگیا ایک امر پر جو مقدر ہو چکا تھا و۱

وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ﴿۱۳﴾ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا

اور ہم نے نوح کو سوار کرلیا تختوں اور کیلوں والی (کشتی) پر۔ بہتی تھی ہماری آنکھوں کے سامنے

جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ

انتقام اس کے لئے جس کی قدر نہ جانی گئی تھی۔ اور ہم نے بنا چھوڑا اس عذاب کو ایک نشانی تو ہے کوئی نصیحت

مُّدَّكِرٍ ﴿۱۵﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا

پکڑنے والا؟ تو کیا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا۔ اور ہم نے آسان کر دیا

الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾ كَذَّبَتْ عَادٌ

قرآن کو سمجھنے کے لئے و۲ تو ہے کوئی سوچنے والا؟ جھٹلایا عاد نے

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۱۸﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ

تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا۔ ہم نے ان پر بھیجی ایک سناٹے کی

رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ

آندھی ایک سخت منحوس دن میں وہ اکھاڑ مارتی تھی

و۱ یعنی ایک تو آسمان سے موسلا دھار پانی برسا اور دوسرے زمین سے پانی ابلنا شروع ہوگیا، دونوں طرح کے یہ پانی مل گئے، اور ان سے طوفان آگیا جس میں اس قوم کی تباہی مقدر تھی۔ (توضیح القرآن)

و۲ اور لوگوں کے لئے بوجہ بیان واضح ہونے کے عموماً اور اہل عرب کے لئے بوجہ عربی زبان ہونے کے خصوصاً یہ قرآن آسان ہے بعض لوگوں کو اس آیت پر سرسری نظر کرنے سے مجتہد بننے کی ہوس ہوئی لیکن عبرت ونصیحت کے لئے آسان کر دینے سے یہ لازم نہیں آیا کہ اس سے احکام کا استنباط کرنا بھی آسان ہے اس کا تو سیدھا مطلب یہ ہے کہ ترغیب وترہیب کے متعلق جو مضامین قرآن میں ہیں وہ نہایت واضح ہیں اور استنباط کے طریقوں کا دقیق ہونا تو خود ظاہر ہے۔

خاصیت: آیت ۱۰،۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنقَعِرٍ ﴿٢٠﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي

لوگوں کو گویا کہ وہ کھجور کے تنے ہیں جڑوں سے اکھڑے ہوئے تو کیسا ہوا میرا عذاب

وَنُذُرِ ﴿٢١﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿٢٢﴾ ع

اور ڈرانا اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کے لئے تو ہے کوئی سوچنے والا؟

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ﴿٢٣﴾ فَقَالُوا أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ

جھٹلایا ثمود نے ڈرانے والوں کو ف۱ پس کہنے لگے کہ کیا ہم ایک بشر کی اپنی ہی قوم میں سے پیروی کریں گے؟

إِنَّا إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿٢٤﴾ أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِن بَيْنِنَا

ایسا کریں تو بیشک ہم بڑی غلطی اور دیوانگی میں پڑے۔ کیا اسی پر وحی نازل ہوئی ہم میں سے؟ کوئی نہیں

بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ﴿٢٥﴾ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ

یہ تو جھوٹا خود پسند ہے۔ عنقریب جان لیں گے کل کو کہ کون جھوٹا

الْأَشِرُ ﴿٢٦﴾ إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ

خود پسند ہے؟ ہم اونٹنی بھیجنے والے ہیں ان کے آزمانے کو (اے صالحؑ) تو ان کا منتظر رہ

وَاصْطَبِرْ ﴿٢٧﴾ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ

اور صبر کر اور ان کو خبردار کر دے کہ پانی بانٹ دیا گیا ان کے درمیان! ہر باری پانی پلانے کی

مُّحْتَضَرٌ ﴿٢٨﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ﴿٢٩﴾ فَكَيْفَ كَانَ

حاضر کی گئی ہے تو انہوں نے آواز دی اپنے رفیق کو تو اس نے دست درازی کی اور پاؤں کاٹ ڈالا

عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٠﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً

تو کیسا ہوا میرا عذاب اور ڈرانا۔ ہم نے ان پر بھیجی ایک چنگھاڑ تو وہ ایسے ہو گئے

خلاصہ رکوع ۱

معجزہ شق قمر اور قیامت کی آمد کو ذکر فرمایا گیا اور اس کی ہولناکی بیان کی گئی۔ بعض سابقہ اقوام کی ہلاکت سے عبرت کی دعوت دی گئی۔ ع ۱ ۸

ف۱ قرآن کی آسانی اللہ کی ایک نعمت ہے

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ اس میں آسانی نہ رکھ دیتا تو مخلوق کی طاقت نہ تھی کہ اللہ عزوجل کے کلام کو پڑھ سکے۔ میں کہتا ہوں انہی آسانیوں میں سے ایک آسانی وہ ہے جو پہلے حدیث میں گزر چکی کہ یہ قرآن سات قراءتوں پر نازل کیا گیا ہے۔ اس حدیث کے تمام طرق والفاظ ہم نے پہلے جمع کر دیئے ہیں۔ اب دوبارہ یہاں وارد کرنے کی ضرورت نہیں۔ پس اس قرآن کو بہت ہی آسان کر دیا ہے۔ ہے کوئی طالب علم جو اس خدائی علم کو حاصل کرے جو بالکل آسان ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

خاصیت: آیت ۲۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿٣١﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ

جیسے روندی ہوئی کانٹوں کی باڑ اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کے لئے

فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ﴿٣٢﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذُرِ ﴿٣٣﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا

تو ہے کوئی سوچنے والا؟ جھٹلایا لوط کی قوم نے ڈرانے والوں کو ہم نے ان پر بھیجا

عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ ۖ نَجَّيْنَاهُمْ بِسَحَرٍ ﴿٣٤﴾ نِعْمَةً مِنْ

پتھروں کا مینہ مگر لوط کے گھر والے کہ ہم نے ان کو بچالیا صبح کے وقت اپنے پاس کی مہربانی سے!

عِنْدِنَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَنْ شَكَرَ ﴿٣٥﴾ وَلَقَدْ أَنْذَرَهُمْ

اسی طرح ہم اس کو بدلا دیا کرتے ہیں جو شکر گزار بنتا ہے اور بیشک لوط ان کو ڈرا چکا تھا ہماری پکڑ

بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَنْ ضَيْفِهِ

سے تو وہ لگے جھگڑنے ڈرانے والوں سے اور وہ لوگ لوط سے لینے لگے اس کے مہمان

فَطَمَسْنَا أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ

تو ہم نے ملیا میٹ کر دیں انکی آنکھیں (اور کہا کہ) اب چکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا ف۱ اور ان پر

صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُسْتَقِرٌّ ﴿٣٨﴾ فَذُوقُوا عَذَابِي

نازل ہوا صبح سویرے عذاب جو ٹھہر رہا تھا۔تو (ہم نے کہا) چکھو میرا عذاب

وَنُذُرِ ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ﴿٤٠﴾

اور میرا ڈرانا اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کے لئے تو ہے کوئی سوچنے والا؟ اور آ چکے فرعون

وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿٤١﴾ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا فَأَخَذْنَاهُمْ

کے لوگوں کے پاس ڈرانے والے۔ انہوں نے جھٹلایا ہماری تمام نشانیوں کو تو ہم نے ان کو پکڑا

ف۱ حضرت لوط علیہ السلام کے مہمان

قوم کی بدتمیزی اور عذاب الٰہی

قوم والوں نے ان مہمانوں سے جو واقع میں فرشتے تھے اور جبرئیل بھی ان میں شامل تھے لیکن لڑکوں کی شکل میں ہو کر آئے تھے بدکاری کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت لوط علیہ السلام نے کہا تم ان مہمانوں کے معاملہ میں کوئی تعرض نہ کرو ان کو ہمارے سپرد کر دو۔ اللہ نے ان فرشتوں کو قوم لوط علیہ السلام پر کنکر یلے پتھر برسانے کے لئے بھیجا اور ہر پتھر کو ایک کافر کے لئے نامزد کر دیا۔ جب قوم والوں نے نہ مانا اور لوط علیہ السلام کے گھر میں دروازہ توڑ کر گھس جانا چاہا (اور حضرت لوط علیہ السلام بہت پریشان ہوئے) تو فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے کہا ان کو اندر آنے دیجئے ہم آپ کے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں یہ لوگ ہم تک نہیں پہنچ پائیں گے۔ چنانچہ وہ لوگ گھر کے اندر گھس آئے۔

بغوی نے ابن اسحٰق اور ابن عساکر کا بیان بطریق جریر و مقاتل حسب روایت ضحاک نقل کیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا' لوط علیہ السلام نے مہمانوں سے آگے بڑھ کر دروازہ بند کر لیا اور دروازہ کے اندر سے قوم والوں سے جھگڑنے لگے۔ وہ لوگ پھلانگ کر اندر آ گئے۔ ملائکہ نے جب لوط علیہ السلام کی یہ حالت دیکھی تو کہا (آپ پریشان نہ ہوں) ہم آپ کے رب کے فرستادہ ہیں۔ آپ تک ان کی رسائی نہیں ہو پائے گی۔ چنانچہ اللہ کے حکم سے حضرت جبرئیل نے اپنے ایک پر کی جھپٹ ماری جس سے وہ اندھے ہو گئے۔ ہر چند ادھر اُدھر چکر کاٹتے اور گھومتے تھے لیکن

---

۲ خلاصہ رکوع ۲

ع ۸ / ۹ قرآن کی آسانی کی نعمت کو ذکر فرمایا گیا حضرت لوط علیہ السلام کے مہمان اور قوم کی بدتمیزی پر عذاب الٰہی اور ان کے انجام کو ذکر کیا گیا۔

دروازے کا راستہ نہیں ملتا تھا۔ آخر حضرت لوط علیہ السلام نے خود ان کو اسی نابینائی کی حالت میں نکال باہر کر دیا آیت فَطَمَسْنَا أَعْيُنَهُمْ سے بھی مراد ہے۔ (تفسیر مظہری)

أَخْذَ عَزِيزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٤٢﴾ أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولَٰٓئِكُمْ أَمْ لَكُم

زبردست قدرت والے کا سا پکڑنا ف۱ کیا تم میں جو منکر ہیں وہ بہتر ہیں ان لوگوں سے یا تمہارے لئے

بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿٤٣﴾ أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ ﴿٤٤﴾

معافی کا حکم لکھ دیا گیا پہلی کتابوں میں کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم جماعتیں بدلا لینے والی ہیں۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ

عنقریب شکست کھائے گی یہ جماعت اور بھاگیں گے پیٹھ دے کر بلکہ قیامت ان کے وعدے کا وقت

وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ﴿٤٦﴾ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَٰلٍ

ہے اور قیامت بہت سخت اور نہایت کڑوی ہے۔ بیشک گناہگار گمراہی اور جہالت

وَسُعُرٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا

میں پڑے ہیں (یاد کر) جس دن گھسیٹے جائیں گے آگ میں اوندھے منہ (ہم فرمائیں گے) مزہ چکھو

مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَٰهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ وَمَآ أَمْرُنَآ

آگ لگنے کا۔ بیشک ہم نے ہر چیز کو پیدا فرمایا ہے ایک اندازے سے اور ہمارا کام

إِلَّا وَٰحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَآ أَشْيَاعَكُمْ

تو بس ایک دم کی بات ہے جیسے نگاہ کی جھپک اور ہم ہلاک کر چکے تمہارے ہم مذہب (کافروں کو)

فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿٥١﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ﴿٥٢﴾ وَ

تو ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا؟ اور جو انہوں نے کیا ہے وہ لکھا ہوا ہے نامہ اعمال میں

كُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿٥٣﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّٰتٍ

اور ہر چھوٹا اور بڑا کام لکھا جا چکا ہے۔ جو لوگ پرہیزگار ہیں (وہ) باغوں

ف۱ دو یہودیوں کا قصہ:

حضرت صفوان بن عسال راوی ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا چلو اس نبی کے پاس چلیں۔ ساتھی نے کہا ارے نبی نہ کہو اگر وہ سن پائے گا (کہ تم نے بھی اس کو نبی کہا ہے) تو اس کی چار آنکھیں ہو جائیں گی۔ غرض دونوں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تِسْعَ ءَايَٰتٍۭ بَيِّنَٰتٍ (نو واضح احکام) کے متعلق سوال کیا کہ وہ نو احکام کون سے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (نو احکام یہ تھے) کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ قرار دو۔ چوری نہ کرو۔ زنا نہ کرو۔ جس کو قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اس کو ناحق قتل نہ کرو۔ کسی بے قصور کو حاکم کے پاس قتل کرانے کے لئے نہ لے جاؤ۔ جادو نہ کرو۔ سود نہ کھاؤ۔ کسی پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت نہ لگاؤ۔ جہاد کے معرکہ سے بھاگنے کے لئے پشت نہ پھیرو۔ اور اے یہودیو (ایک حکم) تمہارے لئے خاص طور پر یہ تھا کہ ہفتہ کے دن (کی حرمت) میں حد سے تجاوز نہ کرو (یعنی ہفتہ کے دن کی حرمت قائم رکھو۔ اس روز دنیوی کاروبار نہ کرو) یہ سنتے ہی دونوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چوم لئے اور بولے ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے (سچے) نبی ہیں۔ حضور نے فرمایا پھر میرا اتباع کرنے سے تمہارے لئے کیا مانع ہے کہنے لگے حضرت داؤد نے اپنے رب سے دعاء کی تھی کہ (اے میرے رب) میری ہی نسل میں سے ہمیشہ نبی ہوتا رہے (اور حضرت داؤد کی دعاء کا قبول ہونا یقینی ہے) اور ہم کو یہ ڈر ہے کہ اگر ہم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اتباع کریں گے تو یہودی ہم کو مار ڈالیں گے۔ رواہ ابو داؤد و الترمذی۔ والنسائی۔ (تفسیر مظہری)

وَّنَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾

اور نہروں میں ہوں گے۔ سچی مجلس میں قدرت والے بادشاہ کے قریب

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٍ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ رحمٰن نازل ہوئی مکہ میں اور اس میں اٹھہتر آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَلرَّحْمٰنُ ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ

رحمٰن نے قرآن پڑھایا ف۱ اس نے پیدا فرمایا انسان کو (پھر) اس کو بولنا

الْبَيَانَ ﴿۴﴾ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿۵﴾ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ

سکھایا۔ سورج اور چاند ایک حساب کے ساتھ (گردش کر رہے ہیں) اور بوٹیاں اور درخت

يَسْجُدٰنِ ﴿۶﴾ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ﴿۷﴾ اَلَّا

سجدہ کر رہے ہیں اور آسمان کو اونچا کیا اور ترازو اتاری۔ (منشا یہ ہے) کہ

تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ﴿۸﴾ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ

تم حد سے نہ بڑھو ترازو میں اور سیدھی تو لو انصاف سے

وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ﴿۹﴾ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ﴿۱۰﴾

اور نہ گھٹاؤ تول اور زمین کو بچھا دیا مخلوق کے لئے

فِيْهَا فَاكِهَةٌ ۙ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ﴿۱۱﴾ وَالْحَبُّ

اس میں میوے اور کھجور کے درخت ہیں جن کی گیلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں

خلاصہ رکوع ۳

۳ ع ۱۵ ۱۰ قوم فرعون کا انجام اور قیامت کی سختی ذکر کر کے نصیحت فرمائی گئی۔

تعبیر سورہ قمر

جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس پر جادو کیا جاوے گا اور وہ اس سے نجات پائے گا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو کوئی نقصان نہ پہنچائے گا۔ (ابن سیرینؒ)

یعنی خدا کی بے شمار نعمتیں ہیں ان میں سے ایک روحانی نعمت یہ ہے کہ اس نے قرآن کو نازل کیا کہ اس کے بندے اس پر ایمان لا کر اس کا علم حاصل کر کے اس سے منتفع ہوں آگے ایک جسمانی نعمت کا ذکر ہے جس پر یہ روحانی نعمت موقوف ہے۔

ف۱ سورہ رحمٰن کا حسن اور معجزانہ بلاغت

سورۃ الرحمٰن کے کلمات کی عظمت وخوبی اور ان کا حسن و بلاغت ہر سننے والے کو بدیہی طور پر محسوس ہوتا ہے۔ اس سورت کا حسن و زینت اور معجزانہ بلاغت ایسی واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ عُرُوْسًا وَعُرُوْسُ الْقُرْاٰنِ الرَّحْمٰنُ کی ہر چیز کی ایک زینت وخوبصورتی ہوتی ہے۔ جو اپنی خوبصورتی سے دلہن نظر آتی ہے اور قرآن کریم کی عروس سورۃ الرحمٰن ہے۔ ابتداء سورت میں حق تعالیٰ شانہٗ کی ایسی عظیم الشان اور ظاہر وباہر نعمتوں کا ذکر ہے کہ انسانی فکر انکی عظمت کا اندازہ کرنے سے بھی قاصر ہے انسانی تخلیق اور اس میں ودیعت رکھے ہوئے کمال نطق وگویائی علم وفہم کے ذکر کے بعد شمس وقمر۔ نجم وشجر ارض وسما جیسے عظیم قدرت خداوندی کے نمونے بیان کرتے ہوئے کائنات کی ہر چیز کو پروردگار عالم کے سامنے مطیع وفرماں بردار ہونا بیان کیا۔
(معارف کاندھلوی)

خاصیت: آیت ۱۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ﴿۱۲﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۱۳﴾

اور اناج ہے بھوسہ والا اور خوشبودار پھول تو کون کون سی نعمت اپنے پروردگار کی تم دونوں جھٹلاؤ گے

خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ وَخَلَقَ

؟ اس نے پیدا کیا انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے جو ٹھیکری جیسی تھی اور پیدا کیا

الْجَانَّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۱۶﴾

جان کو آگ کے شعلے سے تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

پروردگار ہے دو مشرقوں کا اور پروردگار ہے دو مغربوں کا ؎۱ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟

تُكَذِّبَانِ ﴿۱۸﴾ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ

اس نے چلا دیئے دو سمندر کہ آپس میں ملتے ہیں ان دونوں کے درمیان ایک پردہ ہے

لَا يَبْغِيَانِ ﴿۲۰﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۲۱﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا

کہ ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتا ؎۲ تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ ان دونوں سے

اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۲۳﴾

نکلتے ہیں موتی اور مونگے تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ

اور اسی کے ہیں جہاز جو اونچے کھڑے ہوئے ہیں سمندر میں پہاڑوں کی طرح تو کیا کیا نعمتیں

رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَيَبْقَىٰ

اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ جو زمین پر ہے سب فنا ہونے والا ہے۔

؎۱ مشرق دراصل افق کے اس حصے کا نام ہے جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے، اور مغرب اس حصے کا جہاں سورج غروب ہوتا ہے، چونکہ سردی اور گرمی کے موسموں میں مشرق اور مغرب کے یہ حصے بدل جاتے ہیں اس لئے ان کو دو مشرقوں اور دو مغربوں سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ (توضیح القرآن)

؎۲ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ نظارہ دو دریاؤں یا دو سمندروں کے سنگم پر ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ دونوں دریاؤں یا سمندروں کے پانی ساتھ ساتھ چل رہے ہوتے ہیں پھر بھی دونوں کے درمیان ایک لکیر جیسی ہوتی ہے جس سے پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ دونوں الگ الگ دریا یا سمندر ہیں۔ (توضیح القرآن)

خلاصہ رکوع ۱

زمین و آسمان میں پھیلے خدائی نعمتوں کا ذکر فرمایا گیا۔ تخلیق انسانی میٹھے کھاری پانی کشتی اور بحری جہاز جیسی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا۔

ع ۱ ۲۵ ۱۱

وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

اور باقی رہے گی ذات تیرے پروردگار کی بزرگی اور انعام والی تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی

تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ كُلَّ يَوْمٍ

جھٹلاؤ گے؟ اس سے مانگتے ہیں جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہیں ہر روز اس کو

هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾ سَنَفْرُغُ

ایک دھندا ہے ۱؎ تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ عنقریب ہم فارغ ہوں

لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾

گے تمہارے لئے اے جن و انسان تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا

اے گروہ جن و انسان اگر تم سے ہو سکے کہ نکل بھاگو

مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا

آسمان اور زمین کے کناروں سے تو نکل بھاگو! تم نہیں نکل سکو گے مگر

بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾ يُرْسَلُ

ایک قوت سے تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ تم پر بھیج دیئے جائیں گے

عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾

آگ کے شعلے اور دھواں پھر تم مقابلہ نہیں کر سکتے

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ

تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ پھر جب آسمان پھٹ جائے

۱؎ شان الٰہی

اللہ ہمیشہ ایک (نئی) شان میں نمودار ہوتا ہے کسی کو زندگی دیتا ہے کسی کی زندگی لے لیتا ہے۔ کسی قوم کو عزت دیتا ہے کسی کو ذلت، رزق دیتا ہے کسی کو زیادہ کسی کو کم، بیمار کو صحت مند اور تندرست کو بیمار کرتا ہے، مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرتا ہے۔

سائل کو عطا کرتا ہے، مؤمن کے گناہ معاف کرتا ہے اور کافروں کو جہنم میں لے جاتا ہے اور گوناگوں عذاب میں مبتلا کرتا ہے اور جو لوگ رب کی پیشی سے ڈرتے ہیں ان کی عزت افزائی کرتا اور جنت میں داخل فرماتا ہے۔ غرض جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بھی اللہ کی شان ہے کہ گناہ معاف کرتا ہے، مصیبت کو دور کرتا ہے، کسی قوم کو اونچا کرتا ہے اور کسی کو نیچا۔ رواہ ابن ماجہ وابن حبان فی الصحیح من حدیث ابی الدرداء۔

بغوی نے حضرت ابن عباسؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ من جملہ دوسری مخلوق کے اللہ نے موتی کی ایک لوح پیدا کی جس کے دونوں پٹھے سرخ یاقوت کے بنائے، اس کا قلم نور ہے اس کی تحریر بھی نور ہے، اللہ ہر روز تین سو ساٹھ مرتبہ اس پر نظر کرتا ہے۔ وہی پیدا کرتا ہے رزق دیتا ہے، زندگی عطا فرماتا ہے، موت دیتا ہے، عزت عنایت کرتا ہے، ذلت دیتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے، یہی (مطلب و مضمون) ہے آیت ''کل یوم ھو فی شان'' کا۔

وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾ فَيَوْمَىِٕذٍ

پس ہو جائے گلابی جیسے تیل کی تلچھٹ ف١ تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ تو اس دن

لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَاۗنٌّ ﴿۳۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ

نہ پوچھ ہوگی اپنے گناہ کی کسی آدمی سے اور نہ کسی جن سے تو کیا کیا نعمتیں اپنے

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ

پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ پہچان پڑیں گے گناہ گار اپنے چہرہ سے

فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا

پھر پکڑے جائیں گے پیشانی کے بال اور پاؤں۔ تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی

تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

جھٹلاؤ گے؟ یہ ہے وہ دوزخ جس کو جھٹلاتے تھے گناہ گار پھریں گے

يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا

اس میں اور کھولتے ہوئے پانی میں۔ تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی

تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ

جھٹلاؤ گے؟ اور جو کوئی ڈرا اپنے پروردگار کے حضور میں کھڑا ہونے سے اس کیلئے دو باغ ہونگے ف٢ تو کیا کیا نعمتیں

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا

اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ دونوں باغ بہت سی ٹہنیوں والے ہیں۔ تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار

تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا

کی جھٹلاؤ گے؟ ان میں دو چشمے بہتے ہیں۔ تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی

ف١ قیامت کے دن آسمان کا رنگ کیا ہوگا

مسند احمد کی حدیث میں ہے لوگ قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے اور آسمان اُن پر ہلکی بارش کی طرح برستا ہوگا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں سرخ چمڑے کی طرح ہو جائے گا۔ اور روایت میں ہے گلابی رنگ گھوڑے کے رنگ جیسا آسمان کا رنگ ہو جائیگا۔ ابو صالحؒ فرماتے ہیں پہلے گلابی رنگ ہوگا پھر سرخ ہو جائیگا گلابی رنگ گھوڑے کا رنگ موسم بہار میں تو زردی مائل نظر آتا ہے اور جاڑے میں بدل کر سرخ چمتا ہے۔ جوں جوں سردی بڑھتی ہے اس کا رنگ متغیر ہوتا جاتا ہے۔ اسی طرح آسمان بھی رنگ پر رنگ بدلے گا پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا جیسے روغن گلاب کا رنگ ہوتا ہے اُس رنگ کا آسمان ہو جائے گا۔ آج وہ سبز رنگ سے لیکن اُس دن اس کا رنگ سرخی لئے ہوئے ہوگا زیتون کے تیل کی تلچھٹ جیسا ہو جائے گا۔ جہنم کی آگ کی تپش اسے پگھلا کر تیل جیسا کر دے گی۔ اس دن کسی مجرم سے اس کا جرم نہ ہو پوچھا جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

ع ٢ / ١٢

خلاصہ رکوع ٢

اللہ تعالیٰ کی عالمگیر حکومت مجرموں کی سزا اور پہچان کو ذکر فرمایا گیا۔

ف٢ یعنی ہر متقی کے لئے دو دو باغ ہونگے اور غالباً دو دو ہونے میں حکمت یہ ہے کہ ان کا اکرام ظاہر ہو اور صاحب دولت ہونا معلوم ہو جیسا کہ دنیا میں دولت والوں کے پاس اکثر چیزیں ایک قسم کی کئی کئی ہوا کرتی ہیں۔

تُكَذِّبٰنِ ﴿٥١﴾ فِيهِمَا مِن كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿٥٢﴾ فَبِأَيِّ

جھٹلاؤ گے؟ دونوں میں ہر میوے کی دو قسمیں ہیں۔ تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٣﴾ مُتَّكِـِٔينَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا

جھٹلاؤ گے؟ تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے ایسے بچھونوں پر جن کے

مِنْ إِسْتَبْرَقٍ ۚ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿٥٤﴾ فَبِأَيِّ اٰلَآءِ

استر تافتے کے ہیں!ف۱ اور میوہ دونوں باغوں کا جھکا ہوا ہوگا۔ تو کیا کیا نعمتیں اپنے

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٥﴾ فِيهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ

پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ ان میں حوریں ہوں گی نیچی نظر والیاں نہ ان سے

يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿٥٦﴾ فَبِأَيِّ اٰلَآءِ

ہم صحبت ہوا کوئی آدمی ان سے پہلے اور نہ کوئی جن تو کیا کیا نعمتیں اپنے

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٧﴾ كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٥٨﴾

پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ وہ حوریں گویا یاقوت اور مونگا ہیں

فَبِأَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٩﴾ هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا

تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ نیکی کا اور کیا بدلہ ہے نیکی

الْإِحْسَانُ ﴿٦٠﴾ فَبِأَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦١﴾ وَمِن دُونِهِمَا

کے سوا تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ اور ان دو باغوں کے علاوہ دو باغ

جَنَّتٰنِ ﴿٦٢﴾ فَبِأَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٣﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿٦٤﴾

اور ہوں گے۔ تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ دونوں گہرے سبز سیاہی مائل ہوں گے

ف۱ جنت کے پھل اور چیزیں

بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا دنیا میں جو میٹھے یا کڑوے پھل ہیں وہ سب جنت میں ہوں گے یہاں تک کہ حنظل بھی ہوگا مگر وہ کڑوا نہ ہوگا میٹھا ہوگا۔ ابن ابی حاتم اور ابن المنذر نے بھی یہ روایت بیان کی ہے۔ ابن ابی حاتم نے مسند میں اور ہناد نے زھد میں اور ابن جریر و بیہقی نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا جنت کے اندر جو چیزیں ہوں گی دنیا میں ان کے صرف نام ہی نام ہیں (کیفیت، لذت، حالت، حقیقت، مقدار وغیرہ جنت کی چیزوں کی بالکل الگ ہے) (تفسیر مظہری)

حضرت اسماءؓ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سدرۃ المنتھی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اس کی شاخوں کا سایہ اس قدر دراز ہے کہ سوار سو سال تک اس میں چلا جائے۔ یا فرمایا کہ سو سوار اس کے تلے سایہ حاصل کریں۔ سونے کی ٹڈیاں اس پر چھائی ہوئی تھیں، اس کے پھل بڑے بڑے مٹکوں اور بہت بڑی گول جتنے تھے (ترمذی) پھر ان میں نہریں بہہ رہی ہیں تاکہ ان درختوں اور شاخوں کو سیراب کرتی رہیں اور بکثرت اور عمدہ پھل لائیں۔ اب تو تمہیں اپنے رب کی نعمتوں کی قدر کرنی چاہئے۔ ایک کا نام تسنیم ہے دوسری کا سلسبیل ہے۔ یہ دونوں نہریں پوری روانی کے ساتھ بہہ رہی ہیں۔ ایک ستھرے پانی کی دوسری لذت والی بے نشے کی شراب کی۔ ان میں ہر قسم کے پھلوں کے جوڑے بھی موجود ہیں۔ اور پھل بھی وہ جن سے تم صورت شناس تو ہو لیکن لذت شناس نہیں ہو۔ کیونکہ وہاں کی نعمتیں نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں نہ کسی کان نے سنی ہیں نہ کسی دماغ میں آ سکتی ہیں۔ تمہیں رب کی نعمتوں کی ناشکری سے رک جانا چاہئے۔ (تفسیر ابن کثیر)

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾

تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ ان میں دو چشمے ہیں اُبلنے والے ف۱

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۷﴾ فِیْهِمَا فَاکِهَةٌ وَّ نَخْلٌ

تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ ان میں میوے اور کھجوریں

وَّ رُمَّانٌ ﴿۶۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۹﴾ فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ

اور انار ہیں تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ ان میں نیک خوبصورت

حِسَانٌ ﴿۷۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۱﴾ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ

عورتیں ہیں تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ گوری گوری رنگت والیاں بٹھائی ہوئی

فِی الْخِیَامِ ﴿۷۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۳﴾ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ

خیموں میں ف۲ تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ نہ ان کو ہاتھ لگایا کسی

اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۷۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۵﴾

آدمی نے ان سے پہلے اور نہ کسی جن نے۔ تو کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟

مُتَّکِـِٕیْنَ عَلٰی رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّ عَبْقَرِیٍّ حِسَانٍ ﴿۷۶﴾

تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے سبز قالینوں اور نفیس قیمتی بچھونوں پر تو

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۷﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ

کیا کیا نعمتیں اپنے پروردگار کی جھٹلاؤ گے؟ بڑا بابرکت ہے نام

ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ﴿۷۸﴾

تیرے پروردگار کا جو بزرگی اور انعام والا ہے ف۳

ف۱ جوش مارنا چونکہ چشموں کے لئے لازم ہے اس لئے یہ صفت اوپر کے چشموں میں بھی مشترک ہے اور وہاں جاری ہونا بھی بیان فرمایا ہے اور یہاں نہیں یہ اس کا قرینہ ہے کہ یہ چشمے جاری ہونیکی صفت میں ان سے کم ہیں اور یہ باغ ان باغوں سے کم درجہ میں ہیں۔

ف۲ : وہاں یاقوت و مرجان سے تشبیہ دینا جو کہ مبالغہ پر دلالت کرتا ہے اور یہاں صرف خوبصورت کہنے پر اکتفا کرنا یہ بھی اس کا قرینہ ہے کہ پہلی حوریں پچھلیوں سے افضل ہیں اور جتنی باقی صفات یہاں مذکور ہیں وہ سب وہاں بھی صراحۃً یا اشارۃً مذکور ہیں مثلاً خوش سیرت ہونا قاصرات الطرف سے سمجھا جاتا ہے کیونکہ نیچی نگاہ والی باحیا اور باعفت ہوگی جس کے لئے خوش سیرت ہونا لازم ہے اور مقصورات (خیمہ میں محفوظ) سے زیادہ قاصرات الطرف کا لفظ (نیچی نگاہ والیاں) عفت اور حیا پر دلالت کرتا ہے کہ جو ایسی ہوگی وہ ضرور ہی گھر میں رہے گی اور حور ہونا قرینہ مقام سے سب میں مشترک ہے۔

ف۳ یعنی یہ بے شمار نعمتیں جو اس سورت میں مذکور ہوئی حق تعالیٰ کی عظمت اور احسان کی دلیل ہیں اور نام سے مراد صفات ہیں جو کہ ذات کی غیر نہیں اور شاید نام کے بڑھانے سے مقصود مبالغہ ہو کہ وہ خود تو کیسا کچھ کامل اور بابرکت ہوگا اسکا تو نام ہی مبارک اور کامل ہے پس حاصل جملہ کا حق تعالیٰ کی ذات وصفات کے کامل ہونیکی ثناء ہے

تعبیر سورہ رحمٰن

جس شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ یہ سورۃ پڑھ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ دنیا میں نعمت اور آخرت میں رحمت پائے گا۔ (ابن سیرینؒ)

ع ۳ ۲۳ ۱۴

خلاصہ رکوع ۳

اللہ سے ڈرنے والوں کیلئے جنت کی بشارت اور وہاں کی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا۔

خاصیت: آیت ۷۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ واقعہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چھیانوے آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝۱ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝۲ خَافِضَةٌ

(اس وقت کو یاد کر) جب واقع ہو جائے گی قیامت ف۱ اسکے واقع ہونے میں کچھ جھوٹ نہیں (بعضوں کو)

رَّافِعَةٌ ۝۳ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۝۴ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ

اونچا چڑھانے والی۔ جب لرز اٹھے گی زمین کپکپا کر۔ اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے پہاڑ ٹوٹ

بَسًّا ۝۵ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۝۶ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۝۷

کر پس ہو جائیں گے غبار پراگندہ (کی مانند) اور تم ہو جاؤ گے تین قسم! ف۲

فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝۸ وَاَصْحٰبُ

تو (ایک تو) داہنی طرف والے کیسے داہنی طرف والے؟ اور (ایک) بائیں طرف

الْمَشْئَمَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝۹ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝۱۰

والے کیسے بائیں طرف والے؟ اور (ایک) آگے نکل جانے والے آگے ہیں سب سے

اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝۱۱ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝۱۲ ثُلَّةٌ مِّنَ

یہی لوگ مقرب ہیں۔ نعمت کے باغوں میں (یہ لوگ) ایک انبوہ ہے

الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۳ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝۱۴ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۝۱۵

اگلے لوگوں میں سے اور تھوڑے سے پچھلوں میں سے ف۳ بیٹھے ہوئے ہوں گے جڑاؤ تختوں پر۔

ف۱ سورۂ واقعہ کے مضامین: ابتداء سورۃ میں قیامت کے واقعہ ہونے کی خبر اس کے احوال عظمت وہیبت کے ساتھ دیتے ہوئے انسانوں کو تین قسموں میں منقسم فرمایا اس کے بعد ان کے انجام اور سعادت وشقاوت اور جزاء وسزا کا ذکر فرمایا پھر دلائل قدرت کی تفصیل فرماتے ہوئے قرآن کریم کی عظمت وحقانیت کا بیان فرمایا اور یہ واضح فرمایا کہ کون لوگ سابقین بالخیرات اور اہل سعادت ہیں اور کون درمیانہ درجہ کے اور کون وہ بدنصیب ہیں جو سعادت سے محروم رہتے ہوئے اپنے کو ہلاکت وتباہی میں ڈالتے ہیں۔ (معارف کاندھلوی)

ف۲ یعنی تمام مکلفین پہلے اور پچھلے تین قسم ہو جاویں گے ا۔ خواص مومنین ۲۔ عوام مومنین اور ۳ کفار کہ سورۂ رحمٰن میں بھی یہی تین قسمیں مذکور ہیں اور آئندہ آیات میں خواص کو مقربین اور سابقین کہا گیا ہے اور عوام مومنین کو اصحاب الیمین اور کفار کو اصحاب الشمال آگے ان تینوں قسموں کے احکام جدا جدا مذکور ہیں اول اجمالاً پھر تفصیلاً

ف۳ اگلوں سے مراد آدم علیہ السلام کے وقت سے لیکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک اور پچھلوں سے مراد حضورؐ کے وقت سے لے کر قیامت تک اور اگلوں میں مقربین کی کثرت اور پچھلوں میں کمی کی یہ وجہ ہے کہ خواص ہر زمانہ میں کم ہوتے ہیں اور اگلوں کا زمانہ امت محمدیہ کے زمانہ سے جو کہ قیامت کے قریب پیدا ہوئے ہیں زیادہ طویل ہے پس جس قدر خواص اس زمانہ دراز میں ہوئے ہیں جن میں لاکھ یا دو لاکھ یا کم و بیش انبیاء بھی ہیں اس تھوڑے زمانہ میں عادۃً ان سے کم ہی ہوں گے۔

مُّتَّكِـِٔيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿۱۶﴾ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ

ان پر تکیہ لگائے ہوئے ایک دوسرے کی طرف منہ کئے ہوئے۔ ان پر لئے پھریں گے لڑکے جو سدا پر

مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۱۸﴾

(لڑکے ہی) رہیں گے آبخورے اور تھیاں نتھری ہوئی شراب کے پیالے۔

لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا

جس سے نہ ان کو درد سر ہو اور نہ بکواس لگے اور نیز میوے جس قسم میں سے

يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَحُوْرٌ

بھی پسند کریں۔ اور پرند کے گوشت جس کو ان کا جی چاہے ف۱ اور (ان کیلئے) بڑی بڑی آنکھوں

عِيْنٌ ﴿۲۲﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۳﴾ جَزَآءًۢ بِمَا

والی حوریں ہوں گی جیسے موتی لپٹے ہوئے! اس کا صلہ جو وہ

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ﴿۲۵﴾

کرتے تھے نہ سنیں گے وہاں لغو کلام اور نہ گناہ کا کلمہ مگر

اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾ وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ

ایک کلام سلام سلام ف۲ اور داہنی طرف والے کیسے حال میں ہوں گے

اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ﴿۲۷﴾ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾ وَّطَلْحٍ

داہنی طرف والے وہ بے کانٹے کی بیریوں اور تہہ بہ تہہ پھل والے کیلوں اور

مَّنْضُوْدٍ ﴿۲۹﴾ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿۳۰﴾ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ﴿۳۱﴾ وَّفَاكِهَةٍ

لمبی چھاؤں اور بہائے ہوئے پانی اور بہتیرے میووں میں جو نہ اختتام

ف۱ شجرۂ طوبیٰ

ہناد کا بیان ہے کہ مغیث بن سُمی نے کہا طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے' جنت کے اندر کوئی مکان ایسا نہیں ہے کہ اس درخت کے کسی نہ کسی شاخ کا اس پر سایہ نہ ہو' اس درخت میں رنگا رنگ کے پھل ہیں بختی اونٹ جیسے پرندے اس پر اترتے ہیں (جنتی) آدمی جب دل میں اس کی خواہش کرے گا اور اس کو بلائے گا تو وہ فوراً اس کے دسترخوان پر آ کر گر جائے گا' جنتی اس کے ایک طرف سے بھنا ہوا گوشت کھائے گا اور اس کے دوسرے پہلو سے پھر وہ پرندہ لوٹ کر ویسا ہی ہو جائے گا' جیسا تھا اور اڑ کر چلا جائے گا۔

حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت:

بیہقی نے حضرت حذیفہؓ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے اندر (کچھ) پرندے بختی اونٹوں کی طرح (یعنی جسامت میں) ہونگے' حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا پھر وہ عیش میں ہونگے' فرمایا' ان سے زیادہ عیش میں وہ لوگ ہونگے جو ان کو کھائیں گے اور ابوبکرؓ تم انہی کھانے والوں میں سے ہوگے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ مجاہدین کا اعزاز:

امام احمد' بزار اور ابن حبان نے حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مخلوق خدا میں سب سے پہلے جنت کے اندر وہ فقراء مجاہدین داخل ہونگے جنکے ذریعے سے (اسلامی) سرحدوں کی حفاظت ہوتی ہے اور مکروہات دفع کئے جاتے ہیں' اور (انکے باوجود) وہ اپنی حاجت اپنے سینوں میں لئے مر جاتے ہیں' پوری نہیں کر پاتے' اللہ اپنے فرشتوں میں سے جسکو چاہیگا حکم دیگا کہ ان مہاجروں کے پاس جاؤ اور انکو سلام کرو۔ فرشتے عرض کریں گے' ہم آسمان کے باشندے اور تیری مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔ اس پر بھی تو ہم کو انکے پاس

خاصیت: آیت ۱۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

كَثِيْرَةٍ ﴿۳۲﴾ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿۳۳﴾ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿۳۴﴾

پہنچیں گے اور نہ روکے جائیں گے اور اونچے اونچے بچھونوں میں ہوں گے

اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿۳۵﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿۳۶﴾ عُرُبًا

ہم نے حوروں کو اٹھایا ایک اٹھان پر پھر ان کو بنایا کنواری پیاری پیاری ہم عمر ول

اَتْرَابًا ﴿۳۷﴾ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۳۸﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۹﴾

داہنی طرف والوں کے لئے۔ ول (یہ لوگ) ایک بڑی جماعت ہے اگلے لوگوں میں سے

وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ۬ مَآ اَصْحٰبُ

اور ایک بڑی جماعت ہے پچھلوں میں سے اور بائیں طرف والے کس حال میں ہیں

الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ﴿۴۲﴾ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾

بائیں طرف والے؟ آنچ کی بھاپ اور کھلتے ہوئے پانی میں! اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں۔

لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ﴿۴۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ

کہ جس میں نہ ٹھنڈک ہے اور نہ عزت۔ بیشک وہ لوگ اس سے پہلے

مُتْرَفِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ﴿۴۶﴾

ناز میں پلے ہوئے تھے۔ اور اصرار کرتے تھے بڑے گناہ (یعنی شرک) پر!

وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ۬ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا

اور کہا کرتے تھے کہ کیا جب ہم مرجائیں گے اور ہو جائیں گے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم

ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ اِنَّ

پھر اٹھا کھڑے کئے جائیں گے؟ کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی (دوبارہ زندہ ہوں گے)؟ کہہ دے

جانے اور سلام کرنیکا حکم دے رہا ہے (یہ لوگ کتنے اعلیٰ مرتبے والے ہیں) اللہ فرمائیگا وہ (میرے) بندے تھے' میری ہی عبادت کرتے تھے' میری عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرتے تھے' ان سے سرحدوں کی حفاظت ہوتی تھی اور مکروہات کو دفع کیا جاتا تھا اور وہ اپنی حاجت اپنے سینوں میں لئے مر جاتے تھے۔ حاجت پوری نہیں کر پاتے تھے' حسب الحکم فرشتے ان کے پاس جائینگے اور ہر دروازے سے داخل ہو کر کہیں گے' تم پر سلامتی ہو کیوں کہ تم نے صبر کیا۔ تمہارا آخری مکان کیسا اچھا ہے۔ (تفسیر مظہری)

ع ۱۴ ۱

خلاصہ رکوع ۱

قیامت اور اہل جنت اور اس کی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا۔

ول اسکے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ اپنے شوہروں کی ہم عمر ہوں گی، کیونکہ اپنی ہم عمر کے ساتھ ہی رفاقت کا صحیح لطف حاصل ہوتا ہے اور یہ مطلب بھی ممکن ہے کہ وہ سب آپس میں ہم عمر ہوں گی بعض احادیث میں ہے کہ جنتیوں کی عمر 33 سال کر دی جائے گی جو کہ شباب کی پختگی کا زمانہ ہوتا ہے (ترمذی عن معاذؓ) (توضیح القرآن)

و۲ طبرانی نے الاوسط میں دوسری سند سے حضرت عائشہؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ ایک بوڑھی عورت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ دعا فرمائیے کہ اللہ مجھے جنت میں داخل فرما دے فرمایا جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہیں ہوگی' حضرت عائشہؓ نے فرمایا' میں نے کہا آپ کے کلام سے اس کو دکھ اور تکلیف پہنچی' فرمایا ان شاء اللہ یہ بات ایسی ہی ہوگی جب اللہ ان کو داخل کرنا چاہے گا تو ان کو (یعنی بوڑھی عورتوں کو) دوشیزہ بنا کر داخل فرما دے گا۔

الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ

کہ بیشک اگلے اور پچھلے ضرور سب اکٹھے کئے جائیں گے ایک روز

مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾

مقرر کے وقت پر پھر تم اے گمراہو جھٹلانے والو البتہ کھاؤ گے

لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾

زقوم کے درخت سے پھر اس سے پیٹ بھرو گے پھر اس پر پیو گے

فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ

بھلتا ہوا پانی تو پیو گے پیاسے اونٹوں کا سا پینا! یہ ہے ان کی مہمانی جزا کے دن!

الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۵۶﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ

ہم نے تم کو پیدا فرمایا پھر تم (دوبارہ زندہ ہونے کو) سچ کیوں نہیں مانتے؟

فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿۵۸﴾ ءَاَنْتُمْ

بھلا دیکھو تو سہی کہ منی جو تم (عورتوں کے رحم میں) ٹپکاتے ہو کیا

تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ

تم اس کو پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا فرمانے والے ہیں؟ ف۱ ہم نے ٹھہرا دیا تم میں

الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۶۰﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ

مرنا ف۲ اور ہم اس سے ہارے ہوئے نہیں ہیں کہ تمہارے عوض تم جیسے اور لے آئیں

اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ

اور تم کو پیدا کر دیں ایسے عالم میں جس کو تم نہیں جانتے

ف۱ اس سے مراد خود نطفے کی تخلیق بھی ہو سکتی ہے کہ اسے پیدا کرنے میں انسان کا کوئی دخل نہیں ہے، اور اس نطفے سے جو بچہ پرورش پاتا ہے، اس کی تخلیق بھی مراد ہو سکتی ہے، کیونکہ نطفے کے اس قطرے کو کئی مرحلوں سے گذار کر انسان کی شکل دینا اس میں جان ڈالنا، اور پھر اسے دیکھنے، سننے اور سمجھنے کی طاقت عطا فرمانا سوائے اللہ تعالیٰ کے کس کا کام ہے؟ (توضیح القرآن)

ف۲ مطلب یہ کہ بنانا اور اس بنائے ہوئے کو ایک خاص وقت تک باقی رکھنا یہ سب ہمارا ہی کام ہے آگے یہ بتلاتے ہیں کہ جس طرح ذات کا پیدا کرنا اور باقی رکھنا ہمارا کام ہے اسی طرح تمہاری صورت کا باقی رکھنا جس پر راحت و آرام اور ذات سے منفعت حاصل کرنے کا مدار ہے یہ بھی ہمارا ہی کام ہے۔

عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَفَرَءَيْتُمْ

اور تم جان چکے ہو پہلی پیدائش کو پھر نصیحت کیوں نہیں پکڑتے؟ ف۱ بھلا دیکھو تو سہی

مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿٦٣﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿٦٤﴾

کہ جو تم بوتے ہو کیا تم اس کو اگاتے ہو یا ہم ہیں اگانے والے؟ اگر ہم چاہیں

لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿٦٥﴾ اِنَّا

تو اس کو کر ڈالیں ریزہ ریزہ پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ (لگو کہنے) کہ ہم

لَمُغْرَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٦٧﴾ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ

تو تاوان میں آ گئے بلکہ ہم تو بے نصیب ہو گئے۔ بھلا دیکھو تو سہی جو پانی

الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿٦٨﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ

تم پیتے ہو کیا تم نے اس کو اُتارا ہے بادل سے یا ہم ہیں

نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا

اتارنے والے؟ اگر ہم چاہیں تو اس کو کھاری کر دیں پھر تم

تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿٧١﴾ ءَاَنْتُمْ

شکر کیوں نہیں کرتے! بھلا دیکھو تو سہی جو آگ تم سلگاتے ہو کیا تم نے پیدا کیا ہے

اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿٧٢﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا

اس کا درخت یا ہم ہیں پیدا کرنے والے؟ ف۲ ہم نے اس آگ کو بنایا یاد دلانے

تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿٧٣﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٧٤﴾

اور مسافروں کے نفع کے لئے ف۳ تو تسبیح کر اپنے عظمت والے پروردگار کے نام کی

ف۱ یہاں بتایا جارہا ہے کہ جس طرح انسان کی تخلیق اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اسی طرح موت دینا بھی اسی کا کام ہے اور اس کے بعد اس کو کسی بھی ایسی صورت میں دوبارہ پیدا کر دینا بھی اسی کی قدرت میں ہے جس سے اس کو کوئی عاجز نہیں کر سکتا۔ (توضیح القرآن)

ف۲ دنیا کی اور جہنم کی آگ

حضرت قتادہؒ کی ایک مرسل حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری یہ دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔ لوگوں نے کہا حضور! یہی بہت کچھ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں پھر یہ سترواں حصہ بھی دو مرتبہ پانی سے بجھایا گیا ہے اب یہ اس قابل ہوا ہے کہ تم اس سے نفع اٹھا سکو اور اس کے قریب جا سکو۔ یہ مرسل حدیث مسند میں مروی ہے اور بالکل صحیح ہے۔

ف۳ کہ اس سے دوزخ کی آگ کا نمونہ معلوم ہوتا ہے یہ دینی فائدہ ہے اور سفر وغیرہ میں اس سے کام نکلتے ہیں یہ دنیوی فائدہ ہے اور مسافر کی تخصیص اس لئے کی کہ سفر میں آگ کمیاب ہونے سے بڑی عجیب چیز معلوم ہوتی ہے اور سفر میں اس کی بہت قدر رہتی ہے۔

خلاصہ رکوع ۲

اہل دوزخ اور ان کی سزاؤں کو بیان فرمایا گیا۔ تخلیق انسانی اور اسکی غذا کی نعمتوں کی طرف متوجہ فرمایا گیا۔

ع ۲ ۱۵

فَلَآ أُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُومِ ﴿۷۵﴾ وَإِنَّهُۥ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ

سو میں قسم کھاتا ہوں ستارے گرنے کی جگہوں کی اور یہ قسم سمجھو تو

عَظِيمٌ ﴿۷۶﴾ إِنَّهُۥ لَقُرْءَانٌ كَرِيمٌ ﴿۷۷﴾ فِى كِتَٰبٍ مَّكْنُونٍ ﴿۷۸﴾ لَّا

بڑی قسم ہے ف۱ بیشک یہ قرآن ہے عزت والا قرآن ہے (لکھا ہوا ہے)

يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ﴿۷۹﴾ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَٰلَمِينَ ﴿۸۰﴾

پوشیدہ کتاب میں جسے کوئی نہیں چھوتا پاک لوگوں کے سوائے اتارا ہوا ہے رب العالمین

أَفَبِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَنتُم مُّدْهِنُونَ ﴿۸۱﴾ وَتَجْعَلُونَ

کی طرف سے تو کیا تم اس کلام سے منکر ہو اور اپنا حصہ یہی ٹھہراتے ہو کہ

رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ ﴿۸۲﴾ فَلَوْلَآ إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ ﴿۸۳﴾

تم اس کو جھٹلاتے ہو ف۲ تو جب جان آ پہنچے حلق میں اور تم اس وقت دیکھتے

وَأَنتُمْ حِينَئِذٍ تَنظُرُونَ ﴿۸۴﴾ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ

ہو اور ہم اس سے زیادہ قریب ہیں تمہاری بہ نسبت لیکن تم نہیں دیکھتے۔

وَلَٰكِن لَّا تُبْصِرُونَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْلَآ إِن كُنتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ ﴿۸۶﴾

پس اگر تم کسی کے حکم میں نہیں تو اس جان کو لوٹا کیوں نہیں لاتے

تَرْجِعُونَهَآ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿۸۷﴾ فَأَمَّآ إِن كَانَ

اگر تم سچے ہو۔ پس (مرنے والا) اگر (بارگاہ خدا وندی کے)

مِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّتُ نَعِيمٍ ﴿۸۹﴾

مقربوں میں سے ہوا۔ تو راحت ہے اور رزق ہے اور نعمت کی بہشت ہے

ف۱ یہاں ستاروں کے چھپنے کی قسم کھانا ویسا ہی ہے جیسے سورۂ والنجم کے شروع میں جس میں اشارہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رہنما ہونے کی طرف جیسا کہ ستاروں سے راستہ معلوم کیا کرتے ہیں اور قسمیں جتنی قرآن میں ہیں بوجہ مقصود پر دلالت کرنے کے سب ہی بڑی ہیں لیکن کہیں کہیں مقصود کے اہتمام کے لئے اور اس پر زیادہ تنبیہ کرنے کے واسطے بڑے ہونے کی تصریح بھی کردی۔

ف۲ سبب نزول:

حضرت زید بن خالد جہنی کا بیان ہے کہ حدیبیہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صبح کی نماز پڑھائی۔ رات کو بارش ہوئی تھی جس کے کچھ نشانات تھے' حضور والا نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں کی طرف رخ کر کے فرمایا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا' حاضرین نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بخوبی جانتے ہیں فرمایا' اللہ نے فرمایا' میرے بندوں میں کوئی مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور کوئی میرا انکار کرتا ہے' جو شخص کہتا ہے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہم پر بارش ہوئی وہ مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور ستاروں کا منکر ہے اور جو شخص قائل ہے کہ نچھتر سے ہم پر بارش ہوئی وہ میرا منکر ہے اور ستاروں پر ایمان رکھتا ہے۔

تعبیر وفضیلت سورہ واقعہ

جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ یہ سورہ پڑھ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ نیکیوں اور طاعتوں کی طرف سبقت کرنے والا ہوگا۔ (ابن سیرین)

حضرت ابن مسعود کا بیان ہے' میں نے خود سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے جو شخص ہر شب سورۂ واقعہ پڑھے گا اس کو کبھی فاقہ نہیں ستائے گا۔ رواہ البغوی وابویعلی فی مسندہ والبیہقی بسند ضعیف فی شعب الایمان۔ (واللہ اعلم)

وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩٠﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ

اور اگر وہ داہنی طرف والوں میں سے ہے تو تیرے لئے سلامتی ہے

مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩١﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ

داہنی طرف والوں میں اور اگر وہ ہوا جھٹلانے والوں گمراہ لوگوں سے

الضَّآلِّيْنَ ﴿٩٢﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٩٣﴾ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿٩٤﴾ اِنَّ

تو مہمانی ہے بھلتے پانی کی۔ اور (اسے) داخل کرنا ہے دوزخ میں بیشک

هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿٩٥﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٩٦﴾

یہ خبر درست بے شبہ ہے تو تسبیح کر اپنے بزرگ پروردگار کے نام کی!

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ حدید مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں انتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١﴾

اللہ کی تسبیح کرتا ہے وا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى

اُسی کی بادشاہت ہے آسمانوں اور زمین کی جلاتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢﴾ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ

قادر ہے وہی سب سے پہلے ہے اور (وہی سب سے) پیچھے اور (وہی) ظاہر اور (وہی) پنہاں

وا سونے سے پہلے مسبحات کا پڑھنا: ابو داؤد ترمذی اور نسائی نے لکھا ہے کہ حضرت عرباضؓ بن ساریہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ سونے سے پہلے مسبحات (وہ سورتیں جن کو سَبَّحَ اور یُسَبِّحُ اور سَبِّحْ سے شروع کیا گیا ہے) پڑھتے اور فرماتے تھے۔ ان میں ایک آیت ایسی ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے میں کہتا ہوں شاید وہ آیت تسبیح ہے۔ نسائی نے معاویہؒ کا قول موقوفاً بیان کیا ہے کہ مسبحات سورت حدید، سورت حشر سورت صف، سورت جمعہ، سورت تغابن اور سورت الاعلیٰ ہیں۔ میں کہتا ہوں مسبحات میں سے سورت بنی اسرائیل بھی ہے لیکن حضرت معاویہؓ نے اس کا ذکر نہیں کیا بلکہ ترمذی، نسائی اور حاکم نے تو حدیث کے یہ الفاظ بھی نقل کئے وحتی یقرأ بنی اسرائیل والزمر سونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ سورۃ بنی اسرائیل اور سورۃ الزمر بھی پڑھتے تھے۔ (تفسیر مظہری)

سورۂ حدید کی بعض خصوصیات

پانچ سورتوں کو حدیث میں مُسَبِّحَات سے تعبیر کیا گیا ہے، جن کے شروع میں سَبَّحَ یا یُسَبِّحُ آیا ہے، ان میں سے پہلی یہ سورت حدید ہے، دوسری حشر، تیسری صف، چوتھی جمعہ، پانچویں تغابن، ابوداؤد ترمذی نسائی میں حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو سونے سے پہلے یہ مسبحات پڑھا کرتے تھے، اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان میں ایک آیت ایسی ہے جو ہزار آیتوں سے افضل ہے، ابن کثیر نے یہ روایت نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ وہ افضل آیت سورۂ حدید کی یہ آیت ہے،

خلاصہ رکوع ۳

ع ۳ ۲۲ ۱۶ قرآن کا معظم و معزز ہونا بیان فرمایا گیا اور مشرکین کی بدبختی اور ان کی جھوٹی دلیل کو ذکر کیا گیا۔ عالم آخرت کی تیاری کا حکم دیا گیا۔

خاصیت: آیت ۱ تا ۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝٣ هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

اور وہ سب کچھ جانتا ہے وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں

وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ

اور زمین کو چھ دن میں پھر قرار پکڑا عرش پر وہ

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ

جانتا ہے جو کچھ داخل ہوتا ہے زمین میں اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ اترتا ہے

مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ؕ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا

آسمان سے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے! اور وہ تمہارے ساتھ ہے

كُنْتُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝٤ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

جہاں کہیں بھی تم ہو اور اللہ جو کچھ تم کر رہے ہو دیکھ رہا ہے اسی کی بادشاہت ہے آسمانوں

وَالْأَرْضِ ؕ وَإِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝٥ يُولِجُ اللَّيْلَ

اور زمین کی اور اللہ ہی کی جانب سب کام لوٹائے جاتے ہیں داخل فرماتا ہے رات کو

فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ؕ وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ

دن میں اور داخل فرماتا ہے دن کو رات میں اور وہ واقف ہے دلوں کے

الصُّدُورِ ۝٦ اٰمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ

اسرار سے ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس مال میں سے خرچ کرو

مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ ؕ فَالَّذِينَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَأَنْفَقُوا لَهُمْ

جس میں اس نے تم کو اگلوں کا جانشین بنایا ہے ؂ تو جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور خرچ

الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔ (معارف مفتی اعظم)

مقصد میں کامیابی کی دعاء: سیوطی نے جمع الجوامع میں لکھا ہے کہ مراد پوری ہونے کی دعاء کے سلسلے میں حضرت علیؓ نے فرمایا (پہلے) سورۂ حدید کی ابتدائی آیات اور سورۂ حشر کے آخر کی تین آیات پڑھے پھر کہے اسے وہ ذات جو ایسی ہے اسکے سوا ایسا اور کوئی نہیں میری اس حاجت کو پورا کر دے۔ (ان شاءاللہ دعا قبول ہوگی) (تفسیر مظہری)

؂ مال و دولت میں انسان کو قائم مقام بنانے سے دو عظیم حقیقتوں کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے ایک یہ کہ مال و دولت، خواہ کسی قسم کا ہو، اصل میں وہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے، کیونکہ اسی نے اس کو پیدا فرمایا ہے، البتہ اس نے انسان کو اس کی ضروریات پوری کرنے کے لئے عطا فرمایا ہے اس لئے انسان اس کی ملکیت میں اللہ تعالیٰ کا قائم مقام ہے اور جب وہ قائم مقام ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اسے اللہ تعالیٰ ہی کی مرضی اور اس کے حکم کے مطابق خرچ کرے۔ اور دوسری حقیقت یہ ہے کہ ہر انسان جو دولت کماتا ہے وہ اس سے پہلے کسی اور کے قبضے میں تھی اور اب خریداری، تحفے یا میراث وغیرہ کے ذریعے اس کے پاس آگئی ہے اس لحاظ سے وہ اپنے سے پچھلے مالک کا قائم مقام یا جانشین ہے۔ اس سے یہ اشارہ فرمایا جا رہا ہے کہ جس طرح یہ دولت تم سے پہلے مالک کے پاس ہمیشہ نہیں رہی بلکہ تمہارے پاس منتقل ہو گئی اسی طرح یہ تمہارے پاس بھی ہمیشہ نہیں رہے گی، بلکہ کسی اور کے پاس چلی جائے گی، اور جب اسے ہمیشہ تمہارے پاس نہیں رہنا کسی نہ کسی کے پاس جانا ہے تو تمہاری خوش نصیبی یہ ہے کہ اس کو ان لوگوں کی طرف منتقل کرو جنہیں دینے کا اللہ نے حکم دیا ہے (توضیح القرآن)

أَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿٧﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۙ وَالرَّسُولُ

کرتے رہے ان کے لئے بڑا اجر ہے۔ اور تم کو کیا ہوگیا کہ نہیں ایمان لاتے اللہ پر حالانکہ رسول تم

يَدْعُوكُمْ لِتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ إِنْ

کو بلاتا ہے تاکہ تم ایمان لے آؤ اپنے پروردگار پر اور تم سے عہد لے چکا ہے اگر

كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ

تم یقین لانے والے ہو۔ ول وہی ہے جو نازل فرماتا ہے اپنے بندے پر کھلی کھلی آیتیں

بَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ

تاکہ تم کو نکال لائے اندھیروں سے نور کی جانب! اور بیشک اللہ تم پر

بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿٩﴾ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ

بڑا شفیق مہربان ہے۔ اور تم کو کیا ہوگیا کہ خرچ نہیں کرتے اللہ کے راستہ میں

اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا يَسْتَوِي

حالانکہ اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمین کی میراث ہے برابر نہیں ہو سکتا تم میں سے

مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ

وہ شخص جس نے خرچ کیا فتح (مکہ) سے پہلے اور لڑا (دوسرے مسلمان کے)

دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا

یہ لوگ درجہ میں ان لوگوں سے بڑھے ہوئے ہیں جنہوں نے خرچ کیا فتح کے بعد اور قتال کیا

وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١٠﴾ ع

اور سب سے اللہ نے وعدہ فرمایا ہے حالت نیک کا اور اللہ ان اعمال سے جو تم کرتے ہو خبردار ہے

ول وعدہ کرنے کے بعد ایمان کیوں نہیں لاتے

یعنی اللہ پر ایمان لانے یا یقین و معرفت کے راستوں پر چلتے رہنے سے کیا چیز مانع ہو سکتی ہے۔ اور اس معاملہ میں سستی یا تقاعد کیوں ہو جبکہ خدا کا رسول تم کو کسی اجنبی اور غیر معقول چیز کی طرف نہیں بلکہ تمہارے حقیقی پرورش کرنے والے کی طرف دعوت دے رہا ہے جس کا اعتقاد تمہاری اصل فطرت میں ودیعت کر دیا گیا اور جس کی ربوبیت کا اقرار تم دنیا میں آنے سے پہلے کر چکے ہو۔ چنانچہ آج تک اس اقرار کا کچھ نہ کچھ اثر بھی قلوب بنی آدم میں پایا جاتا ہے۔ پھر دلائل و براہین اور ارسال رسل کے ذریعہ سے اس ازلی عہد و پیمان کی یاد دہانی اور تجدید بھی کی گئی۔ اور انبیائے سابقین نے اپنی امتوں سے یہ عہد بھی لیا کہ خاتم الانبیاء ﷺ کا اتباع کرینگے۔ اور تم میں بہت سے وہ بھی ہیں جو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر سمع و طاعت اور انفاق فی سبیل اللہ وغیرہ امور ایمانیہ پر کاربند رہنے کا پکا عہد کر چکے ہیں۔ پس ان مبادی کے بعد کہاں گنجائش ہے کہ جو ماننے کا ارادہ رکھتا ہو وہ نہ مانے اور جو مان چکا ہو وہ اس سے انحراف کرنے لگے۔ (تفسیر عثانی)

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱ / ۱۰ / ۱۷

قدرت خداوندی اور زمین و آسمان کی تخلیق کو ذکر فرمایا گیا ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے کا حکم اور اللہ کی مہربانی کو ذکر فرمایا گیا۔ مال خرچ کرنے کا حکم اور صحابہ کرامؓ کی فضیلت کو ذکر کیا گیا۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ

ایسا کون ہے جو اللہ کو قرض دے قرض حسن؟ پھر اللہ اس کا دونا اس کو ادا کرے

لَہٗ وَلَہٗٓ اَجْرٌ کَرِیْمٌ ﴿۱۱﴾ یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

اور اس کو عزت کا ثواب ہے۔ ف۱ جس دن تو دیکھے گا مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں کو

یَسْعٰی نُوْرُھُمْ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ بُشْرٰىکُمُ

کہ دوڑتا چلا آتا ہوگا ان کا نور ان کے آگے آگے اور ان کی داہنی طرف ف۲ (ان سے کہا جائیگا)

الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ؕ

تمہارے لئے مژدہ ہے آج باغ ہیں کہ بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں سدا وہیں رہیں گے

ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۲﴾ ۚ یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ

یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ جس دن کہیں گے منافق مرد

وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِکُمْ ۚ

اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہ ہمارا انتظار کرو ہم بھی روشنی حاصل کرلیں تمہارے نور سے!

قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَکُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَیْنَھُمْ

کہا جائے گا کہ تم لوٹ جاؤ اپنے پیچھے کی طرف پس تلاش کرلو کوئی روشنی پھر کھڑی کردی جائے گی ان

بِسُوْرٍ لَّہٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُہٗ فِیْہِ الرَّحْمَةُ وَظَاھِرُہٗ مِنْ

کے درمیان میں ایک دیوار کہ جس کا ایک دروازہ ہوگا! دیوار کی اندرونی جانب میں رحمت ہے اور اس

قِبَلِہِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾ ؕ یُنَادُوْنَھُمْ اَلَمْ نَکُنْ مَّعَکُمْ ؕ

کے باہر کی طرف عذاب ف۳ یہ منافق ان مسلمانوں کو پکاریں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟

ف۱ صحابہ کرامؓ کے بارے میں

پوری امت کا اجماعی عقیدہ

تمام صحابہ کرامؓ کی تعظیم و تکریم، ان سے محبت رکھنا، ان کی مدح و ثنا کرنا واجب ہے اور ان کے آپس میں جو اختلاف اور مشاجرات پیش آئے ان کے معاملہ میں سکوت کرنا، کسی کو مورد الزام نہ بنانا لازم ہے۔ عقائد اسلامیہ کی تمام کتابوں میں اس اجماعی عقیدہ کی تصریحات موجود ہیں۔ (معارف القرآن)

ف۲ یہ نور پل صراط سے گزرنے کے لئے مومن کے ساتھ ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ بائیں طرف بھی ہوگا تو شاید داہنی طرف کو خصوصیت کے ساتھ اس لئے بیان فرمایا ہو کہ اس طرف زیادہ قوی نور ہو اور شاید یہ علامت ہو ان کے نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیئے جانے کی اور سامنے نور ہونا ایسے موقع پر عادت کے موافق ہے۔

ف۳ یہ دیوار اعراف ہے اور اندر کی جانب سے مراد مسلمانوں کی جانب ہے اور باہر کی جانب سے مراد کافروں کی جانب ہے اور رحمت سے مراد جنت اور عذاب سے مراد دوزخ ہے اور شاید یہ دروازہ بات چیت کے لئے ہو یا اسی دروازہ میں سے جنت میں جانے کا رستہ ہو۔

قَالُوْا بَلٰی وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ

وہ کہیں گے ہاں تھے تو سہی لیکن تم نے آپ اپنے آپ کو بلا میں ڈالا اور تم منتظر رہے

وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِیُّ حَتّٰی جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ

اور شک میں پڑے رہے اور تم کو دھوکے میں رکھا آرزوؤں نے یہاں تک کہ آ پہنچا اللہ کا حکم

غَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ

اور تم کو بہکایا اللہ کے بارے میں (شیطان) دغا باز نے تو آج نہ لیا جائے گا تم سے کچھ معاوضہ

وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِیَ مَوْلٰىكُمْ ؕ

اور نہ ان لوگوں سے جو کافر ہوئے تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے وہی تمہاری رفیق ہے

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ

اور کیا بُری جگہ ہے لوٹ جانے کی کیا وقت نہیں آیا مسلمانوں کے لئے اس بات کا کہ ان کے

قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا

دل عاجزی کریں اللہ کی یاد کے وقت اور اس چیز کی یاد کے وقت جو نازل ہوا

كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ

امر حق ف۱ اور اُن لوگوں کی طرح نہ ہوں جن کو کتاب عطا ہوئی اس سے پہلے پھر ان پر دراز ہوگئی

فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِعْلَمُوْۤا اَنَّ

مدت تو ان کے دل سخت ہو گئے اور بہتیرے ان میں فاسق ہیں۔ ف۲ جان رکھو کہ اللہ زندہ کرتا ہے

اللّٰهَ يُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ

زمین کو اس کے مرے پیچھے! ہم نے کھول کھول کر بیان کر دیں تمہارے لئے نشانیاں

ف۱ سبب نزول:

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں عبدالعزیز بن رواد کی روایت سے اور ابن ابی حاتم نے مقاتل بن حبان کے حوالہ سے بیان کیا کہ بعض صحابہ ہنسی اور مذاق کے زیادہ عادی تھے اور بہت مزاح کرتے تھے اس پر آیت اَلَمْ يَاْنِ الخ نازل ہوئی۔

ف۲ مقام بلند

یعنی ایمان وہی ہے کہ دل نرم ہو۔ نصیحت اور خدا کی یاد کا اثر جلد قبول کرے۔ شروع میں اہل کتاب یہ باتیں پیغمبروں کی صحبت میں پاتے تھے مدت کے بعد غفلت چھاگئی۔ دل سخت ہو گئے وہ بات نہ رہی اکثروں نے سخت سرکشی اور نافرمانیاں شروع کر دیں۔ اب مسلمانوں کی باری آئی ہے کہ وہ اپنے پیغمبر کی صحبت میں رہ کر نرم دلی انقیاد کامل اور خشوع لذکر اللہ کی صفات سے متصف ہوں اور اس مقام بلند پر پہنچیں جہاں کوئی امت نہ پہنچی تھی۔ (تفسیر عثمانی)

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَ الْمُصَّدِّقٰتِ

تا کہ تم سمجھو بیشک خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں

وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَ لَهُمْ اَجْرٌ

اور جو قرض دیتے ہیں اللہ کو قرض حسن ان کو دو گنا ادا کیا جائیگا اور ان کیلئے بڑی عزت کا اجر ہے۔ و۱

كَرِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ

اور جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے پیغمبروں پر وہی لوگ

الصِّدِّيْقُوْنَ ۖۗ وَ الشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ

سچے ایمان والے اور شہید ہیں اپنے پروردگار کے نزدیک ان کے لئے ان کا اجر

وَ نُوْرُهُمْ ؕ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

اور ان کا نور ہے و۲ اور جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو وہی

الْجَحِيْمِ ﴿۱۹﴾ اِعْلَمُوْۤا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ

دوزخی ہیں۔ جانے رہو کہ بس دنیا کی زندگی کھیل اور تماشہ اور ایک آزمائش

وَّ زِيْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ

اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا اور ایک دوسرے سے بڑھ کر مال

وَ الْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ

اور اولاد طلب کرنا ہے! مینہ کی سی مثال ہے کہ خوش لگا کسانوں کو اس کا سبزہ پھر

يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطٰمًا ؕ وَ فِي الْاٰخِرَةِ

خشک ہو جاتا ہے تو اس کو تو دیکھتا ہے کہ زرد پڑ گیا پھر ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے اور آخرت

و۱ صدقہ کا بدلہ کئی گنا ملے گا

یعنی جو اللہ کے راستہ میں خالص نیت سے اس کی خوشنودی کی خاطر خرچ کریں اور غیر اللہ سے کسی بدلہ یا شکریہ کے طلبگار نہ ہوں گویا وہ اللہ کو قرض دیتے ہیں۔ سو اطمینان رکھیں کہ ان کا دیا ہوا ضائع نہ ہو گا۔ بلکہ کئی گنا کر کے لوٹایا جائے گا۔ (تفسیر عثمانی)

قَرْضًا حَسَنًا۔ یعنی بطیب خاطر خلوص قلب کے ساتھ اللہ کو قرض دیا۔ قرض کو حسن کی شرط سے مشروط کرنے سے یہ بتانا مقصود ہے کہ صدقہ دینا وہی معتبر ہے جو خلوص قلب کے ساتھ دیا جائے۔ (تفسیر مظہری)

و۲ صدیق اور شہید کا درجہ:

صدیق کا درجہ شہید سے یقیناً بڑا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنتی لوگ اپنے سے اوپر کے بالا خانے والوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے چمکتے ہوئے مشرقی یا مغربی ستارے کو تم آسمان کے کنارے پر دیکھتے ہو۔

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ / ۱۸ اللہ کو قرض دینے کی ترغیب اہل ایمان کیلئے جنت کی خوشخبری اور منافقین کا انجام ذکر فرمایا گیا۔ صدقہ کی ترغیب اور کفار کو جہنم کی وعید سنائی گئی۔

لوگوں نے کہا یہ درجے تو صرف انبیاء کے ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی (بخاری و مسلم) ایک غریب حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شہید اور صدیق دونوں وصف اس آیت میں اسی مؤمن کے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت کے مؤمن شہید ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی آیت کی تلاوت کی۔ حضرت عمرو بن میمون کا قول ہے یہ دونوں ان دونوں انگلیوں کی طرح قیامت کے دن آئیں گے۔

عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٌ ؕ وَ

میں سخت عذاب ہے اور مغفرت بھی ہے اللہ کی طرف سے اور رضامندی اور

مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۰﴾ سَابِقُوْٓا اِلٰى

دنیا کی زندگی تو بس دھوکے کی پونجی ہے لپکو اپنے پروردگار کی

مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ

مغفرت کی جانب اور جنت کی جانب جس کا پھیلاؤ اتنا ہے جیسے آسمان

وَ الْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ

وزمین کا پھیلاؤ۔ تیار کی گئی ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر۔ یہ

فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۱﴾

اللہ کا فضل ہے و۱ عطا فرمائے جس کو چاہے! اور اللہ کا فضل بہت بڑا ہے۔

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ

کوئی آفت نہیں پڑی زمین میں اور نہ خود تم میں مگر کہ کتاب میں لکھی ہوئی ہے

اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

اس سے پہلے ہی کہ ہم اس آفت کو پیدا کریں و۲ بیشک یہ اللہ پر آسان ہے

يَسِيْرٌ ﴿۲۲﴾ ۙ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ

(اور یہ ہم نے تم کو اس لئے جتا دیا) تا کہ تم اس پر رنج نہ کیا کرو جو تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے

اٰتٰىكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ﴿۲۳﴾ ۙ الَّذِيْنَ

نہ تم اس پر خوش ہو جو تم کو اللہ عطا فرمائے اور اللہ نہیں پسند کرتا کسی متکبر فخر کرنے والے کو

و۱ اس میں اشارہ ہے کہ اپنے اعمال پر کوئی مغرور نہ ہو اور اپنے اعمال پر جنت کے استحقاق کا دعویٰ نہ کرے یہ محض فضل و انعام ہے جس کا مدار مشیت پر ہے مگر حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ان اعمال کے بجالانے والوں کے ساتھ اپنی مشیت متعلق کر دی ہے اگر چاہتے نہ بھی کرتے کیونکہ قدرت دو جانبوں کے ساتھ متعلق ہوا کرتی ہے۔

و۲ کتاب سے مراد یہاں لوح محفوظ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے قیامت تک ہونے والے تمام واقعات پہلے سے لکھے ہوئے ہیں۔ (توضیح القرآن)

يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ

کہ جو خود بھی بخل کریں اور لوگوں کو بھی بخل کرنے کو کہیں اور جو شخص روگردانی کرے گا تو بیشک

اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ

اللہ خود بے پرواہ سزا وارحمد ہے ؎۱ ہم نے بھیجا پیغمبروں کو کھلی کھلی نشانیاں دے کر

وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ

اور اتاری ان کے ساتھ کتاب اور ترازو تاکہ لوگ قائم رہیں

بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ

انصاف پر! اور ہم نے لوہا اتارا ؎۲ کہ اسکے سبب سے سخت جنگ ہوتی ہے اور لوگوں کے اور منافع

لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ

ہیں اور تاکہ اللہ جان لے کہ کون بے دیکھے مدد کرتا ہے اللہ اور اس کے رسولوں کی! بیشک

اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ

اللہ زبردست زور آور ہے ؎۳ اور ہم نے بھیجا نوح کو اور ابراہیم کو

وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ

اور رکھی دونوں کی نسل میں پیغمبری اور کتاب تو بعض ان میں سے راہ پر ہیں

وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا

اور بہت ان میں فاسق ہیں۔ پھر ہم نے بھیجا ان کے پیچھے اپنے پیغمبروں کو

وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ڏ وَجَعَلْنَا

اور پیچھے بھیجا عیسیٰ بن مریم کو اور اس کو عطا فرمائی انجیل اور پیدا کر دی

؎۱ یعنی خدا کا کوئی ضرر نہیں کیونکہ وہ سب کی عبادت اور مال وغیرہ سے بے نیاز ہے اور اپنی ذات وصفات میں کامل ہے اس لئے دوسروں کا محتاج ہونا اسکی ذات کیلئے محال ہے۔

؎۲ جنگ کا مقصد:

امام ابوداؤدؒ نے ایک حدیث بروایت عبداللہ بن عمر بیان فرمائی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بعثت بالسیف بين يدى الساعة حتىٰ يعبد الله وحده لا شريك له "الخ میں مبعوث کیا گیا ہوں تلوار دیکر جہاد مع الکفار کے لئے قیامت سے پہلے اور اس کا مأمور ہوں کہ جہاد کرتا رہوں تا آنکہ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت و بندگی کی جانے لگے اور میرا رزق میرے تیروں کے سایہ میں بنایا گیا ہے اور ذلت و ناکامی ان لوگوں کے حق میں طے کر دی گئی ہے جو میرے حکم کی نافرمانی کریں۔

جنت سے آئی ہوئی تین چیزیں: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں تین چیزیں حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت سے آئیں نہائی۔ سنسی اور ہتھوڑا (ابن جریر) (تفسیر ابن کثیر)

ع ۱۹

خلاصہ رکوع ۳

ایمان و عمل صالح کی اہمیت، مغفرت کی تیاری اور متکبرین مالداروں کی حالت کو بیان فرمایا گیا۔

؎۳ یعنی اللہ تعالیٰ کی طاقت اور اس کا اقتدار اتنا بڑا ہے کہ اسے شر کی طاقتوں کو کچلنے کے لئے کسی انسان کی مدد کی ضرورت نہیں ہے، لیکن اس نے انسانوں کو جہاد کا مکلف اس لئے فرمایا ہے تاکہ ان کی آزمائش ہو اور یہ بات نکھر کر سامنے آجائے کہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت میں جان کی بازی لگاتا ہے اور کون ہے جو سرکشی اختیار کرتا ہے۔ (توضیح القرآن)

فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَرَهْبَانِيَّةَ

ان لوگوں کے دلوں میں جو اس کی راہ چلے نرمی اور رحمت! اور گوشہ نشینی

ۨابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ رِضْوَانِ

جو انہوں نے اپنی طرف سے ایجاد کر لی تھی ہم نے یہ طریقہ ان پر فرض نہیں کیا تھا مگر (انہوں نے

اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اس کو ایجاد کیا) اللہ کی خوشنودی چاہنے کو تو انہوں نے اس کو ایسا نباہا نہیں

مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٢٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

جیسا نباہنا چاہئے تھا۔ تو ہم نے عطا فرمایا ان لوگوں کو جو ان میں ایمان لائے ف۱ انکا اجر اور بہت ان

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ

میں فاسق ہیں ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور ایمان لاؤ اس کے رسول پر کہ اللہ تم کو عطا فرمائے

رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ

دوہرا حصہ اپنی رحمت سے اور عنایت کرے تم کو ایک نور جس کو تم لئے پھرو اور تم کو بخش دے!

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٨﴾ لِّـئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (اس کی تم کو اس لئے اطلاع دی جاتی ہے)

يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ

تاکہ نہ جانیں اہل کتاب کہ وہ پا نہیں سکتے اللہ کے فضل کا کچھ حصہ

اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٩﴾

اور بیشک بزرگی اللہ کے ہاتھ ہے عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

ف۱ رہبانیت

یعنی آگے چل کر حضرت مسیحؑ کے متبعین نے بے دین بادشاہوں سے تنگ ہو کر اور دنیا کے مخمصوں سے گھبرا کر ایک بدعت رہبانیت کی نکالی جس کا حکم اللہ کی طرف سے نہیں دیا گیا تھا' مگر نیت ان کی یہی تھی کہ اللہ کی خوشنودی حاصل کریں۔ پھر اس کو پوری طرح نباہ نہ سکے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یہ فقیری اور تارک الدنیا بننا نصاریٰ نے رسم نکالی جنگل میں تکیہ بنا کر بیٹھے نہ جورو رکھتے نہ بیٹا نہ کماتے نہ جوڑتے محض عبادت میں لگے رہتے' خلق سے نہ ملتے اللہ نے بندوں کو یہ حکم نہیں دیا" (کہ اس طرح دنیا چھوڑ کر بیٹھ رہیں) مگر جب اپنے اوپر ترک دنیا کا نام رکھا' پھر اس پردے میں دنیا چاہنا بڑا وبال ہے۔ شریعت حقہ اسلامیہ نے اس اعتدال فطری سے متجاوز رہبانیت کی اجازت نہیں دی ہاں بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ "اس امت کی رہبانیت جہاد فی سبیل اللہ ہے" کیونکہ مجاہد اپنے سب حظوظ و تعلقات سے واقعی الگ ہو کر اللہ کے راستے میں نکلتا ہے۔ (تنبیہ) "بدعت" کہتے ہیں ایسا کام کرنا جس کی اصل کتاب و سنت اور قرون مشہود لہا بالخیر میں نہ ہو اور اس کو دین اور ثواب کا کام سمجھ کر کیا جائے۔ (تفسیر عثمانی)

تعبیر سورہ الحدید

جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ یہ سورۃ پڑھ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اچھے اثر کا ہوگا اور دین میں صحیح ہوگا۔

خلاصہ رکوع ۴

ع ۴

حضرت نوح و ابراہیم علیہم السلام کی فضیلت' عیسائیوں کی عمومی حالت کو ذکر کیا گیا۔ اہل ایمان کو ایمان واتباع پر قائم رہنے کی تاکید اور فضل کا اللہ کے ہاتھ میں ہونے کو ذکر فرمایا گیا۔

ستائیسواں پارہ

فضائل، خواص، فوائد وعملیات

سورۃ الذاریات...فضائل وخواص

خاصیت آیت ۵۸...فراخی رزق کے لئے

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ

چاندی کے نگینہ پر دسویں محرم کو اس آیت مبارکہ کو کندہ کرا کر اس کو انگوٹھی میں پہننا رزق کی ترقی کے لئے مفید ہے۔(طب روحانی)

سورۂ طور....فضائل وخواص

اس کی ابتدائی آٹھ آیات تانبے کی تختی پر کنندہ کرا کر بچے کے گلے میں ڈالنے سے بچہ ڈر سے محفوظ رہتا ہے۔(اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱تا۸...بچہ کو ڈر سے محفوظ کرنے کیلئے

وَالطُّوْرِ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّالَهٗ مِنْ دَافِعٍ

جو بچہ رات کو ڈرتا ہو یا روتا ہو اس کے گلے میں ان آیات کو تانبے کی تختی پر کندہ کرا کر ڈالنا بچہ کو خدا کے فضل سے ڈرنے سے محفوظ رکھتا ہے۔

خاصیت آیت ۲۱...فوت شدگان کی زیارت کیلئے

وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ

اگر کسی شخص کا بیٹا یا بیٹی یا کوئی عزیز مر گیا ہو اور وہ خواب میں نہ آتا ہو تو وہ شخص اکیس ویں شب کو اندھیری رات میں گیارہ سو مرتبہ درود شریف جو بھی یاد ہو پڑھ کر یہ آیت مبارکہ پڑھے ان شاء اللہ تین روز عمل کرنے سے مراد بر آئے گی۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۲۸...برائے نورانیت

اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ

جو کوئی اس آیت کریمہ کو نماز کے بعد ۱۱ بار انگلی پر دم کر کے پیشانی پر مل لے تو ان شاء اللہ قیامت میں اس کا منہ چمکے گا۔(اعمال قرآنی)

فضیلت آیت ۲۳.... جنت میں نوجوان کنواری لڑکیوں کی بھی بارش ہوگی

جنت میں نیک لوگوں کے لیے خداتعالیٰ کے ہاں جو نعمتیں ورحمتیں ہیں ان کا بیان ہورہا ہے کہ یہ کامیاب مقصد اور نصیب دار ہیں کہ جہنم سے نجات پائی اور جنت میں پہنچ گئے انہیں نوجوان کنواری حوریں بھی ملیں گی جو ابھرے ہوئے سینے والیاں اور ہم عمر ہوں گی ایک حدیث میں ہے کہ جنتیوں کے لباس ہی خدا کی رضامندی کے ہوں گے بادل ان پر آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ بتلاؤ ہم تم پر کیا برسائیں؟ پھر وہ جو فرمائیں گے بادل ان پر برسائیں گے یہاں تک کہ نوجوان کنواری لڑکیاں بھی ان پر برسیں گی۔ (ابن ابی حاتم)

انہیں شراب طہور کے چھلکتے ہوئے پاک صاف بھرپور جام پر جام ملیں گے جس میں نشہ نہ ہوگا کہ بے ہودہ گوئی اور لغو باتیں منہ سے نکلیں اور کان میں پڑیں جیسے اور جگہ ہے لَا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ (سورہ الطور: آیت ۲۳)

اس میں نہ لغو ہوگا نہ برائی اور نہ گناہ کی باتیں کوئی بات جھوٹ اور فضول نہ ہوگی وہ دار السلام ہے جس میں کوئی عیب کی اور برائی کی بات ہی نہیں یہ جو کچھ بدلے ان پارسا لوگوں کو ملے ہیں یہ ان کے نیک اعمال کے نتیجے ہیں جو اللہ کے فضل وکرم سے اور اس کے احسان وانعام کی بنا پر انہیں ملے ہیں جو بے حد کافی وافی ہیں جو بکثرت اور بھرپور ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر: ۵/۴۹۹)

خاصیت آیت ۳۱...آنکھ کی سرخی دور کرنے کیلئے

قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُتَرَبِّصِينَ

جس کی آنکھیں دکھنی آئی ہوں اور آنکھوں کو آرام آگیا ہو مگر سرخی باقی ہو وہ اس آیت مبارکہ کو پانی پر دم کر کے سلائی پانی میں تر کر کے آنکھوں پر پھیرے ان شاء اللہ سات روز میں شفاء نصیب ہوگی (طب روحانی)

سورۃ النجم....فضائل وخواص

اس کا تین مرتبہ آسیب زدہ مکان میں پڑھنا جن بھوت کو مکان سے دفع کرتا ہے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱۷...نظر کی کمزوری دفع کرنے کیلئے

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ

بصارت کی کمزوری رفع کرنے کیلئے تین سو تیرہ مرتبہ روزانہ ان مبارک آیتوں کا پڑھنا مفید ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۲۱...برائے اولاد نرینہ

أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنثَىٰ

حاملہ عورت کو اکتالیس روز تک پان پر لکھ کر کھلانے سے ان شاء اللہ خدا کے حکم سے لڑکا پیدا ہوگا۔ مگر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ضرور ساتھ لکھی جائے۔ جس عورت کو مسان کا خلل ہو بچے مرجاتے ہوں اس مبارک سورہ کا ایک مرتبہ مشک وعنبر وزعفران سے لکھ کر تعویز کے طور پر گلے میں ڈالنا مسان کے مرض کو زائل کرتا ہے۔ جب بچہ پیدا ہو اسی طرح کا دوسرا تعویز بچہ کے گلے میں تیار کر کے ڈالا جائے ان شاء اللہ مرض بالکل رفع ہوجائے گا۔

جس عورت کو رحم کا مرض ہو خواہ کسی قسم کا ہو اس کے لئے اس مبارک سورۃ کا زعفران سے لکھ کر گھول کر پلانا نہایت مفید ہے۔ (طب روحانی)

سورۂ قمر....فضائل وخواص

سورۂ قمر کا تین مرتبہ عشاء کی نماز کے بعد پڑھنا ہر بلا سے محفوظ رکھتا ہے۔
اس مبارک سورۃ کو سات مرتبہ پڑھ کر آسیب زدہ پر دم کرنا یا پانی پر دم کر کے پلانا شفاء اور صحت کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۱۰....لا علاج بیماری اور ظلم سے نجات کا بہترین نسخہ

فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ

اگر آپ کو کوئی بیماری ہو اور ڈاکٹر کی سمجھ سے باہر ہو یا کوئی دوا اثر نہ کرتی ہو۔ یا کوئی شخص مظلوم ہو اور ظالم کا ظلم انتہا تک پہنچ چکا ہو تو روزانہ تین سو تیرہ مرتبہ مذکورہ آیت پڑھ کر آسمان کی طرف منہ کر کے پھونکیں اور مریض کو پانی پر دم کر کے پلائیں یہ عمل اکیس روز تک کریں۔

فائدہ آیت ۱۹....ہوائیں آٹھ قسم کی ہوتی ہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہوائیں آٹھ قسم کی ہیں: چار رحمت کی، چار زحمت کی۔
۱- ناشرات ....۲-مبشرات ....۳-مرسلات ....۴-ذاریات رحمت کی۔اور ۵-عقیم..... ۶-صرصر..... ۷-عاصف .... ۸- قاصف عذاب کی۔ان میں سے پہلی دو خشکیوں کی اور آخری دوتری کی۔

جب اللہ تعالیٰ نے عادوالوں کی ہلاکت کا ارادہ کیا، اور ہواؤں کے داروغہ کو اس کا حکم دیا تو اس نے دریافت کیا کہ جناب باری تعالیٰ! کیا میں ہواؤں کے خزانوں میں اتنا سوراخ کروں جتنا بیل کا نتھنا ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہیں نہیں، اگر ایسا ہوا تو زمین اور زمین کی کل چیزیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی، اتنا نہیں بلکہ اتنا سوراخ کرو جتنا انگوٹھی میں ہوتا ہے، اب صرف اتنے سے سوراخ سے ہوا چلی جہاں پہنچی وہاں بھس اڑا دیا، جس چیز پر سے گزری اسے بے نشان کر دیا...... یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔ (ابن کثیر)

خاصیت آیت ۲۲...حافظہ کیلئے نسخہ

وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ جس شخص کو قرآن مجید یاد کرنا مقصود ہو وہ روزانہ ایک ہزار مرتبہ باوضو قبلہ رو ہو کر اس مبارک آیت کی تلاوت کرے جب فارغ ہو پانی پر دم کرے قدرے پانی اپنے سینہ پر ملے باقی پانی پی لیوے اور ہمیشہ روزانہ ایسا ہی کرتا رہے۔

سورۂ رحمٰن....فضائل وخواص

خاصیت آیت ۱ تا ۲..سینہ کی تنگی دور کرنے کیلئے

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ

جس شخص کا سینہ تنگ ہو قرأت کرتے یا وعظ کہتے یا مناظرہ کرتے اس کا سانس پھولتا ہو وہ شخص اپنے اس روگ کو زائل کرنے کے لئے اس مبارک سورہ کی پہلی دو آیتیں دو ہزار مرتبہ ہر روزانہ عشاء کی نماز کے بعد اکتالیس دن تک پڑھے ان شاءاللہ تعالیٰ اس عرصہ میں یہ مرض جاتا رہے گا۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۷۸..آنکھ کے درد کے لئے مفید عمل

تَبٰرَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ

اگر کسی شخص کی آنکھیں درد کرتی ہوں زعفران سے اس آیت مبارکہ کو مریض کے ماتھے پر لکھنا نہایت مفید عمل ہے۔ (طب روحانی)

سورۂ واقعہ....فضائل وخواص

حدیث میں ہے کہ جوشخص اس سورۃ کورات کے وقت ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے وہ کبھی بھوکا نہ رہے گا۔(اعمال قرآنی)
لکھ کر باندھنے سے بچہ بآسانی پیدا ہو۔ایک مجلس میں اکتالیس بار پڑھنے سے حاجت پوری ہو۔بالخصوص جو رزق کے متعلق ہو۔
اس مبارک سورۃ کوروزانہ عشاء کی نماز کے بعد پڑھنا فاقہ سے محفوظ رکھتا ہے۔
جب مینہ نہ برستا ہواور بارش کی بھی ضرورت ہوتو سات مرتبہ روزانہ پڑھنا خدا کے حکم سے بارش کا سبب بنتا ہے۔
بارش کی کثرت ہوگئی ہواور مینہ کسی طرح نہ کھلتا ہو پانچ مرتبہ اس سورۃ کا پڑھنا بارش کے کھل جانے کا سامان ہوتا ہے۔
اس مبارک سورۃ کوکاغذ پرزعفران سے لکھ کر کسی درخت پر لٹکانا اس باغ کے پھلوں کوآفت ارضی وسماوی سے محفوظ رکھتا ہے۔
جس شخص کواستسقاء کا مرض ہوا سے اس مبارک سورۃ کوتین مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے سات روز تک پلانا مرض میں بہت تخفیف پیدا کرتا ہےاوراخلاص کامل ہوگا۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۱۹ برائے دردسر

لَا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ جس کودردسر ہواس پرتین دفعہ پڑھ کردم کرے ان شاءاللہ تعالیٰ دردجاتا رہے گا۔(اعمال قرآنی)

سورۂ حدید....فضائل وخواص

اس سورۃ کی ابتدائی چھ آیات اکیس روزتک روزانہ تین سوتیرہ مرتبہ پڑھنا مرگی کے مرض کوشفا بخشتا ہے۔گمشدہ شخص کا پتہ لگاتا ہے
۔شہادت کی موت نصیب کرتا ہے۔ہرقسم کے مریض کے گلے میں لکھ کرڈالنا تندرستی بخشتا ہے۔
اس مبارک سورۃ کوکمزورمقدمہ میں سات ہزار مرتبہ روزانہ پڑھنا کمزورمقدمہ کوزورداراور ہارے ہوئے مقدمہ کوجتواتا ہے عمل مجرب ہے جس قدرضرورت مند پڑھے گا اس قدرجلد کام ہوگا۔
مریض کے پاس پڑھنے سے اس کونینداورسکون آئے اوراگر کاغذ پرلکھ کرغلہ میں رکھ دے تواس میں کوئی بگاڑ نہ ہو۔(اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱ تا ۶..شفاء مرگی کیلئے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَهُوَ عَلِيْمٌ م بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

اس مبارک سورۃ کی چھ آیتیں ۲۱ روزتک تین سوتیرہ مرتبہ روزانہ پڑھنا مرگی کے مرض کوشفا بخشتا ہے گم ہوئے ہوئے کا پتہ لگاتا ہے شہادت کی موت نصیب کرتا ہے ہرقسم کے مریض کے گلے میں ڈالنا تندرستی بخشتا ہے۔
جو بچہ گونگا رہ جاتا ہوتین چار برس کا ہوگیا ہومگر بولتا نہ ہوا سے اکیس روزتک ان آیات مبارکہ کوکاغذ پرلکھ کر پلانا خدا کے فضل سے زبان عطا کرتا ہے۔(طب روحانی)

فضائل وخواص از کتاب
اَلدُّرَرُ النَّظِیم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم

سورۃ الطّور

۱......قیدی اگر سورۃ الطّور کی تلاوت کی کثرت رکھے تو اس کی رہائی کے اسباب پیدا ہو جائیں گے۔
۲......مسافر اگر سورۃ الطّور کی تلاوت کرتا رہے تو ہر تکلیف و پریشانی سے محفوظ رہے گا۔
۳......اگر سورۃ الطّور پانی پر دم کر کے وہ پانی بچھو پر چھڑکا جائے تو بچھو مر جاتا ہے۔

سورۃ النجم

۱......اگر کوئی آدمی ناکامیوں کا سامنا کر رہا ہو تو وہ ہرن کے چمڑے کے ٹکڑے پر سورۃ النجم لکھ کر گلے میں یا بازو میں لٹکائے تو وہ جس سے بحث کرے گا اس پر غالب آئے گا جہاں بھی جائے گا کامیاب ہو کامران ہوگا۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰی عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰی ذُوْمِرَّةٍ ط فَاسْتَوٰی وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰی اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا يَرٰی وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی اِذْ يَغْشَی السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰی مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی

اگر کسی آدمی کو حافظہ کی کمزوری، دل کی کمزوری وغیرہ کی شکایت ہو، بھول جانا ہو، قرآن کریم حفظ کرنے میں مشکل ہے تو وہ مذکورہ آیات کو شیشہ کے برتن میں عرق گلاب اور کستوری سے لکھے، آب زمزم سے دھوئے اور سات دن مسلسل نہار منہ پیئے تو اس کا دل دماغ تر و تازہ اور حافظہ مضبوط ہو جائے گا۔

سورۃ القمر

۱......جو آدمی کسی مشکل میں مبتلا ہو وہ جمعہ کے دن سورۃ القمر لکھ کر اپنے سر پر لٹکائے تو اس کی مشکلات آسان ہو جائیں گی۔
۲......جو آدمی سورۃ القمر جمعہ کے دن لکھ کر اپنے سر لٹکائے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا مرتبہ پائے گا۔

سورۃ الرحمٰن

۱......اگر کسی کو آشوب چشم ہو تو وہ سورۃ الرحمٰن لکھ کر گلے میں پہنے، تندرست ہو جائے گا۔
۲......اگر کسی کو تلی کا مرض ہو تو سورۃ الرحمٰن لکھ کر پاک پانی سے دھولے اور وہ پانی پی لے۔

۳......اگر کسی مکان میں کیڑے مکوڑے اور حشرات الارض تنگ کرتے ہوں تو جس دیوار کی طرف زیادہ ہوں اس پر سورۃ الرحمٰن لکھ دی جائے تو سب بھاگ جائیں گے۔

یامعشر الجن والانس ...... من نار ونحاس

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا. لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ(۳۳) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ(۳۴) يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ

جوآدمی مذکورہ آیات کولکھ کر اپنے دائیں بازو پر باندھے وہ ہر خطرہ سے محفوظ رہے گا۔

سورۃ الواقعہ

۱......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جوآدمی ہر رات کوسورۃ الواقعہ پڑھے اسے کبھی فاقہ نہیں ہوگا اور جو ہر صبح کوسورۃ الواقعہ پڑھے اسے فقر وتنگدستی کا اندیشہ نہیں رہے گا۔

۲......اگر کسی میت پر سورۃ واقعہ پڑھی جائے تو اس پر آسانی ہوجاتی ہے۔

۳......اگر مریض بے چین ہوتو اس پر سورۃ واقعہ پڑھنے سے اسے راحت پہنچتی ہے۔

۴......جسے سکرات لگی ہوئی ہو اس پر اگر سورۃ الواقعہ پڑھی جائے تو موت آسان ہوجاتی ہے۔

۵......جوآدمی صبح شام باوضو ہوکر سورۃ واقعہ پڑھنے کا معمول رکھے وہ بھوکا پیاسا نہ رہے گا اور نہ اسے کوئی سختی وخطرہ پیش آئے گا نہ غربت ستائے گی۔

سورۃ الحدید

۱......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ اسم اعظم سورۃ حدید کی چھ آیات میں ہے۔

۲......اگر جنگ میں جانے والا سورۃ الحدید لکھ کر اپنے پاس رکھے تو اسے کوئی دشمن کا کوئی ہتھیار نقصان نہ پہنچائے گا۔

۳......جسے بخار ہو اس پر سورۃ الحدید پڑھی جائے۔

۴......جسے ورم ہو اس پر سورۃ الحدید پڑھ کر دم کیا جائے۔

پارہ ۲۸ میں آنے والی سورتوں کا تعارف

تعارف سورۃ المجادلۃ

اس سورت میں بنیادی طور پر چار اہم موضوعات کا بیان ہے۔ پہلا موضوع ''ظہار'' ہے۔ اہل عرب میں یہ طریقہ تھا کہ کوئی شوہر اپنی بیوی سے یہ کہہ دیتا تھا کہ ''انت علی کظھر امی''یعنی تم میرے لئے میری ماں کی پشت کی طرح ہو۔ جاہلیت کے زمانے میں اس کے بارے میں یہ سمجھا جاتا تھا کہ ایسا کہنے سے بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہوجاتی ہے۔ سورت کی ابتدا میں اسی کے احکام کا بیان ہے۔ جس کی تفصیل ان شاء اللہ ان آیتوں کے حواشی میں آنے والی ہے۔ دوسرا موضوع یہ ہے کہ بعض یہودی اور منافقین آپس میں اس طرح سرگوشیاں کیا کرتے تھے جس سے مسلمانوں کو یہ اندیشہ ہوتا تھا کہ وہ ان کے خلاف کوئی سازش کررہے ہیں، نیز بعض صحابۂ کرام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تنہائی میں کوئی مشورہ یا کوئی اور بات کرنا چاہتے تھے۔ اس سورت میں ان خفیہ باتوں کے احکام بیان فرمائے گئے ہیں۔ تیسرا موضوع ان آداب کا بیان ہے جو مسلمانوں کو اپنی اجتماعی مجلسوں میں ملحوظ رکھنے چاہئیں۔ چوتھا اور آخری موضوع ان منافقوں کا تذکرہ ہے جو ظاہر میں تو ایمان کا اور مسلمانوں سے دوستی کا دعویٰ کرتے تھے، لیکن درحقیقت وہ ایمان نہیں لائے تھے، اور درپردہ وہ مسلمانوں کے دشمنوں کی مدد کرتے رہتے تھے۔

سورت کا نام ''مجادلہ'' (یعنی بحث کرنا) اس کی پہلی آیت سے لیا گیا ہے جس میں ایک خاتون کے بحث کرنے کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔

تعارف سورۃ الحشر

یہ سورت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے دوسرے سال نازل ہوئی تھی۔ مدینہ منورہ میں یہودیوں کی ایک بڑی تعداد آباد تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ معاہدہ کرلیا تھا کہ آپس میں امن وامان سے رہیں گے اور مدینہ منورہ پر حملہ ہونے کی صورت میں مل کر اس کا دفاع کریں گے۔ یہودیوں نے اس معاہدے کو قبول تو کرلیا تھا، لیکن ان کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دلی بغض تھا، اس لئے وہ خفیہ طور پر آپ کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے، چنانچہ انہوں نے درپردہ مکہ مکرمہ کے بت پرستوں سے تعلقات رکھے ہوئے تھے، اور ان کو مسلمانوں کے خلاف اکساتے رہتے تھے، اور ان سے یہ وعدہ کرلیا تھا کہ اگر تم مسلمانوں پر حملہ کروگے تو ہم تمہارا ساتھ دیں گے۔ یہودیوں کا ایک قبیلہ بنونضیر کہلاتا تھا، ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے معاہدے کی کچھ شرائط پر عمل کرانے کے لئے ان کے پاس تشریف لے گئے تو ان لوگوں نے یہ سازش کی کہ جب آپ بات چیت کرنے کے لئے بیٹھیں تو ایک شخص اوپر سے آپ پر ایک چٹان گرادے جس سے (معاذ اللہ) آپ شہید ہوجائیں۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آپ کو ان کی اس سازش سے باخبر فرمادیا، اور آپ وہاں سے اٹھ کر چلے آئے۔ اس واقعے کے بعد آپ نے بنونضیر کے پاس پیغام بھیجا کہ اب آپ لوگوں کے ساتھ ہمارا معاہدہ ختم ہوگیا ہے، اور ہم آپ کے لئے ایک مدت مقرر کرتے ہیں کہ اس مدت کے اندر اندر آپ مدینہ منورہ چھوڑ کر کہیں چلے جائیں ورنہ مسلمان آپ پر حملہ کرنے کے لئے آزاد ہوں گے۔ کچھ منافقین نے بنونضیر کو جا کر یقین دلایا کہ آپ لوگ ڈٹے رہیں، اگر مسلمانوں نے حملہ کیا تو ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ چنانچہ بنونضیر مقررہ مدت میں مدینہ منورہ سے نہیں گئے۔ آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم نے مدت گزرنے کے بعد ان کے قلعے کا محاصرہ کرلیا، اور منافقین نے ان کی کوئی مدد نہیں کی۔ آخر کار ان لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ منورہ سے جلاوطن کرنے کا حکم دیا، البتہ یہ اجازت دی کہ ہتھیاروں کے سوا وہ اپنا سارا مال و دولت اپنے ساتھ لے جاسکتے ہیں۔ یہ سورت اس واقعے کے پس منظر میں نازل ہوئی، اور اس میں اس واقعے پر تبصرہ بھی فرمایا گیا ہے، اور اس سے متعلق بہت سی ہدایات بھی دی گئی ہیں۔ ''حشر'' کے لفظی معنی ہیں: ''جمع کرنا''۔ چونکہ اس سورت کی آیت نمبر ۲ میں یہ لفظ آیا ہے۔ اس لئے اس سورت کا نام ''سورۂ حشر'' ہے اور بعض صحابہؓ سے منقول ہے کہ وہ اسے سورۂ بنی نضیر بھی کہا کرتے تھے۔

تعارف سورۃ الممتحنۃ

یہ سورت صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی عرصے میں نازل ہوئی ہے، ان دونوں واقعات کی تفصیل پیچھے سورۂ فتح کے تعارف میں گزر چکی ہے۔ اس سورت کے بنیادی موضوع دو ہیں، ایک یہ کہ صلح حدیبیہ کی شرائط میں جو بات طے ہوئی تھی کہ اگر مکہ مکرمہ سے کوئی شخص مسلمان ہوکر مدینہ منورہ آئے گا تو مسلمان اسے واپس بھیجنے کے پابند ہوں گے۔ اس کا اطلاق مسلمان ہوکر آنے والی عورتوں پر نہیں ہوگا، اور اگر کوئی عورت مسلمان ہوکر آئے گی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جائزہ لے کر دیکھیں گے کہ کیا واقعی وہ مسلمان ہوکر آئی ہے، یا آنے کا مقصد کچھ اور ہے۔ اگر اس جائزے سے یہ بات ثابت ہوکہ وہ واقعی مسلمان ہوکر آئی ہے تو پھر اسے واپس نہیں بھیجا جائے گا۔ اس صورت میں اگر وہ شادی شدہ ہو، اور اس کا شوہر مکہ مکرمہ میں رہ گیا ہو اس کے نکاح اور مہر وغیرہ سے متعلق کیا احکام ہوں گے؟ وہ بھی اس سورت میں بیان فرمائے گئے ہیں، اور جن مسلمانوں کے نکاح میں ابھی تک بت پرست عورتیں تھیں۔ ان کے بارے میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اب وہ ان کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں۔ چونکہ اس سورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان عورتوں کا امتحان یا جائزہ لینے کا حکم دیا گیا تھا، اس لئے اس سورت کا نام ممتحنہ ہے، یعنی امتحان لینے والی۔

سورت کا دوسرا موضوع جو بالکل شروع میں بیان ہوا ہے، وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے غیر مسلموں سے کس قسم کے تعلقات رکھنا جائز ہے، اور کس قسم کے ناجائز۔ چنانچہ سورت کو اس حکم سے شروع فرمایا گیا ہے کہ مسلمانوں کو دشمنوں سے خصوصی دوستی نہیں رکھنی چاہئے۔ ان آیتوں کے نزول کا پس منظر یہ ہے کہ سورۂ فتح کے تعارف میں ہم یہ بیان کرچکے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے معاہدے کو مکہ مکرمہ کے کافروں نے دو سال کے اندر اندر ہی توڑ دیا تھا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے لوگوں پر واضح فرمادیا تھا کہ اب وہ معاہدہ باقی نہیں رہا۔ اس کے بعد آپ نے مکہ مکرمہ کے کفار پر ایک فیصلہ کن حملہ کرنے کی تیاری شروع فرمادی تھی، لیکن ساتھ ہی کوشش یہ تھی کہ قریش کے لوگوں کو آپ کی تیاری کا علم نہ ہو۔ اسی دوران سارہ نام کی ایک عورت جو گا بجا کر پیسے کماتی تھی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آئی اور اس نے بتایا کہ وہ مسلمان ہوکر نہیں آئی، بلکہ وہ شدید مفلسی میں مبتلا ہے، کیونکہ جنگ بدر کے بعد قریش مکہ کی عیش وعشرت کی محفلیں ویران ہوچکی ہیں، اب کوئی اسے گانے بجانے کے لئے نہیں بلاتا۔ اس لئے مالی امداد حاصل کرنے کے لئے آئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عبد المطلب کو اس کی مدد کرنے کی ترغیب دی، اور اس کو کچھ نقدی اور کچھ کپڑے دے کر رخصت کیا گیا۔

دوسری طرف مہاجر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ایسے بزرگ تھے جو اصل میں یمن کے باشندے تھے، اور مکہ مکرمہ آ کر بس گئے تھے، مکہ مکرمہ میں ان کا قبیلہ نہیں تھا۔ وہ خود تو ہجرت کرکے مدینہ منورہ آگئے تھے، لیکن ان کے اہل وعیال مکہ مکرمہ ہی میں رہ گئے تھے جن کے بارے میں انہیں یہ خطرہ تھا کہ کہیں قریش کے لوگ ان پر ظلم نہ کریں۔ دوسرے مہاجر صحابہ جن کے اہل وعیال مکہ مکرمہ میں رہ گئے تھے انہیں تو کسی قدر اطمینان تھا کہ ان کا پورا قبیلہ وہاں موجود ہے جو کافروں کے ظلم سے انہیں

تحفظ دے سکتا ہے، لیکن حضرت حاطبؓ کے اہل وعیال کو یہ تحفظ حاصل نہیں تھا۔ جب سارہ نامی عورت مکہ مکرمہ واپس جانے لگی تو ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر میں قریش کے لوگوں کو خفیہ طور پر ایک خط میں یہ اطلاع دے دوں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں تو اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تو کوئی نقصان نہیں ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے مکہ مکرمہ کی فتح کا وعدہ فرما رکھا ہے لیکن میری طرف سے قریش پر ایک احسان ہو جائے گا، اور اس احسان کی وجہ سے وہ میرے اہل وعیال کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے ایک خط لکھ کر سارہ کے حوالے کر دیا کہ وہ قریش کے سرداروں کو پہنچا دے۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دے دی کہ سارہ ایک خفیہ خط لے کر گئی ہے، اور روضۂ خاخ کے مقام تک پہنچ چکی ہے۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس مہم پر روانہ فرمایا کہ وہ اس عورت کا پیچھا کر کے اس سے وہ خط برآمد کریں، اور یہاں واپس لے آئیں۔ یہ حضرات گئے اور انہوں نے وہ خط برآمد کر لیا۔ حضرت حاطبؓ سے پوچھا گیا تو انہوں نے معذرت کی، اور اپنی اس غلطی کی وہی وجہ بیان کی جو اوپر ذکر کی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نیک نیتی کی وجہ سے ان کی اس غلطی کو معاف فرما دیا۔ اسی واقعے پر اس سورت کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں۔

تعارف سورۃ الصّف

یہ سورت مدینہ منورہ میں اس وقت نازل ہوئی تھی جب منافقین آس پاس کے یہودیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کر رہے تھے۔ اس سورت میں بنی اسرائیل کے یہودیوں کا یہ کردار خاص طور پر ذکر فرمایا گیا ہے کہ انہوں نے خود اپنے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طرح طرح سے تکلیفیں پہنچائیں، جس کے نتیجے میں ان کے مزاج میں ٹیڑھ پیدا ہوگئی، اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو انہوں نے ان کی نبوت کا بھی انکار کیا، اور انہوں نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی جو بشارتیں دی تھیں ان پر بھی کان نہیں دھرا، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہوں نے نہ صرف یہ کہ آپ کی نبوت پر ایمان لانے سے انکار کر دیا، بلکہ آپ کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔ بنی اسرائیل کے اس کردار کو واضح کرنے کے ساتھ ساتھ اس سورت میں مخلص مسلمانوں کو یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ اگر انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹھیک ٹھیک پیروی کی، اور وہ کام کیے جن کا اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں خاص طور پر حکم دیا ہے، اور ان میں جہاد خصوصی اہمیت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو عنقریب فتح ونصرت عطا فرمانے والے ہیں جس کے نتیجے میں منافقین اور یہودیوں کی ساری سازشیں خاک میں مل جائیں گی۔ اسی سیاق میں اس سورت کی چوتھی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان مسلمانوں کی تعریف فرمائی ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں صف بنا کر جہاد کرتے ہیں۔ اس مناسبت سے اس سورت کا نام سورۂ صف ہے۔

تعارف سورۃ الجمعۃ

اس سورت کے پہلے رکوع میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آپ کی بعثت کے مقاصد بیان فرما کر پوری انسانیت کو آپ پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے، اور خاص طور پر یہودیوں کی مذمت کی گئی ہے کہ وہ جس کتاب یعنی تورات پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں، اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت موجود ہے، اس کے باوجود وہ آپ پر ایمان نہ لا کر خود اپنی کتاب کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ پھر دوسرے رکوع میں مسلمانوں کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ ان کی تجارتی سرگرمیاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے راستے میں رکاوٹ نہیں بننی چاہئیں، چنانچہ حکم دیا گیا ہے کہ جمعہ کی اذان کے بعد ہر قسم کی خرید وفروخت بالکل ناجائز ہے۔ نیز

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے ہوں، اس وقت کسی تجارتی کام کے لئے آپ کو چھوڑ کر چلے جانا جائز نہیں ہے، اور اگر دنیوی مصروفیات کا شوق کسی دینی فریضے میں رکاوٹ بننے لگے تو اس بات کا دھیان کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کے لئے آخرت میں جو کچھ تیار کر رکھا ہے، وہ دنیا کی ان دلفریبیوں سے کہیں زیادہ بہتر ہے، اور دینی فرائض کو رزق کی خاطر چھوڑنا سراسر نادانی ہے، کیونکہ رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے، لہٰذا رزق اس کی نافرمانی کر کے نہیں، بلکہ اس کی اطاعت کر کے طلب کرنا چاہئے۔ چونکہ دوسرے رکوع میں جمعہ کے احکام بیان فرمائے گئے ہیں، اس لئے سورت کا نام جمعہ ہے۔

تعارف سورۃ المنٰفقون

یہ سورت ایک خاص واقعے کے پس منظر میں نازل ہوئی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بنوالمصطلق عرب کا ایک قبیلہ تھا جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی تھی کہ وہ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے لشکر جمع کر رہا ہے۔ آپ اپنے صحابۂ کرامؓ کے ساتھ خود وہاں تشریف لے گئے، ان سے جنگ ہوئی، اور آخر کار ان لوگوں نے شکست کھائی، اور بعد میں مسلمان بھی ہوئے۔ جنگ کے بعد چند دن آپ نے وہیں ایک چشمے کے قریب پڑاؤ ڈالے رکھا جس کا نام مریسیع تھا۔ اسی قیام کے دوران ایک مہاجر اور ایک انصاری کے درمیان پانی ہی کے کسی معاملے پر جھگڑا ہو گیا۔ جھگڑے میں نوبت ہاتھا پائی کی آگئی، اور ہوتے ہوتے مہاجر نے اپنی مدد کے لئے مہاجرین کو پکارا، اور انصاری نے انصار کو، یہاں تک کہ اندیشہ ہو گیا کہ کہیں مہاجرین اور انصار کے درمیان لڑائی نہ چھڑ جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ تشریف لائے، اور فرمایا کہ مہاجر اور انصار کے نام پر لڑائی کرنا وہ جاہلانہ عصبیت ہے جس سے اسلام نے نجات دی ہے، آپ نے فرمایا کہ یہ عصبیت کے بدبودار نعرے ہیں جو مسلمانوں کو چھوڑنے ہوں گے۔ ہاں مظلوم جو کوئی بھی ہو، اس کی مدد کرنی چاہئے، اور ظالم جو کوئی ہو اسے ظلم سے باز رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد جھگڑا افرو ہو گیا اور جن حضرات میں ہاتھا پائی ہوئی تھی، ان کے درمیان معافی تلافی ہو گئی۔ یہ جھگڑا تو ختم ہو گیا، لیکن مسلمانوں کے لشکر میں کچھ منافق لوگ بھی تھے جو مالِ غنیمت میں حصہ دار بننے کے لئے شامل ہو گئے تھے، ان کے سردار عبداللہ بن اُبی کو جب اس جھگڑے کا علم ہوا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم نے مہاجروں کو اپنے شہر میں پناہ دے کر اپنے سر پر چڑھا لیا ہے، یہاں تک کہ اب وہ مدینے کے اصل باشندوں پر ہاتھ اٹھانے لگے ہیں، یہ صورت حال قابل برداشت نہیں ہے۔ پھر اس نے یہ بھی کہا کہ جب ہم مدینہ واپس پہنچیں گے تو جو عزت والا ہے، وہ ذلت والے کو نکال باہر کرے گا۔ اس کا واضح اشارہ اس طرف تھا کہ مدینے کے اصل باشندے مہاجروں کو نکال باہر کریں گے۔ اس موقع پر ایک مخلص انصاری صحابی حضرت زید بن ارقمؓ بھی موجود تھے، انہوں نے اس بات کو بہت برا سمجھا، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ عبداللہ بن اُبی نے ایسا کہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن اُبی سے پوچھا تو وہ صاف مکر گیا کہ میں نے یہ بات نہیں کہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درگزر فرمایا کہ شاید حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غلط فہمی ہوئی ہو۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ رنج تھا کہ عبداللہ بن اُبی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کو جھوٹا بنایا۔ اس کے بعد آپ اپنے صحابہ کے ساتھ وہاں سے روانہ ہو گئے۔ ابھی مدینہ منورہ نہیں پہنچے تھے کہ یہ سورت نازل ہو گئی جس نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصدیق کی اور منافقین کی حقیقت واضح فرمائی۔

تعارف سورۃ التغابن

اگرچہ بعض مفسرین نے اس سورت کی کچھ آیتوں کو مکی اور کچھ کو مدنی کہا ہے، لیکن اکثر مفسرین نے پوری سورت کو مدنی قرار دیا

ہے۔البتہ اس کے مضامین مکی سورتوں کی طرح اسلام کے بنیادی عقائد کی دعوت پر مشتمل ہیں۔اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے حوالے سے توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان کی دعوت دی گئی ہے، اور پچھلی امتوں کی تباہی کے اسباب بتاتے ہوئے توجہ دلائی گئی ہے کہ ہر انسان کو اللہ تعالیٰ کے رسول برحق اور ان پر نازل ہونے والی کتاب پر ایمان لا کر آخرت کی تیاری کرنی چاہئے، اور اگر انسان کے بیوی بچے اس راستے میں رکاوٹ بنیں تو سمجھنا چاہئے کہ وہ انسان کی خیر خواہی نہیں، دشمنی کر رہے ہیں۔سورت کا نام آیت نمبر ۹ سے ماخوذ ہے۔

تعارف سورۃ الطلاق

پچھلی دو سورتوں میں مسلمانوں کو یہ تنبیہ فرمائی گئی تھی کہ وہ اپنے بیوی بچوں کی محبت میں گرفتار ہو کر اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہوں۔اب اس سورت اور اگلی سورت میں میاں بیوی کے تعلقات سے متعلق کچھ ضروری احکام بیان فرمائے گئے ہیں۔ازدواجی تعلقات کے مسائل میں طلاق ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں عملاً بہت افراط وتفریط پائی جاتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس کے بارے میں متوازن طرز عمل اختیار کرنے کے لئے طلاق کے کچھ احکام سورۂ بقرہ (۲:۲۲۶ تا ۲۳۰) میں بیان فرمائے ہیں۔اب اس سورت میں طلاق کے وہ احکام بیان فرمائے گئے ہیں۔ جو وہاں بیان نہیں ہوئے تھے چنانچہ بتایا گیا ہے کہ اگر طلاق دینی ہو تو اس کے لئے صحیح وقت اور صحیح طریقہ کیا ہے، نیز جن عورتوں کو حیض نہ آتا ہو، ان کی عدت کتنی ہوگی، عدت کے دوران ان کے سابق شوہروں کو ان کا خرچ کس معیار پر اور کب تک اٹھانا ہوگا۔اگر اولاد ہو چکی ہو تو اس کو دودھ پلانے کی ذمہ داری کس پر ہوگی۔اس قسم کے احکام بیان فرماتے ہوئے بار بار اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ ہر مرد اور عورت کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اپنے فرائض ادا کرنے چاہئیں، کیونکہ میاں بیوی کا تعلق ایسا ہے کہ ان کی ہر شکایت کا علاج عدالتوں سے نہیں مل سکتا۔ایک متوازن خاندانی نظام اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک ہر فریق اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا احساس کرتے ہوئے اپنے فرائض انجام نہ دے۔اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں انہی کو دنیا اور آخرت میں کامیابی نصیب ہوتی ہے۔

تعارف سورۃ التحریم

جیسا کہ پچھلی سورت کے تعارف میں عرض کیا گیا، اس سورت کا بنیادی موضوع بھی یہ ہے کہ میاں بیوی کو آپس میں اور اپنی اولاد کے ساتھ کس طرح معتدل اور متوازن رویہ اختیار کرنا چاہئے۔ایک طرف ان سے معقول حدود میں محبت بھی دین کا تقاضا ہے، اور دوسری طرف ان کی یہ نگرانی بھی ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام سے انحراف نہ کریں۔اسی سلسلے میں ایک واقعہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش آیا تھا کہ اپنی کچھ ازواج مطہرات کی خوشنودی کی خاطر آپ نے یہ قسم کھالی تھی کہ میں آئندہ شہد نہیں پیوں گا۔اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ فرمایا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کی ہے اسے آپ اپنے اوپر حرام کیوں کرتے ہیں؟ اسی لئے سورت کا نام تحریم ہے جس کے معنی ہیں: ''حرام کرنا۔'' (توضیح القرآن)

سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ مجادلہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں بائیس آیتیں اور تین رکوع ہیں!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا

اللہ نے سُن لی اس عورت کی بات جو تجھ سے جھگڑتی تھی اپنے خاوند کے بارے میں

وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

اور فریاد کرتی تھی اللہ کے آگے۔ اور اللہ سُن رہا تھا تم دونوں کی گفتگو کو۔ بیشک اللہ

سَمِيْعٌ ۢ بَصِيْرٌ ۞ اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ

سننے والا دیکھنے والا ہے! ول جو لوگ ظہار کر بیٹھیں تم میں سے اپنی

نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا

بیبیوں کے ساتھ وہ ان کی مائیں ہو نہیں جاتیں ان کی مائیں تو وہی ہیں

اڿ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ

جنہوں نے ان کو جنا ہے۔ اور بیشک وہ بولتے ہیں ایک نا معقول بات اور

وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۞ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ

جھوٹ۔ اور بیشک اللہ البتہ معاف کرنے والا ہے اور جو لوگ ظہار کر بیٹھیں اپنی

مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ

بیبیوں سے پھر لوٹ کر وہی کام کرنا چاہیں جس کو کہہ چکے ہیں تو ایک بردہ

ول اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت خولہؓ ایک خاتون تھیں جو حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھیں جو بوڑھے ہو چکے تھے، اور ایک مرتبہ انہوں نے اپنی اہلیہ کو یہ کہہ دیا کہ "تم میرے لئے میری ماں کی پشت کی طرح ہو" (یعنی میں نے تم کو اپنے اوپر ماں کی پشت کی طرح حرام کرلیا ہے) جب کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ جملہ کہہ دے تو اسی کو "ظہار" کہتے ہیں۔ اسلام سے پہلے ظہار کے نتیجے میں میاں بیوی ہمیشہ کیلئے جدا ہو جایا کرتے تھے۔ اور پھر ان کے ملاپ کا کوئی راستہ نہیں رہتا تھا۔ اگرچہ حضرت اوس بن صامتؓ یہ جملہ جذبات میں آکر کہہ تو گئے تھے، لیکن بعد میں شرمندہ ہوئے تو یہ خاتون پریشان ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور آپ سے پوچھا کہ اس صورت حال کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں ابھی میرے پاس کوئی حکم نہیں آیا۔ اور یہ شبہ ظاہر فرمایا کہ شاید تم اپنے شوہر کیلئے حرام ہو چکی ہو۔ اس پر خاتون نے بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا کہ "میرے شوہر نے مجھے طلاق کا کوئی لفظ تو نہیں کہا" ان کے اسی بار بار کہنے کو آیت میں بحث کرنے سے تعبیر فرمایا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے فریاد شروع کردی کہ "یا اللہ میں آپ سے فریاد کرتی ہوں کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں جو ضائع ہو جائیں گے۔ پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر بار بار کہتی ہی رہیں کہ "یا اللہ! میں آپ سے فریاد کرتی ہوں" ابھی وہ یہ فریاد کر ہی رہی تھی کہ یہ آیات نازل ہو گئیں جن میں اظہار کا حکم اور اس سے رجوع کرنیکا طریقہ بتلایا گیا۔ (توضیح القرآن)

خاصیت: آیت ا پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ

آزاد کرنا چاہئے اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائے۔ اس کی تم کو نصیحت کی

بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ③ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ

جاتی ہے اور اللہ اس سے جو کچھ تم کرتے ہو خبردار ہے۔ پھر جس کو (بردہ) میسر نہ ہو تو

فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ

روزے رکھنے (چاہئیں) لگاتار دو مہینے کے اس سے پہلے کہ ایک

يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ؕ

دوسرے کو ہاتھ لگائے۔ پھر جو شخص (یہ بھی) نہ کر سکے تو کھانا کھلانا (چاہیے) ساٹھ مسکینوں کو۔

ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ

یہ حکم اس لئے ہے تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر۔ اور یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں

اللّٰهِ ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ④ اِنَّ الَّذِيْنَ

اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ول جو لوگ مخالفت کرتے ہیں

يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ

اللہ اور اس کے رسول کی وہ خوار رہوئے جیسے خوار ہوئے ان کے اگلے اور ہم

مِنْ قَبْلِهِمْ وَ قَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ

نے اتاریں صاف آیتیں اور کافروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے

عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ⑤ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ

جس دن اللہ جلا اٹھائے گا ان سب کو پھر ان کو جتائے گا جو کچھ انہوں نے کیا تھا

ول مسئلہ اگر بدون صحبت کے ارادہ کے بھی کفارہ ادا کر دے تو کفارہ ادا ہو جائے گا اور صحبت حلال ہے البتہ بدون ارادہ صحبت وغیرہ کے واجب نہیں ہوتا پس قرآن میں ثم تعودون لما قالوا کا مطلب یہ ہے کہ بدون کفارہ کے صحبت جائز نہیں یہ مطلب نہیں کہ بدون ارادہ صحبت کے کفارہ ادا بھی نہ ہوگا۔ مسئلہ اگر غلام آزاد کرنے یا روزے رکھنے کے درمیان میں صحبت کر لی تو کفارہ پھر سے ادا کرنا ہوگا اور آزاد کرنے کے بیچ میں صحبت کرنے کی یہ صورت ہے کہ پہلے آدھا آزاد کر دیا اور صحبت کر لی پھر باقی آدھا بعد میں آزاد کر دیا اور کھانا کھلانے کے بیچ میں صحبت کر لی تو صرف گناہ ہوگا کفارہ پھر سے ادا کرنا واجب نہ ہوگا۔

بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

اللہ نے اس کو گن رکھا ہے اور وہ لوگ اس کو بھول گئے ۔ اور ہر چیز اللہ کے

شَیْءٍ شَهِیْدٌ ؑ ﴿٦﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی

سامنے ہے تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَا یَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ کہیں تین آدمیوں کا ایسا مشورہ نہیں ہوتا

ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ

جہاں اللہ ان کا چوتھا نہ ہوا ورنہ پانچ کا جہاں وہ ان میں چھٹا نہ ہو اور نہ اس سے

سَادِسُهُمْ وَلَاۤ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ

کم اور نہ اس سے زیادہ جہاں اللہ ان کے ساتھ نہ ہو وہ

مَعَهُمْ اَیْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا

کہیں بھی ہوں پھر ان کو جتاوے قیامت کے دن جو کچھ انہوں

عَمِلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿٧﴾

نے کیا بیشک اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ

تو نے ان کی جانب نظر نہیں کی جن کو منع کر دیا گیا تھا کانا پھوسی کرنے سے پھر وہ لوگ وہی کرتے

لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَیَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

ہیں جس سے ان کو منع کر دیا گیا تھا اور کانا پھوسی کرتے ہیں گناہ کی اور تعدی ول

خلاصہ رکوع ١

ع ٦ جاہلانہ خیالات کی تردید ظہار اور اس کے کفارہ کو ذکر فرمایا گیا۔

ول سبب نزول

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھ کر منافق سرگوشیاں کرتے۔ مجلس والوں کا مذاق اڑاتے۔ ان پر عیب پکڑتے ایک دوسرے کے کان میں اس طرح بات کہتا اور آنکھوں سے اشارے کرتا جس سے مخلص مسلمانوں کو تکلیف ہوتی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر کہتے "یہ مشکل کام ہم سے کہاں ہو سکے گا" پہلے سورہ "نساء" میں اس طرح کی سرگوشیوں سے منع کیا جا چکا تھا۔ لیکن یہ موذی بے حیاء پھر بھی اپنی حرکتوں اور زیادتیوں سے باز نہ آئے۔ اس پر یہ آیتیں اتریں۔ (تفسیر عثمانی)

وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۫ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا

اور رسول کی نافرمانی کی اور جب تیرے پاس آتے ہیں تو تجھ کو ایسے کلمہ سے

لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا

دعا دیتے ہیں جس سے اللہ نے تجھ کو دعا نہیں دی اور کہتے ہیں اپنے دل میں

يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ

کیوں نہیں ہم کو عذاب دیتا اللہ اس کلمہ پر جو ہم کہتے ہیں کافی ہے ان کو جہنم۔ اس میں داخل ہوں

فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۸ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ

گے تو کیا بُری جگہ ہے ف۱ ایمان والو جب تم ایک دوسرے کے کان میں بات کرو (تو نہ بات کرو) گناہ

فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ

کی اور تعدی کی اور رسول کی نافرمانی کی اور کان میں بات کرو نیکو

وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ

کاری کی اور پرہیزگاری کی اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کی جانب تم

تُحْشَرُوْنَ ۝۹ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ

اکٹھے کئے جاؤ گے بس یہ کانا پھوسی تو شیطانی حرکت ہے تاکہ وہ غمگین بنائے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَاۗرِّهِمْ شَـيْـــًٔا اِلَّا بِاِذْنِ

ایمان والوں کو اور وہ ان کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتی

اللّٰهِ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰ يٰٓاَيُّهَا

اللہ کے حکم بغیر اور اللہ پر مسلمانوں کو بھروسہ رکھنا چاہئے

ف۱ گفتگو کا ادب:

حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ یہودیوں کی ایک جماعت نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی درخواست کی (اجازت ملنے کے بعد وہ آئے اور) کہا السام علیکم میں نے (یہ لفظ سن لیا اور) کہا بل علیکم السام ولعنة (تم پر ہلاکت اور لعنت ہو) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ اللہ رفیق ہے (یعنی رفیق الکلام ہے) اور ہر کام میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔ میں نے عرض کیا کیا آپ نے ان کی بات نہیں سنی انہوں نے فرمایا۔ میں نے بھی وعلیکم کہہ دیا تھا۔ دوسری روایت میں ہے میں نے بھی علیکم (بغیر واؤ کے) کہہ دیا تھا۔ بخاری کی روایت ہے کہ یہودی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے السام علیکم کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی (جواب میں) وعلیکم فرما دیا حضرت عائشہؓ (سے ضبط نہ ہوا اور آپ) نے کہا السام علیکم ولعنکم اللّٰہُ وَغَضِبَ علیکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ نرمی اختیار کرو درشت کلامی اور فحش سے پرہیز کرو حضرت عائشہ نے عرض کیا کیا آپ نے انکی بات نہیں سنی فرمایا میں نے جو کہا وہ تم نے نہیں سنا میں نے تو ان کی بات انہیں پر لوٹا دی میری بدعا ان کے حق میں قبول ہو گی اور انکی بدعا میرے حق میں قبول نہیں ہو گی۔

مسلم کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم فحش گو نہ بنو اللہ فحش گوئی کو پسند نہیں کرتا۔ حضرت ابن عمرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب یہودی تم کو سلام کرتے ہیں تو ان میں سے کچھ لوگ السام علیکم کہتے ہیں تم بھی وعلیکم کہدیا کرو متفق علیہ۔ حضرت انسؓ راوی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اہل کتاب تم کو سلام کریں تو تم وعلیکم کہہ دیا کرو۔ (متفق علیہ) (تفسیر مظہری)

الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجٰلِسِ

ایمان والو جب تم سے کہا جائے کہ کھل کر بیٹھو ۱ مجلسوں میں تو کھل کر بیٹھا کرو اللہ

فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَإِذَا قِيلَ انْشُزُوا فَانْشُزُوا

تمہاری ہر مشکل کھول دے گا اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہوو تو

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِينَ أُوتُوا

اٹھ کھڑے ہوا کرو اللہ ان کے درجے بلند کر دے گا جو تم میں ایمان لائے اور

الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١١﴾

جن کو علم عطا کیا گیا اور اللہ ان اعمال سے جو تم کر رہے ہو باخبر ہے

يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نٰجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا

ایمان والو جب تم پیغمبر کے کان میں کچھ بات کہنی چاہو تو

بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ

آگے رکھ دیا کرو کان میں بات کرنے سے پہلے کچھ خیرات تمہارے لئے

لَكُمْ وَأَطْهَرُ ۚ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ

بہتر اور پاکیزہ تر ہے۔ پھر اگر تم کو میسر نہ ہو تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

رَحِيمٌ ﴿١٢﴾ ءَأَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ

کیا تم ڈر گئے کہ آگے رکھا کرو کان میں بات کرنے سے پہلے

صَدَقٰتٍ ۚ فَإِذْ لَمْ تَفْعَلُوا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ

خیرات! تو جب تم نے نہ کیا اور اللہ نے تم سے درگزر فرمائی تو اب

ف۱ شان نزول: بغوی نے مقاتل ابن حبان کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدری مہاجرین و انصار کی عزت فرماتے تھے۔ ایک روز کچھ بدری حضرات خدمت گرامی میں حاضر ہوئے ان کے آنے سے پہلے اور لوگ مجلس میں بیٹھ چکے تھے مجبوراً یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے گرداگرد کھڑے ہو گئے اور حضور ﷺ کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا پھر انہوں نے حاضرین کو سلام کیا انہوں نے بھی جواب دیا یہ حضرات کھڑے انتظار کرتے رہے کہ مسلمان ان کو جگہ دیدیں لیکن کسی نے جگہ نہیں دی حضور ﷺ کو یہ بات ناگوار ہوئی اور اپنے پاس والے شخص کو حکم دیا اے فلاں کھڑا ہو جا اسی طرح دوسرے سے فرمایا تو بھی (اٹھ جا) غرض جتنے بدری صحابی کھڑے تھے ان کی تعداد کے بقدر حضور ﷺ نے دوسرے حاضرین کو اٹھایا اور بدریوں کو ان کی جگہ پر بیٹھ جانے کا حکم دیدیا اٹھنے والوں کو یہ حکم شاق گذرا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کے چہروں پر ناگواری کے آثار محسوس کر لئے اس پر آیات کا نزول ہوا۔ (تفسیر مظہری)

مجلس کا ادب:

مجلس کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دو شخصوں کے درمیان بغیر ان کی اجازت کے داخل نہ ہو کہ بعض اوقات دونوں کے یک جا بیٹھنے میں اُن کی کوئی خاص مصلحت ہوتی ہے حضرت اُسامہ بن زید ؓ کی روایت ابوداؤد و ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا "یعنی کسی شخص کے لئے حلال نہیں کہ دو شخص جو مل بیٹھے ہیں ان کے درمیان تفریق پیدا کرے جب تک کہ ان سے ہی اجازت نہ ملے (ابن کثیر) (معارف مفتی اعظم)

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ

قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور اطاعت کرو اللہ اور اس کے

وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۳ اَلَمْ

رسول کی اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو کیا تو نے ان کو دیکھا نہیں جنھوں نے

تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ

ایسے لوگوں سے دوستی کر لی جن پر اللہ کا غضب ہے؟

مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ

اور نہ یہ تم ہی میں ہیں اور نہ ان ہی میں اور قسمیں کھاتے ہیں جھوٹی بات پر

وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۱۴ ج اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ

حالانکہ جانتے ہیں۔ وف اللہ نے تیار کیا ہے ان کے لئے سخت عذاب

اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۵ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ

بیشک برے کام ہیں جو وہ کرتے ہیں۔ انہوں نے ڈھال بنا رکھا ہے اپنی قسموں کو پس (لوگوں کو)

جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ

روکتے ہیں اللہ کے راستہ سے تو ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

مُّهِيْنٌ ۝۱۶ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ

ہرگز نہ دفع کر سکیں گے ان پر سے ان کے مال اور نہ ان کی

اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ؕ هُمْ

اولاد اللہ کے عذاب کو کچھ! یہ لوگ دوزخی ہیں یہ وہیں

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ / ۷ / ۲

اللہ کا علم محیط کو ذکر فرمایا گیا مجلس کے آداب اور یہودیوں کی ایک شرارت کو ذکر کیا گیا۔ منافقین کا عجز ذکر کیا گیا۔

وف شان نزول:

امام احمدؒ بزار، ابن جریرؒ طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی حجرہ میں تشریف فرما تھے یا کسی حجرہ کے سایہ میں فروکش تھے اور سایہ سکڑ رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک جبار آدمی تمہارے پاس (ابھی) آئے گا۔ دوسری روایت میں آیا ہے اس کا دل جبار کے دل کی طرح ہوگا۔ یعنی وہ شیطان ہوگا۔ جب وہ آئے تو تم لوگ اس سے کلام نہ کرنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ سامنے سے ایک شخص نمودار ہوا جو نیلی آنکھوں والا اور کانا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آتا دیکھا تو بلایا اور فرمایا تم اور تمہارے ساتھی مجھے گالیاں کیوں دیتے ہیں۔ اس شخص نے جواب دیا مجھے ذرا دیر کی اجازت دیجئے میں جا کر ابھی آپ کے پاس آتا ہوں چنانچہ وہ شخص چلا گیا اور ساتھیوں کو بلا لایا اور سب نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسمیں کھائیں کہ ہم نے نہ باتیں کہی ہیں نہ کی ہیں۔ اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿١٧﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ

ہمیشہ رہیں گے جس دن اللہ اٹھا کھڑا کرے گا ان سب کو تو یہ قسمیں کھائیں گے اس کے

لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى

آگے بھی جیسے قسمیں کھاتے تھے تمہارے آگے اور خیال یہ کرتے ہیں کہ وہ کسی بھلے کام

شَيْءٍ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿١٨﴾ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ

پر ہیں۔ خبردار ہو جاؤ یہی اصل جھوٹے ہیں ان پر قابو کر لیا ہے۔

الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ

شیطان نے پس ان کو بھلا دی اللہ کی یاد!

الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿١٩﴾

یہ شیطانی لشکر ہے خبردار ہو جاؤ بیشک شیطانی گروہ وہی گھاٹا پانے والے ہیں ف۱

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ فِى الْاَذَلِّيْنَ ﴿٢٠﴾

بیشک جو لوگ خلاف کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کا وہی سب سے زیادہ ذلیل لوگوں میں ہیں

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ

اللہ لکھ چکا ہے کہ ضرور غالب رہوں گا میں اور میرے رسول! ف۲ بیشک اللہ زور آور زبردست

عَزِيْزٌ ﴿٢١﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

ہے تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور روز آخرت پر کہ وہ ایسوں

يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ

سے دوستی کریں جو مخالف ہوئے اللہ اور اس کے رسول کے گو وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے یا ان کے

ف۱ قبر میں دو گھروں کا نظارہ

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کردہ ایک طویل حدیث میں آیا ہے کہ کافر کے لئے قبر کے اندر جنت کی طرف ایک شگاف کسی قدر کھول دیا جاتا ہے جس سے وہ جنت کے اندر کی چیزیں اور تروتازگی دیکھ لیتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ وہ چیزیں ہیں جن کا رخ اللہ نے تیری طرف سے پھیر دیا ہے' پھر دوزخ کی طرف ایک شگاف کھول دیا جاتا ہے جس سے کافر دوزخ کی طرف دیکھتا ہے تو دکھائی دیتا ہے کہ (آگ کے شعلے آپس میں ایسے لپٹ رہے ہیں کہ) ایک دوسرے کو کھائے جا رہے ہیں' کافر سے کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانہ ہے۔ رواہ ابن ماجہ۔

یہ بھی حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کے دو گھر ہیں ایک جنت میں دوسرا دوزخ میں جو شخص مر کر دوزخ میں چلا جاتا ہے اس کے جنت والے گھر کے وارث اہل جنت ہو جاتے ہیں' اللہ نے انہیں کے متعلق فرمایا ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ جو کہ عزت کی حقیقت ہے اور جب رسول عزت والے ہیں تو ان کا اتباع کرنے والے بھی صاحب عزت ہیں اور مقصود اس جگہ رسولوں کا غلبہ بیان کرنا ہے اپنا ذکر حق تعالیٰ نے انبیاء کو مشرف کرنے کے لئے فرمادیا

أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ

بھائی ہوں یا ان کے کنبے کے! یہی ہیں جن کے دلوں میں اللہ

كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ ۖ

نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کی تائید کی اپنے فیضان غیبی سے اور!

وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

ان کو داخل فرمائے گا ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں ہمیشہ وہیں

فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ

رہیں گے اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یہ خدائی لشکر ہے

اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٢٢﴾ ع

خبردار ہو جاؤ اللہ کا لشکر وہی فلاح پانے والے ہیں ف١

سُورَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ أَرْبَعٌ وَعِشْرُونَ آيَةً وَثَلَاثُ رُكُوعَاتٍ

سورہ حشر مدینہ میں نازل ہوئی اوراس میں چوبیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جوسب پرمہربان ہے، بہت مہربان ہے

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ

اللہ کی تسبیح میں لگا ہوا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہی زبردست

الْحَكِيمُ ﴿١﴾ هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ

حکمت والا ہے۔ وہی ہے جس نے نکال باہر کیا ان لوگوں کو جو کافر ہوئے

تعبیر سورہ المجادلۃ

جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ اس سورہ کی تلاوت کررہا ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اہل باطل سے جھگڑنے والا اور ان کو دبانے والا ہوگا۔ (ابن سیرینؒ)

ف١ مسلمانوں کی دلی دوستی کسی کافر سے نہیں ہوسکتی

مسئلہ: بہت سے حضرات فقہاء نے یہی حکم فساق وفجار اور دین سے عملاً منحرف مسلمانوں کا قرار دیا ہے کہ ان کے ساتھ دلی دوستی کسی مسلمان کی نہیں ہوسکتی۔ کام کاج کی ضرورتوں میں اشتراک یا مصاحبت بقدر ضرورت الگ چیز ہے دل میں دوستی کسی فاسق وفاجر کی اسی وقت ہوگی جب کہ فسق وفجور کے جراثیم خود اس کے اندر موجود ہوں گے۔ اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی دعاؤں میں فرمایا کرتے تھے۔ "اللھم لاتجعل لفاجر علی یدا" یعنی یا اللہ مجھ پر کسی فاجر آدمی کا احسان نہ آنے دے کیونکہ شریف النفس انسان اپنے محسن کی محبت میں طبعاً مجبور ہوتا ہے۔ اس لئے فساق وفجار کے احسان قبول کرنا جو ذریعہ ان کی محبت کا بنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بھی پناہ مانگی ہے۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ٣

٣ ع ٣
منافقت کا انجام شیطانی گروہ اور حق کا غلبہ ذکر فرمایا گیا۔
صحابہؓ کی فضیلت کو ذکر فرمایا گیا۔

خاصیت: آیت ا پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا

اہل کتاب میں ان کے گھروں سے پہلے ہی بار لشکر جمع کرنے میں!

ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ

تمہارا گمان یہ نہ تھا کہ وہ نکلیں گے اور وہ یہ گمان کرتے تھے کہ ان کو بچا لیں گے

حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ

ان کے قلعے اللہ کے ہاتھ سے تو ان پر اللہ (کا عذاب) ایسی جگہ سے آ پہنچا جہاں سے

يَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ

ان کا گمان بھی نہ تھا اور اللہ نے دھاک ڈال دی ان کے دلوں میں

بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ

کہ اجاڑنے لگے اپنے گھر اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ② وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ

تو عبرت پکڑو اے آنکھوں والو! اور اگر یہ نہ ہوتا کہ اللہ نے لکھ دیا

عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ؕ وَلَهُمْ فِي

ان پر جلا وطن ہونا تو ان کو عذاب دیتا دنیا میں اور ان کے لئے

الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ③ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ

آخرت میں آگ کا عذاب ہے ف۱ یہ اس لئے کہ انہوں نے مخالفت کی اللہ

وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

اور اس کے رسول کی۔ اور جو کوئی مخالفت کرتا ہے اللہ کی تو بیشک اللہ کا عذاب

وقف النبی ﷺ

ف۱ یہودیوں کو عذاب درعذاب

یعنی انکی قسمت میں جلاوطنی کی سزا لکھی تھی یہ بات نہ ہوتی تو کوئی دوسری سزا دنیا میں دی جاتی مثلاً بنی قریظہ کی طرح مارے جاتے غرض سزا سے بچ نہیں سکتے یہ خدا کی حکمت ہے کہ قتل کے بجائے محض جلاوطنی پر اکتفا کیا گیا۔ لیکن یہ تخفیف صرف دنیوی سزا میں ہے۔ آخرت کی ابدی سزا کسی طرح ان کافروں سے ٹل نہیں سکتی حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "جب یہ قوم ملک شام سے بھاگ کر یہاں آئی تھی تو ان کے بڑوں نے کہا تھا کہ ایک دن تم کو یہاں سے ویران ہو کر پھر شام میں جانا پڑیگا۔ چنانچہ اس وقت اجڑ کر (بعض شام میں چلے گئے اور بعض) خیبر میں رہے پھر حضرت عمرؓ کے زمانہ میں وہاں سے اجڑ کر شام میں گئے"۔ (تفسیر عثمانی)

ابن اسحاق نے یزید بن رومان کی روایت سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بنی نضیر کے میدان میں جا کر اترے تو بنی نضیر اپنے قلعوں کے اندر گھس گئے اور قلعہ بند ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے نخلستانوں کو کاٹنے اور جلا ڈالنے کا حکم دیدیا۔ محمد یوسف صالحی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابولیلی مازنی اور عبداللہ بن سلام کو کھجور کے درختوں کو کاٹ ڈالنے کی خدمت پر مامور کیا ابویعلی عجوہ کو کاٹنے لگے اور عبداللہ بن سلام نے لون کو کاٹنا شروع کیا۔ (تفسیر مظہری)

الْعِقَابِ ﴿٤﴾ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا

سخت ہے ‌ف۱ جو تم نے کاٹ ڈالا کوئی کھجور کا درخت یا اس کو

قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٥﴾

کھڑا رہنے دیا اس کی جڑوں پر سو اللہ ہی کے حکم سے تھا ‌ف۲ اور تاکہ رسوا کرے بدکاروں کو۔

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ

اور جو (مال) اللہ نے دلا دیا اپنے رسول کو ان (بنی نضیر) سے تو تم نے دوڑائے نہ تھے اس پر

مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ

گھوڑے اور نہ اونٹ ولیکن اللہ قابض کر دیتا ہے اپنے رسولوں کو

عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٦﴾ مَآ اَفَآءَ

جس پر چاہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے جو کچھ (مال)

اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ

اللہ دلاوے اپنے رسول کو بستیوں کے لوگوں سے (وہ) اللہ کے لئے ہے اور رسول کے اور (رسول کے)

وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ

قرابت داروں کے اور یتیم بچوں اور محتاجوں اور مسافروں کے لئے

السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ

ہے تاکہ نہ آئے لینے دینے میں تم سے مال دار لوگوں کے درمیان

مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ

اور جو کچھ تم کو پیغمبر دے سو لے لو اور جس چیز سے تم کو منع کرے

ف۱ یہ مخالفت دو طرح سے ہوئی ایک عہد توڑنے سے جسکی سزا جلاوطنی ہوئی دوسرے ایمان نہ لانے سے جس سے جہنم کا عذاب ہوگا آگے یہود کے ایک طعن کا جواب ہے جب مسلمانوں نے انکے درخت کاٹ دیئے اور جلا دیئے تو انہوں نے کہا کہ یہ فساد ہے اور فساد بری چیز ہے اور بعض مسلمانوں نے بھی باوجود اجازت کے یہ سمجھ کر کے کہ درختوں کا چھوڑ دینا بھی جائز ہے اور آخر میں یہ مسلمانوں ہی کے کام آئیں گے تو اکا رہنا ہی بہتر ہے نہیں کاٹے اور بعض نے یہ سمجھ کر کہ یہود کا دل دکھے گا کاٹ دیئے جواب کیساتھ ان دونوں فعلوں کا درست ہونا بتلاتے ہیں۔

ف۲ سبب نزول

جب وہ لوگ قلعہ بند ہوگئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ ان کے درخت کاٹے جائیں اور باغ اجاڑے جائیں تاکہ اسکے درو سے باہر نکل کر لڑنے پر مجبور ہوں اور کھلی ہوئی جنگ کے وقت درختوں کی رکاوٹ باقی نہ رہے۔ اس پر کچھ درخت کاٹے گئے اور کچھ چھوڑ دیئے گئے کہ فتح کے بعد مسلمانوں کے کام آئیں گے۔ کافروں نے طعن کرنا شروع کیا کہ خود تو فساد سے منع کرتے ہیں کیا درختوں کا کاٹنا اور جلانا فساد نہیں؟ اس پر یہ آیت اتری یعنی یہ سب کچھ اللہ جل شانہ کے حکم سے ہے۔ حکم الٰہی کی تعمیل کو فساد نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ گہری حکمتوں اور مصلحتوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ چنانچہ اس حکم کے بعض مصالح اوپر بیان ہو چکیں۔ (تفسیر عثمانی)

عجوہ کھجور:

(عجوہ کھجوروں کی ایک اعلیٰ نوع ہوتی تھی اور لون معمولی قسم تھی) دونوں سے اس تعیین کی وجہ دریافت کی گئی (جب کہ حکم میں کوئی تعیین نہیں تھی نہ استثناء تھا) ابولیلی نے کہا عجوہ کو میں اس لئے جلا رہا ہوں کہ یہودیوں کے لئے عجوہ کام نہ آئیں عبداللہ بن سلام نے فرمایا میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ (ان کافروں کا مال) غنیمت مسلمانوں کو عطا فرمائے گا اور عجوہ کے درخت بہت قیمتی

عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

سو باز رہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ کی مار بہت سخت ہے (مال فئے)

الْعِقَابِ ۝٧ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا

ان محتاج مہاجرین کے لئے ہے جو نکالے ہوئے آئے ہیں

مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ

اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے طلب کرتے ہیں اللہ کا فضل اور

اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ

رضا مندی اور مدد کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی!

هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝٨ ۚ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ

یہی لوگ سچے ہیں! اور نیز (یہ مال فئے) ان کے لئے ہے جو جگہ پکڑ رہے ہیں اس گھر (یعنی مدینہ) میں اور ایمان

مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ

میں مہاجرین کے پہلے سے اس سے محبت رکھتے ہیں جو ہجرت کرتا ہے ان کی طرف اور نہیں پاتے اپنی طبیعتوں

فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ

میں کوئی غرض اس شئے کی طرف سے جو مہاجرین کو دے دی جاوے

عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وقف وَمَنْ

اور ان کو مقدم رکھتے ہیں اپنی جان سے گو اپنے اوپر تنگی ہی ہو ول اور جو شخص محفوظ رکھا

يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝٩ ۚ وَالَّذِيْنَ

جائے اپنے حرص نفسانی سے تو وہی لوگ مراد پانے والے ہیں اور نیز ان کے لئے ہے

ہوتے ہیں اور ان پر مسلمانوں کا قبضہ ہو جائے گا اس لئے میں ان کو نہیں کاٹتا) جب عجوہ کے درخت کاٹے گئے تو عورتیں اپنے گریبان پھاڑ نے منہ پیٹنے اور واویلا کرنے لگیں اور سلام بن مشکم نے حیی سے کہا عجوہ کے درخت کٹ رہے ہیں آئندہ تیس برس تک عجوہ کا ایک خوشہ ایک گھوڑے کے عوض کھانے کو نہیں ملے گا۔ (تفسیر مظہری)

ول سبب نزول:

اور قشیری نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ صحابۂ کرام میں سے ایک بزرگ کو کسی شخص نے ایک بکری کا سر بطور ہدیہ پیش کیا' اس بزرگ نے خیال کیا کہ ہمارا فلاں بھائی اور اس کے اہل وعیال ہم سے زیادہ ضرورتمند ہیں' یہ سر ان کے پاس بھیج دیا' اس دوسرے بزرگ کے پاس پہنچا تو اسی طرح انہوں نے تیسرے کے پاس اور تیسرے نے چوتھے کے پاس بھیج دیا۔ یہاں تک کہ سات گھروں میں پھرنے کے بعد پھر پہلے بزرگ کے پاس واپس آ گیا۔ اس واقعہ پر آیات مذکورہ نازل ہوئیں۔ یہی واقعہ ثعلبیؒ نے حضرت انسؓ سے بھی روایت کیا ہے۔

جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ

جو لوگ آئے ان کے بعد کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار بخش دے ہم کو اور

لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ

ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور پیدا نہ کر

فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ

ہمارے دلوں میں کینہ ایمان والوں کی بابت ف۱ اے ہمارے پروردگار تو ہی شفیق

رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ

مہربان ہے۔ کیا تو نے ان کو دیکھا نہیں جو منافق ہیں کہتے ہیں

لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ

اپنے ان بھائیوں سے جو کافر ہیں اہل کتاب میں سے کہ اگر تم جلا وطن

اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا

کئے جاؤ گے تو ضرور ہم بھی نکل کھڑے ہوں گے تمہارے ساتھ اور ہم تمہارے بارے میں کسی کا بھی کہا

اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ

نہ مانیں گے کبھی اور اگر تم سے لڑائی ہوگی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہی دیتا ہے

اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۱﴾ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ

کہ وہ لوگ بالکل جھوٹے ہیں اگر وہ جلاوطن کئے جائیں گے ف۲ تو یہ ان کیساتھ نہ نکلیں گے اور اگر

مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ

ان سے لڑائی ہو گی تو ان کی مدد نہ کریں گے اور اگر ان کی مدد کریں گے

ف۱ یہ دعا اپنے زمانہ والوں کو بھی عام ہے حاصل یہ ہوا کہ پہلے بزرگوں کی فضیلت کے معتقد رہیں اور اپنے معاصرین سے بھی محبت رکھیں۔

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱ ۱۰

بنی نضیر کی عہد شکنی اور جلاوطنی کو ذکر کیا گیا۔ یہودیوں کے عذاب درعذاب کی وعید۔ مال غنیمت اور مال فئی کو ذکر کیا گیا۔ اطاعت رسول کا حکم دیا گیا۔ فقراء مہاجرین کا حق اور انصار کے فضائل بیان فرمائے گئے۔ اسلاف کے حق میں دعا تعلیم فرمائی گئی۔

ف۲ سبب نزول

ابن ابی حاتم نے سدی کا قول نقل کیا ہے کہ بنی قریظہ میں سے کچھ لوگ (بظاہر) مسلمان ہو گئے ان میں سے کچھ لوگ منافق تھے انہیں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اس روایت کے بموجب بھائیوں سے نسبی بھائی مراد ہوں گے یہ منافق بنی نضیر سے کہتے تھے کہ مدینہ میں اپنے گھروں کا تخلیہ نہ کرنا اگر تم کو تمہارے گھروں سے (یعنی مدینہ سے) نکالا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہوں گے۔ (تفسیر مظہری)

لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿١٢﴾ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً

تو بھاگیں گے پیٹھ دے کر پھر کہیں ان کی مدد نہ کی جائے گی ف۱ البتہ تمہارا ڈر زیادہ ہیا

فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا

ان کے دلوں میں اللہ کی بہ نسبت یہ اس لئے کہ وہ لوگ سمجھ

يَفْقَهُوْنَ ﴿١٣﴾ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ

نہیں رکھتے یہ تم سے لڑ نہیں سکتے سب مل کر مگر ہاں حصار کی ہوئی بستیوں

اَوْ مِنْ وَّرَاۗءِ جُدُرٍ ۭ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ۭ

میں یا دیواروں کی آڑ میں! ف۲ ان کی لڑائی آپس میں سخت ہے

تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

تو ان کو گمان کرتا ہے کہ وہ اکٹھے ہیں حالانکہ ان کے دل متفرق ہیں یہ اس سبب سے کہ

قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٤﴾ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

وہ لوگ عقل نہیں رکھتے (ان کی مثال) ان لوگوں کی سی ہے جو ان سے پہلے

قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ

ہو گزرے ہیں ابھی انہوں نے چکھا اپنے کئے کا وبال اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ف۳

اَلِيْمٌ ﴿١٥﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ

(ان کی مثال) شیطان کی سی ہے جب اس نے آدمی سے کہا کہ

اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكَ اِنِّىْٓ اَخَافُ

تو کافر ہو جا! پھر جب وہ کافر ہو گیا لگا کہنے کہ مجھ کو تجھ سے کچھ سروکار نہیں میں تو اللہ سے

ف۱ مطلب یہ کہ منافقین کی جو غرض ہے کہ اپنے ان بھائیوں پر کوئی آفت نہ آنے دیں اس میں ہر طرح ناکامی رہے گی چنانچہ ایسے ہی ہوا اور حق تعالیٰ کے یہ فرما دینے کے بعد کہ وہ مدد نہ کریں گے مدد کرنے کا احتمال نہیں ہو سکتا مگر فرض محال کے طور پر اس صورت کا بھی ذکر فرما دیا تاکہ فرضی اور واقعی تمام صورتوں پر مقصود ثابت ہو جائے کہ منافقین کسی طرح ان کے کام نہیں آ سکتے اگر اس سورت کا نزول واقعہ سے پہلے ہوا ہے تب تو ان آیتوں پر کوئی اشکال ہی نہیں اور اگر واقعہ کے بعد نزول ہوا ہے تو اس طرح کلام فرمایا کہ اگر وہ نکالے جائیں گے تو منافقین ساتھ میں نہ نکلیں گے الخ گذشتہ صورت کو ذہن میں حاضر کرنے کیلئے ہے تاکہ ان کا وعدہ خلافی کرنا اور یہود کا بے یار و مددگار ہو جانا خوب پیش نظر ہو جائے۔

ف۲ حفاظت سے مراد عام ہے خندق وغیرہ سے ہو یا قلعہ وغیرہ سے مطلب یہ کہ اگر کبھی یہود یا منافقین الگ الگ یا اکٹھے ہو کر تمہارے مقابلہ میں آئے بھی تو قلعہ یا شہر پناہ کی آڑ میں رہ کر مقابلہ کریں گے چنانچہ بنو قریظہ اور خیبر کے یہودیوں نے اسی طرح مقابلہ کیا اور منافقین کا کبھی اتنا حوصلہ ہی نہ ہوا پس اس میں مسلمانوں کو جوش دلانا بھی ہے کہ ان سے کچھ اندیشہ نہ رکھیں آگے یہ بتلاتے ہیں کہ ان کی آپس کی خانہ جنگیوں کے واقعات دیکھ کر یہ اندیشہ نہ کیا جائے کہ شاید اسی طرح اہل اسلام کے مقابلہ میں یہ لوگ کارنمایاں کر سکیں۔

ف۳ مراد ان لوگوں سے یہود بنی قینقاع ہیں جن کا قصہ یہ ہوا کہ واقعہ بدر کے بعد ۲ ھجری میں انہوں نے عہد توڑ کر آپ سے مقابلہ کیا پھر مغلوب ہوئے اور قلعہ سے آپ کے فیصلہ پر باہر نکلے اور سب کی مشکیں باندھی گئیں پھر عبداللہ بن ابی کے الحاح سے اس شرط پر ان کی جان بخشی کی گئی کہ مدینہ سے چلے جائیں چنانچہ وہ شام کی طرف نکل گئے اور ان کے اموال میں غنیمت کی طرح عمل ہوا۔

اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِى

ڈرتا ہوں جو دنیا جہان کا پروردگار ہے۔ ؎۱ پھر انجام ان دونوں کا یہی ہے کہ

النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٧﴾ ع

دونوں آگ میں جائیں گے سدا وہیں رہیں گے۔ اور یہی ہے سزا ستم گاروں کی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ

مسلمانو! ڈرتے رہو اللہ سے اور چاہئے کہ دیکھ لے ہر شخص کہ اس نے کیا بھیجا ہے کل

مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا

(روز قیامت) کے لئے اور ڈرتے رہو اللہ سے۔ بیشک اللہ اس سے باخبر ہے جو

تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ

تم کرتے ہو اور ان جیسے نہ بنو جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔ تو اللہ نے ان کو ان کی جانوں سے

اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿١٩﴾ لَا يَسْتَوِىْٓ

بھلا دیا یہی لوگ فاسق ہیں برابر نہیں

اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ

دوزخی اور جنتی اہل جنت وہی مراد پانے والے

الْفَآئِزُوْنَ ﴿٢٠﴾ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ

ہیں اگر ہم یہ قرآن نازل فرماتے کسی پہاڑ پر تو ضرور تو

لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ

اس کو دیکھتا کہ دب جاتا پھٹ جاتا اللہ کے خوف سے۔ اور یہ

خلاصہ رکوع ۲

یہود کے نام منافقین کا پیغام اور دونوں کو عذاب سے ڈرایا گیا۔ منافقین کی مثال اور عذاب کی وعید سنائی گئی۔

ع ٢ ٧ ٥

؎۱ شیطان کا یہ وطیرہ ہے کہ وہ شروع میں تو انسان کو کفر اور گناہوں پر اکساتا ہے لیکن جب اس کے نتیجے میں اس کی بات ماننے والوں کو کسی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو وہ ان سے بے تعلقی اختیار کر لیتا ہے۔ اس کا ایک واقعہ غزوہ بدر کے سلسلے میں سورہ انفال میں گزر چکا ہے۔ اور آخرت میں تو وہ کافروں کی ذمہ داری لینے سے صاف مکر ہی جائے گا جس کی تفصیل سورہ ابراہیم میں بیان ہوئی ہے۔ اسی طرح یہ منافق لوگ شروع میں تو یہودیوں کو مسلمانوں کے خلاف اکساتے رہے لیکن جب وقت آیا تو مدد کرنے سے صاف مکر گئے۔ (توضیح القرآن)

الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢١﴾ هُوَ

مثالیں ہم بیان فرماتے ہیں لوگوں کے لئے تاکہ وہ فکر کریں وا وہی

اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ

اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جاننے والا ہے غائب اور حاضر کا۔

هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿٢٢﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ

وہ نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی

اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ

معبود نہیں۔ بادشاہ ہے پاک ذات ہے (ہر عیب سے) سلامت ہے

الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا

امن دینے والا ہے نگہبان ہے زبردست ہے خود مختار ہے تکبر والا ہے اللہ پاک ہے ان کے

یُشْرِكُوْنَ ﴿٢٣﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ

شریک ٹھہرانے سے وہ اللہ ہے پیدا کرنے والا موجد صورتیں بنانے والا اسی کے سب نام اچھے

الْحُسْنٰى ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ

ہیں اسی کی تسبیح کرتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور وہی ہے زبردست

الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿٢٤﴾ ع

حکمت والا

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِیَّةٌ وَّ هِیَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ اٰیَةً وَّ فِیْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ ممتحنہ مدینہ میں نازل ہوئی اس میں تیرہ آیتیں اور دو رکوع ہیں!

وا کھجور کے تنہ کا احساس:

مطلب یہ ہے کہ انسانوں کو بھی ڈرا اور عاجزی چاہئے متواتر حدیث میں ہے کہ منبر تیار ہونے سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجور کے تنے پر ٹیک لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ جب منبر بن گیا بچھ گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور وہ تنہ دور ہو گیا تو اس میں سے رونے کی آواز آنے لگی اور اس طرح سسکیاں لے کر وہ رونے لگا جیسے کوئی بچہ بلک بلک کر روتا ہو اور اسے چپ کرایا جا رہا ہو کیونکہ اسے اس ذکر وحی کے سننے سے کچھ دوری ہو گئی۔ اور امام حسن بصریؒ اس حدیث کو بیان کر کے فرماتے تھے کہ لوگو ایک کھجور کا تنہ اس قدر اس کے رسول کا شائق ہو تو تمہیں چاہئے کہ اس سے بہت زیادہ شوق اور چاہت تم رکھو۔ اسی طرح کی یہ آیت ہے کہ جب ایک پہاڑ کا یہ حال ہو تو تمہیں چاہئے کہ تم تو اس حالت میں اس سے آگے رہو۔ اور جگہ فرمان خدا ہے وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ الخ یعنی اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا کہ اس کے باعث پہاڑ چلا دیئے جائیں یا زمین کاٹ دی جائے یا مُردے نکل پڑیں (تو اس کے قابل یہی قرآن تھا) مگر پھر بھی ان کفار کو ایمان نصیب نہ ہوتا۔ (تفسیر ابن کثیر)

تعبیر سورہ الحشر

جس نے خواب میں دیکھا کہ یہ سورہ پڑھ رہا ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کا حشر ایسی حالت میں ہو گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو گا اور اس کے دشمنوں کو ہلاک کرے گا۔ (ابن سیرینؒ)

---

٣ ع ٢ ٦

خلاصہ رکوع ٣

قیامت اور آخرت کی تیاری کا حکم فرمایا گیا اور غافلوں کی مذمت ذکر کی گئی۔ عظمت قرآن اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور صفات کو ذکر فرمایا گیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ

ایمان والو دوست نہ بناؤ میرے اور اپنے دشمنوں کو تم ان کو ول

اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا

پیغام بھیجتے ہو محبت کے باعث حالانکہ وہ لوگ اس سے منکر ہوئے ہیں

جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ

جو تمہارے پاس دین برحق آیا۔ وہ تو نکالتے ہیں رسول کو اور تم کو اس بات پر کہ

تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۗ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا

تم مانتے ہو اللہ کو جو تمہارا پروردگار ہے اگر تم نکلے ہو میری راہ میں جہاد کرنے کو

فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ

اور میری رضا جوئی کو تم چھپا کر پیغام بھیجتے ہو ان کی جانب

اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ

محبت کے باعث اور میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کوئی

اَعْلَنْتُمْ ۗ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ

تم میں سے ایسا کرے گا تو بیشک وہ بھٹک گیا سیدھے راستہ

السَّبِيْلِ ① اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً

سے۔ اگر کافر تم کو پائیں تو تمہارے دشمن ہو جائیں

ول جب آپ نے فتح مکہ کیلئے جہاد کا ارادہ کیا تو حاطب بن ابی بلتعہ نے جو کہ بدر والوں میں سے ہیں اور اصل میں یمن کے رہنے والے ہیں مکہ میں جا رہے تھے اور ان کے بھائی اور والدہ اور اہل وعیال اور ماں باپ بھی مکہ میں تھے مکہ والوں کے نام ایک خط لکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تم پر چڑھائی کرنے والے ہیں اور یہ خط ایک عورت کو دیدیا کہ مکہ والوں کو پہنچا دے آپ کو وحی سے یہ بات معلوم ہو گئی آپ نے حضرت علی اور چند صحابہ کو حکم دیا کہ فلاں جگہ ایک عورت ملے گی اس سے وہ خط لے آؤ یہ گئے تو وہ عورت ملی اور ان کے دھمکانے سے اس نے خط دیدیا وہ خط لے کر آئے تو آپ نے حاطب سے پوچھا انہوں نے کہا کہ واقعی خط میرا لکھا ہوا ہے لیکن خدا نہ کرے میں نے اسلام کی مخالفت کے سبب یہ خط نہیں لکھا بلکہ میں جانتا تھا کہ اسلام کو تو اس سے کوئی ضرر نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ضرور اس کو غالب کرنے والا ہے آپ کو ضرور فتح ہو گی اور میرا نفع ہو جاوے گا کہ مکہ والے اس کا احسان مان کر میرے اہل وعیال اور اموال کی حفاظت کریں گے اور انکو تکلیف یا ضرر نہ پہنچاویں گے کیونکہ ان سے میری کوئی اور قرابت نہیں ہے جس سے وہ میری رعایت کرتے بلکہ میں بالکل اجنبی اور پردیسی آدمی ہوں اس پر حضرت عمر کو غصہ آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی گردن مارنے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا کہ یہ بدر والوں میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بدر والوں کے سب گناہ معاف فرما دیئے ہیں اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

یعنی اگرچہ دل سے دوستی نہ ہو مگر ایسا دوستانہ برتاؤ بھی مت کرو۔

وَيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا

اور تم پر چلائیں اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ اور چاہیں کہ

لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ

کسی طرح تم بھی کافر ہو جاؤ۔ ف۱ ہرگز تمہارے کام نہ آئینگے تمہارے ناتے اور نہ تمہاری اولاد قیامت

الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

کے دن۔ اللہ فیصلہ فرمائے گا تم میں۔ اور اللہ جو کچھ تم کر رہے

بَصِيْرٌ ۝ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ

ہو دیکھ رہا ہے ف۲ تمہارے لئے پیروی نیک موجود ہے ابراہیم میں اور ان لوگوں میں جو ابراہیم کے

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰۗؤُا

ساتھ تھے جب انہوں نے کہا اپنی قوم سے کہ ہم بے تعلق ہیں

مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۡ كَفَرْنَا بِكُمْ

تم سے اور ان چیزوں سے جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے ہم منکر ہوئے تم سے

وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاۗءُ اَبَدًا

اور ظاہر ہو پڑی ہم میں اور تم میں دشمنی اور بغض ہمیشہ کے لئے جب تک

حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ

کہ تم ایمان نہ لاؤ ایک اللہ پر مگر ہاں ایک کہنا ابراہیم کا اپنے باپ سے کہ

لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ

میں ضرور تیرے لئے مغفرت مانگوں گا اور میں کچھ نہیں کر سکتا تیرے لئے

ع ١٦

ف۱ کافروں سے کسی بھلائی کی امید نہ رکھو

یعنی ان کافروں سے بحالت موجودہ کسی بھلائی کی امید نہ رکھو۔ خواہ تم کتنی ہی رواداری اور دوستی کا اظہار کرو گے وہ کبھی مسلمان کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے باوجود انتہائی رواداری کے اگر تم پر ان کا قابو چڑھ جائے تو کسی قسم کی برائی اور دشمنی سے درگزر نہ کریں۔ زبان سے ہاتھ سے ہر طرح ایذا پہنچائیں اور یہ چاہیں کہ جیسے خود صداقت سے منکر ہیں کسی طرح تم کو بھی منکر بنا ڈالیں۔ کیا ایسے شریر و باطن اس لائق ہیں کہ ان کو دوستانہ پیغام بھیجا جائے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ اللہ کی رضامندی ہر چیز پر مقدم ہے

حاطب نے وہ خط اپنے اہل وعیال کی خاطر لکھا تھا اس پر تنبیہ فرمائی کہ اولاد اور رشتہ دار قیامت کے دن کچھ کام نہ آئینگے۔ اللہ تعالیٰ سب کا رتی رتی عمل دیکھتا ہے۔ اسی کے موافق فیصلہ فرمائے گا۔ اس کے فیصلہ کو کوئی بیٹا، پوتا اور عزیز وقریب ہٹا نہیں سکے گا۔ پھر یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ ایک مسلمان اہل وعیال کی خاطر اللہ کو ناراض کر لے۔ یاد رکھو! ہر چیز سے مقدم اللہ کی رضامندی ہے وہ راضی ہو تو اس کے فضل سے سب کام ٹھیک ہو جاتے ہیں لیکن وہ ناخوش ہو تو کوئی کچھ کام نہ آئیگا۔ (تفسیر عثمانی)

اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا

اللہ کے مقابلہ میں، ف۱ (ابراہیم نے دعا مانگی) اے ہمارے پروردگار ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری ہی جانب

وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝۴ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ

رجوع ہوئے اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہم پر زور نہ آزما کافروں کا

كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۵

اور ہم کو معاف کر اے ہمارے پروردگار! بیشک تو زبردست ہے حکمت والا

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ

بیشک تمہارے لئے ان لوگوں میں اقتداء نیک موجود ہے اس کے لئے جو امید رکھتا ہو

يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ

اللہ کی (ملاقات) اور روز آخرت کی اور جو کوئی روگردانی کرے تو بیشک اللہ وہی

هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۶ ع عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ

بے پرواہ سزاوار حمد ہے قریب ہے کہ اللہ پیدا کر دے تم میں

وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۭ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ۭ

اور ان لوگوں میں جن کے ساتھ تمہاری دشمنی ہے دوستی۔ اور اللہ قادر ہے ف۲

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۷ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ

اور بخشنے والا مہربان ہے۔ اللہ تم کو ان لوگوں سے منع نہیں کرتا جو

لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ

تم سے لڑے نہیں دین کے بارے میں اور تم کو نکالا نہیں تمہارے

ف۱ حضرت ابراہیم کا طرز عمل

یعنی صرف دعا ہی کر سکتا ہوں کسی نفع و نقصان کا مالک نہیں۔ خدا جو کچھ پہنچانا چاہے اسے میں نہیں روک سکتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کی پھر اپنی قوم کی طرف منہ نہیں کیا۔ تم بھی وہی کرو۔ ایک ابراہیمؑ نے دعا چاہی تھی باپ کے واسطے۔ جب تک معلوم نہ تھا۔ تم کو معلوم ہو چکا لہٰذا تم کافر کی بخشش نہ مانگو"۔ (تنبیہ) باپ کے حق میں ابراہیمؑ کے استغفار کا قصہ سورہ "براۃ" میں گزر چکا آیت "وما کان استغفار ابراهيم لابيه الا عن موعدة وعدها اياه" الخ کے فوائد میں دیکھ لیا جائے۔ (تفسیر عثمانی)

حضرت ابراہیمؑ نے جو اپنے باپ کے لئے دعاء مغفرت کا وعدہ کیا تھا وہ کافر کے لئے دعا کرنے کا ممانعت سے پہلے کیا تھا۔

وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ الخ۔ یہ مستثنیٰ کا تکملہ ہے یعنی ابراہیم نے جو اپنے باپ کے لئے دعاء مغفرت کا وعدہ کیا اس میں یہ بھی کہا تھا کہ بس میں اتنا ہی کروں گا اس سے زیادہ کچھ بھی مجھے اختیار نہیں یعنی معاف کرنا نہ کرنا میرے بس میں نہیں ہے۔ (تفسیر مظہری)

ع ۱ ۷

خلاصہ رکوع ۱

کفار سے دوستی کی ممانعت اور اللہ کی رضا کو ہر چیز پر مقدم رکھنے کی ترغیب فرمائی گئی۔ اسوہ ابراہیمی کو بیان کرکے اس کی پیروی کا حکم دیا گیا۔

ف۲ چنانچہ فتح مکہ کے دن بہت سے آدمی خوشی سے مسلمان ہو گئے مطلب یہ کہ اگر مکہ والوں سے قطع تعلق ہمیشہ کے لئے ہوتا تب بھی بوجہ حکم کے اس پر عمل واجب تھا خاص کر جب کہ تھوڑی ہی مدت کے واسطے کرنا پڑے پھر بعد میں ان کے ایمان لے آنے سے دوستی اور تعلق بدستور لوٹ آوے گا آگے فرماتے ہیں کہ اب تک جو کسی سے اس حکم کے خلاف خطا ہو گئی ہو جس سے وہ اب تائب ہو چکا ہو تو اس کی خطا معاف کر دی جائے گی۔

مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ

گھروں سے کہ تم ان کے ساتھ احسان کرو ف۱ اور ان کے حق میں انصاف کرو!

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿٨﴾ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ

بیشک اللہ محبت کرتا ہے انصاف کرنے والوں سے بس اللہ تم کو ان لوگوں سے منع

الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ

کرتا ہے جو تم سے لڑے دین کے بارے میں اور تم کو نکال باہر کیا

دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ

تمہارے گھروں سے اور دوسروں کی مدد کی تمہارے نکالنے پر کہ تم لگو ان سے دوستی

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٩﴾ يٰٓاَيُّهَا

کرنے ف۲ اور جو شخص ان سے دوستی کرے تو وہی لوگ ستم گار ہیں

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ

مسلمانو جب تمہارے پاس آئیں مسلمان عورتیں ہجرت کر کے تو ان کو جانچ لو!

اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ

اللہ خوب جانتا ہے ان کے ایمان! پھر اگر تم جانو کہ وہ مسلمان ہیں

فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ

تو ان کو واپس نہ کرو کافروں کی جانب! نہ یہ عورتیں کافروں کو حلال ہیں اور نہ

وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ

وہ کافران عورتوں کو حلال۔ اور ان کافروں کو دے دو جو کچھ انہوں نے خرچ کیا

ف۱ مراد ان سے وہ کافر ہیں جو ذمی یا صلح کرنے والے ہوں کہ ان کے ساتھ احسان کا یہ برتاؤ جائز ہے اور اسی کو منصفانہ برتاؤ فرما دیا پس انصاف سے مراد خاص انصاف ہے کہ ان کے ذمی ہونے یا صلح کرنے کے اعتبار سے انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے ساتھ احسان سے دریغ نہ کیا جائے ورنہ مطلق انصاف تو ہر کافر بلکہ جانور کے ساتھ بھی واجب ہے

ف۲ یہ آیتیں صلح حدیبیہ کے متعلق ہیں منجملہ ان شرطوں کے جو صلحنامہ میں لکھی گئی تھیں ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو شخص مسلمانوں میں سے کافروں کی طرف چلا آوے وہ واپس نہ دیا جاوے اور جو شخص کافروں میں سے مسلمانوں کی طرف چلا جاوے وہ واپس دے دیا جاوے چنانچہ بعضے مسلمان مرد آئے اور وہ واپس کر دیئے گئے پھر بعض عورتیں مسلمان ہو کر آئیں ان کے اقارب نے ان کی واپسی کی درخواست کی اس پر یہ آیتیں حدیبیہ ہی میں نازل ہوئیں جس میں عورتوں کے واپس کرنے کی ممانعت کی گئی پس صلح نامہ کا وہ عام مضمون اس حکم سے خاص ہو گیا اور اس کے ساتھ کچھ احکام ایسی عورتوں کے بابت مقرر ہوئے جو پہلے مسلمانوں کے نکاح میں تھیں مگر اسلام نہ لائیں اور مکہ ہی میں رہ گئیں اور اگر یہ شبہ ہو کہ اس عام مضمون کو خاص کر دینے سے معاہدہ کا توڑنا لازم آتا ہے اور معاہدہ کا توڑنا جائز نہیں تو جواب یہ ہے کہ معاہدہ کا توڑنا غدر اور دھوکہ سے جائز نہیں اور بدون غدر کے خود صلح ہی کا توڑنا جائز ہے اور کسی خاص دفعہ کا توڑنا تو اس سے بھی آسان ہے اور فریق ثانی کو اس میں مجبور نہیں کیا گیا وہ اگر نہ مانتے تو بہت سے بہت صلح باقی نہ رہتی پھر اس میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی لیکن جب فریق ثانی نے بھی اس کو مان لیا تو اتفاق کے ساتھ صلح ہو گئی اور چونکہ ان احکام کا مدار آنے والی عورتوں کے مسلمان ہونے پر ہے اس لئے طریقہ امتحان بھی بتلایا گیا۔

عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

اور اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان عورتوں سے نکاح کر لو جب کہ ان کو دے دو ان کے مہر! ف١

وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ

اور تم قبضہ نہ رکھو کافر عورتوں کے ناموس پر اور تم مانگ لو جو کچھ تم نے خرچ کیا ہے اور ان کافروں کو

وَلْيَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ۭ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ۭ يَحْكُمُ

بھی چاہئے کہ مانگ لیں جو کچھ انہوں نے خرچ کیا ہے یہ اللہ کا حکم ہے۔ جو صادر فرماتا ہے

بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ١٠ وَاِنْ فَاتَكُمْ

تم میں۔ اور اللہ جاننے والا با حکمت ہے اور اگر تمہارے ہاتھ سے نکل جائے

شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ

تمہاری عورتوں میں سے کوئی کافروں کی جانب پھر تم (کافروں کو) سزا دو تو ان لوگوں کو دے دو

ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

جن کی عورتیں جاتی رہیں جتنا انہوں نے خرچ کیا تھا اور اللہ سے ڈرتے رہو

الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ١١ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَاۗءَكَ

جس پر تم ایمان لائے ہو اے پیغمبر جب تیرے پاس آئیں

الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓي اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا

مسلمان عورتیں کہ تجھ سے اس شرط پر بیعت کریں کہ شریک نہ ٹھہرائیں اللہ کا کسی چیز

وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا

کو اور نہ چوری کریں اور نہ زنا کریں اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں اور نہ لائیں

ف١ خلاصہ ان احکام کا یہ ہے۔
١۔ جو عورت دار الحرب سے مسلمان ہو کر آوے اسکا نکاح کافر شوہر سے ٹوٹ جائے گا اسی طرح جسکا فر عورت کا شوہر مسلمان ہو جائے اسکا نکاح بھی فوراً ٹوٹ جائیگا۔
٢۔ جو عورت مسلمان ہو کر آوے اسکا نکاح مسلمان مرد سے جائز ہے اگر حاملہ ہے تو بچہ جننے کے بعد بالاتفاق اور اگر حاملہ نہیں ہے تو امام صاحب کے نزدیک بدون عدت کے اور صاحبین کے نزدیک عدت کے بعد اور جسکا فر عورت کا شوہر مسلمان ہو جائے اس پر کسی کے نزدیک عدت نہیں حتیٰ کہ شوہر کو فوراً اس کی بہن وغیرہ سے جنکا نکاح عدت وغیرہ میں جائز نہیں ہوتا نکاح کرنا جائز ہے اور یہ حکم اب بھی باقی ہے۔
٣۔ مسلمان ہونے والی عورت کو کافر شوہر نے جس قدر مہر دیا ہو مسلمان وہ مہر اس شوہر کو واپس کر دیں اگر کوئی خاص شخص نکاح کرے تو وہ واپس کرے ورنہ بیت المال سے واپس دیا جائے یہ حکم صلح کی وجہ سے اسی وقت کے لئے خاص تھا تا کہ کافروں کو اشتعال نہ ہو جس سے صلح ٹوٹ جاوے اب یہ حکم باقی نہیں۔
٤۔ اسی طرح جس کافر عورت کا شوہر مسلمان ہو جائے تو کفار اسکا مہر مسلمان شوہر کو ادا کریں یہ حکم بھی اسی واقعہ کے ساتھ مخصوص تھا۔
٥۔ اگر کفار ایسی عورتوں کا مہر انکے مسلمان شوہروں کو واپس نہ کریں تو جو مہر کفار کا مسلمانوں کی طرف آتا ہو وہ ان کفار کی جگہ ان مسلمان شوہروں کو دیا جائے برابری کی صورت میں تو کچھ تکلیف ہی نہیں اور کمی بیشی کی صورت میں یہ حکم تھا کہ جو کفار کا بچے وہ کفار کو دیدیا جائے اور جو نکلتا رہے اسکا مطالبہ ان سے کیا جائے اور یہ حکم بھی اسی واقعہ کیلئے مخصوص تھا اور ان احکام کے اس واقعہ کیساتھ مخصوص ہونیکی دلیل اجماع ہے دوسرے یہ کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جگہ یہ برتاؤ نہیں کیا۔

يَأْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ

کوئی بہتان کہ اس کو باندھ کھڑا کریں اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان

وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ

اور نہ تیری نافرمانی کریں کسی نیک کام میں تو ان سے بیعت لے لیا کر اور ان کے لئے

اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

مغفرت مانگ اللہ سے۔ ؎ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ مسلمانو! دوستی

تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ

نہ کرو ان لوگوں سے جن پر اللہ کا غضب ہے! بیشک وہ لوگ مایوس ہو چکے ہیں

الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾ ع

آخرت سے جیسے مایوس ہو گئے کافر قبر والوں سے

سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ صف مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں چودہ آیتیں اور دو رکوع ہیں!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ

اللہ کی تسبیح کرتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ

وہی زبردست ہے حکمت والا۔ مسلمانو ایسی بات کہتے کیوں ہو

؎ مردوں کی بیعت میں اجمال اور عورتوں کی بیعت میں تفصیل

مردوں سے جو بیعت لی گئی وہ عموماً اسلام اور جہاد پر لی گئی ہے، عملی احکام کی تفصیل اس میں نہیں ہے، بخلاف عورتوں کی بیعت کے کہ اس میں وہ تفصیل ہے جو آگے آ رہی ہے، وجہ فرق کی یہ ہے کہ مردوں سے ایمان و اطاعت کی بیعت لینے میں یہ سب احکام داخل تھے۔ اس لئے تفصیل کی ضرورت نہیں سمجھی گئی اور عورتیں عموماً عقل و فہم میں مردوں سے کم ہوتی ہیں اس لئے ان کی بیعت میں تفصیل مناسب سمجھی گئی یہ اس بیعت کی ابتداء ہے جو عورتوں سے شروع ہوئی مگر آگے یہ عورتوں کے ساتھ مخصوص نہیں رہی، مردوں سے بھی انہی چیزوں کو بیعت لینا روایات حدیث میں ثابت ہے۔ (کما روی عن عبادۃ بن الصامتؓ)(قرطبی)(معارف مفتی اعظم)

تعبیر سورہ الممتحنہ

خواب میں اس کے پڑھنے والے کو مصیبت پہنچے گی اور اس کا ثواب اس کو ملے گا۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع ۲

ترک موالات پر قائم رہنے کا حکم اور غیر معاند کافر سے دوستی کو ظلم فرمایا گیا۔ مہاجر عورتوں کا امتحان اور عورتوں کے مہر کا مسئلہ ذکر کیا گیا۔ کافرہ مشرکہ عورت سے نکاح کی ممانعت کی گئی اور مومنات کی بیعت اور اس کی شرط کا ذکر فرمایا گیا۔ کفار و یہود کا انکار آخرت کو ذکر فرمایا گیا۔

ع ۲ ۷ ۸

خاصیت: آیت ا پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲﴾ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا

جو کرتے نہیں ول سخت ناپسند ہے اللہ کے نزدیک یہ بات کہ ایسی بات کہو جو

مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ

کر کے نہ دکھاؤ۔ اللہ ان کو دوست رکھتا ہے جو لڑتے ہیں اس کے راستہ میں

فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ﴿۴﴾ وَاِذْ قَالَ

قطار باندھ کر گویا وہ ایک ایسی دیوار ہیں جس میں سیسہ پلا دیا گیا ہے۔ اور (یاد کر) جب موسیٰ نے کہا

مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ

اپنی قوم سے کہ بھائیو تم مجھ کو کیوں ستاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ

اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ

میں اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں تمہاری طرف! پھر جب وہ ٹیڑھی چال چلے اللہ نے ٹیڑھا بنا دیا

قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۵﴾ وَاِذْ

ان کے دلوں کو اور اللہ نہیں ہدایت دیا کرتا نافرمان لوگوں کو اور (یاد کر) جب کہا

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِنِّيْ

مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہ اے بنی اسرائیل میں

رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ

اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں تمہاری جانب اس کو سچا بتاتا ہوں جو میرے آگے ہے یعنی

التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ

توریت اور خوشخبری سناتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئیں گے ان کا نام ہے

ف۱ دعویٰ اور دعوت میں فرق

ان آیات کا تعلق دعوے سے ہے کہ جو کام آدمی کو کرنا نہیں ہے اس کا دعویٰ کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ رہا معاملہ دعوت و تبلیغ، وعظ و نصیحت کا جو کام آدمی خود نہیں کرتا، اس کی نصیحت دوسروں کو کرے اور اس کی طرف دوسرے مسلمانوں کو دعوت دے اور اس آیت کے مفہوم میں تو شامل نہیں اس کے احکام دوسری آیات و احادیث میں مذکور ہیں۔ مثلاً قرآن کریم نے فرمایا۔

"اتا مرون الناس بالبر وتنسون انفسکم"

یعنی تم لوگوں کو نیک کام کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھلا دیتے ہو کہ خود اس نیکی پر عمل نہیں کرتے۔ اس آیت نے امر بالمعروف اور وعظ و نصیحت کرنے والوں کو اس بات پر شرمندہ کیا ہے کہ لوگوں کو ایک نیک کام کی دعوت دو اور خود اس پر عمل نہ کرو اور مقصد یہ ہے کہ جب دوسروں کو نصیحت کرتے ہو تو خود اپنے آپ کو نصیحت کرنا اس سے مقدم ہے۔ جس کام کی طرف لوگوں کو بلاتے ہو خود بھی اس پر عمل کرو لیکن یہ نہیں فرمایا کہ جب خود نہیں کرتے تو دوسروں کو کہنا بھی چھوڑ دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس نیک کام کے کرنے کی خود ہمت و توفیق نہیں ہے۔ اس کی طرف دوسروں کو بلانے اور نصیحت کرنے کا سلسلہ نہ چھوڑے امید ہے کہ اس وعظ و نصیحت کی برکت سے کسی وقت اس کو عمل کی توفیق ہو جائے جیسا کہ بکثرت تجربہ و مشاہدہ میں آیا ہے۔ البتہ اگر وہ عمل واجب یا سنت مؤکدہ کے درجہ میں ہے تو آیات مذکورہ پر نظر کر کے اپنے نفس میں نادم و شرمندہ ہونے کا سلسلہ جاری رکھنا بھی واجب ہے اور اگر واجب مستحبات کے متعلق ہے تو یہ سلسلہ ندامت بھی مستحب ہے۔ (معارف القرآن)

خاصیت: آیت ۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ

احمد! ۱ تو جب وہ رسول ان کے پاس آیا معجزے لے کر لگے کہنے کہ یہ تو جادو ہے

مُّبِيْنٌ ۝۶ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

صریح اور اس سے زیادہ ظالم کون جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹ

الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

اور اس کو بلایا جاتا ہے اسلام کی جانب! اور اللہ نہیں ہدایت دیتا

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۷ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِــــُٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ

ظالم لوگوں کو! یہ چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنے

بِاَفْوَاهِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸

منہ سے۔ اور اللہ کو تو اپنے نور کا پورا فرمانا ہے اگرچہ بُرا لگے کافروں کو وہی ہے

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ

جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت اور دین حق دیکر تاکہ

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝۹ ع

اس کو غالب کرے تمام دینوں پر گو مشرک بُرا مانیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰي تِجَارَةٍ

مسلمانو! (کہو تو) میں تم کو ایسی سوداگری بتاؤں جو تم

تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۱۰ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

کو بچا لے دردناک عذاب سے؟ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر

---

۱ عیسیٰ علیہ السلام سے اس بشارت کا منقول ہونا حدیثوں میں خود اہل کتاب کے ایمان سے ثابت ہے ابو داؤد کی روایت میں نجاشی بادشاہ حبشہ کا قول مذکور ہے کہ واقعی آپ ہی ہیں جن کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی ترمذی میں عبداللہ بن سلام کا قول آیا ہے جو کہ علماء یہود سے تھے کہ توریت میں حضور کی صفت لکھی ہے اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام آپ کے ساتھ مدفون ہونگے اور مولانا رحمت اللہ صاحب نے اظہار الحق میں خود توریت کے موجودہ نسخوں سے چند بشارتیں نقل کی ہیں اور موجودہ انجیلوں میں ان مضامین کا نہ ہونا اس لئے مضر نہ ہوا کہ محققین کے نزدیک انجیلوں کے نسخے محفوظ نہیں رہے تاہم جو کچھ موجود ہیں ان میں بھی اس قسم کا مضمون موجود ہے چنانچہ یوحنا کی انجیل مترجمہ عربی مطبوعہ لندن ۱۸۳۱ء و ۱۸۳۳ء کے چودھویں باب میں ہے کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی بہتر ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو فارقلیط تمہارے پاس نہ آوے

خلاصہ رکوع ۱

دعویٰ عمل سے بچنے کا حکم اور جہاد کا محبوب ترین عمل ہونا بیان کیا گیا۔ قوم موسیٰ کی جفا کاری و بدکرداری کا انجام اور عیسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل سے خطاب کو بیان فرمایا گیا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی بشارت دی گئی۔ غلبہ اسلام کی بشارت فرمائی گئی۔

ع ۱ ۹

پس اگر میں جاؤں تو اس کو تمہارے پاس بھیج دوں گا فارقلیط احمد کا ترجمہ ہے یعنی بہت سراہا گیا یا بہت حمد کرنے والا۔ اہل کتاب کی عادت ہے کہ وہ ناموں کا بھی ترجمہ کر دیتے ہیں اور بعض عبرانی نسخوں میں اب تک نام مبارک احمد موجود ہے۔

خاصیت: آیت ۸ تا ۱۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ

اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿١١﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ

یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو (ایسا کرو گے تو) تم کو بخش دے گا

ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

تمہارے گناہ اور تم کو داخل فرمائے گا ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں ف۱

الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ

اور پاکیزہ جگہوں میں ہمیشہ رہنے کے باغوں میں ! ف۲ یہ ہے بڑی کامیابی اور

الْعَظِيْمُ ﴿١٢﴾ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ

ایک (نعمت) اور دے گا جس کو تم پسند کرتے ہو (وہ نعمت) مدد ہے اللہ کی طرف سے اور فتح

قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٣﴾ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

قریب الحصول! اور خوشخبری سنا دے مسلمانوں کو۔ مسلمانو تم ہو جاؤ

كُوْنُوْا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

اللہ کے مدد گار جیسا کہ کہا تھا مریم کے بیٹے عیسیٰ

لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ

نے حواریوں سے کہ کون ہیں جو میرے مدد گار بنیں اللہ کی طرف (ہو کر)؟ حواری بولے

نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِيْ

کہ ہم ہیں اللہ کے مدد گار پھر ایمان لے آیا ایک گروہ بنی اسرائیل

ف۱ سب سے بہتر تجارت

اس دین کو تمام ادیان پر غالب کرنا تو اللہ کا کام ہے۔ لیکن تمہارا فرض یہ ہے کہ ایمان پر پوری طرح مستقیم رہ کر اس کے راستہ میں جان و مال سے جہاد کرو۔ یہ وہ سوداگری ہے جس میں کبھی خسارہ نہیں۔ دنیا میں لوگ سینکڑوں طرح کے بیوپار اور تجارتیں کرتے ہیں اور اپنا کل سرمایہ اس میں لگا دیتے ہیں۔ محض اس امید پر کہ اس سے منافع حاصل ہونگے اور اس طرح راس المال گھٹنے اور تلف ہونے سے بچ جائیگا۔ پھر وہ بذات خود اور اس کے اہل وعیال تنگدستی و افلاس کی تلخیوں سے محفوظ رہیں گے لیکن مؤمنین اپنے جان و مال کا سرمایہ اس اعلیٰ تجارت میں لگا میں گے تو صرف چند روزہ افلاس سے نہیں، بلکہ آخرت کے دردناک عذاب اور تباہ کن خسارہ سے مامون ہو جائیں گے اگر مسلمان سمجھتے تو یہ تجارت دنیا کی سب تجارتوں سے بہتر ہے جس کا نفع کامل مغفرت اور دائمی جنت کی صورت میں ملے گا جس سے بڑی کامیابی اور کیا ہو سکتی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ چار چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنائیں

ابو الشیخ نے کتاب العظمۃ میں حضرت ابن عمر کی روایت سے بیان کیا ہے کہ چار چیزیں اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنائیں عرش اور عدن اور قلم اور آدم۔ پھر ہر چیز کو خطاب کر کے فرمایا ہو جا وہ فوراً ہو گئی۔

ستھرے گھر:

ابن مبارک، طبرانی، ابو الشیخ اور بیہقی حضرت عمران بن حصین اور حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آیت وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ کے متعلق دریافت کیا گیا فرمایا موتی کا ایک قصر ہے قصر کے اندر یاقوت سرخ کے (ستر) مکان ہیں ہر مکان کے اندر زمرد سبز کے ستر کمرے ہیں ہر کمرے میں ایک تخت بچھا ہوا ہے ہر تخت پر ستر قسم کا کھانا ہے۔ ہر کمرے کے اندر خادم اور خادمہ۔ مؤمن کو ہر صبح یہ تمام کھانا (ہر کمرے میں) ملے گا۔ (تفسیر مظہری)

اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ

میں سے۔ اور کافر رہا ایک فرقہ تو ہم نے قوت دی ایمان لانے والوں

اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴿١٤﴾

کو ان کے دشمن پر پس وہ غالب ہوئے

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشَرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ جمعہ مدینہ میں نازل ہوئی اوراس میں گیارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جوسب پرمہربان ہے، بہت مہربان ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ

اللہ کی تسبیح کرتی ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿١﴾ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي

جو بادشاہ پاک ذات زبردست حکمت والا ہے۔ ۱ؕ وہی جس نے بھیجا ان پڑھ لوگوں

الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ

میں ایک پیغمبر ان ہی میں سے وہ ان پر پڑھتا ہے اس کی آیتیں اور ان کو پاک صاف بناتا

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ

اور ان کو سکھاتا ہے کتاب اور عقلمندی۔ اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں

لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ

پڑے ہوئے تھےاور دوسرے لوگوں کی طرف بھی (پیغمبر بنا کر بھیجا) جو ابھی ان مسلمانوں میں نہیں ملے

تعبیر سورہ الصف

خواب میں اس کو پڑھنے والا شہید مرے گا۔ (ابن سیرین)

خلاصہ رکوع ۲

سب سے بہترین تجارت اور اس کے ارکان ذکر فرمائے گئے۔ اہل ایمان کیلئے جنت اور انکی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کا تذکرہ اور اہل حق کی کامیابی کو ذکر فرمایا گیا۔

۱ؕ یوم جمعہ کی عظمت:

یوم جمعہ قدیم تاریخ قبل از اسلام یوم العروبہ کہلایا جاتا تھا۔ اسلام نے اس دن کا نام یوم الجمعہ رکھا۔ یہ لفظ جمع سے مشتق ہے اس دن میں متعدد وجوہ سے جمعیت کا مفہوم پایا جاتا ہے اسکی وجہ تسمیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی نقل کیا گیا فرمایا کہ ان فیہ جمعت طینۃ ابیکم آدم۔ یعنی اس روز تمہارے باپ آدمؑ کی مٹی روئے زمین کے مختلف طبقوں کی جمع کی گئی یہ بھی وجہ ہوسکتی ہے۔ کائنات کی تخلیق جو چھ روز میں ہوئی اس پر مکمل ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے سلمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا یا سلمان مایوم الجمعہ۔ کہ اے سلمان یوم جمعہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ ورسولہ اعلم۔ آپ نے فرمایا۔ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ نے تمہارے ماں باپ (آدم حوا) کو جمع فرمایا۔ (جبکہ انکوزمین پراتار دیا گیا تھا)۔

ایک حدیث میں ہے وفیہ خلق آدم وفیہ ادخل الجنۃ وفیہ اخراج منہا وفیہ تقوم الساعۃ. وفیہ ساعۃ لا یوافقہا عبد مؤمن یسال اللہ خیرا الا عطاہ ایاہ کہ اسی دن آدم کو پیدا کیا گیا اسی میں انکو جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن انکو جنت سے زمین پر اتارا گیا تاکہ خلافۃ اللہ فی الارض کا عظیم منصب عطا ہو اور اس ارادہ الٰہیہ کی تکمیل ہو جس کا اظہار ملائکہ کے سامنے فرمایا گیا

خاصیت: آیت ۱ تا ۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٣﴾ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ

اور وہی زبردست ہے حکمت والا یہ اللہ کا فضل ہے

مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٤﴾ مَثَلُ

دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ کا فضل بہت بڑا ہے۔ ان لوگوں کی مثال

الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ

جن پر توریت لادی گئی پھر انہوں نے اس کو نہ اٹھایا ایسی ہے

الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ

جیسے گدھا کہ پیٹھ پر کتابیں لاد رہا ہے ف۱ بری مثال ہے ان لوگوں کی کہ جنہوں

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥﴾

نے جھٹلایا اللہ کی آیتوں کو۔ اور اللہ نہیں ہدایت دیا کرتا ستم گار لوگوں کو۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَاۗءُ

کہہ دے کہ اے یہود اگر تم دعوے کرتے ہو کہ تم

لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ

اللہ کے دوست ہو تمام لوگوں کے سوائے تو آرزو کرو مرنے کی اگر تم

صٰدِقِيْنَ ﴿٦﴾ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ

سچے ہو اور یہ لوگ کبھی موت کی تمنا نہ کریں گے ف۲ ان کرتوتوں کی وجہ سے جو ان کے ہاتھ بھیج

اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٧﴾ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ

چکے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو۔ کہہ دے کہ موت جس سے

تھا۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً اور اسی منصب کی عظمت و منزلت کے ظاہر کرنے کیلئے ملائکہ کو آدم علیہ السلام کیلئے سجدہ کا حکم دیا گیا تھا الغرض اس طرح جنت سے زمین پر اترنا بھی ایک بڑی عظمت و منقبت کی تکمیل تھی جو جمعہ کے روز ہوئی اور فرمایا اسی روز قیامت قائم ہو گی اور اس میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اس میں مومن بندہ جو کچھ بھی اللہ سے مانگے اللہ اسکو ضرور عطا کرتا ہے۔

جمعہ کے دن غسل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر مسلمان پر اللہ کا یہ حق ہے کہ ہر سات روز میں ایک دن (یوم جمعہ) غسل کرے اپنے بدن اور سر کو خوب دھوئے جمعہ کی عظمت و فضیلت میں حضور اکرم ﷺ سے منقول ہے کہ جمعہ کی نماز ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ صحیح مسلم جلد۱۔

ف۱ مگر ان کتب کے نفع سے محروم رہے اسی طرح اصل مقصود اور نفع علم کا عمل ہے جب یہ نہ ہوا تو صرف تحصیل و حفظ علم میں تعب ہی تعب ہے تو بالکل ایسی ہی مثال ہوگئی اور گدھے کی تخصیص اس لئے کی کہ وہ جانوروں میں بے وقوف مشہور ہے تو اس میں زیادہ تحقیر ہوگئی۔

ف۲ یہودیوں کو اپنے دوزخی ہونے کا یقین ہے

وَلَا یَتَمَنَّوْنَہٗٓ اَبَدًا۔ چونکہ کفر و معاصی کا ارتکاب وہ پہلے کر چکے ہیں اور آیات توریت کو بگاڑنے کا جرم کر چکے ہیں اور توریت کی جو آیات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرتی ہیں انہوں نے ان میں تحریف کر لی ہے اور انکو جرائم مذکورہ کی پاداش میں اپنے دوزخی ہونے کا یقین ہے اس لئے موت کی تمنا نہیں کریں گے ان کو تو زندگی کی حرص سارے لوگوں سے سوا ہے یہ تو چاہتے ہیں کہ ہزار برس جیتے رہیں یہ موت سے ڈرتے اور بہت بھاگتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

خاصیت: آیت ۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْہُ فَاِنَّہٗ مُلٰقِیْکُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰی عٰلِمِ

تم بھاگتے ہو وہ ضرور تم سے مل کر رہے گی، پھر تم لوٹائے جاؤ گے غائب اور

الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾ ع

حاضر جاننے والے کی جانب پھر وہ تم کو جتاوے گا جو تم کرتے تھے ف۱

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ

مسلمانو! جب اذان دی جائے نماز کے لئے

الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِکُمْ

جمعہ کے دن تو لپکو اللہ کے ذکر کی طرف اور چھوڑ دو (خرید) فروخت۔ یہ تمہارے

خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹﴾ فَاِذَا قُضِیَتِ

لئے بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو پھر جب نماز تمام ہو چکے تو

الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ

پھیل پڑو زمین میں اور طلب کرو اللہ کا فضل (یعنی معاش)

فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ

اور یاد کرو اللہ کی کثرت سے تاکہ تم

تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَہْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَیْہَا

فلاح پاؤ اور جب یہ دیکھیں کچھ سودا بکتا یا تماشہ ہوتا چل دوڑیں اس کی جانب

وَتَرَکُوْکَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّہْوِ

اور تجھ کو کھڑا چھوڑ جائیں۔ کہہ دے کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے تماشہ سے

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱ / ۱۱ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وصفات کے بعد بعثت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذکر فرمایا گیا۔ یہود کا پیغمبر کی ناقدری کو مثال سے واضح فرمایا گیا۔ اہل یہود سے مطالبہ دلیل کیا گیا۔

ف۱ موت سے فرار کے احکام

جو چیزیں عادۃً موت کا سبب ہوتی ہیں، ان سے فرار مقتضائے عقل بھی ہے۔ مقتضائے شرع بھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جھکی ہوئی دیوار کے نیچے سے گزرے تو تیزی کے ساتھ نکل گئے اسی طرح کہیں آگ لگ جائے وہاں سے نہ بھاگنا عقل اور شرع دونوں کے خلاف ہے۔ مگر وہ فرار من الموت جس کی مذمت آیت۔ مذکور میں وارد ہوئی ہے۔ اس میں داخل نہیں جب کہ عقیدہ سالم ہو اور یہ جانتا ہو کہ جس وقت موت آئے گی تو میرا بھاگنا مجھے بچا نہ سکے گا۔ مگر چونکہ اس کو معلوم نہیں کہ یہ آگ یا زہر یا کوئی دوسری چیز متعین طور پر میری موت اس میں لکھ دی گئی ہے اس لئے اس سے بھاگنا فرار من الموت جو مذموم ہے۔ اس میں داخل نہیں۔ (معارف القرآن)

وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝۱۱

اور سودے سے۔ اور اللہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے و۱

سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ منافقون مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں گیارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِذَا جَاۗءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ

جب تیرے پاس آتے ہیں منافق کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں۔ بیشک آپ اللہ کے

اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ

رسول ہیں و۲ اور اللہ تو جانتا ہی ہے کہ بیشک تو اللہ کا رسول ہے۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ

الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً

یہ منافق بالکل جھوٹے ہیں انہوں نے ڈھال بنا رکھا ہے اپنی قسموں کو

فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۲

پس روکتے ہیں اللہ کی راہ سے بیشک یہ لوگ برے عمل کر رہے ہیں

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ

یہ اس لئے کہ یہ لوگ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے تو مہر لگا دی گئی ان کے دلوں پر

فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝۳ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ۭ

اب وہ سمجھتے ہی نہیں۔ اور جب تو ان کو دیکھے تو تجھ کو متعجب بنا دیں ان کے ڈیل ڈول

خلاصہ رکوع ۲

جمعہ کی اذان وخطبہ کا اہتمام اور بعد نماز تلاش رزق کا حکم فرمایا گیا۔

و۱ یعنی اگر تجارت وغیرہ سے رزق زیادہ ہونے کی جمع ہو تو سمجھ لو کہ خدا کی ضروری طاعات میں مشغول رہنے سے یہ رزق مقدر بھی ملتا ہے پھر اس کے احکام کو کیوں ترک کیا جائے۔

تعبیر سورۃ الجمعہ

جس نے خواب میں اس سورہ کو پڑھا اس کے لئے اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت کی بھلائیاں جمع کر دے گا۔ (ابن سیرینؒ)

و۲ سبب نزول

بخاری وغیرہ نے لکھا ہے کہ حضرت زید بن ارقم نے فرمایا۔ میں نے خود سنا عبداللہ بن ابی اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا جو لوگ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں جب تک وہ ان کا ساتھ چھوڑ کر منتشر نہ ہو جائیں ان پر کچھ خرچ مت کرو اگر ہم مدینے کو لوٹ گئے تو وہاں سے عزت والے لوگ ان ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ میں نے اس کا ذکر اپنے چچا سے کر دیا اور انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طلب فرمایا۔ میں نے حاضر ہو کر واقعہ بیان کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو طلب فرما کر دریافت کیا۔ انہوں نے قسمیں کھالیں کہ انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جھوٹا قرار دیا اور ابن ابی کو سچا مان لیا۔ اس فیصلے سے مجھے ایسا دکھ ہوا کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا چچا نے کہا میں تو تیری تکذیب نہیں چاہتا تھا مگر (اب تو) رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے جھوٹا قرار دیدیا اور تجھ سے متنفر ہو گئے۔ اس پر آیت اِذَا جَاۗءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ الخ نازل ہوئی۔ فوراً رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیج کر مجھے طلب فرمایا اور یہ آیات پڑھیں۔ پھر فرمایا۔ اللہ نے تیری "بات کی" تصدیق کر دی۔

خاصیت: آیت ۱۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ

اور اگر بات کریں تو تو ان کی بات پر کان لگائے گویا وہ لکڑئیں ہیں کہ دیوار کے سہارے لگی

مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ

رکھی ہیں ہر زور کی آواز کو سمجھتے ہیں کہ ان ہی پر آفت آئی وہی دشمن ہیں

فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ؗ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٤﴾ وَاِذَا قِيْلَ

تو ان سے بچتا رہ ف۱ اللہ انہیں قتل کرے کہاں سے پھیرے جاتے ہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے

لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ

کہ آؤ تمہارے لئے مغفرت کی دعا کرے اللہ کا رسول تو اپنے سر مٹکانے لگتے ہیں اور تو ان کو دیکھے

وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٥﴾ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ

کہ وہ رکتے ہیں اور تکبر کرتے ہیں۔ ف۲ ان پر برابر ہے تو ان کے لئے

اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ

مغفرت طلب کرے یا نہ طلب کرے اللہ ہر گز ان کو معاف

اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٦﴾

نہ فرمائے گا بیشک اللہ نہیں ہدایت دیا کرتا نافرمان لوگوں کو۔

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ

وہی تو ہیں جو (اپنے یاروں سے) کہتے ہیں کہ تم ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ کے پاس

اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

رہتے ہیں یہاں تک کہ تتر بتر ہو جاویں ف۳ اور اللہ ہی کے ہیں خزانے آسمانوں کے اور زمین کے

ف۱ کیونکہ ایمان واخلاص نہ ہونیکی وجہ سے ہر وقت انکو اندیشہ رہتا ہے کہ کبھی مسلمانوں کو ہمارے حال کی اطلاع قرینہ سے یا وحی کے ذریعہ سے نہ ہو جائے اور دوسرے کفار کی طرح ہم پر بھی جہاد وغیرہ نہ ہونے لگے اس لئے ہر ہر بات سے ڈرتے ہیں جب کوئی شور غل ہوتا ہے یہی سمجھتے ہیں کہ کہیں ہمارے اوپر ہی کوئی مصیبت نہ آنے والی ہو۔

ف۲ آیت کا شان نزول:

نزول سورۃ کے بعد جب عبداللہ بن اُبی کا جھوٹ ثابت ہو گیا تو ابن اُبی سے کہا گیا ابو خباب تیرے متعلق سخت آیات نازل ہوئی ہیں۔ اب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر (معافی کی درخواست کر) حضور ﷺ تیرے لئے مغفرت کی دعا کردینگے۔ ابن اُبی گردن نیوڑا کر بولا تم نے مجھے ایمان لانے کا مشورہ دیا۔ میں ایمان لے آیا۔ پھر تم نے زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا۔ میں نے اپنے مال کی زکوٰۃ بھی دے دی اب اسکے سوا اور کوئی بات باقی نہ رہی کہ میں محمد ﷺ کو سجدہ کروں اس پر اللہ نے آیت وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ الخ۔ نازل فرمائی اس کے بعد ابن اُبی مدینے میں تھوڑے دنوں ہی زندہ رہا۔ کچھ ہی زمانہ کے بعد بیمار ہو کر مر گیا۔ (تفسیر مظہری)

ف۳ شان نزول

ایک سفر میں دو شخص لڑ پڑے ایک مہاجرین میں کا اور ایک انصار کا دونوں نے اپنی حمایت کے لیے اپنی جماعت کو پکارا جس پر خاصا ہنگامہ ہو گیا۔ یہ خبر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کو پہنچی کہنے لگا اگر ہم ان (مہاجرین) کو اپنے شہر میں جگہ نہ دیتے تو ہم سے مقابلہ کیوں کرتے تم ہی خبر گیری کرتے ہو تو یہ لوگ رسول کے ساتھ جمع رہتے ہیں خبر گیری چھوڑ دو ابھی خرچ سے تنگ آ کر متفرق ہو جائیں اور سب مجمع بچھڑ جائے۔ یہ بھی کہا کہ اس سفر سے واپس ہو کر ہم مدینہ پہنچیں تو جس کا

وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ⑦ يَقُوْلُوْنَ

ولیکن منافقین سمجھتے نہیں کہتے ہیں کہ اگر ہم

لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا

مدینہ لوٹ کر گئے تو ضرور نکال باہر کرے گا عزت والا ذلیل کو

الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ

مدینہ سے۔ اور اللہ ہی کی عزت ہے اور اس کے رسول کی اور ایمان والوں

لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ⑧ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کی ولیکن منافقین جانتے نہیں ف۱ مسلمانو تم کو غافل

لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ

نہ بنا دیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے!

اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ⑨

اور جو ایسا کرے گا تو وہی لوگ گھاٹے میں آئے۔ ف۲

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ

اور خرچ کرو کچھ ہمارے دیئے ہوئے میں سے اس سے پہلے کہ آ موجود ہو تم میں سے کسی کو

الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ

موت پس کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار کاش تو مجھ کو مہلت دیتا ایک تھوڑی مدت تک تو میں

فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ⑩ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ

خیرات کرتا اور ہوتا نیک بندوں میں اور اللہ ہرگز مہلت نہ دے گا

اس شہر میں زور و اقتدار ہے چاہیے ذلیل بے قدروں کو نکال دے (یعنی ہم جو معزز لوگ ہیں ذلیل مسلمانوں کو نکال دینگے) ایک صحابی زید بن ارقم نے یہ باتیں سن کر حضرت ﷺ کے پاس نقل کردیں۔ آپ نے عبداللہ بن ابی وغیرہ کو بلا کر تحقیق کی تو قسمیں کھا گئے کہ زید بن ارقم نے ہماری دشمنی سے جھوٹ کہہ دیا ہے۔ لوگ زید پر آوازے کسنے لگے وہ بیچارے سخت محجوب اور نادم تھے۔ اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں حضور ﷺ نے زید کو فرمایا کہ اللہ نے تجھے سچا کیا۔ (تفسیر عثمانی)

ف۱ حضرت عبداللہ کی ایمانی عزت:
روایات میں ہے کہ عبداللہ بن اُبی کے وہ الفاظ (کہ عزت والا ذلیل کو نکال دیگا) جب اُسکے بیٹے حضرت عبداللہ بن عبداللہ کو پہنچے (جو مخلص مسلمان تھے) تو باپ کے سامنے تلوار لیکر کھڑے ہوگئے۔ بولے جب تک اقرار نہ کریگا کہ رسول اللہ عزت والے ہیں اور تو ذلیل ہے۔ زندہ نہ چھوڑونگا اور نہ مدینہ میں گھسنے دونگا۔ آخر اقرار کرا کر چھوڑا۔ رضی اللہ عنہ۔ منافقین کی توبیخ و تقبیح کے بعد آگے مؤمنین کو چند ہدایات کی گئی ہیں یعنی تم دنیا میں پھنس کر اللہ کی اطاعت اور آخرت کی یاد سے غافل نہ ہو جانا جس طرح یہ لوگ ہوگئے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

۱ ع ۸ ۱۳

خلاصہ رکوع ۱
منافقین کی جھوٹی شہادت، ان کی حقیقت کو مثال سے واضح فرمایا گیا۔

ف۲ منافقوں کی بداعمالیاں
سابق آیات میں صراحت کے ساتھ منافقوں کی مذمت کی اور اس آیت میں آخر تک در پردہ ان کی بداعمالی کو بیان کیا ہے۔ مال و اولاد کے مشغلہ میں پھنسا رہنا اور نماز کو ترک کر دینا اور زکوٰۃ ادا نہ کرنا اور تاخیر موت کی تمنا کرنا۔ اور درازیٔ اجل کا امیدوار ہونا یہ سب منافقوں کی خصوصیت ہے۔ مسلمانوں کے لئے منافقوں کی طرح ان میں سے کسی بات کو اختیار کرنا زیبا نہیں۔ (تفسیر مظہری)

خاصیت: آیت ۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑪ ع

کسی شخص کو جب اس کی اجل آموجود ہوگی اور اللہ اس سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ تغابن مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ

اللہ کی تسبیح کرتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اسی کی

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ①

بادشاہی ہے اور اسی کی تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ؕ

وہی ہے جس نے تم کو پیدا فرمایا پس کوئی تو تم میں کافر ہے اور کوئی ایماندار ف۱

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ② خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

اور اللہ جو کچھ تم کر رہے ہو دیکھ رہا ہے اس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین

بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ③

کو حق کے ساتھ اور تمہاری صورتیں بنائیں تو تمہاری صورتیں اچھی بنائیں اور اسی کی طرف لوٹنا

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ

ہے۔ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو

ع ۲ ۳ ۱۴

خلاصہ رکوع ۲

خسارے کی تجارت اور راہ خدا میں خرچ کی ترغیب فرمائی گئی۔

تعبیر سورۃ المنٰفقون

خواب میں اس کا پڑھنے والا نفاق سے بری رہے گا۔ (ابن سیرینؒ)

ف۱ سب کچھ ماں کے پیٹ ہی میں لکھ دیا

حضرت انس بن مالک راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے، فرشتہ عرض کرتا ہے اے رب (اب) نطفہ ہے (اب) بستہ خون کا لوتھڑا ہے (اب) بوٹی ہے (ان مراحل سے گذرنے کے بعد) جب اللہ اس کو پیدا کرنا چاہتا تو فرشتہ عرض کرتا ہے اے رب کیا یہ نر ہے یا مادہ نیک بخت ہے یا بد بخت، اس کا رزق کیا ہے، اس کی مدت زندگی کیا ہے، یہ سب کچھ ماں کے پیٹ میں ہی لکھ دیا جاتا ہے۔ راوی البخاری۔ صحیحین میں حضرت ابن مسعودؓ کی مرفوع روایت بھی اسی طرح آئی ہے۔ جس کے آخر میں اتنا اور بھی ہے کہ قسم ہے اس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ تم میں سے بعض لوگ اہل جنت کے ایسے عمل (ساری) عمر کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ لکھا ہوا آگے آتا ہے اور وہ جہنم میں چلے جاتے ہیں۔

ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا کیا جاتا ہے ایک حدیث سے بھی اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے، جس میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے (كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يهودانه وينصرانه الحديث) "یعنی ہر پیدا ہونے والا انسان فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے" (جس کا تقاضا مؤمن ہونا ہے) مگر پھر اس کے ماں باپ اسکو یہودی یا نصرانی وغیرہ بنا دیتے ہیں (قرطبی)۔

خاصیت: آیت ا پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَمَا تُعْلِنُوْنَ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴﴾

اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو۔ اور اللہ واقف ہے دلوں کے اسرار سے۔

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۫ فَذَاقُوْا

کیا تمہارے پاس ان کی خبر نہیں پہنچی جو منکر ہو چکے ہیں پہلے پس انہوں نے

وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ

چکھا اپنے کئے کا وبال اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ف۱ یہ اس لئے کہ

كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْۤا اَبَشَرٌ

ان کے پاس آتے تھے ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر تو وہ کہتے تھے کہ کیا بشر

يَّهْدُوْنَنَا ؗ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ

ہم کو ہدایت کریں گے؟ پس وہ منکر ہوئے اور روگردانی کی اور اللہ نے بھی پروا نہ کی۔ اور اللہ

غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۶﴾ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ

بے نیاز سزاوار حمد ہے۔ کافر دعوے کرتے ہیں کہ ان کو ہرگز نہ اٹھایا جائے گا

قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ

کہہ دے کہ ہاں ہاں اپنے رب کی قسم تم کو ضرور اٹھایا جائے گا پھر تم کو بتا دیا جائے گا

وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۷﴾ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

جو کچھ بھی تم نے کیا ہے اور یہ اللہ پر آسان ہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر

وَالنُّوْرِ الَّذِيْۤ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۸﴾

اور اس نور پر جو ہم نے نازل فرمایا ہے ف۲ اور اللہ ان اعمال سے خبردار ہے۔

ف وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۔اور اسی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے اس لئے خصائل مذمومہ اور برے اعمال کو اختیار کر کے اپنی صلاحیت کو ضائع نہ کرو ورنہ (دوسری زندگی میں) تم کو بدترین صورتوں پر اٹھایا جائیگا۔
يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ ۔یعنی اللہ تمہارے اسرار اور ان خیالات سے واقف ہے جو تمہارے سینوں کے اندر پوشیدہ ہوتے ہیں، جو چیز معلوم ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے خواہ وہ کلی ہو یا جزئی اللہ اس کو جانتا ہے کیونکہ ہر چیز سے اس کی نسبت (یعنی تخلیقی تعلق و ربط) ایک جیسا ہے اَلَمْ يَاْتِكُمْ ۔یعنی اے کافر کیا تم کو پہلے کافروں کے حالات (اور عذاب و سزا) کی خبر نہیں پہنچی سابق کافروں سے مراد ہیں، قوم نوح، قوم ثمود، قوم عاد اور اصحاب الایکہ (بن والے) وغیرہ۔
وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۔یعنی نتیجہ اور انجام یہ ہوا کہ انہوں نے دنیا میں ہی اپنے کفر کے ضرر کا مزہ چکھ لیا۔ وبال کا اصل مفہوم ہے ثقل، بار، طعام وبیل۔ ثقیل کھانا، مطر وبیل بھاری بارش۔
وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔یعنی آخرت میں ان کیلئے عذاب الیم ہوگا۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ النور سے مراد قرآن مجید۔ قرآن کا اعجاز ظاہر ہے پس اسی معجز ہونیکی وجہ سے یہ خود ظاہر ہے (جیسے نور خود ظاہر ہوتا ہے) اور قوانین و ضوابط اور احکام و اخبار کو ظاہر بھی کر رہا ہے اس لئے مظہر بھی ہے۔ جیسے روشنی دوسری چیزوں کو ظاہر کر دیتی ہے۔ لہٰذا کی طرح قرآن ظاہر اور مظہر ہے۔ (تفسیر مظہری)

يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۭ وَمَنْ

جس دن تم کو جمع کرے گا حشر کے روز وہی ہار جیت کا دن ہے اور جو ایمان لائے

يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ

اللہ پر اور عمل صالح کرے اللہ اس سے دور کر دے گا اس کی برائیاں اور

وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اس کو داخل فرمائے گا ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑨

ہمیشہ وہیں رہیں گے یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ ف١

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ

اور جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو وہی دوزخی ہیں

النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑩ مَآ اَصَابَ

ہمیشہ وہیں رہیں گے۔ اور وہ بری جگہ ہے نہیں پہنچتی

مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ

کوئی مصیبت مگر اللہ کے حکم سے اور جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اللہ اس کے

يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑪ وَاَطِيْعُوا

دل کو ہدایت دیتا ہے اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا پھر

اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰي

اگر تم روگردانی کرو تو بس ہمارے رسول کے ذمہ تو کھول کر

ف١ قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال

صحیحین میں حضرت انسؓ کی روایت سے آیا ہے کہ جب بندہ کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں تو اس شخص یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بابت کیا کہتا تھا۔ مومن جواب دیتا ہے میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اس سے کہا جاتا ہے دوزخ کے اندر اپنا مقام دیکھ اللہ نے اس مقام کے بجائے جنت کے اندر تجھے مقام عنایت فرما دیا۔ الحدیث۔

خلاصہ رکوع ١

ع ١ ١٠ ١٥ حکومت و تعریف خداوندی کو ذکر فرمایا گیا اور بتایا گیا کہ سب کی تخلیق فطرت اسلام پر ہے اور بتایا گیا کہ بشریت نبوت کے منافی نہیں۔ میدان حشر سب کا اجتماع اور ایمان و عمل صالح والوں کو جنت کی بشارت فرمائی گئی اور کفار و منکرین کو عذاب جہنم کی وعید دی گئی۔

رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۲﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى

پہنچا دینا ہے اللہ ہی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور اللہ ہی

اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ

پر بھروسہ کرنا چاہئے مسلمانوں کو۔ اے ایمان والو تمہاری

مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ

بیبیوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں ف۱ تو تم ان سے بچتے رہو۔

وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

اور اگر معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو بیشک اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ

مہربان ہے۔ ف۲ بس تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش (کا ذریعہ) ہیں۔ اور اللہ

عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ

جو ہے اس کے پاس اجر عظیم ہے۔ ف۳ تو ڈرو اللہ سے جہاں تک تم سے ہو سکے

وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَنْ

اور سنو اور مانو اور خرچ کرو بہتر ہوگا تمہارے ہی لئے۔ اور جو شخص محفوظ رکھا جائے اپنے نفس کے بخل

يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنْ تُقْرِضُوا

سے تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اگر تم اللہ کو قرض دو

اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ

قرض حسن اللہ اس کا دو چند تم کو ادا کرے گا اور تم کو بخش دے گا

ف۱ سبب نزول:

ترمذی اور حاکم نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ مکہ کے رہنے والے کچھ مرد مسلمان ہوگئے اور انہوں نے ہجرت کرنے کا ارادہ کرلیا۔ لیکن ان کے اہل وعیال نے اُن کو مکہ چھوڑ کر مدینہ کو جانے کی اجازت دینے سے انکار کردیا۔ بغوی نے لکھا ہے ان کے اہل وعیال نے کہا ہم نے تمہارے مسلمان ہونے پر تو صبر کرلیا لیکن اب تمہاری جدائی ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے بیوی بچوں کی یہ التجا مسلمانوں نے مان لی اور ہجرت کا ارادہ ترک کردیا۔

ف۲ گنہگار بیوی بچوں سے بیزاری اور بغض نہیں چاہئے

علماء نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ اہل وعیال سے کوئی کام خلاف شرع بھی ہوجائے تو ان سے بیزار ہوجانا اور ان سے بغض رکھنا یا ان کیلئے بددعا کرنا مناسب نہیں۔ (معارف القرآن)

ف۳ مال اولاد انسان کیلئے بڑا فتنہ ہیں

حقیقت یہ ہے کہ مال واولاد کی محبت انسان کیلئے بڑا فتنہ اور آزمائش ہیں۔ انسان اکثر گناہوں میں خصوصاً حرام کمائی میں انہی کی محبت کی وجہ سے مبتلا ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز بعض اشخاص کو لایا جائیگا اُسکو دیکھ کر لوگ کہیں گے۔ اَكَلَ عَيَالُهٗ حَسَنَاتِهٖ "یعنی اُسکی نیکیوں کو اسکے عیال نے کھالیا"۔ (روح) ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اولاد کے بارے میں فرمایا مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ "یعنی بخل اور جُبن یعنی نامردی اور کمزوری کے اسباب ہیں" کہ انکی محبت کی وجہ سے آدمی اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے رُکتا ہے۔ انہی کی محبت کی وجہ سے جہاد میں شرکت سے رہ جاتا ہے۔ بعض سلف صالحین کا قول ہے اَلْعَيَالُ سُوْسُ الطَّاعَاتِ "یعنی عیال انسان کی نیکیوں کیلئے گھن ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾

اور اللہ قدر دان بردبار ہے۔ جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا زبردست حکمت والا

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ طلاق مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں بارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ

اے پیغمبر (مسلمانوں سے کہہ دے کہ) جب تم طلاق دینی چاہو عورتوں کو تو انکو طلاق دو ان کی عدت وا

وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ

کے شروع میں اور شمار کرو عدت و۲ اور ڈرو اللہ سے جو تمہارا پروردگار ہے ان کو نہ نکالو

مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ

ان کے گھروں سے اور وہ خود بھی نہ نکلیں مگر یہ کہ کر بیٹھیں کوئی صریح بے حیائی کا کام

مُّبَيِّنَةٍ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ

اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو شخص آگے بڑھے اللہ کی حدوں سے

اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ

تو اس نے اپنے اوپر آپ ظلم کیا (اے مخاطب) تو نہیں جانتا شاید اللہ پیدا کر دے طلاق کے

بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ﴿۱﴾ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ

بعد کوئی بات پھر جب عورتیں قریب پہنچیں اپنی میعاد کے تو ان کو رکھ لو

خاصیت: آیت ۱۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

ع ۲ ۸ ۱۶

خلاصہ رکوع ۲

مصیبت میں صبر اور ہر حال میں اطاعت کا حکم دیا گیا۔ بیوی بچوں کی محبت کو امتحان فرمایا گیا۔ مال خرچ کرنے کا اجر ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورۃ التغابن

جس نے خواب میں اس کو پڑھا وہ ہدایت اور ایمان پر مرے گا۔ (ابن سیرین)

و۱ شان نزول

ابن ابی حاتم نے بوساطت قتادہ حضرت انسؓ کی روایت بیان کی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کو طلاق دے دی، حضرت صفیہ اپنے گھر چلی گئیں اس پر آیت ذیل نازل ہوئی کسی نے حضرت صفیہ سے جا کر کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق سے رجوع کر لیا (رجوع کرنے کی وجہ یہ تھی کہ) حضرت صفیہ صائم الدہر اور قائم اللیل تھیں۔

و۲ حاملہ کی عدت

جمہور کے نزدیک حاملہ کی عدت وضع حمل تک ہے خواہ ایک منٹ کے بعد ہو جائے یا کتنی ہی طویل مدت کے بعد ہو اس میں مطلقہ اور متوفی عنہا زوجہا دونوں کا ایک حکم ہے کما ہو مصرح فی الاحادیث۔ (تفسیر عثمانی)

بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ
خوبی کے ساتھ اور گواہ کر لو دو معتبر شخص اپنے لوگوں میں سے
عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ
اور ٹھیک ٹھیک گواہی دو اللہ واسطے اس بات کی اس شخص کو نصیحت
بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ڛ وَمَنْ
کی جاتی ہے جو ایمان رکھتا ہے اللہ اور روز آخرت پر اور جو شخص ڈرتا رہے
يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝۲ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ
اللہ سے اللہ پیدا کر دے گا اس کیلئے نجات کی سبیل ف۱ اور اس کو وہاں سے رزق پہنچائے جہاں سے
لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ
اس کو گمان بھی نہ ہو ف۲ اور جو بھروسہ رکھے اللہ پر تو اللہ اس کو کافی ہے
اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝۳
بیشک اللہ اپنا کام پورا فرما لیتا ہے اللہ نے ٹھہرا رکھا ہے ہر چیز کو ایک اندازہ۔
وَالّٰۗـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ
اور جو عورتیں کہ نا امید ہو گئیں حیض کے آنے سے تمہاری بیبیوں میں سے
فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰۗـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ وَاُولَاتُ
اگر تم کو شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور جن عورتوں کو حیض کی نوبت نہیں آئی ان کی
الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ
عدت بھی تین مہینے اور جن کے پیٹ میں بچہ ہو ان کی

ف۱ جرم وسزا کے قوانین میں

اسلامی قانون کا حکیمانہ اصول

دنیا کی حکومتوں میں قواعد وقوانین کی تدوین اور جرائم کی سزا وتعزیر کا پرانا دستور ہے ہر قوم و ملک میں قوانین اور تعزیرات کی کتابیں لکھی گئی ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ قرآن کریم بھی اللہ کے قانون کی کتاب ہے مگر اس کا طرز تمام دنیا کی کتب قوانین سے نرالا اور عجب ہے کہ ہر قانون کے آگے پیچھے خوف خدا اور فکر آخرت کو سامنے کر دیا جاتا ہے تاکہ ہر انسان قانون کی پابندی کسی پولیس اور نگراں کے خوف سے نہیں بلکہ اللہ کے خوف سے کرے کوئی دیکھے یا نہ دیکھے خلوت ہو یا جلوت ہر صورت میں پابندی قانون کو ضروری سمجھے۔ صرف یہی سبب ہے کہ قرآن پر صحیح ایمان رکھنے والوں میں کسی سخت سے سخت قانون کی تنقید بھی زیادہ دشوار نہیں ہوتی۔ اس کیلئے اسلامی حکومت کو پولیس اور اس پر سپیشل پولیس اور اس خفیہ پولیس کا جال پھیلانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ (معارف القرآن)

ف۲ اگر نفع اور نقصان اور رزق آخرت کا مراد لیا جائے تب تو یہ معنی ہوں گے کہ عذاب سے نجات دے گا اور جنت کا رزق دے گا کہ اس تک کسی کا گمان بھی نہیں پہنچ سکتا اور اگر نفع نقصان اور رزق دنیا کا مراد ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک ظاہری جو اکثر ہوتی ہے کہ بلائیں ٹل جاویں اور رزق وغیرہ میں فراغت ہو جائے دوسرے باطنی جو تقویٰ سے ہمیشہ حاصل ہوتی ہے کہ اس پر بلا صبر و رضا نصیب ہو جائے کہ یہ بھی اس کی گرفت سے نجات ہے اور تھوڑے رزق پر قناعت ہو جائے کہ اس سے بھی اطمینان و سکون ویسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ بہت رزق سے اور چونکہ نفس کے اطمینان کا طریقہ طعام رزق کی فراخی ہے تو قناعت سے سکون و اطمینان یکساں ہوا۔

خاصیت: آیت ۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝٤ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ

عدت یہ ہے کہ وہ پیٹ کا بچہ جن لیں۔ اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے پیدا کر دے گا اس کے کام

اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ

میں آسانی۔ یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے نازل فرمایا تمہاری جانب اور جو اللہ سے ڈرتا رہے گا اللہ اس سے

وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ۝٥ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ

دور کر دے گا اس کے گناہوں کو اور اس کو بڑا اجر دیگا ف۱ طلاق دی ہوئی عورتوں کو رہنے کیلئے گھر دو جہاں

مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَاۗرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا

تم خود رہو اپنے مقدور کے موافق اور ان کو ایذا نہ دو کہ تم تنگی کرنے لگو

عَلَيْهِنَّ ۭ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ

ان پر اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر خرچ کرتے رہو یہاں تک کہ

حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ

وہ اپنا بچہ جنیں۔ ف۲ پھر اگر وہ دودھ پلائیں تمہاری خاطر تو ان کو ادا کر دو

اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ

ان کی اجرت اور آپس میں موافقت رکھو خوبی کے ساتھ اور اگر آپس میں ضد کرو

فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى ۝٦ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ

تو دودھ پلاوے گی اس کی خاطر کوئی اور عورت چاہیئے کہ خرچ کرے وسعت والا اپنی وسعت کے موافق۔

وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ

اور جس شخص کو اس کی روزی نپی تلی ملتی ہو تو وہ اسی کے موافق خرچ کرے جو اس کو اللہ نے دیا ہے۔

ف۱ تقویٰ کی پانچ برکات:
آیات مذکورہ میں جو تقویٰ کے فضائل و برکات کا بیان آیا اسکا خلاصہ پانچ چیزیں ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ متقی کے لئے دنیا و آخرت کے مصائب و مشکلات سے نجات کا راستہ نکال دیتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اُس کے لئے رزق کے ایسے دروازے کھول دیتے ہیں جن کی طرف اسکا دھیان بھی نہیں جاتا۔ تیسرے یہ کہ اُس کے سب کاموں میں آسانی پیدا فرما دیتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ اسکے گناہوں کا کفارہ کر دیتے ہیں۔ پانچویں یہ کہ اسکا اجر بڑھا دیتے ہیں۔ (معارف مفتی اعظم)

ف۲ بخلاف غیر حمل والیوں کے کہ ان پر خرچ کرنے میں انتہا تین حیض یا تین مہینے ہیں غرض یہاں مقصود خرچ کی غایت بتلانا ہے کہ حمل والیوں کا نفقہ حمل جننے تک واجب ہے مگر خرچ کرنے کا حکم بھی خاص طور پر اس لئے کر دیا کہ ممکن ہے شروع حمل میں طلاق دی ہو تو بچہ جننے تک کی مدت تین حیض یا غالباً تین ماہ سے زیادہ ہوگی اور اتنے دنوں تک نفقہ دینا نفس پر گراں ہوتا ہے اس لئے اس کو صراحۃً فرما دیا اور طلاق والی عورتوں کے لئے مطلقاً نفقہ اور گھر عدت تک دینا یہ حنفیہ کا مذہب ہے اور بعض ائمہ کے نزدیک جس کو طلاق بائن دی گئی ہو اور وہ حاملہ نہ ہو اس کے لئے نہ گھر دینا واجب ہے نہ نفقہ یہ احکام تو عدت کے متعلق تھے۔

اللّٰهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ۚ سَيَجْعَلُ

اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اسی قدر جتنا اس کو دے رکھا ہے اللہ عنقریب

اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ﴿۷﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ

پیدا کر دے گا تنگ دستی کے بعد آسائش اور بہت سی بستیاں بڑھ چلیں اپنے

عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ

پروردگار اور اس کے رسولوں کے حکم سے تو ہم نے ان سے حساب لیا سخت حساب اور ان پر

وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸﴾ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا

آفت لا ڈالی ان دیکھی آفت ۱؎ تو انہوں نے چکھا وبال اپنے کئے کا اور ان کا انجام کار

وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ﴿۹﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا

گھاٹا ہوا۔ اللہ نے تیار کر رکھا ہے ان کے لئے سخت عذاب

شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِى الْاَلْبَابِ ۖۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ

تو ڈرتے رہو اللہ سے اے عقلمندو جو ایمان لا چکے ہو!

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ﴿۱۰﴾ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ

اللہ نے نازل فرمائی تمہارے لئے کتاب (یعنی قرآن بھیج دیا) پیغمبر کہ پڑھتا ہے تم پر اللہ کی

اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

کھلی کھلی آیتیں تاکہ نکالے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک اعمال

الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ وَمَنْ يُّؤْمِنْ

کئے اندھیروں سے نور کی جانب! اور جو شخص ایمان لائے

خلاصہ رکوع ۱

طلاق دینے کا طریقہ عدت کا خیال اور مطلقہ کیلئے دیگر احکام ذکر فرمائے گئے۔ تقویٰ کی ترغیب اور اس کی برکات ذکر فرمائی گئیں۔ بڑی عمر کی عورتوں کی عدت اور حاملہ کی عدت اور مطلقہ کی عدت کا خرچہ مرد کے ذمہ ضروری ہے۔ رضاعت کے احکام ذکر فرمائے گئے۔

ع ۱ / ۱۷

۱؎ بالشت بھر زمین دبانے کا عذاب:

صحیحین کی صحیح حدیث میں ہے جو شخص ظلم کر کے کسی کی ایک بالشت بھر زمین لے لے گا اسے ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ صحیح بخاری میں ہے اسے ساتویں زمین تک دھنسا دیا جائے گا۔ میں نے اس کی تمام سندیں اور کل الفاظ شروع ابتدا اور انتہا میں زمین کی پیدائش کے ذکر میں بیان کر دیئے ہیں۔ فالحمد للہ۔ (تفسیر ابن کثیر)

ع ۱۴ / مع

خاصیت: آیت ۷ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

اللہ پر اور نیک عمل کرے اللہ اس کو داخل فرمائے گا ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ

ان کے نیچے نہریں ہمیشہ ہمیشہ وہیں رہیں گے بیشک اللہ نے ان کو خوب ہی روزی

رِزْقًا ۝١١ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ

دی۔ اللہ وہ ذات ہے جس نے پیدا کئے سات آسمان اور زمین بھی

مِثْلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى

اتنی ہی! ف۱ نازل ہوتا رہتا ہے حکم آسمان و زمین کے درمیان تاکہ تم جانو کہ اللہ ہر چیز پر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝١٢ ع

قادر ہے اور یہ کہ اللہ کا علم گھیرے ہوئے ہے ہر چیز کو۔

سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ تحریم مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں بارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ

اے پیغمبر؟ تو کیوں حرام کرتا ہے جو اللہ نے حلال کردیا ہے تیرے لئے۔ ف۲ تو چاہتا ہے خوشنودی اپنی

اَزْوَاجِكَ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝١ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ

بیبیوں کی۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اللہ نے ٹھہرا دیا ہے تمہارے لئے

تعبیر سورہ طلاق

جو شخص خواب میں اس کو پڑھے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان اس قدر جھگڑا ہو جائے گا کہ نوبت جدائی تک پہنچ جائے گی مگر مرد مہر ادا کرے گا۔ (ابن سیرینؒ)

ف۱ یعنی زمینیں بھی سات پیدا کیں جیسا ترمذی وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ ایک زمین کے نیچے دوسری زمین ہے اس کے نیچے تیسری زمین ہے اسی طرح سات زمینیں ہیں اور ان میں یہ بھی احتمال ہے کہ نظر آتی نہ ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ نظر آتی ہوں اور لوگ ان کو ستارے سمجھتے ہوں

خلاصہ رکوع ۲

۱ نافرمانی کی سزا اور اہل عقل کو تنبیہ فرمائی گئی۔
۲ سات زمین و آسمان کی تخلیق اور نزول احکام کا مقصد ذکر فرمایا گیا۔ ع ۵

۱۸ جیسا کہ مریخ کی نسبت بعض کا گمان ہے کہ اس میں پہاڑ اور نہریں اور آبادی ہے اور حدیث میں جو ان زمینوں کا اس زمین کے نیچے ہونا وارد ہے ممکن ہے کہ وہ بعض حالات کے اعتبار سے ہو گی زمینیں اس سے

ف۲ سبب نزول اول کی آیتوں کا حضرت عائشہؓ سے صحیح بخاری وغیرہ میں اس طرح منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول شریف تھا کہ بعد عصر کھڑے کھڑے بیبیوں کے پاس تشریف لاتے ایک بار حضرت زینبؓ کے پاس معمول سے زیادہ ٹھہرے اور شہد پیا تو مجھ کو رشک آیا میں نے حفصہؓ سے مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس تشریف لائیں وہ یوں کہے کہ آپ نے مغافیر نوش فرمایا ہے یہ ایک گوند ہے جو کہ کریہ الرائحہ ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ نے فرمایا میں نے تو شہد پیا ہے ان بی بی نے کہا کہ شاید کوئی مکھی اس کے درخت پر بیٹھ گئی ہو گی اور اس کا عرق چوس لیا ہو گا آپ نے بقسم فرمایا کہ میں پھر شہد نہ

تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝۲

کھول ڈالنا تمہاری قسموں کا اور اللہ تمہارا کارساز ہے اور وہی واقف کار حکمت والا ہے۔

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا

اور جب چپکے سے نبی نے اپنی کسی بی بی سے ایک بات کہی۔ تو پھر جب اس

نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ

بی بی نے اس راز کا افشا کر دیا اور اللہ نے پیغمبر کو مطلع کر دیا افشائے راز پر پیغمبر نے بات میں سے کچھ جتایا

عَنْ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَكَ هٰذَا ۭ

اور کچھ ٹال دیا ف۱ پھر جب پیغمبر نے اس بی بی سے افشاء راز جتایا بی بی بولی کہ کس نے اس کی آپ کو خبر دی۔ پیغمبر

قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝۳ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ

نے کہا مجھ کو خبر دی واقف کار خبردار (اللہ) نے اگر (اے پیغمبر کی دونوں بیبیو) تم توبہ کرو اللہ کی جناب میں

صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ

(تو بہتر ہے) بیشک کج ہو گئے ہیں تمہارے دل ف۲ اور اگر باہم اتفاق کرو گی رسول (کے رنج پہنچانے)

مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

پر تو اللہ اس کا رفیق ہے اور جبریل اور نیک مسلمان اور نیز فرشتے اس کے

بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝۴ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ

بعد مددگار ہیں ف۳ اگر پیغمبر تم کو طلاق دیدے تو کچھ بعید نہیں کہ اس کا پروردگار اس کو

يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ

بدلہ میں ایسی بیبیاں مرحمت فرما دے کہ تم سے بہتر ہوں۔ فرمانبردار با ایمان نمازی

پیوں گا اور اس خیال سے کہ حضرت زینب کا جی برا نہ ہو اس کے اخفا کی تاکید فرمائی مگر ان بی بی نے دوسری سے کہہ دیا اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت حفصہ شہد پلانے والی ہیں اور حضرت عائشہ اور حضرت سودہؓ اور حضرت صفیہؓ صلاح کرنے والی ہیں اور بعض روایات میں اور طرح بھی قصہ آیا ہے ممکن ہے کہ کئی واقعے ہوں اور سب کے بعد یہ آیتیں نازل ہوئی ہوں ۱۲

ف۱ یعنی آپکا کرم اس غایت تک ہے کہ اپنے حکم کیخلاف کرنے پر جو بی بی کی شکایت کرنے بیٹھے تو شکایت کے وقت بھی پوری بات نہیں فرمائی کہ تم نے میری یہ بات کہہ دی اور یہ بھی کہہ دی کہ اس سے انکو شرمندگی زیادہ ہوتی بلکہ کچھ اجزاء کا ذکر فرمایا تا کہ انکو یہ گمان ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بس اتنی ہی بات کہنے کی خبر ہوئی ہے زیادہ کی نہیں ہوئی تو شرمندگی کم ہو۔

ف۲ کیونکہ تم حضور کی دوسری بیبیوں سے ہٹا کر اپنا ہی بنا لینا چاہتے ہو چونکہ اسکا منشا محبت رسول ہے اس لئے فی نفسہ یہ بات بری نہ تھی مگر اس سے دوسروں کے حقوق کا ضائع کرنا اور دل توڑنا لازم آتا ہے اس وجہ سے بری ہے اور توبہ کے لائق ہے۔

ف۳ شانِ نزول

بخاری نے حضرت عمرؓ کی روایت حدیث میں بیان کیا کہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا یا رسول اللہ عورتوں کے معاملہ میں آپ کیلئے کیا دشواری ہے اگر آپ اُن کو طلاق دیدیں گے تو (آپ کا کچھ نقصان نہ ہوگا کیوں کہ) اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور فرشتے اور جبرئیل و میکائیل اور ابوبکر اور مؤمن بھی آپ کے ساتھ ہیں اللہ کا شکر ہے کہ میں نے جب کوئی بات کہی تو اللہ سے مجھے امید رہی کہ وہ میری بات کو سچا کر دے گا چنانچہ میرے اس کلام کے بعد آیت ذیل نازل ہوئی۔

قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ﴿٥﴾

توبہ کرنے والیاں عبادت گزار روزہ دار دہا جیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا

اور کنواریاں۔ مسلمانو بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی

النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا

(یعنی کافر) اور پتھر (یعنی بت) ف۱ اس پر فرشتے (تعینات) ہیں تندخو زبردست۔ اللہ کی

يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿٦﴾

نافرمانی نہیں کرتے اس میں جو وہ ان کو فرمائے اور وہی کرتے ہیں جو ان کو حکم دیا جاتا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ

(اس دن ہم فرمائیں گے) اے کافر۔ مت بہانے بناؤ آج کے دن۔ بس تم کو اسی

مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٧﴾ ۧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ

کی سزا دی جائے گی جو تم کیا کرتے تھے۔ مسلمانو توبہ کرو اللہ کی جناب میں صاف دل

تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ

کی توبہ ف۲ امید ہے کہ تمہارا پروردگار تم سے دور کر دے تمہارے گناہ اور تم کو

وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا

داخل فرمائے ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں جس دن کہ اللہ رسوا نہ کرے گا نبی کو

يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى

اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے اس کے ساتھ ان کا نور دوڑ رہا ہوگا ان کے آگے آگے

ف۱ بیوی اور اولاد کی تعلیم وتربیت
حضرات فقہاء نے فرمایا کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنی بیوی اور اولاد کو فرائض شرعیہ اور حلال وحرام کے احکام کی تعلیم دے اور اس پر عمل کرانے کیلئے کوشش کرے۔

ف۲ توبہ کی چار علامتیں
توبہ نصوحا یعنی خالص توبہ اور خالص توبہ وہ ہے جس کے بعد عود الی الاثم نہ ہو۔
توبہ کی چار علامتیں
۱-القلۃ ۲-العلۃ
۳-الذلۃ ۴-العزلۃ
۱- قلت سے مراد قلت طعام، قلت منام، قلت کلام۔
۲- علت سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے عیوب اور بیماری پر نظر رکھے جب اسے یقین ہو جائے کہ میں بیمار ہوں تو علاج پرہیز کی طرف متوجہ ہو جائے۔
۳- اللہ تعالی کے سامنے اپنے آپ کو ذلیل وکمزور سمجھے اسکے سامنے خوب عاجزی وانکساری سے پیش آئے۔
۴- عزلت کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں سے الگ تھلگ رہے غیر ضروری ملاقاتیں ختم کردے۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر محمود)

خلاصہ رکوع ۱
ع ۱۹ حلال کو حرام کرنے کی ممانعت اور کفارہ کا قانون ذکر فرمایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حسن معاشرت اور ازواج مطہرات کو نصائح فرمائے گئے۔ اہل خانہ کی اصلاح کی ذمہ داری اور اہل جہنم کا تذکرہ فرمایا گیا۔

بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ

اور ان کی داہنی جانب عرض کریں گے ف۲ کہ اے ہمارے پروردگار پوری فرما ہمارے لئے

لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۸﴾

ہماری روشنی اور ہم کو بخش دے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے ف۲

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ

اے پیغمبر جہاد کر کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کر

عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۹﴾ ضَرَبَ

اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور وہ بری جگہ ہے۔ اللہ نے مثال بیان

اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ

فرمائی کافروں کے لئے نوح کی بی بی کی اور لوط کی

لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ

بی بی کی۔ یہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں پھر ان دونوں نے اس سے

فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ

خیانت کی تو یہ دونوں دفع نہ کر سکے اپنی بیبیوں سے کچھ اللہ کا عذاب اور حکم دیا گیا

ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

کہ تم دونوں چلی جاؤ دوزخ میں جانے والوں کے ہمراہ۔ اور اللہ نے مثال بیان فرمائی

لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ

مسلمانوں کے لئے فرعون کی بی بی کی جب اس نے کہا کہ اے میرے پروردگار

ف۱ ایک حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنی رحمت نازل کرے جو کہتا ہے کہ اے میرے بیوی بچو، تمہاری نماز، تمہارا روزہ تمہاری زکوٰۃ، تمہارا مسکین، تمہارا یتیم اور تمہارا پڑوسی۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو ان کے ساتھ جنت میں جمع فرمائیں گے۔ تمہاری نماز تمہارا روزہ وغیرہ فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں کا خیال رکھو اس میں غفلت نہ ہونے پائے اور "مسکینکم یتیمکم" وغیرہ فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے جو حقوق تمہارے ذمہ ہیں ان کو خوشی اور پابندی سے ادا کرو اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں وہ شخص ہوگا جس کے اہل وعیال دین سے جاہل اور غافل ہوں۔ (معارف القرآن)

ف۲ اور نور کے باقی رکھنے کی دعا اس لئے کریں گے کہ پل صراط پر منافقوں کا نور بجھ جاوے گا جس کا ذکر سورہ حدید میں گزرا ہے اس وقت مومنین یہ دعا کریں گے غرض رسوائی نہ ہونے کی طرح نور کا باقی رہنا بھی سب مومنین کے لئے عام ہے اور اس سے گنہگار مسلمانوں کا جہنم میں داخل ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ ممکن ہے کہ باوجود اس نور کے باقی رہنے کے پھر گناہوں کی وجہ سے آگ میں داخل ہوں رہا یہ کہ پھر نور کے باقی رہنے سے کیا فائدہ سو ممکن ہے کہ وہ نور اصل میں ان کے ایمان کی صورت مثالیہ ہو جس کا ایمان کے ساتھ باقی رہنا لازم ہوگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے انس کا حاصل ہونا مقصود ہو جس سے گناہگار مسلمانوں کو جہنم میں کفار کی سی وحشت نہ ہوگی آگے کفار و منافقین کے مردود اور جہنمی ہونے کی خبر دیتے ہیں۔

ع ۲

خاصیت: آیت ۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ

بنا میرے لئے اپنے پاس ایک گھر جنت میں اور مجھ کو نجات دے فرعون

وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١١﴾ وَمَرْيَمَ

اور اس کے کرتوت سے اور مجھے نجات دے ظالم لوگوں سے اور عمران کی بیٹی

ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ

مریم کی جس نے حفاظت کی اپنی شرمگاہ کی۔ پھر ہم نے اس میں پھونک دی

مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ

ایک اپنی روح اور وہ تصدیق کرتی رہی اپنے پروردگار کے کلمات اور

وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ﴿١٢﴾

اس کی کتابوں کی اور وہ تھی فرمانبردار بندوں میں سے ؎۱

تعبیر سورہ التحریم

خواب میں اس کا پڑھنے والا محرمات کے ارتکاب سے محفوظ رہے گا۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع ۲

توبہ نصوح کا حکم اور اصحاب رسول کو جنت کی بشارت فرمائی گئی۔ نور ایمان کے اتمام کی دعا سکھائی گئی۔ کفار و منافقین سے جہاد کا حکم اور خاوند بیوی کا کام نہ آسکنے کی تاکید کے سلسلہ میں حضرت نوح و لوط علیہما السلام اور حضرت آسیہ کا تذکرہ فرمایا گیا۔ حضرت مریم علیہا السلام کی فضیلت ذکر فرمائی گئی۔

ع ۲

؎۱ حضرت عائشہؓ کی فضیلت:

حضرت ابوموسیٰ کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کامل مرد تو بہت ہیں کامل عورتیں سواء آسیہ زوجہ فرعون اور مریم بنت عمران اور کوئی نہیں اور عائشہؓ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے دوسرے کھانوں پر ثرید کی برتری۔

رواہ احمد والشیخان فی الصحیحین والترمذی و ابن ماجہ، ثعلبی اور ابو نعیم کی روایت میں حدیث مذکور بالفاظ ذیل آئی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کامل مرد تو بہت ہیں کامل عورتیں صرف چار ہیں، آسیہ بنت مزاحم زوجۂ فرعون، مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے کھانوں پر ثرید کی برتری۔

خاصیت: آیت ۱۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اٹھائیسواں پارہ

فضائل، خواص، فوائد وعملیات

سورۂ مجادلہ....فضائل وخواص

مریض کے پاس پڑھنے سے اس کو نینداور سکون آئے اور اگر کاغذ پر لکھ کر غلہ میں رکھ دے تو اس میں کوئی بگاڑ نہ ہو۔
سورۃ مجادلہ کا ایک مرتبہ رات کو پڑھنا نفاق کی صفت سے خدا کے حکم سے محفوظ رہتا ہے۔

خاصیت آیت ۱....برائے اصلاح خاوند

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَکِیْٓ اِلَی اللّٰهِ. وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَکُمَا. اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ م بَصِیْرٌ

جس عورت کا خاوند زبان دراز ہو اور گالیاں بکتا ہو اور اگر عورت چاہے کہ مرد گالیاں بکنا موقوف کر دے وہ عورت ایک ہزار سو مرتبہ گیارہ روز تک اس آیت کو پڑھے اور خاوند کو پڑھا ہوا پانی پلائے ان شاءاللہ بہت جلد مرد کے اخلاق درست ہوں گے۔ (طب روحانی)

سورۂ حشر....فضائل وخواص

اس کی پہلی آیت ایک سو مرتبہ روزانہ پانی پر دم کر کے یرقان والے مریض کو پلانا نہایت مفید ہے۔

خاصیت آیت ۱....برائے یرقان

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

یرقان والے مریض کو ایک سو مرتبہ روزانہ تین روز تک پانی پر دم کر کے پلانا نہایت مفید ہے۔ (طب روحانی)

فائدہ آیت ۲۲

وہ خوش نصیب شخص جس کا جبرائیل کے کہنے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کے ساتھ استقبال کیا

نقل ہے کہ سلمان فارسی بزمانہ شہزادگی ایک روز شکار کو گئے۔ راستہ میں ایک قافلہ پڑا تھا جو مدینہ سے آیا ہوا تھا کیا دیکھتے ہیں کہ ان میں ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے۔ اس کے قیام اور رکوع سجود کرنے سے ان کا دل نرم ہوا اور اچھا معلوم ہوا۔ اس شخص کے پاس گئے پاس جا کر سنا تو پڑھ رہا ہے۔

”ھو اللہ الذی لآ الہ الا ھو، عالم الغیب و الشھادۃ، ھو الرحمن الرحیم“

کلام ربانی کی لذت نے کفر سے جی پھیر دیا اور اسلام کے ذائقہ کا مزا ان کے دل میں آیا۔ اس سے پوچھا اے شخص تو کیا کر رہا ہے؟ اس نے کہا خدا کی نماز پڑھ رہا ہوں اور کلام مجید میں جو خدا کا کلام ہے اس کو پڑھتا ہوں۔ کہا یہ خدا کا کلام کس پر نازل ہوا ہے؟ اس نے کہا

مدینہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے ہیں ان پر نازل ہوا ہے۔ کہا وہ کیسے شخص ہیں؟ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات بیان کیں۔ حضرت سلمان نادیدہ مشتاق ہوگئے اور یہاں تک اشتیاق ہوا کہ شہزادگی چھوڑ کر کمبل اوڑھ لیا اور خفیہ طور پر مدینہ میں پہنچ گئے۔ جب یہ مدینہ میں آئے حضرت جبرئیل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور سارا ماجرہ بیان کیا اور کہا یارسول اللہ! آپ ان کا استقبال کیجئے کہ وہ آپ کے نہایت مشتاق ہیں۔ چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مع صحابہؓ ان کا استقبال کیا۔ دیکھا کہ کمبل بغل میں نمدہ کی ٹوپی سر پر ہے اشتیاق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مست وسرشار چلے آتے ہیں۔

جب انہوں نے آپ کو دیکھا بے تاب ہوکر کہنے لگے: "انی اشهد ان لا اله الا الله و اشهدانک رسوله بالحق"

آپؐ نے ان کو بغل میں لیا اور مدینہ میں لے آئے اور فرمایا: "من احب سلمان فقد احبنی"

یعنی جس نے سلمانؓ کو دوست رکھا اس نے مجھ کو دوست رکھا۔ جب سلمانؓ مدینہ میں رہنے لگے تو لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کی زبان فارسی ہے۔ ہم لوگ بالکل سمجھ نہیں سکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمانؓ کو بلایا اور کہا اے سلمانؓ اپنا منہ کھول۔ آپ نے اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈال دیا۔ فی الحال حضرت سلمانؓ عربی بولنے لگے۔ یہ لوگ تھے جنہوں نے سلطنت دنیا کو ترک کردیا۔ سلطنت ہی کو ترک نہیں کیا بلکہ دنیا کی محبت ترک کردی اور مولیٰ کی محبت میں غرق ہوگئے۔ (اللہ والوں کی دنیا سے بے رغبتی)

سورۂ ممتحنہ .... فضائل وخواص

دشمن کا خوف ختم کرنے کیلئے اس سورۃ کو دو دفعہ فجر کی نماز کے بعد پڑھ کر دُعا کرنا نہایت مفید ہے۔

جو عورت اپنے خاوند سے طلاق لینا چاہتی ہے اور خاوند اس کو طلاق نہیں دیتا وہ عورت اس مبارک سورۃ کو گیارہ مرتبہ گیارہ روز تک پڑھے ان شاء اللہ کوئی صورت ضرور اس کی رہائی کی ہوجائے گی۔

وساوس شیطانی دفعہ کرنے کے لئے اس مبارک سورۃ کو ایک مرتبہ صبح اور ایک مرتبہ شام پڑھنا بھی شیطانی وساوس کے دفع کرنے کے لئے نہایت مفید ہے۔

اس مبارک سورۃ کو لکھ کر کسی بدزبان عورت کو گھول کر پلانا نہایت مفید ہے۔

جس گھر میں یہ سورت پڑھی جائے گی اس گھر میں کبھی بھی شیطان داخل نہ ہوگا۔ (طب روحانی)

سورۂ صف .... فضائل وخواص

سورۃ صف کا صبح کی نماز کے بعد روزانہ تین مرتبہ پڑھنا ہرایک قسم کی ناگہانی آفت بیماری اور بلا سے بفضلہ تعالیٰ محفوظ رہے گا۔

اس سورت کو صبح ایک مرتبہ پڑھ کر پانی پہ دم کرکے بچہ کو پلانا ذہن کو کھولتا ہے۔ اس سورت کا ظہر کی نماز کے بعد پڑھنا قلب کو نورانی کرتا ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۱.. زبان بندی کیلئے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

دشمن کی زبان بند کرنے کے لئے ایک کوری ٹھیکری پر ان آیتوں کو لکھ کر کسی پرانے کنویں میں ڈالنا نہایت مفید ہے۔

خاصیت آیت ۴... عمل برائے تہجد

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ

اگر کوئی شخص چاہے کہ تہجد کے وقت رات کو میری آنکھ کھل جائے وہ گیارہ مرتبہ اس آیت مبارکہ کو پڑھ کر سو جائے بفضلہٖ تعالیٰ ٹھیک وقت پر آنکھ کھل جائے گی۔

سورۂ جمعہ....فضائل وخواص

خاصیت آیت ۱ تا ۴..مرگی سے بچنے کیلئے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ. وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ. وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

ان چار آیات کو روزانہ اور ہمیشگی کے ساتھ پڑھنا مرگی کے مرض سے محفوظ رکھتا ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۱۱.. پابندی نماز کیلئے

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا. قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ. وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

جس شخص کے مزاج میں نماز جماعت کی اور جمعہ کی پابندی نہ ہو اور چاہے کہ میں پابند ہو جاؤں تو ایک سو تیرہ مرتبہ روزانہ عصر کی نماز کے بعد اس مبارک آیت شریفہ کی تلاوت کرے۔ (طب روحانی)

سورۂ منافقون....فضائل وخواص

اس سورۃ کا پڑھنا نفاق کے مرض سے محفوظ رکھتا ہے۔ جو کوئی اسے پڑھ کر سوئے اُس کے دُشمن ہمیشہ پامال اور ذلیل رہیں گے۔

سورۂ منافقون کا روزانہ پڑھنا نفاق کے مرض سے محفوظ رکھتا ہے۔

جو کوئی اس مبارک سورۃ کو رات کو پڑھ کر سوئے گا تو اس کے دشمن ہمیشہ پامال اور ذلیل رہیں گے۔

خاصیت آیت ۸... برائے عزت و وقار

يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ. وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

اگر کوئی شخص دنیا داروں میں عزت اور لوگوں کی نظروں میں وقار پیدا کرنا چاہے وہ روزانہ ایک ہزار مرتبہ ان مبارک آیات کو فجر کی نماز کے بعد پڑھے۔ (طب روحانی)

سورۂ تغابن....فضائل وخواص

پڑھ کر کسی ظالم کے پاس چلا جائے تو اس کے شر سے محفوظ رہے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱..دردسر کیلئے مفید عمل

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اگر کوئی شخص چاہے کہ میرے سر میں کبھی درد نہ ہو تو وہ شخص سات مرتبہ سر پر ہاتھ رکھ کر صبح اور مغرب کے بعد اس آیت مبارکہ کو پڑھے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۱۸..مال واولاد کیلئے ترقی کا عمل

عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

ترقی اولاد اور ترقی مال کے لئے نیا طریقہ اور یہ ہے کہ ہر روز صبح کی نماز کے بعد ایک سو تیرہ مرتبہ ان مبارک آیتوں کا پڑھنا پھر مصلے سے اٹھتے ہی فوراً ایک پیسہ سے لے کر جہاں تک ہو سکے کسی یتیم غریب کو خیرات کرنا اور روزانہ تا زیست ایسا ہی کرنا غریب انسان کو امیر کبیر اور صاحب اولاد کثیر بنا تا ہے خدا کا فضل درکار ہے۔ اعتقاد شرط ہے۔(طب روحانی)

سورۂ طلاق....فضائل وخواص

اس سورۃ کا تین دن تک تین مرتبہ پڑھ کر زخموں پر دم کرنا زخموں کو جلد اچھا کر دیتا ہے۔ غمگین شخص کا اس سورۃ کو ایک دفعہ تلاوت کرنا دل سے غم کو دور کرتا ہے۔

غمگین شخص کا اس مبارک سورۃ کا ایک مرتبہ تلاوت کرنا غم کو دل سے دور کر دیتا ہے۔

سورۂ طلاق کا تین دن تک تین مرتبہ پڑھ کر شدید زخموں پر دم کرنا خدا کے فضل سے زخموں کو جلد اچھا کرتا ہے۔

خاصیت آیت ۳

وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ. اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ. قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا

فراخی رزق کیلئے اور جس مہم میں چاہے اس کو پڑھے ان شاء اللہ تنگدستی دور ہو جائے گی۔ اور مہم آسان ہو گی۔(اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۷

وَمَنْ قُدِرَ عَلَیْهِ رِزْقُهٗ فَلْیُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰهُ اللّٰهُ. لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰهَا سَیَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا

جس کی روزی تنگ ہو گناہوں سے توبہ کرے اور نیک کاموں کا ارادہ کرے اور شب جمعہ کی نصف شب کو اٹھ کر سو مرتبہ استغفار، سو مرتبہ درود شریف، سو مرتبہ یہ آیت اور پھر سو مرتبہ درود شریف پڑھ کر سو رہے۔ خواب میں معلوم ہو جائے گا کہ کیا تدبیر کرے کہ تنگی رزق دور رہو۔(اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۳۰...دعا بوقت کھیتی

وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ. وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ. اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ. قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا

کھیت میں غلہ زیادہ ہونے کیلئے ان آیات کو کھیتی کی کاشت کرنے کے وقت سے لیکر کاٹنے تک مسلسل پڑھنا نہایت مفید ہے۔(طب روحانی)

سورۂ تحریم....فضائل وخواص

مریض پر دم کرنے سے درد کو سکون اور مرگی والے کو افاقہ ہو اور جس کو نیند نہ آتی ہو نیند آجائے اور مدتوں کا قرض ادا ہو۔(اعمال قرآنی)

فائدہ آیت ۸....توبہ کی چار علامتیں

توبۃ نصوحا یعنی خالص توبہ اور خالص توبہ وہ ہے جس کے بعد دوبارہ گناہ نہ ہو۔ توبہ کی چار علامتیں (۱) القلۃ (۲) العلۃ (۳) الذلۃ (۴) العزلۃ۔

(۱) قلت سے مراد قلت طعام، قلت منام، قلت کلام۔

(۲) علت سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے عیوب اور بیماری پر نظر رکھے، جب اسے یقین ہو جائے کہ میں بیمار ہوں تو علاج پرہیز کی طرف متوجہ ہو جائے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے آپ کو ذلیل و کمزور سمجھے، اس کے سامنے خوب عاجزی وانکساری سے پیش آئے۔

۴۔ عزلت کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں سے الگ تھلگ رہے، غیر ضروری ملاقاتیں ختم کر دے۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر محمود)

خاصیت آیت ۱۱..ظالم سے نجات کیلئے

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ م اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

اگر کسی عورت کا خاوند ظالم ہو یا کوئی شخص کسی جابر حاکم کے بس میں آ گیا ہوا یسا شخص اس آیت مبارکہ کو تین ہزار مرتبہ عشاء کی نماز کے بعد اکیس دن تک پڑھے ان شاء اللہ بالضرور قید سے رہائی اور مخلصی ہو جائے گی عمل مجرب ہے۔

سورۂ تحریم کو جو عورت ہمیشہ پڑھے گی ان شاء اللہ خاوند اس کا ہمیشہ اسے آرام وراحت سے رکھے گا۔ اولاد تابعدار ہوگی۔ (طب روحانی)

فضائل وخواص از کتاب

اَلدُّرَرُ النَّظِيْم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم

سورۃ المجادلۃ

۱......مریض اگر بے چین ہو تو اس کے پاس سورۃ المجادلہ پڑھنے سے اسے تسکین ملے گی اور سو جائے گا اگر تکلیف و درد ہے تو جاتا رہے گا۔ ۲......جو آدمی دن رات کو سورۃ المجادلہ پڑھے تو وہ ہر آفت سے محفوظ رہے گا۔

سورۃ الحشر

۱......جو آدمی سورۃ الحشر پڑھے اسے دنیا وآخرت کا امن حاصل ہوگا۔

۲......سورۃ فاتحہ، سورۃ حشر کی آخری چار آیات اور قل ھو اللہ احد تین مرتبہ، معوذتین تین تین مرتبہ لکھے پھر یہ لکھے

اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اِلٰهَ النَّاسِ اَذْهِبِ الْبَأْسَ وَاشْفِ حَامِلَ كِتَابِيْ هٰذَا شِفَاءً لَا يُغَادِرُه، سُقْمًا بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ وَقُدْرَتِكَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

یہ سب چیزیں لکھ کر مریض کو پہنائیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے تندرست ہو جائے گا۔

۳......حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی صبح کے وقت یہ پڑھے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پھر سورہ حشر کی پہلی تین آیات پڑھے تو اللہ تعالیٰ ستر فرشتے مقرر فرماتے ہیں جو اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور اگر وہ آدمی اسی دن مر جائے تو شہادت کی موت مرے گا۔

اور جو شام کے وقت پڑھے تو اس کے لئے بھی یہی انعام ہے اور اگر اسی رات کو فوت ہو جائے تو اس پر شہداء کی مہر لگائی جاتی ہے۔

۴.....حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کھجوروں کا ایک ڈھیر رکھا تھا آپؓ نے محسوس کیا کہ کھجوریں کسی نے چرائی ہیں جب رات ہوئی تو آپ تاک میں بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک آیا آپؓ نے اس سے پوچھا کون ہو؟ اس نے کہا نصیبین میں رہنے والے جنوں میں سے ہوں ہم اس بیت اللہ کی زیارت کے ارادہ سے آئے تھے ہم نے اپنے ساتھیوں کو آگے بھیجا تو وہ ہم سے بچھڑ گئے اور ہم تمہاری کھجوریں کھاتے رہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر تم سچے ہو تو مجھے اپنا ہاتھ دو تو اس کا ہاتھ کتے کے ہاتھ کی طرح تھا۔ آپؓ نے اس سے فرمایا میری کھجوروں سے تم نے جو کھایا وہ تمہارے لئے حلال ہے اور بھی جو حاجت ہے وہ تجھے ملے گی کیا تم مجھے وہ چیز نہیں بتاتے جس کے سبب ہم سرکش جنوں سے بچ سکیں۔ تو اس نے سورۃ الحشر کے آخر کے کلمات لوانزلنا ہذا القرآن سے لے کر آخر سورۃ تک بتلائے۔

۵......جو آدمی اچھی طرح وضو کر کے چار رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھے پھر رکوع میں سورۃ الحشر پڑھے تو جس حاجت کی وہ نیت کرے گا اس کا پورا ہونا اس کے لئے آسان ہو جائے گا۔

۶......جو آدمی ذہن کا کمزور اور سست ہو اور بھول جاتا ہو تو وہ شیشہ کے گلاس میں سورۃ الحشر لکھے اور بارش کے پانی سے دھو کر پی لے تو اس کا ذہن قوی اور چست ہو جائے گا' بھولنے کی بیماری ختم ہو جائے گی۔

۷......اگر کسی عضو میں درد ہو تو سورۃ الحشر کے خاتمہ کی آیات پڑھ کر دم کر دے' اللہ تعالیٰ کے حکم سے درد جاتا رہے گا۔

سورۃ الممتحنۃ

جس آدمی کی تلی کی کوئی بیماری ہو وہ سورۃ الممتحنہ لکھ کر اس کا پانی پیئے' تین دن مسلسل ایسا کرے اللہ تعالیٰ کے حکم سے صحتیاب ہو جائے گا۔

سورۃ الصّف

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ. وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ(۸) هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ(۹) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ(۱۰) تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ. ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(۱۱) يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ. ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ(۱۲) وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا. نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ.

جو آدمی ان آیات کو سفید ریشم میں کستوری' زعفران اور چنبیلی کے پانی سے لکھ کر اپنی قمیص کے گھیرے میں رکھے' وہ جہاں جائے گا اس کا احترام ہوگا' عزت اور غلبہ حاصل ہوگا۔

سورۃ الجمعہ

جو آدمی سورۃ الجمعہ کی تلاوت ہمیشہ کرتا رہے وہ شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہتا ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ. وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

اس آیت کو کسی سیپ میں جمعہ کے دن لکھ کر اپنے مال وغیرہ میں رکھ دے تو اس میں برکت ہوگی اور اللہ کے حکم سے وہ محفوظ رہے گا۔

سورۃ المنافقون

۱......اگر کسی کو آشوب چشم ہو اس پر سوۃ المنافقون پڑھ کر دم کرنے سے صحت ہو جاتی ہے۔

۲......اگر کسی کو پھوڑے ہوں تو اس پر سورۃ المنافقون دم کرنے سے صحت ہو جاتی ہے۔

۳......کسی قسم کا درد ہو اس پر سورۃ المنافقوں دم کرنے سے صحت ہو جاتی ہے۔

وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ. وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ. يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ. هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ

اگر کسی ظالم دشمن کا خوف ہو تو مذکورہ آیت پاک مٹی پر پڑھ کر اس کے چہرے کی طرف چھڑکے بشرطیکہ اسے معلوم نہ ہو تو وہ ظالم اپنے ارادہ سے باز آ جائے گا۔

سورۃ التغابن

اگر کسی ظالم و جابر حکمران وغیرہ کا خوف ہو تو اس کے پاس جانے سے پہلے سورۃ التغابن پڑھ لے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے شر سے اسے کافی ہو جائیں گے۔

سورۃ الطلاق

۱......اگر سورۃ الطلاق لکھ کر پانی سے دھولیا جائے اور کسی آباد گھر کے دروازے پر وہ پانی چھڑک دیا جائے تو اس گھر میں جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں اور بعض دفعہ طلاق و فراق تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

۲......اور اگر سورۃ الطلاق لکھ کر پانی سے دھولیا جائے اور وہ پانی کسی جگہ میں چھڑک دیا جائے تو وہ جگہ کبھی آباد نہیں ہوگی ہمیشہ ویران ہی رہے گی۔

وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰهُ اللّٰهُ. لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰهَا سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا

جس آدمی پر روزی تنگ ہوئی ہو تو وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرلے اور نیکی و فرمانبرداری کا پختہ ارادہ کر لے اور پھر جمعہ کی رات میں سحری کے وقت اٹھ کر سو بار استغفار پڑھے اور یہی آیت پڑھتا ہوا سو جائے تو اسے اس تنگی سے نکلنے کا راستہ معلوم ہو جائے گا اور رزق کا دروازہ کھل جائے گا۔

سورۃ التحریم

۱......اگر کوئی بیمار ہو تو سورۃ التحریم پڑھنے سے شفاء ہوگی۔

۲......اگر کسی کو بے خوابی کا مرض ہو تو وہ سورۃ التحریم پڑھے اس کی یہ تکلیف جاتی رہے گی۔

۳......اگر کوئی مقروض ہے تو وہ سورۃ التحریم پڑھے اس کا قرضہ اترنے کے راستے پیدا ہو جائیں گے۔ (الدرالنظیم)

سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ ملک مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں تیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

بڑا بابرکت ہے وہ (اللہ) جس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر

قَدِيْرُ ۝١ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ

قادر ہے جس نے پیدا فرمایا موت اور زندگی کو تاکہ تم لوگوں کو آزمائے کہ تم میں کون

اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝٢ الَّذِيْ

اچھے عمل کرتا ہے؟ ف۱ اور وہ زبردست ہے بخشنے والا جس نے

خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ

پیدا کئے سات آسمان اوپر تلے (اے دیکھنے والے) کیا تو دیکھتا ہے رحمٰن کے پیدا فرمانے میں

الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ

کچھ فرق؟ تو لوٹا نظر (آسمان کی جانب) کہیں کوئی دراڑ

فُطُوْرٍ ۝٣ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ

دیکھتا ہے؟ پھر لوٹا نظر کو دوبارہ تیری جانب لوٹ آئے گی

الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝٤ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا

نظر ذلیل ہو کر تھک کر۔ اور ہم نے سجایا ورے آسمان کو چراغوں سے

ف۱ سات چیزوں سے پہلے عمل کرلو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ سات چیزوں سے پہلے عمل کرلو جو تمہارے سامنے آئیں گی (۱) ایسا افلاس جو (خدا اور احکام خدا کو) فراموش کردے۔ (۲) ایسی دولت جو سرکش بنا دے (۳) تباہ کن بیماری۔ (۴) بے علم بنا دینے والا بڑھاپا۔ (۵) (دنیا کو چھڑا دینے والی) موت (۶) دجال یہ ایسا شر ہے جس کا (ہر پیغمبر کے زمانہ میں) انتظار کیا جاتا رہا ہے (۷) اور قیامت کے ساتھ جو سب سے بڑی مصیبت اور تلخ ترین حقیقت ہے۔ ترمذیؒ اور حاکمؒ نے اس حدیث کو بیان کیا ہے اور حاکمؒ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے احمدؒ اور مسلمؒ نے بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کیا ہے کہ چھ چیزوں سے پہلے (اصلاح اعمال) کرلو (۱) مغرب سے آفتاب کا طلوع ہونا (۲) دھواں (۳) دابۃ الارض (۴) دجال (۵) وہ چیز جو ہر شخص کے لئے مخصوص ہے یعنی موت (۶) اور وہ امر جو عمومی ہوگا یعنی قیامت بیہقیؒ نے حضرت ابوامامہؓ کی روایت سے اسی طرح کی حدیث نقل کی ہے۔ (تفسیر مظہری)

حسن عمل کیا ہے؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی یہاں تک اَحْسَنُ عَمَلًا تک پہنچے تو فرمایا کہ اَحْسَنُ عَمَلًا وہ شخص ہے جو اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے سب سے زیادہ پرہیز کرنے والا ہو اور اللہ کی اطاعت میں ہر وقت مستعد و تیار ہو۔ (قرطبی) (معارف القرآن مفتی اعظم)

بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ

اور ہم نے ان کو بنایا شیطانوں کے مارنے کا آلہ ف۱ اور تیار کر رکھا ہے ان کے لئے دوزخ کا

عَذَابَ السَّعِيْرِ ﴿٥﴾ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ

عذاب۔ اور جو منکر ہوئے اپنے پروردگار کے ان کے لئے دوزخ کا عذاب ہے

جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٦﴾ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا

اور وہ بری جگہ ہے جب اس میں ڈالے جائیں گے اس کا چلّانا سنیں گے

لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ﴿٧﴾ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۭ

اور وہ دوزخ جوش مار رہی ہو گی (گویا) ابھی پھٹ پڑے گی جوش کے مارے!

كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ

جس بار اس دوزخ میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا۔ ان سے پوچھیں گے دوزخ کے

نَذِيْرٌ ﴿٨﴾ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَاۗءَنَا نَذِيْرٌ ڏ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا

داروغہ کہ کیا تمہارے پاس آیا نہ تھا کوئی ڈرانے والا۔ وہ کہیں گے ہاں آیا تھا ہمارے پاس ڈرانے

مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ښ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ

والا تو ہم نے جھٹلایا اور کہا کہ اللہ نے تو کچھ نازل نہیں کیا! تم بڑی گمراہی میں

كَبِيْرٍ ﴿٩﴾ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ

پڑے ہوئے ہو اور یہ بھی کہیں گے کہ اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو نہ ہوتے

اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿١٠﴾ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ

دوزخیوں میں۔ سو یہ لوگ قائل ہوئے اپنے گناہ کے تو لعنت دوزخ

ف۱ چراغوں سے مراد ستارے اور اجرام فلکی ہیں جو رات کے وقت سجاوٹ کا بھی ذریعہ بنتے ہیں اور ان سے شیطانوں کو مارنے کا کام بھی لیا جاتا ہے (توضیح القرآن)

مصابیح سے مراد ستارے ہیں اور نیچے کے آسمانوں کو ستاروں سے مزین کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ستارے آسمان کے اندر یا اس کے اوپر لگے ہوئے ہوں۔ بلکہ یہ تزین اس صورت میں بھی ثابت ہے جبکہ ستارے آسمان سے بہت نیچے خلا میں ہوں جیسے کہ تحقیق جدید سے اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ یہ اس کے منافی نہیں اور ستاروں کو شیاطین کے دفع کرنے کے لئے انگارے بنا دینے کا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ ستاروں میں سے کوئی مادہ آتشیں ان کی طرف چھوڑ دیا جاتا ہو۔ ستارے اپنی جگہ رہتے ہوں، عوام کی نظر میں کیونکہ یہ شعلہ ستارہ کی طرح حرکت کرتا ہوا نظر آتا ہے اس لئے اس کو ستارہ ٹوٹنا اور عربی میں انقضاض الکوکب کہہ دیتے ہیں۔ (قرطبی)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شیاطین جو آسمانی خبریں چرانے کے لئے چڑھتے ہیں وہ کواکب اور ستاروں سے نیچے ہی دفع کر دیئے جاتے ہیں۔ (قرطبی) (معارف مفتی اعظم)

السَّعِيْرِ ﴿۱۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ
والوں پر۔ جو لوگ ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے بے دیکھے ف۱ ان کے لئے مغفرت
وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۲﴾ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ
اور بڑا اجر ہے۔ اور تم اپنی بات چپکے سے کہو یا پکار کر کہو بیشک اللہ
عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۳﴾ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ
واقف ہے دلوں کے اسرار سے بھلا وہی ناواقف ہو جس نے پیدا کیا؟ اور وہ
اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۴﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ
باریک بین باخبر ہے ف۲ وہی ہے جس نے بنا دیا تمہارے لئے زمین کو نرم تو چلو پھرو
ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ﴿۱۵﴾
اس کے اطراف وجوانب میں اور کھاؤ اس کی دی ہوئی روزی اور اسی کی طرف زندہ ہو کر اٹھنا ہے۔
ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ
کیا تم اس سے نڈر ہو گئے جو آسمان میں ہے کہ وہ تم کو دھنسا دے زمین میں پھر یکا یک زمین
فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ﴿۱۶﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ
لرزنے لگے! یا تم اس سے نڈر ہو گئے جو آسمان میں ہے کہ تم پر بھیج دے
عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَقَدْ
پتھر برسانے والی ہوا۔ تو عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کیسا ہے میرا ڈرانا
كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ
اور جھٹلا چکے ہیں وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے تو کیسا ہوا میرا عذاب۔ کیا انہوں نے دیکھا نہیں پرندوں کی جانب

ف۱ عرش کا سایہ پانے والے

صحیحین کی حدیث میں ہے کہ جن سات شخصوں کو جناب باری اپنے عرش کا سایہ اس دن دے گا جس دن اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، ان میں سے ایک وہ ہے جسے کوئی مال و جمال والی عورت زنا کاری کی طرف بلائے اور وہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اسے بھی جو اس طرح پوشیدگی سے صدقہ کرے کہ دائیں ہاتھ کے خرچ کی بائیں ہاتھ کو خبر نہ لگے۔

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱ ۱۴ ۱

اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت موت وحیات کے مقصد کو ذکر فرمایا گیا۔ زمین وآسمان میں غور وفکر کی دعوت دی گئی۔ منکرین کا اقرار جرم اور ڈرنے والوں کی فضیلت ذکر فرمائی گئی۔

مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ اگر تم خدا کی ذات پر پورا پورا بھروسہ کرو تو وہ تمہیں اس طرح روزیاں دے، جس طرح پرندوں کو دے رہا ہے کہ اپنے گھونسلوں سے خالی پیٹ نکلتے ہیں اور آسودہ حال واپس جاتے ہیں، پس ان کا صبح شام آنا جانا اور رزق کو تلاش کرنا بھی توکل میں داخل سمجھا گیا کیوں کہ اسباب کا پیدا کرنے والا، انہیں آسان کرنیوالا وہی خدائے واحد ہے اسکی طرف قیامت کے دن لوٹنا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ف۲ حاصل استدلال کا یہ ہے کہ وہ ہر شے کا خالق مختار ہے پس تمہارے افعال احوال واقوال کا بھی خالق ہے اور اختیار سے پیدا کرنا علم کے بعد ہی ہو سکتا ہے پس خدا کا عالم ہونا ضروری ہوا اور اقوال کی کچھ تخصیص مقصود نہیں بلکہ اس کا علم ہر چیز کو عام ہے اور شاید اقوال کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس لئے کیا گیا ہو کہ باتیں کثرت سے واقع ہوتی ہیں غرض اس کو سب کا علم ہے وہ ہر ایک کو مناسب جزا دے گا۔

خاصیت: آیت ۱۳، ۱۴ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَٰٓفَّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ۘ مَا يُمْسِكُهُنَّ

اپنے اوپر کہ اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں اور (کبھی کبھی) سکیڑ لیتے ہیں ان کو کوئی نہیں تھام رہا

إِلَّا الرَّحْمَٰنُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ ﴿١٩﴾ أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي

مگر رحمٰن۔ بیشک وہ ہر چیز دیکھ رہا ہے ف۱ بھلا ایسا کون ہے

هُوَ جُندٌ لَّكُمْ يَنصُرُكُم مِّن دُونِ الرَّحْمَٰنِ ۚ إِنِ

جو تمہارا لشکر بنے تمہاری مدد کرے رحمٰن کے سوائے؟

الْكَافِرُونَ إِلَّا فِي غُرُورٍ ﴿٢٠﴾ أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ

کافر نرے فریب میں پڑے ہوئے ہیں بھلا ایسا کون ہے جو تم کو رزق پہنچا دے

إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ ۚ بَل لَّجُّوا فِي عُتُوٍّ وَنُفُورٍ ﴿٢١﴾ أَفَمَن

اگر اللہ روک لے اپنا رزق کوئی نہیں پر یہ کافر اڑے ہوئے ہیں

يَمْشِي مُكِبًّا عَلَىٰ وَجْهِهِ أَهْدَىٰ أَمَّن يَمْشِي سَوِيًّا

شرارت اور بدکنے پر بھلا جو شخص چلے اوندھا اپنے منہ پر وہ زیادہ راہ پائے ہوئے ہے

عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٢٢﴾ قُلْ هُوَ الَّذِي أَنشَأَكُمْ وَجَعَلَ

یا وہ شخص جو چلے سیدھا ایک سیدھی راہ پر ف۲ کہہ دے کہ وہی ہے جس نے تم کو نکال کھڑا کیا

لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۖ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٢٣﴾

اور بنائے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔

قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٢٤﴾

کہہ دے وہی ہے جس نے تم کو پھیلا دیا زمین میں اور اسی کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے۔

ف۱ قدرتِ خداوندی

پہلے آسمان و زمین کا ذکر ہوا تھا۔ یہاں درمیانی چیز کا ذکر ہے یعنی خدا کی قدرت دیکھو پرندے زمین و آسمان کے درمیان کبھی پر کھول کر اور کبھی بازو سمیٹے ہوئے کس طرح اڑتے رہتے ہیں اور باوجود جسم ثقیل مائل الی المرکز ہونے کے نیچے نہیں گر پڑتے نہ زمین کی قوت جاذبہ اس ذرا سے پرندے کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے بتلاؤ رحمٰن کے سوا کس کا ہاتھ ہے جس نے انہیں فضاء میں تھام رکھا ہے۔ بیشک رحمٰن نے اپنی رحمت و حکمت سے ان کی ساخت ایسی بنائی اور اس میں وہ قوت رکھی جس سے وہ بے تکلف ہوا میں گھنٹوں ٹھہر سکیں۔ وہ ہی ہر چیز کی استعداد کو جانتا اور تمام مخلوق کو اپنی نگاہ میں رکھتا ہے۔ شاید پرندوں کی مثال بیان کرنے سے یہاں اس طرف بھی اشارہ ہو کہ اللہ آسمان سے عذاب بھیجنے پر قادر ہے اور کفار اپنے کفر و شرارت سے اسکے مستحق بھی ہیں لیکن جس طرح رحمٰن کی رحمت نے پرندوں کو ہوا میں روک رکھا ہے، عذاب بھی اسی کی رحمت سے رکا ہوا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

ف۲ کافر منہ کے بل چلے گا

قتادہ نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں گناہوں پر اوندھا ہوگا، قیامت کے دن منہ کے بل چلے گا۔ جب کہ مومن سیدھے چل رہے ہوں گے۔ بخاری و مسلم نے بیان کیا کہ حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کافر کو منہ کے بل کیسے چلایا جائے گا فرمایا کہ کیا وہ خدا جو دنیا میں قدموں سے چلاتا ہے قیامت کے دن منہ کے بل چلانے پر قادر نہیں ہے۔ ایسی ہی روایت حضرت ابوہریرہؓ کے حوالہ سے ابوداؤدؒ نے نقل کی ہے (گذشتہ کلام میں کافروں کی فریب خوردگی کی صراحت کی تھی) اس جملہ میں انکی حالت بدگو اور زیادہ واضح کر دیا (تفسیر مظہری)

وَيَقُولُونَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ اِنَّمَا

اور کافر کہتے ہیں کہ کب ہو گا یہ وعدہ؟ اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ) کہہ دے

الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۶﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ

بس خبر تو اللہ ہی کو ہے اور میں تو صاف طور پر ڈر سنانے والا ہوں۔ تو جب اس وعدے

زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا

کو دیکھیں گے کہ پاس آ لگا بُرے بن جائیں گے منہ کافروں کے اور کہا جائے گا کہ یہی ہے

الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ

جس کو تم مانگا کرتے تھے کہہ دے بھلا دیکھو تو سہی اگر اللہ ہلاک کر دے

اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ

مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو یا ہم پر رحم فرمائے بہرحال ایسا کون ہے جو کافروں کو

مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ

پناہ دے دردناک عذاب سے۔ کہہ دے کہ وہی بڑا مہربان ہے ہم اس پر ایمان لائے

وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ

اور اسی پر بھروسہ کیا تو عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کون صریح گمراہی میں

مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ

پڑا ہوا ہے؟ کہہ بھلا دیکھو تو سہی اگر ہو جائے تمہارا پانی خشک

يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾ ع

تو کون تمہارے پاس لا موجود کرے گا جاری پانی ف۱

ف۱ پانی بھی تمہاری قدرت میں نہیں ہے:
یعنی زندگی اور ہلاکت کے سب اسباب اسی اللہ کے قبضہ میں ہیں۔ ایک پانی ہی کو لے لو، جس سے ہر چیز کی زندگی ہے اگر فرض کرو! چشموں اور کنوؤں کا پانی خشک ہو کر زمین کے اندر اتر جائے جیسا کہ اکثر موسم گرما میں پیش آ جاتا ہے تو کس کی قدرت ہے کہ مولیٰ کی طرح صاف شفاف پانی اس قدر کثیر مقدار میں مہیا کر دے جو تمہاری زندگی اور بقا کے لیے کافی ہو۔ لہٰذا ایک مومن متوکل کو اسی خالق الکل مالک علی الاطلاق پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ یہیں سے یہ بھی سمجھ لو کہ جب ہدایت کے سب چشمے خشک ہو چکے، اس وقت ہدایت ومعرفت کا خشک نہ ہونے والا چشمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں جاری کر دینا بھی اسی رحمان مطلق کا کام ہو سکتا ہے جس نے اپنے فضل و انعام سے تمام جانداروں کی ظاہری و باطنی زندگی کے سامان پیدا کیے ہیں اگر بفرض محال یہ چشمہ خشک ہو جائے، جیسا کہ اشقیا کی تمنا ہے تو کون ہے جو مخلوق کے لیے ایسا پاک وصاف نترا پانی مہیا کر سکے۔ (تفسیر عثمانی)

تعبیر سورۃ الملک
اس کو جو خواب میں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں عطا فرمائے گا اور اس کی املاک و خیرات زیادہ ہوگی۔ (ابن سیرین)

خلاصہ رکوع ۲
زمین و آسمان کی تسخیر اور سابقہ اقوام کی تکذیب اور خدائی عذاب کو ذکر
۲ فرمایا گیا۔ زمین و آسمان میں
ع ۱۲ قدرت خداوندی کے مظاہر ذکر
۲ فرمائے گئے۔ منکرین کا قیامت کے بارہ میں سوال کا جواب دیا گیا۔

سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ قلم مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں باون آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝۱ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ

قسم ہے قلم کی اور جو کچھ (فرشتے) لکھتے ہیں تو اپنے پروردگار کے فضل سے

بِمَجْنُوْنٍ ۝۲ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝۳ وَاِنَّكَ

دیوانہ نہیں ہے!ف۱ اور بیشک تیرے لئے اجر ہے بے انتہا اور کچھ شک

لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝۴ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۝۵

نہیں کہ تو اعلیٰ درجہ کے خلق پر (پیدا ہوا) ہے تو اب تو بھی دیکھ لے گا

بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝۶ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ

اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں کس کو خبط ہے۔ تیرا پروردگار ہے اس کو خوب جانتا ہے جو بھٹکا

عَنْ سَبِيْلِهٖ ۖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝۷ فَلَا تُطِعِ

اس کے راستہ سے اور وہی خوب جانتا ہے راہ پانے والوں کو سو تو کہا نہ

الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۸ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝۹ وَلَا

مان جھٹلانے والوں کا۔ وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تو ملائم پڑے تو وہ بھی ملائم پڑیں اور تو کہا نہ مان

تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝۱۰ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيْمٍ ۝۱۱

ہر ایسے شخص کا جو بہت قسمیں کھاتا ہے ذلیل ہے طعنے دیتا ہے چغلیاں کرتا پھرتا ہے نیک کام سے

ف۱ قلم کی پیدائش:

حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن صامت کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے اول اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا اور اس سے فرمایا لکھ۔ قلم نے عرض کیا کیا لکھوں ارشاد فرمایا تقدیر کو لکھ۔ چنانچہ قلم نے ہر وہ چیز لکھ دی جو گزر گئی اور آئندہ کبھی بھی ہونے والی ہے۔ (ترمذی نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد غریب کہا ہے) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آسمان اور زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار برس پہلے اللہ نے مخلوقات کی تقدیریں (اندازے) لکھ دیے تھے اور اس کا تخت (حکومت واقتدار) پانی پر تھا۔ (مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے دس سال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ لیکن حضور نے کبھی مجھے ہوں بھی نہیں فرمایا اگر میں نے کوئی کام کر لیا تو یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام کیوں کیا اور نہیں کیا تو یہ نہیں فرمایا کہ کیوں نہیں کیا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہی خوش خلق تھے کوئی ریشم۔ کوئی سلک بلکہ کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم میں نے نہیں چھوئی نہ حضور کے پسینہ سے زیادہ خوشبودار کسی مشک اور عطر کو پایا۔ (مسلم و بخاری)

مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿۱۲﴾ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ﴿۱۳﴾

روکتا ہے حد سے بڑھتا ہے گنہگار ہے۔ بدخو ہے اس سب کے بعد بداصل بھی ہے ف۱

اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۱۴﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ

اس سبب سے کہ مال اور بیٹے رکھتا ہے۔ جب اس پر پڑھی جاتی ہیں ہماری آیتیں بول اٹھتا ہے

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۵﴾ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۶﴾ اِنَّا

کہ یہ تو اگلوں کی کہانیاں ہیں ہم عنقریب داغ لگائیں گے سونڈ پر ہم نے

بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَاۤ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا

ان لوگوں کو آزمایا جیسے آزمایا تھا باغ والوں کو۔ جب انہوں نے قسم کھائی کہ

لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ

باغ کے پھل ضرور توڑ لیں گے صبح ہوتے ف۲ اور انشاء اللہ بھی نہ کہا تو اس پر پھر گئی

عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۱۹﴾ فَاَصْبَحَتْ

ایک بلا تیرے پروردگار کی طرف سے اور وہ سوتے ہی رہے اور وہ صبح تک

كَالصَّرِيْمِ ﴿۲۰﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى

ایسا رہ گیا گویا کاٹ لیا گیا تو ایک نے دوسرے کو صبح ہوتے آواز دی کہ سویرے سے چلو

حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ

اپنے کھیت پر اگر تم کو توڑنا ہے۔ پس چلے اور وہ ایک دوسرے سے

يَتَخَافَتُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿۲۴﴾

چپکے چپکے کہتے جاتے تھے کہ باغ کے اندر نہ آنے پائے آج تمہارے پاس کوئی فقیر اور سویرے

ف۱ مراد حرام زادہ سے یہ ہے کہ اور اخلاق افعال بھی اسکے خبیث ہوں چونکہ غالباً حرام زادہ کے اخلاق و افعال اچھے نہیں ہوتے اس لئے مجازاً اس سے یہ مراد لیا گیا خلاصہ یہ کہ اول تو مطلقاً مکذبین کا پھر خصوص جب کہ وہ مکذبین ان ذمائم کے ساتھ بھی متصف ہوں جیسا کہ آپکے مکذبین میں سے بعض بڑے بڑے ایسے ہی تھے اور اس درخواست میں شریک بلکہ اسکے بانی تھے غرض آپ ایسے شخص کا کہنا نہ مانئے۔

ف۲ مکہ مکرمہ کے بعض مال دار کافروں کو یہ زعم تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہوتا تو ہمیں مال و دولت سے نہ نوازتا جیسا کہ سورہ مومنون میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس خیال کا ذکر فرمایا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں کہ ہم بعض اوقات کسی کو مال و دولت اس کو آزمانے کیلئے دیتے ہیں اور اگر وہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنیکے بجائے ناشکری کرے تو اس پر دنیا ہی میں عذاب آجاتا ہے۔ چنانچہ ان آیات میں اسی طرح کا ایک واقعہ بیان فرمایا گیا ہے جو اہل عرب میں مشہور تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک نیک شخص کا بہت بڑا باغ تھا۔ اس نیک آدمی کا معمول یہ تھا کہ اپنے باغ اور کھیت کی پیداوار کا ایک اچھا خاصا حصہ غریبوں کو دیا کرتا تھا۔ جب اسکا انتقال ہوا تو اس کے بیٹوں نے یہ طے کیا کہ ہمارا باپ بیوقوف تھا جو اتنی ساری پیداوار غریبوں کو دے کر اپنی دولت میں کمی کر دیتا تھا۔ اب جو ہم باغ کی کٹائی کریں گے تو ایسا انتظام کریں گے کہ کوئی غریب آدمی وہاں آنے ہی نہ پائے اس کے نتیجے میں جب وہ کٹائی کیلئے پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے انکے باغ پر ایک ایسی آفت بھیج دی کہ سارا باغ تباہ ہو کر رہ گیا۔ اکثر روایتوں کے مطابق یہ واقعہ یمن کے شہر صنعاء سے کچھ فاصلے پر ضروان نامی ایک علاقے میں پیش آیا تھا۔ یہ علاقہ اب بھی ضروان کہلاتا ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے وہاں چاروں طرف پھیلے ہوئے سبزے کے درمیان ایک کالے کالے پتھروں والا ویران علاقہ ہے جسکے بارے میں مشہور ہے کہ یہی اس باغ کی جگہ تھی جو بعد میں آباد نہیں ہو سکی۔ واللہ اعلم (توضیح القرآن)

وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا

جا پہنچے بخل کی نیت سے (اور اپنے آپ کو) قادر سمجھ کر۔ تو جب باغ کو دیکھا کہنے لگے کہ

لَضَآلُّوْنَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ

ہم رستہ بھول گئے۔ نہیں بلکہ ہماری قسمت پھوٹ گئی ؎۱ ان میں سے بہتر آدمی بولا کہ میں نے تم سے

اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ

نہ کہا تھا کہ اللہ کی تسبیح کیوں نہیں کرتے؟ سب بول اُٹھے کہ ہمارا پروردگار پاک ہے

اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

بیشک ہم ہی خطاوار ہیں پھر لگے ایک دوسرے کی طرف منہ کر کے

يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾ عَسٰى

ملامت کرنے۔ بولے ہائے ہماری کم بختی کچھ شک نہیں کہ ہم ہی سرکش تھے۔ کچھ بعید نہیں کہ

رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾

ہمارا پروردگار اس کے بدلے ہم کو عنایت فرمائے اس سے بہتر ہم اپنے پروردگار کی جانب راغب ہیں۔

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا

یوں آتی ہے آفت! اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی بڑا ہے کاش وہ

يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ

سمجھتے۔ بیشک پرہیزگاروں کے لئے ان کے پروردگار کے پاس نعمت

النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ مَا

کے باغ ہیں کیا ہم کر دیں گے مسلمانوں کو گنہگاروں کی برابر؟

وقف لازم

ع ۱ ۳

؎۱ گناہ رزق سے محرومی کا سبب ہے

عبداللہ بن مسعود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک بیان کرتے ہیں فرمایا اِيَّاكُمْ وَالْمَعَاصِيْ اِنَّ الْعَبْدَ لَيُذْنِبُ ذَنْبًا فَيُحْرَمُ بِهِ رِزْقًا قَدْ كَانَ هُيِّئَ لَهُ. یعنی اے لوگو! تم معاصی اور گناہوں سے بچو بے شک بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ ایک بندہ کوئی گناہ کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ اس رزق سے محروم ہو جاتا ہے جو اسکو اللہ رب العزت کی طرف سے عطا کیا گیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ (معارف کاندھلوی)

خلاصہ رکوع ۱

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں مشرکین کے غلط عقائد کی تردید کی گئی اور آپ کی شان خلق ذکر فرمائی گئی۔ کفار کے اوصاف اور ولید بن مغیرہ کی رسوائی ذکر فرمائی گئی۔ نیت بد کا انجام سمجھانے کیلئے باغ والے کا قصہ ذکر فرمایا گیا۔

لَكُمْ كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِیْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾

تمہیں کیا ہو گیا کیسا حکم لگاتے ہو۔ کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے

اِنَّ لَكُمْ فِیْهِ لَمَا تَخَیَّرُوْنَ ﴿۳۸﴾ اَمْ لَكُمْ اَیْمَانٌ عَلَیْنَا

جس میں پڑھ لیتے ہو کہ آخرت میں تم کو وہی ملے گا جو تم پسند کرو گے کیا تم نے ہم سے

بَالِغَةٌ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۹﴾

قسمیں لے رکھی ہیں جو روز قیامت تک چلی جائیں گی کہ تم کو ملے گا جو کچھ تم حکم کرو گے۔

سَلْهُمْ اَیُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِیْمٌ ﴿۴۰﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ

ان سے پوچھ کہ ان میں سے کون اس کا ذمہ لیتا ہے۔ یا ان کے کوئی شریک ہیں!

فَلْیَاْتُوْا بِشُرَكَآىِٕهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِیْنَ ﴿۴۱﴾ یَوْمَ

تو انھیں چاہیئے کہ لے آئیں اپنے شریکوں کو اگر سچے ہیں۔ جس دن

یُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا

پنڈلی کھول دی جائے گی اور ان کو بلایا جائے گا سجدہ کرنے کو ؂۱۵ تو نہ

یَسْتَطِیْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ

کر سکیں گے جھکی ہوئی ہوں گی انکی آنکھیں ان پر چڑھی چلی آتی ہو گی

ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوْا یُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ

رسوائی! اور پہلے ان کو بلایا جایا کرتا تھا سجدہ کرنے کی طرف اور وہ

سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَذَرْنِیْ وَمَنْ یُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ

اچھے بھلے تھے۔ اب چھوڑ دے مجھ کو اور اس کو جو جھٹلایا کرتا تھا اس کلام کو۔ اب ہم ان کو

۱۵ ؂ اس کا قصہ حدیث شیخین میں مرفوعاً اس طرح آیا ہے کہ حق تعالیٰ قیامت کے میدان میں اپنی ساق ظاہر فرماد یگا ساق کہتے ہیں پنڈلی کو اور یہ کوئی خاص صفت ہے جس کو کسی مناسبت سے ساق فرمایا جیسا قرآن میں ہاتھ آیا ہے اور ایسے مفہومات متشابہات میں سے کہلاتے ہیں اور اسی حدیث میں ہے کہ اس تجلی کو دیکھ کر تمام مومنین و مومنات سجدہ میں گر پڑیں گے مگر جو شخص ریا سے سجدہ کرتا تھا اس کی کمر تختہ سارہ جاوے گی ہذا ما فی الحدیث اور سجدہ کی طرف بلائے جانے سے یہ شبہ نہ کیا جائے کہ وہ تو دار التکلیف نہیں ہے کیونکہ بلائے جانے سے مراد امر بالسجود نہیں ہے بلکہ اس تجلی میں یہ اثر ہوگا کہ سب بالاضطرار سجدہ کرنا چاہیں گے جن میں مومن اس پر قادر ہوں گے اور اہل ریا و نفاق قادر نہ ہوں گے اور کفار کا قادر نہ ہونا اس سے بدرجہ اولیٰ مفہوم ہوتا ہے جس کا آگے ذکر ہے یعنی کفار بھی سجدہ کرنا چاہیں گے۔

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَاُمْلِيْ

کھینچیں گے ایسی طرح سے کہ ان کو معلوم بھی نہ ہو اور ان کو ڈھیل

لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿٤٥﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ

دوں گا بیشک میرا داؤ مضبوط ہے۔ کیا تو ان سے مانگتا ہے کچھ مزدوری سو یہ

مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿٤٦﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ

تاوان کے بوجھ سے دبے جاتے ہیں؟ یا ان کے پاس علم غیب ہے سو وہ لکھ

يَكْتُبُوْنَ ﴿٤٧﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ

لاتے ہیں اچھا صبر کر اپنے پروردگار کے حکم (کے انتظار میں) اور نہ ہو

الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿٤٨﴾ لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ

مچھلی والے کی مانند ف۱ جب اس نے پکارا اور وہ غم سے پر تھا۔ اگر اس کو نہ سنبھالتی

مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿٤٩﴾ فَاجْتَبٰهُ

تیرے پروردگار کی نعمت تو وہ پھینک دیا جاتا چٹیل میدان میں اور وہ برے

رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ

حال ہوتا۔ پھر اس کو نوازا اس کے پروردگار نے پھر اس کو کر دیا نیک بندوں میں اور کافر تو اس بات

كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ

میں لگے ہی ہوئے ہیں کہ تجھے بچلا دیں اپنی (تیز) نظروں سے جب سنتے ہیں قرآن اور کہتے

وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿٥١﴾ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٥٢﴾

ہیں بیشک یہ پیغمبر ضرور دیوانہ ہے اور درحقیقت یہ قرآن بس نصیحت ہے دنیا جہان کے لئے

ف۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیحت

حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ ذکر فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیحت فرمائی گئی کہ جس طرح یونسؑ نے لوگوں کے مطالبے سے تنگ آ کر عذاب کی دعا کر دی اور عذاب کے آثار سامنے بھی آ گئے اور یونس علیہ السلام اس جائے عذاب سے دوسری جگہ منتقل بھی ہو گئے مگر پھر پوری قوم نے الحاح وزاری اور اخلاص کے ساتھ توبہ کر لی اللہ تعالیٰ نے ان کو معافی دیدی اور عذاب ہٹا لیا تو اب یونس علیہ السلام نے یہ شرمندگی محسوس کی کہ میں ان لوگوں میں جھوٹا قرار پاؤں گا اس بدنامی کے خوف سے اللہ تعالیٰ کے اذن صریح کے بغیر اپنے اجتہاد سے یہ راہ اختیار کر لی کہ اب ان لوگوں میں واپس نہ جائیں (معارف مفتی اعظم)

تعبیر سورۃ القلم

جو اس کو خواب میں پڑھے گا اللہ تعالیٰ سے اس کو عنایت اور کامیابی اور قضاءت حاصل ہوگی۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع ۲

جنت کے باغ اور کفار کے دعویٰ کی دلیل مانگی گئی۔ تجلی الٰہی اور کفار پر ذلت کو ذکر فرمایا گیا۔ خدائی قانون مہلت اور صبر کے سلسلہ میں حضرت یونس علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا گیا۔ کفار کی سازشوں کو بے نقاب فرمایا گیا۔

خاصیت: آیت ۵۱، ۵۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

سُوْرَةُ الْحَآقَّةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً فِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ حاقہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں باون آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَلْحَآقَّةُ ۝١ مَا الْحَآقَّةُ ۝٢ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ۝٣

قیامت! قیامت ہے کیا چیز؟ ف۱ اور تو کیا سمجھا کہ قیامت ہے کیا چیز؟

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ۝٤ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا

جھٹلایا ثمود اور عاد نے اس کھڑ کھڑا ڈالنے والی کو۔ تو وہ جو ثمود تھے وہ تو ہلاک کر دیئے گئے

بِالطَّاغِيَةِ ۝٥ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝٦

ایک سخت آواز سے اور وہ جو عاد تھے سو وہ ہلاک کئے گئے ایک زناٹے کی آندھی سے

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا

جو ہاتھوں سے باہر نکلی جاتی تھی کہ اللہ نے اس آندھی کو ان پر تعینات رکھا سات رات

فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ

اور آٹھ دن لگا تار تو (اے مخاطب) تو ان لوگوں کو اس آندھی میں ایسے پچھڑے دیکھتا کہ گویا

خَاوِيَةٍ ۝٧ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۝٨ وَجَآءَ

وہ کھجوروں کے کھوکھلے بوٹے ہیں۔ تو کیا تو دیکھتا ہے ان میں کوئی بھی بچا ہوا؟ اور مرتکب ہوا

فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝٩

فرعون اور جو اس سے پہلے تھے۔ اور الٹی ہوئی بستیوں (کے رہنے والے) خطاؤں کے

ف۱ اوپر کی سورت میں اثبات رسالت کے ساتھ کفار کے مجازات کا بیان تھا اس سورت میں مجازاۃ کی تحقیق اور اس کا وقت اور واقعات مذکور ہیں اور ختم پر حقانیت قرآن کا بیان ہے جس سے مجازاۃ کی بھی تقریر و تحقیق ہے کیونکہ قرآن اس پر بھی دال ہے اور صدق دلیل سے صدق مدلول لازم ہے و نیز سورت گذشتہ کے مضمون رسالت سے بھی مناسب ہے۔

اس سورت کا مضمون بھی مکی سورتوں کے مضمون کی طرح عقیدہ توحید اور تحقیق ایمان پر مشتمل ہے، جس میں بالخصوص قیامت اور قیامت کے ہولناک احوال کا ذکر ہے اور مجرم و نافرمان قوموں جیسے عاد و ثمود اور قوم لوط و فرعون کی ہلاکت و تباہی کا ذکر ہے، اور ان سب مضامین کو قرآن کریم نے اپنی صداقت اور حقانیت کی اساس کی نوعیت سے پیش کیا، اور یہ واضح فرمایا اہل سعادت و شقاوت کا انجام کیا ہوتا ہے، ساتھ ہی ان لغو اور بیہودہ الزامات و اعتراضات کو بھی رد کیا گیا جو کفار مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لگاتے تھے۔

(معارف کاندھلوی)

فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ﴿۱۰﴾

تو انھوں نے نافرمانی کی اپنے پروردگار کی پیغمبر کی تو اللہ نے بھی ان کو دھر پکڑا بڑی

اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِی الْجَارِيَةِ ﴿۱۱﴾ لِنَجْعَلَهَا

سخت پکڑ میں جب پانی حد سے بڑھ گیا ہم ہی نے تم کو سوار کر لیا کشتی میں ف۱ تا کہ اس واقعہ کو بنا دیں

لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾ فَاِذَا نُفِخَ

تمہارے لئے ایک یادگار اور اس کو یاد رکھے کوئی یاد رکھنے والا کان۔ پھر جب

فِی الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ

پھونک ماری جائے گی صور میں ایک پھونک۔ اور اٹھائی جاوے زمین اور

الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿۱۴﴾ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ

پہاڑ پھر ان کو کوٹ دیا جائے ایک ہی چوٹ سے تو اس روز ہو جائے گی ہونے والی

الْوَاقِعَةُ ﴿۱۵﴾ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِیَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ﴿۱۶﴾

(قیامت) ف۲ اور آسمان پھٹ جائے گا تو آسمان اس دن پھُسپھُسا ہو گا۔

وَّالْمَلَكُ عَلٰۤی اَرْجَآئِهَا ؕ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ

اور فرشتے اُس کے کناروں پر ہوں گے اور اٹھائے ہوئے ہوں گے تیرے پروردگار کے عرش کو

فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿۱۷﴾ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ

اپنے اوپر اس دن آٹھ (فرشتے) اس دن تم لوگ پیش کئے جاؤ گے نہ چھپا رہے گا

لَا تَخْفٰی مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿۱۸﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ

تمہارا کوئی مخفی راز تو جس کو اس کا نامۂ اعمال دیا گیا اس کے داہنے

ف۱ اس سے مراد اس طوفان کا پانی ہے جو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر عذاب کے طور پر بھیجا گیا تھا، اور مطلب یہ ہے کہ جو لوگ حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے، انہیں پانی کی طغیانی سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں کشتی میں سوار کر دیا۔ (توضیح القرآن)

ف۲ آغاز قیامت:

ابن عساکر نے بحوالہ زیاد بن مخراق بیان کیا ہے کہ حجاج نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام عکرمہ سے دریافت کیا کہ کیا قیامت کا دن دنیا کا دن ہوگا یا اس کا شمار آخرت میں ہوگا عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کا ابتدائی حصہ دنیا کا ہوگا اور آخری حصہ آخرت کا۔ اس بناء پر زمانۂ نفخ صور وہ بھی ہوگا۔ جس میں پہلی مرتبہ صور پھونکا جائے گا اور وہ بھی ہوگا جب سب مر جائیں گے۔ پھر جی اٹھیں گے اور ان کا حساب ہوگا اور آسمان پھٹ جائیں گے اور ستارے ٹوٹ کر پراگندہ ہو جائیں گے اور کچھ لوگ جنت میں اور کچھ دوزخ میں چلے جائیں گے پس آیت مذکورہ میں زمان قیامت کے آغاز کو بیان کیا گیا ہے اور آیت فَهُوَ فِیْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ اور خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ الخ میں انتہا قیامت کا اظہار ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ زمین اور پہاڑ غبار ہو جائیں گے اور وہ غبار کفار کے چہروں پر چڑھ جائے گا، اہل ایمان کے چہروں پر نہیں پڑے گا۔ کفار ہی کے چہرے اس روز غبار آلود اور دھواں دار ہوں گے۔

جب صور پھونکا جائے گا اور زمین وکوہ اپنی جگہ سے اٹھا کر توڑ پھوڑ دیے جائیں گے تو اس وقت دنیا ختم ہو جائے گی اور قیامت آ جائے گی۔ (تفسیر مظہری)

فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿١٩﴾ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ

ہاتھ میں پس وہ تو کہے گا کہ لیجو پڑھیو میرا نامۂ اعمال میرا تو عقیدہ یہی تھا کہ بلاشبہ

مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿٢٠﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٢١﴾ فِيْ

مجھ کو میرا حساب ملنا ہے سو وہ شخص تو بڑی پسندیدہ زندگانی میں ہوگا۔ بلند

جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿٢٢﴾ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿٢٣﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا

بہشت میں جس کے میوے جھکے ہوئے ہیں (ان سے کہا جائے گا) کہ کھاؤ

هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿٢٤﴾ وَاَمَّا

اور پیو رچ سے اس کا صلہ جو تم پہلے بھیج چکے ایام گزشتہ میں۔ ف۱ اور جس شخص کو اس کا

مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ

نامۂ اعمال دیا گیا اس کے بائیں ہاتھ میں تو وہ کہے گا کہ اے کاش مجھ کو نہ ملتا

اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴿٢٥﴾ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿٢٦﴾ يٰلَيْتَهَا

میرا نامۂ اعمال اور مجھے خبر بھی نہ ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے! اے کاش

كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿٢٧﴾ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ﴿٢٨﴾

وہی موت کام تمام کرنے والی ہوتی! میرے کچھ بھی کام نہ آیا میرا مال!

هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ﴿٢٩﴾ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ

مجھ سے جاتی رہی میری سلطنت (کہا جائے گا کہا ے فرشتو) اس کو پکڑو پس اسکے گلے میں طوق ڈالو۔

الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿٣١﴾ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ

پھر دوزخ میں اس کو داخل کر دو۔ پھر ایک زنجیر میں جس کی

ف۱ نوجوان چرواہا اور خوف آخرت

نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک دفعہ مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جا رہے تھے خدام ساتھ تھے' کھانے کا وقت ہوگیا۔ خدام نے دسترخوان بچھایا۔ سب کھانے کیلئے بیٹھے۔ ایک چرواہا بکریاں چراتا ہوا گزرا۔ اس نے سلام کیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے اس کی کھانے کی تواضع کی۔ اس نے کہا میرا روزہ ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا اس قدر سخت گرمی کے زمانہ میں کیسی لو چل رہی ہے۔ جنگل میں تو روزہ رکھ رہا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میں اپنے ایام خالیہ کو وصول کر رہا ہوں۔ (یہ قرآن پاک کی ایک آیت شریفہ کی طرف اشارہ تھا جو سورہ الحاقہ میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ جنتی لوگوں کو فرمادینگے کلوا واشربوا هنيئا الخ ''کھاؤ اور پیو مزہ کے ساتھ ان اعمال کے بدلہ میں جو تم نے گزرے ہوئے زمانہ میں (دنیا میں) کئے ہیں''۔ اس کے بعد حضرت ابن عمرؓ نے امتحان کے طور پر اس سے کہا کہ ہم ایک بکری خریدنا چاہتے ہیں' اس کی قیمت بتادو اور لے لو' ہم اس کو کاٹیں گے اور تمہیں بھی گوشت دیں گے کہ افطار میں کام دے گا۔ اس نے کہا یہ بکریاں میری نہیں ہیں میں تو غلام ہوں یہ میرے سرکار کی بکریاں ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ سردار کو کیا خبر ہوگی اس سے کہہ دینا کہ بھیڑیا کھا گیا۔ اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا اور اللہ تعالیٰ کہاں چلے جائیں گے۔ (یعنی وہ پاک پروردگار تو دیکھ رہا ہے جب وہ مالک الملک دیکھ رہا ہے تو میں کیسے کہہ سکتا ہوں کہ بھیڑیا کھا گیا) حضرت ابن عمرؓ تعجب اور مزے سے بار بار فرماتے تھے۔ ایک چرواہا کہتا ہے این

خاصیت: آیت ۲۴، ۲۸، ۲۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝٣٢ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝٣٣

ماپ ستر گز ہے اس کو جکڑ دو! یہ شخص ایمان نہ لاتا تھا ؛ خدائے بزرگ پر۔

وَ لَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝٣٤ فَلَيْسَ لَهُ

اور ترغیب نہیں دیتا تھا فقیر کے کھانا دینے پر تو نہ آج اس کا یہاں کوئی دوست ہے اور نہ کچھ کھانا

الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۝٣٥ وَّ لَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۝٣٦

مگر ہاں زخموں کا دھوون ہے۔ یہ کھانا بس گنہگار ہی کھائیں گے

لَّا يَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ۝٣٧ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ۝٣٨

تو میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جو تم دیکھتے ہو۔

وَ مَا لَا تُبْصِرُوْنَ ۝٣٩ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝٤٠ وَّ مَا

اور ان چیزوں کی جو تم نہیں دیکھتے کہ بیشک یہ قرآن قول ہے ایک بزرگ پیغامبر کا

هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۝٤١ وَ لَا بِقَوْلِ

اور (یہ) نہیں ہے کسی شاعر کا قول! تم لوگ بہت کم یقین کرتے ہو اور نہ کسی کاہن کا قول ہے!

كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝٤٢ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ

تم لوگ بہت ہی کم غور کرتے ہو۔ اتارا ہوا ہے پروردگار

الْعٰلَمِيْنَ ۝٤٣ وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝٤٤

عالم کا اور اگر پیغمبر بنا لاتا ہمارے اوپر کوئی بات تو ہم پکڑ لیتے

لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝٤٥ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝٤٦

اس کا داہنا ہاتھ۔ پھر کاٹ ڈالتے اس کی گردن کی

اللہ این اللہ (اللہ تعالیٰ کہاں چلے جائیں گے اللہ تعالیٰ کہاں چلے جائیں گے) اس کے بعد حضرت ابن عمرؓ شہر میں واپس تشریف لائے۔ تو اس غلام کے آقا سے اس غلام کو اور بکریوں کو خرید کر غلام کو آزاد کر دیا اور وہ بکریاں اسی کو ہبہ کر دیں (درمنثور) یہ اس وقت کے چرواہوں کا حال تھا کہ ان کو جنگل میں بھی یہ فکر تھی کہ اللہ تعالیٰ شانہ دیکھ رہے ہیں۔

خلاصہ رکوع ۱

قیامت کی ہولناکی اور ہلاک شدہ اقوام میں سے قوم ثمود و عاد کو ذکر فرمایا گیا۔ دیگر متکبر اقوام کی تباہی طوفان نوح اور آغاز قیامت کی علامات کو ذکر فرمایا گیا۔ نجات کی علامات اور حشر میں مومنین کے اعزاز و اکرام کو ذکر فرمایا گیا اور ناکام ہونیوالے کفار کی حالت وحسرت اور جہنم کے عذاب کو بیان فرمایا گیا۔

خاصیت: آیت ۴۰ تا ۴۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَاِنَّهٗ

رگ پھر تم میں کوئی بھی اس کو روک نہ سکتا۔ ف۱ اور بیشک قرآن نصیحت ہے

لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٨﴾ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ

پرہیزگاروں کے لئے اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض

مُّكَذِّبِيْنَ ﴿٤٩﴾ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَاِنَّهٗ

جھٹلانے والے ہیں۔ اور بیشک قرآن حسرت ہے کافروں پر اور کچھ شک نہیں

لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿٥١﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٥٢﴾ ع

کہ قرآن یقین کرنے کے قابل ہے۔ اب تو تسبیح کر اپنے پروردگار کے نام کی جو سب سے بڑا ہے۔

سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ معارج مکہ میں نازل ہوئی اوراس میں چوالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ﴿١﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ

طلب کیا ایک طلب کرنے والے نے ایسا عذاب جو ہونے والا ہے۔ کافروں کو

لَهٗ دَافِعٌ ﴿٢﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ﴿٣﴾ تَعْرُجُ

جسے کوئی دفع کرنے والا نہیں اللہ کی طرف سے جو سیڑھیوں کا مالک ہے! ف۲ چڑھیں گے

الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ

فرشتے اور روح کی جانب اس دن کہ جس کی مقدار پچاس ہزار

ف۱ دل کی رگ کاٹنے سے آدمی مرجاتا ہے تو یہ کنایہ ہے قتل سے اور قاعدہ ہے کہ قتل کے وقت جلاد ایک ہاتھ سے مجرم کا ہاتھ پکڑتا ہے اور دوسرے ہاتھ سے گردن پر مارتا ہے اور چونکہ داہنے ہاتھ سے قتل کرتا ہے تو مجرم کا ہاتھ بائیں ہاتھ سے پکڑے گا اور اس کے بائیں ہاتھ کے مقابل مجرم کا داہنا ہاتھ ہوگا تو وہی مراد ہوگا اور داہنا ہاتھ پکڑنے اور رگ دل کاٹنے سے فنا کرنا مراد ہے خواہ جان کا یا حجت اور دلیل کا پس مطلب یہ ہے کہ جھوٹے مدعی نبوت کی تائید حجت سے نہیں ہوتی بلکہ یا ہلاک ہوتا ہے یا جھوٹ ظاہر ہو

خلاصہ رکوع ۲

ع۲ ۵ قرآن کی سچائی اور پیغمبر کے صدق کو ذکر فرمایا گیا۔

جانے سے رسوا اور ذلیل ہو کر ایسا ہو جاتا ہے جیسے دل کی رگ کاٹ دی گئی ہو

تعبیر سورہ الحاقۃ

جو شخص اس کو خواب میں پڑھے گا اس کو مار کاٹ کا خوف ہوگا اور وہ حق پر رہے گا۔ (ابن سیرینؒ)

ف۲ ذِي الْمَعَارِجِ اللہ کی صفت ہے یعنی ترقیات والا اللہ سعید بن جبیرؓ نے تشریح میں فرمایا درجات والا اللہ۔ میں کہتا ہوں درجات سے مراد ہیں بے کیف قرب الٰہی کے وہ مراتب جن پر انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ اولیاء فائز ہوتے ہیں اور قبول کے وہ درجات جہاں تک پاکیزہ کلمات اور نیک اعمال کو بلندی نصیب ہوتی ہے۔ یا مراد ہیں دارالثواب میں ترقیات اور جنت میں مراتب، حضرت عبادہ بن صامتؓ کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے اندر سو درجات ہیں ہر درجے کا دوسرے درجے سے اتنا فصل ہے (یعنی بلندی) اتنا ہے جتنا آسمان و زمین کے درمیان فردوس کا درجہ سب سے اونچا ہے اسی سے جنت کے چاروں دریا پھوٹ کر نکلتے ہیں۔ اس سے اوپر عرش ہے جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کیا کرو۔ (ترمذی)

خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ﴿٤﴾ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ﴿٥﴾

برس ہے ف١ پس صبر کر اچھی طرح کا صبر! کافر تو

اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۙ﴿٦﴾ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ۭ﴿٧﴾ يَوْمَ تَكُوْنُ

اس دن کو بعید دیکھتے ہیں۔ اور ہم اس کو قریب ہی دیکھ رہے ہیں۔ جس دن

السَّمَاۗءُ كَالْمُهْلِ ۙ﴿٨﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۙ﴿٩﴾

کہ ہو جائے گا آسمان پگھلے ہوئے تانبے جیسا۔ اور پہاڑ ایسے ہو جائیں گے جیسے رنگی ہوئی اون

وَلَا يَسْـَٔـلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ښ﴿١٠﴾ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ۭ

اور نہ پوچھے گا کوئی دوست کسی دوست کو۔ سب ان کو نظر آجائیں گے ف٢

يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِىِٕذٍۢ

گنہگار تمنا کرے گا کہ کاش دیدے اس دن کے عذاب سے چھڑوائی

بِبَنِيْهِ ۙ﴿١١﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۙ﴿١٢﴾ وَفَصِيْلَتِهِ

میں اپنے بیٹوں کو اور اپنی بی بی کو اور اپنے بھائی۔ اور اپنے کنبے کو جس میں رہا کرتا تھا

الَّتِيْ تُـــْٔوِيْهِ ۙ﴿١٣﴾ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۙ﴿١٤﴾

ونیز جتنے زمین پر ہیں سب کو! پھر یہ معاوضہ اس کو بچالے۔ کوئی نہیں

كَلَّا ۭ اِنَّهَا لَظٰى ۙ﴿١٥﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ﴿١٦﴾ تَدْعُوْا مَنْ

دوزخ تو ایک شعلہ والی آگ ہے منہ کی کھال تک ادھیڑ لینے والی اس کو پکارتی ہے

اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۙ﴿١٧﴾ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿١٨﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ

جس نے اعراض کیا اور منہ پھیرا۔ اور مال جمع کیا پس سینت کر رکھ چھوڑا۔ ف٣ بیشک آدمی

ف١ مراد قیامت کا دن ہے کہ اپنی درازی اور سختی سے کفار کو اتنا لمبا محسوس ہو گا اور چونکہ کفر کے مراتب میں تفاوت ہونے کی وجہ سے اس دن کی سختی میں بھی تفاوت ہوگا اس لئے ایک آیۃ میں ہزار سال کی برابر فرمایا تو بعض کافروں کو ہزار سال کی برابر معلوم ہوگا اور کافروں کی تخصیص اس لئے ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ مومن کو وہ دن اتنا ہلکا معلوم ہو گا جیسے فرض نماز پڑھ لیتا ہے۔

ف٢ نفسا نفسی ہوگی:

حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "سب نظر آجائینگے۔ یعنی دوستی ان کی نکمی تھی" ایک دوسرے کا حال دیکھے گا مگر کچھ مدد وحمایت نہ کر سکے گا۔ ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی۔ (تفسیر عثمانی)

ہر شخص کو اپنی پڑی ہوگی یا مشاہدہ حال کی وجہ سے دماغ غائب ہو جائے گا۔ چہرہ کا اتار چڑھاؤ اور نیلا پیلا ہونا سوال کرنے ہی نہ دے گا۔ غرض یہ کہ گہرے دوست نظروں کے سامنے ہوں گے مگر ان کے احوال کی پرسش کوئی نہ کر سکے گا۔ بغوی نے لکھا ہے کہ قیامت کے دن تمام جن و انس نظروں کے سامنے ہوں گے باپ بھائی عزیز دوست سب کو آدمی آنکھوں کے سامنے دیکھے گا۔ مگر اپنی مصیبت میں ایسا مشغول ہوگا۔ کہ دوسرے کو نہ پوچھ سکے گا۔ (تفسیر مظہری)

ف٣ مطلب یہ کہ خدا کے اور بندوں کے حقوق کو تلف کیا ہوگا یا اشارہ ہے عقائد اور اخلاق کے خراب ہونے کی طرف اور جہنم کا بلانا حقیقی معنے پر محمول ہوسکتا ہے خلاصہ یہ کہ ایسی صفات جہنم میں لے جانے والی ہیں اور اس کافر میں یہ صفات پائے جاتے تھے پھر عذاب سے نجات کیونکر ہو سکتی ہے آگے دوسرے برے افعال کا جو عذاب کا سبب ہیں بیان ہے اور اہل ایمان کو ان سے مستثنیٰ کر کے ان کا ثواب بتلاتے ہیں۔

خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿۱۹﴾ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ﴿۲۰﴾

پیدا کیا گیا ہے جی کا کچا! ف۱ جب اس کو مصیبت پہنچتی گھبرا اٹھتا ہے۔

وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ﴿۲۱﴾ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿۲۲﴾ الَّذِيْنَ

اور جب اس کو بھلائی پہنچتی ہے تو بخل کرتا ہے۔ مگر (وہ لوگ ایسے نہیں کہ)

هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ

جو نمازی ہیں جو اپنی نماز پر ہمیشہ قائم ہیں اور جس کے مال میں حصّہ

اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾

ٹھہرا ہوا ہے سائل کا ف۲ اور حاجت مند کم سوال کا ف۳

وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ

اور جو یقین رکھتے ہیں روز جزا کا اور جو

هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ اِنَّ عَذَابَ

اپنے پروردگار کے عذاب سے خائف ہیں۔ بیشک ان کے

رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ

پروردگار کا عذاب نڈر ہونے کی چیز نہیں ہے۔ اور وہ لوگ کہ جو اپنی شرمگاہوں کی

حٰفِظُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ

حفاظت کرتے ہیں۔ مگر اپنی بیبیوں یا اپنے ہاتھ کے مال (یعنی لونڈیوں)

اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى

سے تو ان پر کچھ ملامت نہیں۔ پھر جو کوئی طلب گار ہو

ف۱ اس جگہ انسان سے کافر مراد ہے اور پیدا ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ پیدائش کے وقت سے وہ ایسا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسی حالت پر پیدا ہوا ہے کہ وہ اپنے وقت پر پہنچ کر کم ہمت ہو جاتا ہے اور چونکہ اس کم ہمتی میں اسکے اختیار کو بھی دخل ہے اس لئے اس پر مواخذہ ہوگا پس طبعی کم ہمتی مراد نہیں ہے۔ بلکہ جو برے آثار اسکے اختیار سے کم ہمتی پر مرتب ہوتے ہیں وہ مراد ہیں

ف۲ اس سے مراد زکوٰۃ اور دوسرے واجب حقوق ہیں۔ ان الفاظ میں یہ بھی واضح فرما دیا گیا ہے کہ زکوٰۃ دینا غریبوں پر کوئی احسان نہیں ہے بلکہ یہ ان کا حق ہے (توضیح القرآن)

ف۳ جو غریب اپنی حاجت ظاہر کر دیتے ہیں، انہیں سوالی سے اور جو حاجت مند ہونے کے باوجود اپنی حاجت کسی سے نہیں کہتے، انہیں بے سوالی سے تعبیر کیا گیا ہے (توضیح القرآن)

وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَالَّذِيْنَ
اس کے سوائے اور کا تو وہی لوگ حد سے باہر نکلنے والے ہیں ف۱ اور وہ لوگ
هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْنَ
کہ جو اپنی امانتوں اور اپنے قول کو نباہتے ہیں
هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ
اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں اور وہ جو اپنی نماز کی
يُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾ اُولٰٓئِكَ فِىْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَالِ
خبر رکھتے ہیں وہی لوگ باغوں میں ہوں گے عزت سے۔ تو کیا ہوگیا ہے
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ﴿۳۶﴾ عَنِ الْيَمِيْنِ
کافروں کو کہ تیری طرف دوڑے چلے آتے ہیں دائیں طرف سے
وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ
اور بائیں طرف سے غول کے غول۔ کیا اس میں سے ہر شخص اس بات کی طمع رکھتا ہے کہ داخل کیا
يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ﴿۳۸﴾ كَلَّا ۭ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا
جائے نعمت کے باغ میں۔ ہرگز نہیں! ہم نے ان کو اسی چیز سے پیدا کیا ہے
يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا
جو ان کو معلوم ہے اور میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے پروردگار کی بیشک
لَقٰدِرُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَمَا
ہم ضرور اس بات پر قادر ہیں کہ (ان کے) بدلے ان سے بہتر لاموجود کریں

خلاصہ رکوع ۱

عذاب کے وقوع اور روز قیامت کی مقدار اور اس کی علامات ذکر فرمائی گئیں۔ اس دن مشرکین ومجرمین کی ناکام حسرت کو ذکر فرمایا گیا۔ انسانی طبیعت اور اہل ایمان کی اوصاف ذکر فرمائی گئیں اور انہیں جنت کی بشارت دی گئی۔ ع ۷

ف۱ استمناء بالید کے احکام

اکثر فقہاء رحمہم اللہ نے استمناء بالید یعنی اپنے ہاتھ سے شہوت پوری کر لینے کو بھی اس کے عموم میں داخل قرار دے کر حرام قرار دیا ہے۔ ابن جریج فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا مکروہ ہے۔ میں نے سنا ہے کہ محشر میں کچھ لوگ ایسے آئیں گے۔ جن کے ہاتھ حاملہ ہوں گے میرا گمان ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جو اپنے ہاتھ سے شہوت پوری کرتے ہیں اور حضرت سعید بن جبیرؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی قوم پر عذاب نازل فرمایا جو اپنے ہاتھوں سے اپنی شرمگاہوں سے کھیلتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ملعون من نکح یدہ" یعنی جو اپنے ہاتھ سے نکاح کرے وہ ملعون ہے سند اس کی ضعیف ہے۔ (معارف القرآن)

نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿٤١﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا

اور ہم عاجز نہیں ہیں ف۱ تو ان کو چھوڑ دے کہ باتیں بنائیں اور کھیلیں

حَتّٰى يُلٰقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٤٢﴾ يَوْمَ يَخْرُجُونَ

یہاں تک کہ اپنے اس دن سے آملیں جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔جس دن نکل پڑیں گے

مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلٰى نُصُبٍ

قبروں سے اس طرح دوڑتے ہوں گے کہ گویا کسی نشانہ پر

يُوفِضُونَ ﴿٤٣﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ ذٰلِكَ

دوڑے چلے جاتے ہیں ان کی نظریں جھکی ہوئی ہوں گی ان پر چڑھی آتی ہوگی ذلّت ! یہی تو

الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٤٤﴾

وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا!

سُورَةُ نُوحٍ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٍ وَعِشْرُونَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

سورہ نوح مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھائیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلٰى قَوْمِهِ أَنْ أَنْذِرْ قَوْمَكَ

ہم نے بھیجا نوح کو اس کی قوم کی جانب کہ ڈرا اپنی قوم کو اس سے

مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١﴾ قَالَ يٰقَوْمِ

پہلے کہ ان پر آ نازل ہو دردناک عذاب۔ نوح نے کہا کہ بھائیو

ف۱ اللہ ہر چیز پر قادر ہے:
یعنی جب ان کی جگہ ان سے بہتر لا سکتے ہیں تو خود ان کو دوبارہ کیوں پیدا نہیں کر سکتے؟ کیا وہ ہمارے قابو سے نکل کر کہیں جا سکتے ہیں؟ یا ''خَيْرًا مِّنْهُمْ'' سے مراد ان ہی کا دوبارہ پیدا کرنا ہو۔ کیونکہ عذاب ہو یا ثواب، دوسری زندگی اس زندگی سے بہرحال اکمل ہوگی یا یہ مطلب ہو کہ ان کفار مکہ کو ہنسی ٹھٹھا کرنے دیجئے، ہم خدمت اسلام کیلئے اس سے بہتر قوم لے آئینگے چنانچہ ''قریش'' کی جگہ اس نے ''انصار مدینہ'' کو کھڑا کر دیا۔ اور مکہ والے

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ ۵ ۸ کفار کو قرآن سے وحشت کی وجہ اور اعزاز کے مدار ایمان کو ذکر فرمایا گیا۔ بعث بعد الموت کے سلسلہ میں خدائی قدرت کو ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورہ المعارج

اسکو خواب میں پڑھنے والا امن سے اور تاکید کیساتھ فتح مند رہیگا۔ (ابن سیرینؒ)

پھر بھی اس کے قابو سے نکل کر کہیں نہ جا سکے۔ آخر اپنی شرارتوں کے مزے چکھنے پڑے (تنبیہ) مشارق و مغارب کی قسم شاید اس لیے کھائی کہ خدا ہر روز مشرق و مغرب کو بدلتا رہتا ہے اسکو تمہارا تبدیل کرنا کیا مشکل ہے۔ (تفسیر عثمانی)
یعنی ہم کو قدرت حاصل ہے انکو فنا کر کے ان سے بہتر مخلوق پیدا کر دیں یا اس بات پر قادر ہیں کہ محمد ﷺ کی بات ماننے کیلئے تمہاری جگہ ایسے لوگوں کو لے آئیں جو تم سے بہتر ہوں یعنی انصار۔ اللہ عاجز نہیں ہے:

اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۲ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوْهُ

میں تم کو صاف طور پر ڈر سناتا ہوں کہ عبادت کرو اللہ کی اور اس سے ڈرو

وَ اَطِیْعُوْنِ ۝۳ یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ یُؤَخِّرْكُمْ

اور میرا کہا مانو کہ وہ تم کو بخش دے تمہارے گناہ اور تم کو مہلت دے

اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ ۘ

ایک وقت مقرر تک۔ و۱ بیشک اللہ کا ٹھہرا ہوا وعدہ جب آموجود ہوتا ہے مؤخر نہیں ہوتا۔

لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۴ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ

کاش تم کو خبر ہوتی۔ نوح نے کہا اے میرے پروردگار میں بلاتا رہا اپنی قوم کو

لَیْلًا وَّ نَهَارًا ۝۵ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا ۝۶

رات اور دن۔ تو وہ میرے بلانے سے اور زیادہ بھاگتے ہی رہے

وَ اِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ

اور میں نے جس مرتبہ ان کو بلایا تاکہ تو ان کو بخش دے تو انہوں نے ٹھونس لیں

فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَ اسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَ اَصَرُّوْا وَ اسْتَكْبَرُوا

اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں اور اوڑھ لئے اپنے کپڑے اور ضد کی اور غرور کیا بڑا غرور

اسْتِكْبَارًا ۝۷ ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝۸ ثُمَّ اِنِّیْۤ

پھر میں نے ان کو بلایا پکار کر پھر میں نے ان کو ظاہر بھی

اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَ اَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۝۹ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا

سمجھایا چپکے سے۔ تو میں نے کہا کہ معافی مانگو اپنے

و۱ اسلام، ہجرت اور حج گذشتہ گناہ مٹا دیتے ہیں

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا قول ہے میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم دست مبارک پھیلایئے میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دایاں ہاتھ پھیلا دیا۔ مگر میں نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا فرمایا عمرو کیا بات ہے میں نے عرض کیا کچھ شرط رکھنی چاہتا ہوں فرمایا شرط بیان کرو۔ میں نے عرض کیا کہ شرط بیعت یہ ہے کہ میرے گناہ بخش دیئے جائیں۔ فرمایا کہ عمرو کیا تمہیں معلوم نہیں۔ کہ اسلام گذشتہ گناہ ڈھا دیتا ہے۔ اور ہجرت بھی پہلے گناہ گرا دیتی ہے۔ اور حج بھی سابق کے گناہ ساقط کر دیتا ہے۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ اور بندہ کا حق:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں (ایک سفر میں) رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اونٹ پر سوار تھا۔ میرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف کجاوہ کا پچھلا حصہ حائل تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا معاذ کیا تجھے معلوم ہے کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا خدا پر کیا حق ہے۔ میں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو پورا علم ہے۔ فرمایا کہ اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ بندے اس کی عبادت کریں۔ کسی چیز کو اس کا شریک نہ قرار دیں اور بندوں کا حق خدا پر یہ ہے کہ وہ غیر مشرک کو عذاب نہ دے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا لوگوں کو میں یہ خوشخبری نہ سنا دوں۔ فرمایا کہ لوگوں کو یہ بشارت نہ دو ورنہ وہ اسی پر بھروسہ کر بیٹھیں گے۔ (بخاری و مسلم)

رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ﴿١٠﴾ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ
پروردگار سے بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ تم پر بھیج دے گا آسمان سے
مِّدْرَارًا ۙ﴿١١﴾ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ
موسلا دھار مینہ ف۱ اور تمہاری مدد فرمائے گا مال اور بیٹوں سے اور تمہارے لئے
جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ؕ﴿١٢﴾ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ
باغ بنا دیگا اور تمہارے لئے نہریں (جاری) کر دے گا ف۲ تمہیں کیا ہو گیا کیوں نہیں اعتقاد کرتے
لِلّٰهِ وَقَارًا ۚ﴿١٣﴾ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿١٤﴾ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ
اللہ کے وقار کا۔ حالانکہ اسی نے تم کو پیدا فرمایا طرح طرح سے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ کیسے بنائے
خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۙ﴿١٥﴾ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ
اللہ نے سات آسمان اوپر تلے اور بنایا چاند
فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿١٦﴾ وَاللّٰهُ
ان میں اجالا اور بنایا آفتاب کو جلتا ہوا چراغ۔ اور اللہ
اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۙ﴿١٧﴾ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا
نے تم کو اگایا زمین سے جما کر۔ پھر تم کو لوٹا کر
وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿١٨﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ
اسی زمین میں لے جاوے گا اور تم کو باہر نکالے گا۔ اور اللہ نے بنا دی تمہارے لئے زمین
بِسَاطًا ۙ﴿١٩﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿٢٠﴾ قَالَ نُوْحٌ
بچھونا تاکہ چلو اس کے کشادہ راستوں میں۔ نوح نے عرض کیا

ف۱ ابن صبیح کہتے ہیں کہ امام حسن بصریؒ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے قحط سالی کی شکایت کی، آپ نے اسے فرمایا "استغفر اللہ" اللہ تعالٰی سے مغفرت طلب کرو، ایک اور آدمی آیا اس نے فاقہ کی شکایت کی، اس کو بھی یہی جواب دیا، تیسرا آدمی آیا اس نے اولاد نرینہ کیلئے درخواست کی، اس کو بھی یہی جواب دیا، ایک اور آدمی آیا اس نے عرض کیا کہ میرا باغ خشک ہو گیا پھل نہیں دیا، اسے بھی یہی جواب دیا ہم نے کہا کہ مختلف لوگوں نے مختلف درخواستیں پیش کیں اور آپ نے سب کا ایک ہی جواب دیا۔ حسن بصریؒ نے کہا کہ میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا بلکہ اللہ تعالٰی نے سورۃ نوح میں فرمایا ہے۔

ف۲ ان نعمتوں کے ذکر سے شاید یہ فائدہ ہو کہ اکثر طبائع میں دنیوی منافع کی طلب زیادہ ہے پس اس کو ترغیب میں زیادہ دخل ہے چنانچہ درمنثور میں قتادہ کا قول ہے کہ وہ لوگ دنیا کے زیادہ حریص تھے اس لئے یہ فرمایا اور اس پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ بسا اوقات ایمان واستغفار پر یہ دنیوی منافع ظاہر اور مرتب نہیں ہوتے بات یہ ہے کہ یا تو یہ وعدہ خاص ان ہی لوگوں کے لئے ہوگا اور اگر عام بھی ہو تو قاعدہ ہے کہ وعدہ کی چیز سے افضل کوئی چیز مل جانا یہ بھی وعدہ پورا ہونا ہی ہے۔

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱ / ۹ نوح علیہ السلام کی دعوت ایمان قوم کی لاپرواہی پر پیغمبر کی دعا استغفار کی برکات انسانی تخلیق اور چاند سورج کی طرف متوجہ فرمایا گیا۔

خاصیت: آیت ۱۰، ۱۱ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

رَبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْهُ مَالُهٗ وَ

کہ اے میرے پروردگار انہوں نے میرا کہا نہ مانا اور ایسے کا کہا مانا جس کے

وَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ۚ﴿۲۱﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ۚ﴿۲۲﴾ وَقَالُوْا

حق میں اس کے مال اور اس کی اولاد نے نقصان ہی بڑھایا اور انہوں نے

لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ۬ وَّ

فریب کیا بڑا فریب۔ اور کہا کہ ہرگز نہ چھوڑنا اپنے معبودوں کو و۱ اور ہرگز نہ چھوڑنا ود

لَا یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ وَنَسْرًا ۚ﴿۲۳﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِیْرًا ۚ۬

کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو و۲ اور کچھ شک نہیں کہ انہوں نے بہتیروں کو

وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا خَطِیْٓـٰٔتِهِمْ

گمراہ کردیا اور (بارالہا) کچھ نہ بڑھا ستمگاروں کے حق میں گمراہی کے سوائے اپنی ہی خطاؤں کے باعث

اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ۬ فَلَمْ یَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ

وہ غرق کر دیئے گئے پھر آگ میں داخل کر دیئے گئے تو انہوں نے نہ پائے اپنے لئے

اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ

اللہ کے سوائے مددگار۔ اور نوح نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار نہ چھوڑ روئے زمین پر

مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ یُضِلُّوْا

کافروں کا ایک بھی بسنے والا گھر۔ بیشک اگر تو ان کو چھوڑ دے گا تو وہ بہکائیں گے تیرے بندوں کو

عِبَادَكَ وَلَا یَلِدُوْۤا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ

اور جو جنیں گے وہ بدکار کافر ہی ہو گا اے میرے پروردگار! بخش دے

و۱ بغوی نے محمد بن کعب رضی اللہ عنہ کا قول لکھا ہے کہ یہ تمام نام ان نیک لوگوں کے تھے کہ جو حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان گذرے تھے۔ جب وہ مر گئے تو انکی اتباع میں ان کے ساتھی ویسے ہی عبادت میں مشغول رہے جیسے پہلے تھے مگر ان کو عبادت کا ذریعہ بنالیا پھر شیطان نے ان کو بہکایا اور ترغیب دی کہ ان کی مورتیاں بنالیں مورتیوں کے سامنے ہونے سے عبادت میں چستی پیدا ہو گی۔ اور شوق بڑھے گا، انہوں نے شیطانی اغواء کو مان لیا اور مورتیاں بنالیں پھر ان کے بعد دوسری نسل آئی تو شیطان نے ان سے کہا کہ تمہارے باپ دادا ان مورتیوں کی پوجا کرتے تھے تم بھی کرو۔ وہ بہکاوے میں آ گئے مورتی پوجا کا آغاز اسی طرح ہو گیا پھر ان مورتیوں ہی کے مذکورہ بالا نام رکھ لیے۔ (تفسیر مظہری)

و۲ علامہ عبد الشکور سالمی نے اپنی کتاب التمہید میں بیان کیا ہے کہ شرک اور کفر کی ابتداء حضرت اخنوع علیہ السلام جن کو ادریس علیہ السلام بھی کہا جاتا ہے کے زمانہ میں ہوئی اس سے قبل کل دنیا دین واحد اور توحید پر قائم تھی جزوی طور پر معصیت اور نافرمانی کا ارتکاب تو آدم کے بیٹے قابیل نے ہی کیا تھا۔ کہ ہابیل کو قتل کیا لیکن یہ نوعیت کفر و شرک کی نہ تھی بلکہ ارتکاب معصیت اور نافرمانی کی تھی۔ شرک کا آغاز حضرت ادریس یا اخنوع کے بعد سے حضرت نوح علیہ السلام تک کے زمانہ میں ہوا حضرت نوح علیہ السلام اس وقت مبعوث ہوئے جبکہ دنیا شرک میں مبتلا ہو چکی تھی۔ اسی کے باعث حضرت نوح علیہ السلام کو پہلا رسول کہا گیا ہے کہ شرک کا مقابلہ کرنے کیلئے دنیا میں پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام مبعوث فرمائے گئے۔ (معارف کاندھلوی)

وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ

مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو شخص میرے گھر میں آئے ایمان لا کر اس کو اور تمام با ایمان

وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿٢٨﴾ ع

مردوں اور با ایمان عورتوں کو۔ اور ظالموں پر بربادی ہی بڑھاتا رہ۔

سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ جن مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھائیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا

کہہ دے کہ میری جانب وحی کی گئی ہے (مجھے قرآن پڑھتے) سن گئے چند جنات۔ ؀۱ پھر کہا

اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿١﴾ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا

کہ ہم نے سنا ہے ایک عجیب قرآن۔ جو نیک راہ دکھاتا ہے سو ہم اس پر ایمان لے آئے۔

بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ﴿٢﴾ وَّاَنَّهُ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا

اور ہم ہرگز نہ شریک ٹھہرائیں گے اپنے پروردگار کا کسی کو۔ اور یہ (کہا) کہ بڑی اونچی شان ہے

مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ﴿٣﴾ وَّاَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ

ہمارے پروردگار کی نہ اس نے جورو بنائی اور نہ بیٹا اور ہم میں بیوقوف لوگ

سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ﴿٤﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ

اللہ پر جھوٹ افترا کیا کرتے تھے۔ اور ہمارا خیال تو یہ تھا کہ ہرگز نہ بولیں گے

تعبیر سورہ نوح

اس کو خواب میں پڑھنے والا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والوں میں سے ہوگا۔ اور دشمنوں پر مظفر و منصور رہے گا۔ (علامہ ابن سیرینؒ)

ع ۲ ۸ ۱۰

خلاصہ رکوع ۲

پیغمبر کی دعوت کے ردعمل میں مالداروں کا کردار نوح علیہ السلام کی قوم کیلئے بددعا ذکر کی گئی۔

؀۱ جنات کی حقیقت:

جنات مخلوقات الٰہیہ میں ایک ایسی مخلوق کا نام ہے جو ذی اجسام بھی ہے اور ذی روح بھی۔ اور انسان کی طرح عقل و شعور والے بھی مگر لوگوں کی نظروں سے مخفی ہیں اس لیے ان کا نام جن رکھا گیا جن کے لفظی معنی مخفی کے ہیں ان کی تخلیق غالب مادہ آگ ہے جیسے انسان کی تخلیق کا غالب مادہ مٹی ہے اس نوع میں بھی انسان کی طرح نر و مادہ یعنی مرد و عورت ہے اور انسان ہی کی طرح ان میں توالد و تناسل کا سلسلہ بھی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ قرآن میں جن کو شیاطین کہا گیا ہے وہ بھی جنات ہی میں سے شریر لوگوں کا نام ہے جنات اور فرشتوں کا وجود قرآن و سنت کی قطعی دلالت سے ثابت ہے جس کا انکار کفر ہے۔ (تفسیر مظہری)

الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۙ﴿٥﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ

انسان اور جنات اللہ پر کوئی جھوٹی بات۔ ف۱ اور بہتیرے مرد بنی آدم میں سے

مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ

پناہ پکڑا کرتے تھے جنات میں سے کتنے ہی مردوں کی۔ تو ان آدمیوں نے

رَهَقًا ۙ﴿٦﴾ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ

جنات کا غرور ہی زیادہ کیا اور ان آدمیوں کو بھی ایسا ہی خیال تھا جیسا تمہارا خیال تھا کہ اللہ

اَحَدًا ۙ﴿٧﴾ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا

ہرگز نہ اٹھائے گا کسی کو اور ہم نے ٹٹول دیکھا آسمان کو تو اس کو پایا کہ بھرا ہوا ہے

شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۙ﴿٨﴾ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ

سخت چوکیداروں اور انگاروں سے اور ہم جا بیٹھا کرتے تھے آسمان کے بہت سے ٹھکانوں میں

لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ﴿٩﴾

سننے کے لئے تو جو کوئی اب سننے کا قصد کرے اپنے لئے پائے ایک انگارہ تاک لگائے ہوئے ف۲

وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْۤ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ

اور ہم نہیں جانتے کہ کچھ برائی منظور ہے زمین کے رہنے والوں پر یا

اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۙ﴿١٠﴾ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ

ارادہ فرمایا ہے ان کے حق میں اس کے پروردگار نے بھلائی کا۔ اور کچھ تو ہم میں سے نیک ہیں

وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۙ﴿١١﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ

اور کچھ اور طرح کے ہیں۔ ہم کئی مختلف فرقے ہیں اور ہم نے جان لیا کہ

ف۱ کیونکہ بڑی بے باکی کی بات ہے اس میں وجہ اپنے مشرک ہونے کی بیان کی کہ چونکہ اکثر جن وانس شرک کرتے تھے ہم سمجھے کہ خدا کی شان میں اتنے لوگوں نے جھوٹ پر اتفاق نہ کیا ہوگا بس ہم نے بھی اسی طریقہ کو اختیار کرلیا حالانکہ نہ مطلق اتفاق حجت ہے اور نہ ہر اتفاق کا اتباع عذر ہے اور یہ شرک مذکور تو عام شرک تھا اور ایک شرک خاص تھا بعضے آدمیوں کے ساتھ جس سے جنات کا کفر اور بڑھ گیا تھا۔

ف۲ مطلب یہ کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے رسالت دی ہے اور شبہ دور کرنے کے لئے کہانت کا دروازہ بند کردیا ہے تاکہ کوئی جن آسمان سے قرآن کی آیتوں کو سن کر کاہنوں تک نہ پہنچا دے پھر وہ قرآن کے مقابلہ میں اس کو پیش کردیں اور اس دروازہ کا بند ہونا ہی سبب ہوا ان جنات کے پہنچنے کا آپ کی خدمت میں۔

أَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْأَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ﴿١٢﴾ وَّأَنَّا

ہم نہ ہرا سکتے ہیں اللہ کو زمین میں۔ اور نہ اس کو ہرا سکتے ہیں بھاگ کر۔ اور ہم نے

لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰىٓ اٰمَنَّا بِهٖ ۖ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ

جب راہ کی بات سنی ہم اس پر ایمان لے آئے۔ پس جو شخص ایمان لائے گا اپنے پروردگار پر

فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ﴿١٣﴾ وَّأَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ

تو وہ نہ کسی نقصان کا خوف کرے گا اور نہ ظلم کا۔ اور ہم میں سے بعض تو فرمانبردار ہیں

وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ۖ فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿١٤﴾

اور بعض گنہگار! پس جو فرمانبردار بنے تو انہوں نے راہِ راست کا قصد کیا۔

وَأَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿١٥﴾ وَّأَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا

اور جو گنہگار ہیں سو وہ دوزخ کے ایندھن ہوئے ف۱ اور اے محمد کہہ دے کہ میری جانب یہ بھی وحی آئی

عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَأَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿١٦﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۚ

ہے کہ اگر یہ لوگ سیدھے رستہ پر قائم رہتے تو ہم ضرور ان کو سیراب کرتے بکثرت پانی سے تاکہ

وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿١٧﴾

اس میں ان کا امتحان کریں اور جو منہ موڑے اپنے پروردگار کی یاد سے وہ اس کو داخل کرے گا سخت

وَّأَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ أَحَدًا ﴿١٨﴾ وَّأَنَّهٗ

عذاب میں۔ اور یہ کہ مسجدیں تو اللہ ہی کیلئے ہیں پس نہ پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو ف۲ اور یہ کہ جب

لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿١٩﴾ ع

کھڑا ہوا اللہ کا بندہ کہ اللہ کی عبادت کرے کہہ دے کہ بس میں تو اپنے پروردگار ہی

ف۱ جریرؒ نے ضحاک کا قول نقل کیا ہے کہ جنات جنت میں داخل ہوں گے اور وہاں کھائیں گے پئیں گے ابو الشیخ نے ایک حدیث بیان کی ہے اور نقاش نے اس کو اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ جنات جنت میں داخل ہوں گے۔ ابو الشیخ سے پوچھا گیا، کیا جنت کی نعمتوں سے بھی بہرہ اندوز ہوں گے شیخ نے جواب یا کہ اللہ جنات کے دل میں تسبیح اور ذکر بطور الہام پیدا کر دے گا وہ اس تسبیح اور ذکر میں وہ لذت محسوس کریں گے جو جنت کی نعمتوں سے انسانوں کو حاصل ہوگی۔ گویا ابو الشیخ نے مؤمن جنات کو ملائکہ کی صف میں داخل کر دیا۔ ابن المنذر نے کہا کہ میں نے حمزہ بن حبیب سے پوچھا کیا جنات کو ثواب ملے گا حمزہ نے کہا کہ ہاں اور یہ آیت پڑھی لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ پس انسی حوریں انسانوں کے لئے ہوں گی اور جنی حوریں جنات کے لئے (یعنی انسانوں کے مناسب حوریں انسانوں کیلئے اور جنات کے مناسب حوریں جنات کیلئے) ابو الشیخ نے باسناد ضحاک حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ مخلوق کے تین گروہ ہوں گے ایک گروہ پورا جنت میں ہے۔ دوسرا گروہ دوزخ میں۔ اول گروہ ملائکہ کا ہے اور دوسرا گروہ شیطانوں کا۔ تیسرا گروہ (کچھ) جنت میں ہوگا اور کچھ دوزخ میں یہ جنات اور انسانوں کا گروہ ہوگا ان کیلئے عذاب بھی ہے اور ثواب بھی۔

ف۲ غیر اللہ کیلئے سجدہ حرام ہے

مسئلہ: باجماع امت غیر اللہ کیلئے سجدہ حرام ہے اور بعض علماء کے نزدیک کفر ہے۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ۱

ع ۹ ۱ ۱۱ جماعت جن کا ایمان لانا اور حقائق کا انکشاف ذکر فرمایا گیا۔ جنوں کے دو گروہ اور انسان و جن کی آزمائش کو ذکر فرمایا گیا۔ مساجد کی خصوصیت۔

قُلْ اِنَّمَاۤ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِهٖۤ اَحَدًا ﴿٢٠﴾ قُلْ اِنِّیْ

کی عبادت کرتا ہوں اور اس کا کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔ کہہ دے نہ میرے

لَاۤ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿٢١﴾ قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ

اختیار میں تم کو ضرر پہنچانا ہے اور نہ راہ راست پر لے آنا کہہ دے کہ مجھ کو ہرگز نہ پناہ دے گا

مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ۬ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿٢٢﴾ۙ

اللہ کے عذاب سے کوئی شخص۔ اور ہرگز نہ پاؤں گا اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ۔ ف١

اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ

لیکن (میں اپنا فرض منصبی ادا کرتا ہوں) خبر پہنچانا اللہ کی طرف سے اور پیغام (سنانے) ف٢ اور جو شخص

وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ﴿٢٣﴾ؕ

نافرمانی کرے گا اللہ اور اس کے رسول کی تو بیشک اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے ہمیشہ ہمیشہ

حَتّٰۤی اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ

وہیں رہیں گے (یہ کافر تو غفلت ہی میں رہیں گے) یہاں تک کہ جب دیکھیں گے جس کا ان سے

نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ﴿٢٤﴾ قُلْ اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ مَّا

وعدہ کیا جاتا ہے اس وقت ان کو معلوم ہو جائے گا کہ کس کے مددگار کمزور اور شمار میں کم ہیں۔ کہہ دے

تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْۤ اَمَدًا ﴿٢٥﴾ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا

میں نہیں جانتا کہ وہ نزدیک ہے کہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے یا مقرر کرے گا اس کے لئے میرا

یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿٢٦﴾ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ

پروردگار کوئی میعاد وہ عالم الغیب ہے پس وہ خبر نہیں دیتا اپنے بھید کی کسی کو مگر ہاں جو پسند فرما

ف١ سبب نزول

گویا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تھا جو کفار میرے کام کو تباہ کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں جب وہ مجھ سے کہتے ہیں کہ اگر تو پیغمبر ہے تو ہم پر عذاب لے آ۔ یا کفار کہتے ہیں اب اس کام سے باز آ جا ہم تجھے اپنی پناہ میں لیتے ہیں تو میں ان کے جواب میں کیا کہوں (اس جواب کو بتانے کے لئے اللہ نے یہ دونوں جملے نازل فرمائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ پہلا جملہ سوال محذوف کا جواب ہو گویا جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دیدار اور ملاقات کا جنات کی طرف سے اشتیاق ملاحظہ کیا تو سوال کیا کہ میں ان سے کیا کہوں وجہ یہ تھی کہ سب کا انتہائی شوق کے زیر اثر ہجوم کر آنا اس بات کی دلیل تھا کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان و نفع کا مالک خیال کرتے تھے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پہلا جملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی کو ظاہر کرنے کے لئے اور دوسرا جملہ اس کے مضمون کی تاکید کے لئے لایا گیا ہو۔ ابن جریر نے حضرمی کی روایت سے بیان کیا ہے کہ جنات کے کسی سردار نے اپنے گروہ سے کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے یہ چاہتے ہیں کہ ہم ان کو پناہ عطا کریں اس لئے میں انکو اپنی پناہ میں لیتا ہوں اس پر آیت قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ الخ نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

ف٢ باقی نفع اور ضرر میرے قبضہ میں نہیں نہ یہ نبوت کے واسطے لازم ہے اور بلاغ اور رسالت میں فرق یہ ہے کہ بلاغ کسی ایک حکم کے عام طور پر پہنچانے کو بولتے ہیں اور رسالت تمام احکام کے متعلق پہنچانے کو کہتے ہیں چاہے خاص خاص لوگوں کو ہی پہنچا دیا جائے اس لئے دونوں کو جمع کر دیا کہ نبی کے ذمہ تمام احکام کو عام طور پر پہنچانا واجب ہے۔

رَّسُوۡلٍ فَاِنَّهٗ يَسۡلُكُ مِنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهٖ

لیا کسی رسول کو تو اللہ چلاتا ہے اس کے آگے اور اس کے پیچھے چوکیدار ول تا کہ

رَصَدًا ۝٢٧ لِّيَعۡلَمَ اَنۡ قَدۡ اَبۡلَغُوۡا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمۡ وَاَحَاطَ

جان لے کہ بیشک انہوں نے پہنچا دیئے اپنے پروردگار کے پیغام اور اس نے گھیر رکھا ہے

بِمَا لَدَيۡهِمۡ وَاَحۡصٰى كُلَّ شَىۡءٍ عَدَدًا ۝٢٨

جو کچھ ان کے پاس ہے اور گن لی ہے ہر چیز کی گنتی !

سُوۡرَةُ الۡمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ عِشۡرُوۡنَ اٰيَةً وَّفِيۡهَا رُكُوۡعَانِ

سورہ مزمل مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں بیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

يٰۤاَيُّهَا الۡمُزَّمِّلُ ۝١ قُمِ الَّيۡلَ اِلَّا قَلِيۡلًا ۝٢ نِّصۡفَهٗۤ

اے چادر اوڑھنے والے۔ کھڑا رہا کر رات کو مگر کسی رات (نہ ہو تو معاف ہے)

اَوِ انْقُصۡ مِنۡهُ قَلِيۡلًا ۝٣ اَوۡ زِدۡ عَلَيۡهِ وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ

آدھی رات تک کھڑا رہا کر یا اس میں سے کچھ کم کرلے۔ (یا آدھی سے) کچھ بڑھا دیا کر

تَرۡتِيۡلًا ۝٤ اِنَّا سَنُلۡقِىۡ عَلَيۡكَ قَوۡلًا ثَقِيۡلًا ۝٥ اِنَّ نَاشِئَةَ

اور ٹھہرا ٹھہرا کر قرآن پڑھا کر صاف۔ ہم عنقریب ڈالیں گے تجھ پر ایک بھاری فرمان بیشک رات

الَّيۡلِ هِىَ اَشَدُّ وَطۡـاً وَّاَقۡوَمُ قِيۡلًا ۝٦ اِنَّ لَكَ فِى النَّهَارِ

کا اٹھنا خوب نفس کچلتا ہے اور اس وقت دعا بھی ٹھیک ادا ہوتی ہے۔ تجھ کو دن میں تو بڑا

ول مسئلہ: بعض ناواقف غیب اور انبیاء الغیب میں فرق نہیں سمجھتے اس لئے وہ انبیاء اور خصوصاً خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے علم غیب کلی ثابت کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل اللہ تعالیٰ کی طرح عالم الغیب' ہر ہر ذرہ کائنات کا علم رکھنے والا کہتے ہیں جو کھلا ہوا شرک ہے رسول کو خدائی کا درجہ دینا ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ اگر کوئی شخص اپنا خفیہ راز کسی اپنے دوست کو بتلا دے جو اور کسی کے علم میں نہ ہو تو اس سے دنیا میں کوئی بھی اس دوست کو عالم الغیب نہیں کہہ سکتا۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کو ہزاروں غیب کی چیزوں کا بذریعہ وحی بتلا دینا ان کو عالم الغیب نہیں بنا دیتا خوب سمجھ لیا جائے۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع ۲

خدائی صفات اور پیغمبرانہ ذمہ داری کو بیان فرما کر نافرمانوں کیلئے سزا کو ذکر کیا گیا۔ پیغمبر کے علوم اور خدائی قدرت کو ذکر فرمایا گیا۔

۲ ع ۹ ۱۲

تعبیر سورہ جن

اس کو خواب میں پڑھنے والا جنات سے محفوظ رہے گا۔ (ابن سیرین)

خاصیت: آیت ا تا ۷ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

سَبْحًا طَوِيلًا ۝٧ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ

مشغلہ رہتا ہے ف۱ اور اپنے پروردگار کا نام لے اور سب سے الگ ہو کر

تَبْتِيلًا ۝٨ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ

اسی کی طرف متوجہ ہو جا۔ مالک ہے مشرق اور مغرب کا کوئی معبود نہیں اس کے سوا تو

فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۝٩ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ

اسی کو کار ساز بنا۔ اور ان باتوں پر صبر کر جو (کافر) کہتے ہیں اور ان کو چھوڑ

هَجْرًا جَمِيلًا ۝١٠ وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ

اچھے طریقہ سے چھوڑنا۔ اور چھوڑ دے مجھ کو اور جھٹلانے والے خوشحال (کافروں) کو

وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا ۝١١ إِنَّ لَدَيْنَا أَنْكَالًا وَجَحِيمًا ۝١٢ وَطَعَامًا

اور ان کو تھوڑی سی مہلت دے۔ بیشک ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور دوزخ۔ اور ایسا کھانا

ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا ۝١٣ يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ

جو گلے میں اٹکے اور دردناک عذاب! جس دن کانپ اٹھے زمین اور پہاڑ

وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَهِيلًا ۝١٤ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ

اور ہو جائیں پہاڑ بھر بھرا ریت۔ ہم نے بھیجا ہے تمہاری جانب

رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلٰى فِرْعَوْنَ

پیغمبر تم پر گواہی دینے والا جس طرح بھیجا تھا فرعون کی جانب

رَسُولًا ۝١٥ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنٰهُ أَخْذًا

پیغمبر تو کہا نہ مانا فرعون نے پیغمبر کا پس ہم نے اس کو دھر پکڑا وبال کی پکڑ۔

ف۱ نماز شب کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے تو ہمارا رب نچلے آسمان پر نزول اجلال فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کوئی ہے کہ مجھ سے دعا کرے اور میں قبول کروں کوئی ہے کہ مجھ سے مانگے اور میں عطا کروں کوئی ہے کہ مجھ سے مغفرت کا طالب ہو اور میں اس کے گناہ معاف کروں۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں اتنا زائد ہے کہ پھر اللہ اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر فرماتا ہے کوئی ایسی ہستی کو قرض دینے والا ہے جو نہ مفلس ہے نہ حق تلفی کرنے والا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے رات میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر ٹھیک اس ساعت میں کوئی مسلمان دنیا اور آخرت کی بھلائی کا خدا سے خواستگار ہوتا ہے تو اللہ اس کو ضرور ہی عطا فرماتا ہے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نماز داؤد علیہ السلام کی نماز تھی اور سب سے زیادہ پسندیدہ روزہ داؤد علیہ السلام کا روزہ تھا۔ داؤد علیہ السلام آدھی رات سو جاتے تھے پھر اٹھ کر ایک تہائی رات میں نماز پڑھتے تھے پھر رات کے چھٹے حصہ میں سو رہتے تھے ایک دن روزہ رکھتے ایک دن ناغہ کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا نماز شب کا التزام کرو یہ تم سے پہلے گزرے ہوئے صالحین کا طریقہ ہے۔ رب کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے گناہوں کو ساقط کرنے والا اور خطاؤں سے روکنے والا ہے۔ (ترمذی)

وَّ بِیْلًا ﴿۱۶﴾ فَکَیْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ کَفَرْتُمْ یَوْمًا یَّجْعَلُ
تو اگر تم کفر کرو گے تو کیوں کر بچو گے اس دن سے جو بچوں کو
الْوِلْدَانَ شِیْبَا ﴿۱۷﴾ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ کَانَ وَعْدُهٗ
بوڑھا کر ڈالے گا ف۱ آسمان اس دن پھٹ جانے والا ہے اس کا وعدہ
مَفْعُوْلًا ﴿۱۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى
ہو کر رہے گا کچھ شک نہیں یہ تو نصیحت ہے تو جو چاہے رستہ پکڑے
رَبِّهٖ سَبِیْلًا ﴿۱۹﴾ ع اِنَّ رَبَّكَ یَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى
اپنے پروردگار کی جانب۔ تیرا پروردگار جانتا ہے کہ تو کھڑا رہتا ہے قریب
مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ
دو تہائی رات کے اور آدھی رات اور تہائی رات اور نیز
الَّذِیْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ یُقَدِّرُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ
کچھ لوگ جو تیرے ساتھ ہیں (وہ بھی اسی قدر کھڑے رہتے ہیں)
اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَیْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ
اور اللہ ہی اندازہ کرسکتا ہے رات کا اور دن کا۔ اس نے جان لیا کہ تم اس کو نباہ نہ سکو گے تو اس نے
مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَیَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ
تم پر رحم فرمایا تو پڑھو جس قدر قرآن آسانی سے پڑھ سکو ف۲ اللہ نے معلوم کیا کہ تم میں سے
وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ
بعض بیمار پڑیں گے اور کتنے ہی لوگ سفر کریں گے ملک میں اور چاہتے ہوں گے اللہ کا

ف۱ بچے بوڑھے ہوجائیں گے: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے کہ اللہ قیامت کے دن فرمائے گا آدمؑ! حضرت آدم علیہ السلام جواب دیں گے حاضر ہوں دست بستہ حاضر ہوں ہر بھلائی تیرے ہی ہاتھوں میں ہے اللہ فرمائے گا کہ دوزخ کا حصہ الگ کرلو۔ آدم علیہ السلام عرض کریں گے، دوزخ کا کتنا حصہ اللہ فرمائے گا نوسو ننانوے فی ہزار اس وقت (ایسا ہول ہوگا کہ) بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱۹ ۱۳ حضور علیہ السلام کو تہجد، ترتیل قرآن، ذکر اللہ، صبر کی تلقین فرمائی گئی اور منکرین کیلئے عذاب کی وعید سنائی گئی۔ قوم فرعون اور ان کا عذاب ذکر فرما کر منکرین کو ڈرایا گیا۔

حمل والی کو اسقاط ہو جائے گا (یا بچے بوڑھے ہو جائیں اور ہر حمل والی کو اسقاط ہو جائے)۔
اور تم لوگوں کو نشہ میں خیال کرو گے، حالانکہ وہ نشہ میں نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔

ف۲ مراد اس قرآن پڑھنے سے تہجد پڑھنا ہے کہ اس میں قرآن پڑھا جاتا ہے اور یہ امر ندب کے لئے ہے مطلب یہ کہ تہجد کی فرضیت منسوخ ہوگئی اب جس قدر وقت آسان ہو بطور مستحب کے اگر چاہو پڑھ لیا کرو۔

فَضْلِ اللّٰہِ وَاٰخَرُوْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

فضل (یعنی معاش) اور کتنے لوگ لڑتے ہوں گے اللہ کی راہ میں

فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا

تو پڑھو جتنا آسان ہو قرآن میں سے اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو

الزَّکٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا وَمَا تُقَدِّمُوْا

زکوٰۃ اور اللہ کو قرض دو قرض حسن اور جو تم آگے بھیج دو گے

لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰہِ هُوَ خَیْرًا

اپنے لئے کوئی عمل نیک تو اس کو پاؤ گے اللہ کے ہاں کہ وہ بہتر

وَّاَعْظَمَ اَجْرًا وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۰﴾ ع

اور بہت بڑا ہے اجر میں اور مغفرت طلب کرو اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ سِتٌّ وَّخَمْسُوْنَ اٰیَةً فِیْهَا رُکُوْعَانِ

سورہ مدثر مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چھپن آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ﴿۲﴾ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ ﴿۳﴾ وَثِیَابَکَ

اے لحاف میں لپٹے ہوئے کھڑا ہو (لوگوں کو ڈرا) ف۱ اور اپنے پروردگار کی بڑائی

فَطَهِّرْ ﴿۴﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿۵﴾ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَکْثِرُ ﴿۶﴾

بیان کر اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور پلیدی سے دور رہ۔ اور اس نیت سے احسان نہ کر کہ زیادہ

تعبیر سورہ مزمل

جس نے اس کو خواب میں پڑھا اس کی سیرت اچھی ہوگی اور وہ صابر رہے گا۔ (ابن سیرین)

ف۱ اس سورت میں اصل مقصود ڈرانا ہے اور تبعاً حضور کو تسلی بھی ہے تفسیر سے پہلے بعض واقعات لکھے جاتے ہیں جن کی طرف آیات میں اشارہ ہے۔
واقعہ اول: احادیث میں ہے کہ سب سے پہلے سورہ اقراء کے شروع کی آیتیں نازل ہوکر بعض حکمتوں سے چندے وحی نازل نہ ہوئی پھر ایک جنگل میں آپ کو ایک آواز سنائی دی اوپر نظر اٹھا کر دیکھا تو جبرائیل علیہ السلام ایک تخت پر درمیان زمین و آسمان کے بیٹھے ہیں آپ ہیبت سے گھبرا کر لوٹ آئے اور کپڑوں میں لپٹ گئے اس پر اول کی آیتیں نازل ہوئیں لفظ مدثر اسی کی طرف اشارہ ہے اور یہ آیتیں شروع شروع نبوت کی ہیں اور بقیہ سورۃ کا بعد میں نزول ہوا ہے اور اتقان سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ مزمل کے بعد نزول ہوا ہے یعنی بقیہ کا
واقعہ ثانی: ولید بن مغیرہ کافر بڑا مالدار تھا اور اس کے دس بیٹے تھے جو اس کے پاس رہتے تھے اور بوجہ فراغت معاش کے ان کو تلاش معاش کے لئے کہیں جانا نہ پڑتا تھا وہ ایک بار حضور کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس کو قرآن پڑھ کر سنایا اور وہ کسی قدر متاثر ہوا مگر ابوجہل نے اس کو ورغلایا اور قریش میں تذکرہ ہوا کہ اگر ولید مسلمان ہو گیا تو بڑی خرابی ہوگی غرض سب جمع ہوئے اور

خلاصہ رکوع ۲

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کی تہجد اور تہجد کی فرضیت کی منسوخی ذکر فرمائی گئی۔ احکام کے مطابق خرچ کرنیکی فضیلت اور استغفار کا حکم فرمایا گیا۔

وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ﴿۷﴾ فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ ﴿۸﴾ فَذٰلِكَ

معاوضہ چاہے۔ اور اپنے اللہ واسطے صبر کر پھر جب صور پھونکا جائے گا۔ تو وہ وقت

یَوْمَئِذٍ یَّوْمٌ عَسِیْرٌ ﴿۹﴾ عَلَی الْكٰفِرِیْنَ غَیْرُ یَسِیْرٍ ﴿۱۰﴾

اس روز ایک کٹھن روز ہو گا کافروں پر نہ آسان چھوڑ دے ول

ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا ﴿۱۱﴾ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا

مجھ کو اور اس (نابکار) کو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا۔ اور اس کو عطا کیا بہت سا مال۔

مَّمْدُوْدًا ﴿۱۲﴾ وَّبَنِیْنَ شُهُوْدًا ﴿۱۳﴾ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِیْدًا ﴿۱۴﴾

اور بیٹے (مجالس میں) بیٹھنے والے۔ اور اس کے لئے (ہر طرح کا سامان) مہیا کر دیا

ثُمَّ یَطْمَعُ اَنْ اَزِیْدَ ﴿۱۵﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰیٰتِنَا عَنِیْدًا ﴿۱۶﴾

پھر طمع کرتا ہے کہ اور دوں۔ نہیں نہیں۔ وہ توہماری آیتوں کا مخالف ہے۔

سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿۱۷﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ كَیْفَ

عنقریب میں اس کو چڑھاؤں گا صعود (پہاڑ) پر اس نے سوچا اور اندازہ کیا۔ تو وہ مارا

قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ

جائیو۔ اس نے کیسا اندازہ کیا۔ پھر مارا جائیو۔ اس نے کیسا اندازہ کیا۔ پھر نگاہ کی۔ پھر تیوری چڑھائی

وَبَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا

اور برا سامنہ بنایا پھر پشت پھیری اور تکبر کیا۔ پھر بولا یہ (قرآن) تو بس جادو وہی کہ (جادو

سِحْرٌ یُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾

گروں سے) نقل کیا جاتا ہے۔ یہ (قرآن) تو کسی بشر کا کہا ہوا ہے میں عنقریب اس کو دوزخ میں

آپ کے بارہ میں گفتگو ہوئی کسی نے کہا آپ شاعر ہیں کسی نے کہا آپ کاہن ہیں ولید نے کہا میں شعر میں خود بڑا ماہر ہوں اور کاہنوں کی باتیں بھی سب سنی ہیں قرآن نہ شعر ہے نہ کہانت لوگوں نے کہا کہ تیری کیا رائے ہے کہا کہ سوچ لوں چنانچہ سوچ ساچ کر کہنے لگا کہ مجھ کو تو ساحر معلوم ہوتا ہے جس کا معنیٰ تفریق بین الاحبہ ہے جو شروع مزمل میں مذکور ہوا اور اس کے قبل یہ بھی کہہ چکا تھا کہ یہ ساحر بھی نہیں اور مجنون نہ کلام بھی نہیں اور یہ کلام اللہ ہے مگر محض اپنی برادری کو خوش کرنے کو اب یہ بات بنائی۔

ول خوف آخرت سے روح پرواز کرنا

امام ترمذی نے بھی بہز بن حکیم کے حوالہ سے اس طرح کا ایک واقعہ نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ زرارہؓ نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی جب اس آیت پر پہنچا۔

"فاذا نقر فی الناقور فذلک یومئذ یوم عسیر علی الکافرین غیر یسیر"

جس دن صور پھونکا جائے گا پس وہ دن کافروں پر ایک سخت دن ہوگا جس میں ذرا آسانی نہ ہوگی۔ وہ غش کھا کر گرے جب ہم نے اٹھایا تو انکی روح پرواز کر چکی تھی۔ (سنن ترمذی جلدا)

خاصیت: آیت ۸ تا ۱۰، ۱۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ

ڈالوں گا۔ تو کیا سمجھا کہ دوزخ ہے کیا؟ نہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے۔

لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ

جھلس دینے والی تن بدن کو اس پر انیس (فرشتے تعینات) ہیں۔ اور ہم نے

النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۠ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً

جو دوزخ کے مؤکل مقرر کئے ہیں وہ فرشتے ہی ہیں۔ اور ان کی گنتی بس ایک بلا بنائی ہے

لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ

کافروں کے حق میں تاکہ وہ لوگ تو یقین کر لیں جن کو کتاب دی گئی ہے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اور جو مسلمان ہیں ان کا ایمان اور زیادہ ہو اور شبہ نہ لائیں اہل کتاب

وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

اور مسلمان اور تاکہ کہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے

وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۭ كَذٰلِكَ

اور کافر کہ اللہ کی کیا غرض ہے اس مثال سے؟ ف۱ اسی طرح اللہ

يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَا

گمراہ کرتا ہے جس کو چاہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہے۔ اور کوئی نہیں

يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۭ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ ع

جانتا تیرے پروردگار کے لشکروں کو مگر وہ خود ہی۔ اور یہ تو ایک نصیحت ہے بنی آدم کے لئے۔ سچ تو یہ ہے قسم ہے چاند کی۔

ف۱ اہل کتاب کے یقین کی دو توجیہ ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ ان کی کتاب میں بھی یہ عدد لکھا ہو تو وہ فوراً مان لیں گے اور اگر ان کی کتابوں میں یہ عدد نہ ہو تو ممکن ہے کہ کتابوں کے ضائع ہونے سے ضائع ہوگیا ہو اور دوسری توجیہ یہ ہو سکتی ہے کہ عدد ان کی کتاب میں نہ ہو لیکن وہ فرشتوں کی قوت کے قائل تھے دوسرے بہت سی باتیں جن کی حکمت خدا ہی کو معلوم ہے ان کی کتابوں میں بھی موجود تھیں تو ان کے پاس کوئی وجہ انکار کی نہیں اور اہل ایمان کے ایمان بڑھنے کی بھی دو توجیہ ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ اہل کتاب کے مان لینے کو دیکھ کر ان کا ایمان قوی ہو کہ آپ باوجود اہل کتاب سے نہ ملنے کی پہلی وحی کے مطابق خبر دیتے ہیں تو ضرور نبی برحق ہیں دوسرے یہ کہ جب کوئی نیا مضمون نازل ہوتا تھا مسلمان اس پر ایمان لاتے تھے تو ایک مضمون ایمان میں اور بڑھ گیا پس ایمان کی مقدار اور بڑھ گئی۔

خلاصہ رکوع ۱

طہارت کا حکم اور علامات قیامت کا ذکر کیا گیا کفار میں سے ولید بن مغیرہ کے تاثرات اور اس کا زوال ذکر فرمایا گیا۔ عذاب جہنم کی ہولناکی ذکر کی گئی۔

ع ۱/۳/۱۵

كَلَّا وَالْقَمَرِ ۝٣٢ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ۝٣٣ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ ۝٣٤

اور رات کی جب پیٹھ پھیرے اور صبح کی جب روشن ہو کہ دوزخ

اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ۝٣٥ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ۝٣٦ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ

بڑی چیزوں میں سے ایک (بڑی چیز ہے) ڈرانے والی ہے بنی آدم کو۔

اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ۝٣٧ كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۝٣٨

اس شخص کو جو تم میں سے چاہے کہ آگے بڑھے یا پیچھے رہے ۱ ہر شخص اپنے کئے ہوئے میں

اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ۝٣٩ فِىْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝٤٠ عَنِ

پھنسا ہوا ہے مگر داہنی طرف والے باغوں میں ہوں گے پوچھتے ہوں گے

الْمُجْرِمِيْنَ ۝٤١ مَا سَلَكَكُمْ فِىْ سَقَرَ ۝٤٢ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ

گنہگاروں سے کہ کون چیز تم کو لے گئی دوزخ میں؟ وہ کہیں گے کہ نہ تو ہم

الْمُصَلِّيْنَ ۝٤٣ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝٤٤ وَكُنَّا نَخُوْضُ

نماز پڑھا کرتے تھے اور نہ ہم فقیر کو کھانا کھلاتے تھے۔ اور ہم بحث کیا کرتے تھے

مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۝٤٥ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝٤٦ حَتّٰىٓ

بحث کرنے والوں کے ساتھ اور ہم جھٹلایا کرتے تھے روز جزا کو یہاں تک کہ

اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۝٤٧ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۝٤٨

ہم کو موت آ گئی تو ان کے کام نہ آئے گی سفارش کرنے والوں کی سفارش۔ ۲

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ۝٤٩ كَاَنَّهُمْ

پس ان کو کیا ہو گیا ہے کہ نصیحت سے منہ پھیرتے ہیں گویا وہ گدھے ہیں

ف۱ آگے بڑھے نیکی یا بہشت کی طرف اور پیچھے رہے بدی میں پھنسا ہوا یا دوزخ میں پڑا ہوا۔ بہرحال مقصود یہ ہے کہ دوزخ سب مکلفین کے حق میں بڑے ڈراوے کی چیز ہے اور چونکہ اس ڈرانے کے عواقب و نتائج قیامت میں ظاہر ہونگے۔ اس لیے قسم ایسی چیزوں کی کھائی جو قیامت کے بہت ہی مناسب ہے چنانچہ چاند کا اول بڑھنا پھر گھٹنا نمونہ ہے اس عالم کے نشو ونما اور اضمحلال وفنا کا۔ اسی طرح اس عالم دنیا کو عالم آخرت کے ساتھ حقائق کے اخفاء واکشاف میں ایسی نسبت ہے جیسے رات کو دن کے ساتھ۔ گویا اس عالم کا ختم ہو جانا رات کے گزرنے اور اس عالم کا ظہور نور صبح کے پھیل جانے کے مشابہ ہے واللہ اعلم۔ (تفسیر عثمانی)

ع ۱۶

ف۲ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی امت کی شفاعت کرونگا آخر میرا رب ندا دیگا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا تو اب خوش ہوگیا۔ میں عرض کروں گا جی ہاں! میرے رب میں راضی ہوں۔ (بزار، طبرانی، ابونعیم)

عالم کی شفاعت:

حضرت عثمان بن عفانؓ نے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ (قیامت کے دن) عالم اور عابد کو لایا جائے گا عابد سے کہا جائے گا تو جنت میں چلا جا اور عالم سے کہا جائے گا تو شفاعت کے لئے ٹھہرا رہ۔ (اصبہانی)

خاصیت آیت ۳۸ تا ۴۷ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿٥٠﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿٥١﴾ بَلْ يُرِيدُ

بد کے ہوئے کہ بھاگے ہیں شیر سے۔ بلکہ چاہتا ہے

كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿٥٢﴾ كَلَّا

ان میں سے ہر شخص کہ اس کو دیئے جائیں صحیفے کھلے ہوئے۔ نہیں نہیں۔

بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿٥٣﴾ كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿٥٤﴾ فَمَنْ

بلکہ یہ آخرت سے ڈرتے نہیں۔ نہیں نہیں یہ قرآن تو نصیحت ہے پس جو کوئی

شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿٥٥﴾ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ هُوَ

چاہے اس کو یاد کرے۔ اور وہ یاد ہی نہیں کر سکتے بے مشیت الٰہی۔ اسی کی شان ہے

اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿٥٦﴾

کہ اس سے ڈرنا چاہیئے اور وہی بخشنے کے لائق ہے ۔ ۱ ۔

سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً فِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ قیامہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ﴿١﴾ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿٢﴾

قسم کھاتا ہوں روز قیامت کی۔ اور قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی (کہ سب لوگ قیامت کے روز زندہ ہوں

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ﴿٣﴾ بَلٰى قٰدِرِيْنَ

گے) کیا انسان ایسا خیال کرتا ہے کہ ہم جمع نہ کریں گے ان کی ہڈیوں کو؟ ہاں ضرور کریں گے ہم اس بات پر قادر ہیں

تعبیر سورہ مدثر

جس نے اس کو خواب میں پڑھا وہ رزق کی تنگی میں رہے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے اس تنگی کو دور فرما دے گا۔ (ابن سیرین)

ف۱ مسند احمد میں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی اور فرمایا کہ تمہارا رب فرماتا ہے کہ میں اسکا حق دار ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے، اور میرے ساتھ دوسرا معبود نہ ٹھہرایا جائے جو میرے ساتھ شریک بنانے سے بچ گیا، تو وہ میری بخشش کا مستحق ہو گیا۔ ابن ماجہ، اور نسائی امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اسے حسن غریب کہتے ہیں۔

خلاصہ رکوع ۲

اہل جنت اور اہل دوزخ کا مکالمہ ذکر کر کے بتایا گیا کہ کفار کیلئے کوئی سفارش نہ ہوگی۔ قرآن کا نصیحت اور تقویٰ کا مغفرت کا سبب ہونا ذکر فرمایا گیا۔

خاصیت: آیت ۵۴ تا ۵۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ﴿۴﴾ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ

کہ درست کر دیں اس کے پورو ے۔ بلکہ انسان چاہتا ہے کہ نافرمانی کرتا رہے

اَمَامَهٗ ﴿۵﴾ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ﴿۶﴾ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ﴿۷﴾

اپنے اگلے (زمانہ میں) بھی پوچھتا ہے کہ کب ہوگا روز قیامت؟ ف۱ تو جب آنکھیں پتھرا جائیں

وَخَسَفَ الْقَمَرُ ﴿۸﴾ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ﴿۹﴾ يَقُوْلُ

اور چاند گہہ جائے۔ اور ایک جا جمع کر دیئے جائیں سورج اور چاند آدمی

الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ﴿۱۰﴾ كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿۱۱﴾ اِلٰى

بول اٹھے گا اس دن کہ اب کہاں بھاگ کر جاؤں؟ نہیں نہیں۔ کہیں پناہ نہیں۔ تیرے

رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِۨالْمُسْتَقَرُّ ﴿۱۲﴾ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۢ بِمَا

پروردگار ہی کی جانب اس روز ٹھہرنا ہے۔ انسان کو جتا دیا جائے گا اس دن

قَدَّمَ وَاَخَّرَ ﴿۱۳﴾ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿۱۴﴾

جو کچھ اس نے آگے بھیجا اور جو کچھ پیچھے چھوڑا بلکہ انسان خود اپنے اوپر حجت ہے ف۲

وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿۱۵﴾ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ

گو پیش لایا کرے اپنے بہانے (اے محمد) نہ ہلا قرآن پڑھنے پر اپنی زبان تاکہ تو

بِهٖ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ

جلد اس کو یاد کرلے بیشک ہمارے ذمہ ہے قرآن کا جمع کرنا اور پڑھنا۔ پھر جب ہم قرآن پڑھا

قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ

کریں تو پیروی کر اس کے پڑھنے کی پھر ہمارے ذمہ ہے اس کا بیان کر دینا کوئی نہیں بلکہ تم

ف۱ سعید بن جبیرؓ نے کہا آدمی گناہ میں جلدی کرتا ہے اور توبہ کو ٹالتا رہتا ہے کہتا ہے میں پھر نیکی کرلوں گا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسی بداعمالی کی حالت میں اسکو موت آجاتی ہے ضحاک نے کہا کہ اس سے مراد امیدیں باندھنا ہیں آدمی کہتا ہے میں زندہ رہونگا اور اتنا مال منال حاصل کرونگا موت کی یاد اسکو نہیں ہوتی۔ (تفسیر مظہری)

عطار بن یسار نے کہا قیامت کے دن دونوں کو اکٹھا کر کے سمندر میں پھینک دیا جائے گا اور سمندر آگ بن جائیگا۔ یہ بھی مطلب بیان کیا گیا ہے کہ بے نور ہو جانے میں دونوں کا اشتراک ہو جائیگا یہی دونوں کا اجتماع ہے جمل میں ہے کہ بروق بصر بعض کے نزدیک موت کے وقت ہوتا ہے اسکی تشریح خسوف قمر ہے کہ آنکھوں کی روشنی جاتی رہے گی اور اجتماع شمس و قمر کا معنی یہ ہے کہ حاسہ نظر کے پیچھے روح بھی جاتی رہے گی یا یہ مراد کہ عالم بالا کے اس مقام پر پہنچ جائیگا۔ جہاں سے نور عقل حاصل ہوتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ حق تعالیٰ کی عادت ہے کہ جب حکمت کا تقاضہ ہوتا ہے تو بہت سے غائب علوم کو مخلوق کے ذہن میں حاضر کر دیتا ہے اگرچہ ان غائب باتوں کا حاضر ہو جانا عادت طبعی کے خلاف ہو چنانچہ قیامت میں اس کا ظہور بھی ہوگا کہ جن باتوں کو انسان بھول گیا ہوگا وہ بھی اس کو اس دن یاد آجاویں گی جب یہ بات ہے تو آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ وحی نازل ہونے کے وقت جیسا کہ اب تک آپکی عادت ہے اس قدر مشقت کیوں برداشت کرتے ہیں کہ سنتے بھی ہیں پڑھتے بھی ہیں دھیان بھی رکھتے ہیں محض اس احتمال سے کہ شاید کچھ مضمون میرے ذہن سے نکل جائے کیونکہ جب ہم نے آپکو نبی بنایا ہے اور آپ سے جو احکام پہنچانے کا کام لینا ہے تو حکمت کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ مضامین آپکے ذہن میں حاضر رکھے جائیں اور ہمارا سب چیزوں کا محفوظ رکھنا ظاہر ہے اس لئے آپ یہ مشقت برداشت نہ کیا کیجئے۔

خاصیت: آیت ۱ تا ۵، ۱۶ تا ۱۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾ وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ ﴿٢١﴾ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾

دوست رکھتے ہو دنیا کو اور چھوڑے دیتے ہو آخرت کو ول کتنے ہی منہ اس دن تروتازہ

إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ﴿٢٤﴾ تَظُنُّ

اپنے پروردگار کی جانب دیکھ رہے ہوں گے۔ اور کتنے ہی منہ اس دن اداس ہوں گے۔

أَن يُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿٢٥﴾ كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿٢٦﴾

ان کا خیال ہے کہ ان پر ایسی سختی کی جائے گی جو کمر توڑ دے گی۔

وَقِيلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿٢٧﴾ وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿٢٨﴾ وَالْتَفَّتِ

کوئی نہیں جب جان ہنسلی تک آ پہنچے۔ ول اور لوگ کہیں کہ کون جھاڑنے پھونکنے والا ہے

السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾

اور مرنے والے کو یقین ہو جائے کہ یہ جدائی کا وقت ہے اور لپٹ جائے

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلَّىٰ ﴿٣١﴾ وَلَٰكِن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿٣٢﴾

اس کی ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے تیرے پروردگار ہی کی جانب اس دن چلنا ہے۔

ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ يَتَمَطَّىٰ ﴿٣٣﴾ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ﴿٣٤﴾ ثُمَّ

تو (کافر نے) نہ سچ مانا اور نہ نماز پڑھی ولیکن جھٹلایا اور روگردانی کی پھر گیا اپنے گھر کی طرف اکڑتا ہوا

أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ﴿٣٥﴾ أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَن يُتْرَكَ سُدًى ﴿٣٦﴾

تجھ پر افسوس پھر افسوس پر افسوس پھر تجھ پر افسوس پھر افسوس پر افسوس کیا انسان یہ خیال رکھتا ہے کہ

أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّن مَّنِيٍّ يُمْنَىٰ ﴿٣٧﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً

بیکار چھوڑ دیا جائے گا؟ کیا وہ منی کا ایک قطرہ نہ تھا جو (رحم میں) ٹپکایا جاتا ہے پھر وہ جما ہوا خون تھا

ول مطلب یہ کہ انسان اس بات سے تو ناواقف نہیں اللہ دوبارہ حشر و تخلیق پر قادر ہے اور قیامت کے دن کوئی معذرت نفع بخش نہ ہوگی بات یہ ہے کہ دنیا کی محبت کیوجہ سے خواہشات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں ہواؤ ہوس نے انکی آنکھوں کو اندھا اور دلوں کو نابینا کر دیا ہے اس لیے وہ آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہیں اسکے بعد احوال آخرت کو بیان فرمایا۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۱

ع ۱ ۱۷

بعث بعد الموت کے بارہ میں غلط فہمی کا ازالہ فرمایا گیا۔ انسانی بے بسی اعمال کا سامنا ذکر کیا گیا۔ قرآن کی حفاظت کا وعدہ۔ مومنین کیلئے دیدار الٰہی کی بشارت اور کفار کی حالت زار ذکر کر کے موت اور اس کی سختی ذکر فرمائی گئی۔

ول مراد اس سے موت کی سختی کے آثار کا ظاہر ہونا ہے کچھ پنڈلی کا لپٹنا ہی مقصود نہیں اسکا بیان محض مثال کے طور پر ہے۔

فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿٣٨﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ

پھر اللہ نے پیدا کیا تو درست کیا پھر اس کی دو قسمیں کیں مرد

وَالْاُنْثٰى ﴿٣٩﴾ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿٤٠﴾

اور عورت کیا وہ اللہ اس پر قادر نہیں کہ مردے زندہ کرے

سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اِحْدٰى وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ دہر مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اکتیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ

بیشک آچکا ہے انسان پر ایک وقت زمانہ میں سے کہ وہ کچھ

شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ﴿١﴾ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ

چیز نہ تھا جس کا تذکرہ ہوتا ف۱ ہم نے پیدا کیا آدمی کو نطفہ سے جو (چند چیز)

اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ﴿٢﴾ اِنَّا هَدَيْنٰهُ

سے ملا ہوا تھا ہم اس کو آزمانا چاہتے ہیں پس ہم نے اس کو سنتا دیکھتا بنایا۔ ہم نے اس کو

السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿٣﴾ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ

رستہ دکھا دیا یا شکر گزار بنتا ہے اور یا ناشکر۔ ہم نے تیار کر رکھی ہیں کافروں کے لئے

سَلٰسِلَا۠ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ﴿٤﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ

زنجیریں اور طوق اور دہکتی ہوئی آگ۔ بیشک نیک بندے (ایسی شراب کے)

تعبیر سورہ القیامۃ

اس کو خواب میں پڑھنے والا قسم سے ہمیشہ بچتا رہے گا اور کبھی قسم نہ کھائے گا۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع ٢

ع ٢ انسان کی بے غرضی پیدائش کے
١٨ مراتب کو ذکر کر کے بعث بعد الموت کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۱ سورت گذشتہ میں جزاوسزا کا زیادہ بیان تھا اور کچھ اس کی تفصیل تھی اس سورت میں زیادہ تر اسی جزاوسزا کی تفصیل ہے جس میں شاید ترغیب کے لئے زیادہ بیان ایمان کی جزا کا ہے اور چونکہ کفار کے انکار قیامت سے آپ کو رنج ہوتا تھا اس لئے درمیان میں آپ کو تسلی ہے۔

یعنی مرد اور عورت دونوں کے نطفہ سے کیونکہ عورت کی منی بھی اندر ہی اندر عورت کے رحم میں گرتی ہے پھر کبھی فم رحم سے خارج ہو کر ضائع ہو جاتی ہے اور کبھی اندر رہ جاتی ہے اور مخلوط کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ اجزائے مختلفہ سے مرکب ہے چنانچہ ترکیب منی کی اجزائے مختلفہ سے ظاہر ہے غرض ہم نے اس کو ایسے نطفہ سے پیدا کیا۔

كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۝۵ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ

جام پئیں گے جس میں آمیزش کافور کی ہو گی ف۱ یہ ایک چشمہ ہے جس میں سے

اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝۶ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا

اللہ کے (خاص) بندے پئیں گے وہ بہالے جائیں گے اس کی نالیاں۔ وہ منت پوری کرتے ہیں

كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝۷ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ

اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی مصیبت پھیلی ہوئی ہو گی اور کھانا کھلاتے ہیں

مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝۸ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ

باوجود اس کی حاجت کے محتاج کو اور یتیم کو اور قیدی کو ف۲ (اور کہہ دیتے ہیں) کہ ہم تم کو خاص اللہ کے

لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝۹ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا

واسطے کھانا کھلاتے ہیں۔ نہ ہم تم سے بدلا چاہتے ہیں اور نہ شکر گزاری ہم کو ڈر لگ رہا ہے اپنے

يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝۱۰ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ

پروردگار سے ایک اداس نہایت سخت دن کا۔ تو اللہ نے ان کو بچا لیا اس دن کی سختی سے

وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۝۱۱ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا

اور ان کو لا ملایا تازگی اور خوشحالی سے اور ان کو جزا عنایت فرمائی ان کے صبر کرنے کی

جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۝۱۲ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ

بہشت اور ریشمی لباس۔ وہاں تکئے لگائے بیٹھے ہوں گے تختوں پر نہ وہیں

فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ۝۱۳ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا

دھوپ دیکھیں گے اور نہ جاڑے کی ٹھر اور ان پر جھکے پڑتے ہیں اس کے (درختوں کے) سائے

ف۱ ابرار سے مراد ہیں وہ اہل ایمان جو اپنے ایمان میں سچے ہیں اور اپنے رب کے فرمان بردار ہیں برٌّ مصدر ہے برّ کا معنی ہے اچھا سلوک اور خیر۔ اطاعت، سچائی اور بھلائی میں وسعت، (قاموس) یہ تمام اوصاف مومنوں کے ہیں۔ مِنْ كَاْسٍ جوہری نے صحاح میں کہا کاس شربت (پانی وغیرہ) سے بھرے ہوئے برتن کو کہا جاتا ہے اور شربت کے خالی برتن کو بھی کاس کہتے ہیں دونوں طرح اس لفظ کا استعمال ہے کاسٌ خالٍ بھی کہا جاتا ہے اور شربت کاساًاور شربت کاساً طیبۃ بھی کہا جاتا ہے میں نے پیالہ پیا یعنی شربت سے بھرا ہوا میں نے پاکیزہ پیالہ پیا یعنی پاکیزہ شربت۔ (تفسیر مظہری)

ف۲ حضرت علیؓ کی فضیلت:

مجاہد اور عطاء نے حضرت ابن عباس ؓ کا قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا نزول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں ہوا تھا۔

حضرت علی ؓ نے ایک یہودی کی مزدوری کر کے کچھ جَو حاصل کئے اور ان میں سے ایک تہائی پیس کر گھر والوں کے کھانے کے لئے کچھ کھانا تیار کیا جونہی کھانا پک کر تیار ہوا ایک مسکین نے آ کر سوال کیا گھر والوں نے وہ کھانا اس کو دے دیا دوبارہ پھر ایک تہائی جو پکائے گئے کھانا پک کر تیار ہوا تو ایک یتیم نے آ کر سوال کیا گھر والوں نے وہ کھانا اس کو کھلا دیا، تیسری بار باقی جو کو پکایا گیا اور پک کر تیار ہوا تو ایک مشرک قیدی آ گیا اور سوال کیا گھر والوں نے وہ کھانا اس کو دے دیا اور سب اس روز بھوکے رہے۔

خاصیت: آیت ۲۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ﴿١٤﴾ وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ

اور نیچے کر دیئے گئے ہیں اس کے پھل لٹکا کر و۱ اور ان پر دور چل رہا ہو گا۔

مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ﴿١٥﴾ قَوَارِيرَا مِن

چاندی کے باسنوں اور آبخوروں کا جو شیشے (جیسے شفاف) ہوں گے۔

فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ﴿١٦﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ

شیشے بھی چاندی کے کہ ان کو ماپ رکھا ہے ایک انداز پر اور ان کو وہاں

مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ﴿١٧﴾ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ﴿١٨﴾ وَيَطُوفُ

ایسے جام شراب پلائے جائیں گے جس میں آمیزش سونٹھ کی ہو گی۔ ایک چشمہ ہے

عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ

بہشت میں جس کا نام سلسبیل ہے اور ان کے پاس آتے جاتے ہوں گے

لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ﴿١٩﴾ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا

لڑکے سدا رہنے والے۔ جب تو ان کو دیکھے تو ایسا خیال کرے کہ موتی ہیں

كَبِيرًا ﴿٢٠﴾ عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ

بکھرے ہوئے۔ و۲ اور جب تو دیکھے اس جگہ تو دیکھے (بے شمار) نعمت اور ایک بڑی سلطنت جنتیوں

وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا

پر کپڑے ہوں گے باریک ریشمی سبز اور دبیز ریشمی اور ان کو پہنائے جائیں گے

طَهُورًا ﴿٢١﴾ إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُم

چاندی کے کنگن۔ اور ان کو پلائے گا ان کا پروردگار پاکیزہ شراب۔ یہ ہے تمہارا بدلہ

و۱ یعنی قریب ہوں گے اور سایہ بھی اسباب عیش میں سے ہے اور اس کا قریب ہونا زیادہ راحت و عیش کا سبب ہے اور سایہ سے وہاں آفتاب کا ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ دوسری روشن چیزوں سے بھی سایہ پیدا ہوسکتا ہے اور غالباً سایہ کا فائدہ وہاں یہ ہوگا کہ مختلف سامان عیش کے موجود رہیں کیونکہ ہر شے میں جدا لذت ہے ورنہ کچھ ضرورت سایہ کی وہاں نہ ہوگی۔

و۲ ابن مبارک اور ہناد اور بیہقی نے حضرت ابن عمرؓ کا قول نقل کیا ہے کہ ادنیٰ جنتی وہ ہوگا کہ جس کی خدمت میں ایک ہزار خادم لگے ہوں گے اور ہر خادم کا کام دوسرے خادم کے کام سے جدا ہوگا۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے کم درجہ کے جنتی کے سر کے پیچھے دس ہزار خادم (خدمت کے لئے) کھڑے ہوں گے۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا کہ سب سے کم مرتبہ والا جنتی وہ ہوگا جس کے پاس خدمت کے لئے صبح و شام پانچ ہزار خادم آئیں گے اور ہر خادم کے پاس (کھلانے، پلانے کے لئے ایسا) برتن ہوگا جو دوسرے خادم کے پاس نہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

مَّشْكُوْرًا ۝٢٢ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ۝٢٣

اور تمہاری کوشش نیک لگی ہم نے نازل فرمایا تجھ پر قرآن آہستہ آہستہ

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ۝٢٤

تو صبر کر اپنے پروردگار کے حکم کے انتظار میں اورکہا نہ مان ان میں سے کسی گنہگار

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝٢٥ وَمِنَ الَّيْلِ

یا ناشکر کا ف۱ اور نام لے اپنے پروردگار کا صبح اور شام۔ اور کچھ رات میں

فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ۝٢٦ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ

اس کو سجدہ کر اور اس کی تسبیح کرتا رہ بڑی رات تک۔ یہ کافر تو دنیا ہی چاہتے ہیں

الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ۝٢٧ نَحْنُ

اور چھوڑ رکھا ہے اپنے پس پشت ایک بھاری دن کو ہم ہی نے ان کو

خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ

پیدا کیا اور ہم ہی نے ان کے بندھن مضبوط کئے اور ہم جب چاہیں بدل لائیں

اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ۝٢٨ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ

ان ہی جیسے اور لوگ یہ تو نصیحت ہے تو جو چاہے اختیار کرے اپنے

اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝٢٩ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ

پروردگار کی جانب رستہ۔ اور تم نہ چاہو گے مگر یہ کہ اللہ ہی چاہے

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝٣٠ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ

بیشک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ داخل کرے جسے چاہے

ع ٢٢ ١٩

خلاصہ رکوع ١

انسانی پیدائش اور منکرین کا انجام ذکر کیا گیا۔ مومنین کا انعام واکرام اور مومنانہ صفات کو ذکر فرمایا گیا۔ جنت کے احوال اور وہاں کی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۱ مسند احمد میں ہے کہ حضرت کعب بن عجرہؓ سے آپ نے فرمایا خدا تجھے بے وقوفوں کی سرداری سے بچائے۔ حضرت کعب نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہے فرمایا وہ میرے بعد کے سردار ہوں گے جو میری سنتوں پر نہ عمل کریں گے۔ نہ میرے طریقہ پر چلیں گے پس جو لوگ ان کے جھوٹ کی تصدیق کریں گے۔ اور ان کے ظلم کی امداد کریں گے۔ نہ وہ میرے ہیں اور نہ میں ان کا ہوں۔ یاد رکھو وہ میرے حوض کوثر پر بھی نہیں آسکتے اور جو ان کے جھوٹ کو سچا نہ کرے۔ اور ان کے ظلموں میں ان کا مددگار نہ بنے، وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں یہ لوگ میرے حوض کوثر پر مجھ سے ملیں گے۔ اے کعب! روزہ ڈھال ہے اور صدقہ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے اور نماز قرب خدا کا سبب ہے۔ یا فرمایا کہ دلیل نجات ہے۔ اے کعب وہ گوشت پوست جنت میں نہیں جا سکتا جو حرام سے پلا ہوا ہو۔ وہ تو جہنم میں ہی جانے کے قابل ہے۔ اے کعب! لوگ ہر صبح اپنے نفس کی خرید و فروخت کرتے ہیں کوئی تو اسے آزاد کرالیتا ہے اور کوئی ہلاک کر گذرتا ہے۔

خاصیت: آیت ١٨ تا ٣٠ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۳۱ ع

اپنی رحمت میں۔ اور ظالموں کے لئے تیار کر رکھا ہے درد ناک عذاب۔

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ مرسلٰت مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پچاس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۱ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۲ وَّالنّٰشِرٰتِ

ان ہواؤں کی قسم جو نرم رفتار چلائی جاتی ہیں۔ وا پھر جھونکے دیتی ہیں زور سے۔ اور (ابر کو) منتشر کر

نَشْرًا ۳ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۴ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۵ عُذْرًا

دیتی ہیں اٹھا کر۔ پھر جدا کر دیتی ہیں اٹھا کر۔ پھر جدا کر دیتی ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے نصیحت لا

اَوْ نُذْرًا ۶ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ۷ فَاِذَا النُّجُوْمُ

ڈالتی ہیں الزام رفع کرنے کو یا ڈرانے کو کچھ شک نہیں جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور ہونا ہے۔

طُمِسَتْ ۸ وَاِذَا السَّمَاۗءُ فُرِجَتْ ۹ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۱۰

تو جب ستارے بے نور کر دیئے جائیں اور جب آسمان پھاڑ دیا جائے اور جب پہاڑ اڑائے

وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ۱۱ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ۱۲ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ۱۳

جائیں۔ اور جب پیغمبر وقت مقرر پر حاضر کئے جائیں کس دن کے لئے ملتوی ہیں اس فیصلے کے

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۱۴ وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۱۵

دن کے لئے۔ اور تو کیا سمجھا کہ فیصلے کا دن ہے کیا؟ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی۔ کیا ہم

ع ۲ / ۲۰ خلاصہ رکوع ۲

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کیلئے بتایا گیا کہ فیصلہ کا انتظار کریں حب دنیا کے مرض اور منکرین سے نمٹنے کو ذکر فرمایا گیا۔ قرآن کا نصیحت ہونا اور اللہ کی رحمت وعذاب کو ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورہ الدھر

خواب میں پڑھنے والا سخاوت اور نعمت پر شکر کی توفیق پائے گا۔ تعبیر الرؤیا۔

وا سورہ سابقہ میں قیامت کا وقوع اور اس کے اسباب کی تفصیل اور جزا وسزا کی کیفیت مذکور تھی اس سورت میں یہی مضمون ہے اتنا فرق ہے کہ وہاں ترغیب کا مضمون زیادہ تھا یہاں ڈرانے کا مضمون ہے اور اسی لئے اس میں دس جگہ ویل یومئذ للمکذبین مکرر آئی ہے اور چونکہ مختلف تکذیبوں پر یہ آیت لائی گئی ہے اس لئے معنی یہ تکرار نہیں اور ظاہری تکرار بھی تاکید کو مفید ہے جیسا کہ سورۂ رحمان کی تمہید میں مفصلاً مذکور ہوا ہے۔

خاصیت: آیت ۱ تا ۷ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ

ہلاک نہیں کر چکے اگلے لوگوں کو؟ پھر ان ہی کے

الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٧﴾ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٨﴾ وَيْلٌ

پیچھے پیچھے چلتا کریں گے ف۱ ان پچھلوں کو ہم یہی کیا کرتے ہیں گنہگاروں کے ساتھ۔ خرابی ہے

يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١٩﴾ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ

اس دن جھٹلانے والوں کی۔ کیا ہم نے تم کو پیدا نہیں کیا ایک حقیر پانی

مَّهِيْنٍ ﴿٢٠﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿٢١﴾ اِلٰى قَدَرٍ

سے پھر اس کو رکھا ایک مضبوط جگہ میں ایک وقت مقرر تک پھر ہم نے

مَّعْلُوْمٍ ﴿٢٢﴾ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

اندازہ ٹھہرایا تو ہم کیسے اچھے اندازہ ٹھہرانے والے ہیں ف۲ خرابی ہے اس دن

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٢٤﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿٢٥﴾

جھٹلانے والوں کی۔ کیا ہم نے نہیں بنایا زمین کو سمیٹنے والی۔

اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿٢٦﴾ وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ

جیتوں اور مردوں کو اور اس میں پیدا کر دیئے اٹل پہاڑ اونچے اونچے

وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿٢٧﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٢٨﴾

اور تم کو پلایا میٹھا پانی۔ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی

اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٩﴾ اِنْطَلِقُوْٓا

(ان کو اس دن حکم ہوگا کہ) چلو اس کی جانب جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے چلو ایک سایہ کی

ف۱ اٰخرین سے مراد امت محمدیہ کے کفار ہیں پچھلی امتوں کی ہلاکت اور عذاب کی خبر دینے کے بعد موجودہ کفار اہل مکہ کو آئندہ ان پر آنے والے عذاب کی خبر دینا مقصود ہے۔ جیسا کہ غزوہ بدر وغیرہ میں مسلمانوں کے ہاتھوں ان پر عذاب ہلاکت نازل ہوا تھا۔

فرق یہ ہے کہ پچھلی امتوں پر آسمانی عذاب آیا تھا۔ جس سے پوری بستیاں تباہ ہو جاتی تھیں۔ امت محمدیہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے خاص اکرام ہے کہ ان کے کفار پر آسمانی عذاب نہیں آتا ان کا عذاب مسلمانوں کی تلوار سے آتا ہے۔ جس میں ہلاکت عام نہیں ہوتی۔ صرف بڑے سرکش مجرم ہی مارے جاتے ہیں (معارف مفتی اعظم)

قدرت خداوندی کا اندازہ لگاؤ

ف۲ نافع اور کسائی کی روایت میں فَقَدَّرْنَا ہے یعنی ہم نے ماں کے پیٹ میں رہنے کا وقت اور وقت پیدائش کا پیدا ہونے کے بعد اعمال زندگی مدت زندگی اور رزق کا اور (آخرت میں) نیک بخت اور بدنصیب ہونے کا ایک اندازہ مقرر کر دیا۔ حضرت ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں (ہر) ایک کا تخلیقی قوام ماں کے پیٹ کے اندر چالیس روز تک بطور نطفہ رہتا ہے پھر اتنی ہی مدت میں بستہ خون ہوتا ہے۔ پھر اتنی ہی مدت میں گوشت کا لوتھڑا ہوتا ہے۔ پھر اللہ اس کے پاس فرشتہ کو چار باتوں کے لیے بھیجتا ہے فرشتہ اس کا (آئندہ) عمل اور مدت زندگی اور رزق اور شقی یا سعید ہونا لکھ دیتا ہے۔ پھر اس میں جان پھونکتا ہے۔ پس قسم ہے خدا کی جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں کہ تم میں سے بعض لوگ جنت والوں کے لیے کام کرتے ہیں یہاں تک کہ ان کے اور جنت کے درمیان ایک بانہہ کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ مگر لکھا ہوا غالب آتا ہے اور وہ دوزخیوں کا عمل کرتے ہیں اور دوزخ میں چلے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

اِلٰى ظِلٍّ ذِىْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا

جانب جس کی تین پھانکیں وا ہیں نہ گھنی چھاؤں ہے اور نہ

يُغْنِىْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا تَرْمِىْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ كَاَنَّهٗ

وہ کام آئے آگ کی تپش سے وہ آگ چنگاریاں پھینکتی ہے (ایسی بڑی)

جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۴﴾ هٰذَا

جیسے محل گویا وہ شرارے زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی یہ وہ

يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾

دن ہے کہ نہ بات کریں گے وا۲ اور نہ ان کو اجازت دی جائے گی کہ عذر پیش کریں خرابی ہے

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ

اس دن جھٹلانے والوں کی یہ ہے فیصلہ کا دن! ہم نے

جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ

جمع کیا تم کو اور اگلے لوگوں کو پس اگر تم کو کچھ داؤ آتا ہے تو مجھ پر چلا لو

فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ

خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی۔ بیشک پرہیز گار بندے چھاؤں

فِىْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾

اور چشموں اور میووں میں ہوں گے جس قسم کے ان کے جی چاہیں (ہم ان کو اجازت دیں گے کہ)

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ

کھاؤ اور پیو گوارا اس کے صلہ میں جو کچھ تم کرتے تھے ہم اس طرح جزا دیا کرتے ہیں

وا انسان کے تین لطیفے

حضرات عارفین فرماتے ہیں کہ انسان کے اندر تین لطیفے ہیں جن کی اصلاح اس کو مقام ملکیت تک پہنچا دیتی ہے۔ اور اس کا فساد اس کو شیاطین کے زمرے میں شامل کر دیتا ہے۔ ایک دائیں طرف جو لطیفہ قلب ہے جسکا فساد قوت غضبیہ کو حد سے بڑھا کر ظلم و سرکشی پر آمادہ کرتا ہے۔ دوسرا دائیں طرف ہے جسکا فساد قوت شہویہ کو بڑھاتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے انسان فسق و فجور اور بدکاریوں میں پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ جگر معدن خون ہے۔ اور یہی شہوتوں کا سرچشمہ ہے۔ تیسرا لطیفہ دماغ ہے جو قوت ادراکیہ کا خزانہ اور معدن ہے تو پہلے دو لطیفوں کا فساد عملی خرابیوں کا باعث ہے۔ اور تیسرے لطیفے کا فساد عقائد باطلہ کا سبب ہے۔ اس طرح اعمال خبیثہ اور عقائد باطلہ ان لطائف کی خرابی پر مرتب ہوئے۔ تو اس مناسبت سے یہ اعمال خبیثہ اور عقائد جہنم کے دھوئیں اور شعلوں سے ظاہر ہونیوالے سایہ کی تین شاخوں کی شکل میں نمایاں ہونگے۔ واللہ اعلم بالصواب

(روح المعانی فتح المنان، معارف کاندھلوی)

وا۲ امام شافعی رحمہ اللہ کے دل میں خشیت الٰہی

ع ۱ ۲۱

امام شافعیؒ نے ایک مرتبہ یہ آیت سنی۔ "ھذا یوم لا ینطقون ولا یؤذن لھم فیعتذرون" اس آیت کا سننا تھا کہ غش کھا کر گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے۔

خلاصہ رکوع ۱

دنیا و آخرت کی مثال، وعدہ قیامت اور منکرین کی ہلاکت جیسے امور کو ذکر کرکے بتایا گیا کہ انسانی تخلیق سے خدائی قدرت کا اندازہ کرو۔ انسان کو زمین کی طرف متوجہ فرمایا گیا۔ کفار کیلئے عذاب اور اس کی کیفیت ذکر فرمائی گئی۔

خاصیت: آیت ۳۵،۳۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۴۴﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿۴۵﴾

نیکو کار بندوں کو۔ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی۔

كُلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِيلًا إِنَّكُم مُّجْرِمُونَ ﴿۴۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

(جھٹلانے والو) کھالو اور رس بس لو تھوڑے دنوں بیشک تم مجرم ہو۔ خرابی ہے

لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿۴۷﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا

اس دن جھٹلانے والوں کی اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ

يَرْكَعُونَ ﴿۴۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿۴۹﴾ فَبِأَيِّ

رکوع کرو تو رکوع نہیں کرتے ف۱ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی اب کس

حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ﴿۵۰﴾ ع

بات پر قرآن کے بعد یہ لوگ ایمان لائیں گے۔ ف۲

تعبیر سورہ المرسلات

جو دنیا کے عیش و بہار اور لذتوں پر ریجھ رہے تھے یہ خبر نہ تھی کہ جس چیز کو پھولوں کا ہار سمجھ کر گلے میں ڈال رہے ہیں وہ کالا ناگ ہے۔ (تفسیر عثانی)

ف۱ ابن منذرؒ نے مجاہدؒ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ثقیف کے نمائندوں کو ایمان لانے اور نماز پڑھنے کا حکم دیا انہوں نے جواب دیا مگر ہم تجبیہ نہیں کریں گے کیونکہ یہ ایک گالی ہے۔ یعنی بڑی ذلت ہے۔ تجبیہ کا معنی ہے گھٹنوں یا زمین پر ہاتھ رکھنا۔ یا سرنگوں ہونا (قاموس) اس پر مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ / ۱۰ / ۲۲

متقین کیلئے جنت کی بشارت اور وہاں کی نعمتوں کو ذکر فرمایا گیا۔ عظمت قرآن کو بیان فرمایا گیا۔

ف۲ یعنی قرآن کی ان دھمکیوں کا مقتضا یہ تھا کہ سنتے ہی ڈر کر ایمان لے آتے مگر جب اس پر بھی ان کو اثر نہیں ہوتا تو کوئی نصیحت ان کو کارگر نہیں ہو سکتی اس میں کفار پر ڈانٹ ہے اور ان کے ایمان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مایوس کرتا ہے۔

انتیسواں پارہ

فضائل خواص فوائد وعملیات

سورۂ ملک....فضائل وخواص

جوشخص اس سورت کو ہمیشہ پڑھے گا۔ان شاءاللہ تعالیٰ وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔
آشوب چشم پر تین روز تک تین بار روزانہ دم کرنے سے آرام ہو جائے۔(اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱..عمر میں برکت کیلئے

تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَعَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ

جوکوئی شخص چاہے کہ میری عمر میں برکت ہو نیک عملوں کی توفیق نصیب ہو پانچسو مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن پڑھ کراس آیت مبارکہ کو پڑھے ان شاءاللہ تعالیٰ کامیاب ہوگا۔سورۃ تبارک الذی کا روزانہ عشاء کی نماز کے بعد پڑھنا قبر کے عذاب سے نجات دلاتا ہے۔
اس سورۃ کا چلہ کے اندر پڑھ کر پانی پر دم کر کے زچہ کو پلانا جملہ آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔
تہجد کی نماز میں دو رکعتوں کے اندر سورہ تبارک الذی کا پڑھنا اور چالیس روز تک ایسا ہی کرنا خدا کے فضل سے فرزند صالح بخشتا ہے۔(طب روحانی)

آیت ۱۴-۱۳.....استخارہ میں درست بات معلوم کرنے کا نسخہ

وَاَسِرُّوْا قَوْلَکُمْ اَوِاجْھَرُوْا بِہٖ ؕ اِنَّہٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ۝

عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت نفل استخارہ کی نیت سے پڑھیں اس کے بعد ان آیتوں کو ایک سوایک بار پڑھ کر بغیر بات کئے سو جائیں۔ان شاءاللہ درست بات معلوم ہو جائے گی۔

سورۂ قلم....فضائل وخواص

نماز میں پڑھنے سے فقر وفاقہ دور ہو۔(اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۵۱..بری نظر سے حفاظت کیلئے

وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْ لِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِھِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ

نظر بد سے محفوظ رہنے کے لئے تین مرتبہ اس مبارک آیت کو پڑھ کر دم کرنا بدنظری سے بچاتا ہے۔(طب روحانی)

سورۂ حاقہ....فضائل وخواص

حاملہ کے باندھنے سے بچہ ہر آفت سے محفوظ رہے۔اگر بچہ ہونے کے وقت اس کا پڑھا ہوا پانی منہ میں لگائیں تو اس کو ذکاوت حاصل ہو۔

اور ہر مرض اور ہر آفت سے جس میں بچے مبتلا ہوجاتے ہیں محفوظ رہے اور اگر روغن زیتون پر پڑھ کر بچے کو مل دیں تو بہت فائدہ بخشے اور سب حشرات اور موذی جانوروں سے محفوظ رہے، اور یہ تیل تمام جسمانی دردوں کو نافع ہے۔ (اعمال قرآنی)

اس مبارک سورہ کو اکیس مرتبہ ہفتہ کی صبح کی نماز کے بعد پڑھ کر کسی دشمن کے ہلاک ہونے کی دعا کرنا بہت جلد اس دشمن کو قید خانہ میں پہنچاتا ہے۔

اس مبارک سورۃ کو مسان کے خلل والے بچے پر پڑھ کر متواتر تین روز تک دم کرنا بہت جلد بچہ کو تندرست اور فربہ کرتا ہے۔ (طب روحانی)

فائدہ آیت ۲۴... نوجوان چرواہا اور خوف آخرت

نافعؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک دفعہ مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جا رہے تھے خدام ساتھ تھے' کھانے کا وقت ہوگیا۔ خدام نے دستر خوان بچھایا۔ سب کھانے کیلئے بیٹھے۔ ایک چرواہا بکریاں چراتا ہوا گزرا۔ اس نے سلام کیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے اس کی کھانے کی تواضع کی۔ اس نے کہا میرا روزہ ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا اس قدر سخت گرمی کے زمانہ میں کیسی لو چل رہی ہے۔ جنگل میں تو روزہ رکھ رہا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میں اپنے ایام خالیہ کو وصول کر رہا ہوں۔ (یہ قرآن پاک کی ایک آیت شریفہ کی طرف اشارہ تھا جو سورہ الحاقہ میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ جنتی لوگوں کو فرمادیں گے کلو ا و اشربو ا ھنیئاالخ '' کھاؤ اور پیو مزہ کے ساتھ ان اعمال کے بدلہ میں جو تم نے گزرے ہوئے زمانہ میں (دنیا میں) کئے ہیں''۔

اس کے بعد حضرت ابن عمرؓ نے امتحان کے طور پر اس سے کہا کہ ہم ایک بکری خریدنا چاہتے ہیں اس کی قیمت بتادو اور لے لو ہم اس کو کاٹیں گے اور تمہیں بھی گوشت دیں گے کہ افطار میں کام دے گا۔ اس نے کہا یہ بکریاں میری نہیں ہیں میں تو غلام ہوں یہ میرے سرکار کی بکریاں ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ سردار کو کیا خبر ہوگی اس سے کہہ دینا کہ بھیڑیا کھا گیا۔ اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا اور اللہ تعالیٰ کہاں چلے جائیں گے۔ (یعنی وہ پاک پروردگار تو دیکھ رہا ہے جب وہ مالک الملک دیکھ رہا ہے تو میں کیسے کہہ سکتا ہوں کہ بھیڑیا کھا گیا) حضرت ابن عمرؓ تعجب اور مزے سے بار بار فرماتے تھے۔ ایک چرواہا کہتا ہے این اللہ این اللہ (اللہ تعالیٰ کہاں چلے جائیں گے اللہ تعالیٰ کہاں چلے جائیں گے) اس کے بعد حضرت ابن عمرؓ شہر میں واپس تشریف لائے۔ تو اس غلام کے آقا سے اس غلام کو اور بکریوں کو خرید کر غلام کو آزاد کردیا اور وہ بکریاں اسی کو ہبہ کردیں (در منثور) یہ اس وقت کے چرواہوں کا حال تھا کہ ان کو جنگل میں بھی یہ فکر تھی کہ اللہ تعالیٰ شانہ دیکھ رہے ہیں۔ (اللہ والوں کی دنیا سے بے رغبتی)

فائدہ آیت ۲۹ - ۲۸... خلیفہ ہارون الرشید رحمہ اللہ کا آخری کلام

خلفائے بنو العباس میں خلیفہ ہارون الرشید اس شان وشوکت اور رعب ودبدبہ کا بادشاہ گزرا ہے۔ تاریخ دان حضرات پر پوشیدہ نہیں۔ وہ موت کے وقت اپنے کفن کو الٹ پلٹ کر بار بار دیکھتا تھا۔ اور یہ آیت پڑھتا تھا ''**ما اغنی عنی مالیه' هلک عنی سلطانيه**'' میرے مال نے مجھے کوئی نفع نہیں دیا۔ میری بادشاہی ہلاک ہوگئی۔ اسی آیت کو پڑھتے پڑھتے اس کی جان نکل گئی۔ (احیاء العلوم)

فائدہ آیت ۴۰ تا ۴۲... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا خاص سبب

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اسلام لانے سے پہلے کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں پہنچ گئے ہیں، میں بھی گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہوگیا۔ آپ نے سورۂ حاقہ شروع کی جسے سن کر مجھے اس کی پیاری نشست الفاظ اور بندش مضامین اور فصاحت وبلاغت پر تعجب آنے لگا...... آخر میں میرے دل میں

خیال آیا کہ قریش ٹھیک کہتے ہیں کہ یہ شخص شاعر ہے، ابھی میں اسی خیال میں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیتیں تلاوت کیں۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ (سورۂ حاقہ: ۴۰)

ترجمہ: ''یہ قول رسول کریم کا ہے شاعر کا نہیں ہے تم میں ایمان ہی کم ہے۔''

تو میں نے خیال کیا کہ اچھا! شاعر نہ سہی، کاہن تو ضرور ہے، ادھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت میں یہ آیت آئی:

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (سورۂ حاقہ: آیت ۴۲) ترجمہ: ''یہ کاہن کا قول بھی نہیں ہے۔ تم نے نصیحت ہی کم لی ہے۔''

اب آپ پڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ پوری سورت ختم کرلی۔ فرماتے ہیں کہ یہ پہلا موقع تھا کہ میرے دل میں اسلام پوری طرح گھر کر گیا، اور رونگٹے رونگٹے میں اسلام کی سچائی گھس گئی۔ پس یہ بھی منجملہ ان اسباب کے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا باعث ہوئے ایک خاص سبب ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۵ صفحہ ۴۲۵)

سورۂ معارج.... فضائل وخواص

سوتے وقت پڑھنے سے جنابت اور پریشان خواب سے محفوظ رہے۔ (اعمال قرآنی)

خاصیت آیت ۱ تا ۱۸.. ٹڈیوں سے نجات کیلئے

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ مِّنَ اللّٰهِ ذِی الْمَعَارِجِ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِیْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا وَّنَرٰهُ قَرِيْبًا يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ وَلَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا يُّبَصَّرُوْنَهُمْ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِیْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۢ بِبَنِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِیْ تُـْٔوِيْهِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ كَلَّا اِنَّهَا لَظٰى نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى وَجَمَعَ فَاَوْعٰى

اگر کسی جگہ ٹڈیاں بہت آتی ہوں وہاں کم سے کم نو جگہ زیادہ سے زیادہ اکیس جگہ اس مبارک سورۃ کی آیت سے شروع کرے وجمع فاوعیٰ تک یہ سب آیتیں ایک ایک کاغذ پر ایک ایک مرتبہ زعفران سے لکھ کر متفرق طور پر ایک ایک نقش کو الگ الگ درخت پر لٹکانا خدا کے حکم سے ٹڈیوں کے طوفان کو مع الخیر دفع کرتا ہے۔ اس مبارک سورہ کا ظہر کی نماز کے بعد ہمیشہ پڑھنا ہر طرح کی مہلک وبا اور بخار سے محفوظ رکھتا ہے۔

رات کو عشاء کی نماز کے بعد اس سورۃ مبارکہ کو پڑھ کر شہد پر دم کرکے تین انگلیاں شہد کی چاٹ کر سونا ہمیشہ فالج اور لقوہ کی بیماری سے محفوظ رکھتا ہے۔ سورہ معارج اشراق کی چار نفلوں میں پڑھ کر سینہ پر دم کرنا خفقان کے مرض سے بچاتا ہے۔ (طب روحانی)

سورۂ نوح.... فضائل وخواص

ہر قسم کی حاجت روائی اور غم و وہم کے دفع ہونے کے لئے نافع ہے۔ (اعمال قرآنی)

اگر پوری سورۂ نوحؑ سوتے وقت پڑھ لے تو احتلام سے محفوظ رہے گا۔

سورۂ نوح کا عصر کی نماز کے بعد ہمیشہ پڑھنا محفوظ رکھتا ہے ڈوب کر مرنے سے دیوار کے نیچے دب کر ہلاک ہونے سے نیز ہر قسم کی اچانک موت سے امن ملتا ہے۔

۱...... جو آدمی سورۃ نوح کی تلاوت کو اپنا معمول بنالے تو وہ مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانہ ضرور دیکھے گا۔

۲...... کسی آدمی کو سخت حاجت درپیش ہو تو وہ اپنی حاجت روائی کی نیت سے سورۃ نوح پڑھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی حاجت پوری ہوجائے گی۔ ۳...... اگر کسی کو کسی ظالم کا سامنا ہو تو سورۃ نوح پڑھ لے ظالم کے شر سے محفوظ رہیگا۔

آیت ۱۰-۱۱.... فضیلت استغفار

ابن سبیح کہتے ہیں کہ امام حسن بصریؒ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے قحط سالی کی شکایت کی' آپ نے اسے فرمایا ''استغفر اللہ'' اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو' ایک اور آدمی آیا اس نے فاقہ کی شکایت کی' اس کو بھی یہی جواب دیا' تیسرا آدمی آیا اس نے اولاد نرینہ کیلئے درخواست کی' اس کو بھی یہی جواب دیا' ایک اور آدمی آیا اس نے عرض کیا کہ میرا باغ خشک ہو گیا پھل نہیں دیا' اسے بھی یہی جواب دیا ہم نے کہا کہ مختلف لوگوں نے مختلف درخواستیں پیش کیں اور آپ نے سب کا ایک ہی جواب دیا۔ حسن بصریؒ نے کہا کہ میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ نوح میں فرمایا ہے ''استغفروا ربکم انه کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنت ویجعلکم انهارا''۔ (اسی طرح واقعہ اعمال قرآنی میں بھی ہے)

خاصیت آیت ۲۶.. دشمن کو برباد کرنے کا عمل

وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا

اسلام کے دشمن کفار کو برباد کرنے کیلئے اس آیت کا ختم پڑھنا نہایت مفید ہے۔ (طب روحانی)

سورۂ جن.... فضائل وخواص

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو آدمی سورۃ الجن پڑھے اسے ہر ایک جن وشیطان کے بدلے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ ۲...... اگر کسی آدمی کو بادشاہ' حاکم یا افسر کا خوف ہو تو سورۃ الجن پڑھ' وہ اس پر کوئی زیادتی نہ کر سکے گا۔

۳...... کوئی چیز اگر رکھی ہے اور چوری وغیرہ سے حفاظت کی فکر ہے تو اس کی حفاظت کی نیت سے سورۃ جن پڑھ لیں ان شاء اللہ محفوظ رہے گی۔ جس پر آسیب آتا ہو اس پر ایک مرتبہ پڑھ کر دم کرے یا لکھ کر بازو پر باندھ دے ان شاء اللہ تعالیٰ جاتا رہے گا۔ (اعمال قرآنی)

اس مبارک سورۃ کا ایک سفید کاغذ پر لکھ کر آسیب زدہ کو پلانا نہایت مجرب ہے۔

جس شخص کو مرگی کا خلل ہو سورہ جن کو باریک کاغذ پر لکھ کر مریض کے بالوں میں محفوظ رکھنا شفاء کا باعث ہے۔

ہر ایک مسافر شخص کو اس مبارک سورہ کا لکھوا کر پاس رکھنا نہایت مفید ہے ان شاء اللہ تعالیٰ ایام سفر میں ہر قسم کی جان اور مال کے نقصان سے محفوظ رہے گا۔ عمل مجرب ہے۔ عقیدہ شرط ہے۔ (طب روحانی)

سورۂ مزمل.... فضائل وخواص

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص اس سورۃ مبارکہ کی مصیبت کی حالت میں تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت ٹال دے گا اور اسے دنیا وآخرت میں خوش رکھے گا اس سے فقر، تنگدستی دور ہوگی اور جس مشکل کے لئے بھی تلاوت کی جائے وہ مشکل آسان ہو جائے گی۔

جو شخص اس سورۃ مبارکہ کی مسلسل تلاوت کرے گا وہ خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارکہ سے مشرف ہوگا سورۃ مزمل کی روزانہ تلاوت کرنے والے شخص پر دوزخ کی آگ حرام قرار دے دی جائے گی نیز اگر سورۃ مبارکہ لکھ کر مریض کے گلے میں ڈال دی جائے تو شفاء پائے گا۔ (فلاح دارین) اس کو پڑھنے سے روزی فراخ ہو۔ (اعمال قرآنی)

کشائش رزق کیلئے بہت ہی مفید ہے۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ ایک چلہ تک ہر روز وقت معین پر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔

پھر گیارہ سو گیارہ مرتبہ یا مغنی پڑھے بعد گیارہ مرتبہ سورۂ مزمل کو پڑھے اور پھر آخر میں بھی گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ لے جو اس عمل کو کرے گا۔ اللہ تعالیٰ غیب سے اس کی طرح طرح کی امداد فرمائے گا۔ (اعمال قرآنی)

ایک مرتبہ روزانہ اس سورت کا عشاء کی نماز کے بعد پڑھنا فاقہ سے بفضلہٖ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے۔

رزق میں ترقی اور برکت کیلئے یا کوئی کام بس سے باہر ہو اور کوئی وسیلہ نظر نہ آتا ہو یا کسی کام میں آسانی اور جلدی مطلب ہو تو سورۂ مزمل ایک بیٹھک میں اکتالیس مرتبہ تین دن تک پڑھیں ان شاء اللہ مقصد میں کامیابی ہوگی۔ لیکن اس عمل سے دوسروں کو نقصان پہنچانا مقصود نہیں ہونا چاہئے۔ (انمول موتی)

خاصیت آیت ۱ تا ۷... برائے تہجد

یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِّصْفَهٗٓ اَوِانْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا اَوْ زِدْعَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِیْلًا اِنَّ لَکَ فِی النَّهَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا

سات مرتبہ ان آیات مبارکہ کا پڑھنا اور پھر سونا ان شاء اللہ تعالیٰ وقت پر تہجد کی نماز کے لئے اٹھاتا ہے۔ (طب روحانی)

سورۃ المدثر.... فضائل وخواص

اس کو پڑھ کر اگر دُعا قرآن حفظ ہونے کی کرے۔ ان شاء اللہ حفظ آسان ہو۔ (اعمال قرآنی)

آیت ۸ تا ۱۰.... خوف آخرت سے روح پرواز کرنا

امام ترمذی نے بھی بہز بن حکیم کے حوالہ سے اس طرح کا ایک واقعہ نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ زرارہؒ نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی جب اس آیت پر پہنچا۔ "فاذا نقر فی الناقور فذلک یومئذ یوم عسیر علی الکافرین غیر یسیر"

جس دن صور پھونکا جائے گا پس وہ دن کافروں پر ایک سخت دن ہوگا جس میں ذرا آسانی نہ ہوگی۔

وہ غش کھا کر گرے جب ہم نے اٹھایا تو انکی روح پرواز کر چکی تھی۔ (سنن ترمذی جلد۱)

خاصیت آیت ۱۶... برائے حفاظت از دشمن

کَلَّا اِنَّهٗ کَانَ لِاٰیٰتِنَا عَنِیْدًا دشمن کے ناپید کرنے کیلئے ان آیات کا پڑھنا نہایت مفید ہے۔

خاصیت آیت ۳۸ تا ۴۷... برائے درد کان

کُلُّ نَفْسٍ م بِمَا کَسَبَتْ رَهِیْنَةٌ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْیَمِیْنِ فِیْ جَنّٰتٍ. یَتَسَآءَلُوْنَ عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ مَاسَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ وَلَمْ نَکُ نُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ وَکُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِیْنَ وَکُنَّا نُکَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ حَتّٰی اَتٰنَا الْیَقِیْنُ

کان کے درد کیلئے اکیس مرتبہ ان آیات کو پڑھ کر مریض پر دم کرنا نہایت مفید ہے۔

خاصیت آیت ۵۴ تا ۵۶.. نیک کاموں کیلئے مجرب نسخہ

کَلَّآ اِنَّهٗ تَذْکِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ ذَکَرَهٗ وَمَا یَذْکُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ. هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰی وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ

اگر کوئی شخص چاہے کہ مجھے نیک عملوں کی توفیق اور نیک ہدایت ہو جائے یا کوئی شخص اپنے کسی عزیز یا قریب کو راہ راست پر لانے کی تمنا کرتا ہے وہ ان مبارک آیتوں کو ۱۲۵ مرتبہ پڑھ کر کسی چیز پر دم کر کے کھلائے اور تین روز تک اسی طرح کرے ان شاء اللہ مقصود حاصل ہوگا۔ (طب روحانی)

سورۃ القیامۃ .... فضائل وخواص

سورۂ قیامہ کا رات کو ایک دفعہ اور صبح کو ایک دفعہ روزانہ پڑھنا طالب علم کیلئے علم دین میں ترقی بخشتا ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۱ تا ۵ برائے حفاظت حمل

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ

جس عورت کے کچا حمل ساقط ہوجاتا ہے اس کے لئے نو ماہ تک متواتر ان آیات مبارکہ کا روٹی کے ٹکڑے پر لکھ کر نہار منہ کھلانا نہایت مجرب اور مفید عمل ہے۔ (طب روحانی)

خاصیت آیت ۱۶ تا ۱۹.. حافظہ کی ترقی کیلئے مفید عمل

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ

قرآن مجید یاد کرنے کیلئے ان مبارک آیتوں کا ایک سو مرتبہ صبح کی نماز کے بعد ہمیشہ پڑھنا بھی حافظہ کی ترقی کے لئے مفید ہے۔

سورۃ الدہر.... فضائل وخواص

۱...... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو آدمی سورۃ الدھر پڑھے تو اللہ تعالیٰ پر اس کی جزا جنت وریشم کی شکل میں دینا لازم ہے۔

۲...... ہر قسم کی آفات سے حفاظت کے لئے سورۃ الدھر کو قربانی کے مینڈھے کے چمڑے کے ٹکڑے میں کسی عالم کی قلم دوات سے لکھ لے اور اس پر موم چڑھادے جو آدمی اسے اپنے پاس رکھے گا وہ ہر قسم کی آفت سے محفوظ رہے گا۔

سات مرتبہ روزانہ اس سورۃ کا دشمن کے دفعہ ہونے کی نیت سے پڑھنا دشمن کو دفعہ کرتا ہے۔

سورۂ دہر کا تین مرتبہ روزانہ پڑھنا اس مکان کو طاعون سے محفوظ رکھتا ہے

سات مرتبہ روزانہ سورۂ دہر کا دشمن کے دفعہ ہونے کی نیت سے پڑھنا اللہ تعالیٰ سات روز میں دشمن کو دفع کرتا ہے۔

خاصیت آیت ۵ تا ۶ .... گرمی اور لو سے بچاؤ کا مفید عمل

اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا

اگر کسی شخص کو لو لگ جائے یا پیاس ہوجائے تو عرق گلاب پر ان آیات مبارکہ کو ایک سو تین مرتبہ پڑھ کر دم کر کے مریض کو جلد پلانے سے ان شاء اللہ جلد پیاس جاتی رہے گی اور زہریلی سے زہریلی ہوا کا اثر بھی جاتا رہے گا۔ خاصیات

خاصیت آیت ۱۸ تا ۲۷.. ظالم سے بچنے کا مفید عمل

عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا اِنَّ

هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُوْرًا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا

اگر کوئی حاکم ظالم ہے اور لوگ اس کے ظلم سے تنگ آ گئے ہیں اور اس کے تبادلہ کی تمنا کرتے ہیں وہ لوگ ان مبارک آیتوں کو گیارہ سو مرتبہ روزانہ ظہر کی نماز سے پہلے ننگے سر کھڑے ہو کر پڑھیں ان شاء اللہ اکیس روز میں وہ ظالم اس شہر سے نکالا جائے گا۔ خاصیات

فائدہ آیت ۲۸....انسانی بدن میں پانچ ہزار منافع ہیں

انسان دو جزو سے مرکب ہے ایک بدن دوسرے روح اور یہ بھی ظاہر ہے کہ قدر و قیمت کے اعتبار سے روح اصل اعلیٰ اور افضل ہے بدن محض اس کے تابع اور ادنیٰ درجہ رکھتا ہے۔ اس ادنیٰ جزو سے متعلق بدن انسان کی تحقیق کرنے والے اطباء اور اہل تشریح نے بتلایا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے تقریباً پانچ ہزار مصالح اور منافع رکھے ہیں اس کے بدن میں تین سو سے زیادہ جوڑ ہیں۔ ہر ایک جوڑ کو اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت کاملہ نے ایسا مستحکم بنایا ہے کہ ہر وقت کی حرکت کے باوجود نہ گھستا ہے نہ اس کی مرمت کی ضرورت ہوتی ہے عادۃً انسان کی عمر ساٹھ ستر سال ہوتی ہے پوری عمر اس کے یہ نرم و نازک اعضاء ان کے سب جوڑ اکثر اوقات اس طرح حرکت میں رہتے ہیں کہ فولاد بھی ہوتا ہے تو گھس جاتا ہے مگر حق تعالیٰ نے فرمایا "نحن خلقنهم وشددنا أسرهم" یعنی ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا اور ہم نے ہی اس کے جوڑ بند مضبوط کئے اسی قدرتی مضبوطی کا نتیجہ ہے کہ عام عادت کے مطابق یہ نرم و نازک جوڑ ستر برس اور اس سے بھی زیادہ عرصہ تک کام دیتے ہیں انسانی اعضاء میں سے صرف ایک آنکھ ہی کو لے لیجئے اس میں جو اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کے مظاہر موجود ہیں انسان کو عمر بھر خرچ کر کے بھی ان کا پورا ادراک آسان نہیں۔

پھر اس آنکھ کے صرف ایک مرتبہ کے عمل کو دیکھ کر یہ حساب لگائیے کہ اس ایک منٹ کے عمل میں حق تعالیٰ کی کتنی نعمتیں کام کر رہی ہیں تو حیرت ہوتی ہے کیونکہ آنکھ اٹھی اور اس میں جس طرح آنکھ کی اندرونی طاقتوں نے عمل کیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی بیرونی مخلوقات کا اس میں بڑا حصہ ہے اگر آفتاب کی روشنی نہ ہو تو آنکھ کے اندر کی روشنی کام نہیں دے سکتی۔ پھر آفتاب کیلئے بھی فضاء کی ضرورت ہوتی ہے انسان کے دیکھنے اور آنکھ کو کام میں لانے کیلئے غذا ہوا وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے جس سے معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ نظر اٹھ کر جو کچھ دیکھتی ہے اس میں پورے عالم کی طاقتیں کام کرتی ہیں یہ ایک مرتبہ کا عمل ہوا پھر آنکھ دن میں کئی مرتبہ دیکھتی ہے اور سال میں کتنی مرتبہ عمر میں کتنی مرتبہ یہ ایسا سلسلہ ہے جس کے اعداد و شمار انسانی طاقت سے خارج ہیں۔ (معارف القرآن)

خاصیت آیت ۲۹ تا ۳۰.. بواسیر کیلئے مجرب عمل

نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ. اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا

بواسیر خونی ہو یا بادی ان مبارک آیتوں کو روزانہ سترہ مرتبہ پڑھنا نہایت مفید اور مجرب عمل ہے۔

سورۂ مرسلات....فضائل وخواص

۱......رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جس نے سورۃ المرسلات پڑھی وہ شرک سے بری ہو گیا۔

۲......اگر کسی دشمن ومقابل سے مقابلہ چل رہا ہو تو سورۃ المرسلات کی تلاوت کر لے یا لکھ کر اپنے پاس رکھ لے تو دشمن مغلوب ہو جائیگا۔

۳......جس آدمی کو پھوڑے پھنسیاں نہ چھوڑتی ہوں وہ سورۃ المرسلات لکھ کر گلے میں لٹکائے ان شاء اللہ تندرست ہو جائے گا۔

سورۃ مرسلات کا ہمیشہ مغرب کی نماز کے بعد پڑھنا ایک مرتبہ بدخوابی سے محفوظ رکھتا ہے اور عشاء کی نماز کے بعد پڑھ کر سونا احتلام سے محفوظ رکھتا ہے۔

خاصیت آیت ۱ تا ۷..دانتوں کے درد کیلئے مفید عمل

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا عُذْرًا اَوْ نُذْرًا اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ

جس شخص کے دانتوں میں درد ہو تو وہ ان مبارک آیتوں کو سات مرتبہ پڑھ کر سیاہ مرچوں پر دم کر کے دانتوں پر ملنا نہایت مفید عمل ہے۔

نیز کان کے درد کیلئے ان آیات مبارکہ کا روغن بادام پر سات مرتبہ پڑھ کر دم کر کے تین قطرے گرم کر کے درد والے کان میں ڈالے تو یہ عمل نہایت مجرب اور مفید ہے۔

آیت ۳۵، ۳۶....امام شافعی رحمہ اللہ کے دل میں خشیت الٰہی

امام شافعیؒ نے ایک مرتبہ یہ آیت سنی۔

"هذا يوم لا ينطقون ولا يؤذن لهم فيعتذرون"

اس آیت کا سننا تھا کہ غش کھا کر گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے۔

فضائل وخواص از کتاب

اَلدُّرَرُ النَّظِیم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم

سورۃ الملک

۱...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ قرآن کریم میں تیس آیات کی ایک سورۃ ہے جو آدمی کی شفاعت کرتی رہے گی۔ حتیٰ کہ اس کی بخشش ہو جائے گی اور وہ سورۃ تبارک الذی (سورۃ الملک) ہے۔

۲...... جس کی آنکھوں میں آشوب ہو اس پر تین دن مسلسل اس سورۃ کو پڑھا جائے تو اسے صحت ہو جائے گی۔

سورۃ ن

۱...... ظالموں کے گھر ویران کرنے ہوں اور ان کے حالات خراب کرنے ہوں تو سورۃ ن لکھ کر ان کے گھروں میں چھپا دو۔

وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْ لِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ

جس آدمی کو بدنظری کا خطرہ ہو یا حاسدوں کے حسد کا ڈر ہو تو وہ ایک کاغذ پر پہلے ۲۵ مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھے پھر ایک دفعہ مذکورہ آیات لکھ کر اپنے پاس رکھے تو حسد اور نظر بد سے محفوظ رہے گا۔

سورۃ الحاقہ

۱...... اگر کسی خاتون کا حمل ساقط ہو جاتا ہو تو حمل کے دوران سورۃ الحاقہ لکھ کر اس کو پہنائی جائے' اس کا حمل محفوظ رہے گا۔

۲...... بچہ کی پیدائش ہوتے ہی اسے سورۃ الحاقہ سے دم کیا ہوا پانی پلا دیا جائے تو وہ بچہ بہت ذہین ہوگا اور بچوں کو پہنچنے والی ہر تکلیف و بیماری سے محفوظ رہے گا۔

۳...... اگر بچہ کے بارے میں حشرات الارض کے تکلیف پہنچانے کا خطرہ ہو تو زیتون کے تیل پر سورۃ الحاقہ پڑھ کر اس تیل سے بچہ کی مالش کی جائے' اللہ کے فضل سے کوئی کیڑا مکوڑہ وغیرہ بچہ کے پاس نہیں آئے گا۔

۴...... بچہ کے جسم میں درد کی شکایت ہو تو زیتون کے تیل پر سورۃ الحاقہ پڑھ کر اس تیل سے بچہ کے جسم کی مالش کی جائے۔

سورۃ المعارج

جو آدمی کثرت سے احتلام ہو جانے اور برے خواب وخیالات آنے کا مریض ہو تو وہ رات کو سونے سے پہلے سورۃ المعارج پڑھ لے تو وہ اس مرض سے محفوظ ہو جائے گا۔

سورۃ نوح

۱...... جو آدمی سورۃ نوح کی تلاوت کو اپنا معمول بنا لے تو وہ مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانہ ضرور دیکھے گا۔

۲......کسی آدمی کو سخت حاجت درپیش ہو تو وہ اپنی حاجت روائی کی نیت سے سورۃ نوح پڑھے' اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔۳......اگر کسی کو کسی ظالم کا سامنا ہو تو سورۃ نوح پڑھ لے' ظالم کے شر سے محفوظ رہیگا۔

سورۃ الجن

۱......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو آدمی سورۃ الجن پڑھے اسے ہر ایک جن و شیطان کے بدلے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔۲......اگر کسی آدمی کو بادشاہ' حاکم یا افسر کا خوف ہو تو سورۃ الجن پڑھ' وہ اس پر کوئی زیادتی نہ کر سکے گا۔
۳......کوئی چیز اگر رکھی ہے اور چوری وغیرہ سے حفاظت کی فکر ہے تو اس کی حفاظت کی نیت سے سورۃ جن پڑھ لیں ان شاء اللہ محفوظ رہے گی۔

سورۃ المزمل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی سورۃ المزمل پڑھے اللہ تعالیٰ اس سے دنیا و آخرت کی تنگی دور کر دیں گے۔

سورۃ المدثر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی سورۃ المدثر پڑھے اللہ تعالیٰ اسے مکہ میں رہنے والے تمام مومنین کی تعداد کے برابر اجر عطا فرمائیں گے۔

سورۃ القیامۃ

۱......نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو سورۃ القیامۃ پڑھے وہ قیامت کے دن روشن چہرے کے ساتھ اٹھے گا۔
۲......اگر کوئی آدمی گناہ میں پھنس چکا ہو اور اسے گناہ چھوڑنا مشکل لگتا ہو تو وہ سورۃ القیامۃ پڑھے' اس سے وہ گناہ سے ہٹ کر توبہ تائب ہو جائے گا۔

سورۃ الدھر

۱......رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو آدمی سورۃ الدھر پڑھے تو اللہ تعالیٰ پر اس کی جزا جنت وریشم کی شکل میں دنیا لازم ہے۔۲...... ہر قسم کی آفات سے حفاظت کے لئے سورۃ الدھر کو قربانی کے مینڈھے کے چمڑے کے ٹکڑے میں کسی عالم کی قلم دوات سے لکھ لے اور اس پر موم چڑھا دے جو آدمی اسے اپنے پاس رکھے گا وہ ہر قسم کی آفت سے محفوظ رہے گا۔

سورۃ المرسلات

۱......رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جس نے سورۃ المرسلات پڑھی وہ شرک سے بری ہو گیا۔
۲......اگر کسی دشمن و مقابل سے مقابلہ چل رہا ہو تو سورۃ المرسلات کی تلاوت کر لے یا لکھ کر اپنے پاس رکھ لے تو دشمن مغلوب ہو جائیگا۔
۳......جس آدمی کو پھوڑے پھنسیاں نہ چھوڑتی ہوں وہ سورۃ المرسلات لکھ کر گلے میں لٹکائے' ان شاء اللہ تندرست ہو جائے گا۔

سُوْرَةُ النَّبَاِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ نبا مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ① عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ② الَّذِيْ

کس چیز کا حال یہ کافر آپس میں پوچھ رہے ہیں۔ اس بڑی خبر کا (سوال کرتے ہیں) ۱ کہ جس میں

هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ③ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ④ ثُمَّ كَلَّا

وہ اختلاف رکھتے ہیں ایسا نہ ہونا چاہئے! عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا پھر (ہم فرمائے دیتے ہیں کہ)

سَيَعْلَمُوْنَ ⑤ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ⑥ وَّالْجِبَالَ

ایسا نہ ہونا چاہئے عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا کیا ہم نے نہیں بنایا زمین کو بچھونا اور پہاڑوں کو

اَوْتَادًا ⑦ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ⑧ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ⑨

میخیں؟ اور تم کو پیدا کیا جوڑا جوڑا اور بنایا تمہاری نیند کو آرام کا سبب ۲

وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ⑩ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ⑪ وَّبَنَيْنَا

اور بنایا رات کو ایک پردہ اور بنایا دن کو طلب معاش کا وقت اور بنائے

فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ⑫ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ⑬ وَّاَنْزَلْنَا

تمہارے اوپر سات آسمان مضبوط اور بنایا ایک چراغ چمکتا ہوا اور اتارا

مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ⑭ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ⑮

ٹپکنے والے بادلوں سے بہت بہنے والا پانی تاکہ نکالیں اس کے ذریعہ سے اناج اور سبزہ

۱ بڑی خبر کیا ہے

مجاہد اور اکثر علماء کے نزدیک نباء عظیم سے مراد قرآن ہے کیونکہ اللہ نے قرآن کو نباء عظیم فرمایا ہے ارشاد ہوا ہے قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ۔ قتادہ کے نزدیک حشر مراد ہے یہ بھی احتمال ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حشر کی خبر دینا (بجائے خود) نباء عظیم ہو۔ (تفسیر مظہری)

۲ نیند بہت بڑی نعمت ہے:

یہاں حق تعالیٰ نے انسان کو جوڑے جوڑے بنانے کا ذکر فرمانے کے بعد اس کی راحت کے سب سامانوں میں سے خاص طور پر نیند کا ذکر فرمایا ہے، غور کیجئے تو یہ ایک ایسی عظیم الشان نعمت ہے کہ انسان کی ساری راحتوں کا مدار یہی ہے اور اس نعمت کو حق تعالیٰ نے پوری مخلوق کے لئے ایسا عام فرما دیا ہے کہ امیر، غریب، عالم، جاہل، بادشاہ اور مزدور سب کو یہ دولت یکساں بیک وقت عطا ہوتی ہے، بلکہ دنیا کے حالات کا تجزیہ کریں تو غریبوں اور محنت کشوں کو یہ نعمت جیسی حاصل ہوتی ہے وہ مالداروں کو اور دنیا کے بڑوں کو نصیب نہیں ہوتی، ان کے پاس راحت کے سامان، راحت کے مکان، ہوا اور سردی گرمی کے اعتدال کی جگہ نرم گدے، تکیہ، سب کچھ ہوتے ہیں جو غریبوں کو بہت کم ملتے ہیں مگر نیند کی نعمت ان گدوں، تکیوں یا کوٹھی، بنگلوں کی فضا کے تابع نہیں وہ تو حق تعالیٰ کی ایک نعمت ہے جو براہ راست اس کی طرف سے ملتی ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

ملاحظہ۔ اس پارہ کی سورتوں کا تعارف شان نزول وغیرہ آخر پارہ میں دیکھیں

وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ﴿۱۶﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ﴿۱۷﴾

اور باغ لپٹے ہوئے بیشک فیصلہ کے دن کا ایک وقت مقرر ہے

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ

جس دن صور پھونکا جائے پس تم آموجود ہو گروہ گروہ ف۱ اور آسمان کھولا جائے

فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾

پس ہو جائے دروازہ دروازہ اور چلائے جاویں پہاڑ پس ہو جاویں ریت (کی مانند)

اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِيْنَ

بیشک دوزخ گھات میں لگی ہوئی ہے (وہی) مشرکوں کا ٹھکانا ہے کہ اس میں

فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا

قرنوں پڑے رہیں گے نہ وہاں مزہ چکھیں گے ٹھنڈک کا اور نہ کچھ پینے کو (ملے گا) مگر

حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا

گرم پانی اور پیپ! بدلا ہے پورا! وہ توقع نہ

يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ

رکھتے تھے حساب کی اور انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو مکرا کر! اور ہر چیز کو

اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾

ہم نے گن رکھا ہے لکھ کر اب مزہ چکھو کہ ہم تم پر عذاب ہی بڑھاتے جائیں گے

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّكَوَاعِبَ

بیشک پرہیزگاروں کو مراد ملتی ہے باغ اور انگور اور نوجوان عورتیں

ف۱ امت کے دس گروہ:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ تلاوت کرنے کے بعد فرمایا۔ وقت حشر میری امت کے دس گروہ ہونگے ایک قطار کی صورت میں بندروں کی طرح ہوگی یہ قدریہ ہونگے۔ ایک قطار سوروں کی شکل پر ہوگی یہ مرجۂ ہوں گے ایک قطار سوروں اور کتوں جیسی ہوگی یہ حروریہ ہونگے ایک گروہ کی صورت گدھوں کی طرح ہوگی یہ رافضی ہوں گے ایک گروہ کی شکل چھوٹی چیونٹیوں کی طرح ہوگی۔ یہ متکبروں کا گروہ ہوگا۔ ایک قطار چوپاؤں کی شکل کی ہوگی۔ یہ سود خور ہوں گے۔ ایک گروہ درندوں کی صورت کا ہوگا۔ یہ زندیق ہوں گے۔ ایک گروہ کا حشر منہ کے بل ہوگا۔ یہ مصور اور دوسروں کی عیب چینی کرنے والے ہوں گے۔ اور دوسروں پر طنز وطعن کرنے والے ہوں گے۔ ایک گروہ ناز وادا سے ٹہلنے والوں کا ہوگا۔ یہ لوگ مقرب ہوں گے ایک گروہ وہ ہوگا جو شکم سیر ہوگا۔ یہ دائیں طرف والے ہوں گے۔ ابن عساکر نے اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد لکھا ہے یہ حدیث منکر ہے اس کی اسناد میں کچھ مجہول راوی ہیں۔

ع ۱ ۳۰ ۱

خلاصہ رکوع ۱

قیامت کے بارہ میں چہ میگوئیوں کو ذکر فرمایا گیا اور اللہ تعالیٰ کی تخلیقات کو ذکر فرمایا گیا۔ قیامت کی ہولناکی کو بیان کیا گیا۔ شریر لوگوں کا ٹھکانہ جہنم بتایا گیا۔

خاصیت: آیت ۱۲ تا ۱۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

أَتْرَابًا ﴿٣٣﴾ وَّكَأْسًا دِهَاقًا ﴿٣٤﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا

ہم عمر اور چھلکتا ہوا جام شراب نہ وہاں کوئی بیہودہ بات سنیں گے

وَّلَا كِذّٰبًا ﴿٣٥﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿٣٦﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ

اور نہ جھٹلانا صلہ ہے تیرے پروردگار کی طرف سے انعام حساب سے ول جو پروردگار ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ

اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے (سب کا) بڑا مہربان قدرت نہیں کہ

خِطَابًا ﴿٣٧﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا

کوئی اس سے بات کرے جس دن کھڑی ہو روح اور فرشتے قطار باندھ کر کسی کے منہ سے بات تو

يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿٣٨﴾

نکلنے ہی کی نہیں مگر جسے رحمٰن اجازت دے اور وہ بات بھی معقول کہے یہ دن برحق ہے!

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿٣٩﴾

تو جو کوئی چاہے وہ بنا رکھے اپنے پروردگار کے پاس ٹھکانا

اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا

ہم نے تم کو ڈرا دیا ہے ایک عنقریب آنے والے عذاب سے! جس دن آدمی دیکھ لے گا

قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿٤٠﴾

جو کچھ آگے بھیج چکے تھے اس کے ہاتھ اور کافر کہہ اٹھے گا کہ اے کاش میں مٹی ہوتا

سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ نازعات مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چھیالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

ول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام: بخاری و مسلم نے صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری ؓ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابیوں رضی اللہ عنہم کو گالیاں نہ دو اگر تم میں سے کوئی (کوہ) احد کے برابر سونا بھی (راہ خدا میں) خرچ کر دے تو صحابیوں کے ایک مد بلکہ آدھے کے برابر بھی نہ ہوگا (مد بقدر ایک سیر) اور یہ تفاوت اہل قرب کے آپس میں بھی درجات قرب کے فرق کے لحاظ سے ہوگا۔ مجددؒ صاحب نے لکھا ہے کہ تمام صحابہ ؓ رضی اللہ عنہم اور بکثرت تابعین اور کچھ تبع تابعین یعنی مقربین کمالات نبوت کی وجہ سے دوامی تجلی ذات میں ڈوبے ہوئے تھے لیکن ان تینوں قرون کے بعد جن کے خیر ہونے کی شہادت (احادیث) میں آ چکی ہے اس دولت عظمیٰ کی روشنی بجھ گئی اور اس کے نشانات بھی مٹ گئے پھر ہجرت سے ہزار سال کے بعد اللہ نے بعض بزرگوں کو پیدا کیا اور ان کو اولین کی طرح کمالات عطا فرمائے جیسا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا تھا کہ میری امت بارش کی طرح ہے جس میں نہیں جانا جا سکتا کہ اول حصہ بہتر ہے یا آخر حصہ۔ ترمذیؒ بروایت حضرت انس ؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اس امت کے اول و آخر کو یکساں قرار دیا کہ معلوم نہیں اس کا اول دور بہتر ہے یا آخر دور۔

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ پرہیزگار لوگوں کیلئے انعامات کا محض فضل ہونا بتایا گیا۔ روز محشر مخلوقات کی صف بندی اور فکر آخرت اور اصلاح اعمال کو ذکر روز محشر کفار کی ناکام حسرت کو ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورۃ النباء

خواب میں پڑھنے والا دلیل ہے کہ خدا خوف اور متوکل ہوگا۔ (ابن سیرین)

خاصیت: آیت ۳۷ تا ۳۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ
ان فرشتوں کی قسم جو جان نکالتے ہیں ڈوب کر۔ اور ان فرشتوں کی قسم جو بند چھڑا دیتے ہیں کھول کر ف۱ ان فرشتوں کی
سَبْحًا ۙ﴿۳﴾ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۙ﴿۴﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿۵﴾ وقف لازم
قسم جو تیرتے پھرتے ہیں پھر آگے بڑھتے ہیں لپک کر۔ پھر انتظام کرتے ہیں حکم سے
يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ﴿۶﴾ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ؕ﴿۷﴾ قُلُوْبٌ
جس دن کہ لرز جائے کانپنے والی (یعنی زمین) ایک زلزلہ کے پیچھے دوسرا زلزلہ آئے۔ کتنے ہی دل
يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۙ﴿۸﴾ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ﴿۹﴾ يَقُوْلُوْنَ وقف لازم
اس دن دھڑک رہے ہوں گے ان کی نظریں جھکی ہوئی ہوں گی۔ کافر کہتے ہیں
ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِی الْحَافِرَةِ ؕ﴿۱۰﴾ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا
کہ کیا ہم کو لوٹنا پڑے گا الٹے پاؤں؟ کیا جب ہم کھوکھلی ہڈیاں ہو جائیں گے؟
نَّخِرَةً ؕ﴿۱۱﴾ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿۱۲﴾ فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وقف لازم
کہتے ہیں کہ ایسا ہوا تو یہ لوٹنا نقصان کی بات ہے سو وہ تو بس ایک ڈانٹ ہے پھر
وَّاحِدَةٌ ۙ﴿۱۳﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ؕ﴿۱۴﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ
ایک دم سے وہ میدان میں آ موجود ہوئے (اے محمد) موسیٰ کی خبر بھی
مُوْسٰی ﴿۱۵﴾ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی ۚ﴿۱۶﴾ وقف لازم
تجھ کو پہنچی؟ جب اس کو آواز دی اس کے پروردگار نے پاک میدان میں جس کا نام طویٰ ہے

ف۱ مومن کی موت:
حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب مومن دنیا سے انقطاع اور آخرت کی طرف توجہ کی حالت میں ہوتا ہے تو آفتاب جیسے گورے چہرے والے ملائکہ جنتی کفن اور بہشتی خوشبو لے کر آتے ہیں اور مد نظر کے فاصلے پر بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت آ کر اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے نفس مطمئنہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور خوشنودی کی طرف نکل کر چل فوراً جان اس طرح بہہ کر باہر آ جاتی ہے جیسے مشکیزہ سے پانی کا قطرہ ملک الموت اس کو لے لیتا ہے مگر وہ ملائکہ لمحہ بھر نفس کو ملک الموت کے پاس نہیں چھوڑتے اور خود اپنے قبضہ میں لے کر جنتی کفن اور بہشتی خوشبو میں رکھ دیتے ہیں اور اس سے پاکیزہ ترین مشک کی خوشبو نکلتی ہے۔ (الحدیث)

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿١٧﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى

کہ جا فرعون کے پاس اس نے سر اٹھا رکھا ہے! پھر کہہ کہ تجھے اس کی بھی رغبت ہے

اَنْ تَزَكّٰى ﴿١٨﴾ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿١٩﴾ فَاَرٰىهُ

کہ پاک صاف بن جائے اور میں تجھ کو رستہ دکھاؤں تیرے پروردگار کی طرف

الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿٢٠﴾ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿٢١﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ

پھر تجھ کو ڈر ہو؟ غرض موسیٰ نے اس کو دکھایا بڑا معجزہ تو اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی پھر

يَسْعٰى ﴿٢٢﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿٢٣﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿٢٤﴾

چلا پیٹھ پھیر کر تدبیر کرتا ہوا پھر جمع کیا پھر آواز دی پس کہا کہ میں ہی تو تمہارا سب سے بڑا پروردگار

فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿٢٥﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

ہوں ف۱ تو اسے اللہ نے دھر پکڑا آخرت اور دنیا کے عذاب میں بیشک اس واقعہ میں

لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿٢٦﴾ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ

اس کے لئے عبرت ہے جس کو ڈر ہے کیا تمہارا پیدا کرنا مشکل ہے یا آسمان کا؟ ف۲

بَنٰىهَا ﴿٢٧﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿٢٨﴾ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا

کہ اللہ نے اس کو بنایا! اونچی کی اس کی بلندی پھر اس کو ہموار کیا

وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿٢٩﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿٣٠﴾ اَخْرَجَ

اور تاریک بنائی اس کی رات اور نکالی اس کی دھوپ اور زمین کو اس کے بعد بچھا دیا! نکالا

مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿٣١﴾ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿٣٢﴾ مَتَاعًا

اس میں سے اس کا پانی اور اس کا چارہ اور پہاڑوں کو گاڑ دیا

ف۱ اس قید سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اپنے سوا کسی اور کو بھی چھوٹا معبود سمجھتا ہو بلکہ اس کا مقصود یہ تھا کہ میں ہی تمہارا رب ہوں اور اعلیٰ کی قید محض اپنی مدح کے لئے بڑھا دی۔

خلاصہ رکوع ۱

ع۱ ۲۶ ۳ قیامت کا وقوع اور اس کے بارہ میں کفار کی رائے کی تردید فرمائی گئی۔ موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کو دعوت اور فرعون کی ہلاکت کو ذکر کر کے عبرت پکڑنے کی دعوت دی گئی۔

ف۲ اور ظاہر ہے کہ آسمان ہی کا پیدا کرنا زیادہ سخت ہے پھر جب اس کو پیدا کر دیا تو تمہارا پیدا کرنا کیا مشکل ہے اور فی نفسہ کی قید اس لئے بڑھا دی کہ قدرت کے اعتبار سے تو سب برابر ہیں۔

خاصیت: آیت ۱۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿٣٣﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿٣٤﴾

(یہ سب) تمہارے اور تمہارے چوپاؤں کے فائدے کے لئے۔ تو جب آ موجود ہوگا بڑا ہنگامہ

يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿٣٥﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ

(یعنی قیامت) جس دن انسان یاد کرے گا جو کچھ اس نے کیا تھا اور کھول دکھائی جائے گی

يَّرٰى ﴿٣٦﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿٣٧﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾ فَاِنَّ

دوزخ جو چاہے دیکھے تو جس شخص نے سرکشی کی اور بہتر سمجھا دنیا کا جینا تو بیشک

الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٣٩﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ

دوزخ ہے اس کا ٹھکانا ہے ف۱ اور جو ڈرا اپنے پروردگار کے حضور میں کھڑا ہونے سے

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿٤٠﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ

اور روکا نفس کو خواہشات سے تو بیشک جنت ہی اس کا ٹھکانا ہے تجھ سے

الْمَاْوٰى ﴿٤١﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿٤٢﴾ فِيْمَ

قیامت کی بابت پوچھتے ہیں کہ اس کا تحقق کب ہو گا؟ تو کس بات میں ہے اس کا

اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿٤٣﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿٤٤﴾ اِنَّمَآ اَنْتَ

وقت بتانے کی طرف سے؟ تیرے پروردگار ہی کی طرف اس کی انتہا ہے

مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿٤٥﴾ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا

بس تو تو اس شخص کو ڈرانے والا ہے جو قیامت سے ڈرتا ہے جس دن قیامت کو دیکھ لیں گے ان کو

اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿٤٦﴾ ع

ایسا معلوم ہوگا کہ وہ (دنیا میں) نہ رہے تھے مگر ایک شام یا اس کی صبح

ف۱ نفس کی مخالفت کے درجات

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے تفسیر مظہری میں فرمایا کہ مخالف ہوئی کے تین درجے ہیں۔

اول درجہ تو یہ ہے کہ آدمی ان عقائد باطلہ سے بچ جائے جو ظاہر نصوص اور اجماع سلف کیخلاف ہوں، اس درجہ میں پہنچ کر وہ سنی مسلمان کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے۔

متوسط درجہ یہ ہے کہ وہ کسی معصیت یا گناہ کا ارادہ کرے پھر اسکو یہ بات یاد آ جائے کہ مجھے اللہ کے سامنے حساب دینا ہے اس خیال کی بناء پر گناہ کو ترک کر دے۔ اسی متوسط درجے کا تکملہ یہ ہے کہ آدمی شبہات سے بھی پرہیز کرے اور جس مباح اور جائز میں مشغول ہونے سے کسی ناجائز کام میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہو اس جائز کام کو بھی ترک کر دے۔

جیسا کہ حضرت نعمان بن بشیرؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مشتبہات سے پرہیز کیا اس نے اپنی آبرو اور اپنے دین کو بچالیا اور جو شخص مشتبہات میں مبتلا ہو گیا وہ بالآخر محرمات میں مبتلا ہو جائیگا، مراد مشتبہات سے وہ کام ہیں جن میں جائز و ناجائز ہونیکے دونوں احتمال ہوں، یعنی عمل کرنیوالے کو یہ شبہ ہو کہ میرے لئے یہ کام جائز ہے یا ناجائز، مثلاً ایک شخص بیمار اور وضو کرنے پر قادر تو ہے اور اسکا یقین پورا نہیں کہ میرے لئے وضو کرنا اس حالت میں مضر ہی ہے تو تیمم کا جواز اور عدم جواز مشتبہ ہو گیا اسی طرح کھڑے ہو کر نماز پڑھ تو سکتا ہے مگر مشقت بہت زیادہ ہے اسکی وجہ یہ اشتباہ ہو گیا کہ بیٹھ کر نماز میرے لئے درست ہے یا نہیں ایسے مواقع میں مشتبہ چیز کو چھوڑ کر یقینی جواز کو اختیار کرنا تقویٰ ہے اور مخالفت کا متوسط درجہ یہی ہے۔

تعبیر سورۃ النازعات

اس سورہ کو خواب میں پڑھنے والے کے دل سے بھی جملہ رنج و غم نکل جائیں گے (ابن سیرین)

خلاصہ رکوع ۲

ع ۲ ٢٠ ٤

زمین و آسمان کی تخلیق میں فکر کی دعوت دی گئی۔ جہنم کا نظارہ اور اس میں جانیوالوں کی حرکات ذکر کی گئیں پرہیزگار لوگوں کو جنت کی بشارت دی گئی۔

خاصیت: آیت ۴۲ تا ۴۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

سُوْرَۃُ عَبَسَ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ اِثْنَتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ اٰیَۃً فِیْھَا رُکُوْعٌ وَّاحِدٌ کَذَا اِلَخ

سورہ عبس مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں بیالیس آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے اور ایسا ہی آخر تک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝١ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝٢ وَمَا يُدْرِيْكَ

تیوری چڑھائی وا اور منہ موڑا اس سے کہ اسکے پاس ایک نابینا آیا! اور تو کیا جانے شاید وہ سنور جاتا

لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۝٣ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝٤ اَمَّا مَنِ

یا وہ نصیحت سنتا تو اس کو نصیحت فائدہ مند ہوتی! جو شخص

اسْتَغْنٰى ۝٥ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝٦ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا

بے پروائی کرتا ہے تو اس کی طرف تو متوجہ ہوتا ہے حالانکہ تجھ پر کچھ گناہ نہیں

يَزَّكّٰى ۝٧ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۝٨ وَهُوَ يَخْشٰى ۝٩

کہ وہ پاک نہ ہو اور یہ جو تیرے پاس آیا دوڑتا ہوا اور وہ ڈرتا ہے

فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۝١٠ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝١١ فَمَنْ

تو تو اس سے تغافل کرتا ہے آئندہ ایسا نہ کریو یہ نصیحت ہے تو جو

شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝١٢ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝١٣ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝١٤

چاہے قرآن یاد کرے (وہ لکھا ہوا ہے) معزز اوراق میں جو اونچی جگہ رکھے ہوئے پاک ہیں

بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۝١٥ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۝١٦ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ

ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں جو بزرگ منش نیکوکار ہیں مارا جائیو آدمی وہ کس

وا شانِ نزول:
آنحضرت ﷺ بعض سرداران قریش کو مذہب اسلام کے متعلق کچھ سمجھا رہے تھے اتنے ایک نابینا مسلمان (جن کو ابن ام مکتوم کہتے ہیں) حاضر خدمت ہوئے اور اپنی طرف متوجہ کرنے لگے کہ فلاں آیت کیونکر ہے یارسول اللہ! مجھے اس میں سے کچھ سکھایئے جو اللہ نے آپ کو سکھلایا ہے حضرت ﷺ کو انکا بے وقت کا پوچھنا گراں گزرا آپ کو خیال ہوا ہوگا کہ میں ایک بڑے مہم کام میں مشغول ہوں قریش کے یہ بڑے بڑے سردار اگر ٹھیک سمجھ کر اسلام لے آئیں تو بہت لوگوں کے مسلمان ہونے کی توقع ہے۔ ابن ام مکتوم بہرحال مسلمان ہے اس کو سمجھنے اور تعلیم حاصل کرنے کے ہزار مواقع حاصل ہیں اس کو دکھائی نہیں دیتا کہ میرے پاس ایسے بااثر اور بارسوخ لوگ بیٹھے ہیں جن کو اگر ہدایت ہو جائے تو ہزاروں اشخاص ہدایت پر آسکتے ہیں میں انکو سمجھا رہا ہوں یہ اپنی کہتا چلا جاتا ہے اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ اگر ان لوگوں کی طرف سے ہٹ کر گوشۂ التفات اس کی طرف کرونگا تو ان لوگوں پر کس قدر شاق ہوگا۔ شاید پھر وہ میری بات سننا بھی پسند نہ کریں۔ غرض آپ ﷺ منقبض ہوئے اور انقباض کے آثار چہرے پر ظاہر ہونے لگے اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں روایات میں ہے کہ اس کے بعد جب وہ نابینا آپ کی خدمت میں آتے آپ بہت تعظیم وتکریم سے پیش آتے اور فرماتے "مرحبا بمن عاتبنی فیہ ربی"۔ (تفسیر عثمانی)

اَكْفَرَهٗ ؕ ﴿١٧﴾ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ؕ ﴿١٨﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ

بلا کا نا شکر ہے کس چیز سے اللہ نے اس کو پیدا کیا نطفہ منی سے اس کو

خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۙ ﴿١٩﴾ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۙ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ اَمَاتَهٗ

پیدا کیا پھر اس کا ایک اندازہ باندھ دیا ف۱ پھر رستہ اس کو آسان کر دیا پھر اس کو

فَاَقْبَرَهٗ ۙ ﴿٢١﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ؕ ﴿٢٢﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ

مار دیا پھر اس کو قبر میں داخل کیا ف۲ پھر جب چاہے گا اسے اٹھا کھڑا کرے گا

مَآ اَمَرَهٗ ؕ ﴿٢٣﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ۙ ﴿٢٤﴾ اَنَّا صَبَبْنَا

نہیں نہیں ابھی آدمی نے پورا نہیں کیا جو اللہ نے اسے حکم فرمایا!

الْمَآءَ صَبًّا ۙ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ۙ ﴿٢٦﴾ فَاَنْۢبَتْنَا

تو آدمی کو چاہئے کہ نظر کرے اپنے کھانے کی طرف ہم نے پانی ڈالا اوپر سے

فِيْهَا حَبًّا ۙ ﴿٢٧﴾ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ۙ ﴿٢٨﴾ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ۙ ﴿٢٩﴾

پھر ہم نے پھاڑا زمین کو جیسا کہ چاہئے تھا پھر ہم نے اگایا اس میں اناج

وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ۙ ﴿٣٠﴾ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ۙ ﴿٣١﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ؕ ﴿٣٢﴾

اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجوریں اور گھنے گھنے باغ اور میوے

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿٣٣﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ

اور چارہ تمہارے اور تمہارے چوپاؤں کے فائدہ کے لئے تو جب آموجود ہوگی وہ غل کہ جس سے کان بہرے

اَخِيْهِ ۙ ﴿٣٤﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۙ ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ؕ ﴿٣٦﴾

ہو جائیں گے اس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی اور اپنے ماں باپ سے اور اپنی جورو اور اپنے بیٹوں سے

ف۱ چار چیزیں جو مقدر ہیں: اور لفظ قَدَّرَہٗ سے یہاں یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ انسان جس وقت بطن مادر میں زیر تخلیق ہوتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ اس کی چار چیزوں کی مقدار لکھ دیتے ہیں وہ یہ کہ وہ کیا کیا اور کیسے کیسے عمل کرے گا اس کی عمر کتنی ہوگی اس کو رزق کتنا ملے گا اور وہ انجام کار سعید و نیک بخت ہوگا یا شقی بد بخت (کمافی حدیث ابن مسعود عند الشیخین)

ف۲ پارسی اور مجوسی قوم میں بھی یہی رواج ہے کہ وہ اپنے مردوں کی لاش کو اسی طرح چھوڑ دیتے ہیں البتہ اتنا کرتے ہیں کہ ایک احاطہ گہرا سا کنوئیں کی شکل بنا دیتے ہیں اس میں ایک دروازہ ہوتا ہے اس احاطہ میں مردہ چھوڑ کر چلے جاتے ہیں پھر گدھ چیل اور کوے اس کو نوچ نوچ کر کھا جاتے ہیں بس ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ جاتا ہے قوم مجوس میں اس جگہ کو دخمہ کہا جاتا ہے۔
ہندوں کے یہاں مردوں کو جلانے کی رسم ہے اہل کتاب یہود نصاریٰ کیونکہ ان کے مذہب کی بہر حال اصل بنیاد خدا کی کتاب تورات اور انجیل ہے تو اس وجہ سے وہ مسلمانوں کی طرح اپنے مردوں کو دفناتے ہیں۔
ظاہر ہے کہ اسلام کے سوا جو بھی طرائق انسان کی لاش کے لیے اختیار کیے جاتے ہیں عقل و فطرت کے خلاف ہیں اور انسانی عظمت کو سرا سر پامال کرتے ہیں جبکہ حضور ﷺ کی تعلیمات سے دنیا کو یہ ہدایت ملتی ہے کہ مردوں کے جسم کا احترام زندوں کے جسم کی طرح ہے جیسا کہ ایک حدیث میں فرمایا میت کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے جیسا کہ زندہ کی ہڈی کو توڑنا۔
ہندوؤں کا یہ خیال کہ آگ میں جلا دینا زمین میں دفن کرنے سے زیادہ بہتر ہے اور آگ جلا کر مردہ کو پاک کر دیتی ہے عقل و فطرت کے خلاف ہے۔
انسان کو اللہ نے مٹی سے پیدا کیا تو مناسب یہی ہے کہ مرنے کے بعد بھی مٹی میں ہی دفنا دیا جائے۔ (معارف کاندھلوی)

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيهِ ﴿۳۷﴾ وُجُوهٌ

ہر شخص کو ان اقربا میں سے اس دن ایک فکر لگا ہوگا کہ وہ اس کو بس کرتا ہے وا کتنے ہی منہ

يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾

اس دن روشن ہوں گے ہنسی خوشی! اور کتنے ہی منہ

وَوُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾ تَرْهَقُهَا

اس دن ایسے ہوں گے کہ ان پر گرد پڑی ہو گی! ان پر کلونس

قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾

چڑھی آتی ہو گی یہی روسیاہ کافر بدکار ہیں۔

سُورَةُ التَّكْوِيرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ آيَةً

سورہ تکویر مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں انتیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿۱﴾ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ ﴿۲﴾

جس وقت آفتاب لپیٹ لیا جائے اور جب ستارے ماند پڑ جائیں

وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ﴿۳﴾ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿۴﴾

اور جس وقت پہاڑ چلائے جاویں اور جب دس مہینے کی گیابھن اونٹنیاں

وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ﴿۵﴾ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿۶﴾

چھٹی چھٹی پھریں اور جس وقت جنگلی جانور جمع کئے جائیں اور جب دریا بھڑکائے جائیں و۲

خاصیت: آیت ۳۸، ۳۹ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

و۱ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ تم ننگے پیروں ننگے بدن اور بے ختنہ خدا کے ہاں جمع کئے جاؤ گے۔ آپ ﷺ کی بیوی صاحبہ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ پھر تو ایک دوسرے کی شرمگاہوں پر نظریں پڑیں گی۔ فرمایا اس روز کی گھبراہٹ وہاں کا حیرت انگیز ہنگامہ ہر شخص کو مشغول کئے ہو گا بھلا کسی کو دوسرے کی طرف دیکھنے کا موقعہ کہاں؟ (ابن ابی حاتم)

خلاصہ رکوع ۱

تبلیغ دین میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایات دی گئیں اور بتایا گیا کہ جو طلب گار ہیں وہ توجہ کے مستحق ہیں۔ عظمت قرآن اور انسانی ناشکری ذکر فرمائی گئی اور بقائے زندگی کے سامان ذکر فرمائے گئے۔ قیام کی نفسا نفسی کا عالم مومنین کیلئے بشارت اور کفار کیلئے ہلاکت کو ذکر فرمایا گیا۔

ع ۱ ۴۲ ۵

تعبیر سورہ عبس

اس کو خواب میں پڑھنے والا صدقات زیادہ دے گا اور زکوۃ نکالے گا۔

و۲ یہ چھ واقعات تو نفخہ اولی کے وقت ہوں گے جب کہ دنیا آباد ہوگی اور اس نفخہ سے یہ تغیرات وتبدلات ہوں گے اور اس وقت اونٹنیاں وغیرہ بھی اپنی اپنی حالت پر ہوں گی جن میں بعضی وضع حمل کے قریب ہوں گی جو کہ عرب کے نزدیک اعز اموال ہیں مگر اس وقت ہل چل میں کسی کو کہیں کا ہوش نہ رہے گا اور وحوش بھی مارے گھبراہٹ کے سب گڈمڈ ہو جائیں گے اور دریاؤں میں اول طغیانی بپا ہوگی اور زمین میں شقوق واقع ہو جائیں گے جس سے سب شیریں اور شور دریا ایک ہو جاویں گے جس کا ذکر آئندہ سورت میں واذا البحار فجرت میں فرمایا ہے پھر شدت حرارت سے سب کا پانی تو مستحیل بآتش ہو جاوے گا شاید اول ہوا ہو جاوے پھر ہوا آگ بن جاوے اس کے بعد عالم فنا ہو جاوے گا۔

وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ﴿٧﴾ وَإِذَا الْمَوْءُۥدَةُ سُئِلَتْ ﴿٨﴾

اور جس وقت روحیں (بدنوں سے) ملائی جائیں اور جب لڑکی سے جو زندہ در گور کر دی ف١

بِأَيِّ ذَنۢبٍ قُتِلَتْ ﴿٩﴾ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿١٠﴾ وَإِذَا

گئی تھی پوچھا جائے کہ کس گناہ پر ماری گئی اور جس وقت نامۂ اعمال کھولے جائیں اور جب

السَّمَآءُ كُشِطَتْ ﴿١١﴾ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ﴿١٢﴾ وَإِذَا الْجَنَّةُ

آسمان کی کھال کھینچی جائے اور جس وقت دوزخ دہکائی جائے اور جب بہشت

أُزْلِفَتْ ﴿١٣﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ أَحْضَرَتْ ﴿١٤﴾ فَلَآ أُقْسِمُ

قریب لائی جائے اس وقت ہر شخص جان لے گا جو کچھ لے کر آیا ہے تو میں قسم کھاتا ہوں

بِالْخُنَّسِ ﴿١٥﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿١٦﴾ وَالَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ﴿١٧﴾

الٹے پیچھے کو ہٹنے والے سیدھے چلنے والے چھپ جانے والے ستاروں کی اور رات کی قسم

وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ﴿١٨﴾ إِنَّهُۥ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿١٩﴾

جب اس کا اٹھان ہو اور صبح کی قسم جب وہ سانس لے بیشک قرآن پیام ہے ایک معزز رسول کا

ذِى قُوَّةٍ عِندَ ذِى الْعَرْشِ مَكِينٍ ﴿٢٠﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ

جو قوت والا ہے مالک عرش کے نزدیک بڑا درجہ پائے ہوئے ہے سب کا مانا ہوا وہاں بڑا

أَمِينٍ ﴿٢١﴾ وَمَا صَاحِبُكُم بِمَجْنُونٍ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ رَءَاهُ

امانت دار ہے اور یہ تمہارا رفیق (یعنی محمد) کچھ دیوانہ نہیں ہے۔ اور بیشک اس نے

بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ﴿٢٣﴾ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ﴿٢٤﴾

اس فرشتہ کو دیکھا ہے آسمان کے کھلے کنارے اور یہ غیب کی بات پر بخل کرنے والا نہیں ہے

ف١ چار ماہ کے بعد اسقاط حمل کا حکم

مسئلہ: بچوں کو زندہ دفن کر دینا یا قتل کر دینا سخت گناہ کبیرہ اور ظلم عظیم ہے اور چار ماہ کے بعد کسی حمل کو گرانا بھی اسی حکم میں ہے۔ کیونکہ چوتھے مہینے میں حمل میں روح پڑ جاتی ہے اور وہ زندہ انسان کے حکم میں ہے اسی طرح جو شخص کسی حاملہ عورت کے پیٹ پر ضرب لگائے اور اس سے بچہ ساقط ہو جائے تو باجماع امت مارنے والے پر اس کی دیت میں غرہ یعنی ایک غلام یا اس کی قیمت واجب ہوتی ہے اور اگر بطن سے باہر آنے کے وقت وہ زندہ تھا پھر مر گیا تو پوری دیت بڑے آدمی کے برابر واجب ہوتی ہے اور چار ماہ سے پہلے اسقاط حمل بھی بدوں اضطراری حالات کے حرام ہے مگر پہلی صورت کی نسبت کم ہے یعنی اس میں کسی زندہ انسان کا قتل صریح نہیں ہے۔
مسئلہ: کوئی ایسی صورت اختیار کرنا جس سے حمل قرار نہ پائے جیسے آج کل دنیا میں ضبط تولید کے نام سے اس کی سینکڑوں صورتیں رائج ہو گئی ہیں اس کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وادِ خفی فرمایا ہے یعنی خفیہ طور سے بچہ کو زندہ در گور کر دینا (کما رواہ مسلم عن حذامة بنت وھب) اور بعض دوسری روایات میں جو عزل یعنی ایسی تدبیر کرنا کہ نطفہ رحم میں نہ جائے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے سکوت یا عدم ممانعت منقول ہے وہ ضرورت کے مواقع کے ساتھ مخصوص ہے وہ بھی اس طرح کے ہمیشہ کیلئے قطع نسل کی صورت نہ بنے (مظہری) آج کل ضبط تولید کے نام سے جو دوائیں یا معالجات کئے جاتے ہیں ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ ہمیشہ کیلئے سلسلہ نسل و اولاد کا منقطع ہو جائے اس کی کسی حالت اجازت شرعاً نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ (معارف القرآن)

خاصیت: آیت ۱ تا ۱۸ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۲۵﴾ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور نہ قرآن کسی شیطان مردود کا قول ہے پھر تم کہاں چلے جا رہے ہو؟

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿۲۸﴾

یہ قرآن تو نصیحت ہے دنیا جہان کے لوگوں کے لئے اس شخص کے لئے جو تم میں سے

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾

چاہے کہ سیدھے رستہ چلے اور تم جبھی چاہو کہ جب اللہ چاہے جو دنیا جہان کا پروردگار ہے۔

سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورہ انفطار مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں انیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴿۱﴾ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴿۲﴾

جب آسمان پھٹ جائے اور تارے جھڑ پڑیں اور جب دریا بہا دیئے جائیں

وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿۳﴾ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ﴿۴﴾ عَلِمَتْ

اور جب قبریں اکھاڑ دی جائیں (اس وقت) ہر نفس جان لے گا

نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ﴿۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا

جو کچھ اس نے آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑ آیا۔ اے آدمی کس چیز نے

غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴿۶﴾ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ

تجھ کو فریب دیا اپنے رب کریم پر ۱ کہ جس نے تجھ کو پیدا کیا پھر تجھے

تعبیر سورہ التکویر

اس کو خواب میں پڑھنے والے کے سفر مشرق کی جانب زیادہ ہوں گے اور سفر کامیاب رہے گا۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع

قیامت کی منظر کشی کو ذکر فرمایا گیا۔ اعمال کا سامنے آنا، جبرائیل کی صفات اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیانت وسچائی کو ذکر فرمایا گیا۔ انسان کو تابعداری اور استقامت کا حکم دیکر بتایا گیا کہ اصل اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے۔

ع ۱ ۲۹ ۶

۱ سبق آموز واقعہ:

نقل ہے کہ ایک عورت نے قاضی سے استغاثہ کیا کہ میرے شوہر نے میرے اوپر ایک عورت سے نکاح کرلیا ہے قاضی نے کہا کہ تجھ کو اس پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں اللہ نے مردوں کے لئے حسب مرضی دو دو تین تین اور چار چار عورتیں مباح کردیں ہیں عورت بولی قاضی جی اگر حجاب وحیاء نہ ہوتی تو میں اپنا حسن تم کو دکھاتی اور پھر پوچھتی کہ جس کا حسن جمال ایسا ہو جیسا میرا کیا اس سے رخ موڑ کر دوسرے سے مشغلہ کرنا جائز ہے عورت کا یہ قول ایک اہل دل نے سن پایا اور سنتے ہی گر کر چیخ مار کر بیہوش ہوکر گر پڑا کچھ دیر کے بعد ہوش میں آیا تو کہنے لگا میں نے ایک ہاتف کو یہ ندا دیتے سنا کہ کیا تو نے اس عورت کی بات نہیں سنی اگر عظمت وکبریاء کا حجاب نہ ہوتا تو میں تم کو اپنا جمال وجلال دکھاتا جس کی سمائی کسی مقابلہ میں نہیں، اور تم سے پوچھتا کہ جو مجھ سے مشغلہ رکھ سکتا ہے میری مثل کون ہے کوئی میری مثل ہو ہی نہیں سکتا میری ہی طلب کرے گا تو مجھے پالے گا۔ (تفسیر مظہری)

فَعَدَلَكَ ۝٧ فِىٓ اَىِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝٨ كَلَّا

درست کیا پھر تجھ کو برابر کیا جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا ف۱ نہیں نہیں

بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝٩ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝١٠

بلکہ تم جھٹلاتے ہو جزائے اعمال کو حالانکہ تم پر چوکیدار

كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝١١ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝١٢ اِنَّ الْاَبْرَارَ

(تعینات) ہیں با عزت لکھنے والے وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو بیشک نیک

لَفِىْ نَعِيْمٍ ۝١٣ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِىْ جَحِيْمٍ ۝١٤ يَّصْلَوْنَهَا

بندے البتہ نعمت میں ہوں گے اور بیشک بدکار البتہ دوزخ میں ہوں گے اور اس میں داخل ہوں گے

يَوْمَ الدِّيْنِ ۝١٥ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ۝١٦ وَمَآ اَدْرٰىكَ

جزا کے دن اور وہ اس سے غائب نہ ہوں گے ف۲ اور تو کیا سمجھا کہ

مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝١٧ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝١٨ يَوْمَ

جزا کا دن ہے کیا؟ پھر (کہتے ہیں) کہ تو کیا سمجھا روز جزا ہے کیا؟ وہ دن ہے

لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ؕ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝١٩ ع

کہ نہ فائدہ پہنچا سکے گا کوئی نفس کسی نفس کو کچھ اور حکم اس دن اللہ ہی کا ہے

سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

سورہ المطففین مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چھتیس آیتیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

ف۱ یعنی پیدا کرنا اور انسان بنانا اور اعضاء میں اعتدال رکھنا تو سب انسانوں میں مشترک ہے اس کے بعد پھر ہر ایک کی صورت الگ الگ طور پر بنائی اور ما غرک سے پہلے انجام کا ذکر ہے اور اس کے بعد ابتداء کا ذکر ہے اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ غفلت سے روکنے والی دو حالتیں موجود ہیں پھر بھی غفلت سے باز نہیں آتا اور کریم کی صفت اس لئے بڑھائی کہ اسکا کریم ہونا اس کو مقتضی ہے کہ اسکی طرف زیادہ توجہ کی جائے۔

ف۲ آگ کا فرش اور آگ کے کپڑے:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت سے حسب فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں کافروں کا حال کے ذکر میں آیا ہے کہ اس سے اسکے دین کے متعلق پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ہاں مجھے نہیں معلوم اس پر آسمان کی طرف سے ایک نداء آتی ہے اس نے جھوٹ کہا اس کیلئے آگ کا فرش کر دو اور آگ کے کپڑے اس کو پہنا دو اور آگ کی طرف اسکے لئے دروازہ کھول دو۔ (تفسیر مظہری)

تعبیر سورالانفطار

اس کو خواب میں پڑھنے والے کو سلاطین کا قرب حاصل ہوگا اور وہ اس کی عزت کریں گے۔ (ابن سیرین)

ع ۱ ۱۹ ۷

خلاصہ رکوع

قیامت کی منظر کشی اور انسانی غفلت کو ذکر فرمایا گیا۔ اعمال لکھنے والے فرشتے اور ابرار کیلئے جنت اور فجار کیلئے جہنم کو بیان کیا گیا روز محشر کی ہولناکی ذکر فرمائی گئی۔

خاصیت: آیت ۱ تا ۱۵ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝١ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ

خرابی ہے کم دینے والوں کی کہ جب ماپ کر لوگوں سے لیں

يَسْتَوْفُوْنَ ۝٢ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝٣ اَلَا

پورا پورا لیں۔ اور جب ان کو ماپ کر دیں یا ان کو تول کر دیں تو کم دیں ف۱ کیا

يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝٤ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝٥ يَّوْمَ

ان کو اس کا خیال نہیں کہ وہ اٹھا کھڑے کئے جائیں گے ایک بڑے دن میں

يَّقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٦ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ

جس دن لوگ کھڑے ہوں گے پروردگار عالم کے حضور میں۔ بلا ریب بدکاروں کا

لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝٧ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝٨ كِتٰبٌ

نامہ اعمال سجین میں ہے اور تو کیا سمجھا کہ سجین ہے کیا؟ ایک دفتر ہے

مَّرْقُوْمٌ ۝٩ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝١٠ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ

لکھا ہوا ف۲ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی جو جھوٹ جانتے ہیں

بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝١١ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ

روز جزا کو اور اس کو وہی جھوٹ جانتا ہے جو حد سے بڑھ چلا ہو

اَثِيْمٍ ۝١٢ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ

گنہگار ہو کر جب اس کو پڑھ کر سنائی جاویں ہماری آیتیں تو کہے کہ کہانیاں ہیں

الْاَوَّلِيْنَ ۝١٣ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا

اگلے لوگوں کی نہیں نہیں بلکہ زنگ جما دیا انکے دلوں پر ان اعمال نے جو وہ کیا کرتے تھے

ف۱ لوگوں سے اپنا حق پورا لینا اگرچہ برا نہیں مگر یہاں اس کے بیان کرنے سے خود اس کی مذمت کرنا مقصود نہیں بلکہ کم دینے کی مذمت تاکید کے ساتھ بیان کرنا مقصود ہے مطلب یہ ہے کہ کم دینا اگرچہ فی نفسہ برا ہے لیکن اس کے ساتھ اگر دوسروں کی ذرا بھی رعایت نہ کی جائے تو یہ بہت زیادہ مذموم ہے بخلاف اس شخص کے جو دوسروں کے ساتھ رعایت بھی کرتا ہے کہ اس میں اگر ایک عیب ہے تو ایک ہنر بھی ہے اس لئے پہلے شخص کا عیب بہت سخت ہے۔

ف۲ نشان سے مراد مہر ہے جیسا کہ در منثور میں کعب احبار سے مروی ہے پس مقصود یہ ہوگا کہ اس میں تغیر و تبدل کا کچھ احتمال نہیں حاصل یہ کہ سب اعمال محفوظ و منضبط ہیں جس سے جزا و سزا کا انصاف کے ساتھ ہونا ثابت ہوا۔

خاصیت: آیت ۴ تا ۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴿۱۵﴾

نہیں نہیں بیشک وہ اپنے پروردگار سے اس روز محجوب ہوں گے ف۱

ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ

پھر یہ لوگ ضرور دوزخ میں داخل ہوں گے پھر کہا جائے گا کہ یہی تو ہے

كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۷﴾ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ

جس کو تم جھوٹ جانتے تھے بلا ریب نیک بندوں کا اعمال

عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿۱۹﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾

علیین میں ہے اور تو کیا سمجھا کہ علیّون ہے کیا؟ ایک دفتر ہے لکھا ہوا

يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۲۲﴾ عَلَى

اس پر حاضر رہتے ہیں مقرب (فرشتے) ف۲ بیشک نیکو کار البتہ آرام میں ہوں گے

الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ

تختوں پر بیٹھے (سیر) دیکھ رہے ہوں گے تو پہچانے گا ان کے چہروں پر

النَّعِيْمِ ﴿۲۴﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿۲۵﴾ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ

نعمت کی تازگی ان کو پلائی جائے گی خالص شراب سر بمہر اس کی مہر مشک کی ہے

وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَمِزَاجُهٗ

اور اس شراب میں رغبت کرنے والوں کو چاہیئے کہ رغبت کریں

مِنْ تَسْنِيْمٍ ﴿۲۷﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۸﴾ اِنَّ

اور اس کی ملونی تسنیم کی ہوگی وہ ایک چشمہ ہے جس میں سے مقرب بندے پیتے ہیں بیشک

ف۱ مومن کو دیدار ہوگا: حضرت امام مالکؒ اور شافعیؒ نے فرمایا کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ مومنین اور اولیاء اللہ کو حق تعالیٰ کی زیارت ہوگی ورنہ پھر کفار کے محجوب رہنے کا کوئی فائدہ ہی نہ ہوتا۔ اگر کفار میں حق تعالیٰ کی زیارت کا شوق نہ ہوتا تو انکی سزا میں یہ نہ کہا جاتا کہ وہ زیارت سے محروم رہیں گے کیونکہ جو شخص کسی کی زیارت کا طالب ہی نہیں بلکہ متنفر ہے اس کے لئے یہ کوئی سزا ہی نہیں کہ اس کو اس کی زیارت سے محروم کیا جائے۔ (معارف مفتی اعظم)

ف۲ اور یہ مومن کے لئے بڑی عزت کی بات ہے روح المعانی میں حضرت کعب سے روایت ہے کہ جب ملائکہ مومن کی روح کو قبض کر کے لے جاتے ہیں تو ہر آسمان کے مقرب فرشتے اس کے ساتھ ہوتے جاتے ہیں یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر پہنچ کر اس روح کو رکھ دیتے ہیں پھر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ہم اس کا نامہ اعمال دیکھنا چاہتے ہیں جو ان کو کھول کر دکھلایا جاتا ہے۔

خاصیت: آیت ۱۴ تا ۱۶ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿۲۹﴾

مجرم لوگ مسلمانوں کے ساتھ ہنسی کیا کرتے تھے ف۱

وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ

اور جب ان کے پاس سے ہو کر گزرتے تھے تو آپس میں سینیں چلاتے تھے اور جب لوٹ کر

انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ

اپنے گھر جاتے تھے باتیں بناتے ہوئے اور جب ان کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ

لَضَآلُّوْنَ ﴿۳۲﴾ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَالْيَوْمَ

یہ لوگ گمراہ ہیں حالانکہ ان کو مسلمان پر نگہبان بنا کر بھیجا نہیں گیا تھا۔ تو آج

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ

مسلمان کافرو ں سے ہنسی کرتے ہیں تختوں پر بیٹھے (سیر) دیکھ رہے ہیں؟

يَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾

اب تو کافروں نے بدلہ پایا جیسا کچھ کرتے تھے۔

سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورہ انشقاق مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پچیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ﴿۱﴾ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿۲﴾ وَاِذَا

جب آسمان پھٹ جائے اور کان رکھے اپنے پروردگار کے حکم پر اور وہ اسی لائق ہے اور جب

ف۱ مسلمانوں پر کافروں کی چھبتیاں

کہ ان بے وقوفوں کو کیا خیال فاسد دامن گیر ہوا ہے کہ محسوس و موجود لذتوں کو جنت کی خیالی لذتوں کی توقع پر چھوڑتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

اور جب یہ کفار مومنین کو دیکھتے ہیں تو بظاہر ہمدردی کے لہجہ میں اور در حقیقت تمسخر کے لئے یہ کہتے ہیں کہ یہ بیچارے بڑے سادہ لوح اور بیوقوف ہیں ان کو محمد ﷺ نے گمراہ کر دیا۔

آج کل کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو اس وقت وہ لوگ جو کچھ نئی تعلیم کی نحوست سے دین و آخرت سے بے فکر ہو چکے ہوتے ہیں خدا اور رسول پر ایمان برائے نام رہ جاتا ہے وہ علماء و صلحاء کے ساتھ بعینہ اس طرح کا معاملہ کرتے ہیں حق تعالیٰ مسلمانوں کو اس عذاب الیم سے نجات عطاء فرمادیں مومنین و صالحین کے لئے اس آیت میں تسلی کا کافی سامان ہے۔

تعبیر سورہ المطففین

اسکو خواب میں پڑھنے والے کو وفا اور عدل نصیب ہوگا۔ (ابن سیرینؒ)

ع ۱ ۳۶ ۸

خلاصہ رکوع

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کو ڈرایا گیا۔ فجار کا مقام اور ان کی سزا کو ذکر فرمایا گیا۔ ابرار کا ریکارڈ اور اعمال ناموں کا معائنہ ذکر فرمایا گیا۔ اہل جنت کیلئے نعمتوں کو ذکر کیا گیا۔ کفار کی پھبتیوں کا ازالہ فرمایا گیا کہ اس دن مومنین سرخرو ہوں گے اور کفار کا انجام بد ہوگا۔

الْأَرْضُ مُدَّتْ ۝٣ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ۝٤ وَأَذِنَتْ

زمین کھینچی جائے ول اور نکال ڈالے جو کچھ اس میں ہے اور خالی ہو جائے اور کان رکھے

لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝٥ يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ

اپنے پروردگار کے حکم پر اور وہ اسی لائق ہے اے انسان تجھ کو کوشش کرنی ہے اپنے پروردگار تک

كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ ۝٦ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ۝٧

پہنچنے میں پوری کوشش پھر تو اس سے جا ملے گا تو جس شخص کو دیا گیا

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ۝٨ وَيَنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ

اس کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں پس اس سے حساب لیا جائے گا آسان حساب اور وہ

مَسْرُورًا ۝٩ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ۝١٠ فَسَوْفَ

واپس آئے گا اپنی اہل کے پاس خوش خوش اور جس کو دیا گیا اس کا اعمال نامہ

يَدْعُو ثُبُورًا ۝١١ وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا ۝١٢ إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ

اس کی پشت کے پیچھے تو وہ پکارے گا موت کو اور داخل ہو گا دوزخ میں۔

مَسْرُورًا ۝١٣ إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ ۝١٤ بَلَىٰ إِنَّ رَبَّهُ

۱۷ ع عند المتاخرین ۲

بیشک وہ اپنے اہل میں بے غم تھا اس کا خیال تھا کہ (اللہ کی طرف) لوٹے گا نہیں ہاں ہاں (لوٹنا

كَانَ بِهِ بَصِيرًا ۝١٥ فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝١٦ وَاللَّيْلِ

ضرور ہے) اس کا پروردگار اس کو دیکھ رہا تھا تو میں قسم کھاتا ہوں شفق کی اور رات کی اور ان چیزوں کی

وَمَا وَسَقَ ۝١٧ وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ۝١٨ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ

جن کو وہ جمع کرتی ہے اور چاند کی جب پورا ہو کہ تم ضرور پہنچو گے ایک حالت سے دوسری حالت پر

ول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مقام محمود: حاکم رضی اللہ عنہ نے عمدہ سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن زمین کو اس طرح پھیلا دیا جائے گا جیسے چمڑے کو پھیلایا جاتا ہے پھر آدمی کو زمین میں صرف قدم رکھنے کی جگہ ملے گی پھر سب سے پہلے مجھے بلایا جائے گا میں سجدہ میں گر جاؤں گا تو مجھے (کچھ عرض کرنے کی) اجازت دی جائے گی۔ اس وقت جبرائیلؑ اللہ کی دائیں طرف سے ہوں گے واللہ اس سے پہلے جبرائیلؑ نے اللہ کو کبھی نہ دیکھا ہو گا میں عرض کروں گا اے میرے رب! مجھے اس جبرائیلؑ نے خبر دی تھی کہ تو نے اس کو میرے پاس بھیجا تھا، جبرائیلؑ خاموش ہوں گے کوئی بات نہیں کریں گے یہاں تک کہ اللہ فرمائے گا کہ اس نے سچ کہا اللہ مجھے شفاعت کی اجازت دے گا اور میں عرض کروں گا اے میرے رب تیرے بندے تمام زمین پر (پھیلے ہوئے ہیں) مقام محمود (شفاعت کا مقام) یہی ہو گا۔ (تفسیر مظہری)

طَبَقٍ ﴿١٩﴾ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٢٠﴾ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ

تمہیں کیا ہو گیا جو ایمان نہیں لاتے اور جب ان پر

الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ﴿٢١﴾ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ ﴿٢٢﴾

قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدہ نہیں کرتے بلکہ یہ کافر تو جھٹلاتے ہیں۔

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُوعُونَ ﴿٢٣﴾ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٤﴾

اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ یہ دلوں میں رکھتے ہیں تو ان کو مژدہ سنا دردناک عذاب کا

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿٢٥﴾

مگر ہاں جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ان کے لئے بے انتہا اجر ہے۔ و۱

سُورَةُ الْبُرُوجِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُونَ آيَةً

سورہ بروج مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں بائیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ﴿١﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ ﴿٢﴾ وَشَاهِدٍ

آسمان کی قسم جس میں برج ہیں و۲ اور اس دن کی قسم جس کا وعدہ ہے۔

وَمَشْهُودٍ ﴿٣﴾ قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ ﴿٤﴾ النَّارِ ذَاتِ

اور حاضر ہونے والے کی اور اس کی کہ جس میں حاضر ہوتے ہیں ہلاک کر دیئے گئے خندقوں

الْوَقُودِ ﴿٥﴾ إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ ﴿٦﴾ وَهُمْ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ

والے۔ و۳ ایک آگ تھی ایندھن سے بھری ہوئی جب کہ وہ خندقوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور وہ جو کچھ

و۱ عمل صالح کی قید شرط کے طور پر نہیں ہے کیونکہ مومن اگر گنہگار بھی ہو اس کو بھی ایسا ہی اجر ملے گا جو کبھی منقطع نہ ہو یعنی جنت بلکہ سبب کے طور پر ہے کہ نیک کاموں کی بدولت یہ تو اب جلدی مل جاویگا ورنہ تھوڑا سا عذاب بھگتنا پڑے گا ہاں خدا تعالیٰ معاف کر دیں تو اور بات ہے۔

تعبیر سورۃ انشقاق

اس کو خواب میں پڑھنے والے کی اولاد نسل زیادہ ہوگی۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع

۱ قیامت کے مناظر اور انسان کی مختلف کوششوں کو ذکر کر کے اہل ایمان کا آسان حساب ہونا اور کفار کی بدبختی جو کہ دنیا میں بے فکری کا نتیجہ ہوگا ذکر فرمائی گئی۔ کفار کی حالت کہ وہ قرآن میں غور نہیں کرتے۔ ایمان و عمل صالح کا اجر ذکر فرمایا گیا۔

و۲ سورج چاند کی منزلیں:

ابن خیثمہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد سورج چاند کی منزلیں ہیں جو بارہ ہیں کہ سورج ان میں سے ہر ایک میں ایک مہینہ چلتا رہتا ہے اور چاند ان میں سے ہر ایک میں دو دن تک اور ایک تہائی دن چلتا ہے۔ تو یہ اٹھائیس دن ہوئے اور دو راتوں تک وہ پوشیدہ رہتا ہے نہیں نکلتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

و۳ بادشاہ کا نام اور زمانہ:

عطاء نے حضرت ابن عباس کی روایت سے ایسا ہی قصہ نقل کیا ہے جس میں حضرت ابن عباس نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ نجران (علاقہ یمن) میں حمیری بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا۔ جس کا نام یوسف ذوالنواس بن شرجیل تھا۔ یہ واقعہ حضرت رسول خدا ﷺ کی ولادت مبارک سے ستر سال پہلے کا ہے۔ اس

بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۷ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ
مسلمانوں کے ساتھ کرتے تھے سامنے دیکھ رہے تھے اور وہ مسلمانوں سے اسی بات کا بدلہ لیتے تھے کہ
يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۸ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ
وہ ایمان لائے اللہ زبردست سزاوارِ حمد پر وہ اللہ کہ اسی کی سلطنت ہے
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۹
آسمانوں اور زمین میں اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے
اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ
بیشک جن لوگوں نے ستایا مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو پھر
يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۱۰
توبہ نہ کی تو ان کے لئے دوزخ کا عذاب ہے اور ان کو جلنے کا عذاب ہے ف۱
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ
بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے باغ ہیں کہ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۱۱ اِنَّ
بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں! یہ ہے بڑی کامیابی
بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۱۲ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۱۳
کچھ شک نہیں کہ تیرے پروردگار کی پکڑ بڑی سخت ہے! وہی اول بار کرتا ہے
وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۱۴ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۱۵ فَعَّالٌ
اور وہی دوبارہ کرے گا اور وہی ہے بخشنے والا اور محبت کرنے والا عرش کا مالک بڑی شان والا کر

زمانہ میں کوئی نبی نہ تھا۔ اور اس لڑکے کا نام عبداللہ بن قمر تھا۔ محمد بن اسحاق نے وہب بن منبہ کا حوالہ سے لکھا ہے کہ ذوالنواس نے بارہ ہزار آدمی جلا دیئے۔ پھر ارباط حبشی نے یمن فتح کر لیا اور ذوالنواس بھاگ کر بمعہ اپنے گھوڑے کے سمندر میں گھس گیا۔ اور ڈوب گیا۔ کلبی نے بیان کیا ہے کہ ذوالنواس نے عبداللہ بن تامر کو قتل کیا تھا۔ محمد بن عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب کے زمانہ میں کوئی نہر کھودی گئی تو دیکھا کہ سر کے زخم پر عبداللہ بن تامر (شہید ہاتھ رکھے ہوئے ہیں۔ جب ہاتھ کو زخم سے ہٹایا جاتا تو خون ابل پڑتا تھا۔ اور جب ہاتھ کو چھوڑا جاتا تو ہاتھ لوٹ کر اپنی جگہ پہنچ جاتا تھا۔ اور لوہے کی ایک مہر بھی عبداللہ کی انگلی میں پڑی تھی جس میں ربی اللہ لکھا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع پہنچی تو آپ نے لکھ بھیجا کہ عبد (عبداللہ) اور اس کی انگوٹھی کو اسی حالت پر رہنے دو۔ جس حالت میں تم نے اس کو پایا ہے۔

ف۱ عذاب میں ہر طرح کی تکلیف داخل ہے سانپ بچھو طوق زنجیریں گرم پانی لہو پیپ پینا وغیرہ اور ان سب میں جلنے کا عذاب سخت ہے اسلئے اس کو خصوصیت سے بیان فرمایا یہ تو ظالم کے حق میں وعید تھی آگے مومنین کیلئے جس میں مظلوم بھی آ گئے وعدہ ارشاد ہے۔

خاصیت: آیت ۱۲، ۱۳ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

لِمَا يُرِيْدُ ﴿١٦﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ﴿١٧﴾ فِرْعَوْنَ

گزرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے۔ ف۱ کچھ تجھے خبر پہنچی لشکروں کی یعنی فرعون

وَثَمُوْدَ ﴿١٨﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ﴿١٩﴾ وَّاللّٰهُ مِنْ

اور ثمود کی بلکہ کافر تو جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں اور اللہ

وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ﴿٢٠﴾ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿٢١﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿٢٢﴾

ان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ بلکہ یہ قرآن ہے بڑے رتبہ کے لوح محفوظ میں (لکھا ہوا)

سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورہ طارق مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں سترہ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ﴿١﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ﴿٢﴾ النَّجْمُ

قسم ہے آسمان کی اور رات کے آنے والے کی اور تو کیا سمجھا کہ رات کا آنے والا کیا ہے؟ چمکتا ہوا تارہ ہے

الثَّاقِبُ ﴿٣﴾ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ﴿٤﴾ فَلْيَنْظُرِ

کوئی شخص نہیں کہ جس پر ایک نگہبان (مقرر) نہ ہو تو انسان کو چاہئے کہ دیکھے کہ

الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿٥﴾ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ﴿٦﴾ يَّخْرُجُ

وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ پیدا ہوا ہے ایک اچھلنے والے پانی سے جو

مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ﴿٧﴾ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ﴿٨﴾

نکلتا ہے پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے بیچ میں سے ف۲ بیشک اللہ اسکے دوبارہ پیدا کرنے پر ضرور قادر ہے

ف۱ حضرت صدیق اکبر کا مرض الموفات

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے انکی بیماری میں جس میں آپکا انتقال ہوتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ کسی طبیب نے بھی آپکو دیکھا فرمایا ہاں پوچھا پھر کیا جواب دیا۔ فرمایا کہ جواب دیا۔ انی فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ پھر فرماتا ہے کہ کیا تجھے خبر بھی ہے کہ فرعونیوں اور ثمودیوں پر کیا کیا عذاب آئے اور کوئی ایسا نہ تھا۔ جو کہ انکی کسی طرح مدد کرسکتا۔ اور نہ کوئی اس عذاب کو ہٹا سکا۔ مطلب یہ ہے کہ اس کی پکڑ بہت سخت ہے جب وہ کسی ظالم کو پکڑتا ہے۔ تو دردناک اور سختی سے بڑی زبردست پکڑ پکڑتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ع ۲۲/۱۰

خلاصہ رکوع

اصحاب خندق کا واقعہ ذکر فرمایا گیا۔ اہل ایمان کی اخروی کامیابی اور کفار سے عبرت پکڑنے کی دعوت اور حفاظت قرآن کو ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورہ بروج

اس کو خواب میں پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ فکروں سے نجات دے گا اور ہر قسم کے علوم سے نوازے گا۔ (ابن سیرین)

ف۲ مراد اس پانی سے منی ہے خواہ صرف مرد کی یا مرد و عورت دونوں کی اور عورت کی منی میں گو اچھلنے کی صفت مرد کی برابر نہیں ہوتی لیکن کچھ اندفاق ضرور ہوتا ہے اور سینہ و پشت چونکہ بدن کی دو طرفیں ہیں اس لئے یہ ہوسکتا ہے کہ ان دونوں کو بیان کر کے تمام بدن مراد لیا گیا ہو اور یہ اس لئے کہا گیا کہ منی تمام بدن میں پیدا ہو کر پھر جدا ہوتی ہے اور اس میں پشت اور سینہ کی تخصیص اس لئے ہوسکتی ہے کہ مادہ منویہ کے پیدا ہونے میں اعضاء رئیسہ کو خاص دخل ہے حاصل یہ کہ نطفہ سے انسان بنا دینا زیادہ عجیب ہے بہ نسبت دوبارہ پیدا کرنے کے۔

خاصیت: آیت ۱۴ تا ۲۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۙ﴿۹﴾ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ؕ﴿۱۰﴾ وَالسَّمَآءِ

جس دن بھید جانچے جائیں گے تو نہ آدمی کا کچھ زور ہوگا اور نہ کوئی مددگار ف۱ قسم ہے آسمان

ذَاتِ الرَّجْعِ ۙ﴿۱۱﴾ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۙ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ

چکر کھانے والے کی اور زمین کی قسم جو پھٹ جاتی ہے بیشک قرآن ایک قول فیصل ہے۔

فَصْلٌ ۙ﴿۱۳﴾ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ؕ﴿۱۴﴾ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۙ﴿۱۵﴾

اور وہ کچھ بے فائدہ بات نہیں ہے بیشک کافر بھی ایک داؤ کر رہے ہیں۔

وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۚ﴿۱۶﴾ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿۱۷﴾ ع

اور میں بھی ایک داؤ کر رہا ہوں تو مہلت دے کافروں کو ان کو مہلت دے تھوڑے دنوں کی۔

سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورہ اعلیٰ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں انیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۪ۙ﴿۲﴾

تسبیح کر اپنے پروردگار عالیشان کے نام کی جس نے پیدا کیا پھر درست کیا

وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۪ۙ﴿۳﴾ وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۪ۙ﴿۴﴾

اور جس نے اندازہ کیا پھر رستہ دکھایا اور جس نے تازہ گھاس نکالی

فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ؕ﴿۵﴾ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ۙ﴿۶﴾ اِلَّا مَا

پھر اس کو کر دیا کوڑا سیاہ ہم خود تجھ کو (قرآن) پڑھائیں گے پھر تو بھولے ہی گا

ف۱ مجرموں کے پاس کوئی حیلہ نہ ہوگا:

اس وقت مجرم نہ اپنے زور وقوت سے مدافعت کر سکے گا نہ کوئی حمایتی ملے گا جو مدد کر کے سزا سے بچالے۔ (تفسیر عثمانی)
رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ہر غدار (عہد شکن و خائن کی رانوں کے درمیان اس کے غدر عہد شکنی کا جھنڈا گاڑ دیا جائیگا۔ اور اعلان ہو جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی غداری عہد شکنی یا خیانت ہے اس دن نہ تو خود انسان کو کوئی قوت حاصل ہوگی۔ نہ اس کا مددگار اور کوئی کھڑا ہوگا۔ یعنی نہ تو خود اپنے آپ کو عذابوں سے بچا سکے گا۔ نہ کوئی اور ہوگا۔ جو اسے خدا تعالیٰ کے عذابوں سے بچا سکے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

ع ۱ ۱۷ ۱۱

خلاصہ رکوع

انسان اور اعمال کی حفاظت' بعث بعد الموت اور روز محشر مجرمین کی حالت کو ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سُورَۃُ الطارق

اس کو خواب میں پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ ذکر و تسبیح کی کثرت الہام فرمائے گا۔ (ابن سیرین)

شَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ۝٧ وَنُيَسِّرُكَ

نہیں مگر جو اللہ چاہے ف۱ اللہ جانتا ہے ظاہر اور پوشیدہ کو اور ہم تجھ پر آسان کر دیں

لِلْيُسْرٰى ۝٨ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝٩ سَيَذَّكَّرُ

آسان رستہ چلنا سو تو سمجھا دے اگر سمجھانا کارگر ہو! سمجھ جائے گا جس کو ڈر ہو گا

مَنْ يَّخْشٰى ۝١٠ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۝١١ الَّذِيْ يَصْلَى

اور اس سے سرک رہے گا بد بخت کہ جو داخل ہو گا بڑی

النَّارَ الْكُبْرٰى ۝١٢ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝١٣

آگ میں پھر نہ وہاں مرے ہی گا اور نہ جئے گا ف۲ بیشک وہ مراد کو پہنچ گیا

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝١٤ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝١٥ بَلْ

جو سنورا اور نام لیا اپنے پروردگار کا پھر نماز پڑھی بلکہ تم مقدم رکھتے ہو

تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝١٦ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝١٧ اِنَّ

دنیا کی زندگی کو حالانکہ آخرت کہیں بہتر اور زیادہ پائیدار ہے

هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝١٨ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝١٩

یہی بات تو اگلے صحیفوں (یعنی) ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں مذکور ہے۔

سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورہ غاشیہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چھبیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

ف۱ حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صاحب قرآن کی حالت اس شخص کی طرح ہے جو زانو بند بندھا ہوا اونٹ رکھتا ہے اگر اس کی نگہداشت کرتا رہتا ہے تو روکے رکھتا ہے اور کھول دیتا ہے تو بھاگ جاتا ہے حضرت سعد بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص قرآن پڑھ کر بھلا دیتا ہے وہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے کوڑھی ہو کر جائے گا۔ (ابوداؤد و دارمی)

ف۲ حاصل یہ کہ نصیحت فی نفسہ نافع چیز ہے اور وجوب کے لئے یہی کافی ہے گو بعض جگہ کسی شرط کے نہ پائے جانے سے اس کا اثر ظاہر نہ ہو پس اول سورت سے یہاں تک کا خلاصہ یہ ہوا کہ آپ اپنی بھی تکمیل کیجئے اور دوسروں کو بھی اس کی تبلیغ کیجئے آگے نصیحت ماننے والوں کی حالت قدرے تفصیل سے مذکور ہے۔

تعبیر سورہ الاعلیٰ

جو شخص اس کو خواب میں پڑھے گا اس کے لئے اس کے کام آسان ہونگیں۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع

١ اللہ تعالیٰ کے کمالات کو ذکر کر کے تسبیح کا حکم فرمایا گیا۔ ظاہر و باطن کے تزکیہ اور فکر آخرت کی اہمیت بتائی گئی۔
ع ١٩ / ١٣

خاصیت: آیت ٦ تا ٨ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝١ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝٢

کچھ تجھے پہنچی قیامت کی خبر؟ کتنے منہ اس دن ذلیل و خوار ہوں گے

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝٣ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝٤ تُسْقٰى مِنْ

مشقت کر رہے ہوں گے تھک رہے ہوں گے۔ داخل ہوں گے

عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝٥ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝٦

دھکتی ہوئی آگ میں ان کو پانی پلایا جائے گا ایک کھولتے ہوئے چشمہ کا۔

لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝٧ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝٨

کوئی کھانا ان کو نصیب نہیں مگر ضریع کہ جو نہ بدن موٹا کرے اور نہ بھوک رفع کرے کتنے

لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝٩ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝١٠ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا

منہ اس دن تروتازہ ہوں گے۔ اپنی کوشش سے راضی بہشت بریں میں! نہ سنیں گے

لَاغِيَةً ۝١١ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝١٢ فِيْهَا سُرُرٌ

وہاں کوئی بیہودہ کلام اس میں چشمہ جاری ہے اس میں

مَّرْفُوْعَةٌ ۝١٣ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝١٤ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝١٥

اونچے اونچے تخت اور آبخورے رکھے ہوئے اور تکیئے ایک قطار میں لگے ہوئے۔

وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۝١٦ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ

اور مخملی نہالچے بکھرے پڑے ہوں گے تو کیا نظر نہیں کرتے اونٹوں کی طرف کہ کیسے

خُلِقَتْ ۝١٧ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝١٨ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ

پیدا کئے گئے ہیں؟ ف۱ اور آسمان کی طرف کہ کیسا بلند کیا گیا ہے اور پہاڑوں کی طرف

ف۱ افلا ینظرون الخ سفر کی حالت میں آدمی کا کاروبار اور اہل وعیال کے جھمیلوں سے فارغ البال ہوتا ہے۔ اسی لئے مسافر سفر میں کوئی نہ کوئی مشغلہ ڈھونڈتا ہے' رفقاء سفر سے گفتگو' دنیوی امور میں غوروخوض' اہل دل ذکر وفکر اور شعراء عموماً سفر میں غزلیں' قصیدے اور نعتیں کہہ ڈالتے ہیں' عرب کے لوگ اونٹ پر سوار ہوتے تو اونٹ ان کے قریب تر ہوتا عموماً شعراء عرب اپنے اونٹ کی رفتار وغیرہ کے تذکروں میں سفر ہی میں قصیدے تیار کر لیتے تھے اس لئے ان کو اولاً اس عجیب الخلقت جانور کی خلقت میں غور وفکر کی دعوت دی گئی' اونٹ پر بیٹھنے والا اونٹ کی رفتار سے حرکت کرتا ہے تو اس کا رخ آسمان کی طرف ہوتا ہے' اس لئے ثانیاً آسمان کی بلندی میں غور کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ جب وہ سیدھا ہوتا ہے تو اس کے سامنے پہاڑوں کا سلسلہ موجود ہے' تو تیسری چیز (پہاڑ) میں فکر وتامل کو کہا گیا ان کے عجائبات پر جب عبرت کی نگاہ پڑے گی تو عرب کا انسان حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا معترف ہو کر سر جھکا لے گا تو اس کی نگاہ زمین پر پڑے گی' چوتھی چیز جس میں غور وفکر کو کہا گیا وہ زمین ہی ہے' یہ چاروں چیزیں مشاہد ہیں اور ان میں جنت جہنم اور عذاب وثواب کے بے شمار نمونے موجود ہیں۔ اس لئے خصوصیت سے ان چار چیزوں کو ذکر کر کے مضمون سابق پر گویا ان کو دلائل قرار دیا گیا۔ (درسی تفسیر)

خاصیت: آیت ۱ تا ۷ اور ۱۷ تا ۲۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

نُصِبَتْ ﴿١٩﴾ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿٢٠﴾ فَذَكِّرْ

کہ کیسے کھڑے کئے گئے ہیں اور زمین کی طرف کہ کیسی بچھائی گئی ہے ف۱ سو تو سمجھا

اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿٢١﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٢﴾

بس تو تو سمجھا دینے والا ہے۔ تو ان پر داروغہ تو ہے نہیں مگر جس نے روگردانی کی

اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ﴿٢٣﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ

اور کافر ہوا تو اس کو اللہ عذاب دے گا بڑا عذاب

الْاَكْبَرَ ﴿٢٤﴾ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿٢٦﴾

بیشک ہماری جانب ان کو لوٹ آنا ہے پھر ہمارے ہی ذمہ ان کا حساب لینا ہے۔

سُوْرَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

سورۂ فجر مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں تیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالْفَجْرِ ﴿١﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿٢﴾ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴿٣﴾ وَالَّيْلِ

قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی اور رات کی جبکہ روانہ ہونے لگے کیا

اِذَا يَسْرِ ﴿٤﴾ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ﴿٥﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ

ان چیزوں میں سے کوئی قسم (کہ کافی ہو) عقلمند کے لئے تو نے دیکھا نہیں کیا کیا تیرے پروردگار

فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿٦﴾ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ﴿٧﴾ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ

نے قوم عاد کے ساتھ جو ارم کے رہنے والے تھے جو بڑے بڑے ستونوں والے تھے اور

ف۱ یعنی ان چیزوں کو دیکھ کر قدرت الٰہیہ پر استدلال نہیں کرتے تاکہ اس کا بعث پر قادر ہونا سمجھ لیتے اور تخصیص ان چار چیزوں کی اس لئے ہے کہ عرب کے لوگ اکثر جنگلوں میں چلتے پھرتے رہتے تھے اس وقت ان کے سامنے اونٹ ہوتے تھے اور اوپر آسمان اور نیچے زمین اور اطراف میں پہاڑ اس لئے ان علامات میں غور کرنے کے لئے ارشاد فرمایا گیا اور جب یہ لوگ باوجود قیام دلائل کے غور نہیں کرتے۔

خلاصہ رکوع

ع ۱ / ۲۶ / ۱۳ — قیامت کی ہولناکی اور اہل جہنم کی حالت زار کو ذکر فرمایا گیا۔ اہل ایمان کو جنت اور اس کی نعمتوں کی بشارت دی گئی۔ اہل عرب کو دلائل قدرت ذکر کر کے فکر و نظر کی دعوت دی گئی۔ پیغمبرانہ ذمہ داری اور منکر کے حساب کو ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورۃ الغاشیہ

جو شخص اس کو خواب میں پڑھے گا اس کا مرتبہ بلند ہوگا اور اس کا علم پھیلے گا۔ (ابن سیرینؒ)

مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ﴿۸﴾ وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ

اس جیسی بستی پیدا نہیں ہوئی شہروں میں ف۱ اور نیز قوم ثمود کے ساتھ کیسا

بِالْوَادِ ﴿۹﴾ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ﴿۱۰﴾ الَّذِينَ طَغَوْا فِي

معاملہ کیا کہ جنہوں نے تراش ڈالا تھا پتھروں کی وادی القریٰ میں اور نیز فرعون میخوں والے کے

الْبِلَادِ ﴿۱۱﴾ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ﴿۱۲﴾ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ

ساتھ؟ یہ لوگ تھے جنہوں نے بڑا سر اٹھایا تھا شہروں میں۔ پھر کثرت سے ان میں فساد پھیلا تو

سَوْطَ عَذَابٍ ﴿۱۳﴾ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿۱۴﴾ فَأَمَّا الْإِنْسَانُ

پھٹکارا ان پر تیرے پروردگار نے عذاب کا کوڑا۔ بیشک تیرا پروردگار تاک میں لگا ہوا ہے۔ پس

إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي

آدمی (کا حال یہ ہے) کہ جب اس کو آزماتا ہے اس کا پروردگار پس اس کو عزت اور نعمت دیتا ہے

أَكْرَمَنِ ﴿۱۵﴾ وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ

تو وہ کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھ کو عزت دی اور جب اس کو آزماتا ہے پس اس پر تنگ کرتا

فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ ﴿۱۶﴾ كَلَّا بَلْ لَا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ﴿۱۷﴾

ہے اس کی روزی ف۲ تو کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے ذلیل کیا کوئی نہیں بلکہ تم عزت نہیں کرتے

وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿۱۸﴾ وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ

یتیم کی اور نہ ایک دوسرے کو ترغیب دیتے ہو محتاج کے کھانا کھلانے کی اور تم کھاتے ہو

أَكْلًا لَمًّا ﴿۱۹﴾ وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾ كَلَّا إِذَا دُكَّتِ

مُردوں کا مال سارا السمیٹ کر ف۳ اور عزیز رکھتے ہو مال کو جی بھر کر جب ٹکڑے ٹکڑے

ف۱ اس قوم کے دو لقب ہیں عاد اور ارم کیونکہ عاد بیٹا ہے عاص کا اور وہ ارم کا اور وہ سام بن نوح علیہ السلام کا پس کبھی ان کو عاد کہتے ہیں باپ کے نام پر اور کبھی ارم دادا کے نام پر اور اس ارم کا ایک بیٹا عابر ہے اور عابر کا بیٹا ثمود جس کے نام سے ایک قوم مشہور ہے پس عاد اور ثمود دونوں ارم میں جا ملتے ہیں عاد بواسطہ عاص کے اور ثمود بواسطہ عابر کے اور یہاں لفظ ارم اس لئے بڑھا دیا کہ اس قوم عاد میں دو طبقے ہیں متقدمین جن کو عاد اولیٰ کہتے ہیں اور متاخرین جن کو عاد ثانی کہتے ہیں اور ذات ارم بڑھا دینے سے اشارہ ہوگیا کہ عاد اولیٰ مراد ہے۔

ف۲ یعنی میں اس کا مقبول ہوں کہ مجھ کو ایسی ایسی نعمتیں دیں۔ جس سے مقصود اسکے صبر و رضا کا دیکھنا ہوتا ہے اور اسی وجہ سے اسکو آزمانے سے تعبیر فرمایا۔

ف۳ میراث بہ تفصیل موجود گو مکہ میں مشروع نہ تھی مگر نفس میراث شرع ابراہیمی و اسماعیلی سے متوارث چلی آتی تھی چنانچہ جاہلیت میں بچوں اور لڑکیوں کو میراث کا مستحق نہ جاننا اس کی دلیل ہے کہ میراث کا حکم پہلے سے بھی تھا۔

الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾

کردی جائے زمین کوٹ کراور رونق افروز ہو تیرا پروردگار اور فرشتے (آموجود ہوں) قطار قطار ؎۱

وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ

اور لائی جائے اس دن دوزخ اس روز آدمی سوچے گا اور اس وقت

وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِىْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِىْ ﴿۲۴﴾

اسے سوچنے سے کیا نفع؟ کہے گا کہ اے کاش میں کچھ آگے بھیجتا اپنی اس (دائمی) زندگی کے لئے

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ

تو اس دن نہ سزا دے گا اللہ کی سی کوئی۔ اور نہ جکڑے گا

اَحَدٌ ﴿۲۶﴾ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِىْٓ اِلٰى

اس جیسا کوئی اے نفس مطمئنہ لوٹ چل اپنے پروردگار کی طرف تو اس سے

رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ ﴿۲۹﴾

راضی اور وہ تجھ سے راضی پس داخل ہو میرے بندوں میں

وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ ﴿۳۰﴾

اور داخل ہو میری بہشت میں

سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ وَّهِىَ عِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورہ بلد مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں بیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

؎۱ ابن جریر اور ابن مبارک نے ضحاک کا قول نقل کیا ہے کہ قیامت کا دن ہوگا تو اللہ کے حکم سے دنیوی آسمان پھٹ جائے گا اور ملائکہ اس کے کناروں پر رہ جائیں گے پھر بحکم رب اتریں گے اور زمین کو اس کی موجودات سمیت گھیر لیں گے، پھر دوسرا، پھر تیسرا، پھر چوتھا، پھر پانچواں، پھر چھٹا، پھر ساتواں آسمان پھٹے گا اور ملائکہ (ترتیب وار) اتر کر صف بستہ ہوتے جائیں گے پھر سب سے اعلیٰ فرشتہ اترے گا جسکے بائیں طرف جہنم ہوگا جب زمین والے جہنم کو دیکھیں گے تو ادھر اُدھر بھاگیں گے۔ مگر زمین پر ہر طرف انکو ملائکہ کی سات قطاریں دکھائی دیں گی مجبوراً جہاں سے چلے تھے وہیں لوٹ آئیں گے۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع

معتبر قسموں کیساتھ بتایا گیا کہ قوم عاد جیسی سپر پاور قوم اور فرعون اور اس کے لشکر جب نافرمانی پر آئے تو عذاب سے نہ بچ سکے۔ انسانی امتحان، یتیم کا اکرام وراثت کا مال کھانے والوں کو تنبیہ اور روز محشر کی منظر کشی فرمائی گئی۔ مجرمین کی حالت زار اور نیک لوگوں کا اعزاز ذکر فرمایا گیا۔

ع ۱ / ۳ / ۱۵

تعبیر سورہ الفجر

جو شخص اس کو خواب میں پڑھے گا اس کو ہیبت و رونق کالباس ملے گا۔ (ابن سیرین)

خاصیت: آیت ۲۵ تا ۳۰ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۱﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۲﴾

میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ کی) اور تو آیا ہے اس شہر میں ف۱ اور قسم ہے

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۙ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ ؕ﴿۴﴾

باپ اور اس کی اولاد کی ہم نے پیدا کیا آدمی کو مشقت میں کیا اس کا

اَیَحْسَبُ اَنْ لَّنْ یَّقْدِرَ عَلَیْهِ اَحَدٌ ﴿۵﴾ یَقُوْلُ

یہ خیال ہے کہ اس پر کسی کا بس نہ چلے گا؟ کہتا ہے کہ

اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ؕ﴿۶﴾ اَیَحْسَبُ اَنْ لَّمْ یَرَهٗۤ

میں نے خرچ کر دیا مال ڈھیروں! کیا اس کا یہ خیال ہے کہ

اَحَدٌ ؕ﴿۷﴾ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِ ۙ﴿۸﴾ وَلِسَانًا وَّشَفَتَیْنِ ۙ﴿۹﴾

اسے کسی نے دیکھا نہیں؟ کیا ہم نے اس کو نہیں دیں دو آنکھیں اور زبان

وَهَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ ۚ﴿۱۰﴾ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۖ﴿۱۱﴾ وَمَآ

اور دو ہونٹ اور اس کو دکھا دیئے دونوں رستے تو اس سے نہ ہو سکا

اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿۱۲﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ۙ﴿۱۳﴾ اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ

کہ داخل نہ ہوتا گھاٹی میں اور تو کیا سمجھا کہ گھاٹی ہے کیا؟ چھڑانا گردن کا یا کھانا

یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ ۙ﴿۱۴﴾ یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۙ﴿۱۵﴾ اَوْ مِسْكِیْنًا

کھلانا بھوک کے دن یتیم رشتہ دار کو یا محتاج خاک

ذَا مَتْرَبَةٍ ؕ﴿۱۶﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا

افتادہ کو بعد ازاں ہوتا ان لوگوں میں جو ایمان لائے

ف۱ حضور ﷺ کا امتیاز: شہر مکہ میں ہر شخص کو لڑائی کی ممانعت ہے مگر آنحضرت ﷺ کے لیے صرف فتح مکہ کے دن یہ ممانعت نہیں رہی جو کوئی آپ ﷺ سے لڑا اس کو مارا اور بعض سنگین مجرموں کو خاص کعبہ کی دیوار کے پاس قتل کیا گیا پھر اس دن کے بعد سے وہی ممانعت قیامت تک کے لیے قائم ہو گئی چونکہ اس آیت میں مکہ کی قسم کھا کر ان شدائد اور سختیوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے جن میں سے انسان کو گزرنا پڑتا ہے اور اس وقت دنیا کا بزرگ ترین انسان اسی شہر مکہ میں دشمنوں کی طرف سے زہرہ گداز سختیاں جھیل رہا تھا اس لیے درمیان میں بطور جملہ معترضہ "وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ" فرما کر تسلی کر دی کہ اگرچہ آج آپ کا احترام اس شہر کے جاہلوں میں نہیں ہے لیکن ایک وقت آیا چاہتا ہے جب آپ کا اسی شہر میں فاتحانہ داخلہ ہو گا اور اس مقدس مقام کی ابدی تطہیر و تقدیس کے لیے مجرموں کو سزا دینے کی بھی آپ کو اجازت ہو گی۔ یہ پیشین گوئی سنہ ۸ھ میں خدا کے فضل پوری ہوئی۔ (تنبیہ) بعض نے "وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ" کے معنی "وَاَنْتَ نَازِلٌ" کے لیے ہیں یعنی میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں بحالیکہ آپ اس شہر میں پیدا کیے گئے ہیں اور قیام پذیر ہوئے۔ (تفسیر عثمانی)

خاصیت: آیت ۱، ۲ پارہ کے آخر میں دیکھیں۔

بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿۱۷﴾ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ

اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں شفقت کرنے کی ۱؎ یہی لوگ بڑے

الْمَيْمَنَةِ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ أَصْحٰبُ

صاحب نصیب ہیں۔ اور جن لوگوں نے انکار کیا ہماری آیتوں کا وہی

الْمَشْئَمَةِ ﴿۱۹﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾

شامت والے ہیں۔ انہیں پر آگ بند کردی جائے گی

سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورہ شمس مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پندرہ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ﴿۱﴾ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلٰىهَا ﴿۲﴾ وَالنَّهَارِ إِذَا

قسم ہے آفتاب کی اور اس کی دھوپ کی۔ اور قسم ہے چاند کی جب کہ وہ آفتاب کے پیچھے آئے اور دن کی قسم جب کہ

جَلّٰىهَا ﴿۳﴾ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰىهَا ﴿۴﴾ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ﴿۵﴾

وہ آفتاب کو نمایاں کرے اور رات کی قسم جب کہ وہ آفتاب کو چھپالے۔ اور آسماں کی اور اس ذات کی قسم جس نے

وَالْأَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ﴿۶﴾ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ﴿۷﴾ فَأَلْهَمَهَا

اس کو بنایا۔ اور زمین کی اور اس ذات کی قسم جس نے اس کو بچھایا اور نفس کی اور اس ذات کی قسم جس نے اس کو درست

فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ﴿۸﴾ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ﴿۹﴾ وَقَدْ

بنایا پھر اس کو سمجھا دی اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری ۲؎ بیشک وہ مراد کو پہنچا جس نے نفس کو سنوارا اور گھاٹے

۱؎ ایمان تو سب سے مقدم ہے پھر ایمان پر جمنے کا حکم کرنا اور کاموں سے افضل ہے پھر ظلم اور ضرر رسانی کا چھوڑنا باقی کاموں سے اہم ہے پھر ان اعمال کا رتبہ ہے جو ان سے پہلے بیان ہوئے ہیں پس یہ لفظ ثم تفخیم رتبہ کیلئے ہے مطلب یہ کہ تمام اصول اور فروع میں اطاعت کرنا چاہئے بھی آگے اہل ایمان کی جزا کا بیان ہے۔

خلاصہ رکوع

ع ۱ ۲۰ ۱۵

انسانی زندگی کی مشکلات اور نعمتوں میں سے آنکھ اور زبان کو ذکر فرمایا گیا۔ صبر و رحم کی تلقین اور بدنصیب لوگوں کو جہنم سے ڈرایا گیا۔

تعبیر سورۃ البلد

جو شخص خواب میں پڑھے گا اس کو کھانا کھلانے اور یتیموں کی خاطر داری کرنے کی توفیق ملے گی اور ضعیفوں پر رحم کرنے کا خیال ہوگا۔ (ابن سیرین)

۲؎ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں۔

حضرت ابو ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ آیت تلاوت فرماتے تو بلند آواز سے یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ نَفْسِيْ تَقْوٰهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا یعنی یا اللہ میرے نفس کو تقوی کی توفیق عطا فرما آپ ہی میرے نفس کے ولی اور مربی ہیں۔ (معارف مفتی اعظم)

مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رات کو ایک مرتبہ میری آنکھ کھلی میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر نہیں اندھیرے کی وجہ سے گھر میں اپنے ہاتھوں سے ٹٹولنے لگی تو میرے ہاتھ آپ پر پڑے آپ اس وقت سجدے میں تھے اور یہ دعا پڑھ رہے تھے۔

رَبِّ اَعْطِ نَفْسِيْ تَقْوٰهَا

خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ﴿١٠﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ﴿١١﴾ اِذِ

میں رہا جس نے اس کو خاک میں ملایا۔ثمود نے جھٹلایا اپنی شرارت کے باعث جب کہ

انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ﴿١٢﴾ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ

اٹھ کھڑا ہوا ان میں کا بدبخت شخص۔تو کہا ان سے اللہ کے پیغمبر نے کہ خبردار (ہاتھ نہ لگانا) اللہ کی

وَسُقْيٰهَا ﴿١٣﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۙ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ

اونٹنی کو اور اس کا پانی (بند نہ کرنا) تو انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا پس اونٹنی کو مار ڈالا

رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ﴿١٤﴾ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿١٥﴾

تو ہلاکت نازل کی ان پر ان کے پروردگار نے

سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اِحْدٰى وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۃ الیل مکہ میں نازل ہوئی ﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾ اور اس میں اکیس آیتیں ہیں

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ﴿١﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ﴿٢﴾ وَمَا خَلَقَ

رات کی قسم جب کہ چھا جائے اور دن کی قسم جب کہ وہ روشن ہو اور اس ذات کی قسم جس نے پیدا

الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ﴿٣﴾ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ﴿٤﴾ فَاَمَّا

کیا نر اور مادہ کو کہ بیشک تم لوگوں کی کوشش مختلف طور کی ہے۔تو جس نے (راہ خدا میں) دیا اور

مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ﴿٥﴾ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ﴿٦﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ

پرہیزگاری اختیار کی اور سچ سمجھا۔اچھی بات (مذہب اسلام کو)۔تو ہم اس کے لئے آسان کر دیں

لِلْيُسْرٰى ﴿٧﴾ وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ﴿٨﴾ وَكَذَّبَ

گے آسانی کا گھر (یعنی جنت) اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ رہا اور جھوٹ جانا

وَزَکِّهَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰهَا اَنْتَ وَلِیُّهَا وَمَوْلَاهَا یہ حدیث صرف مسند احمد میں ہی ہے۔

مسلم شریف اور مسند احمد کی ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول کریم ﷺ یہ دعا مانگتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَ الْکَسَلِ وَ الْهَرَمِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰهَا وَزَکِّهَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰهَا اَنْتَ وَلِیُّهَا وَ مَوْلَاهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ وَدَعْوَةٍ لَا یُسْتَجَابُ لَهَا۔

خلاصہ رکوع

ع ۱ ۱۵ ۱۶

سورج چاند دن رات اور زمین و آسمان کی قسموں کے بعد انسانی فطرت بنائی گئی کہ اس میں خیر و شر کا مادہ رکھا گیا۔اصحاب تزکیہ کیلئے فلاح اور ناکام نفس کیلئے رسوائی اور اس کی ایک مثال قوم ثمود کی فرمائی گئی۔

یا اللہ میں عاجز اور بے چارہ ہو جانے سے سستی سے اور ہار جانے سے بڑھاپے سے نامردی سے اور بخیلی سے اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔اے اللہ میرے دل کو اس کا تقوی عطاء فرما۔اور اسے پاک کر دے تو ہی اسے بہتر پاک کرنیوالا ہے تو ہی اسکا والی اور مولی ہے اے اللہ مجھے ایسے دل سے بچا جس میں تیرا ڈر نہ ہو۔اور ایسے نفس سے بچا جو آسودہ نہ ہو۔اور ایسے علم سے بچا جو نفع نہ دے اور ایسی دعا سے بچا جو قبول نہ کی جائے۔(تفسیر ابن کثیر)

تعبیر سورۃ الشمس

جس شخص نے اسکو خواب میں پڑھا اللہ تعالیٰ اسکو عمدہ سمجھ عطا فرمائیگا۔(ابن سیرین)

بِالْحُسْنٰى ۝٩ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝١٠ وَمَا يُغْنِيْ

اچھی بات کو تو ہم اس کو آہستہ آہستہ پہنچائیں گے سختی کے گھر میں اور اس کے کچھ کام نہ آئے گا اس

عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ۝١١ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝١٢

کا مال جب کہ وہ گڑھے میں گرے گا۔ ہمارا ذمہ ہے راہ دکھا دینا

وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ۝١٣ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا

اور ہمارے ہی ہاتھ میں ہے آخرت اور دنیا۔ تو میں نے تم کو ڈرا دیا ہے ایک بھڑکتی ہوئی آگ

تَلَظّٰى ۝١٤ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ۝١٥ الَّذِيْ كَذَّبَ

سے کہ اس میں وہی بد بخت داخل ہو گا جس نے جھٹلایا اور روگردانی کی

وَتَوَلّٰى ۝١٦ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝١٧ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ

اور اس سے ایک طرف کر لیا جائے گا پرہیزگار ف۱ جو اپنا مال دیتا ہے تاکہ

يَتَزَكّٰى ۝١٨ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ۝١٩

پاک نفس بنے اور اس شخص پر کسی کا کوئی احسان نہیں کہ جس کا بدلہ اتارا جائے۔

اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۝٢٠ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۝٢١

لیکن (وہ دیتا ہے) اپنے پروردگار عالیشان کی رضا جوئی کو۔ اور بہت جلد راضی ہو گا

سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً

سورہ ضحیٰ مکہ میں نازل ہوئی ﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾ اور اس میں گیارہ آیتیں ہیں

وَالضُّحٰى ۝١ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝٢ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا

قسم ہے چاشت کے وقت کی۔ اور قسم ہے رات کی جب سب چیز کو ڈھانک لے کہ نہ تجھے چھوڑا تیرے پروردگار نے

ف۱ شان صدیق اکبر:
الفاظ آیت کے تو عام ہیں جو شخص بھی ایمان کے ساتھ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتا ہے اس کے لئے یہ بشارت ہے لیکن شان نزول کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مراد اس لفظ اتقیٰ سے حضرت صدیق اکبرؓ ہیں۔ ابن ابی حاتم نے عروۃ سے نقل کیا ہے کہ سات مسلمان ایسے تھے جن کو کفار مکہ نے اپنا غلام بنایا ہوا تھا جب وہ مسلمان ہو گئے تو ان کو طرح طرح کی ایذائیں دیتے تھے حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنا بڑا مال خرچ کر کے ان کو کفار سے خرید کر آزاد کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔
(مظہری) (معارف مفتی اعظم)

خلاصہ رکوع

ع ۱ ۱۷ انسانی گروہ میں سے نیک اعمال و اولاد اور برے اعمال کرنے والوں کا تذکرہ فرمایا گیا۔ دوزخ کا نظارہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت کو ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورۃ اللیل

جس شخص نے اس کو خواب میں پڑھا اس کی عزت کا پردہ چاک ہونے سے محفوظ رہے گا۔ (ابن سیرین)

قَلٰى ۝٣ وَ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝٤ وَلَسَوْفَ

اور نہ بیزار ہوا اور البتہ آخرت کہیں بہتر ہے تیرے لئے دنیا سے۔ ف۱ اور آگے

يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝٥ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝٦

چل کر تجھ کو اتنا کچھ دے گا تیرا پروردگار کہ تو راضی ہو جائے گا۔ کیا اس نے

وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝٧ وَ وَجَدَكَ عَآئِلًا

تجھے یتیم نہیں پایا پھر جگہ دی اور تجھے پایا بھٹکتا تو رستہ دکھا دیا اور تجھے

فَاَغْنٰى ۝٨ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝٩ وَ اَمَّا السَّآئِلَ

مفلس پایا تو اس نے تونگر بنا دیا تو یتیم پر ظلم نہ کرنا اور سائل کو جھڑکنا نہیں۔

فَلَا تَنْهَرْ ۝١٠ وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝١١ ع

اور اپنے پروردگار کے احسان کا بیان کرتا رہ!

سُوْرَةُ الْاِنْشِرَاحِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانِ اٰيَاتٍ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝١ وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝٢

کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا اور اتار دیا تیرے اوپر سے تیرا بوجھ

الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝٣ وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝٤

جس نے تیری کمر توڑ رکھی تھی اور بلند کیا تیرا ذکر ف۲ سو بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٥ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٦

بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ تو جب تو فارغ ہو۔

ف۱ میں کہاں؟ دنیا کہاں؟

مسند احمد میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ بوریئے پر سوئے جسم مبارک پر بوریئے کے نشان پڑ گئے۔ جب بیدار ہوئے تو میں آپ ﷺ کی کروٹ پر ہاتھ پھیرنے لگا اور کہا حضور ﷺ ہمیں کیوں اجازت نہیں دیتے کہ اس بوریئے پر کچھ بچھا دیا جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا واسطہ؟ میں کہاں دنیا کہاں؟ میری اور دنیا کی مثال تو اس راہرو سوار کی طرح ہے جو کسی درخت تلے ذرا سی دیر ٹھہر جائے پھر اسے چھوڑ کر چل دے۔ یہ حدیث ترمذی میں بھی ہے اور حسن ہے۔ (تفسیر مظہری)

خلاصہ رکوع ع ۱ ۱۱ ۱۸

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دینوی واخروی انعامات الٰہیہ کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۲ رفعت ذکر:

یعنی پیغمبروں اور فرشتوں میں آپ کا نام بلند ہے۔ دنیا میں تمام سمجھ دار انسان نہایت عزت و وقعت سے آپ کا ذکر کرتے ہیں اذان، اقامت، خطبہ، کلمہ طیبہ اور التحیات وغیرہ میں اللہ کے نام کے بعد آپ ﷺ کا نام لیا جاتا ہے اور خدا نے جہاں بندوں کو اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے وہیں ساتھ کے ساتھ آپ کی فرمانبرداری کی تاکید کی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝۷ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝۸ ع

پس (عبادت خدا میں) محنت اٹھا اور اپنے پروردگار کی طرف دل لگا!

سُوْرَةُ التِّيْنِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانِيْ اٰيَاتٍ

سورہ تین مکہ میں نازل ہوئی ﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾ اور اس میں آٹھ آیتیں ہیں

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝۱ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝۲ وَهٰذَا الْبَلَدِ

قسم ہے انجیر اور زیتون اور طور سینین (پہاڑ) ف۱ اور اس شہر (مکہ) امن والے کی ف۲

الْاَمِيْنِ ۝۳ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝۴

ہم نے پیدا کیا آدمی کو بہتر سے بہتر صورت میں

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝۵ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

پھر اس کو پھینک دیا نیچوں سے نیچے مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک

الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۶ فَمَا يُكَذِّبُكَ

اعمال کئے تو ان کے لئے بے انتہا اجر ہے۔ تو (اے آدمی) ان سب باتوں کے بعد تجھے کیا چیز خدا کے

بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝۷ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝۸ ع

جھٹلانے پر آمادہ کرتی ہے کیا اللہ تمام حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے۔

سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورہ علق مکہ میں نازل ہوئی ﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾ اور اس میں انیس آیتیں ہیں

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝۱ خَلَقَ الْاِنْسَانَ

پڑھ اپنے پروردگار کے نام (کی برکت) سے جس نے پیدا کیا۔ پیدا کیا آدمی کو

خلاصہ رکوع

۱ ع ۸ ۱۹ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت شان اور تنگی کے بعد آسانی کا اصول ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورۃ الانشراح

جو شخص اس سورۃ کو خواب میں پڑھے گا اس کے سینے کو احکام اسلام کے سمجھنے کیلئے منشرح فرمادے گا اور اسکے سب معاملات آسان ہو جائیں گے۔ (ابن سیرین)

ف۱ مسئلہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ والتین پڑھے اور اس آیت پر پہنچے۔

"الیس اللہ باحکم الحکمین"

تو اس کو چاہئے کہ یہ کلمہ کہے۔

"بلی وانا علی ذلک من الشھدین"

اسلئے حضرات فقہاء نے فرمایا کہ یہ کلمہ پڑھنا مستحب ہے۔ (معارف القرآن)

خلاصہ رکوع

چار قسموں کے بعد انسانی حسن صورت کے ساتھ مومنین صالحین کی فلاح کو ذکر فرمایا گیا۔

ف۲ حسن انسانی کا ایک عجیب واقعہ

۱ ع ۲۰ قرطبی نے اس جگہ نقل کیا ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ ہاشمی جو خلیفہ ابو جعفر منصور کے دربار کے مخصوص لوگوں میں سے تھے۔ اور اپنی بیوی سے بہت محبت رکھتے تھے۔ ایک روز چاندنی رات میں بیوی کیساتھ بیٹھے ہوئے بول اٹھے۔ انت طالق ثلاثا ان لم تکونی احسن من القمر یعنی تم پر تین طلاق ہیں اگر تم چاند سے زیادہ حسین نہ ہو، یہ کہتے ہی بیوی اٹھ کر پردہ میں چلی گئی کہ آپ نے مجھے طلاق دیدی۔ بات ہنسی دل لگی کی تھی۔ مگر طلاق کا یہی حکم ہے کہ کسی طرح بھی طلاق کا صریح لفظ بیوی کو کہہ دیا جائے تو طلاق ہو جاتی ہے خواہ ہنسی دل لگی میں ہی کہا جائے عیسیٰ بن موسیٰ نے رات

مِنْ عَلَقٍ ۚ ② اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ ③ الَّذِىْ عَلَّمَ

جمے ہوئے خون سے۔ پڑھ اور تیرا پروردگار بڑا کریم ہے۔ جس نے علم

بِالْقَلَمِ ۙ ④ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ؕ ⑤ كَلَّاۤ اِنَّ

سکھایا قلم کے ذریعے سے سکھایا آدمی کو جو وہ جانتا نہ تھا حقا بیشک

الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰۤى ۙ ⑥ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ؕ ⑦ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ

انسان سرکشی کرتا ہے اس لئے کہ دیکھتا ہے اپنے آپ کو تونگر بیشک تیرے پروردگار کی

الرُّجْعٰى ؕ ⑧ اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يَنْهٰى ۙ ⑨ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ؕ ⑩

طرف لوٹنا ہے تو نے اس شخص کو دیکھا کہ جو منع کرتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔

اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰۤى ۙ ⑪ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ؕ ⑫

بھلا دیکھ تو سہی اگر یہ شخص ہدایت پر ہوتا یا پرہیزگاری سکھاتا بھلا دیکھ تو سہی

اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ؕ ⑬ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ

اگر اس نے جھٹلایا اور روگردانی کی یہ نہ جانا کہ اللہ دیکھتا ہے

يَرٰى ؕ ⑭ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ۬ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۙ ⑮

نہیں نہیں اگر باز نہ آئے گا تو ہم ضرور گھسیٹیں گے چوٹی پکڑ کر۔

نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۚ ⑯ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۙ ⑰ سَنَدْعُ

کیسی چوٹی؟ جھوٹی خطا کار اب بلائے اپنی مجلس کو ہم بھی بلائے لیتے ہیں

الزَّبَانِيَةَ ۙ ⑱ كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩ ⑲ السجدة

زبانیہ کو نہیں نہیں اس کا کہا نہ مان اور سجدہ کر اور قرب (خدا) طلب کر۔ وا

بڑی بے چینی اور رنج وغم سے گذاری اور صبح کو خلیفہ وقت ابوجعفر منصور کے پاس حاضر ہوئے اور اپنا قصہ سنایا اور اپنی پریشانی کا اظہار کیا منصور نے شہر کے فقہاء اہل فتوی کو جمع کر کے سوال کیا سب نے ایک ہی جواب دیا کہ طلاق ہوگئی کیونکہ چاند سے زیادہ حسین ہونیکا کسی انسان کا امکان نہیں ۔مگر ایک عالم جو امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ خاموش بیٹھے رہے۔ منصور نے پوچھا کہ آپ کیوں خاموش ہیں تب یہ بولے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر سورہ تین کی تلاوت کی اور فرمایا کہ امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کا احسن تقویم میں ہونا بیان فرمادیا ہے کوئی شے اس سے زیادہ حسین نہیں یہ سن کر سب علماء وفقہاء حیرت میں رہ گئے۔ کوئی مخالفت نہیں کی اور منصور نے حکم دیدیا کہ طلاق نہیں ہوئی۔ (معارف مفتی اعظم)

وا نفل نماز کے سجدہ میں دُعا کرنا

مسئلہ: نفل نمازوں کے سجدہ میں دعا کرنا ثابت ہے بعض روایات حدیث میں اس دعا کے خاص الفاظ بھی آئے ہیں وہ الفاظ ماثورہ پڑھے جائیں تو بہتر ہے فرائض میں اس طرح کی دعائیں ثابت نہیں کیونکہ فرائض میں اختصار مطلوب ہے۔

مسئلہ: اس آیت کو پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ تلاوت واجب ہے صحیح مسلم میں بروایت حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت پر سجدہ تلاوت کرنا ثابت ہے۔ (معارف القرآن)

تعبیر سورہ العلق

جس نے اس کو خواب میں پڑھا اس کی عمر طویل ہوگی اور اس کا مرتبہ بلند ہوگا۔ (ابن سیرین)

خلاصہ رکوع

سب سے پہلی وحی کا ذکر فرمایا گیا اور ابوجہل کی گستاخیوں کی مذمت فرمائی گئی۔

سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ ۙ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ هِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

سورہ قدر مکہ میں نازل ہوئی اور ﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾ اس میں پانچ آیتیں ہیں

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝١ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ

ہم نے (قرآن) نازل فرمایا شب قدر میں اور تو کیا سمجھا کہ شب قدر کیا ہے؟ شب

الْقَدْرِ ۝٢ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝٣ تَنَزَّلُ

قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے اترتے ہیں فرشتے اور روح

الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝٤

اس رات میں اپنے پروردگار کے حکم سے ہر کام کے (سر انجام دینے کو)

سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝٥

وہ سلامتی کی رات ہے ف۱ طلوع فجر تک۔

سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ ۙ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَهِيَ ثَمَانِيْ اٰيَاتٍ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

نہ تھے وہ لوگ جو منکر ہوئے اہل کتاب

وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝١

اور مشرکین میں سے کہ باز آتے یہاں تک کہ ان کے پاس آئے دلیل

رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝٢ فِيْهَا

روشن (یعنی) ف۲ رسول اللہ کی طرف سے کہ پڑھتا ہو پاک صحیفے جس میں درست احکام

ف۱ جیسا حدیث بیہقی میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ شب قدر میں جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے ایک گروہ میں آتے ہیں اور جس شخص کو قیام وقعود اور ذکر میں مشغول دیکھتے ہیں اس کیلئے دعاء رحمت کرتے ہیں اور خازن نے ابن الجوزی سے اسی روایت میں یسلمون بڑھایا ہے یعنی سلامتی کی دعاء کرتے ہیں اسی کو قرآن میں سلام فرمایا ہے اور امر خیر سے مراد یہی ہے نیز بعض روایات سے اس میں توبہ کا قبول ہونا آسمانوں کے دروازے کھلنا اور ہر مومن پر فرشتوں کا سلام کرنا آیا ہے کذا فی الدر اور ان کاموں کا فرشتوں کے ذریعہ سے ہونا اور سلامتی کا سبب ہونا ظاہر ہے۔

مع ١٨ ع ١ ٥ ٢٢

خلاصہ رکوع

لیلۃ القدر کی فضیلت کو ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورہ القدر

جو شخص اس کو خواب میں پڑھے گا وہ بھلائی پائے گا اور اس کا حال اچھا رہے گا۔ (ابن سیرین)

ف۲ سورۂ بیّنہ کی تلاوت کا انعام

بیشک اللہ رب العزت جب کسی بندے سے سورۂ بینہ کی تلاوت سنتے ہیں تو فرماتے ہیں میرے بندے خوش ہو جا، قسم ہے مجھے میری عزت کی میں تجھے دنیا اور آخرت کے حالات میں سے کسی حال میں بھی نہیں بھولوں گا اور تجھے جنت میں ایسا خاطر خواہ ٹھکانہ دوں گا کہ تو خوش ہو جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝٣ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ إِلَّا

لکھے ہوئے ہوں ف۱ اور یہ لوگ جو متفرق ہوئے جن کو کتاب دی گئی تھی

مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝٤ وَمَآ أُمِرُوٓا إِلَّا

تو اس کے بعد ہی متفرق ہوئے کہ ان کے پاس آچکی دلیل ظاہر۔ اور ان کو

لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۥ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُوا

یہی حکم دیا گیا کہ اللہ کی عبادت کریں خالص بنا کر اسی کے لئے عبادت کو دین ابراہیم کے پیرو بن

الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ۝٥ إِنَّ

کر اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور یہی دین ٹھیک دین ہے بیشک

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي

جو لوگ منکر ہوئے اہل کتاب اور مشرکین میں سے (وہ)

نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِينَ فِيهَا ۚ أُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝٦ إِنَّ

دوزخ کی آگ میں ہوں گے ہمیشہ وہیں رہیں گے یہی لوگ بدترین خلائق ہیں۔ بیشک

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ أُولٰٓئِكَ هُمْ

جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے وہی لوگ بہترین خلائق ہیں ف۲

خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝٧ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ

ان کی جزا ان کے پروردگار کے ہاں رہنے کے باغ ہیں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۖ رَضِيَ

نہریں وہ ہمیشہ وہیں رہیں گے اللہ ان سے راضی

ف۱ مراد قرآن ہے مطلب یہ ہے کہ ان کفار کا کفر ایسا شدید تھا اور ایسے جہل میں مبتلا تھے کہ بدوں رسول عظیم اور وحی عظیم کے ان کے راہ پر آنے کی کوئی توقع نہ تھی اس لئے اللہ پاک نے آپ کو قرآن دے کر مبعوث فرمایا۔

ف۲ بہتر شخص اور بہترین مخلوق: مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے بہتر شخص کون ہے۔ لوگوں نے کہا ضرور فرمایا کہ وہ شخص جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے کہ کب جہاد کی آواز اٹھے اور کب میں کود کر اس کی پیٹھ پر سوار ہو جاؤں اور کڑکڑاتا ہوا دشمن کی فوج میں گھسوں اور داد شجاعت دوں، لو میں تمہیں ایک اور بہترین مخلوق کی خبر دوں۔ وہ شخص جو اپنی بکریوں کے ریوڑ میں ہے نہ نماز چھوڑتا ہے نہ زکوٰۃ سے جی چراتا ہے آؤ اب میں تمہیں بدترین مخلوق بتاؤں۔ وہ شخص جو خدا کے نام سے سوال کرے اور پھر نہ دیا جائے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝٨ ع

اور وہ اللہ سے راضی یہ اس کے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے۔

سُوْرَةُ الزِّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانِيْ اٰيَاتٍ

سورہ زلزلت مکہ میں نازل ہوئی ﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾ اور اس میں آٹھ آیتیں ہیں

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝١ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ

جس وقت زمین ہلا دی جائے اپنے بھونچال سے۔ ول اور نکال باہر کرے زمین

اَثْقَالَهَا ۝٢ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝٣ يَوْمَىِٕذٍ تُحَدِّثُ

اپنے بوجھ اور بول اٹھے انسان کہ اس زمین کو کیا ہو گیا؟ اس دن وہ

اَخْبَارَهَا ۝٤ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝٥ يَوْمَىِٕذٍ يَّصْدُرُ

بیان کر دے گی اپنی تمام خبریں اس لئے کہ تیرے پروردگار نے

النَّاسُ اَشْتَاتًا ڏ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝٦ فَمَنْ يَّعْمَلْ

اس کو حکم دیا اس دن آدمی لوٹیں گے مختلف حالتوں پر تاکہ ان کو دکھائے

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝٧ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ

جائیں ان کے اعمال تو جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس نیکی کو دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ

ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝٨ ع

برابر برائی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

سُوْرَةُ الْعٰدِيٰتِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

ع ١ ٢٣

خلاصہ رکوع

بعثت سے قبل کفر و شرک کا غلبہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، شان ذکر کر کے اہل ایمان کی نجات اور منکرین کی سزا کو ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورۃ البینہ

جس نے اس کو خواب میں پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے کافروں کے قدم ہلا دے گا۔ (ابن سیرینؒ)

ول صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری رض کی روایت آئی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ آدم علیہ السلام سے فرمائے گا۔ اٹھ اور اپنی نسل میں دوزخ کا حصہ بھیج۔ آدم عرض کریں گے پروردگار دوزخ کا کیا حصہ؟ اللہ فرمائے گا۔ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے ایک باقی رہے گا۔ اس کلام کو سن کر بچے بوڑھے ہوں جائیں گے اور ہر حمل والی کا حمل ساقط ہو جائے اور تم کو لوگ نشے میں (لڑکھڑاتے ہوئے) دکھائی دیں گے۔ حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے۔ بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔ یہ حدیث صحابہ پر شاق گذری اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ (محفوظ رہنے والا) ایک (فی ہزار) در ہم سے کون ہوگا فرمایا یاجوج ماجوج میں سے ہزار ہوں گے اور تم میں سے ایک ، دیگر اقوام میں تم ایسے ہو جیسے سفید بیل (کی کھال) پر ایک سیاہ بال یا سیاہ بیل کی کھال پر سفید بال۔

ع ١ ٨ ٢٤

خلاصہ رکوع

قیام قیامت بعث بعد الموت اور حساب کتاب کو ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورۃ الزلزال

جس نے اسکو خواب میں پڑھا اللہ تعالیٰ اسکے ذریعے کافروں کے قدم ہلا دے گا۔ (ابن سیرین)

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ﴿۱﴾ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ﴿۲﴾ فَالْمُغِيْرٰتِ

قسم ان گھوڑوں کی جو دوڑتے ہانپ اٹھتے ہیں (پھر پتھروں پر اپنی ٹاپوں کے مارنے سے) آگ نکالتے ہیں ف۱

صُبْحًا ﴿۳﴾ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ﴿۴﴾ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ﴿۵﴾

پھر چھاپہ جا مارتے ہیں صبح کے وقت پھر اس وقت غبار اٹھاتے ہیں۔ پھر جا گھستے ہیں اس وقت فوج میں

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ﴿۶﴾ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ﴿۷﴾

بے شک آدمی اپنے پروردگار کا ناشکر گزار ہے۔ اور وہ خود بھی اس بات پر مطلع ہے۔

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ﴿۸﴾ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا

اور آدمی مال کی محبت میں البتہ سخت ہے۔ تو کیا اسے معلوم نہیں کہ جب اٹھائے جائیں گے

فِي الْقُبُوْرِ ﴿۹﴾ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ﴿۱۰﴾ اِنَّ رَبَّهُمْ

جو قبروں میں ہیں۔ اور ظاہر کر دیا جائے گا جو کچھ سینوں میں ہے بیشک ان کا پروردگار

بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾

ان کے حال سے اس دن باخبر ہے

سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَلْقَارِعَةُ ﴿۱﴾ مَا الْقَارِعَةُ ﴿۲﴾ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ﴿۳﴾

کھڑکھڑا ڈالنے والی۔ کھڑکھڑا ڈالنے والی ہے کیا؟ اور تو کیا سمجھا کہ کھڑکھڑا ڈالنے والی کیا ہے؟ (قیامت ہے

يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ﴿۴﴾ وَتَكُوْنُ

جو قائم ہوگی) جس دن آدمی ہو جائیں گے جیسے پروانے بکھرے ہوئے۔ اور ہو جائیں گے پہاڑ جیسے

ف۱ شان نزول:

بزاز دار قطنی حاکم اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ سواروں کو (کہیں) بھیجا اور مہینہ بھر ان کی کوئی خبر رسول اللہ ﷺ کے پاس نہیں آئی تو مندرجہ آیات کا نزول ہوا۔ یعنی ہانپتے ہوئے دوڑنے کے وقت گھوڑے کی سانس کی آواز کو ضبح کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جانوروں میں سوائے گھوڑے، کتے اور لومڑی کے ہانپنے کی آواز کسی اور جانور کی نہیں ہوتی اور یہ بھی اس وقت ہوتی ہے جب تھکنے کی وجہ سے انکا حال بگڑتا ہے۔

خلاصہ رکوع

ع ۱ ۱۱ ۲۵

قیام قیامت، بعث بعد الموت اور حساب کتاب کو ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورۃ العادیات

جو شخص اس کو خواب میں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو اچھے گھوڑے عطا فرمائیگا جس سے وہ فائدہ اٹھائے گا۔ (ابن سیرینؒ)

الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝٥ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ

رنگی ہوئی اون دھنی ہوئی۔ تو جس کے (اعمال نیک کے) پلے بھاری

مَوَازِيْنُهٗ ۝٦ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝٧ وَاَمَّا

ہوں گے تو وہ شخص پسندیدہ زندگانی میں ہو گا۱ اور جس کے

مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝٨ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝٩ وَمَآ

پلے ہلکے ہوں گے تو اس کا ٹھکانا ہاویہ ہے!اور تو کیا سمجھا

اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝١٠ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝١١ ع

کہ ہاویہ کیا ہے؟ آگ ہے دہکتی ہوئی!

سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانِيْ اٰيَاتٍ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝١ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝٢ كَلَّا سَوْفَ

(لوگو) تم کو غفلت میں رکھا بہتایت کی حرص نے۔ یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں ۲ نہیں نہیں

تَعْلَمُوْنَ ۝٣ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝٤ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ

آگے چل کر تم کو معلوم ہوگا۔ پھر (ہم کہتے ہیں) نہیں نہیں' آگے چل کر معلوم ہو جائے گا!نہیں نہیں

عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝٥ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝٦ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ

اگر تم (واقعی امر) جانو یقین کا جاننا (تو غافل نہ رہو) تم ضرور دوزخ دیکھ

الْيَقِيْنِ ۝٧ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝٨ ع

لو گے پھر ضرور تم اس کو دیکھو گے یقین کی آنکھ سے پھر تم سے باز پرس ہوگی اس دن نعمتوں کی

---

۱ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ میزان عدل کی زبان (قبضہ) بھی ہوگی اور دو پلڑے بھی (جیسے عموماً ترازو کے ہوتے ہیں) ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے اور ابن مبارک نے زہد میں اور ابوالشیخ نے تفسیر میں نیز آجری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے کہ اللہ نے میزان کے دو پلڑے آسمان و زمین کی طرح پیدا کئے ہیں ہر شخص کی ترازو جدا جدا ہونا لازم ہے۔ (تفسیر مظہری)

ع ۱ ۱۱ ۲۶ **خلاصہ رکوع**

اعمال کے وزن کے سلسلہ میں جنت و دوزخ کو ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورۃ القارعہ

جس نے اس کی تلاوت کی اس کو اللہ تعالیٰ عبادت و تقویٰ سے عزت کرے گا۔ (ابن سیرین)

۲ شان نزول:

قتادہ نے کہا یہودی اپنی کثرت پر فخر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم فلاں قبیلہ سے زیادہ ہیں اس شیخی بازی نے ان کو (اعتراف حق اور طاعت سے) مرتے وقت تک باز رکھا۔ انہی کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔

تعبیر سورۃ التکاثر

خواب میں تلاوت کرنیوالا مال کو جمع کرنا چھوڑ دیگا اور زاہد ہو جائیگا۔ (ابن سیرین)

ع ۱ ۲۷ **خلاصہ رکوع**

مال و دولت کی بہتات اور قبیلہ و نسب پر تفاخر میں انسانی غفلت کو ذکر فرمایا گیا کہ انہی میں موت کی آغوش تک پہنچ جاتا ہے۔

سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَهِيَ ثَلٰثُ اٰيٰتٍ

سورہ عصر مکہ میں نازل ہوئی ﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾ اور اس میں تین آیتیں ہیں

وَالْعَصْرِ ۝۱ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝۲ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

قسم ہے عصر کی بیشک انسان گھاٹے میں ہے مگر (وہ لوگ نہیں) جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝۳ ع

اور نیک عمل کئے اور ایک نے دوسرے کو نصیحت کی دین برحق کی اور باہم تاکید کی صبر کرنے کی۔

خلاصہ رکوع

اس جامع ومختصر سورہ میں نوع انسانی کا خسارہ اور ایمان عمل صالح حق کی نصیحت اور صبر کی وصیت کرنے والے حضرات کی کامیابی کو ذکر فرمایا گیا۔ ع ۱ ۳ ۲۸

تعبیر سورۃ العصر

جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے اس کو صبر کی توفیق ہوگی اور حق پر اسکی اعانت ہوگی (ابن سیرینؒ)

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعُ اٰيٰتٍ

سورہ ہمزہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں نو آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝۱ نِ الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا

خرابی ہے ہر عیب چینی (اور) غیبت کرنے والے کی۔ ولے جس نے مال

وَّعَدَّدَهٗ ۝۲ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۝۳ كَلَّا

جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا۔ اس کا خیال ہے کہ اس کا مال

لَيُنْۢبَذَنَّ فِی الْحُطَمَةِ ۝۴ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝۵

اس کو ہمیشہ زندہ رکھے گا۔ ہرگز نہیں وہ ضرور پھینکا جائے گا حطمہ میں اور تو کیا سمجھا کہ حطمہ ہے

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝۶ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝۷ اِنَّهَا

کیا چیز؟ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو جھانک لیتی ہے دلوں کو وہ آگ

ولے شان نزول:

حضرت عثمان اور بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے ہم برابر سنا کرتے تھے کہ ویل لکل ہمزۃ لمزۃ کا نزول ابی بن خلف کے بارے میں ہوا ابن ابی حاتم نے رقہ کے باشندوں میں سے ایک شخص کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ جمیل بن عامر ص کے حق میں اس کا نزول ہوا۔ ابن المنذر نے ابن اسحاق کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ امیہ بن خلف جمحی نے رسول اللہ ﷺ کو عیب چینی اور طنز کے ساتھ دیکھا تھا۔ اس کے بارہ میں یہ پوری سورت اللہ نے اتاری (تفسیر مظہری)

عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝٨ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝٩

ان پر بند کردی جائے گی (اور وہ لٹکتے ہوں گے) لمبے لمبے ستونوں میں۔

سُوْرَةُ الْفِيْلِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝١ اَلَمْ يَجْعَلْ

تو نے دیکھا نہیں کیسا برتاؤ کیا تیرے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ! کیا اس نے

كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝٢ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا

ان کا داؤ غلط نہیں کر دیا؟ اور ان پر بھیجے پرندے غول غول

اَبَابِيْلَ ۝٣ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝٤

جو ان پر پھینکتے تھے پتھر کی کنکریاں تو ان کو ایسا کر

فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝٥

ڈالا جیسے بھوسہ کھایا ہوا۔

سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ اَرْبَعُ اٰيَاتٍ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝١ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ

اس (نعمت کے شکریہ میں کہ اللہ نے) قریش میں الفت ڈالی۔ ان کو الفت

وَالصَّيْفِ ۝٢ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝٣

دی جاڑے اور گرمی کے سفر میں۔ تو ان کو چاہیئے کہ عبادت کریں اس خانہ (کعبہ) کے مالک کی

خلاصہ رکوع

ع ۱ ۹ ۲۹ طعنہ زنی، غیبت اور مال جمع کرنے کی مذمت ذکر فرمائی گئی اور اس پر عذاب شدید کا بیان فرمایا گیا۔

تعبیر سورۃ الھمزہ

جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی وہ مال کو جمع کرے گا۔ اور نیک کاموں پر خرچ کرے گا۔ (ابن سیرین)

خلاصہ رکوع

ع ۱ ۵ ۳۰ اصحاب فیل کا واقعہ ذکر فرمایا گیا۔

تعبیر سورۃ الفیل

جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے گا۔ اس کے دشمنوں پر اس کی مدد ہوگی اور اسکے ہاتھ اسلامی فتوحات بہت ہوں گی۔ (علامہ ابن سیرینؒ)

الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ۬ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ؏ ۝٤

جس نے ان کو کھانا دیا بھوک میں اور ان کو امن دیا خوف میں

سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ وَّهِيَ سَبْعُ اٰيَاتٍ

سورہ ماعون مکہ میں نازل ہوئی ﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾ اور اس میں سات آیتیں ہیں

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُكَذِّبُ بِالدِّیْنِ ۝١ؕ فَذٰلِكَ الَّذِیْ

بھلا تو نے اسے بھی دیکھا جو جھوٹ سمجھتا ہے جزا کو! وہی تو ہے

یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ۝٢ۙ وَ لَا یَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ۝٣ؕ

جو دھکے دیتا ہے یتیم کو۔ اور ترغیب نہیں دیتا مسکین کے کھانا کھلانے

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۝٤ۙ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ

کی تو ان نمازیوں کی خرابی ہے۔ جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں

سَاهُوْنَ ۝٥ۙ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ ۝٦ۙ وَ یَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ؏ ۝٧

وہ جو ریا کرتے ہیں۔ اور ماعون بھی (عاریۃً) نہیں دیتے

سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ وَّهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝١ؕ فَصَلِّ لِرَبِّكَ

ہم نے تجھے کوثر عطا فرمائی۔ تو نماز پڑھ اپنے پروردگار کی

وَ انْحَرْ ۝٢ؕ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ؏ ۝٣

اور قربانی کر! جو تیرا دشمن ہے وہی بے نسل رہا

خلاصہ رکوع

ع ۱ ۳۱

اہل قریش کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے رزق اور امن کی طرف متوجہ کیا گیا۔

تعبیر سورۃ قریش

جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی وہ مسکین کو کھانا کھلائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر مسلمانوں کو آپس میں ملا دے گا۔ (ابن سیرینؒ)

تعبیر سورۃ الماعون

جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے گا۔ وہ اپنے مخالفین و اعداء پر کامیابی حاصل کرے گا۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع

ع ۱ ۷ ۳۲

کفار و منافقین کے برے اعمال میں سے یتیم سے بدسلوکی، مسکین محتاج سے لاپرواہی نماز میں ریاکاری اور زکوٰۃ نہ دینے جیسے امور ذکر فرمائے گئے۔

تعبیر سورۃ الکوثر

جو شخص اسکو خواب میں پڑھے گا۔ دارین میں اسکا خیر بہت ہوگا۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع

ع ۱ ۳ ۳۳

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، شان اور خیر کثیر کو ذکر فرمایا گیا کہ آپ کے دشمن بے نام ونشان ہونگے۔

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ سِتُّ اٰيَاتٍ

سورہ کافرون مکہ میں نازل ہوئی ﴿شروع اللہ کے نام سے جونہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾ اور اس میں چھ آیتیں ہیں

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝١ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝٢

کہہ دے کہ اے کافرو نہ تو میں اس کی پرستش کرتا ہوں جس کی تم پرستش کرتے ہو

وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝٣ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا

اور نہ تم ہی اس کی عبادت کرتے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور آئندہ بھی نہ میں اس کو

عَبَدْتُّمْ ۝٤ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝٥ لَكُمْ

پرستش کروں گا جس کی تم پرستش کرتے ہو اور نہ تم ہی اس کی پرستش کرو گے جس کی میں

دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝٦

پرستش کرتا ہوں تم کو تمہارا دین اور مجھ کو میرا دین۔

سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

سورہ نصر مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں تین آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝١ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ

جب کہ آ پہنچی اللہ کی مدد اور فتح (مکہ کی) اور تو نے لوگوں کو دیکھ لیا کہ داخل ہو رہے ہیں اللہ کے

فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝٢ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ

دین میں جوق جوق۔ پس تسبیح کر اپنے پروردگار کی حمد کیساتھ اور اس سے گناہوں کی معافی مانگ

تعبیر سورۃ الکافرون

جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے گا اس کو کافروں سے جہاد کی توفیق ہوگی۔ (ابن سیرینؒ)

خلاصہ رکوع

کفار سے مصالحت کے بارہ میں ممانعت فرمائی گئی۔

ع ۶ ۳۲

تعبیر وشان نزول سورۃ النصر

جو شخص خواب میں اسکی تلاوت کریگا اللہ تعالیٰ اس کو دشمنوں پر مدد دے گا نیز اس سورۃ کے پڑھنے والے کے جلد وفات کی دلیل ہے کیونکہ یہ سورہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مخصوص ہوئی تھی (یعنی اسکے نزول کے بعد ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی ۱۲ مترجم) اور ایک شخص نے ابن سیرینؒ سے عرض کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ گویا میں سورہ نصر پڑھ رہا ہوں تو امام نے اس سے فرمایا کہ تجھ کو وصیت کرنی چاہیے کہ تیری موت قریب آ گئی اس نے عرض کیا کہ یہ کیوں تو آپ نے فرمایا کہ یہ اس لئے کہ یہ آخری سورۃ ہے جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر آسمان سے نازل ہوئی ہے (ابن سیرین)

إِنَّهُۥ كَانَ تَوَّابًۢا ۝٣

بیشک وہ معاف فرمانے والا ہے

سُوْرَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

سورہ لہب مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پانچ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝١ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ

ٹوٹیں دونوں ہاتھ ابو لہب کے اور ہلاک ہو نہ تو اس کے کام اس کا مال آیا

وَمَا كَسَبَ ۝٢ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝٣ وَّامْرَاَتُهٗ ؕ

اور نہ اس کی کمائی۔ وہ عنقریب داخل ہو گا شعلہ والی آگ میں اور نیز

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝٤ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝٥

اس کی جورو بھی جو لکڑ بیں سر پر اٹھاتی ہے۔ اس کی گردن میں مونج کی رسی ہے

سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ اَرْبَعُ اٰيَاتٍ

سورہ اخلاص مکہ میں نازل ہوئی ﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾ اور اس میں چار آیتیں ہیں

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝١ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝٢ لَمْ يَلِدْ ۙ

کہہ دے کہ وہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہوا

وَلَمْ يُوْلَدْ ۝٣ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝٤

نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کی مثل ہے۔

ع ٣ ٣٥

خلاصہ رکوع
فتح مکہ کی بشارت جس کے ضمن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا بھی اشارہ ہے۔

تعبیر سورۃ اللھب
جو شخص اس کو خواب میں پڑھے گا وہ اپنا مقصود پالے گا اور اس کا ذکر بلند اور اس کی توحید قوی ہو گی اور اس کے عیال کم ہوں گے اور اس کی زندگی خوب گزرے گی۔ (ابن سیرینؒ)

ع ١ ٥ ٣٦

خلاصہ رکوع
ابو لہب کی شان رسالت میں گستاخی پر سزا اور آخرت کے عذاب کی خبر دی گئی۔

ع ١ ٤ ٣٧

خلاصہ رکوع
مشرکین کے اللہ تعالیٰ کے نسب نامہ کے بارہ میں سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ذکر فرمایا گیا۔

سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

سورہ فلق مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں پانچ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿١﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿٢﴾

کہہ میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے مالک کی ہر چیز کے شر سے جو اللہ نے پیدا کی

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿٣﴾ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ

اور اندھیری رات کے شر سے جب کہ اس کی سیاہی سمٹ آوے۔ اور ان (جادوگرنیوں) کے

فِى الْعُقَدِ ۙ﴿٤﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿٥﴾ ع

شر سے جو گرہوں میں پھونکتی ہیں اور ہونسنے والے کے شر سے جب کہ لگے ہونسنے وا

سُوْرَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّ اٰيَاتٍ

سورہ ناس مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں چھ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿١﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿٢﴾ اِلٰهِ

کہہ میں پناہ مانگتا ہوں لوگوں کے پروردگار لوگوں کے

النَّاسِ ۙ﴿٣﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ﴿٤﴾

بادشاہ لوگوں کے معبود کی۔ (شیطان) کے شر سے جو وسوسہ ڈالے (اور) نظر

ف۱ حسد اس سحر کا اصل منشا تھا پس سحر کے متعلق سب چیزوں سے پناہ مانگی گئی اور بقیہ شرور کی تکمیل کیلئے من شر ما خلق فرما دیا اور شاید صبح کی تخصیص رات کے مقابلہ میں کی گئی ہو اور اس طرف اشارہ ہو کہ جس طرح حق تعالیٰ رات کو صبح کے ذریعہ سے زائل کر دیتے ہیں اسی طرح رات کے اثر یعنی سحر کو بھی زائل کر سکتے ہیں۔

خلاصہ رکوع

مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کر دیا جس کے اثر کو زائل کرنے کیلئے یہ دونوں آخری سورتیں نازل ہوئیں۔

ع ١/٥ ٣٨

تعبیر سورۃ الفلق

جس نے اس سورہ کو خواب میں پڑھا وہ برائیوں سے محفوظ رہے گا۔ (ابن سیرینؒ)

الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝٥ مِنَ

نہ آوے کہ وسوسہ ڈالتا ہے لوگوں کے دلوں میں۔ جنات اور آدمی دونوں ہی کی

الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝٦

جنس میں سے ہوتا ہے۔

تمت بالخیر

تعبیر سورۃ الناس

جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی
وہ بلیات سے محفوظ رہے گا اور شیطان
مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ١
رہے گا اور اب وہ تمام باتیں ع
آخری ہوگئیں جو حضرت امام محمد ٢٩
بن سیرین وغیرہ رحمہم اللہ سے صحیح
روایات کے ذریعہ منقول ملی ہیں۔
(ابن سیرینؒ)

تیسواں پارہ

فضائل خواص فوائد وعملیات

اس پارہ کی بعض سورتوں کا شان نزول قدرے تفصیلی تھا اس لئے پارہ کے آخر میں یہاں علیحدہ دیدیا گیا ہے (ناشر)

سورۃ النباء.... تعارف اور شان نزول

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں مبعوث ہوئے اور اہل مکہ کو آپ نے قیامت وآخرت کی خبر دی کہ ایک دن وہ آنے والا ہے جس میں یہ دنیا بالکل ختم اور فنا کر دی جائے گی اور پھر تمام انسان دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔ اوران کے دنیا کے نیک و بداعمال کی ان کو جزاوسزا ملے گی۔ نیک اعمال کی جزا میں لوگ جنت میں جائیں گے اور بُرے اعمال کی سزا میں جہنم میں ڈالے جائیں گے اور جنت یا جہنم یہی دو تمام انسانوں کے آخری ٹھکانہ ہوں گے۔ جنت میں ہر طرح کی راحت وآرام ہوگا اور جہنم میں طرح طرح کے مصائب آزار اور عذاب وتکالیف ہوں گی تو ان باتوں کو کفار مکہ سن کر ازراہ انکار واستہزا آپس میں۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین سے سوال کرتے کہ ہاں صاحب وہ قیامت کب آئے گی؟ اور اتنی دیر کیوں ہو رہی ہے؟ ابھی کیوں نہیں آتی؟ یہ کیوں کر ہوگا کہ بوسیدہ ہڈیاں پھر زندہ ہوں گی؟ منکرین قیامت کے ان سوال اور تعجب پر اس سورۃ کا نزول ہوا اور ان کے عقائد کی تردید اور قیامت کے وقوع اور جزاوسزا کا یقینی ہونا اس سورۃ میں بیان فرمایا گیا ہے۔

ہٹ دھرم، معاند اور ضدی کفار اپنی عقل کے آگے فرمودۂ خلاق عالم کو بھی کچھ خیال میں نہ لاتے تھے حالانکہ قیامت کا حادثہ بار باران کو قرآن سے سنایا جاتا تھا اور قدرت خداوندی کا اقتداران کو بتایا جاتا تھا لیکن وہ معاند کفار جب کہتے یہی کہتے کہ ہماری سمجھ میں تو قیامت کا آنا ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔ اس لئے اس سورۃ کو اللہ پاک نے نازل فرما کر بتاکید تمام اثبات قیامت فرمایا۔ یہ سورۃ اس مکی دور میں نازل ہوئی ہے جب کہ کفار مکہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور آخرت کی عدالت میں پیش ہو کر اپنی پوری زندگی کے بارہ میں جواب دہی کرنا انہیں بہت ہی عجیب اور محال معلوم ہوتا تھا اور وہ اس حقیقت کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے۔ اس سورۃ میں قسمیہ کلام کے ساتھ فرمایا گیا کہ قیامت ضرور آئے گی اور جس روز آئے گی تو زمین پر لگاتار زلزلے آئیں گے اور سب نظام دنیا درہم برہم ہو جائے گا اور جب دوبارہ زندہ کر کے میدان حشر میں جمع کئے جائیں گے تو قیامت کی ہولناکیوں سے دل لرز رہے ہوں گے اور آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی۔ یہ منکرین آج یقین نہیں کرتے کہ مرنے کے بعد انہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا بلکہ اس کو ہنسی اور تمسخر میں یہ کہہ کر اڑا دیتے ہیں کہ میاں مرجانے اور ہڈیاں گل سڑ جانے کے بعد بھی کوئی زندہ ہوا ہے اور دوبارہ پیدا ہوا ہے۔ یہ کوئی عقل میں آنے کی بات ہے کہ دنیا کے مزے اس لئے چھوڑے جائیں کہ دوبارہ پھر زندہ ہو کر عیش و راحت کی دائمی زندگی گزارنا ہے۔ ہم تو اس کو نہیں مانتے کہ اس زندگی کے بعد ایک دوسری زندگی بھی آنی ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے فرعون کا ذکر کیا گیا کہ پچھلی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ خدا کے باغیوں اور حق کی مخالفت کرنے والوں کو بڑی بڑی سزائیں بھگتنا پڑیں۔

فوائدوخواص

اس کو پڑھ کریاباندھ کرحاکم کے پاس جانے سے اس کے شر سے محفوظ رہے۔

اس مبارک سورۃ کاعصر کی نماز کے بعد پڑھنا دل میں یقین اورنورایمان پیدا کرتا ہے اور خدا کے فضل سے ان شاءاللہ خاتمہ بالخیر ہونے کا باعث ہوتا ہے۔

اس مبارک سورۃ کولکھوا کرتعویز بنا کراپنے پاس رکھنا حاکم کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔اوراس سورۃ کا صبح کی نماز کے بعد پڑھنا رزق میں ترقی بخشتا ہے۔

خاصیت آیت ۱۲ تا۱۶.. بارش ہونے کا مفید عمل

وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا وَّ جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا

مینہ برسنے کے لئے ان مبارک آیات کولکھ کرکسی بلنداور پرانے درخت پرلٹکانا نہایت مفید ہے۔(طب روحانی)

خاصیت آیت ۳۷۔۳۹... برائے اصلاح بداخلاق

رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا

فحش گوشخص کی زبان بندی کرنے کیلئے ان آیات مبارکہ کوسومرتبہ عشاء کی نماز کے بعد پڑھ کر پانی پر یا کسی دوسری چیز پردم کر کے بدزبان شخص کو پلانا اور گیارہ دن تک برابر یہی کرنا نہایت مفید عمل ہے۔

سورۃ النباء کے خواص

۱......حضوراکرم ﷺ کاارشادگرامی ہے کہ جوسورۃ النباء پڑھتا رہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ٹھنڈامشروب پلائیں گے۔

۲......سورۃ النباء کی تلاوت کامعمول رکھنے سے آدمی چوری کے خطرات سے محفوظ رہتا ہے۔

۳......جہاں کسی بھی موذی کی ایذا کا خطرہ ہو وہاں سورۃ النباء کی تلاوت کرنے سے آدمی موذی کے شر سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

سورۃ النازعات....فضائل وخواص

۱......حضوراقدس ﷺ نے ارشادفرمایا جوسورۃ النازعات پڑھتا رہے وہ جنت میں داخل ہوگا اس حال میں کہ اس کا چہرہ مسکراتا ہوگا۔

۲......اگرکسی کودشمن کا سامنا ہواوروہ دشمن کے سامنے اس سورۃ کو پڑھ کراس پردم کردے تو اس کے شر سے محفوظ رہے گا۔

اس مبارک سورہ کا تلاوت کرنے والا قیامت کے دن پریشانی سے ان شاءاللہ محفوظ رہے گا۔

دشمن کے سامنے یا حاکم کے سامنے جانے کے وقت اس سورۃ کا پڑھنا دشمن کے شراور حاکم کی برائی سے بچاتا ہے۔

خاصیت آیت ۱۹....غافل کی اصلاح کانسخہ

وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۝

جوسیدھی راہ سے بھٹک گیا ہو یا برے افعال میں پڑ گیا ہو یا اللہ کی یاد سے غافل ہو گیا ہو تو اس آیت کو روزانہ ایک سو ایک مرتبہ پانی پر دم کر کے اسے پلائیں۔

خاصیت آیت ۴۲ تا ۴۶..ولادت میں آسانی کیلئے

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا

حاملہ عورت کے گلے میں ان مبارک آیات کو لکھ کر ڈالنا ولادت کی مشکل کو آسان کرتا ہے۔ (طب روحانی)

سورہ عبس...تعارف وشان نزول

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز مسجد الحرام میں تشریف رکھے تھے اور آپ کے پاس سرداران قریش وروسائے مشرکین جیسے عتبہ بن شیبہ اور ربیعہ بن شیبہ، ابوجہل بن ہشام، امیہ بن خلف وغیرہ بیٹھے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دین اسلام کی خوبی اور شرک و بت پرستی کی برائی سمجھا رہے تھے اور کمال توجہ سے ان کے ساتھ باتوں میں مشغول تھے کہ اتنے میں ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن شریح بن مالک کہ ان کو ابن ام مکتوم بھی کہتے ہیں اس واسطے کہ مکتوم نابینا کو کہتے ہیں اور ان کی ماں کو ام مکتوم کہا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور قطع کلام کر کے آپ کو اپنی طرف متوجہ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ فلاں آیت کس طرح ہے؟ یارسول اللہ مجھے اس میں سے کچھ سکھلایئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بے وقت کا پوچھنا گراں خاطر ہوا اور آپ نے ان نابینا صحابی کی طرف التفات نہ فرمایا اور ناگواری کی وجہ سے آپ چیں بجبیں ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت یہ خیال ہوا ہوگا کہ میں ایک بڑے اہم کام میں مشغول ہوں۔ قریش کے یہ بڑے بڑے سردار اگر ٹھیک سمجھ کر اسلام لے آئیں تو بہت لوگوں کے مسلمان ہو جانے کی توقع ہے اور ابن مکتوم تو بہر حال مسلمان ہیں ان کو سمجھنے اور تعلیم حاصل کرنے کے تو بہت سے مواقع حاصل ہیں۔ پھر ممکن ہے یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال ہوا ہو کہ ان کو تو دکھائی نہیں دیتا کہ میرے پاس اس وقت کیسے بااثر اور بارسوخ روسائے مکہ بیٹھے ہیں جن کو اگر ہدایت ہو جائے تو ہزاروں اشخاص ہدایت پر آسکتے ہیں۔ اب اگر میں ان لوگوں کی طرف سے ہٹ کر گوشہ التفات ان کی طرف کروں گا تو یہ ان سرداروں کو کس قدر شاق ہوگا۔ شاید پھر وہ میری بات سننا بھی پسند نہ کریں۔ غرض کہ آپ کے چہرۂ مبارک پر آثار خفگی کے نظر آنے لگے اور آپ نے اپنا منہ ان نابینا کی طرف سے پھیر کر ان کی طرف متوجہ رہے۔ آپ جب اس مجلس سے اٹھ کر گھر جانے لگے تو وحی کے آثار نمودار ہوئے اور اس حال میں اس سورۃ کی یہ ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔

بعد نزول ان آیات کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان نابینا صحابی حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم کے گھر تشریف فرما ہوئے اور عذر کیا اور ان کو ہمراہ لے کر دولت خانہ کو تشریف لائے اور آپ نے اپنی چادر مبارک کو بچھا کر ان کو بٹھایا۔ پھر جب کبھی وہ نابینا صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بڑی خاطر فرماتے اور ارشاد فرماتے۔ مرحبا بمن عاتبنی فیہ ربی یعنی خوش آمدید تو وہ شخص ہے جس کے واسطے میرے پروردگار نے مجھ کو عتاب فرمایا اور روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ جب ہجرت کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو دوبارہ آپ غزوہ کے سفر کو مدینہ منورہ سے جہاد کے لئے تشریف لے گئے تو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام امام نماز کا انہی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کو مقرر فرمایا تھا۔ اسی سے عوام کے اس قول کی بھی تردید ہوتی ہے کہ

جو کہتے ہیں کہ نابینا کی امامت مکروہ ہے۔ یہ صحیح نہیں۔ ہاں اگر نابینا امام طہارت و پاکی وغیرہ کا اہتمام نہ کر سکتا ہو تو یہ کراہت کا باعث ہو سکتی ہے۔ نہ کہ بینائی کا نہ ہونا۔ اور حضرت انس بن مالکؓ ایک عجیب احوال ان نابینا صحابی یعنی حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم کا روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان کو قادسیہ کی جنگ میں دیکھا زرہ پہنے اور ایک تازی گھوڑے پر سوار ان کے ہاتھ میں ایک سیاہ جھنڈا تھا اور باوجود اس نابینائی کے کافروں کی صفوں پر حملے کرتے تھے اور آخر اسی جنگ میں شہید ہوئے۔

دشمن کے مقابلہ میں پڑھنے سے اس کے ضرر سے محفوظ رہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو سورۃ عبس پڑھتا رہے تو وہ قیامت کے دن اس شان سے آئے گا کہ اس کا چہرہ چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔ اس کو لکھ کر پاس رکھنے سے راستے کے خطرات سے مامون رہے۔

اس مبارک سورۃ کو پڑھ کر پانی پر دم کر کے ہر ایک قسم کے مریض کو پلانا جملہ امراض کیلئے شفاء کا باعث ہے۔

خاصیت ۳۸ تا ۳۹...غم دور کرنے کیلئے

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ

غمگین شخص کے ماتھے پر اور قلب پر ان مبارک آیات کا لکھنا غم کو دور کرتا ہے اور یہ عمل نہایت مفید اور مجرب ہے۔ (طب روحانی)

سورۃ التکویر ....فضائل وخواص

۱......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو سورۃ التکویر پڑھے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کی رسوائی سے اپنی پناہ میں رکھیں گے۔

۲......جو آدمی بارش برستے وقت سورۃ التکویر پڑھ کر دعا مانگے اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

۳......جو آدمی عرق گلاب پر سورۃ التکویر پڑھے اور اس عرق کو اپنی آنکھوں پر لگائے تو اس کی نظر تیز ہوگی اور آنکھوں کی صحت برقرار رہے گی۔

۴......ایسا گھر جس میں جادو کیا گیا ہو اور معلوم نہ ہو کہ جادو کی چیزیں کہاں دفن ہیں تو اس گھر میں سورۃ التکویر پڑھنے سے اللہ تعالیٰ وہ جگہ ذہن میں ڈال دیں گے اور وہ اثر ختم ہو جائے گا۔

اس کی ابتدائی آٹھ آیات پڑھ کر کسی چیز پر دم کر کے چیچک والے بچے کو سات روز تک کھلانا اُس کے اعضاء کی سلامتی کا باعث ہوتا ہے۔

خاصیت آیت ۱ تا ۱۸...کیڑوں مکوڑوں سے حفاظت کیلئے

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ وَاِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ وَ الصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ

ان مبارک آیات کا سات مرتبہ روزانہ پڑھنا جملہ آفات سانپ بچھو کتا درندہ وغیرہ کے شر سے بفضلہٖ بچاتا ہے۔

نیز ان ہی مذکورہ بالا آیتوں کو آب زم زم پر سات دفعہ پڑھ کر دم کرنا پھر اس پانی کو پینا معدہ کے درد کو دور کرتا ہے۔ (طب روحانی)

آیت ۲۰ تا ۲۹ جنون اور جادو وغیرہ کا شبہ زائل کرنے کا نسخہ

ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ ۙ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ؕ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۚ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ ۚ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ۚ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ ۙ فَاَیْنَ تَذْهَبُوْنَ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ۙ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ یَّسْتَقِیْمَ ؕ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۠

اگر کسی شخص پر شبہ ہو کہ اس کا دماغی توازن بگڑتا جارہا ہے۔ یا اپنی اصل حالت میں نہیں ہے۔ یا شبہ ہو کہ کسی نے اس پر کچھ کر دیا ہے تو اس آیت کو اکتالیس دفعہ پانی پر دم کر کے پلائیں۔

سورۃ الانفطار.....فضائل وخواص

۱......قیدی اگر اس سورۃ کی تلاوت کرتا رہے تو اسے قید سے رہائی مل جائے گی۔

۲......اگر کسی کو بخار ہو تو وہ پانی پر اس آیت کو پڑھ کر دم کرے اور اسی پانی سے غسل کر لے تو بخار جاتا رہے گا۔

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ...... مَا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ

اگر دشمن کو خوف زدہ کر کے بھگانا ہو تو مینڈھے کے چمڑے کا ایک ٹکڑا لے اور ایک ٹکڑا بوڑھی عورت کے کپڑے سے لے اور اس چمڑے اور کپڑے پر سو مرتبہ پڑھے اور ساتھ ہی ہر دفعہ دشمن کا نام اور اس کی ماں کا نام بھی لے۔

پھر چمڑے کو دشمن کے دروازے کی چوکھٹ کے نیچے دفن کرے اور کپڑے کو اس کے دروازے کے اوپر دفن کرے تو دشمن اس کا مقابلہ چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔ غلہ کی کوٹھری میں پڑھ کر دم کرنے سے برکت ہو اور ضرر رساں جانوروں سے حفاظت رہتی ہے۔ کسی ذخیرہ کی ہوئی چیز پر پڑھ دے تو دیمک وغیرہ سے محفوظ رہے۔

خاصیت آیت ۱۔۸..چیچک کے مرض کیلئے

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ فِیْۤ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ

ان مبارک آیات کو پڑھ کر کسی چیز پر دم کر کے چیچک والے بچہ کو سات روز تک کھلانا اس کے اعضاء کی سلامتی کا باعث ہے۔

خاصیت آیت ۹۔۱۵..بھگوڑے کی واپسی کیلئے مجرب عمل

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّیْنِ وَاِنَّ عَلَیْكُمْ لَحٰفِظِیْنَ كِرَامًا كَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ یَّصْلَوْنَهَا یَوْمَ الدِّیْنِ

جو بچہ مدرسہ یا مکتب سے بھاگتا ہو اس کے گلے میں ان مبارک آیتوں کو لکھ کر بطور تعویز ڈالنا نہایت مفید ہے ان شاء اللہ بھاگنا چھوڑ دے گا اور ان ہی مذکورہ آیات کو زعفران ومشک سے لکھ کر بچہ کے گلے میں ڈالنا آسیب اور جن کے خلل سے بفضلہٖ بچاتا ہے۔ (طب روحانی)

سورۃ المطففین ....تعارف اورزمانہ نزول

اس سورۃ کی ابتداہی وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ سے ہوئی ہے یعنی بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے۔ مطففین کے معنی ہیں ناپ تول میں کمی کرنے والے۔ اسی نسبت سے اس کا نام المطففین یا تطفیف رکھا گیا ہے۔ اس سورۃ کے زمانہ نزول میں اختلاف ہے بعض نے اس کو مکی سورۃ کہا ہے اور بعض نے مدنی' لیکن اکثر محققین ومفسرین کے نزدیک یہ مکی سورۃ ہے اور وجہ اختلاف یہ لکھی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ مدینہ کے لوگ لین دین کے معاملات کے پیمانہ اور تول میں کمی بیشی کرتے ہیں تو سب سے اول جو آپ نے ایک مجلس میں ان کو قرآن سنایا تو اہل مدینہ کے حسب حال یہی سورۃ سنائی جس میں پیمانہ اور تول میں کمی کرنے کی سخت برائی فرمائی گئی ہے۔ اس سبب سے لوگوں نے سمجھ لیا کہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی ہے مگر سبحان اللہ کیا وعظ تھا کہ اس روز کے بعد سے اہل مدینہ سے بڑھ کر پورا تولنے اور پیمانہ بھرنے میں کوئی نہ تھا۔ ان آیات کو سنتے ہی یک لخت سب نے یہ کام چھوڑ دیا۔ ایک روایت نزول کے متعلق یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرما رہے تھے تو راستہ میں یہ سورۃ نازل ہوئی جب کہ بعض نے اسے خالص مکی دور کی سورۃ کہا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سورۃ المطففین کے خواص

۱...... جو آدمی اس سورۃ کی تلاوت کرتا رہے اللہ تعالیٰ اسے جنت کی شراب رحیق مختوم پلائیں گے۔

۲...... اگر کسی سٹور کی ہوئی چیز کی حفاظت مقصود ہو تو اس سورۃ کو پڑھ کر اس چیز پر دم کردیں' ان شاء اللہ آپ کا مال محفوظ رہے گا۔

فائدہ:۔ لیکن یہ یاد رکھیں کہ جو لوگ ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور ناجائز منافع خوری کے لئے غلہ اور دیگر اشیائے ضرورت کا سٹاک کرتے ہیں۔ ان کے لئے کوئی فائدہ نہ ہوگا جو کام شرعاً ممنوع ہے اس کی حفاظت کے لئے شرعی چیزوں کا سہارا لینا الٹا گناہ ہے۔

کسی نیش زدہ پر دم کرے تو سکون ہو۔

خاصیت آیت ۴ تا ۶ ..تندرستی پاؤں کیلئے

اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

جس شخص کے پیروں میں رعشہ پیدا ہوا ہو اور وہ کھڑا ہونے سے لاچار ہو یا کسی درد کی وجہ سے کھڑا ہو کر نہ چل سکتا ہو وہ شخص پاؤ بھر روغن زیتون پر تین سو تیرہ مرتبہ ان آیتوں کو پڑھ کر بہت زور سے دم کرے دن میں تین مرتبہ رات میں ایک مرتبہ ٹانگوں کی مالش کرے ان شاء اللہ تمام بیماریاں ختم اور ٹانگیں درست ہوں گی۔

خاصیت آیت ۱۴۔۱۶.. چوروں سے حفاظت کیلئے

كَلَّا بَلْ (سکتہ) رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ

سفر کی حالت میں اگر چوروں کا ڈر ہو تب کسی کاغذ پر تین مرتبہ ان آیات مبارکہ کو لکھ کر اسباب کے ساتھ رکھنا نہایت مفید ہے ان شاء اللہ وہ مال محفوظ رہے گا۔ (طب روحانی)

سورۃ الانشقاق....فضائل وخواص

جس کا دودھ چھڑانا منظور ہو اس کے باندھ دے وہ بآسانی دودھ چھوڑ دے۔

سورۃ انشقاق کا پڑھ کر دم کرنا بچھو کے زہر کو زائل کر دیتا ہے۔

عرق گلاب پر دم کر کے بدہضمی والے کو پلانا خدا کے فضل سے شفا بخشتا ہے۔

خاصیت آیت ۱۶۔۲۰..آنکھ کے مرض کیلئے

فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ

جس کسی کی آنکھ پھڑکتی ہو اس کے لئے ان مبارک آیتوں کا سات مرتبہ پڑھ کر مریض کے منہ پر دم کرنا اور سات مرتبہ دوبارہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پلانا ان شاء اللہ فوراً مرض اور تکلیف کو زائل کرتا ہے۔ (طب روحانی)

سورۃ البروج...تعارف وشان نزول

شان نزول اس سورۃ کا بھی یہی ہے کہ مکہ معظمہ میں جب آفتاب نبوت طلوع ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دین عام لوگوں کو دینا شروع کی تو قریش مکہ کو یہ امر سخت ناگوار گزرا کیوں کہ دین اسلام کی دعوت ان کے قدیمی دین و دستور کے خلاف تھی۔ انہوں نے اپنے بتوں اور دیوتاؤں کی برائیاں سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تنگ کرنا شروع کیا اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر دعوت اسلام قبول کر لیتے تھے ان پر بھی ظلم ڈھانا شروع کیا۔ مار پیٹ' سخت گوئی فحش کلامی تک ہی نوبت نہ رکھی بلکہ اس سے بھی گزر کر ظلم وتشدد میں حد سے تجاوز کرنے لگے۔ جلتی ہوئی ریت پر گرم دھوپ میں باندھ کر ڈال دینا اور پھر ملک عرب کی دھوپ الامان والحفیظ جہاں کہ ٹمپریچر ۱۲۰ ڈگری تک پہنچ جاتا ہے۔ اور پھر کوڑے برسانا' پتھروں سے مار مار کر خون میں نہلا دینا۔ دہکتے ہوئے آگ کے انگاروں پر لٹانا۔ پیٹ میں نیزہ گھونپ دینا۔ عورتوں کو بے ستر کر کے ذلیل کرنا اسلام میں سب سے پہلی شہادت حضرت عمارؓ کی والدہ حضرت سمیہ خاتونؓ کی ہوئی۔ ابوجہل نے ان کی پیشاب گاہ میں نیزہ مار کر ان کو شہید کیا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ الغرض بت پرست کفار مکہ نے اپنی بت پرستی اور مذہب کی حمایت میں کوئی ایسا ظلم وتشدد نہ چھوڑا ہوگا جو انہوں نے ابتدا میں مسلمانوں پر مکہ میں نہ کیا ہو۔ مظلوم غریب مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر شکایت کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تسلی فرماتے کہ کچھ عرصہ صبر کرو۔ کفار کا زور ٹوٹ جائے گا اور یہ تمہارے آگے ذلیل ومغلوب ہو جائیں گے۔ یہ سن کر کفار مکہ اور بھی زیادہ تمسخر اور استہزاء کرتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کفار کو ان کے ظلم وستم پر متنبہ کرنے اور اہل اسلام کو تسلی دینے کی خاطر یہ سورۃ نازل فرمائی۔ اس سورۃ میں منکرین کے لئے سخت تنبیہ اور ان کو برے انجام سے ڈرایا گیا ہے اور ان کو دھمکی دی گئی ہے۔ جو اہل ایمان کو ستاتے ہیں ساتھ ہی مسلمانوں کو تسلی اور دلاسا دیا گیا ہے اور بتلایا گیا کہ جو لوگ اللہ پر ایمان رکھنے والے بندوں کو ظلم وستم کا نشانہ بناتے ہیں اور ان کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں آخر کار وہ خود ہلاکت اور بربادی سے دوچار ہوتے ہیں اور اس کے لئے تاریخی شہادت کے طور پر " اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ " کا ذکر فرمایا۔

خندقوں والوں کا واقعہ

اب یہ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ کہ جنہوں نے خندق کھود کر آگ دہکائی تھی اور ایمان داروں کو ایمان لانے کے جرم میں آگ میں ڈالا تھا کون لوگ تھے۔ اس سلسلہ میں مفسرین نے متعدد واقعات نقل کئے ہیں مگر صحیح مسلم‘ جامع ترمذی‘ مسند احمد اور سنن نسائی میں جو قصہ مذکور ہے وہ زیادہ مشہور ہے اور وہی یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ حضرت صہیب رومیؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

جادو سیکھنے کے لئے ایک لڑکے کا بادشاہی انتخاب

گذشتہ زمانہ میں ایک کافر بادشاہ تھا اس کے دربار میں ایک جادوگر تھا۔ جب وہ جادوگر بہت بوڑھا ہو گیا تو ایک روز اس نے بادشاہ سے کہا کہ میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں اور موت کا وقت قریب ہے اس لئے میری خواہش ہے کہ آپ ایک فہیم و سمجھ دار لڑکا میرے حوالہ کر دیں تا کہ میں اس کو اپنا فن ساحری سکھا کر اپنی زندگی ہی میں کامل کر دوں چنانچہ بادشاہ نے ایک لڑکے کو اس کے سپرد کر دیا اور اس نے ساحر سے سحر کی تعلیم شروع کر دی۔

لڑکے کی راہب سے ملاقات

بادشاہ کے محل اور ساحر کے مکان کے درمیان ایک راہب یعنی حق پرست عیسائی عابد رہتا تھا اس زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کا دین دین حق تھا۔ اور یہ راہب اسی پر قائم تھا اور عبادت گزار تھا۔ ایک مرتبہ لڑکا اس راہب کے پاس چلا گیا اور اس کی باتوں اور اس کے طریقوں کو دیکھ کر بہت مسرور ہوا اور اس کے پاس آنے جانے لگا۔ تو اب ساحر اور بادشاہ کے ہاں مقررہ وقت میں آمد ورفت میں تاخیر ہونے پر وہ لڑکے پر برافروختہ اور ناراض ہوئے۔ لڑکے نے راہب سے اس کی شکایت کی۔ راہب نے کہا کہ اس معاملہ کے مخفی رکھنے کی صرف یہ صورت ہے کہ جب بادشاہ باز پرس کرے تو یہ عذر کر دینا کہ ساحر کے ہاں دیر ہو گئی اور جب ساحر ناراض ہو تو یہ کہہ دینا کہ بادشاہ کے پاس تاخیر ہو گئی۔

راہب کے سچے ہونے کا ثبوت

غرض یہ سلسلہ کچھ عرصہ تک یونہی جاری رہا کہ ایک مرتبہ لڑکے نے دیکھا کہ راہ میں ایک بہت ہیبت ناک اور عظیم الجثہ درندہ لوگوں کی راہ روکے ہوئے ہے اور کسی کو یہ جرأت نہیں ہوتی کہ وہ اس کے سامنے سے گزر جائے۔ لڑکے نے سوچا کہ یہ بہترین وقت ہے اس بات کا کہ میں جانچ کروں آیا ساحر کا مذہب سچا ہے یا راہب کا دین۔ یہ سوچ کر اس نے ایک پتھر اٹھایا اور کہنے لگا خدایا اگر تیرے نزدیک ساحر کے مقابلہ میں راہب کا دین سچا ہے تو میرے اس پتھر سے اس جانور کو ہلاک کر دے یہ کہہ کر اس نے جانور کو پتھر مارا۔ پتھر کا لگنا تھا کہ وہ وہیں ہلاک ہو گیا۔ لڑکا چل دیا اور راہب سے سارا ماجرا جا کر سنایا۔ راہب نے کہا مجھے ڈر ہے کہ تم آزمائش میں ڈالے جاؤ گے۔ دیکھو وہ وقت آئے تو میرا ذکر نہ کرنا۔

لڑکے کی کرامات

لوگوں نے لڑکے کی اس جرأت کو دیکھ کر چرچا کیا اور کہنے لگے کہ اس کو عجیب غریب علم آتا ہے۔ یہ سن کر اس کے پاس اندھے اور کوڑھی آنے لگے اور انہوں نے کہا کہ اپنے علم کے زور سے ہم کو اچھا کر دو وہ خدا کے فضل سے اچھا کر دیتا تھا۔ بادشاہ کا ایک درباری مصاحب نابینا ہو گیا تھا اس نے جو لڑکے کا چرچا سنا تو تحفہ تحائف کا بہت بڑا سامان لے کر اس کے پاس آیا اور تحفے پیش کرتے ہوئے بینا کر دینے کی

درخواست کی۔لڑکے نے جواب دیا میں کچھ نہیں ہوں اور نہ مجھ میں یہ طاقت ہے بلکہ شافی مطلق تو خدائے واحد ہے پس اگر تو ایمان لے آئے اور اس واحد یکتا کے سوا کسی کی پرستش نہ کرے تو میں ضرور تیری سفارش کے لئے دعا کروں گا۔درباری یہ سن کر خدائے واحد پر ایمان لے آیا اور بت پرستی سے تائب ہو کر دین عیسوی جو اس وقت دین حق تھا اختیار کر لیا۔اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا عطا فرمائی اور وہ بینا ہو گیا۔

لڑکے کے ایمان کی خبر بادشاہ تک پہنچ گئی

اگلے دن جب وہ بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوا تو بادشاہ نے نابینا کو بینا پایا۔تب بادشاہ نے سوال کیا کہ اپنے بینا ہونے کی حقیقت بیان کر۔اس نے جواب دیا میرے رب نے مجھ کو شفا بخش دی۔کافر بادشاہ نے کہا تیرا رب تو میں ہوں۔کیا میں نے تجھ کو اچھا کر دیا؟ درباری نے جواب دیا نہیں۔تیرے اور میرے کل جہان کے پروردگار نے اچھا کر دیا۔بادشاہ نے غصہ میں آ کر کہا کیا میرے سوا بھی کوئی تیرا رب ہے؟۔درباری نے کہا ہاں۔اللہ تیرا اور میرا دونوں کا رب ہے۔تب بادشاہ نے اس درباری کو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کیا۔آخر اس درباری نے لڑکے کا ماجرا کہہ سنایا۔

لڑکے کی آزمائش اور کامیابی

بادشاہ نے لڑکے کو بلایا اور اس سے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو سحر کے ذریعہ سے اندھوں کو بینا اور مبروص وجذامی کو شفا دیتا ہے۔لڑکے نے کہا مجھ میں یہ طاقت کہاں۔یہ تو اللہ تعالیٰ رب العالمین کے شفا دینے سے شفایاب ہوتے ہیں۔بادشاہ نے کہا کیا میرے علاوہ بھی تیرا اور کوئی رب ہے؟ لڑکے نے کہا وہ خدا جو واحد یکتا ہے۔تیرا اور میرا دونوں کا رب ہے۔تب بادشاہ نے اس لڑکے کو عذاب میں مبتلا کرنا شروع کر دیا۔آخر اس نے راہب سے متعلق تمام واقعہ کہہ سنایا۔تب بادشاہ نے راہب کو بلایا اور اس کو مجبور کیا کہ وہ دین حق سے پھر جائے۔ مگر راہب نے کسی طرح اس کو قبول نہیں کیا۔تب بادشاہ نے راہب کے سر پر آرا چلوا دیا اور اس طرح اس کو شہید کر ڈالا۔

لڑکے کو قتل کرنے میں بادشاہ کی ناکامی

اب لڑکے سے کہا کہ تو راہب کے دین سے پھر جا۔لڑکے نے بھی صاف انکار کر دیا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر وہاں سے گرا دو کہ پاش پاش ہو جائے۔جب سرکاری آدمی لڑکے کو پہاڑ پر لے کر چڑھے تو لڑکے نے دعا کی۔الٰہی تو ان لوگوں کے مقابلہ میں میرے لئے کافی ہو جا۔چنانچہ اسی وقت پہاڑ زلزلہ میں آ گیا اور سرکاری آدمی گر کر ہلاک ہو گئے اور لڑکا صحیح سالم بچ کر بادشاہ کے سامنے حاضر ہو گیا۔بادشاہ نے یہ دیکھا تو کہا کہ تیرے ساتھ والے کہاں گئے۔لڑکے نے کہا خدا نے ان کے مقابلہ میں میری مدد کی۔ تب بادشاہ نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ اس کو لے جاؤ اور دریا میں لے جا کر غرق کر دو۔سرکاری آدمی اس کو دریا کے بیچ میں لے کر پہنچے تو لڑکے نے پھر وہی دعا کی۔خدایا ان سے مجھ کو نجات دے۔فوراً ہی دریا میں جوش آیا اور وہ سب غرق ہو گئے اور لڑکا بچ گیا اور صحیح سلامت بادشاہ کے سامنے جا کھڑا ہوا۔بادشاہ نے پھر وہی سوال کیا اور لڑکے نے پھر وہی جواب دیا۔

لڑکے کی شہادت اور پوری قوم کا مسلمان ہونا

اب لڑکے نے کہا کہ اے بادشاہ اس طرح تو مجھ پر ہرگز کامیابی حاصل نہیں کر سکتا البتہ جو ترکیب میں بتاؤں اگر اس کو اختیار

کرے تو بے شک تو مجھ کو قتل کر سکتا ہے۔ بادشاہ نے لڑکے سے وہ تدبیر دریافت کی۔لڑکے نے کہا تو شہر کی تمام مخلوق کو بلند جگہ پر جمع کر جب سب جمع ہو جاویں تو اس وقت مجھ کو درخت پر لٹکا دینا اور میرے ترکش سے تیر لے کر اور یہ پڑھ کر میرے سینہ پر تیر مارنا۔ بسم الله رب الغلام اللہ کے نام پر جو اس لڑکے کا پروردگار ہے تب میں مر سکتا ہوں۔ بادشاہ نے لڑکے کے قول پر عمل کیا اور جب تمام شہر جمع ہو گیا تو لڑکے کو سولی پر لٹکا کر اور لڑکے کی بتائی ہوئی عبارت پڑھ کر اس کے تیر مارا اور لڑکا تیر کھا کر جاں بحق ہو گیا۔مخلوق نے جو یہ دیکھا تو سب نے ایک دم بآواز بلند نعرہ لگایا۔امنا برب الغلام. امنا برب الغلام ہم لڑکے کے پروردگار پر ایمان لے آئے اور سب نے دین عیسوی جو اس وقت دین حق تھا قبول کر لیا۔

قوم کو جلانے کے لئے خندقوں کا انتظام

بادشاہ پوری قوم کی یہ حالت دیکھ کر جامہ سے باہر ہو گیا اور اس نے حکم دیا کہ شہر کے ہر ایک محلہ گلی کوچہ میں خندقیں کھودو اور ان میں خوب آگ دہکاؤ۔ پھر ہر محلہ کے لوگوں کو جمع کرو اور ان سے کہو کہ اس دین سے باز آ جائیں۔ جو باز آ جائے اس کو چھوڑ دو اور جو انکار کرتا جائے اس کو دہکتی آگ میں ڈالتے جاؤ۔لوگ جوق در جوق جمع ہوتے تھے اور دین حق سے باز نہ رہنے کا اقرار کرتے اور بخوشی دہکتی آگ میں ڈالے جاتے تھے اور اس جان گسل اور ہولناک نظارہ کو بادشاہ اور اس کے مصاحبین مسرت کے ساتھ دیکھ رہے تھے کہ ایک عورت لائی گئی جس کی گود میں شیر خوار بچہ تھا۔عورت بچہ کی محبت میں جھجکی ۔فوراً بچہ نے کہا اماں صبر سے کام لے اور بے خوف خندق میں کود جا اس لئے کہ بلاشبہ تو حق پر ہے اور یہ ظالم باطل پر ہیں۔

اس قصہ کا درس

علامہ ابن کثیرؒ نے بحیثیت ایک مؤرخ یہ ثابت کیا ہے کہ بلاشبہ اس نوعیت کے متعدد واقعات پیش آ چکے ہیں جو اپنے مفہوم مراد اور مقصد کے لحاظ سے سب ہی اس سورۃ بروج کی آیات کے مصداق بن سکتے ہیں۔اور تمام واقعات کا حاصل اگر تفصیلات اور جزئیات کو نظر انداز کر دیا جائے تو ایک ہی نکلتا ہے اور وہ یہ کہ حق پرست جماعت کے حصہ میں ابدی کامرانی اور سرمدی فوز و فلاح اور ظالم اور باطل پرست جماعت دنیا میں بھی خائب و خاسر ہے اور آخرت میں ابدی جہنم نصیب ہے۔تو نزول قرآن کے وقت اہل عرب ان میں سے بعض یا کسی ایک واقعہ سے ضرور آگاہ ہوں گے۔اس لئے کفار مکہ کو یہ آیات سنائی گئیں۔ جب کہ وہ مسلمانوں پر ہر طرح کے ظلم توڑ رہے تھے اور مکہ کے مشرکین سردار اپنی آنکھوں کے سامنے مظلوم مسلمانوں پر ظلم کرا رہے تھے۔اگر انہوں نے اصحاب اخدود کے گذشتہ واقعات سے عبرت حاصل نہ کی اور اپنی حرکات سے باز نہ آئے تو ان کو بھی ہلاکت ولعنت خداوندی سے دوچار ہونا پڑے گا۔

کافروں کی سنگدلی

آگے انہی اصحاب اخدود کے متعلق بتلایا جاتا ہے۔ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ (یعنی جس وقت وہ لوگ اس آگ کے آس پاس بیٹھے ہوئے تھے اور وہ جو کچھ ایمان داروں کے ساتھ ظلم و ستم کر رہے تھے اس کو دیکھ رہے تھے) یعنی وہ ظالم اور کافر بادشاہ اور اس کے وزیر و مشیر خندقوں کے آس پاس بیٹھے ہوئے نہایت سنگ دلی سے حق پرستوں اور ایمانداروں کے آگ میں ڈالے جانے اور جلنے کا تماشہ دیکھ رہے تھے اور بدبختوں کو ذرا رحم نہ آتا تھا۔

اہل ایمان کی آزمائش

آگے ارشاد ہوا وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ

یعنی ان اہل ایمان حق پرستوں کا قصور اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ وہ کفر وشرک کی ظلمت سے نکل کر ایک زبردست اور ہر طرح کی تعریف کے لائق خدا پر ایمان لے آئے تھے جس کی بادشاہت سے زمین وآسمان کا کوئی گوشہ باہر نہیں اور جو ہر چیز کے ذرہ ذرہ احوال سے باخبر ہے تو جب ایسے خدا کے پرستاروں کو محض اس جرم پر کہ وہ کیوں اس اکیلے خدا کو مانتے ہیں آگ میں جلایا جائے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسا ظلم وستم یونہی خالی چلا جائے اور خداوند قہار ظالموں کو سخت ترین سزا نہ دے۔ رہی یہ بات کہ وہ عزیز وحمید اور قہار وجبار اگر اپنے خاص بندوں کو کسی وقت ظالموں اور کافروں کے ہاتھ سے تکلیف بھی پہنچوا دے اور اس کا راز کسی کو معلوم نہ ہو سکے تو نہ ہو لیکن دراصل اس کی خاص مصلحت وحکمت ہی کی بناء پر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ اوصاف میں سے یہ بھی ہے کہ وہ زمینوں اور آسمانوں اور کل مخلوقات کا مالک ہے اور ہر چیز پر حاضر ناظر ہے کوئی چیز اس سے مخفی نہیں۔

سورۃ البروج کے خواص

۱...... جس بچہ کا دودھ چھڑانا ہو تو یہ سورۃ لکھ کر اس کے گلے میں لٹکائیں۔ وہ بچہ آسانی سے دودھ چھوڑ دے گا۔

۲...... رات کو بستر پر جا کر اس سورۃ کو پڑھ کر سوئیں تو رات بھر ہر قسم کی آفت سے حفاظت رہے گی۔ وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ

مسافر سفر پر روانہ ہوتے وقت اپنے گھر کے دروازہ میں کھڑے ہو کر یہ آیات پڑھ لے تو وہ خود اور اس کا ساز وسامان سب محفوظ رہے گا۔

خاصیت آیت ۱۲۔۱۳.. ٹڈیوں سے حفاظت کیلئے

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ

اگر کسی ملک میں ٹڈیاں بہت ہوں تو ایک ٹڈی کو پکڑ کر اس کے پروں پر ان آیات مبارکہ کو لکھ کر چھوڑنا ٹڈیوں کے عذاب کو دور کرتا ہے۔

خاصیت آیت ۱۴۔۲۲... برائے مرض سرسام

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ذُوالْعَرْشِ الْمَجِيْدُ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ وَّ اللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ

سرسام والے مریض کو ان مبارک آیات کا کورے برتن پر لکھ کر پلانا قدرے اس کے منہ پر چھڑکنا نہایت مفید ہے۔ (طب روحانی)

سورۃ الطارق.... فضائل وخواص

۱...... پینے والی دوائیوں پر اگر اس سورۃ کو پڑھ کر دم کر لیا جائے گا تو ان کی (جزوی) مضرتوں سے حفاظت ہو جائے گی۔

۲...... اگر کسی آدمی کو احتلام کی بیماری ہو تو وہ سونے سے پہلے اس سورۃ کو پڑھ لے، ان شاء اللہ محفوظ رہے گا۔

جس دروازے سے چوری کا مال یا گریختہ نکلا ہے اس میں کھڑے ہو کر سورۂ والطارق پڑھنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ واپس آجائے گا یا اس کو خواب وغیرہ میں دیکھ لے گا۔

جس گھر میں سانپ بچھو نکلتے ہوں وہاں پر اس مبارک سورۃ کو کاغذ پر لکھ کر دیوار پر لگانا نہایت مجرب اور مفید ہے ان شاء اللہ پھر کوئی سانپ یا بچھو باہر نظر نہ آئے گا اور اگر باہر نکل بھی آئے تو کسی کو اذیت نہ پہنچائے گا۔

خاصیت آیت ۱ تا ۴... برائے پریشانی وبے خوابی

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا الطَّارِقُ النَّجْمُ الثَّاقِبُ اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْھَا حَافِظٌ

ان آیات مبارکہ کا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ تین مرتبہ پڑھ کر سونا رات کی پریشانیاں بدخوابیاں نیند کا اچاٹ ہونا اور چوروں کی دہشت سے محفوظ رکھتا ہے۔ (طب روحانی)

سورۃ الاعلیٰ.... تعارف اور شان نزول

اس سورۃ کی ابتداہی سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى سے ہوئی ہے یعنی اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ اور جو مومن آپ کے ساتھ ہیں اپنے پروردگار عالیشان کے نام کی تسبیح کیجئے۔ لفظ اعلیٰ جس کے معنیٰ ہیں سب سے اوپر۔ غالب سب سے برتر۔ عالی شان یہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام اعلیٰ مقرر ہوا۔ یہ سورۃ بھی بالاتفاق مکی ہے اور مکی دور کے ابتدائی زمانہ کی سورتوں میں سے ہے سبب نزول اس سورۃ کا مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پے در پے قرآنی سورتیں نازل ہونا شروع ہوئیں اور غیب سے بیشمار علوم اور معارف کا فیضان شروع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ خیال گزرا کہ میں خود پڑھا لکھا نہیں ہوں ایسا نہ ہو کہ ان میں سے کوئی چیز بھول جاؤں۔ اس لئے اس سورۃ میں حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ کی تسلی فرمائی کہ آپ نہیں بھولیں گے اور آپ کو بھولنے کا خطرہ ہرگز نہ کرنا چاہئے اسی واسطے حدیث شریف میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سورۃ کو بہت محبوب رکھتے تھے اور وتر کی پہلی رکعت میں اور عیدین اور جمعہ میں اکثر پہلی رکعت میں یہ سورہ اعلیٰ اور دوسری رکعت میں اس کے بعد والی سورۂ غاشیہ تلاوت فرماتے اور جمعہ والے دن اگر عید ہوتی تو عید میں اور جمعہ میں انہی دو سورتوں کو پڑھتے۔

سورۃ الاعلیٰ کے خواص

۱...... جس آدمی کو بواسیر کا مرض ہو وہ اس سورۃ کی تلاوت کرتا رہے، ان شاء اللہ صحت یاب ہو جائے گا۔

۲...... جمعہ کے دن اس سورۃ کو لکھ کر گلے میں لٹکانے سے آدمی ہر قسم کی آفات سے محفوظ رہے گا۔

۳...... حاملہ عورت کے پہلو پر پہلے مہینہ میں یہ سورۃ لکھی جائے تو اس حمل سے جو بچہ ہوگا۔ وہ اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کا مالک ہوگا۔ شروع مہینے حمل میں اگر عورت کی داہنی پسلی پر یہ سورت لکھ دیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ اولاد نرینہ پیدا ہو۔

مرید اور طالب صادق کو اس مبارک سورۃ کا اکثر تلاوت کرنا منہ کو نورانی کرتا ہے ان شاء اللہ کبھی راہ سلوک میں قبض لاحق نہ ہوگا ہمیشہ انکشافات عجائب ہوتا رہے گا اور نسبت میں رات دن ترقی ہوگی۔

خاصیت آیت ٦ تا ٨. نسیان کے مریض کیلئے مفید عمل

سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰی اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ اِنَّہٗ یَعْلَمُ الْجَھْرَ وَمَا یَخْفٰی وَنُیَسِّرُکَ لِلْیُسْرٰی

جس شخص کا حافظہ خراب ہو مزاج میں بھول زیادہ ہو تو وہ تین سو تینتالیس مرتبہ عشاء کی نماز کے بعد ان مبارک آیتوں کا روزانہ پڑھنا نہایت مجرب ہے چالیس دن کے بعد برسوں کی بھولی ہوئی چیزیں یاد آ جائیں گی مگر مع بسم اللہ الرحمٰن کے پڑھے اول اور آخر تیرہ تیرہ مرتبہ التحیات والا درود پڑھنا بھی لازمی ہے۔ (طب روحانی)

سورۃ الغاشیہ... تعارف وزمانہ نزول

اس سورۃ کی ابتدا ایک سوالیہ جملہ ھَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ سے ہوئی ہے کہ کیا آپ کو غاشیہ کی کچھ خبر پہنچی ہے۔ غاشیہ قیامت کو کہتے ہیں کیونکہ غاشیہ کا مفہوم ہے چھپا جانے والی۔ سب کو ڈھانپ لینے والی۔ ایک ایسی چیز جس کی پکڑ سے کوئی بھی نہ بچ سکے۔ تو اس لفظ غاشیہ کی مناسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ الغاشیہ مقرر ہوا۔ یہ سورۃ بالاتفاق مکی ہے اس سورۃ کا مرکزی مضمون بھی یہی ہے کہ قیامت وآخرت ضرور ہوگی اور اس دنیا میں انسان نے جو کچھ کمایا ہوگا اچھا یا برا اس کی جزاوسزا اس کو وہاں ضرور ملتی ہے۔ اس سورۃ میں پہلے قیامت کی ہولناکی کا منظر ایک خاص انداز میں پیش کیا گیا ہے اور بتلایا گیا کہ جب قیامت کی ہولناکی اچانک پیش آ جائے گی۔ کسی کو اتنی مہلت نہ ملے گی کہ وہ کسی طرح بھی اپنے کو اس مصیبت سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار کر سکے۔ جب یہ گھڑی آ جائے گی تو انجام کے اعتبار سے تمام انسان دو گروہوں میں بٹ جائیں گے ایک گروہ ان انسانوں کا ہوگا جن کے حصہ میں ذلت ورسوائی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا جہاں کی مصیبتوں اور عذابوں کا کوئی تصور نہیں کیا جا سکتا۔ ان اہل جہنم کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا اور کانٹے دار گھاس کھلائی جائے گی۔ جس سے نہ بھوک دور ہوگی نہ جسم کو کوئی فائدہ حاصل ہوگا۔ دوسرا گروہ وہ ہوگا کہ جو اس دن خوش وخرم ہوں گے۔ ان کے چہرے خوشی اور بشاشت سے دمک رہے ہوں گے۔ انہوں نے دنیا میں اللہ کی خوشنودی کے لئے جو کیا تھا اس کے نتائج دیکھ کر انہیں خوشی ہو رہی ہوگی اور انہیں وہاں جنت کے وہ انعامات اور عیش وآرام نصیب ہوگا جس کا اس وقت تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد انسانوں کو توجہ دلائی گئی کہ وہ اللہ کی مخلوقات کو دیکھ کر اس کی قدرت وحکمت کا اندازہ کریں اور اس کی معرفت حاصل کر کے اس کی بندگی وطاعت اختیار کریں۔ اخیر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی کہ آپ ان منکرین کے انکار اور مخالفت پر غم نہ کریں۔ آپ کا کام بندوں کو سیدھی راہ کی طرف دعوت دینا ہے وہ آپ کر رہے ہیں اور کرتے رہیں۔ ان کے انکار اور ان کی گمراہی کی ذمہ داری آپ پر نہیں۔ وہ اپنے انجام کے خود ذمہ دار ہوں گے اور اپنے کئے کی سزا بھگتیں گے۔ ہر شخص کو آخر لوٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف آنا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا حساب لے لیں گے۔

سورۃ الغاشیۃ کے خواص

اگر کھانے کی کسی چیز سے کسی تکلیف کا اندیشہ ہو تو اس چیز پر پہلے سورۃ الغاشیۃ پڑھ لیں پھر کھائیں تو اس چیز کے کھانے سے کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ کھانے پر دم کرنے سے اس کے ضرر سے محفوظ رہے اور درد پر پڑھنے سے سکون ہو۔

اس مبارک سورۃ کا پنجگانہ نماز کے بعد تلاوت کرنا پڑھنے والے کے دل میں آخرت کا خوف قلب رقت اعمال میں اصلاح پیدا کرتا ہے۔

خاصیت آیت ۱۔۷... مرض طاعون کیلئے مفید عمل

هَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلٰی نَارًا حَامِیَةً تُسْقٰی مِنْ عَیْنٍ اٰنِیَةٍ لَیْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِیْعٍ لَّا یُسْمِنُ وَلَا یُغْنِیْ مِنْ جُوْعٍ

ہیضہ یا طاعون کے زمانہ میں اس مبارک سورۃ کی پہلی آیتیں ا تا ۷ تک کاغذ پر لکھ کر مکان کے دروازہ پر لگانا ان شاءاللہ مکان کو اس وبا کے اثر سے بچاتا ہے۔ (طب روحانی)

فائدہ آیت ۱۷ تا ۲۰

اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ وَاِلَی السَّمَآءِ کَیْفَ رُفِعَتْ وَاِلَی الْجِبَالِ کَیْفَ نُصِبَتْ وَاِلَی الْاَرْضِ کَیْفَ سُطِحَتْ

سفر کی حالت میں آدمی کاروبار اور اہل وعیال کے جھمیلوں سے فارغ البال ہوتا ہے۔ اسی لئے مسافر سفر میں کوئی نہ کوئی مشغلہ ڈھونڈتا ہے' رفقاء سفر سے گفتگو' دنیوی امور میں غور وخوض' اہل دل ذکر وفکر اور شعراء عموماً سفر میں غزلیں' قصیدے اور نعتیں کہہ ڈالتے ہیں' عرب کے لوگ اونٹ پر سوار ہوتے تو اونٹ ان کے قریب تر ہوتا عموماً شعراء عرب اپنے اونٹ کی رفتار وغیرہ کے تذکروں میں سفر ہی میں قصیدے تیار کر لیتے تھے' اس لئے ان کو اولاً اس عجیب الخلقت جانور کی خلقت میں غور وفکر کی دعوت دی گئی' اونٹ پر بیٹھنے والا اونٹ کی رفتار سے حرکت کرتا ہے تو اس کا رخ آسمان کی طرف ہوتا ہے' اس لئے ثانیاً آسمان کی بلندی میں غور کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ جب وہ سیدھا ہوتا ہے تو اس کے سامنے پہاڑوں کا سلسلہ موجود ہے' تو تیسری چیز (پہاڑ) میں فکر وتامل کو کہا گیا ان کے عجائبات پر جب عبرت کی نگاہ پڑے گی تو عرب کا انسان حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا معترف ہو کر سر جھکا لے گا تو اس کی نگاہ زمین پر پڑے گی' چوتھی چیز جس میں غور وفکر کو کہا گیا وہ زمین ہی ہے' یہ چاروں چیزیں مشاہد ہیں اور ان میں جنت جہنم اور عذاب وثواب کے بے شمار نمونے موجود ہیں۔ اس لئے خصوصیت سے ان چار چیزوں کو ذکر کر کے مضمون سابق پر گویا ان کو دلائل قرار دیا گیا۔ (درس تفسیر)

سورۃ الفجر.... فضائل وخواص

وسط شب میں پڑھ کر جماع کرنے سے اولاد نیک بخت پیدا ہو۔

خاصیت آیت ۲۵۔۲۶... برائے مقدمہ دشمن

فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗ اَحَدٌ (۲۵) وَّلَا یُوْثِقُ وَثَاقَهٗ اَحَدٌ اگر کسی کا دشمن مقدمہ میں گرفتار ہو اور یہ شخص چاہے کہ میرا دشمن اس مقدمہ سے کسی طرح بری نہ ہو تب وہ تانبے کے پترہ پر اس آیت کو کندہ کرا کر کسی پرانے قبرستان میں دفن کر دے۔

خاصیت آیت ۲۷۔۲۸.. نزع کے وقت آسانی کیلئے عمل

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً

جس مریض کی حالت آخری ہو اسے ان مبارک آیتوں کو چینی کی طشتریوں پر لکھ کر آب زم زم سے گھول کر پلانا نزع کی تکلیف کو بفضلہ تعالیٰ آسان کرتا ہے۔ (طب روحانی)

آیت ۳۰.....واقعہ عجیبہ

امام طبرانیؒ نے کتاب العجائب میں اپنی سند سے قتان بن زرین ابی ہاشم سے ان کا اپنا واقعہ نقل کیا ہے وہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ہمیں بلاد روم میں قید کر کے وہاں کے بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا گیا اس کافر بادشاہ نے ہمیں مجبور کیا کہ ہم اس کا دین اختیار کریں اور جو اس سے انکار کرے اس کی گردن ماردی جائیگی۔ ہم چند آدمی تھے ان میں سے تین آدمی تو جان کے خوف سے مرتد ہو گئے اور بادشاہ کا دین اختیار کر لیا اور چوتھا آدمی پیش ہوا تو اس بادشاہ کا دین کفر اختیار کرنے سے انکار کر دیا' لہٰذا اس کا سر کاٹ کر ایک قریبی نہر میں ڈال دیا گیا اس وقت تو وہ سر پانی کی تہ میں چلا گیا' اس کے بعد پانی کی سطح پر ابھر آیا اور ان لوگوں کی طرف دیکھ کر اور ان کا نام لے لے کر آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "**یایتها النفس المطمئنة ارجعي الى ربک راضية مرضية' فادخلي في عبادي وادخلي جنتي**"

اس کے بعد پھر پانی میں غوط لگا دیا' یہ عجیب واقعہ سب حاضرین نے دیکھا اور سنا اور وہاں کے نصاریٰ یہ دیکھ کر سن کر تقریباً سب ہی مسلمان ہو گئے اور بادشاہ کا تخت ہل گیا' وہ تین آدمی بھی جو مرتد ہو گئے تھے پھر مسلمان ہو گئے' خلیفہ ابو جعفر منصور نے ہم سب کو اس کی قید سے رہا کرایا۔ (قرآن کے بکھرے موتی)

سورۃ البلد...تعارف وشان نزول

اس سورۃ کی پہلی ہی آیت میں بلد کی قسم کھائی گئی ہے جس کے لفظی معنی شہر کے ہیں اور مراد شہر مکہ ہے اسی وجہ سے اس سورۃ کا نام بلند مقرر ہوا یہ سورۃ بھی مکی ہے۔ اس سورۃ کے شان نزول کے سلسلہ میں ایک روایت یہ بھی لکھی ہے کہ قریش میں ایک کافر اسید بن کلدہ نہایت قوی ہیکل اور زور آور پہلوان تھا اس کو اپنی طاقت اور توانائی پر بڑا ناز تھا اور اس کی طاقت کا یہ حال تھا کہ اپنے پاؤں سے گائے بیل کا چمڑہ دبا لیتا اور لوگوں سے کہتا کہ میرے پاؤں کے نیچے سے چمڑہ کھینچ کر باہر کرو۔ بہت سے لوگ مل کر زور آزمائی کرتے مگر چمڑہ کھینچنے سے ٹکڑہ ٹکڑہ ہو جاتا اور اس کے پاؤں تلے سے نہ نکلتا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دعوت اسلام دی تو وہ کافر ایمان نہ لایا اور اس نے بہت سخت سست کلمات آپ کی شان میں استعمال کئے اور کہنے لگا کہ تم مجھے آتش دوزخ کے مؤکلوں سے کیا ڈراتے ہو۔ میرا بایاں ہاتھ ان سب کو سزا دینے کے لئے کافی ہے۔ میرے مقابلہ کی کون تاب لاسکتا ہے اور مجھ پر کون غالب آسکتا ہے اور بہشت کی نعمتوں سے مجھے کیا پھسلاتے ہو۔ میں نے شادیوں اور خوشی کی تقریبات میں اتنا مال دولت خرچ کیا ہے کہ تمہاری بہشتی نعمتیں اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ اور تمہاری جنت کی قیمت تو میرے اس خرچ کئے ہوئے مال کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتی۔ اس کی ان باتوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی اور بتایا کہ انسان کو اپنی قوت اور زور اور مال و دولت کی کثرت اور بڑائی پر مغرور و نازاں نہ ہونا چاہئے۔ اور اگر یہ انسان پیدائش سے لے کر موت تک کے واقعات و تغیرات پر غور کرے تو یہ خوب واضح ہو جاتا ہے کہ اسے کس قدر تکالیف اور شدائد کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

سورۃ البلد کے خواص

۱...... بچہ جب پیدا ہو تو فوراً اس پر اس سورۃ کو پڑھ کر دم کرنے سے وہ بچہ ہر قسم کی مضرّت رساں مخلوقات سے محفوظ ہو جائے گا۔

۲...... وہ لوگ جو مالی مشکلات کا شکار ہوں اور اپنی گزران میں تنگ ہوں تو ان کے لیے یہ سورۃ کسی خزانہ سے کم نہیں ہے، صبح کی نماز سے پہلے اور بعد میں اس کی تلاوت کو اپنا معمول بنالیں، ان شاء اللہ کبھی ان کی جیب پیسوں سے خالی نہ ہوگی۔

ولادت کے وقت لکھ کر بچے کے باندھ دینے سے سب موذی جانور اور پیچش سے محفوظ رہے۔
سورۃ بلد کا گیارہ مرتبہ روزانہ پڑھنا درد گردہ اور مرگی والے کیلئے نہایت مفید عمل ہے۔

خاصیت آیت ۱۔۲... برائے حصول اولاد

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ م بِهٰذَا الْبَلَدِ

اگر بانجھ عورت سات دن تک ایام حیض میں چینی کی طشتری پر اس آیت کو لکھ کر پیتی رہے اور جب پاک ہو کر غسل کرے اور شوہر کے پاس جائے تین ماہ تک ہر ماہ ایسے ہی کرے ان شاء اللہ صاحب اولاد ہو جائے گی۔ (طب روحانی)

سورۃ الشّمس.... تعارف وزمانہ نزول

اس سورۃ کی ابتدا ہی وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا سے فرمائی گئی ہے یعنی قسم ہے سورج کی اور اس کی روشنی کی۔ چونکہ اس سورۃ کی ابتداء ہی لفظ والشمس یعنی آفتاب یا سورج سے ہوئی ہے۔ اس لئے اس سورۃ کا نام ہی الشّمس قرار پایا۔ یہ مکی دور کی ابتدائی سورتوں میں سے ہے۔ یہ ایمان واسلام کے ابتدائی دور کی ایک سورۃ ہے جب کہ قریش اور اہل مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا انکار کر رہے تھے۔ اللہ کے رسول کی باتوں کو جھٹلاتے تھے اور جن حقیقتوں کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم دے رہے تھے وہ انہیں سچا نہ جانتے تھے۔ اس سورۃ میں انہیں اہل مکہ کو متنبہ کیا جا رہا ہے اور گذشتہ واقعات میں سے قوم ثمود کے ایک مشہور واقعہ کی طرف جو اہل عرب میں مشہور تھا انہیں متوجہ کیا گیا کہ دیکھو اللہ کے رسول کی تکذیب اور اس سے سرکشی اور حق کے مقابلہ میں ڈھٹائی اختیار کرنے کی سزا اس سے پہلے قوم ثمود کو مل چکی ہے۔ اس سے تمہیں سبق لینا چاہئے اگر تم اپنی روش سے باز نہ آئے تو پھر اس جیسا انجام تمہارا بھی ہوگا۔ یہی ہے خلاصہ مفہوم اس سورۃ کا اور اگر چہ یہ سورۃ مختصر ہے لیکن توحید اور آخرت کی پوری دعوت اور اس کو نہ ماننے کے نتائج پوری طرح اس میں سمیٹ دیئے گئے ہیں۔

سورۃ الشّمس کے خواص

۱...... جو آدمی کثرت کے ساتھ اس سورۃ کی قراءت کرے تو وہ ہر جگہ اور ہر میدان میں کامیاب وکامران ہوگا۔
۲...... جو آدمی سورۃ الشّمس سے دم کیا ہوا یا سورۃ الشّمس لکھ کر اسے پانی سے دھو کر وہ پانی پیئے تو اگر اس پر گھبراہٹ اور خوف ہو تو وہ جاتا رہے گا۔
۳...... اگر دشمن کا گھر ویران کرنا مقصود ہو تو ایک ایسی ٹھیکری پر سورۃ الشّمس لکھے جسے غیر شادی شدہ آدمی نے بنایا ہو، پھر اس ٹھیکری کو کوٹ لے اور دشمن کے مکان میں بکھیر دے۔

مرگی والے اور بے ہوش والے کے کان میں پڑھنا مفید ہے اور اس کا پانی بخار والے کو نافع ہے۔
اس سورۃ کا اشراق کی نماز کے بعد ایک دفعہ پڑھنا فالج لقوہ رعشہ سے بفضلہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے۔
جن عورتوں کے بچے مر جاتے ہیں ان کے لئے حمل کے پہلے مہینہ میں پاؤ بھر دیسی اجوائن آدھ پاؤ سیاہ مرچ ڈھائی پاؤ شہد خالص پر چاند کے شروع میں پیر کے دن اشراق کی نماز کے بعد اکتالیس مرتبہ اس مبارک سورۃ کو پڑھ کر دم کرنا پھر روزانہ ایام حمل میں ایک چٹکی اجوائن تین دانہ سیاہ مرچ کے ایک انگلی شہد کی روزانہ کھانا نہایت مفید عمل ہے اگر اشیاء ختم ہو جائیں تو دوبارہ پھر پڑھ کر تیار کرلیں۔ (طب روحانی)

سورۃ اللیل....تعارف وزمانہ نزول

اس سورۃ کی ابتدا ہی لفظ وَالَّیْلِ سے ہوئی ہے لیل کے معنی رات کے ہیں۔اس لئے علامت کے طور پر اس کو سورۃ الیل کہا جاتا ہے یہ بھی مکی سورۃ ہے اور اس کا نزول مکہ میں دعوت اسلام کے ابتدائی دور میں ہوا ہے۔

اس سورۃ کا مضمون اگر چہ عام ہے لیکن روایات کثیرہ شاہد ہیں کہ اس سورۃ کا نزول سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ اور کفار مکہ میں امیہ بن خلف کے متعلق ہوا۔حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ سبب نزول اس سورۃ کا یہ ہے کہ مکہ معظمہ میں دو شخص رئیسوں میں بڑے مالدار تھے۔ایک حضرت ابوبکر صدیق اور دوسرا امیہ بن خلف اور ان دونوں کا معاملہ مال صرف کرنے میں مختلف تھا۔امیہ مال بہت رکھتا تھا اور متعدد غلاموں کو تربیت کر کے ہر ایک کو ایک ایک کام سپرد کیا تھا۔کوئی کھیتی کا نگران تھا۔کوئی میووں کے باغ کا۔کوئی قیمتی کپڑوں کی تجارت پر تعینات تھا۔کوئی مواشی اور جانوروں پر مقرر تھا تاکہ دودھ، دہی اور نسل کی خبر داری کرے۔اس تدبیر سے بہت مال جمع کیا تھا مگر باوجود ثروت و مالداری کے ایک کوڑی غریب وفقیر کو نہیں دیتا تھا اور اگر کبھی کوئی غلام کسی محتاج کو کچھ دے دیتا تو اس پر خفا ہوتا اور اگر کوئی اس کم بخت کو بطور نصیحت کچھ سمجھاتا تھا کہ باوجود اس کثرت مال کے اللہ کی راہ پر محتاجوں اور مسکینوں کو کس واسطے نہیں دیتا اور آخرت کا ذخیرہ کیوں نہیں کرتا تو وہ بدبخت اس کے جواب میں کہتا کہ اول تو آخرت ہے کہاں اور اگر بالفرض ہوئی بھی تو اس قدر مال دولت اسباب اور اولاد میں نے جمع کیا ہے کہ مجھ کو کچھ احتیاج جنت کی نعمتوں کی نہیں ہے جن کی طمع اور لالچ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فقیروں اور محتاجوں کو دیتے ہیں اور اس سبب سے ان لوگوں کو اپنا گرویدہ کرتے ہیں۔مجھ کو کچھ پرواہ نہیں۔اس کے غلاموں میں ایک حضرت بلالؓ بھی تھے جو پوشیدہ طور پر اسلام لے آئے تھے۔جب اس کو آپ کے اسلام لانے کی خبر پہنچی تو اس ملعون نے کہا کہ اس دین کو چھوڑ دے نہیں تو میں بری طرح سے پیش آؤں گا۔اور مارتے مارتے مار ہی ڈالوں گا۔حضرت بلالؓ نے کہا کہ میں تو اس دین سے اب پھر نہیں سکتا تیرا جو جی چاہے سو کر۔اس شقی ازلی نے اپنے دوسرے غلاموں کو حکم دیا کہ دن چڑھتے ان کے بدن میں ببول کے کانٹے چبھویا کرو اور جب آفتاب خوب گرم ہو تب دھوپ میں ان کو چت لٹا کر سر سے پیر تک ان پر گرم پتھر رکھ دیا کرو تاکہ ہل نہ سکیں اور ان کے گرد آگ جلا دیا کرو اور جب شام ہو تو ہاتھ پیر باندھ کے اندھیرے مکان میں قید رکھو اور باری باری سے رات بھر کوڑے مارا کرو اور صبح تک یہ مار موقوف نہ کرو۔اللہ! اللہ! اسی طرح سے کتنے دنوں تک حضرت بلالؓ اس مصیبت میں گرفتار رہے۔مگر اس پر بھی پکار پکار کر احد احد کہا کرتے۔یعنی معبود میرا ایک ہی ہے۔ایک روز حضرت ابوبکر صدیقؓ رات کے وقت اس طرف سے گزرے اور اس ملعون امیہ بن خلف کے مکان سے آواز آہ وزاری کی آپ کے کان میں پڑی۔آپ نے پوچھا کہ اس گھر میں کیا ہوتا ہے اور یہ آواز کیسی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ بلال نامی ایک غلام ہے اس کو مارا جاتا ہے اور یہ آواز اس غلام کے رونے کی ہے۔اے اللہ اپنے اس شیدائی اسلام اور عاشق رسول کے آنسوؤں اور آہ و بکا کے طفیل میں تو ہم کو بھی اسلام پر استقامت نصیب فرما اور اپنے سچے دین کی نہ مٹنے والی سچی محبت عطا فرما۔ حضرت صدیق اکبرؓ کو یہ معلوم ہو کر نہایت رنج وقلق ہوا اور صبح کے وقت اس کے گھر پر آپ پھر تشریف لے گئے اور اس مردود ظالم امیہ بن خلف کو نصیحت کرنا شروع کی کہ خدا سے ڈر اور اس غلام پر اتنا ظلم ناحق مت کر اس واسطے کہ اس نے سچے دین کو قبول کیا ہے۔اور اللہ تعالیٰ کی دوستی اور رضامندی کو اختیار کیا ہے تجھ کو چاہیے کہ اس غلام کو غنیمت جان اور اسکے ساتھ احسان کر کہ آخرت میں تیرے کام آوے گا۔

ملعون امیہ بن خلف نے کہا کہ آخرت ہے کہاں اور دین کہاں سے معلوم ہوا کہ سچا ہے۔ اور اگر بالفرض آخرت ہوئی بھی تو مجھ کو دنیا میں کس چیز کی کمی ہے کہ آخرت کی نعمتوں پر جو فقط وہم اور خیال ہے فریفتہ ہوں۔ میرے پاس دنیا میں بھی بہشت موجود ہے چنانچہ تم بھی جانتے ہو کہ کوئی ایسی چیز نہیں جو میرے کارخانہ میں کثرت سے موجود نہ ہو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پھر اسے سمجھایا اور نصیحت کی کہ میرا کہا مان۔ اس بے چارے مسکین پر ظلم کرنے سے باز آ۔ اس بدبخت نے کہا کہ اگر تمہارا دل اس پر ترس کھاتا ہے تو تم بھی مالدار ہو اور آخرت کا اعتقاد رکھتے ہو۔ تم ہی ثواب کماؤ اور اس غلام کو مجھ سے خرید لو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو اس بات کی آرزو دل میں رکھتے تھے۔ اس سے کہا کہ بہتر ہے جو تو طلب کرے میں دوں گا اور اس کو خرید وں گا۔ اس کافر نے کہا کہ اگر یونہی تمہیں منظور ہے اور تمہیں اس کے خریدنے کا بڑا شوق ہے تو اپنا غلام نسطاس رومی کہ وہ آپ کے غلاموں میں سب سے بڑی لیاقت اور قابلیت تجارت وغیرہ کی رکھتا تھا اور قریب دو ہزار دینار کے پونجی جمع کی تھی وہ مجھ کو دے دو اور اس غلام یعنی بلال کو مجھ سے لے لو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کہ جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے جان تک دینے میں عذر نہ رکھتے تھے اس بات کو فوراً دل وجان سے قبول کیا بلکہ چالیس اوقیہ اور زیادہ کر کے اس کافر کو دیئے اور حضرت بلال کو قید خانہ سے باہر نکال کر اپنے ساتھ لے کر چلے۔ وہ کافر امیہ بن خلف آپ کو دیکھتا تھا اور ہنستا تھا اور اپنے مصاحبوں سے کہتا تھا کہ اس شخص نے باوجود اس عقل و دانائی کے اس معاملہ میں کس قدر دھوکہ کھایا ہے اور کتنا اپنا نقصان کیا اور ایسے غلام کو جو دو ہزار دینار کی پونجی بھی رکھتا تھا ایسے نکمے غلام کے عوض جو کسی کام کا نہیں ہے اور ایک کوڑی بھی پونجی نہیں رکھتا ہے دیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو یہ بات سنی تو فرمایا کہ اس غلام کا مرتبہ یعنی حضرت بلال کا اس قدر میرے نزدیک ہے کہ اگر تمام یمن کی بادشاہت کے عوض میں تو بیچتا تو بھی میں بغیر لئے نہ چھوڑتا۔ پھر بلالؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے جا کر حاضر کیا اور تمام احوال جو گزرا تھا عرض کیا کہ اس طرح میں نے ان کو خرید کیا ہے اور آپ گواہ رہیے کہ اللہ کی رضامندی کے واسطے ان کو میں نے آزاد کیا۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے بہت خوش ہوئے اور حضرت بلالؓ آزاد ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں رہنے لگے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے ابتدائے اسلام سے جو مسلمانوں کی نہایت ضعیفی اور عاجزی کا وقت تھا اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مصارف اور حاجتوں میں اور کافروں کے پنجے سے مسلمانوں کو چھڑا لینے میں بے دریغ خرچ کیا اور متعدد غلام اور لونڈی قریش کے کہ جنہوں نے دین اسلام دل سے قبول کیا تھا اور ان کے مالک اس سبب سے ان کو ایذا دیتے تھے خرید خرید کر اللہ کی رضامندی کے واسطے آزاد کر دیئے تھے۔ لکھا ہے کہ مسلمانوں پر تیرہ سال کے عرصہ میں آپ نے اپنی تمام دولت کو صرف کیا اور قریب چھ ہزار درہم کے باقی رہے تھے جو کچھ ہجرت کے سفر میں اور کچھ مسجد نبوی کی زمین کے خریدنے میں اور کچھ دوسرے نیک کاموں میں خرچ کئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا اپنی زبان فیض ترجمان سے اس کلمہ کو ارشاد فرمایا ہے کہ کسی کے مال سے مجھ کو اس قدر فائدہ نہیں پہنچا جس قدر ابوبکر کے مال سے مجھ کو فائدہ ہوا۔

الحاصل جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کا تمام مال اسلام کی نصرت اور شوکت کی زیادتی میں اور مسلمانوں کی خلاصی اور ضعیف مسلمانوں کی مدد اور دستگیری میں صرف ہو چکا اور اللہ کی راہ میں بالکل فقیر اور محتاج ہو گئے تو ایک روز ایک کمبل کو کرتے کی طرح گلے میں ڈال کر اس کو کانٹوں سے گونتھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے تھے۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت ابوبکر صدیق تو بڑے مالدار اور تونگر تھے یہ کیا ہوا کہ فقیروں کے سے کپڑے پہنے بیٹھے

ہوئے ہیں۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے اپنا سب مال مجھ پر اور میرے واسطے خرچ کر ڈالا اور اپنے پاس کچھ نہ رکھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ حق تعالی نے ابوبکر کو سلام فرمایا ہے اور پوچھا ہے کہ کیا اس فقیری میں بھی مجھ سے راضی ہیں یا کچھ دل میں رنج وملال ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس کلام کے سننے سے عجیب حالت اور کیفیت پیدا ہوئی اور اصحاب حال کے مانند بے خود ہو گئے اور اس کلمہ کو بار بار اپنی زبان پر لاتے رہے۔ انا عن ربی راض' انا عن ربی راض میں اپنے پروردگار سے راضی ہوں۔ میں اپنے پروردگار سے راضی ہوں۔ تو اگر چہ اس سورۃ کے الفاظ عام ہیں مگر محدثین ومفسرین کا کہنا ہے کہ اس سورۃ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور امیہ بن خلف کے معاملات وحالات کا نقشہ کھینچ کر سعادت وشقاوت کے راستہ بتائے گئے ہیں۔

ابن ابی حاتم کی ایک بہت ہی غریب حدیث میں اس پوری سورت کا شان نزول یہ لکھا ہے کہ ایک شخص کا کھجوروں کا باغ تھا۔ ان میں سے ایک درخت کی شاخیں ایک مسکین شخص کے گھر میں پڑتی تھیں وہ بے چارہ غریب۔ نیک بخت اور بال بچے دار تھا۔ باغ والا جب اس درخت کی کھجوریں اتارنے آتا تو اس مسکین کے گھر میں جا کر وہاں کی کھجوریں بھی اتارتا۔ اس میں سے جو کھجوریں نیچے گرتیں انہیں اس غریب شخص کے بچے چن لیتے تو یہ آکر ان سے چھین لیتا بلکہ اگر کسی بچے نے منہ میں ڈال بھی لی تو انگلی ڈال کر اس کے منہ سے نکال لیتا۔ اس مسکین نے اس کی شکایت رسول خدا ﷺ سے کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا تم جاؤ اور آپ ﷺ اس باغ والے سے ملے اور فرمایا کہ تو اپنا وہ درخت جس کی شاخیں فلاں مسکین کے گھر میں ہیں مجھے دیدے اللہ تعالی اس کے بدلے میں تجھے جنت کا ایک درخت دے گا۔ وہ کہنے لگا کہ اچھا حضرت میں نے دیا مگر مجھے اس کی کھجوریں بہت اچھی لگتی ہیں میرے تمام باغ میں ایسی کھجوریں کسی اور درخت کی نہیں آنحضرت ﷺ یہ سن کر خاموشی کے ساتھ واپس تشریف لے چلے۔ ایک شخص جو یہ بات سن رہا تھا۔ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ حضرت اگر یہ درخت میرا ہو جائے اور میں آپ کا کر دوں تو کیا مجھے بھی اس کے بدلے میں جنتی درخت مل سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ شخص اس باغ والے کے پاس آئے انکا بھی ایک باغ کھجوروں کا تھا یہ پہلا شخص اس سے وہ ذکر کرنے لگا کہ حضور ﷺ مجھے فلاں درخت کھجور کے بدلے جنت کا ایک درخت دینے کو فرمارہے تھے میں نے یہ جواب دیا، یہ سن کر وہ خاموش رہے پھر تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ تم اسے بیچنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا نہیں، ہاں یہ اور بات ہے کہ جو قیمت اس کی مانگوں وہ کوئی مجھے دیدے لیکن کون دے سکتا ہے؟ پوچھا کیا قیمت لینا چاہتے ہو؟

کہا چالیس درخت خرما کے، اس نے کہا یہ تو بڑی زبردست قیمت لگا رہے ہو ایک کے چالیس؟ پھر اور باتوں میں لگ گئے، پھر کہنے لگے اچھا میں اسے اتنے میں خریدتا ہوں اس نے کہا اچھا اگر سچ مچ خریدنا ہے تو گواہ کر لو۔ اس نے چند لوگوں کو بلا لیا اور معاملہ طے ہو گیا گواہ مقرر ہو گئے پھر اسے کچھ سوجھی تو کہنے لگا کہ دیکھئے صاحب جب تک ہم تم الگ نہیں ہوئے یہ معاملہ طے نہیں ہوا اس نے بھی کہا بہت اچھا میں بھی ایسا احمق نہیں ہوں کہ تیرے ایک درخت کے بدلے جو خم کھایا ہوا ہے اپنے چالیس درخت دے دوں، تو یہ کہنے لگا اچھا اچھا مجھے منظور ہے لیکن جو درخت میں لوں گا وہ تنے والے بہت عمدہ لوں گا اس نے کہا اچھا منظور۔ چنانچہ گواہوں کے روبرو یہ سودا فیصل ہوا اور مجلس برخاست ہوئی یہ شخص خوشی خوشی نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! اب وہ درخت میرا ہو گیا اور میں نے اسے آپ کو دے دیا رسول اللہ ﷺ اس مسکین کے پاس تشریف لے گئے اور فرمانے لگے کہ یہ درخت تمہارا ہے اور تمہارے بال بچوں کا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ (تفسیر ابن کثیر)

سورۃ اللیل کے خواص

۱.....اگر کسی کو مرگی کا دورہ پڑ جائے تو اس سورۃ کو اس کان میں پڑھنے سے مرگی کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔

۲.....اگر کسی کو بخار ہو تو سورۃ اللیل پانی پر دم کر کے اس پانی کو پی لے، یا اسے لکھ کر اور پانی میں دھو کر پی لے۔ ان شاء اللہ بخار اتر جائے گا۔

رزق کی ترقی کیلئے نوکری لگ جانے کے لئے اس مبارک سورۃ کا اکتالیس مرتبہ پڑھنا اور اکتالیس پیسہ راہ خدا میں خرچ کرنا اکتالیس روز تک یہی عمل برابر یونہی کرنا نہایت مفید عمل ہے۔

اگر کوئی شخص گم ہو جائے اس کے سلامت واپس آنے کے لئے اس سورت کو ہرن کی کھال پر لکھ کر کسی درخت پر لٹکانا نہایت مفید ہے۔ (طب روحانی)

سورۃ الضحیٰ... تعارف وسبب نزول

روایات صحیحہ میں ہے کہ جبریل علیہ السلام دیر تک رسول اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آئے (یعنی وحی قرآنی بند رہی) مشرکین کہنے لگے کہ (لیجئے) محمد کو اس کے رب نے رخصت کر دیا۔ اس کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ میرا گمان یہ ہے (واللہ اعلم) کہ یہ زمانہ فترۃ الوحی کا ہے جب "سورۃ اقرا" کی ابتدائی آیات نازل ہونے کے بعد ایک طویل مدت تک وحی رکی رہی تھی اور حضور ﷺ خود اس فترت کے زمانہ میں سخت مغموم و مضطرب رہتے تھے تا آنکہ فرشتے نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے "یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ" کا خطاب سنایا۔ اغلب ہے کہ اس وقت مخالفوں نے اس طرح کی چہ میگوئیاں کی ہوں چنانچہ ابن کثیرؒ نے محمد بن اسحاق وغیرہ سے جو الفاظ نقل کیے وہ اسی احتمال کی تائید کرتے ہیں ممکن ہے کہ اسی دوران میں وہ قصہ بھی پیش آیا ہو جو بعض احادیث صحیحہ میں بیان ہوا ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ بیماری کی وجہ سے دو تین رات نہ اٹھ سکے، تو ایک (خبیث) عورت کہنے لگی اے محمد! معلوم ہوتا ہے تیرے شیطان نے تجھ کو چھوڑ دیا ہے (العیاذ باللہ) غرض ان سب خرافات کا جواب سورہ "والضحیٰ" میں دیا گیا ہے پہلے قسم کھائی دھوپ چڑھتے وقت کی اور اندھیری رات کی پھر فرمایا کہ (دشمنوں کے سب خیالات غلط ہیں) نہ تیرا رب تجھ سے ناراض اور بیزار ہوا نہ تجھ کو رخصت کیا بلکہ جس طرح ظاہر میں وہ اپنی قدرت و حکمت کے مختلف نشان ظاہر کرتا اور دن کے پیچھے رات اور رات کے پیچھے دن کو لاتا ہے۔ یہی کیفیت باطنی حالات کی سمجھو اگر سورج کی دھوپ کے بعد رات کی تاریکی کا آنا اللہ کی خفگی اور ناراضی کی دلیل نہیں اور نہ اس کا ثبوت ہے کہ اس کے بعد دن کا اجالا کبھی نہ ہوگا تو چند روز نور وحی کے رکے رہنے سے یہ کیونکر سمجھ لیا جائے آجکل خدا اپنے منتخب کیے ہوئے پیغمبر سے خفا اور ناراض ہو گیا اور ہمیشہ کے لیے وحی کا دروازہ بند کر دیا ایسا کہنا تو خدا کے علم محیط اور حکمت بالغہ پر اعتراض کرنا ہے گویا اسے خبر نہ تھی کہ جس کو میں نبی بنا رہا ہوں وہ آئندہ چل کر اس کا اہل ثابت نہ ہوگا؟ العیاذ باللہ۔ (تفسیر عثمانی)

اس سورت کے سبب نزول کے متعلق بخاری و مسلم میں حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے آیا ہے اور ترمذی نے حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کی ایک انگلی زخمی ہو گئی اس سے خون جاری ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ **ان انت الا اصبع دمیت و فی سبیل اللہ ما لقیت** یعنی تو ایک انگلی ہی تو ہے جو خون آلودہ ہو گئی اور جو کچھ تکلیف تجھے پہنچی وہ اللہ کی راہ میں ہے۔ (اس لئے کیا غم ہے) حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ ذکر کر کے فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد (کچھ روز) جبرئیل امین کوئی وحی لیکر نہیں آئے تو مشرکین مکہ نے یہ طعنہ دینا شروع کر دیا کہ محمد ﷺ کو ان کے خدا نے چھوڑ دیا اور

ناراض ہو گیا۔اس پر یہ سورت ضحیٰ نازل ہوئی۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ کی روایت جو بخاری میں ہے اس میں ایک دو رات تہجد میں نہ اٹھنے کا ذکر ہے۔ وحی میں تاخیر کا ذکر نہیں اور ترمذی میں تہجد میں ایک دو رات نہ اٹھنے کا ذکر نہیں صرف وحی میں تاخیر کا ذکر ہے۔(معارف مفتی اعظم)

سورۃ الضحیٰ کے خواص

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث ومفسر دہلویؒ نے لکھا ہے کہ اس مبارک سورۃ کی ایک مجرب خاصیت یہ ہے کہ گم ہوئی چیز کے واسطے اس سورۃ کو سات بار پڑھے اور شہادت کی انگلی کے سرے کو اپنے سر کے اردگرد پھراتا جاوے اور اس کے بعد اصبحت فی امان الله و امسیت فی جوار الله امسیت فی امان الله و اصبحت فی جوار الله پڑھ کر دستک دیوے تو گم شدہ چیز پھر مل جاوے۔

جس کی کوئی چیز گم ہوگئی ہو یا کوئی شخص بھاگ گیا ہو اس کو سات مرتبہ پڑھنے سے واپس آجائے گا۔

دو شخصوں میں ملاپ کرانے کے لئے اس سورۃ کو اکیس مرتبہ عشاء کی نماز کے بعد پڑھ کر سونا پھر صبح کی نماز کے بعد سات مرتبہ درود شریف سات مرتبہ سورۃ الضحیٰ پڑھ کر بہت دیر تک حصول مقصد کے لئے دعا کرے ان شاءاللہ گیارہ دن میں مقصد پورا ہوگا۔

بدخوابی یا سوئے ہوئے ڈرنا۔رونا ان سب باتوں کو دفعہ کرنے کے لئے والضحیٰ کا سات مرتبہ روزانہ پڑھ کر سونا مفید ہے۔

اس مبارک سورۃ کا تین سو تیرہ مرتبہ اکیس روز تک روزانہ پڑھنا اور تین غریبوں کو کھانا کھلانا ترقی مال کے لئے اور تجارت کے چلنے کے لئے نہایت مجرب اور مفید عمل ہے۔(طب روحانی)

سورۃ الانشراح...تعارف وسبب نزول

اس کے سبب نزول میں بعض مفسرین نے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ اے میرے پروردگار تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خُلّت کا مرتبہ بخشا اور حضرت موسیٰ کو کلیم کی خِلعت سے نوازا اور حضرت داؤدؑ کو لوہا اور پہاڑوں کو تابع دار کر کے ممتاز کیا اور حضرت سلیمانؑ کو جنات وانسانوں پر سلطنت دے کر ہوا کو فرماں بردار کر کے سرفراز فرمایا۔ میرے واسطے اے الہ العالمین آپ نے کیا چیز خاص کی؟ اس سوال کے جواب میں حق تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی۔اس طرح یہ سورۃ بھی مکی دور کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی۔

سورۃ الانشرح کے خواص

۱.....اگر کسی کا دل تنگی اور گھٹن میں ہو تو اس کے سینہ پر اس سورۃ کو پڑھ کر دم کیا جائے،ان شاءاللہ تکلیف جاتی رہے گی۔

۲.....اگر کسی کے دل میں درد ہو تو بھی اس آدمی کے سینہ پر دل کی جانب میں یہ سورۃ پڑھ کر دم کرنے سے راحت ہو جائے گی۔

۳.....اگر کسی کو پتھری ہو یا مثانے میں کوئی اور تکلیف ہو تو یہ سورۃ پانی پر دم کر کے وہ پانی پیئے یا کاغذ میں لکھے اور پانی میں دھولے اور پھر وہ پانی پی جائے۔سینہ پر دم کرنے سے تنگی اور درد قلب کو سکون ہو۔اس کا پینا پتھری کو ریزہ ریزہ کر کے نکال دیتا ہے۔

۱۔سورۃ الم نشرح لکھ کر پانی میں گھول کر پلانا حفظ قرآن کیلئے اور تحصیل علم کے لئے خاص ہے۔

۲۔جن کا حافظہ کمزور ہو وہ سات دن تک ان آیات کریمہ کو روٹی کے ٹکڑوں پر لکھ کر کھالیا کریں اس طرح کہ

ہفتہ کو یہ آیت لکھ کر کھائے "فَتَعَلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ" (سورہ مومنون: آیت ۱۱۶)

اوراتوار کے روز یہ لکھے:"رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا" (سورۂ طٰہٰ: آیت۱۱۴)

پیر کے روز یہ لکھے:"سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰی" (سورۃ الاعلیٰ: آیت ۶)

منگل کے روز یہ لکھے:"اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا یَخْفٰی" (سورۃ الاعلیٰ: آیت ۷)

بدھ کے روز یہ لکھے:"لَا تُحَرِّکْ بِهٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِهٖ" (سورالقیمۃ آیت ۱۶)

جمعرات کے روز یہ لکھے:"اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ" (سورۃ القیمۃ آیت ۱۷)

جمعہ کو یہ لکھے:"فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ" (سورۃ القیمۃ آیت ۱۸)

صبح کے وقت باوضو لکھ کر کھلائیں ان شاء اللہ حافظہ قوی ہوگا۔ (فلاح دارین، حوالہ خزانہ اعمال صفحہ ۱۷)

اس مبارک سورت کا ختم پڑھنا ترقی مدارج دین اور ترقی مراتب دنیا کے لئے نہایت مفید ہے مال بکثرت ہو اولاد نیک بخت پیدا ہو ہر قسم کی عزت وآبرو جہاں میں نیک نامی ہو خاندان میں بیماری ہیضہ طاعون وغیرہ داخل نہ ہو الغرض یہ سورۃ ایک خزانہ ہے عرش الٰہی کے خزانوں میں سے۔

ترکیب ختم یہ ہے کہ ہر روز غسل کرنے کے بعد دو رکعتیں نفل پڑھنے کے بعد سات سو سترہ مرتبہ اس مبارک سورۃ کو دو زانوں بیٹھ کر پڑھے جب پڑھ چکے تب آخر میں سات مرتبہ یاذاالجلال والاکرام بلند آواز سے کہہ کر وظیفہ کو ختم کرے چالیس دن تک اسی طرح کرتا رہے جس وقت چلہ پورا ہو جائے تب روزانہ اکتالیس مرتبہ اس سورت کو بعد نماز عشاء کے پڑھتا رہے ان شاء اللہ عمل قبضہ میں رہے گا اور بے حد نفع دارین کے حاصل ہوں گے۔ (طب روحانی)

سورۃ التین ....فضائل وخواص

۱......اگر مسافر سفر میں کوئی خطرہ محسوس کرتا ہو تو اپنے ساتھ سورۃ التین رکھے۔ سفر سے واپس لوٹنے تک وہ ہر قسم کے امن میں رہے گا۔

۲......کھیتی اور باغ کے پھل پھول میں برکت اور حفاظت مطلوب ہو تو سفید شیشہ کے پاک برتن میں سورۃ التین لکھے اور اسے بارش کے پانی سے دھو کر کھیتی اور باغ میں چھڑکے، ان شاء اللہ کھیتی اور باغ خوب پھلے پھولے گا اور ہر قسم کی آفت سے محفوظ رہے گا۔

اگر کوئی شخص اس صورت کو حمل کی ابتداء سے نو مہینے تک برابر سفید چینی کی پلیٹ پر لکھ کر روزانہ نہار منہ عورت کو پلائے تو ان شاء اللہ خوبصورت لڑکا پیدا ہوگا۔

اگر کوئی شخص چاہے کہ میرے گھر خوبصورت لڑکا پیدا ہو تو وہ حمل کی ابتداء سے نو مہینہ تک برابر سفید چینی کی طشتری پر اس مبارک سورۃ کو روزانہ لکھ کر نہار منہ عورت کو پلائے ان شاء اللہ لڑکا خوبصورت پیدا ہوگا۔ (طب روحانی)

سورۃ العلق ....تعارف وابتداء نزول وحی

اس سورۃ کی یہ ابتدائی پانچ آیات زیر تفسیر اکثر و بیشتر مفسرین کے نزدیک سب آیتوں اور سورتوں سے پہلے نازل ہوئی ہیں۔ گویا قرآن پاک کے وحی کی ابتداء انہی آیات سے شروع ہوئی۔ انبیاء ومرسلین اگر چہ نبوت ورسالت سے پہلے نبی اور رسول نہیں ہوتے مگر ولی اور صدیق ضرور ہوتے ہیں اور ان کی ولایت ایسی کامل اور اتم ہوتی ہے کہ بڑے سے بڑے ولی اور صدیق کی ولایت کو انکی ولایت سے وہ نسبت بھی نہیں ہوتی جو قطرہ کو دریا کے ساتھ یا ذرہ کو آفتاب کے ساتھ ہوتی ہے۔ اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ابتدا ہی سے شرک

اور بت پرستی اور تمام مراسم شرک سے بالکل پاک اور منزہ رہے۔

ابتدا ہی سے ان حضرات کے قلب مطہر توحید وتفرید۔خشیت ومعرفت سے لبریز ہوتے ہیں اور یہ کیسے ممکن ہے کہ جو حضرات عنقریب کفروشرک کے مٹانے کیلئے اور ہر فحشاء ومنکرات سے بچانے کیلئے اور خیر کی طرف دعوت دینے کیلئے منجانب اللہ مبعوث ہونے والے ہیں اور خدا کے مجتبیٰ اور مصطفٰے برگزیدہ اور پسندیدہ بندہ بننے والے ہیں وہ خود ہی معاذ اللہ منصب نبوت ورسالت کی سرفرازی سے پیشتر کفروشرک کی نجاست میں ملوث اور فواحش ومنکرات کی گندگی سے آلودہ ہوں۔حاشا ثم حاشا۔مطلقاً ناممکن اور محال ہے۔

الغرض جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۴۰ سال ہوگئی تو آپ کو خلوت محبوب ہوگئی اور آپ غار حرا میں تشریف لے جاتے جو مکہ معظمہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے اور اب اس پہاڑ کا نام جبل نُور ہے۔اور آپ وہاں کئی کئی روز رو کر عبادت الٰہی میں تنہا مستغرق رہتے اور نبوت سے چھ ماہ پہلے سے آپ سچے اور واضح خواب دیکھنے لگے تھے۔کہ ایک دفعہ اچانک دوشنبہ کے دن۔ربیع الاول کی آٹھویں تاریخ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ دوشنبہ کے دن ۱۷ رمضان المبارک غار حرا میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور پہلی وحی یعنی اسی سورۃ اقراء کی ابتدائی ۵ آیات لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرف بہ نبوت ہوگئے۔فرشتہ آپ کے سامنے آیا اور اُس نے کہا ''اقراء'' یعنی پڑھیے۔آپ نے فرمایا ما انا بقاری ءِ میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس جوابؐ پر فرشتہ نے مجھے پکڑا اور سینہ سے لگا کر زور سے دبایا یہاں تک کہ مجھے تکلیف ہونے لگی تو چھوڑ دیا اور پھر کہا ''اقراء'' یعنی پڑھیئے۔میں نے وہی جملہ اب بھی کہا کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں آپ فرماتے ہیں کہ اس جواب پر مجھے پھر اس نے پکڑا اور دوبارہ زور سے دبایا یہاں تک کہ مجھے تکلیف ہونے لگی تو چھوڑ دیا اور پھر کہا پڑھیئے میں نے پھر وہی کہا کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں تو اس نے اس دفعہ بھی پکڑا اور سہ بارہ زور سے دبایا پھر چھوڑ کر کہا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا آپ کو تین بار خوب زور سے سینہ سے لگا کر دبانا بغرض تقویت استعداد تھا کہ وحی بار گراں آسان ہو جائے۔الغرض یہ پانچ آیتیں وہ ہیں کہ جن سے وحی کی ابتدا ہوئی۔بقیہ آیات مکہ ہی میں کسی دوسرے موقعہ پر نازل ہوئی ہیں جو اس سورۃ میں شامل کر دی گئیں۔

ان آیات میں ایسے سرکش ونافرمان کافر انسان کی سرکشی کی بعض مثالیں بیان فرمائی جاتی ہیں اور گو ان آیات کا مضمون عام ہے مگر ان آیات سے متعلق ایک خاص شان نزول اور واقعہ بھی متعلق ہے جیسا کہ گذشتہ درس میں بیان کیا گیا اور وہ یہ کہ ایک بار ابوجہل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبۃ اللہ میں نماز پڑھتے دیکھا اور کہنے لگا کہ میں تم کو بارہا اس سے منع کر چکا ہوں مگر تم اس سے باز نہیں آتے۔مکہ میں سب سے بڑا مجمع میرے ساتھ ہے۔اگر پھر کبھی نماز پڑھتے دیکھ لوں گا تو تمہاری گردن پر پاؤں رکھ کر توڑ ڈالوں گا (نعوذ باللہ) چنانچہ ایک بار اس قصد سے چلا مگر قریب جا کر رک گیا اور پیچھے ہٹنے لگا۔جب لوگوں نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا کہ مجھ کو آگے آگ کی ایک خندق حائل معلوم ہوئی اور اس میں کچھ پردار چیزیں نظر آئیں۔آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ اور آگے آتا تو فرشتے اس کے جسم کا گوشت نوچ کر پارہ پارہ کر ڈالتے۔تو ان آیات میں اس ابوجہل کے واقعہ خاص کی طرف بھی اشارہ ہے اور عام مضمون بھی ہے۔

سفر میں ساتھ رکھنے سے گھر آنے تک ہر قسم کے آفات بری وبحری سے مامون رہے۔

خاصیت: اس مبارک سورۃ کو تانبے کی تختی پر کندا کرا کر بچہ کے گلے میں ڈالنا ام الصبیان کے مرض سے بچہ کو محفوظ رکھتا ہے۔

خاصیت آیت ۱۔۵...ترقی علم کیلئے مفید عمل

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ

ترقی علم کیلئے اور امتحان میں پاس ہونے کیلئے روزانہ اکیس دن تک عشاء کی نماز کے بعد ان مبارک آیتوں کا پڑھنا نہایت مفید ہے۔(طب روحانی)

سورۃ القدر...تعارف وسبب نزول

چونکہ اس سورۃ میں شب قدر کا ذکر فرمایا گیا ہے اسی بناء پر اس سورۃ کا نام القدر مقرر ہوا۔قدر کے معنی تعظیم کے ہیں چونکہ اس شب میں عظمت اور شرف ہے اس لئے اس کو شب قدر کہتے ہیں۔اس سورۃ کے سبب نزول میں کئی روایات مروی ہیں بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی امتوں کی عمروں کو دیکھا کہ بہت ہوئی ہیں اور آپ کی امت کی عمریں بہت تھوڑی ہیں۔اگر وہ نیک اعمال میں ان کی برابری بھی کرنا چاہیں تو ناممکن ہے۔اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوا تو اس کی تلافی میں یہ سورۃ نازل ہوئی اور یہ رات یعنی لیلۃ القدر مرحمت فرمائی گئی اور اس کی فضیلت اور بزرگی میں بتلایا گیا کہ ایک شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے یعنی ہزار مہینہ تک عبادت کرنے کا جو اجر وثواب ہوتا اس سے زیادہ ایک شب قدر میں عبادت کرنے کا اجر وثواب ہے اور اس زیادتی کا علم بھی اللہ تعالیٰ کو ہے کہ کتنا زیادہ ہے۔اسی طرح اگر کسی خوش نصیب کو زندگی میں دس راتیں بھی میسر ہوگئیں اور ان کو عبادت میں گزار دیا تو گویا ۸۳۳ برس چار ماہ سے بھی زیادہ زمانہ کامل عبادت میں گزار دیا۔سبب نزول بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ ایک ہزار مہینے تک اللہ کے راستہ میں عبادت کرتا رہا۔صحابہ کو اس پر رشک آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کس طرح ایسے شخص کے ثواب کو پہنچ سکیں گے کہ ہماری عمریں ۶۰'۷۰ برس ہیں اس میں بھی ایک تہائی تو سونے میں جاتی ہے اور کچھ معاش کی تلاش میں اور دوسری حاجتوں میں صرف ہوتی ہے اور کچھ اس میں سے مرض اور سستی میں ضائع ہوتی ہے۔پھر عبادت کے واسطے کیا باقی رہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس بات کو سن کر کچھ دلگیر اور غمگین ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے دفع ملال کے لئے یہ سورۃ نازل فرمائی۔ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار حضرات انبیاء کا ذکر فرمایا کہ ۸۰'۸۰ برس تک اللہ کی عبادت میں مشغول رہے اور پل جھپکنے کے برابر بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی اس پر صحابہ کرام کو حسرت ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر خدمت ہوئے اور سورۃ القدر سنائی اس کے علاوہ اور بھی روایات ہیں اور اس قسم کے اختلافات روایات کی اکثر وجہ یہ ہوئی ہے کہ ایک ہی زمانہ میں جب مختلف واقعات کے بعد کوئی آیت یا سورۃ نازل ہوتی ہے تو سبب نزول کی ہر واقعہ کی طرف نسبت ہو سکتی ہے۔بہر حال سبب نزول جو کچھ بھی ہوا ہو لیکن امت محمدیہ کے لئے اللہ جل شانہ کا یہ بہت ہی بڑا انعام ہے اور یہ رات اللہ تعالیٰ کا خاص عطیہ ہے۔ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ شب قدر حق تعالیٰ جل شانہ نے میری امت کو مرحمت فرمائی ہے۔پہلی امتوں کو نہیں ملی۔الغرض اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی بے انتہا عنایت کا ذکر فرمایا ہے کہ ہم نے انسان کی فلاح و سعادت دارین کے لئے قرآن حکیم نازل کیا اور اس کو شب قدر میں نازل کیا جس کی یہ فضیلت و برکت ہے کہ ایک لیلۃ القدر اجر وثواب میں ہزار مہینوں کی عبادت کے اجر وثواب سے بھی بہتر ہے اس شب میں حضرت جبرائیل علیہ السلام اور فرشتوں کا دنیا میں نزول ہوتا ہے اور صبح ہونے تک یہ شب سراپا سلامتی وامن ہوتی ہے۔

سورۃ القدر کے خواص

مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ سورۃ القدر کو چار مرتبہ پڑھنے پر ایک قرآن کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

۱...... نظر کی تیزی، آنکھوں میں نور اور دل میں یقین کی پختگی کے لئے اس سورۃ کو لکھے اور پانی سے دھولے، پھر وہی پانی پیئے۔

جس سے محبت ہو اس کے پیشانی کے بال ناصیہ پکڑ کر یہ سورۃ پڑھے تو کوئی امر ناگوار اس سے صادر نہ ہو۔ جو شخص وضو کے بعد آسمان کی طرف نظر کر کے ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی بصارت میں کبھی کمی نہ ہوگی۔

اس سورۃ کا ماہ رمضان میں ایک سو تیرہ دفعہ روزانہ تلاوت کرنا انسان کو پاک باطن بناتا ہے۔

سر کے درد کے لئے اس مبارک سورۃ کا زعفران سے مریض کے ماتھے پر لکھنا درد کو دور کرتا ہے

خفقان کے دور کرنے کے لئے اس مبارک سورۃ کا تین مرتبہ چنبیلی کے پھول پر پڑھ کر دم کرنا پھر پھول کو دیر تک سونگھنا چالیس روز تک برابر دن میں تین مرتبہ ایسا ہی کرنا نہایت مفید ہے۔ (طب روحانی)

تعارف سورۃ البینۃ

اس سورۃ کی پہلی آیت میں لفظ البینۃ آیا ہے جس کے معنیٰ ہیں کھلی ہوئی دلیل، روشن دلیل، جس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ جو بجائے خود رسالت کی ایک روشن اور واضح دلیل ہے۔ اسی لفظ الْبَيِّنَةُ کو سورۃ کا علامتی نام قرار دیا گیا۔ اس سورۃ کے مقام نزول کے متعلق بعض مفسرین کی رائے ہے کہ یہ مکی سورۃ ہے مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اور بعض نے اسے مدنی قرار دیا ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ اس سورۃ کا کچھ حصہ تو ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں نازل ہوا اور کچھ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں۔ جمہور مفسرین نے اس کو مدنی سورۃ کی فہرست میں رکھا ہے۔

سورۃ البینۃ کے خواص

۱...... اگر کسی کو یرقان کا مرض ہو تو سورۃ البینۃ لکھ کر گلے میں پہنے۔ ان شاء اللہ صحت ہو جائے گی۔

۲...... اگر کسی کا جسم پورا متورم ہو جائے یا کوئی ایک حصہ پر ورم ہو تو سورۃ البینۃ لکھ کر گلے میں پہنے، ان شاء اللہ ورم اتر جائے گی۔

عشاء کی نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنا دل کو نفاق سے پاک کرتا ہے۔

اس مبارک سورۃ کو عشاء کی نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنا نفاق کو دل سے دور کرتا ہے۔

نکسیر کو روکنے کے لئے اس سورۃ مبارکہ کو تین بار پڑھ کر ملتانی مٹی پر دم کر کے وہ ملتانی مٹی ماتھے پر لگانا نہایت مفید ہے۔ (طب روحانی)

تعارف سورۃ الزلزال

اس سورۃ کی ابتداء اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا سے ہوئی ہے یعنی جب زمین اپنی سخت جنبش سے ہلائی جاوے گی۔ اسی سے سورۃ کا نام زلزلت یا زلزال ہے جس میں قیامت کے دن میں زلزلہ عظیم واقع ہونے کی خبر ہے۔ اس سورۃ کے مکی یا مدنی ہونے میں اختلاف ہے۔

سورۃ الزلزال کی فضیلت

ترمذی کی ایک حدیث میں حضرت انسؓ اور حضرت ابن عباسؓ دونوں سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِذَا زُلْزِلَتِ نصف قرآن کے برابر ہے۔ اور قل ھو اللہ احد ایک تہائی قرآن کے برابر ہے اور قل یآ ایھاالکفرون ایک چوتھائی قرآن کے برابر ہے اور ترمذی کی ایک اور روایت میں آیا ہے کہ اذازلزلت چوتھائی قرآن ہے۔ امام جزریؒ نے لکھا ہے کہ چوتھائی قرآن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں چار چیزیں ہیں یعنی چار چیزوں کا بیان ہے۔ زندگی' موت' حشر حساب اور اس سورۃ میں صرف حساب کا بیان ہے اور اس کو نصف قرآن کہنے کی وجہ یہ ہے کہ قرآن میں احوال دنیا کا بھی بیان ہے اور احوال آخرت کا بھی اور اس سورۃ میں صرف احوال آخرت کا بیان ہے۔ لہٰذا یہ سورۃ ایک حیثیت سے نصف قرآن ہے اور دوسری حیثیت سے چہارم قرآن' ایک روایت میں ہے کہ منکرین قیامت پوچھتے تھے کہ قیامت آخر کب آئے گی۔

اس سوال کے جواب میں یہ سورۃ نازل ہوئی۔ اور ایک پہر رات گزری تھی کہ اس کا نزول ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کا انتظار نہ فرمایا اسی وقت گھر سے باہر تشریف لائے اور اس کی تعلیم فرمائی۔ ایک حدیث میں ہے کہ اس کی آخری آیات گویا پورے کلام اللہ کا خلاصہ اور تمام احکام شریعت کی جامع ہیں۔

سورۃ الزلزال کے خواص

۱...... حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو اس سورۃ کو اپنی نماز میں سورۃ الزلزال کو کثرت سے پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے زمین کے خزانوں کو کھول دیں گے۔

۲...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو آدمی اپنی نمازوں میں سورۃ الزلزال کو کثرت سے پڑھے گا اس کو اللہ تعالیٰ ہر خوف سے امن عطا فرمائینگے۔ غیر مستعمل طشت میں لکھ کر اس کا پانی پینا لقوے کو نافع ہے۔

اس مبارک سورت کا کاغذ پر لکھ کر آسیب زدہ مکان میں لگانا مکان کو آسیب کے خلل سے پاک کرتا ہے۔

رات کو تین مرتبہ اس مبارک سورۃ کو پڑھ کر سونا ٹھیک وقت پر بیدار کرتا ہے لیکن جس وقت بیدار ہونا مقصود ہو اس وقت آنکھ کھل جائے گی۔ (طب روحانی)

تعارف سورۃ العٰدیات

اس سورۃ کی ابتداہی وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا سے ہوئی ہے۔ عدیت جمع ہے۔ عادیۃ کی جس کے معنٰی ہیں تیز دوڑنے والے گھوڑے۔ چونکہ اس سورۃ میں عادیات یعنی جنگ کے تیز دوڑنے والے گھوڑے کی وفاداری اور جانثاری کا ذکر فرمایا گیا ہے اس لئے اسی لفظ عادیات کو سورۃ کا نام قرار دیا گیا۔ یہ سورۃ مکی ہے۔

اس سورۃ کی ابتداء بھی قسمیہ کلام سے فرمائی جاتی ہے۔ عرب چونکہ لڑائی اور جنگ کے دلدادہ تھے اس لئے عربوں کی زندگی میں نزول قرآن کے وقت گھوڑے کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ اس لئے انہیں بات سمجھانے کیلئے جنگی گھوڑوں کی مثال سے کام لیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سے جانوروں میں ایسی خصلت رکھدی ہے جو انسان کیلئے بھی پسندیدہ خصلت مانی جاتی ہے۔ تو یہاں گھوڑے کی پانچ صفات کا ذکر کیا گیا اور انکی قسم کھائی گئی۔

پہلی صفت فرمائی وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا قسم ہے ان گھوڑوں کی جو ہانپتے ہوئے دوڑتے ہیں یعنی گھوڑا اپنے مالک کا کیسا وفادار خادم ہوتا ہے کہ اس کے اشارہ پر بے تحاشا دوڑتا ہے اور دوڑتے ہوئے ان کے پیٹوں سے ہانپنے کی آواز آتی ہے۔

سورۃ العادیات کے خواص

مواہب کی حدیث میں ہے کہ سورۃ العادیات کو ایک مرتبہ پڑھنے پر نصف قرآن کا ثواب ملتا ہے

۱...... جو آدمی اس سورۃ کو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا وہ ہر خوف سے محفوظ رہے گا۔

۲...... جو آدمی اس سورۃ کو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا اس کے لئے رزق آسان ہو جائے گا۔

لکھ کر پاس رکھنا آسانی معاش اور امن وخوف کیلئے نافع ہے۔

اگر کسی آدمی یا جانور کو نظر ہو جائے اس پر سات مرتبہ اس مبارک سورۃ کا پڑھ کر دم کرنا بدنظر کے اثر کو زائل کر دیتا ہے۔ (طب روحانی)

تعارف سورۃ القارعۃ

اس سورۃ کی ابتداء ہی لفظ اَلْقَارِعَةُ سے ہوئی ہے۔ قارعۃ کے معنیٰ ہیں اچانک آ جانے والی مصیبت۔ کھڑ کھڑانے والا حادثہ۔ یہاں القارعۃ سے مراد حادثہ قیامت ہے چونکہ قیامت بھی اچانک اور ناگہاں آ جانے والی مصیبت اور حادثہ عظیم ہے اسی لئے اس کو القارعۃ کہا گیا۔ اور اسی لفظ سے سورۃ کو موسوم کیا گیا۔ یہ سورۃ بھی مکی ہے۔ اس کا بکثرت پڑھنا روزی کو بڑھاتا ہے۔

اس مبارک سورۃ کو بامعنی پڑھنا پھر معنی میں غور کرنا گہرا فکر کرنا دل میں خوف الٰہی پیدا کرتا ہے بفضلہٖ عمل صالح کی توفیق بخشتا ہے۔ (طب روحانی)

تعارف سورۃ التکاثر

مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں ہے سورۃ التکاثر ایک مرتبہ پڑھنے پر ہزار آیات کی تلاوت کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

اس سورۃ کے شان نزول کے سلسلہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث ومفسر دہلویؒ نے ایک روایت یہ نقل کی ہے کہ قریش کے قبائل بنی عبدمناف اور بنی سہم میں سے ہر قبیلہ نے کہا کہ ہم میں سردار اور عزت مند آدمی تم سے زیادہ ہیں اور ہماری تعداد بھی تم سے زیادہ ہے لہٰذا سرداری ہمارا حق ہے۔ گنتی کی تو بنی عبدمناف زیادہ نکلے۔ پھر کہنے لگے کہ اب ہم اپنے مردوں کو شمار کریں گے چنانچہ قبرستان میں جا کر مردوں کو شمار کیا تو بنی سہم کی تعداد بڑھ گئی کیونکہ دور جاہلیت میں ان کی تعداد زیادہ تھی۔ غرض اس بیہودہ تفاخر کی برائی پر یہ سورۃ نازل ہوئی اور اس میں متنبہ کیا گیا کہ کثرت مال ودولت، جاہ وحشمت، عزت ومرتبت پر نازاں نہ ہونا چاہئے۔ یہ چیزیں قابل فخر نہیں۔

خواص سورۃ التکاثر

۱...... اگر کسی آدمی کو سر درد ہو، یا آدھے سر میں درد ہوتا ہو تو اس پر عصر کی نماز کے بعد یہ سورۃ پڑھ کر دم کیا جائے، ان شاءاللہ درد ختم ہو جائیگا۔

۲...... جو آدمی بارش کا پانی اس سورۃ کو پڑھتے ہوئے جمع کرے اور پھر اس پانی کو کسی مشروب میں ملالے تو اس مشروب کی افادیت اور نفع بہت بڑھ جائے گا۔

۳...... جو آدمی روزانہ اس سورۃ کی تلاوت کا معمول رکھے وہ خوشحال ہو جائے گا۔ بعد نماز عصر دردسر اور شقیقہ پر دم کرنا مفید ہے۔

اس مبارک سورۃ کا جمعرات یعنی شب جمعہ کو ایک سو تیرہ مرتبہ پڑھنا جس مردہ کو خواب میں دیکھنا مقصود ہو اس کو سامنے لاتا ہے اور باہم باتیں کرنے کا موقع دیتا ہے۔ عمل مجرب ہے۔ (طب روحانی)

تعارف سورۃ العصر

اس سورۃ کے شان نزول کے سلسلہ میں ایک روایت یہ ہے کہ ابوالاسد ایک کافر تھا اور زمانہ جاہلیت میں وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دوست تھا۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ ایمان لے آئے تو یہ ابوالاسد کافران سے کہنے لگا کہ اے ابوبکر تمہاری عقل پر کیا پتھر پڑ گئے۔ تم نے تو اپنی ہوشیاری اور ذکاوت سے تجارت میں بہتیرا مال پیدا کیا اور کبھی تم نے نقصان نہیں اٹھایا۔ اب یکلخت ایسے گھاٹے میں پڑے کہ آبائی دین چھوڑ کر لات وعزیٰ کی عبادت سے محروم اور ان کی شفاعت سے مایوس ہو گئے۔ حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ اے بے وقوف جو اللہ اور اللہ کے رسول کا تابعدار بنتا ہے اور دین حق کو قبول کرتا ہے وہ کبھی نقصان میں نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں حضرت صدیقؓ کے کلام کا حسن ظاہر فرمایا اور اس کافر کے خیال باطل کی بدلائل وشواہد تردید فرمائی اور قسمیہ کلام کے ساتھ اس سورۃ میں فرمایا گیا کہ انسان آخر میں ٹوٹا اور خسارہ اٹھائے گا سوائے ان لوگوں کے کہ جو زندگی میں ایمان لائے اور عمل صالح کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی پابندی کی فہمائش کرتے رہے۔

سورۃ العصر کے خواص

۱...... جسے بخار ہو اس پر سورۃ العصر پڑھ کر دم کیا جائے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تندرست ہو جائے گا۔

۲...... چار ٹکڑوں میں سے ہر ایک پر سورۃ العصر لکھ کر جس مکان کے چاروں کونوں میں لٹکا دیا جائے تو وہ مکان چاروں طرف سے آنے والی آفتوں سے محفوظ رہے گا۔ مال وغیرہ دفن کرنے کے وقت اس کو پڑھنے سے وہ ہر آفت سے محفوظ رہیگا۔

اس مبارک سورۃ کو سات مرتبہ پڑھ کر مصیبت زدہ شخص پر دم کرنا اس کے غم کو دور کرتا ہے۔

سرمہ کی سلائی پر تین مرتبہ پڑھ کر دم کے بعد سرمہ لگانا آنکھوں کی بیماریوں کو دفع کرتا ہے۔ (طب روحانی)

تعارف سورۃ الھمزۃ

اس سورۃ کے شان نزول کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ بعض کفار مکہ مثلاً اخنس بن شریق امیہ بن خلف اور ولید بن مغیرہ ہر ایک مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کی بدگوئی کیا کرتے۔ طعنہ زن رہتے اور عیب نکالا کرتے۔ یہ سورۃ انہی کفار کو متنبہ کرنے کے لئے نازل ہوئی۔

سورۃ الھمزہ کے خواص

مالی پریشانی اور رزق کی تنگی کے شکار لوگ اگر روزانہ نفل نماز پڑھ کر اس کے بعد سورۃ الھمزہ کا معمول رکھیں تو ان کی یہ پریشانی دور ہو جائے گی۔ جس کو نظر بد لگ گئی ہو اس پر دم کیا جائے۔

دشمن کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے اس مبارک سورۃ کو گیارہ مرتبہ روزانہ پڑھنا مقصود حاصل کرتا ہے۔ (طب روحانی)

تعارف سورۃ الفیل

اس سورۃ کا نام سورۂ فیل۔ فیل عربی میں ہاتھی کو کہتے ہیں۔ یہ سورۃ مکی ہے۔ اس سورۃ میں ایک خاص واقعہ اصحاب فیل کا بیان فرمایا گیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ سے ۵۰ یا ۵۵ روز قبل سرزمین عرب میں پیش آیا جو کتب سیرت اور تاریخ عرب

میں مشہور ومعروف ہے۔ یہ واقعہ اصحاب فیل جن خصوصیات کا حامل تھا ان کے پیش نظر یہ عرب کے لئے عموماً اور اہل حجاز کے خصوصاً نہایت عجیب اور حیرت انگیز تھا اور اس لئے اہل عرب کبھی اس واقعہ کو فراموش نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اس کا نام ہی عام الفیل یعنی ہاتھیوں والا سال رکھ دیا تھا اور یہی عام الفیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا سال ہے۔ یہ واقعہ اصحاب فیل کا ماہ محرم کے اخیر میں پیش آیا تھا اور آپ کی ولادت شریفہ ربیع الاول میں ہوئی۔

یمن میں نقلی کعبہ کی تعمیر

عیسائی بادشاہ حبشہ کی طرف سے ''یمن'' میں ایک حاکم ابرہہ نامی بحیثیت گورنر یا صوبے دار تھا۔ جب اس نے یہ دیکھا کہ تمام عرب کے لوگ حج بیت اللہ کے لئے مکہ جاتے ہیں اور خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں تو اس نے یہ چاہا کہ عیسائی مذہب کے نام پر ایک عالی شان عمارت بناؤں جو نہایت مکلف اور مرصع ہو تاکہ عرب کے لوگ سادہ کعبہ کو چھوڑ کر اس مصنوعی پر تکلف عبادت گاہ کا طواف کرنے لگیں چنانچہ یمن کے دارالسلطنت مقام صنعا میں اس نے ایک کنیسہ یعنی گرجا بنوایا اور اس کا نام قلیس رکھا اور اس کے در و دیوار کو زر و جواہر سے مرصع اور مزین کیا اور گرداگرد اس کے مکانات بہت عمدہ مسافروں کے واسطے تیار کئے اور اپنے تمام ملکوں میں حکم کر دیا کہ سب اس گھر کے طواف کے واسطے حاضر ہوا کریں۔ عربوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے زمانہ سے کعبہ کا حج کرنے کا دستور چلا آتا تھا۔

نقلی تعمیر کی توہین اور ابرہہ کی قسم

ابرہہ نے عربوں کو اس عبادت سے روکا اور حکم دیا کہ نئے کنیسہ کا حج کیا کریں جو اھلیان عرب خصوصاً قریش مکہ کو نہایت ناگوار گزرا اور انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر ابرہہ سخت غصہ میں ہوا۔ اسی اثناء میں عرب قبیلہ بنی کنانہ کا ایک شخص ملک یمن میں گیا اور اس نے کنیسہ کی خدمت کی درخواست کی۔ اسے اس کنیسہ کا جاروب کش مقرر کیا گیا۔ ایک دن اس نے اس کنیسہ کے اندر رفع حاجت کی اور اس کو جابجا گندا کر دیا اور وہاں سے بھاگ نکلا۔ جب ابرہہ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ مکہ کے رہنے والے نے ایسا کیا ہے تو وہ آگ بگولہ ہو گیا۔ اور اس آگ کو مشتعل کرنے کا ایک اور سبب یہ بھی ہوا کہ اس کنیسہ میں کسی وجہ سے آگ لگ گئی اور وہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ اس سے لوگوں کی نظروں میں اس کی رفعت بالکل جاتی رہی۔ تفتیش کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ آگ بھی مکہ کے عربوں نے ہی لگائی ہے۔

اب تو ابرہہ کے غصہ کی کوئی حد باقی نہ رہی اور اس نے غصہ میں آ کر قسم کھائی کہ خانہ کعبہ کو منہدم اور مسمار کر کے سانس لوں گا۔

حضرت عبدالمطلب سے مذاکرات

اس نے ایک لشکر عظیم تیار کیا اور اس لشکر کے ہمراہ بڑے بڑے ہاتھی بھی تھے اور سب سے بڑے ہاتھی کا نام محمود تھا۔ جو نہایت قد و قامت والا تھا جو سب سے آگے چلا کرتا تھا۔ ابرہہ یہ لشکر عظیم لے کر مکہ پر فوج کشی کے لئے خانہ کعبہ کے انہدام کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ راستہ میں جس عرب قبیلہ نے مزاحمت کی اس کو تہ تیغ کیا۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کے قریب جا پہنچا اور ابرہہ کا لشکر وادی محسر میں جو مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان میں ہے فروکش ہوا۔ اس زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب قریش مکہ کے سردار تھے اور خانہ کعبہ کے

متولی اعظم تھے۔ یہ حال دیکھ کر قریش اور دیگر قبائل عرب نے آپس میں مشورہ کیا کہ ابرہہ کا مقابلہ کس طرح کیا جائے؟ مشورہ کے بعد یہ طے پایا کہ ہم میں طاقت مدافعت نہیں ہے اس لئے ہم کو مکہ چھوڑ کر قریب کے پہاڑوں پر چلے جانا چاہئے۔ ابھی یہ لوگ مکہ ہی میں تھے کہ ابرہہ کی جانب سے ایک سفیر پہنچا اور دریافت کیا کہ مکہ کا سردار کون ہے؟ لوگوں نے عبدالمطلب بن ہاشم کی طرف اشارہ کیا۔ ایلچی نے کہا کہ میں ابرہہ کی جانب سے آیا ہوں۔ ہمارے بادشاہ کا یہ حکم ہے کہ تم تک یہ پیغام پہنچا دوں کہ ہمارا ارادہ تم لوگوں کو نقصان پہنچانے کا نہیں ہے۔ ہم تو صرف اس گھر کو ڈھانے کے لئے آئے ہیں پس اگر تمہارا ارادہ مقابلہ اور مدافعت کا ہو تو تم جانو اور اگر تم ہمارے اس ارادہ میں حائل نہ ہو تو ہمارا بادشاہ تم سے ملاقات کا خواہشمند ہے۔ عبدالمطلب نے جواب دیا ہمارا قطعاً ارادہ نہیں کہ ہم تمہارے بادشاہ سے جنگ کریں اور نہ ہم میں یہ طاقت ہے۔ یہ اللہ کا گھر ہے اور اس کے برگزیدہ نبی ابراہیم کی یادگار۔ پس اگر اللہ اس کی حفاظت کرنا چاہے گا تو وہ کر سکتا ہے اور اگر اس کو اس کی حفاظت مقصود نہیں ہے تو ہم مدافعت کے قابل قطعاً نہیں ہیں۔ غرض اس گفتگو کے بعد عبدالمطلب ابرہہ کے لشکر میں پہنچے اور ابرہہ کے سامنے پیش ہوئے۔ عبدالمطلب بہت بارعب، وجیہ وشکیل انسان تھے۔ ابرہہ نے دیکھا تو ان کے ساتھ عزت سے پیش آیا اور ان سے بات چیت شروع ہوئی۔ دوران گفتگو عبدالمطلب نے شکایت کی کہ آپ کے ایک سردار نے میرے اونٹ گرفتار کر لئے ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ ان کو میرے حوالہ کر دیجئے۔ ابرہہ نے یہ سن کر کہا کہ عبدالمطلب میں تو تم کو بہت فہیم وعقیل سمجھتا تھا لیکن تمہارے اس سوال پر سخت متعجب ہوں۔ تم کو معلوم ہے کہ میں کعبہ کو ڈھانے کے لئے آیا ہوں جو تمہاری نگاہ میں سب سے زیادہ باعظمت اور مقدس ہے لیکن تم نے اس کے متعلق ایک جملہ بھی نہیں کہا اور ایسی چھوٹی اور حقیر بات کا ذکر کر رہے ہو۔ عبدالمطلب نے جواب دیا۔ جناب یہ اونٹ چونکہ میری ملکیت ہیں اس لئے میں نے ان کے متعلق درخواست پیش کی۔ اور کعبہ میرا گھر نہیں۔ خدا کا مقدس گھر ہے وہ آپ اس کا محافظ ہے۔ میں کون ہوں جو اس کے لئے سفارش کروں۔

ابرہہ کی سرکشی اور حضرت عبدالمطلب کی دعا

ابرہہ کہنے لگا کہ اب اس کو میرے ہاتھ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ عبدالمطلب نے جواب دیا ''آپ جانیں اور رب البیت جانیں''۔ یہاں پہنچ کر سلسلہ گفتگو ختم ہو گیا۔ ابرہہ نے اپنے لشکروں کو حکم دیا کہ عبدالمطلب کے اونٹ واپس کر دیئے جائیں۔ عبدالمطلب نے واپس آ کر قریش اور دوسرے قبائل عرب کو جمع کیا اور ان کو تمام گفتگو سنا کر یہ مشورہ دیا کہ اب ہم سب کو قریب کی کسی پہاڑی پر پناہ گزین ہو جانا چاہئے تاکہ اس منظر کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ سکیں جب اہل مکہ پہاڑی پر جانے لگے تو عبدالمطلب کی قیادت میں کعبۃ اللہ میں حاضر ہوئے اور اس کی زنجیر پکڑ کر درگاہ الٰہی میں یہ دعا کی۔

''خدایا ہم اس بارہ میں غمگین نہیں ہیں کہ جب ہم اپنی متاع کی حفاظت کر سکتے ہیں تو اپنی متاع کعبہ کی تجھ کو بھی ضرور حفاظت کرنی ہے اور تیری تدبیر پر نہ صلیب کی طاقت غالب آ سکتی ہے اور نہ اہل صلیب کی کوئی تدبیر۔ ہاں اگر تو ہی یہ چاہتا ہے کہ ان کو اپنے مقدس گھر کو خراب کرنے دے تو پھر ہم کون، جو تیرا جی چاہے تو کر۔''

اس کے بعد عبدالمطلب اور تمام قریش مکہ کو خالی کر کے قریب کے پہاڑوں پر چلے گئے اور گھاٹیوں میں پناہ گزین ہو کر حالات کا انتظار کرنے لگے۔

ابرہہ کے لشکر کی پیش قدمی اور تباہی

اگلے دن صبح کو ابرہہ نے اپنا لشکر مکہ کی جانب بڑھایا اگلی قطاروں میں ہاتھی تھے اور ان کے پیچھے لشکر جرار ابرہہ نے فوج کو حکم دیا کہ وہ مکہ کی جانب بڑھے جب وہ مکہ کے قریب پہنچی ہے تو ہاتھیوں کی قطار میں سے سب سے پہلے اس ہاتھی نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا جس پر ابرہہ سوار تھا۔ فیلبان اگرچہ اس کے آنکس پر آنکس لگا رہا تھا اور زبانی ڈپٹ رہا تھا مگر وہ کسی طرح آگے بڑھنے کا نام نہیں لیتا تھا۔ لیکن جب اس کو یمن کی جانب چلاتے تھے تو وہ تیزی کے ساتھ چلنے لگتا تھا۔ اسی کشمکش کے دوران شہر جدہ کی طرف سے جو سمندر کے کنارہ واقع ہے سبز اور زرد رنگ کے پرندے کبوتر سے کچھ چھوٹے غول کے غول نمودار ہوئے اور لشکر کے سر پر فضا میں چھا گئے۔ اور ان کی چونچ اور پنجوں میں چھوٹی چھوٹی مسور اور چنے کے برابر کنکریاں تھیں جو دفعۃً لشکر پر برسنے لگیں خدا کی قدرت سے وہ پتھر کی کنکریاں بندوق کی گولی سے زیادہ کام آتی تھیں۔ جس کے لگتی ایک طرف سے بدن میں گھس کر دوسری طرف سے نکل جاتی اور فوراً ہی بدن گلنے اور سڑنے لگتا۔ بہت سے لشکری تو وہیں ہلاک ہوئے جو بھاگے وہ دوسری بڑی بڑی تکلیفیں اٹھا کر مرے نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑی دیر میں سارا لشکر زیروزبر ہو کر رہ گیا۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ جب پرندوں کی سنگ ساری سے ابرہہ کا لشکر برباد ہو گیا تو اس میں سے بعض آدمی جو بدحالی کے ساتھ فرار ہو کر یمن پہنچے تھے ان میں سے ابرہہ بھی خود اس حالت میں پہنچا کہ اس کے تمام اعضاء گل سڑ کر گر چکے تھے اور وہ صرف ایک گوشت کا لوتھڑا نظر آتا تھا۔ بالآخر اس کا سینہ پھٹ پڑا اور دل باہر نکل آیا اور اس طرح ختم ہوا۔ غرض سب کے سب عذاب الٰہی سے تباہ و برباد ہو گئے۔ (گلدستہ تفاسیر)

سورۃ الفیل کے خواص

۱......جنگی حالات میں دشمن سے جنگ کے دوران اگر سورۃ الفیل کی تلاوت کی جائے تو دشمن شکست کھا جائے گا۔

۲......اگر کسی کو دشمن کا سامنا ہو تو اس کے سامنے آتے ہی اس پر سورۃ الفیل پڑھ دے تو اس کا دشمن ناکام و رسوا ہوگا۔

مقابلہ دشمن کے وقت پڑھنے سے ان پر بفضلہٖ تعالیٰ غلبہ حاصل ہو۔

دشمن کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے نہایت مجرب عمل ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ **کھیعص . حمعسق** کاف سے شروع کرے قاف پر ختم کرے ہر حرف کے ساتھ ایک انگلی بند کرے مگر اس طرح کہ سب سے پہلے داہنے ہاتھ کا انگوٹھا بند کرے پھر اسی طرح برابر سے بند کرتا چلا جائے سب سے آخر پر بائیں ہاتھ سے انگوٹھا بند کرے پھر جب دسوں انگلیاں بند ہو جائیں تب آہستہ سے یہ سورت پڑھنی چاہئے جب **ترمیھم** کے لفظ پر آئے تو اس لفظ کو دس مرتبہ کہے ہر دفعہ اس لفظ کے پڑھنے کے ساتھ ایک انگلی کھولتا چلا جائے پھر باقی کو ختم کرے تو ان شاء اللہ ضرور دشمن کے شر سے محفوظ رہے گا۔ (طب روحانی)

تعارف سورۃ القریش

اس سورۃ میں قبیلہ قریش کا ذکر فرمایا گیا ہے جو کہ مکہ معظمہ میں آباد تھے اور جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ اور ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی قبیلہ میں سے تھے۔ اور بیت اللہ کی اور چاہ زم زم کی خدمت ہمیشہ سے اسی قبیلہ قریش کے سپرد تھی۔ اس لئے اس سورۃ کا نام قریش مقرر ہوا۔ یہ سورۃ مکی ہے۔

سورۃ قریش کے خواص

۱...... کھانے کے بارے میں اس کی کمی کا خوف ہو تو اس پر سورۃ قریش پڑھ کر دم کر دیں۔ ان شاء اللہ کھانا کم نہیں ہوگا۔ (شادیوں وغیرہ کے اجتماعات کے موقع پر اس طرح کا اندیشہ ہوتا ہے)

۲...... اگر کسی کے گردوں میں درد ہو تو اس پر سورۃ قریش پڑھ کر دم کیا جائے یا کھانے پر دم کر کے وہ کھانا اسے کھلایا جائے۔

آندھی٬ بارش کا طوفان دفعہ کرنے کیلئے اس سورۃ کو گیارہ مرتبہ پڑھنا نہایت مفید ہے۔

چاندی کے پترہ پر اس مبارک سورۃ کو محرم کی دسویں تاریخ کو کندہ کرا کر دکان کی ترقی کے لئے مجرب عمل ہے۔ (طب روحانی)

تعارف سورۃ الماعون

اس سورۃ کے سبب نزول کے سلسلہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث ومفسر دہلویؒ نے اپنی تفسیر فتح العزیز میں لکھا ہے کہ اس سورۃ کے نازل ہونے کا سبب یہ ہے کہ ابوجہل مردود کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی مالدار بیمار ہوتا تو اس کے پاس آ کر بیٹھتا اور کہتا کہ اپنے یتیموں کو میرے سپرد کر دے اور ان کا حصہ میرے پاس امانت رکھ دے کہ میں خبر گیری اور خدمت گزاری ان کی بخوبی کروں گا اور دوسرے وارث ایسا نہ کر سکیں گے۔ بالآخر جب ان کا مال اپنے قبضہ میں کر لیتا تو یتیموں کو اپنے دروازے سے ہانک دیتا پھر وہ بے چارے ننگے بھوکے دربدر گلی کوچوں میں روتے مارے مارے پھرتے۔ اسی طرح ایک یتیم ننگے سر ذلت کا مارا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر اس ملعون ابوجہل کے خلاف فریاد کرنے لگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس یتیم کی رعایت کے واسطے اس ملعون کے پاس تشریف لے گئے اور اس کو پرسش قیامت سے ڈرایا۔ اس ملعون نے آپ کی وعظ ونصیحت کے مقابلہ میں یوم جزا کو جھٹلانا اور انکار کرنا شروع کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ ہو کر دولت خانہ پر تشریف لائے اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی۔

سورۃ الماعون کے خواص

۱...... جو آدمی کسی برتن پر اس سورۃ کو پڑھ کر دم کر دے وہ برتن ٹوٹنے سے محفوظ رہے گا۔

۲...... جو آدمی (صبح کو) کسی سے بات کرنے سے پہلے اس سورۃ کی تلاوت کو روزانہ کا معمول بنا لے تو اس کی دعا قبول ہوگی۔

جو آدمی صبح کو کسی سے بات کرنے سے پہلے اس سورۃ کو روزانہ کا معمول بنا لے اُس کی دُعا قبول ہوگی۔

دشمن کے برباد کرنے کے لئے نہایت مفید ہے اندھیری رات میں متواتر تمیں رات تک ایک ہزار سو مرتبہ اس سورۃ کا پڑھنا اور نیت دشمن کے ہلاک ہونے کی کرنا دشمن کو جلد تباہ کرتا ہے۔ (طب روحانی)

سورۃ الکوثر.... تعارف وسبب نزول

سبب نزول اس سورۃ کا یہ لکھا ہے کہ حضرت خدیجہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو فرزند تھے قاسم اور عبداللہ جن کے لقب طیب اور طاہر تھے۔ دونوں صاحبزادوں کا ایک کے بعد ایک مکہ میں انتقال ہو گیا۔ تو مشرکین مکہ میں سے عاص بن وائل سہمی نے اور اس کے ساتھ دوسرے مشرکین نے یہ کہا کہ آپ کی نسل منقطع ہوگئی۔ پس آپ نعوذ باللہ ابتر یعنی بے نام ونشان ہیں۔ ابتر کے معنیٰ ہیں کٹا ہوا۔ عرب میں

ابتر اس شخص کو کہتے تھے جس کے بعد اس کی نسل کا سلسلہ ختم ہو چکا ہو اور وہ بے اولاد ہو۔ مطلب مشرکین کا یہ تھا کہ آپ کے بعد آپ کا دین بھی جاتا رہے گا۔ اس کو قائم اور برقرار رکھنے والا کوئی نہ ہوگا گویا یہ دین کا چرچا چند روزہ ہے پھر یہ سب بکھیڑے پاک ہو جاویں گے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے یہ سورۃ نازل ہوئی۔ جس میں پہلے آپ کو بشارت دی گئی کہ اللہ نے اپنے رسول کو کوثر عطا فرمائی ہے اس لفظ کوثر میں دین و دنیا کی خیر کثیر اور آخرت کا حوض کوثر سب داخل ہیں۔ خیر دنیا میں بقاء دین ترقی اسلام۔ دشمن پر فتح وغلبہ اور قیامت تک آپ کے نام کی شہرت وعزت وغیرہ سب داخل ہیں اور خیر آخرت میں مراتب قرب ودرجات عالیہ' حوض کوثر کی عطا' شفاعت کا مرتبہ' مقام محمود کی عطا وغیرہ سب داخل ہیں اس طرح تسلی آپ کو یہ دی گئی کہ اگر اولاد نرینہ فوت ہونے پر مخالفین طعن و تشنیع دیتے ہیں تو آپ اس پر غم نہ کیجئے۔ آپ کے رب نے آپ کو تمام دین دنیا کی بھلائیوں اور نعمتوں سے نوازا ہے۔ اس تسلی اور بشارت کے بعد ہدایت آنحضرت کو دی جاتی ہے کہ ان نعمتوں کے شکر میں آپ اپنی جان اور مال سے اللہ کی عبادت میں لگ جائیں۔ اور پھر اس کے بعد مزید تسلی کے لئے ایک پیشین گوئی فرمائی گئی کہ بفضلہٖ تعالیٰ آپ ابتر یعنی بے نام ونشان نہیں رہیں گے۔ بلکہ بالیقین اور بلاشک آپ کا دشمن جو آج آپ پر ہنس رہا ہے اور طعنہ دے رہا ہے وہی بے نام ونشان ہوگا اور کوئی اس کا نام لیوا نہ رہے گا۔ یہ ہے خلاصہ مفہوم اس سورۃ کا۔

سورۃ الکوثر کے خواص

ا... خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے جمعہ کی رات کو سونے سے پہلے باوضو ہو کر سورۃ الکوثر کو سو دفعہ پڑھے اور سو مرتبہ درود شریف بھی پڑھے اور باوضو ہی سو جائے تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا۔

۲... جو آدمی سورۃ الکوثر کو لکھ کر اپنے گلے میں باندھے تو وہ امن میں رہیگا۔

شب جمعہ میں ایک ہزار مرتبہ اس کو پڑھے اور ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھے تو خواب میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو۔ تنہائی میں تین سو بار پڑھنے سے دشمنوں پر غلبہ حاصل ہو۔

لاولد شخص کا اس مبارک سورۃ کا پانچ مرتبہ روزانہ تین ماہ تک پڑھنا بفضلہٖ صاحب اولاد کرتا ہے۔

جس شخص کی اولاد زندہ نہ رہتی ہو وہ اگر اس سورۃ کو سات سو دفعہ صبح کی نماز کے بعد اکتالیس روز تک پڑھے گا ان شاء اللہ اس کی اولاد زندہ رہے گی اور ہمیشہ ان کا نام رہے گا الغرض ہر ایک مراد حاصل ہونے کے لئے اس سورۃ کا پڑھنا مفید ہے۔ (طب روحانی)

اولاد سے محروم افراد کیلئے بہترین تحفہ

اگر آپ اولاد سے محروم ہیں تو روزانہ ایک سو ایک دفعہ سورۃ الکوثر بسم اللہ کے ساتھ پڑھیں۔ ان شاء اللہ آپ کی مراد ضرور پوری ہوگی۔

سورۃ الکافرون.... تعارف وشان نزول

(۱) ایک روایت یہ ہے کہ کفار مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں تو اگلے سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کو تلقین فرمائی کہ آپ ان کافروں کے دین سے اپنی پوری بیزاری کا اعلان فرما دیں۔

(۲) ایک روایت یہ ہے کہ روساء کفار مکہ نے آپ سے عرض کیا کہ آئیے ہم اور آپ اس پر صلح کر لیں کہ آپ ہمارے معبودوں کی

عبادت کیا کیجئے اور آپ کے معبود کی ہم عبادت کیا کریں۔ جس میں ہم اور آپ طریق دین میں شریک رہیں۔ جونسا طریقہ ٹھیک ہوگا اس سے سب کو کچھ کچھ حصہ مل جاوے گا۔ اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی۔

(۳) ایک روایت یہ ہے کہ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اول تو یہ دعوت دی اور مصالحت کے لئے یہ صورت پیش کی کہ ہم آپ کو اتنا مال دیں گے کہ تم مکہ میں سب سے زیادہ مال دار ہو جاؤ گے اور جس عورت سے تم چاہو گے تمہارا نکاح بھی کر دیں گے۔ لیکن ہمارے معبودوں کو برا کہنا ترک کر دیں۔ اور اگر آپ یہ نہیں مانتے تو پھر ایسا کریں کہ ایک سال تم ہمارے معبودوں کی بندگی کرو اور ایک سال ہم تمہارے معبود کی بندگی کریں۔ اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی۔

شان نزول میں جو متعدد واقعات بیان ہوئے ہیں تو ان میں کوئی تضاد نہیں ہوسکتا ہے کہ سب ہی واقعات پیش آئے ہوں اور ان سب کے جواب میں یہ سورۃ نازل ہوئی۔

سورۃ الکافرون.... فضائل وخصوصیات

اس سورۃ کی فضیلت میں ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ یعنی ثواب میں۔ ایک حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز فجر کی سنتوں میں پڑھنے کے لئے دو سورتیں بہتر ہیں۔ سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص یعنی **قل هو الله احد** متعدد صحابہ کرام سے منقول ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح کی سنتوں میں اور نماز مغرب کی سنتوں میں بکثرت یہی دو سورتیں یعنی پہلی رکعت میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے سنا ہے۔ ترمذی وغیرہ کی ایک حدیث ہے۔ حضرت فروہ بن نوفل کا بیان ہے کہ میرے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجئے کہ میں بستر پر جاتے وقت یعنی سونے سے پہلے پڑھ لیا کروں۔ آپ نے فرمایا قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھ لیا کرو۔ یہ شرک سے بیزاری کا اظہار ہے۔ یعنی اس کو پڑھ کر سوؤ گے تو شرک سے پاک ہو کر سوؤ گے اور اگر سونے ہی کی حالت میں موت آ گئی تو توحید پر مرو گے۔ حضرت جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جب سفر میں جاؤ تو وہاں تم اپنے سب رفقاء سے زیادہ خوشحال اور بامراد رہو اور تمہارا سامان زیادہ ہو جائے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک میں ایسا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ آخر قرآن کی پانچ سورتیں یعنی سورۂ کافرون، سورۂ نصر، سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھا کرو اور ہر سورۃ کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کرو۔ حضرت جبیر فرماتے ہیں کہ اس وقت میرا یہ حال تھا کہ سفر میں اپنے دوسرے ساتھیوں کے بالمقابل قلیل الزاد اور خستہ حال تھا۔ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تعلیم پر عمل کیا میں سب سے بہتر حال میں رہنے لگا۔ اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بچھو نے کاٹ لیا تو آپ نے پانی اور نمک منگایا اور یہ پانی کاٹنے کی جگہ پر لگاتے جاتے تھے۔ اور قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتے جاتے تھے۔ یہ تو مختصراً اس سورۃ کے فضائل اور خواص کا ذکر ہوا۔

سورۃ الکافرون کے خواص

۱...... جو آدمی طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے اوقات میں سورۃ الکافرون کی تلاوت کا معمول رکھے وہ شرک سے محفوظ رہے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فجر کی سنتوں میں پڑھنے کیلئے دو سورتیں بہترین ہیں سورۃ کافرون اور سورۃ اخلاص (قل هو الله) (مظہری) بعض صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہمیں کوئی دعا بتلا دیجئے جو ہم سونے سے پہلے پڑھا کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قل یایها الکفرون پڑھنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ یہ سورۃ شرک سے برات ہے (ترمذی)

جو آدمی طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے اوقات میں اس کی تلاوت کا معمول رکھے وہ شرک سے محفوظ رہے گا۔

اس سورۃ کا ہمیشہ پڑھنا کفر سے نفاق سے دل و دماغ کو محفوظ رکھتا ہے۔ (طب روحانی)

سورۃ النصر.... فضائل وخواص

احادیث میں اس سورۃ کی تفسیر یہ آئی ہے کہ اس سورۃ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ہے۔ امام احمدؒ نے حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے نقل کیا ہے کہ جب اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میری وفات کی اطلاع دی گئی ہے۔ اس سورۃ کی فضیلت میں امام ترمذیؒ نے حضرت انسؓ کی ایک حدیث نقل کی ہے۔ کہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ (ثواب میں) چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ امام مسلمؒ نے حضرت عائشہؓ کا قول نقل کیا ہے (کہ اس سورۃ کے نزول کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ وبحمدہ استغفر اللہ واتوب الیہ زیادہ پڑھتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مجھے میرے رب نے اطلاع دی تھی کہ عنقریب تم اپنی امت کے اندر ایک نشانی دیکھو گے جب تم وہ علامت دیکھو تو سبحان الله و بحمده استغفر الله و اتوب اليه بہت پڑھنا چنانچہ میں نے وہ نشانی دیکھ لی۔ وہ نشانی ہے۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا مفسر بیضاویؒ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اس سورۃ سے استدلال کی وجہ یہ ہے کہ سورۃ بتا رہی ہے کہ دعوت پوری ہوگئی اور دین کامل ہو گیا مزید یہ کہ استغفار کا حکم بتا رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آ گیا ہے۔

سورۃ النصر کے خواص

۱...... جنگ میں دشمن کے خلاف فتح حاصل کرنے کے لئے اپنے کسی ہتھیار پر سورۃ النصر کو نقش کر لیا جائے تو فتح حاصل ہوگی۔

۲...... جو لوگ جال کے ساتھ مچھلی کا شکار کرتے ہوں اگر وہ کسی دھات پر سورۃ النصر نقش کر کے اس دھات کی ٹکڑی کو اپنے جال میں باندھ لیں تو جب جال کو شکار کے لئے پانی میں ڈالیں گے اس میں فوج در فوج مچھلیاں پھنسیں گی۔

جنگ میں دشمن کے خلاف فتح حاصل کرنے کیلئے اپنے کسی ہتھیار پر اس کو نقش کر لیا جائے تو فتح ہوگی۔

ہر ایک مراد حاصل ہونے کے لئے اس سورۃ کو ایک سو تئیس دفعہ سترہ دن تک پڑھنا نہایت مفید ہے۔ (طب روحانی)

پنجگانہ نمازوں کے بعد سات مرتبہ اس سورۃ کا پڑھنا بڑی مشکلوں کے کھولنے کے لئے مفید ہے۔ (طب روحانی)

تعارف سورۃ اللھب

سبب نزول

سبب نزول اس سورۃ کا احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت وانذر عشیرتک الاقربین پ۱۹ (سورۂ شعراء) نازل ہوئی یعنی اپنے قریبی عزیزوں اور رشتہ داروں کو عذاب الٰہی سے ڈرایئے تو آپ نے مکہ کے کوہ صفا پر چڑھ کر

تمام قبائل قریش کے نام لے کر پکارا۔ جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں تم کو اس امر کی خبر دوں کہ پہاڑ کے دوسری طرف دشمن موجود ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات کو سچ مانو گے؟ سب نے کہا کہ بے شک ہم یقیناً آپ کی بات کا اعتبار کریں گے۔ آپ ہم سب میں سے بڑھ کر سچے ہیں۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت پیش کی اور فرمایا کہ لوگو میں تمہارے لئے ایک آنے والے سخت عذاب سے ڈرانے والا ہوں۔ تم نجات کا راستہ اختیار کر لو اور اپنے بچنے کی تدبیر کر لو۔ میں کھلم کھلا تم کو خبردار کرنے والا ہوں۔ ابولہب یہ سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور انتہائی مخالفانہ انداز میں ہاتھ جھٹک کر کہنے لگا (نعوذ باللہ' نعوذ باللہ) تبالک سائر الیوم الھٰذا دعوتنا تو برباد ہو جائے کیا ہم کو اسی بات کے لئے جمع کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو سراپا عفو اور ہمہ تن حلم تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا مگر غیرت الٰہیہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایسے الفاظ کیوں برداشت کر سکتی تھی اور فوراً یہ پوری سورۃ نازل ہوئی جس میں خود ابولہب کے الفاظ اسی پر لوٹا دیئے گئے اور اس کے حسرت ناک انجام کا اعلان بھی بطور پیشین گوئی کے فرما دیا گیا۔ ابولہب کی ایک بیوی تھی اس کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی عداوت تھی۔ خود جنگل جاتی' کانٹے اکٹھا کرتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں بچھا دیتی تا کہ اندھیرے میں آپ کے کانٹے چبھیں اور آپ کو اذیت اور تکلیف ہو۔ تو اس سورۃ میں دونوں کا انجام بتلا کر ان کی مذمت فرمائی گئی اور ان ہی دونوں کی تباہی و بربادی کی پیشینگوئی فرمائی گئی جس سے مخالفین رسول کو متنبہ کیا گیا کہ مرد ہو یا عورت۔ اپنا ہو یا بیگانہ۔ بڑا ہو یا چھوٹا۔ جو حق کی عداوت پر کمر باندھے گا وہ آخر کار ذلیل و تباہ و برباد ہو کر رہے گا۔ یہ ہے خلاصہ مفہوم اس سورۃ کا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی

جس طرح کہ تصدیق اور جان نثاری اور صداقت و محبت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سب سے اول رہے اسی طرح تکذیب اور ایذا اور استہزاء' بغض و عداوت رسول میں ابولہب سب سے آگے تھا۔ یہ عبدالمطلب کا بیٹا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سوتیلا چچا تھا۔ اس کا نام عبدالعزیٰ تھا۔ لات' منات' اور عزیٰ یہ تین مشہور مشرکین عرب کی دیویاں تھیں جن کی پرستش وہ کرتے تھے۔ اور ان کے بت بنا رکھے تھے اسی نسبت سے اس کا نام عبدالعزیٰ تھا۔ اور چونکہ اس کا چہرہ سرخ رنگ کا خوبصورت تھا تو اس کے چہرہ کی سرخی اور چمک کی لو سے اس کی کنیت ابولہب ہو گئی تھی کیونکہ لہب آگ کے شعلہ کو کہتے ہیں۔ عبدالمطلب چونکہ اپنے قبیلہ بنی ہاشم کے سردار تھے ان کی وفات کے بعد ان کی سرداری ان کے بیٹوں ابوطالب اور ابولہب کو ملی۔ ابوطالب کی مالی حالت اچھی نہیں تھی لیکن ابولہب خوب دولت اور پیسہ والا آدمی تھا لیکن اپنے کفر و شقاوت کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شدید ترین دشمن ہو گیا تھا جب آپ کسی مجمع میں پیغام حق سناتے یہ بدبخت پتھر پھینکتا حتیٰ کہ آپ کے پائے مبارک لہولہان ہو جاتے اور زبان سے کہتا کہ لوگو! ان کی بات مت سنو۔ کبھی کہتا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سے ان چیزوں کا وعدہ کرتے ہیں جو مرنے کے بعد ملیں گی۔ ہم کو تو وہ چیزیں ہوتی نظر نہیں آتیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں سے خطاب کر کے کہتا (معاذ اللہ معاذ اللہ) تم دونوں ٹوٹ جاؤ کہ میں تمہارے اندر اس میں سے کوئی چیز نہیں دیکھتا جو محمد بیان کرتے ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) ابولہب چونکہ بہت مالدار تھا اس لئے جب اس کو اللہ سے ڈرایا جاتا تو یہ کہتا کہ اگر میرے بھتیجے کی بات حق ہے تو قیامت کے دن مال اور اولاد کا فدیہ دے کر عذاب سے چھوٹ جاؤں گا۔ اس کی بیوی ام جمیل کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ضد اور دشمنی تھی۔ شب کے وقت آپ کے راستہ میں کانٹے ڈال دیا کرتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کو طلاق دلوانا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یعنی حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے سرفراز ہونے سے قبل ہی ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے منسوب ہو چکی تھیں۔ عتبہ بن ابی لہب کا نکاح حضرت رقیہؓ سے ہوا تھا اور عتیبہ بن ابی الہب کا نکاح حضرت ام کلثوم سے ہوا تھا۔ اور صرف نکاح دونوں صاحبزادیوں کا ہوا تھا رخصتی کی نوبت نہیں آئی تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد تبلیغ اسلام فرمائی اور بت پرستی اور شرک کی سخت مذمت فرمائی تو ابولہب اور اس کی بیوی عداوت میں تو پیش پیش ہی تھے اسی جذبہ کے ماتحت ابولہب نے اپنے ان دونوں بیٹوں سے کہا کہ اگر میری رضامندی چاہتے ہو تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹیوں کو طلاق دیدو تاکہ آپ کو ان کے طلاق دیئے جانے سے صدمہ ہو۔ بڑا بیٹا جس کا نام عتبہ تھا یہ بات سن کر تو اس وقت چپ رہا مگر دوسرا بیٹا عتیبہ کمال بے حیائی سے اسی وقت اٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آکر بولا کہ میں نے تمہاری بیٹی کو طلاق دی اور کچھ دوسری نالائق نالائق باتیں بھی بکیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا کہ خدایا اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط فرمادے۔ آخر کو اس کو شام کے سفر میں ایک شیر نے پھاڑ کھایا۔ الغرض ابولہب کے دونوں بیٹوں نے اپنے باپ کے حکم کی تعمیل میں رخصتی سے پہلے ہی دونوں صاحبزادیوں کو طلاق دے دی۔ (سیرت المصطفیٰ حصہ سوم)

بالآخر یہ دونوں صاحبزادیاں طلاق کے بعد یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنیؓ کے نکاح میں آئیں اور اسی وجہ سے حضرت عثمانؓ ذی النورین کے لقب سے سرفراز ہوئے۔ علماء نے لکھا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار حضرات انبیاء ومرسلین علیہم السلام کے صحابہ کرام میں سے صرف حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ایسے صحابی ہیں کہ جن کی زوجیت میں یکے بعد دیگرے پیغمبر کی دو صاحبزادیاں آئیں۔ اس طرح حقیقت میں اس واقعہ طلاق میں اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان رحمت پنہاں تھی جو حضرت عثمانؓ کے حصہ میں آئی تھی۔

سماجی بائیکاٹ کروانا

الغرض عربوں میں ایام جاہلیت میں اگرچہ جہالت اور ضلالت کی گھٹا چھائی ہوئی تھی مگر پھر بھی اپنے قبیلہ کی حمایت اور رشتہ داری کا پاس ولحاظ کرنا یہ اس وقت عربوں کی خصوصیت رہی ہے چنانچہ آپ کے چچا ابوطالب نے محض رشتہ داری کے تعلق سے ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پناہی کی یہاں تک کہ تمام قبائل قریش نے متفقہ طور پر تحریری معاہدہ لکھا (یہ ہجرت نبوی سے ۶ سال قبل کا واقعہ ہے) کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور بنی ہاشم اور ان کے تمام حامیوں سے یکلخت تمام تعلقات قطع کر دیئے جائیں کہ نہ کوئی شخص بنی ہاشم سے نکاح کرے نہ ان سے میل جول رکھے نہ ان کے ساتھ خرید وفروخت کرے جب تک کہ بنو ہاشم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کے لئے ہمارے حوالے نہ کر دیں۔ ابوطالب نے مجبور ہو کر ایک گھاٹی میں پناہ لی اور بنو ہاشم اور بنو مطلب مومن اور کافر سب نے آپ کا ساتھ دیا۔ مسلمانوں نے دین کی وجہ سے اور کافروں نے خاندانی اور نسبی تعلق کی وجہ سے لیکن بنو ہاشم میں سے ابولہب قریش مکہ کا شریک رہا۔ اور محصور ہونے والوں نے اس گھاٹی میں جس کا نام شعب ابی طالب ہوا تین سال مسلسل سخت تکالیف کے ساتھ گزارے اور انتہائی فقر وفاقہ سے بسر کئے حتیٰ کہ باہر کا اگر کوئی تجارتی قافلہ مکہ آتا تو ابولہب اٹھتا اور یہ اعلان کرتا پھرتا کہ کوئی تاجر اصحاب محمد کو کوئی چیز عام نرخوں پر نہ فروخت کرے بلکہ ان سے کئی گنا زیادہ قیمت لے اور اس

طرح اگر کوئی نقصان یا خسارہ ہو تو میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ باہر کا قافلہ آیا ہوا دیکھ کر صحابہ کچھ خریدنے کو آتے مگر نرخ کی گرانی کا یہ عالم دیکھ کر خالی ہاتھ واپس ہو جاتے۔ ہجرت سے تین سال قبل یعنی ۱۰ ہجری نبوی میں یہ ظالمانہ عہد نامہ ختم ہوا۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق عظیم

اللہ اکبر! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا خلق عظیم فرمایا تھا۔ ایک طرف تو ابولہب اور اس کے گھرانے کی دشمنی اور عداوت کا حال اوپر ذکر ہوا۔ اب دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم اور کرم وعنایت کا ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔ فتح مکہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے پوچھا کہ آپ کے بھتیجے ابولہب کے بیٹے کہاں ہیں۔ کہیں نظر نہیں پڑتے۔ ابولہب کے دو بیٹے تھے جو فتح مکہ کے وقت تک کفر پر قائم تھے۔ حضرت عباسؓ نے عرض کا یارسول اللہ بظاہر کہیں روپوش ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کو ڈھونڈھ کر لاؤ۔ تلاش ہوئی اور کھوج لگانے پر یہ دونوں عرفات کے میدان میں چھپے ہوئے ملے۔ حضرت عباس دونوں کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان دونوں پر اسلام پیش کیا۔ انہوں نے فوراً اسلام قبول کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی نے فرمایا میں نے اپنے چچا کے ان دونوں بیٹوں کو اپنے پروردگا سے مانگا تھا اللہ نے مجھ کو یہ دونوں عطا فرمائے۔ اللہ اکبر! ذرا غور تو کیجئے ابولہب کے گھرانے کی تکالیف کا جو آپ کو دی گئیں اور آپ کا دشمنوں سے یہ کرم وعنایت کا معاملہ۔

ام جمیل کی دشمنی وعداوت

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ جب ابولہب کی بیوی ام جمیل کو خبر ہوئی کہ میرے اور میرے شوہر کے بارہ میں یہ سورۃ نازل ہوئی تو ایک پتھر لے کر آپ کو مارنے کے لئے چلی۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے۔ ام جمیل جس وقت وہاں پہنچی تو حق تعالیٰ نے اس کی آنکھ پر ایسا پردہ ڈالا کہ اس کو صرف حضرت ابوبکرؓ نظر آتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دکھائی نہ دیتے تھے۔ ام جمیل نے حضرت ابوبکر سے پوچھا کہ تمہارے ساتھی کہاں ہیں مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ وہ میری مذمت اور ہجو کرتے ہیں۔ خدا کی قسم اگر اس وقت ان کو پاتی تو اس پتھر سے مارتی۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے ام جمیل کو آپ کی طرف آتے دیکھا تو عرض کیا یارسول اللہ ام جمیل سامنے سے آ رہی ہے۔ مجھے آپ کا ڈر ہے۔ حضورؐ نے فرمایا انها لن ترانی (وہ مجھے ہرگز نہ دیکھے گی) جب ام جمیل چلی گئی تو آپ نے فرمایا کہ اس کے جانے تک ایک فرشتہ مجھ کو چھپائے رہا۔ الغرض یہ داستان تو بہت طویل ہے۔

دشمنان رسول پاک کا انجام

اب ان دونوں یعنی ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل کا انجام ملاحظہ ہو۔ غزوۂ بدر جو رمضان المبارک ۲ ہجری میں واقع ہوا اور جس میں قریش مکہ کے بڑے بڑے کافر سردار اور متمول لوگ شریک تھے۔ سب ایک ایک کر کے قتل یا قید ہوئے مگر ابولہب اس جنگ میں اپنی جان کے خوف سے شریک نہ ہوا تھا اور اپنی بجائے جنگ میں کسی دوسرے کو بھیجا تھا۔ اس واقعہ بدر کے سات روز بعد ابولہب کے مکہ میں طاعون کا زہریلا دانہ نمودار ہوا۔ گھر والوں نے اس اندیشہ سے کہ اس کی بیماری ہم کو نہ لگ جائے اس کو الگ ڈال دیا اور وہیں مر گیا۔ اور تین روز تک لاش یونہی پڑی رہی کسی نے ہاتھ نہ لگایا۔ جب لاش سڑنے لگی تو اس وقت چند حبشی مزدوروں کو بلا کر ان سے لاش دبوائی

۔انہوں نے ایک گڑھا کھودا اور لکڑیوں سے دھکیل کر لاش کو اس گڑھے میں ڈال دیا اور مٹی اور پتھروں سے اس گڑھے کو بھر دیا۔ یہ تو دنیا میں ذلت ورسوائی اس کو نصیب ہوئی۔ اور آخرت کی رسوائی کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔

ابولہب کی بیوی کا حشر

اس کی بیوی ام جمیل جو خود جنگل جاتی اور کانٹے اکٹھا کر کے گٹھڑ بنا کر لاتی اور رات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر اور مسجد حرام کے راستہ میں بچھا دیتی تا کہ وہ کانٹے آپ کو چبھیں اور آپ کو تکلیف پہنچے۔ اس بدبخت کی موت اس طرح واقع ہوئی کہ سر پر کانٹوں اور لکڑیوں کا گٹھا تھا۔ راہ میں تھک گئی تو گٹھے کو پتھر سے ٹکا کر خود ستانے لگی۔ جب پھر چلنے کا ارادہ کیا تو اسی رسی کا جس سے گٹھڑ بندھا تھا پھندا گردن میں پڑ گیا اور گٹھا پیٹھ کی طرف جا لٹکا جس کے بوجھ سے وہ پھندا پھانسی بن گیا اور گلا ایسا گھٹا کہ یہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو گئی۔

ابولہب اور اس کی بیوی کا انجام

یہی ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل کا ذکر اس سورۃ میں فرمایا گیا ہے اور جو الفاظ ابولہب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال کئے تھے یعنی تبالک کہا تھا یعنی معاذ اللہ تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں۔ تو خود اسی کے الفاظ کو اس پر لوٹا دیا گیا اور اس کے حسرت ناک انجام کا اعلان بطور پیشین گوئی فرما دیا گیا۔

سورۃ اللھب کے خواص

ایسا درد جو بڑھتا ہی جا رہا ہو تو اس سے نجات کے لئے درد کی جگہ پر سورۃ اللھب لکھیں درد کم ہوتا ہوتا بالکل ختم ہو جائے گا۔

اگر لکھ کر درد کی جگہ باندھ دیا جائے تو کم ہو جائے اور انجام بعافیت ہو۔

اس سورۃ کو تانبے کے پترہ پر کندہ کرا کر دشمن کے باغ کے کنوئیں میں ڈالنا باغ کو برباد کرتا ہے باغ کی زمین میں دفن کرنا باغ کے پھلوں میں نقصان پیدا کرتا ہے۔ (طب روحانی)

سورۃ الاخلاص....تعارف وفضیلت

یہ سورۂ اخلاص ایک مختصر سی سورۃ ہے تھوڑے سے الفاظ ہیں مگر مطلب اور معنیٰ کے لحاظ سے بہت وسیع ہے۔ اسے ایسا سمجھنا چاہئے کہ جیسے انسانی جسم میں آنکھ کی پتلی جو اگرچہ بہت چھوٹی ہے لیکن اس کی بدولت سارا عالم روشن معلوم ہوتا ہے یہ نہ ہو تو اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ اس سورۃ میں توحید کو ایسے انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ اسی سے سارا دین روشن ہے۔ اسی لئے اس سورۃ کی فضیلت احادیث میں بہت آئی ہے کیونکہ توحید اور حق تعالیٰ سبحانہ کی ذات پاک کے متعلق جو عقائد رکھنے چاہئیں اور جس کو ایمان کی بنیاد سمجھنا چاہئے وہ سب اس سورۃ میں مذکور ہیں۔

احادیث میں امام بخاریؒ وغیرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ سورۃ تہائی قرآن کے برابر ہے یعنی جس نے یہ سورۃ پڑھی اس نے ثواب تہائی قرآن پڑھنے کا حاصل کیا اور تہائی کے برابر ہونے کی وجہ علماء نے یہ لکھی ہے کہ مضامین قرآن تین قسم کے ہیں۔ ایک توحید وصفات باری تعالیٰ دوسرے بندوں کے اعمال وافعال کی کیفیت تیسرے قیامت وآخرت اور وہاں کے حالات تو ان تین مضامین میں سے اس سورۃ میں توحید وصفات باری تعالیٰ کا نہایت جامع ذکر ہے۔

حضرت ابودرداءؓ کی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کیا تم ہر رات میں ایک تہائی قرآن پڑھ سکتے

ہو؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہر شب میں ایک تہائی قرآن کیسے پڑھا جا سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے یعنی ثواب میں ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوجی دستہ کے ساتھ ایک صاحب کو کہیں بھیجا۔ یہ ساتھیوں کو ہمیشہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سے نماز پڑھاتے رہے جب وہ لوگ واپس آئے تو انہوں نے حضورؐ سے اس کا ذکر کیا ارشاد فرمایا ان سے پوچھو ایسا کیوں کرتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یہ (سراسر) رحمٰن کے اوصاف ہیں اس لئے میں اس کو پڑھنا پسند کرتا ہوں اور اس سورۃ سے محبت رکھتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو اطلاع دے دو کہ اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت رکھتا ہے۔

اس سورۃ کے شان نزول کے متعلق روایت ہے کہ مشرکین مکہ نے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ہمارے معبودوں کی تو برائی کرتے ہیں۔ آپ اپنے رب کے تو اوصاف بیان کریں۔ اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی اور اس میں حق تعالیٰ نے اپنی صفات بیان فرمائیں۔ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ سورۃ مکی ہے اور اس کا زمانہ نزول مکی دور کا ابتدائی زمانہ لکھا ہے۔ اس طرح ترتیب قرآنی کے موافق اس سورۃ کا شمار ۱۱۲ ہے لیکن بحساب نزول اس کا شمار ۱۰ لکھا ہے یعنی ۹ سورتیں اس سے قبل نازل ہو چکی تھیں۔ اور ۱۰۴ سورتیں اس کے بعد نازل ہوئیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اس سورۃ میں ۴ آیات ۱۷ کلمات اور ۴۹ حروف ہیں۔ اس سورۃ میں ہر طرح کے شرک یعنی بت پرستی، عیسائیت یہودیت مجوسیت وغیرہ سب کی تردید کر کے خالص توحید کا سبق دیا گیا ہے کہ اللہ ایک ہے وہ صمد ہے وہ اولاد ماں باپ اور شریکوں سے پاک ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

تہائی قرآن: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اکٹھے ہو جاؤ کیونکہ میں عنقریب تمہیں تہائی قرآن پڑھ کر سناؤں گا (آپ اندر تشریف لے گئے) اتنے میں جن حضرات نے اکٹھا ہونا تھا اکٹھے ہو گئے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ کر سنائی پھر اندر تشریف لے گئے۔ پس ہم میں سے بعض، بعض سے کہنے لگے۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ یہ آسمان سے خبر آئی ہے جسکی وجہ سے آپ اندر تشریف لے گئے ہیں پھر دوسری مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا: میں نے تم سے کہا تھا کہ میں عنقریب تمہیں تہائی قرآن پڑھ کر سناؤں گا۔ خوب سن لو کہ یہ سورہ اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (مسلم وترمذی)

سورۃ الاخلاص کے خواص

۱...... سورۃ الاخلاص ثواب میں تہائی قرآن کے برابر ہے۔

۲...... جو آدمی اس سورۃ کو اخلاص کے ساتھ پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام کر دیتے ہیں۔

۳...... جو آدمی قبرستان کے قریب سے گزرتے ہوئے گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب اس قبرستان کے اموات کو کرے تو اس قبرستان کے مردوں کی تعداد کے برابر ثواب ملتا ہے۔

۴...... اپنے دل میں اخلاص پیدا کرنے کے لئے سورۃ اخلاص کو پڑھنا اور اس میں غور کرنا مفید ہے۔

صبح وشام پڑھے۔شرک اور فساد اعتقاد سے محفوظ رہے۔

جو شخص ہمیشہ اس کو پڑھا کرے ہر قسم کی خیر حاصل ہو اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رہے اور جو بھوک میں پڑھے تو سیر ہو جائے اور جو پیاس میں پڑھے سیراب ہو جائے۔دیگر اگر خرگوش کی جھلی پر لکھ کر اپنے پاس رکھے کوئی انسان اور جن اور موذی جانور اس کے پاس نہ آئے۔

یہ مبارک سورۃ وہ ہے جس کے تین مرتبہ پڑھنے سے سارے قرآن مجید کا ثواب ملتا ہے۔اس کے دس بار پڑھنے سے ایک محل جنت میں تیار ہوتا اس سورۃ کا رات کو دوسو مرتبہ پڑھنے سے دوسو برس کی عبادت کا ثواب ملتا ہے اس کا ہمیشہ پڑھنے والا ایمان پر مرتا ہے۔الغرض اس کے ثواب لا انتہا ہیں۔(طب روحانی)

سورہ اخلاص پڑھنے کی وجہ سے ۷۰ ہزار فرشتے جنازہ میں

معاویہ بن معاویہ لیثی انصاری کا انتقال مدینہ میں ہوا، حضرت جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کو لے کر مدینہ آئے، ان کے جنازہ کو لے کر تبوک روانہ ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور صحابہ کرامؓ نے جنازہ کی نماز تبوک میں پڑھی اور جنازہ واپس مدینہ لایا گیا اور تدفین بقیع میں ہوئی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ اعزاز کیوں ملا؟ فرمایا کہ کثرت سے سورہ اخلاص پڑھا کرتے تھے اس لئے یہ اعزاز ملا ہے۔(بکھرے موتی)

سورۃ الاخلاص کے آٹھ نام

اس سورہ مبارکہ کے بہت سے نام ہیں جو اس کی عظمت شان اور مقام رفیع پر دلالت کرتے ہیں ان میں سے چند آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔سورہ توحید۔کیونکہ اس میں عقیدہ توحید کو بڑی جامعیت اور دلکش انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

۲۔سورہ نجات: اس کے ذریعہ انسان کو کفر وشرک کی آلودگیوں سے نجات حاصل ہوتی ہے، نیز عذاب جہنم سے بھی رستگاری کا ذریعہ ہے۔

۳۔سورہ مقشقشہ۔قشقشہ کہتے ہیں بیماری سے شفایاب ہو جانا، اس سورت کے ذریعہ کیونکہ کفر وشرک کے مرض سے شفا نصیب ہوتی ہے، اسی لئے اسے مقشقشہ کہا گیا۔

۴۔سورۃ الاساس۔کیونکہ ایمان وعمل کا قصر رفیع توحید کی بنیادوں پر تعمیر ہوتا ہے، اس کے بغیر اعلیٰ سے اعلیٰ عمل بھی بے معنی اور بے سود ہے۔

۵۔سورۃ المانعہ۔یہ اپنے قاری کو عذاب دوزخ سے بچالیتی ہے۔

۶۔سورہ النور۔اسکی ضیاء پاشیوں سے مومن کے دونوں جہاں روشن ہو جاتے ہیں، اسکے ذہن اور اسکے دل دونوں میں اجالا ہو جاتا ہے۔

۷۔سورۃ الامان: اس سورت پر ایمان رکھنے والے کو خداوند ذوالجلال کے قہر وغضب سے امان مل جاتی ہے۔

۸۔سورۃ الاخلاص: اس سورت کے متعدد ناموں میں سے یہ اس کا مشہور ترین نام ہے کیونکہ توحید خالص کا مضمون پوری فصاحت سے اس میں مذکور ہے گویا یہ نام اس سورت کیلئے بطور علامت مستعمل نہیں ہوا بلکہ اس کے مضامین ومطالب کا ایک جامع عنوان ہے۔(ضیاء القرآن)

بارہ مرتبہ قل ھواللہ پڑھنے سے جنت میں ۱۲ محل

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک مرتبہ ”قل

هو الله احد'' کو پڑھا تو اس کی ذات میں برکت دے دی گئی اور جو دو مرتبہ پڑھے تو اس کے اور اس کے گھر والوں میں برکت دے دی گئی اور جو اس کو تین مرتبہ پڑھے تو اس میں اور اس کے گھر والوں اور پڑوسیوں میں برکت دے دی گئی اور جو اس کو بارہ مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں بارہ محل بنائیں گے اور جو اس کو بیس مرتبہ پڑھے تو وہ نبیوں کے ساتھ اس طرح ہوگا جس طرح شہادت کی اور درمیانی انگلی ملی ہوئی ہے اور آپ نے شہادت اور درمیانی انگلیوں کو آپس میں ملا دیا اور جو شخص اس کو سو مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ ان کے پچیس سال کے گناہ بخش دے گا سوائے قرض اور (ناحق) قتل کے اور جو شخص ان کو دو سو مرتبہ پڑھے تو اس کے پچاس سال کے گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی اور جو شخص اس کو چار سو مرتبہ پڑھے تو اس کیلئے چار سو ایسے شہیدوں کے برابر اجر ہے جنہوں نے اپنے گھوڑوں کے پیروں کو کاٹ دیا ہو اور خون بہا دیا ہو اور جو شخص اس کو ایک ہزار مرتبہ پڑھے گا تو اس کو اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک وہ اپنا ٹھکانہ جنت میں نہ دیکھ لے یا اس کو دکھا نہ دیا جائے۔ (فضائل قل ھو اللہ احد)

تعارف سورۃ الفلق وسورۃ الناس

ایک یہودی اور اس کی بیٹیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دشمنی میں سحر کر دیا تھا جس سے آپ کو مرض کی سی حالت عارض ہوگئی۔ آپ نے حق تعالیٰ سے دعا کی اس پر جبرئیل امین یہ دونوں سورتیں لے کر حاضر ہوئے جن میں ایک کی پانچ آیتیں اور ایک کی چھ آیتیں۔ مجموعہ گیارہ آیتیں ہیں اور آپ کو وحی سے اس سحر کا موقع بھی معلوم کرا دیا گیا چنانچہ وہاں سے مختلف چیزیں نکلیں جن میں سحر کیا گیا تھا۔ اور اس میں ایک تانت کا ٹکڑا بھی تھا جس میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں حضرت جبرئیل علیہ السلام سورتیں پڑھنے لگے ایک ایک آیت پر ایک ایک گرہ کھلتی گئی چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل شفا ہوگئی۔

اس مذکورہ واقعہ کی وجہ سے بعض مفسرین نے ان دونوں سورتوں کو مدنی کہا ہے۔ مگر بعض مفسرین نے ان سورتوں کو مکی بتلایا ہے اور ابتدائی دور کی نازل شدہ سورتوں میں ان کو شمار فرمایا ہے۔ اور اس اختلاف کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ابتداءً نزول تو ان سورتوں کا مکہ معظمہ ہی میں ہوا ہو لیکن اس خاص موقع پر جو اوپر ذکر ہوا یعنی دفع سحر کے لئے بطور علاج حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ سورتیں پڑھی ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان کے ورد کی تلقین بحکم خداوندی فرمائی ہو۔ اور مفسرین کے نزدیک ایک سوال کے جواب میں یا کسی خاص موقع اور احوال میں کسی آیت یا سورۃ کا پڑھ دینا بھی نازل ہونے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس طرح بعض مفسرین نے ان کو مدنی سورۃ قرار دیا ہے۔ الغرض جن مفسرین نے ان سورتوں کو مکی کہا ہے اس لحاظ سے یہ سورۂ فلق اگرچہ ترتیب میں اس کا شمار ۱۱۳ ہے مگر بحساب نزول اس کا شمار ۶ لکھا ہے۔ اس سورۃ میں ۵ آیات ۲۳ کلمات اور ۷۳ حروف ہونا بیان کئے گئے ہیں۔

سورۃ الفلق کے خواص

۱......رزق کی آسانی کے لئے سورۂ فلق کو روزانہ پڑھنا مفید ہے۔

۲......مخلوقات کے شر اور حسد سے بچنے کے لئے سورۂ فلق کو روزانہ پڑھیں ان شاء اللہ حفاظت ہوگی۔

سورۃ الناس کے خواص

۱......جو آدمی سورۃ الناس کی تلاوت کو اپنا معمول بنائے وہ امن وسلامتی میں رہے گا۔

۲......جس آدمی کو یا جانور وغیرہ کو نظر بد کا اثر ہو تو سورۃ الناس پڑھ کر اس پر دم کریں اللہ کے فضل سے درست ہو جائے گا۔

۳...... مریض پر سورۂ ناس کا دم کرنے سے افاقہ ہوتا ہے۔
۴...... جو آدمی نزع کے عالم میں ہو اس پر سورۂ ناس پڑھنے سے اس کی موت آسان ہو جاتی ہے۔
۵...... جنوں اور انسانوں کے شر سے اور وہم و وسواس سے محفوظ رہنے کے لئے سوتے وقت سورۂ ناس پڑھ کر سوئے۔
۶...... بچوں کو جنوں اور بلاؤں سے محفوظ رکھنے کے لئے سورۃ الناس کو لکھ کر ان کے گلے میں لٹکانا مفید ہے۔
۷...... جس آدمی کو بادشاہ یا افسر وغیرہ کے ظلم کا خوف ہو وہ اس کے پاس داخل ہوتے وقت سورۃ الناس پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ ان کے شر کے لئے اسے کافی ہو جائے گا اور یہ امن وامان میں رہے گا۔

ان دونوں سورتوں کا سحر، نظر بد اور تمام آفات جسمانی و روحانی کے دور کرنے میں تاثیر عظیم ہے اور حقیقت کو سمجھا جائے تو انسان کو اس کی ضرورت اپنے سانس اور کھانے پینے اور لباس سب چیزوں سے زیادہ ہے۔ اس کا واقعہ مسند احمد میں اس طرح ہے کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یہودی نے جادو کر دیا تھا جس کے اثر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے جبرئیل امین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آکر اطلاع دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یہودی نے جادو کیا ہے اور جادو کا عمل جس چیز میں کیا گیا ہے وہ فلاں کنویں کے اندر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں آدمی بھیجے اور جادو کی چیز کنویں سے نکال لائے۔ اس میں گرہیں لگی ہوئی تھیں، اللہ تعالیٰ نے یہ دو سورتیں نازل فرمائیں۔ آپ ہر گرہ پر ایک ایک آیت پڑھ کر ایک ایک گرہ کھولتے رہے۔ یہاں تک کہ سب گرہیں کھل گئیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک ایک بوجھ سا اتر گیا۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۱۴۷۵)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی بیماری پیش آتی تو یہ دونوں سورتیں پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے سارے بدن پر پھیر لیتے تھے۔ (مظہری جلد ۱۰، صفحہ ۳۷۱)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بچھو نے کاٹ لیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی اور نمک منگوایا۔ اور یہ پانی کاٹنے کی جگہ پر لگاتے جاتے اور **قل یایها الکفرون، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس** پڑھتے جاتے تھے۔ (مظہری جلد ۱۰، صفحہ ۳۵۵)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبیر! کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ سفر میں نکلو تو اپنے سب ساتھیوں سے بڑھ کر اچھے حال میں رہو اور سب سے زیادہ تمہارے پاس زادِ راہ رہے۔ حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں میں ضرور یہ چاہتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یہ پانچ سورتیں سفر میں پڑھا کرو **قل یا ایها الکفرون اذا جآء نصر اللہ قل هو اللہ احد قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس** ہر سورت **بسم اللہ الرحمن الرحیم** سے شروع کیا کرو اور اسی پر ختم کیا کرو۔ (اسی طرح بسم اللہ چھ مرتبہ ہو جائے گی)

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں زیادہ غنی اور زیادہ مالدار تھا، جب سفر میں نکلتا تھا تو اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ بدحال ہو جاتا تھا اور میرا زادِ راہ بھی سب سے کم ہو جاتا تھا۔ جب سے میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر میں ان سورتوں کے پڑھنے کا علم حاصل کیا ہے، برابر ان کو سفر میں پڑھتا ہوں اور سفر سے واپس آنے تک اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ اچھے حال میں

رہتا ہوں اور میرا زادِراہ بھی سب سے زیادہ رہتا ہے۔ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی جلد ۶ صفحہ ۴۵۸)

بچوں کو جنوں اور بلاؤں سے محفوظ رکھنے کے لئے سورۃ الناس کو لکھ کر ان کے گلے میں لٹکانا مفید ہے۔

جس آدمی کو بادشاہ یا افسر وغیرہ کے ظلم کا خوف ہو وہ اس کے پاس داخل ہوتے وقت سورۃ الناس پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ ان کے شر کے لئے اسے کافی ہو جائے گا اور یہ امن وامان میں رہے گا۔

جادو کی کاٹ کیلئے معوذتین کا عمل

قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس تین تین بار پانی پر دم کر کے مریض کو پلاویں اور زیادہ پانی پر دم کر کے اس پانی میں نہلا دیں اور یہ دعا چالیس روز تک روزمرہ چینی کی تشتری پر لکھ کر پلایا کریں۔ یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ فِی دَیْمُوْمَةِ مُلْکِهٖ وَبَقَائِهٖ یَا حَیُّ

سورۃ الفلق رزق کی آسانی کے لئے روزانہ پڑھنا مفید ہے۔

مخلوقات کے شر اور حسد سے بچنے کے لئے سورۂ فلق کو روزانہ پڑھیں ان شاء اللہ حفاظت ہوگی۔

حضرت وہبؒ فرماتے ہیں کہ بیری کے سات پتے لے کر سل بٹے پر کوٹ لئے جائیں اور پانی ملا لیا جائے پھر آیت الکرسی پڑھ کر اس پر دم کر دیا جائے اور جس پر جادو کیا گیا ہے اسے تین گھونٹ پلا دیا جائے اور باقی پانی سے غسل کر دیا جائے ان شاء اللہ جادو کا اثر جاتا رہے گا۔ یہ عمل خصوصیت سے اس شخص کیلئے بہت اچھا ہے جو اپنی بیوی سے روک دیا گیا ہو جادو کو دور کرنے اور اس کے اثر کو زائل کرنے کیلئے سب سے اعلیٰ چیز ''قل اعوذ برب الناس'' اور ''قل اعوذ برب الفلق'' کی سورتیں ہیں، حدیث میں ہے کہ ان جیسا کوئی تعویذ نہیں، اسی طرح آیت الکرسی بھی شیطان کو دفع کرنے میں اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

معوذتین.... ہر شر سے حفاظت کا بہترین نسخہ

حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بارش کی رات اور سخت اندھیرے میں تلاش کر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم پا گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین بار: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور تین بار: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور تین مرتبہ: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ صبح شام پڑھ لیا کرو، یہ تمہارے لئے ہر شر سے کافی ہو جائیگا۔ (مشکوٰۃ شریف)

یہ وظیفہ ہر شر سے بچانے کے لئے کافی ہے یعنی نفس وشیطان اور جنات وآسیب، جادو، حاسد ودشمنوں کے ہر شر اور بری نظر کے شر سے حفاظت کا بہترین نسخہ ہے، نیز یہ وظیفہ ہر وظیفہ کی طرف سے بھی کافی ہے۔

فضائل وخواص از کتاب

اَلدُّرَرُالنَّظِیم فی فضائل القرآن والآیات والذکر العظیم

سورۃ النباء

۱......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو سورۃ النباء پڑھتا رہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ٹھنڈا مشروب پلائیں گے۔

۲......سورۃ النباء کی تلاوت کا معمول رکھنے سے آدمی چوری کے خطرات سے محفوظ رہتا ہے۔

۳......جہاں کسی بھی موذی کی ایذا کا خطرہ ہو وہاں سورۃ النباء کی تلاوت کرنے سے آدمی موذی کے شر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

سورۃ النازعات

۱......حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو سورۃ النازعات پڑھتا رہے وہ جنت میں داخل ہوگا اس حال میں کہ اس کا چہرہ مسکراتا ہوگا۔

۲......اگر کسی کو دشمن کا سامنا ہو اور وہ دشمن کے سامنے اس سورۃ کو پڑھ کر اس پر دم کر دے تو اس کے شر سے محفوظ رہے گا۔

سورۃ عبس

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو سورۃ عبس پڑھتا رہے تو وہ قیامت کے دن اس شان سے آئے گا کہ اس کا چہرہ چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔

سورۃ التکویر

۱......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو سورۃ التکویر پڑھے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کی رسوائی سے اپنی پناہ میں رکھیں گے۔

۲......جو آدمی بارش برستے وقت سورۃ التکویر پڑھ کر دعا مانگے اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

۳......جو آدمی عرق گلاب پر سورۃ التکویر پڑھے اور اس عرق کو اپنی آنکھوں پر لگائے تو اس کی نظر تیز ہوگی اور آنکھوں کی صحت برقرار رہے گی۔

۴......ایسا گھر جس میں جادو کیا گیا ہو اور معلوم نہ ہو کہ جادو کی چیزیں کہاں دفن ہیں تو اس گھر میں سورۃ التکویر پڑھنے سے اللہ تعالیٰ وہ جگہ ذہن میں ڈال دیں گے اور وہ اثر ختم ہو جائے گا۔

سورۃ الانفطار

۱......قیدی اگر اس سورۃ کی تلاوت کرتا رہے تو اسے قید سے رہائی مل جائے گی۔

۲......اگر کسی کو بخار ہو تو وہ پانی پر اس آیت کو پڑھ کر دم کرے اور اسی پانی سے غسل کرلے تو بخار جاتا رہے گا۔

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ

اگر دشمن کو خوف زدہ کر کے بھگانا ہو تو مینڈھے کے چمڑے کا ایک ٹکڑا لے اور ایک ٹکڑا بوڑھی عورت کے کپڑے سے لے اور اس چمڑے اور کپڑے پر سو مرتبہ پڑھے اور ساتھ ہی ہر دفعہ دشمن کا نام اور اس کی ماں کا نام بھی لے۔

پھر چمڑے کو دشمن کے دروازے کی چوکھٹ کے نیچے دفن کرے اور کپڑے کو اس کے دروازے کے اوپر دفن کرے تو دشمن اس کا مقابلہ چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔

سورۃ المطففین

۱......جو آدمی اس سورۃ کی تلاوت کرتا رہے اللہ تعالیٰ اسے جنت کی شراب رحیق مختوم پلائیں گے۔

۲......اگر کسی سٹور کی ہوئی چیز کی حفاظت مقصود ہو تو اس سورۃ کو پڑھ کر اس چیز پر دم کردیں ان شاء اللہ آپ کا مال محفوظ رہے گا۔

فائدہ: لیکن یہ یاد رکھیں کہ جو لوگ ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور ناجائز منافع خوری کے لئے غلہ اور دیگر اشیائے ضرورت کا سٹاک کرتے ہیں۔ ان کے لئے کوئی فائدہ نہ ہوگا جو کام شرعاً ممنوع ہے اس کی حفاظت کے لئے شرعی چیزوں کا سہارا لینا الٹا گناہ ہے۔

سورۃ الانشقاق

۱......جس عورت کو بچہ نہ ہوتا ہو تو یہ سورۃ لکھ کر اس کے گلے میں لٹکائی جائے تو اس کے بچے ہونے لگیں گے۔

۲......جس آدمی کو زہریلے جانور نے کاٹ لیا ہو اور شدید درد ہو تو اس پر سورۃ الانشقاق پڑھ کر دم کریں۔

۳......اس سورۃ کو لکھ کر گھر میں رکھنے سے کیڑے مکوڑوں اور دیگر حشرات الارض سے حفاظت رہے گی۔

سورۃ البروج

۱......جس بچہ کا دودھ چھڑانا ہو تو یہ سورۃ لکھ کر اس کے گلے میں لٹکائیں۔ وہ بچہ آسانی سے دودھ چھوڑ دے گا۔

۲......رات کو بستر پر جا کر اس سورۃ کو پڑھ کر سوئیں تو رات بھر ہر قسم کی آفت سے حفاظت رہے گی۔

وَّ اللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ

مسافر سفر پر روانہ ہوتے وقت اپنے گھر کے دروازہ میں کھڑے ہو کر یہ آیات پڑھ لے تو وہ خود اور اس کا ساز و سامان سب محفوظ رہے گا۔

سورۃ الطارق

۱...... پینے والی دوائیوں پر اگر اس سورۃ کو پڑھ کر دم کرلیا جائے گا تو ان کی (جزوی) مضرتوں سے حفاظت ہو جائے گی۔

۲......اگر کسی آدمی کو احتلام کی بیماری ہو تو وہ سونے سے پہلے اس سورۃ کو پڑھ لے، ان شاء اللہ محفوظ رہے گا۔

سورۃ الاعلیٰ

۱......جس آدمی کو بواسیر کا مرض ہو وہ اس سورۃ کی تلاوت کرتا رہے، ان شاء اللہ صحت یاب ہو جائے گا۔

۲......جمعہ کے دن اس سورۃ کو لکھ کر گلے میں لٹکانے سے آدمی ہر قسم کی آفات سے محفوظ رہے گا۔

۳......حاملہ عورت کے پہلو پر پہلے مہینہ میں یہ سورۃ لکھی جائے تو اس حمل سے جو بچہ ہوگا۔ وہ اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کا مالک ہوگا۔

سورۃ الغاشیۃ :۔اگر کھانے کی کسی چیز سے کسی تکلیف کا اندیشہ ہو تو اس چیز پر پہلے سورۃ الغاشیۃ پڑھ لیں پھر کھائیں تو اس چیز کے کھانے سے کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

سورۃ البلد:۔ ۱......بچہ جب پیدا ہو تو فوراً اس پر اس سورۃ کو پڑھ کر دم کرنے سے وہ بچہ ہر قسم کی مضرّت رساں مخلوقات سے محفوظ ہو جائیگا۔

۲......وہ لوگ جو مالی مشکلات کا شکار ہوں اور اپنی گزران میں تنگ ہوں تو ان کے لیے یہ سورۃ کسی خزانہ سے کم نہیں ہے، صبح کی نماز سے پہلے اور بعد میں اس کی تلاوت کو اپنا معمول بنالیں، ان شاء اللہ کبھی ان کی جیب پیسوں سے خالی نہ ہوگی۔

سورۃ الشّمس :۔ ۱......جو آدمی کثرت کے ساتھ اس سورۃ کی قرّات کرے تو وہ ہر جگہ اور ہر میدان میں کامیاب وکامران ہوگا۔

۲......جو آدمی سورۃ الشّمس سے دم کیا ہوا یا سورۃ الشّمس لکھ کر اسے پانی سے دھوکر وہ پانی پیئے تو اگر اس پر گھبراہٹ اور خوف ہو تو وہ جاتا رہے گا۔

۳......اگر دشمن کا گھر ویران کرنا مقصود ہو تو ایک ایسی ٹھیکری پر سورۃ الشّمس لکھے جسے غیر شادی شدہ آدمی نے بنایا ہو، پھر اس ٹھیکری کو کوٹ لے اور دشمن کے مکان میں بکھیر دے۔

سورۃ اللیل :۔ ۱......اگر کسی کو مرگی کا دورہ پڑ جائے تو اس سورۃ کو اس کان میں پڑھنے سے مرگی کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔

۲......اگر کسی کو بخار ہو تو سورۃ اللیل پانی پر دم کر کے اس پانی کو پی لے، یا اسے لکھ کر اور پانی میں دھوکر پی لے۔ ان شاء اللہ بخار اتر جائیگا۔

سورۃ الضحیٰ :۔ ۱......اگر کوئی آدمی گم ہو جائے تو اسکا نام سامنے رکھ کر اس پر سورۃ الضحیٰ پڑھے۔ ان شاء اللہ بہت جلد واپس آجائے گا۔

۲......اگر کوئی چیز بھول گئی تو اس کا خیال رکھ کر اس سورۃ کو پڑھنے سے یاد آجائے گی۔

سورۃ الانشرح:۔ ۱......اگر کسی کا دل تنگی اور گھٹن میں ہو تو اس کے سینہ پر اس سورۃ کو پڑھ کر دم کیا جائے، ان شاء اللہ تکلیف جاتی رہے گی۔

۲......اگر کسی کے دل میں درد ہو تو بھی اس آدمی کے سینہ پر دل کی جانب میں یہ سورۃ پڑھ کر دم کرنے سے راحت ہو جائے گی۔

۳......اگر کسی کو پتھری ہو یا مثانے میں کوئی اور تکلیف ہو تو یہ سورۃ پانی پر دم کر کے وہ پانی پیئے یا کاغذ میں لکھے اور پانی میں دھولے اور پھر وہ پانی پی جائے۔

سورۃ التین :۔ ۱......اگر مسافر سفر میں کوئی خطرہ محسوس کرتا ہو تو اپنے ساتھ سورۃ التین رکھے۔ سفر سے واپس لوٹنے تک وہ ہر قسم کے امن میں رہے گا۔ ۲......کھیتی اور باغ کے پھل پھول میں برکت اور حفاظت مطلوب ہو تو سفید شیشہ کے پاک برتن میں سورۃ التین لکھے اور اسے بارش کے پانی سے دھوکر کھیتی اور باغ میں چھڑکے، ان شاء اللہ کھیتی اور باغ خوب پھلے پھولے گا اور ہر قسم کی آفت سے محفوظ رہے گا۔

سورۃ القدر:۔ ۱......نظر کی تیزی، آنکھوں میں نور اور دل میں یقین کی پختگی کے لئے اس سورۃ کو لکھے اور پانی سے دھولے، پھر وہی پانی پیئے۔

سورۃ البینۃ ۱......اگر کسی کو یرقان کا مرض ہو تو سورۃ البینۃ لکھ کر گلے میں پہنے۔ ان شاء اللہ صحت ہو جائے گی۔

۲......اگر کسی کا جسم پورا متورم ہو جائے یا کوئی ایک حصہ پر ورم ہو تو سورۃ البینۃ لکھ کر گلے میں پہنے، ان شاء اللہ ورم اتر جائے گی۔

سورۃ الزلزال:۔ ۱...... حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو اس سورۃ کو اپنی نماز میں سورۃ الزلزال کو کثرت سے پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے زمین کے خزانوں کو کھول دیں گے۔

۲...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو آدمی اپنی نمازوں میں سورۃ الزلزال کو کثرت سے پڑھے گا اس کو اللہ تعالیٰ ہر خوف سے امن عطا فرمائیں گے۔

سورۃ العادیات:۔ ۱...... جو آدمی اس سورۃ کو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا وہ ہر خوف سے محفوظ رہے گا۔

۲...... جو آدمی اس سورۃ کو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا اس کے لئے رزق آسان ہو جائیگا۔

سورۃ القارعۃ:۔ ۱...... جس آدمی کا روزگار تنگی کا شکار ہو تو وہ سورۃ القارعہ کو لکھ کر گلے میں پہنے، رزق فراخ ہو جائے گا۔

۲...... جو آدمی روزانہ سورۃ القارعہ کی قرأت کا معمول رکھے وہ امن میں رہے گا۔

سورۃ التکاثر:۔ ۱...... اگر کسی آدمی کو سر درد ہو، یا آدھے سر میں درد ہوتا ہو تو اس پر عصر کی نماز کے بعد یہ سورۃ پڑھ کر دم کیا جائے، ان شاء اللہ درد ختم ہو جائیگا۔

۲...... جو آدمی بارش کا پانی اس سورۃ کو پڑھتے ہوئے جمع کرے اور پھر اس پانی کو کسی مشروب میں ملا لے تو اس مشروب کی افادیت اور نفع بہت بڑھ جائیگا۔ ۳...... جو آدمی روزانہ اس سورۃ کی تلاوت کا معمول رکھے وہ خوشحال ہو جائے گا۔

سورۃ العصر:۔ ۱...... جسے بخار ہو اس پر سورۃ العصر پڑھ کر دم کیا جائے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تندرست ہو جائے گا۔

۲...... چار ٹکڑوں میں سے ہر ایک پر سورۃ العصر لکھ کر جس مکان کے چاروں کونوں میں لٹکا دیا جائے تو وہ مکان چاروں طرف سے آنے والی آفتوں سے محفوظ رہے گا۔

سورۃ الھمزہ:۔ مالی پریشانی اور رزق کی تنگی کے شکار لوگ اگر روزانہ نفل نماز پڑھ کر اس کے بعد سورۃ الھمزہ کا معمول رکھیں تو ان کی یہ پریشانی دور ہو جائیگی۔

سورۃ الفیل:۔ ۱...... جنگی حالات میں دشمن سے جنگ کے دوران اگر سورۃ الفیل کی تلاوت کی جائے تو دشمن شکست کھا جائے گا۔

۲...... اگر کسی کو دشمن کا سامنا ہو تو اس کے سامنے آتے ہی اس پر سورۃ الفیل پڑھ دے تو اس کا دشمن ناکام ورسوا ہوگا۔

سورۃ قریش:۔ ۱...... کھانے کے بارے میں اسکی کمی کا خوف ہو تو اس پر سورۃ قریش پڑھ کر دم کر دیں۔ انشاء اللہ کھانا کم نہیں ہوگا۔ (شادیوں وغیرہ کے اجتماعات کے موقع پر اس طرح کا اندیشہ ہوتا ہے)

۲...... اگر کسی کے گردوں میں درد ہو تو اس پر سورۃ قریش پڑھ کر دم کیا جائے یا کھانے پر دم کر کے وہ کھانا اسے کھلایا جائے۔

سورۃ الماعون:۔ ۱...... جو آدمی کسی برتن پر اس سورۃ کو پڑھ کر دم کر دے وہ برتن ٹوٹنے سے محفوظ رہے گا۔

۲...... جو آدمی (صبح کو) کسی سے بات کرنے سے پہلے اس سورۃ کی تلاوت کو روزانہ کا معمول بنا لے تو اس کی دعا قبول ہوگی۔

سورۃ الکوثر:۔ ۱...... خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے جمعہ کی رات کو سونے سے پہلے باوضو ہو کر سورۃ

الکوثر کوسودفعہ پڑھےاور سومرتبہ درود شریف بھی پڑھےاور باوضو ہی سوجائے تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا۔

۲...... جوآدمی سورۃ الکوثر کولکھ کراپنے گلے میں باندھے تو وہ امن میں رہے گا۔

سورۃ الکافرون:۔ا...... جوآدمی طلوع آفتاب اورغروب آفتاب کےاوقات میں سورۃ الکافرون کی تلاوت کامعمول رکھےوہ شرک سے محفوظ رہیگا۔

سورۃ النصر:۔ا...... جنگ میں دشمن کیخلاف فتح حاصل کرنے کیلئے اپنے کسی ہتھیار پرسورۃ النصر کونقش کرلیاجائےتوفتح حاصل ہوگی۔

۲...... جولوگ جال کے ساتھ مچھلی کاشکار کرتے ہوں اگروہ کسی دھات پرسورۃ النصرنقش کرکےاس دھات کی ٹکڑی کواپنے جال میں باندھ لیں تو جب جال کوشکار کے لئے پانی میں ڈالیں گےاس میں فوج درفوج مچھلیاں پھنسیں گی۔

سورۃ اللھب:۔ایسادرد جو بڑھتا ہی جارہا ہوتواس سے نجات کیلئے درد کی جگہ پرسورۃ اللھب لکھیں درد کم ہوتاہوتابالکل ختم ہوجاۓگا۔

سورۃ الاخلاص:۔ا...... سورۃ الاخلاص ثواب میں تہائی قرآن کے برابر ہے۔

۲...... جوآدمی اس سورۃ کواخلاص کے ساتھ پڑھےاللہ تعالیٰ اس پرجہنم کی آگ حرام کردیتے ہیں۔

۳...... جوآدمی قبرستان کے قریب سے گزرتے ہوئے گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کراس کاثواب اس قبرستان کی اموات کوکرےتو اس قبرستان کے مردوں کی تعداد کے برابرثواب ملتاہے۔

۴...... اپنے دل میں اخلاص پیدا کرنے کے لئے سورۃ اخلاص کوپڑھنااوراس میں غورکرنا مفید ہے۔

سورۃ الفلق:۔ا...... رزق کی آسانی کے لئے سورۂ فلق کوروزانہ پڑھنامفید ہے۔

۲...... مخلوقات کے شراور حسد سے بچنے کے لئے سورۂ فلق کوروزانہ پڑھیں ان شاءاللہ حفاظت ہوگی۔

سورۃ الناس:۔ا...... جوآدمی سورۃ الناس کی تلاوت کواپنامعمول بنائے وہ امن وسلامتی میں رہے گا۔

۲...... جس آدمی کویاجانوروغیرہ کونظر بدکااثرہوتوسورۃ الناس پڑھ کراس پردم کریں اللہ کےفضل سے درست ہوجائے گا۔

۳...... مریض پرسورۂ ناس کادم کرنے سے افاقہ ہوتا ہے۔

۴...... جوآدمی نزع کے عالم میں ہواس پرسورۂ ناس پڑھنے سے اس کی موت آسان ہوجاتی ہے۔

۵...... جنوں اورانسانوں کے شر سےاوروہم ووسواس سے محفوظ رہنے کے لئے سوتے وقت سورۂ ناس پڑھ کرسوئے۔

۶...... بچوں کوجنوں اور بلاؤں سے محفوظ رکھنے کے لئے سورۃ الناس کولکھ کران کے گلے میں لٹکانا مفید ہے۔

۷...... جس آدمی کوبادشاہ یاافسروغیرہ کےظلم کاخوف ہووہ اس کے پاس داخل ہوتے وقت سورۃ الناس پڑھ لےتواللہ تعالیٰ ان کے شر کے لئے اسے کافی ہوجائے گااور یہ امن وامان میں رہے گا۔(الدررالنظیم)

مآخذ فوائد القرآن

ترجمہ و خواص... از تفسیر میرٹھی (مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمہ اللہ)

تفاسیر...

از گلدستہ تفاسیر... تسہیل بیان القرآن... درس قرآن... توضیح القرآن

مسائل... از معارف القرآن مفتی اعظم رحمہ اللہ

واقعات و کیفیات...

از فضائل اعمال... تحفہ حفاظ... قرآن اور سائنسی انکشافات... ناقابل یقین سچے واقعات... واقعات کی دنیا... اللہ والوں کی دنیا سے بے رغبتی... محبت الٰہی کے راستے... قرآن کے بکھرے موتی وغیرہ...

خواص و عملیات...

از اعمال قرآنی...... (حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ)

الدرر النظیم...... (ابو محمد عبداللہ بن اسعد یافعی رحمہ اللہ)

طب روحانی...

(از مولانا محمد ابراہیم دہلوی خلف مولانا محمد حسین حنفی شاذلی دہلوی رحمہ اللہ)

تم بحمد اللہ